مَا إِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي
وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

نبی کریم کے اسمائے مبارکہ کی تشریح و توضیح پر لکھی جانیوالی سب سے بڑی کتاب

تذکرۃ المحبین فی اسماء سید المرسلین

کا اردو ترجمہ

المسمّٰی بہ

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصوصیات

تالیف

ابو عبداللہ محمد بن قاسم الرصاع التونسی

مترجم

مفتی عبدالحکیم کشمیری
فاضل و متخصص فی الدعوۃ جامعۃ دارالعلوم کراچی

احمد حامد محمود قاسم عاقب فاتح خاتم حاشر
ماحی داعی سراج رشید منیر بشیر نذیر ہادی
مہدی رسول نبی طٰہٰ یٰس مزمل مدثر شفیع
خلیل کلیم حبیب مصطفیٰ مرتضیٰ مجتبیٰ مختار ناصر
منصور قائم حافظ شہید عادل حکیم نور حجۃ
برہان ابطحی مؤمن مطیع مذکر واعظ امین صادق
ناطق صاحب مکی مدنی عربی ہاشمی تہامی حجازی
نزاری قرشی مضری امی عزیز حریص رؤوف رحیم
یتیم غنی جواد فتاح عالم طیب طاہر مطہر
خطیب فصیح سید امام بار شافی متوسط متقی
سابق مصدق مہدی حق مبین اول آخر ظاہر
باطن رحمۃ محلل محرم آمر شکور قریب
منیب طٰسٓ حٰمٓ

پہلا ایڈیشن

(جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں)

نام کتاب .... اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وخصوصیات

تالیف .... ابوعبداللہ محمد بن قاسم الرصاع التونسی

مترجم .... مفتی عبدالحکیم کشمیری

تعداد طباعت .... پانچ سو(500)

سرورق .... محمد عامر خان

ناشر .... دارالنعیم اُردو بازار۔لاہور

قیمت ....

تاریخ طبع پہلا ایڈیشن اپریل 2015ء

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ الخیر۔حق سٹریٹ اردو بازار لاہور (۲) مکتبہ عائشہ۔حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

(۳) دارالنعیم۔حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

برائے رابطہ

0333-3386754, 0321-5780394

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''ذکر اللہ'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العروۃ الوثقیٰ'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الصراط المستقیم'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''النجم اور النجم الثاقب'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الفجر الساطع'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''خلیل الرحمن اور خلیل اللہ'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''حبیب اللہ'' کے بیان میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نور اللہ'' کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

زیر نظر کتاب نویں صدی ہجری کے مشہور عالم ابو عبداللہ محمد بن قاسم الرصّاع کی تصنیف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے، یہ کتاب دنیا میں نایاب تھی اور مختلف تاریخی کتب خانوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود تھی، ابوظبی کے ایک عالم دین ڈاکٹر رضوان الدایہ نے ان مخطوطات کی مدد سے ایڈٹ کر کے اس کتاب کو قابلِ طباعت بنایا، بندہ اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اس عظیم کتاب کا ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے جو صلاحیت درکار ہوتی ہے بندہ اس سے تہی دست ہے، لیکن اللہ کی توفیق، زیرِ نظر کتاب کی عظمت اور اس میں موجود مواد کی جاذبیت جو کتاب کے ہر صفحے پر قارئین کو نظر آئیگی ان سب اسباب سے بندہ کی ہمت افزائی ہوئی، کتاب کے ترجمہ کے دوان رکاوٹیں بھی آئیں لیکن اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔

کتاب کے شروع میں محترم محقق محمد رضوان الدایہ نے ایک تفصیلی مقدمہ عربی زبان میں تحریر کیا ہے، اس کا اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے، اس لئے میں مزید کسی تفصیلی مقدمہ سے قارئین پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا، البتہ ترجمہ کے دوران چند باتوں کا خیال رکھا گیا ہے جن کو قارئین کے علم میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔

مصنف نے کتاب کے عربی متن میں صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ القابات اور دعائیہ کلمات کو کثرت سے ذکر کیا ہے، عربی زبان کے برخلاف اردو میں ان دعائیہ کلمات کو ذکر کرنے سے زبان کے تسلسل اور ربط میں خلل واقع ہوتا ہے، اس لئے انہیں حذف کر دیا گیا ہے۔

۲ اصل کتاب میں بعض مقامات پر صرفی اور لغوی تحقیق کی گئی ہے، عام قارئین چونکہ ان عربی اصطلاحات سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے اردو ترجمہ میں ان سے صرفِ نظر کیا گیا ہے۔

۳ تصوف کے ان رموز، اشارات اور اصطلاحات کو حذف کر دیا گیا ہے جو عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہیں۔

۴ اکثر احادیث کا عربی متن لکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔

۵ تمام آیات قرآنیہ اور اشعار کا عربی متن لکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔

۷ کتاب میں مذکور احادیثِ نبویہ اور بیان کردہ دیگر واقعات کے اصل ماخذ کی طرف رجوع کئے بغیر محقق کے دیئے گئے حوالوں پر اعتماد کیا گیا ہے،، البتہ بعض جگہوں پر کچھ مشکل عبارات کی اپنی طرف سے وضاحت کی گئی ہے اور وہاں اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۸ بعض ضروری اصطلاحات کی تشریح حاشیہ میں کردی گئی ہے۔

۹ سیرت اور تاریخ کے ان واقعات کی مناسب تشریح حاشیہ میں کردی گئی ہے جن کو مصنف نے اختصار سے بیان کیا ہے۔

آخر میں کتاب کا مطالعہ کرنے والے ہر عام وخاص قاری بالخصوص علمائے کرام سے درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو بندہ کو ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے، بندہ کے والدین اور اساتذہ کرام کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے اور قیامت کے دن ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

مفتی عبدالحکیم کشمیری

فاضل و متخصص فی الدعوۃ جامعہ دارالعلوم کراچی

ایم۔اے عربی وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

خطیب ڈی۔ایچ۔اے لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Muhammad Abdul Mannan
محمد عبدالمنان
Naib Mufti & Ustad Jamia Darul-Uloom Karachi
نائب مفتی و استاذ جامعہ دارالعلوم کراتشی

Date:23.3.2015.
التاریخ ۲.۶.۱۴۳۶ھ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه واهل بیته اجمعین۔

امابعد! حضرت محبوب خدا، فخر کائنات، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کا موضوع نہایت عمدہ موضوع ہے، اس بارے میں بہت سے علماء و محققین نے عمدہ کتابیں لکھی ہیں، اسکی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے بہت سے اسمائے حسنیٰ سے ہمارے نبی صلی اللہ علہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

بالمؤمنین رؤف رحیم (سورۃ التوبۃ: ۱۲۸) الرؤف اور الرحیم، درحقیقت اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں لیکن اس آیت میں یہ دونوں نام آپ صلی اللہ علیہ وسم کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور بقول علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے اللہ تعالیٰ نے اپنے تیس (۳۰) اسمائے حسنیٰ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ دیگر کتبِ سماویہ میں نیز سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے صحائف میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے ناموں سے یاد کیا گیا ہے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور نام "محمد" اور "احمد" ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ کے ناموں کی کثرت درحقیقت آپ کی شرافت وعظمت و ہیبت کی دلیل ہے، کیونکہ ان ناموں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور کمال کا اظہار کیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۔کے ناموں کی کل تعداد کتنی ہے؟ اس بارے میں علمائے کرام نے متعدد تعداد ذکر فرمائی ہے، چنانچہ علامہ ابن دحیہؒ نے اپنی کتاب "مستوفیٰ" میں نبی علیہ السلام کے تقریباً تین سو (۳۰۰) نام ذکر کئے ہیں، حافظ سخاویؒ نے "القول البدیع" میں، قاضی عیاضؒ نے "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں اور علامہ ابن سید الناس نے چارسو (۴۰۰) سے زیادہ اسماء نبویہ ذکر کئے ہیں۔

حافظ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں بعض صوفیۂ کرام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار (۱۰۰۰) نام ہیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار (۱۰۰۰) نام ہیں۔ اور ہمارے دور کے عظیم محقق ومحدث اور روحانی بزرگ حضرت علامہ شیخ محمد موسیٰ الروحانی البازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انتہائی مقبول ومعروف کتاب

''البرکات المکیۃ فی الصلوات النبویۃ'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی تعداد تقریباً آٹھ سو لکھی ہے۔

حضرت علامہ روحانی رحمۃ اللہ علیہ ان اسمائے مبارکہ کے فوائد کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

(۱)۔ یہ اسمائے مبارکہ درحقیقت آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور خصائلِ نبویہ کے متعدد پہلوؤں کی توضیح وتشریح ہیں۔

(۲)۔ جو شخص ان اسمائے مبارکہ کو پڑھے گا اور ان کو معانی کے ساتھ یاد کریگا تو اس کو سیرتِ نبویہ اور خصائلِ نبویہ کے بیشمار گوشوں سے واقفیت ہوگی، اور یہ واقفیت اس کے لئے عظیم علمی برکت اور عظیم ایمانی سعادت کا باعث ہوگی۔

(۳)۔ یہ اسمائے مبارکہ اپنے صریح معانی اور اشاراتِ قریبہ وبعیدہ کے ساتھ پوشیدہ حقائقِ دینیہ اور باریک ولطیف دقائقِ علمیہ کی طرف مشیر ہیں اور ابدی مراتبِ محمودہ اور بلند درجات کی طرف، نیز عالمِ شہادت اور عالمِ غیب کے مخفی اسرار اور عالمِ قدس وجبروت کے پوشیدہ امور کی طرف بھی مشیر ہیں، اور ان تمام امور کے اعتبار سے یہ اسمائے مبارکہ اس بات پر واضح دلائل ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام افضل البشر اور سید الرسل ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں۔ (ماخوذ از ''البرکات المکیۃ فی الصلوات النبویۃ'')

زیرِ نظر کتاب کے مصنف نوی صدی ہجری کے مشہور ومعروف بزرگ علامہ ابوعبداللہ محمد بن قاسم الرصاع التونسی المتوفی ۸۹۴ھ ہیں جنہوں نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تذکرۃ المحبین فی اسماءِ سید المرسلین'' میں اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑی سیر حاصل علمی بحثیں کی ہیں۔ کتاب مخطوطے کی شکل میں تھی اور نایاب تھی، پھر ابوظہبی کے ایک مشہور عالم ڈاکٹر رضوان الدایہ نے مختلف کتب خانوں سے مخطوطے جمع کر کے اس پر علمی انداز سے کام کیا، اور انکی علمی تحقیق وتعلیق کے ساتھ یہ نایاب اور پر مغز کتاب وجود میں آئی۔

بندے کے خیال میں غالباً یہ عربی زبان کی مفصل ترین کتاب ہے، جس میں جدید وقدیم کتابوں کا نچوڑ بھی موجود ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے اسمائے مبارکہ میں سے ہر نام کی بہت عمدہ تشریح کی ہے اور اپنی کتاب کے قاری کو ہر نام میں موجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور خوبی سے متصف ہونے کی ترغیب دی ہے اور اس سلسلہ میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، سیرت وتاریخ کی معتبر کتابوں سے خوب استفادہ کیا ہے، اسلوبِ تحریر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت کا ایسا رنگ غالب نظر آتا ہے کہ کوئی قاری اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

کتاب کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے غیر علماء کے لئے اس سے استفادہ کرنا ممکن نہیں تھا، اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے، تاکہ عوام وخواص اس عظیم کتاب سے فائدہ اٹھا سکیں۔

عزیز القدر جناب مولانا مفتی عبدالحکیم حفظہ اللہ، فاضل ومتخصص جامعہ دارالعلوم کراچی، مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا اور اپنی شب وروز کی انتھک محنت کے ذریعہ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا، اور ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھا کہ لفظی ترجمہ کے بجائے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مافی الضمیر کی ترجمانی ہو سکے، اس زاویہ سے انہوں نے پوری کوشش کی، اور الحمد للہ وہ اس میں کامیاب نظر آتے ہیں، ترجمہ میں سلاست اور روانی اور شگفتہ پن

ہے، نیز انہوں نے قرآنی آیتوں، احادیث مبارکہ اور اشعار کا عربی متن لکھکر ان کا ترجمہ بھی کردیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ سیرت و تاریخ کے ان واقعات کی مناسب تشریح بھی کردی ہے جن کے بارے میں مصنف نے اختصار سے کام لیا ہے، غرض ہر اعتبار سے کتاب کو جامع اور آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ بندے کے خیال میں اسماء النبی ﷺ کی تشریح کے لحاظ سے یہ کتاب عربی اور اردو میں جامع ترین کتاب ہے اور مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم، محقق، مصنف اور جن جن حضرات نے کتاب کے حوالے سے کسی بھی طرح سے حصہ لیا ہے سب کے درجات بلند فرمائے اور اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسکو امت کے لئے نافع بنائے۔ بالخصوص مترجم حفظہ اللہ کی عمر اور علم وعمل میں برکتیں عطاء فرمائے اور آئندہ مزید علمی کاموں کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ------------------- واللہ المستعان

محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

۲-۶-۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳-۳-۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیۂ مبارک بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پستہ قد، بلکہ میانہ قد لوگوں میں سے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے۔ نہ آپ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ، البتہ تھوڑی سی گولائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں تھی (یعنی چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں، اور پلکیں دراز۔ بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے)۔ ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے جیسے پستی کی طرف چل رہے ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ توجہ فرماتے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنے والے تھے نبیوں کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل، سب سے زیادہ سچی زبان، سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے (غرض آپ کی ذاتِ اقدس فضیلت والی چیزوں میں سب سے افضل تھی)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شخص یکایک دیکھتا مرعوب ہوجاتا، اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا باکمال وباجمال نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کتاب کا تعارف (از محقق)

یہ تصنیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کے موضوع پر لکھی جانے والی دوسری کتابوں کے مقابلے میں نہایت اہمیت کی حامل ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد سب سے زیادہ دائمی ذکرِ خیر کی حق دار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ اور خدائے بزرگ و برتر کے ناموں کی معرفت کے بعد اس کے پیارے نبی کے ناموں کی معرفت زیادہ مقدم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر اسمِ گرامی اپنے اندر ایک الگ خوبی رکھتا ہے اور ہر خوبی کی لی ان سے ایک نیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس موضوع پر قلم اٹھانے والے کی اہم غرض اسمائے مبارکہ سے برکت حاصل کرنا اور انہیں یکجا مدوّن کر کے ثواب طلب کرنا ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو بیان کرنا رحمتِ الٰہی کے حصول اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

اس کتاب کا نام تذكرة المحبين في أسماء سيد المرسلين ہے۔ اس کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن قاسم الرصاع الاأ نصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۴ھ) ہیں، جو اپنے زمانے کے علماء میں نہایت ممتاز شخصیت تھے، آپ کی جائے پیدائش ''تلمسان'' ہے مگر تیونس میں زندگی بسر کی، مؤلف کا شمار فقیہ، مفتی، خطیب، امام اور قاضی القضاۃ کی حیثیت سے تیونس کے مشہور لوگوں میں ہوتا ہے، آپ نے مختلف علوم پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ (بشمول ان صفات کے جنھیں علماء او رعام مسلمانوں نے اسماء کے قائم مقام قرار دیا ہے) کو تفصیل کے ساتھ انتہائی مرتب اور مناسب انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لکھی جانے والی کتابوں میں ہوتا ہے۔ نیز اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، خصوصیات اور عادات کے علاوہ تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں میں بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں لغوی اور اَدبی نثر پاروں کے ساتھ ساتھ اَشعار کا عنصر بھی پایا جاتا ہے جس نے مضمون میں چاشنی پیدا کر دی ہے، اس کے علاوہ کچھ اشارات تصوف کے بارے میں بھی موجود ہیں، کتاب کے ابواب کی کل تعداد ۹۳ ہے۔

مصنف کا اسلوبِ تحریر

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بات کو موانداز میں سمجھانے اور قاری کی توجہ مضمونِ کتاب کی جانب مبذول کرانے میں بڑی دلچسپی لی ہے، بعض جگہ عبارت میں اختصار اور باریک بینی سے کام لیا ہے۔ اس اسلوب کی وجہ سے کتاب میں بڑی لطافت اور عمدگی پیدا ہوگئی ہے، مصنف نے عام فہم زبان اور مناسب تعبیر اختیار کرتے ہوئے اس کتاب کو قاری کے ذہن کے قریب کر دیا ہے۔

کتابِ ہذا کا تقابلی جائزہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کے موضوع پر عربی کتب کے ذخیرے میں متعدد کتابیں موجود ہیں، جن میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الرياض الأنيقة في أسماء سيد الخليقة" اور ابنِ فارس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "أسماء رسول الله ﷺ و معانيها" بھی شامل ہیں۔ لیکن شیخ رصّاع رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کو باقی کتابوں پر برتری حاصل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر کتب کے مقابلے میں یہ کتاب زیادہ تفصیل سے لکھی گئی ہے، شیخ رصاع کی اس کتاب کی شہرت کی وجہ بھی یہی ہے۔

کتاب کا اسلوب:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً ایک مختصر مقدمہ تحریر فرمایا جس میں کتاب کی غرض اور طریقۂ تالیف کو بیان کیا ہے، پھر اسی کے ضمن میں چند فوائد اور کچھ خاص امور کو ذکر کیا۔ اس کے بعد تسلسل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی تفصیلی وضاحت فرمائی ہے۔

مصنف نے کتاب کا آغاز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ مبارک (محمد) سے کیا ہے، اور ہر اسمِ گرامی کے لیے الگ سے باب قائم کیا ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر نامِ مبارک کی مناسبت سے جو کچھ قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ میں بیان ہوا ہے اسے اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ نیز عام قاری کو ان نتائج سے بھی آگاہ فرمایا ہے جو علماء اور مفسرین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء اور صفات سے اخذ کیے ہیں۔

یقیناً یہ کام مصنف نے ایک صاحبِ قلم کی حیثیت سے محبت کے سچے جذبے سے سرشار ہو کر مضبوط قوتِ علمی کی بنیاد پر سرانجام دیا ہے۔ کافی جگہوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات کے مختلف مضموں پر گفتگو فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے احوال پر بھی جہاں

مناسب سمجھا کلام کیا ہے۔ نیز کچھ روحانی اشارات کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں مصنف نے اسمائے مبارکہ سے حاصل ہونے والے نتائج کو نصیحت اور تنبیہ کے انداز میں بیان کیا ہے، مصنف نے ہر باب کو چند فصلوں پر تقسیم کیا ہے اور اسی فصل کی مناسبت سے اسمائے مبارکہ کو ذکر کر کے ہر اسم کی تشریح اور وضاحت کرتے ہوئے اس کے مختلف مضموؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

ضمنی فوائد

اس کتاب میں مصنف نے موقع کی مناسبت سے متعدد فوائد بیان کیے ہیں۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اساتذہ اور ہم عصر علماء کی جماعت سے بھی کوئی مفید کلام نقل کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھا۔ اس کے علاوہ کئی مفید باتیں مصنف نے اپنی طرف سے بھی بیان فرمائی ہیں جن سے ان کی شخصیت اور حالات ، کے سامنے آجاتے ہیں۔

کتاب کی اہمیت

مصنف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو بیان کرنے میں (قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الشفاء" پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے لگاتار مطالعہ، غور و خوض اور چھان بین کے بعد کچھ رہنمائی دوسری کتابوں سے بھی لی ہے، اسی وجہ سے یہ کتاب سیرت، خصائص اور شمائل کی کتابوں میں شامل ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والی اہم کتابوں میں سے ایک ہے لیکن علمی فائدہ حاصل کرنے اور با مقصد کلام میں دیگر کتبِ سیرت سے ممتاز ہے۔

اگر چہ مصنف کی اصل توجہ تو ابتدائی قاری کی طرف ہے لیکن یہ کتاب ماہر فن قاری کے لئے بھی مفید ہے۔ مصنف نے چونکہ اس موضوع کا حق ادا کرتے ہوئے بہت سارا مواد جمع کر دیا ہے اس لئے ماہر فن قاری بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

ہمارے زمانے میں اس جیسی کتابوں کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے آگاہی حاصل ہو اور امت مسلمہ کی اس نوجوان نسل کو متوجہ کیا جائے جو اپنی ذمہ داری یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، خصائص اور احوال کی معرفت سے انحراف کیے ہوئے ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

کرنے والے عام مسلمانوں کے ذہنوں اور احساسات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کو پیوست کر کے انہیں ایمانی قوت پہنچانا بھی ضروری ہے۔

کتاب کے مخطوطات

اس کتاب کے تین مخطوطات ہیں [1]، شروع میں ظاہری کتب خانے کے نسخے پر اعتماد کیا گیا، اس کے بعد اس نسخہ کا تیونسی نسخہ سے تقابل کیا گیا، بعد ازاں ''رباط'' کے تیسرے نسخہ سے مذکورہ دونوں نسخوں کا تقابل کیا گیا۔ ظاہری کتب خانے کا نسخہ تقریباً ۲۵۰ اوراق پر مشتمل ہے۔

کتاب کی تیاری کا عمل

متن کے بیان میں تمام نسخوں کا آپس میں موازنہ کیا گیا ہے لیکن نسخوں کے درمیان حروف کی معمولی غلطی، سہو اور تھوڑے بہت فرق کے احاطہ سے صرفِ نظر کیا گیا ہے، اسی طرح تفصیلی بحث کے بغیر واقعات کے مراجع اور مصادر کی تخریج کی گئی ہے، چونکہ یہ کتاب وسعت اور طوالت کی متحمل نہیں اس لئے متن میں ہی آیات کی تخریج کر کے قوسین میں بند کر دیا گیا ہے۔

---

[1] (مخطوطات سے مراد قلمی نسخے ہیں جن کی مدد سے یہ کتاب عربی میں ایڈٹ کر کے شائع کی گئی، از مترجم)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی زبان میں اسلامی کتب کے ذخیرے میں ایسی کئی کتابیں ایسی ہیں جو فنِ تاریخ پر لکھی گئی ہیں لیکن اس عنوان میں وسعت لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، خصائص، عادات اور غزوات وسرایا کے متعلق حالات وواقعات کو بھی مختلف کتابوں اور تحقیقی مقالات کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

علماء نے دیگر موضوعات کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ اور صفات کو بھی نہایت اہتمام سے بیان کیا ہے، اور اس کو عام فہم بنانے کے لیے کتابوں میں حسب ضرورت اختصار یا طوالت سے کام لیتے ہوئے ابواب اور فصلیں بھی قائم کی ہیں۔

چنانچہ بعض مؤلفین نے خاص اسی انداز سے اپنی کتابوں کو مرتب کیا اور پچھلی روایت کو برقرار رکھا۔ اب اس موضوع پر نئی کتابیں بھی مرتب ہوکر سامنے آئی ہیں۔ ان میں ابنِ فارس رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۳۹۵ھ) کی کتاب "أسماء رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعانيها" معروف ہے۔ علامہ ابنِ فارس کے بعد اسی موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الرياض الأنيقة في أسماء خير الخليقة" کے نام سے طبع ہوئی ہے۔

بہرحال ابنِ فارس کی کتاب ایک چھوٹا سا عمدہ رسالہ ہے جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو ایک خاص طریقہ پر بیان کیا ہے اور ہر ایک کی الگ سے وجہ بھی بیان کی ہے۔

علامہ ابنِ فارس کو سیرتِ نبوی کے موضوع سے ایک خاص لگاؤ تھا، اس موضوع پر ان کا پہلے سے ایک مطبوعہ رسالہ موجود ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "أسماء رسول الله ﷺ ومعانيها" کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

وإنّ أحق الأشياء بالإدامة بعد ذكر الله جلّ ثناؤه ذكر محمد صلى الله عليه وسلم۔ وأولى الأسماء بتعرف معانيها أسماء الله جلّ وعلا، ثمّ أسماء نبيه صلى الله عليه وسلم، حيث لكل اسم من أسمائه معنًا، وفي عرفان كل معنى فائدة مجدّدة۔

"اور بے شک اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک دائمی ذکر کا زیادہ

حقدار ہے۔تمام ناموں میں خدائے بزرگ و برتر کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کے معانی کی لی ان سب سے مقدم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر نام کا ایک مطلب ہے اور ہر معنی کی لی ان سے ایک نیا ہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو بیان کرنے کا مقصد مؤلف کے مذکورہ کلام سے واضح ہو جاتا ہے، علامہ ابن فارس نے اپنی کتاب کا تعارف اور منہج علمی اس طرح سے بیان فرمایا ہے:

وإني تتبّعت أسماء رسول الله ﷺ، فجمعت منها ما وجدته في كتاب الله جلّ ثناؤه، وما جاء به الخبر عن رسول الله ﷺ، وما ذكر أنه في الكتاب المتقدّم (من الكتب المنزلة على الأنبياء قبله عليه السلام)۔ وبيّنت ما انضح لي من معانيها على قياس كلام العرب۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو تلاش کر کے ان کو ایک جگہ اکٹھا کیا ہے، ان اسمائے مبارکہ میں سے بعض اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) سے، اور بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث نبویہ سے ملے ہیں۔اور جن اسمائے مبارکہ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی کسی سابقہ کتاب میں مذکور ہیں، میں (مصنف کتاب ہذا) نے ان اسماء کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا ہے لیکن ان کے معانی کو اپنی بساط کے مطابق اہل عرب کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔

اس جیسی تالیفات دینِ اسلام کے مقصد کو بالکل واضح کر دیتی ہیں، چنانچہ علامہ ابنِ فارس اپنی کتاب کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

وأبلغ (أهمّ) ما أردته من ذلك التبرّك بذكر رسول الله ﷺ، وطلب الثواب بتدوين أسمائه مجموعة، ورجوت لكلّ من نظر في هذا الكتاب، وتحرى فيه ما تحرّيته مثل ما أمّلته لنفسي۔ ندعو الله تعالىٰ أن يثيبنا ثواب المحبين فيه والمحبين لرسوله ﷺ، وأن ينفعنا ببركة هذا العمل، وأن يجعله خالصا لوجهه مقبولا۔

''اور سب سے اہم بات جس کی بنا پر میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ کیا وہ رسول اللہ

ﷺ کے تذکرے سے برکت حاصل کرنا اور آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کو یکجا مدوّن کر کے ثواب حاصل کرنا ہے۔ میں اس کتاب کو دیکھنے والے اور اس میں تحقیق و جستجو کرنے والے ہر شخص کیلئے وہی امید کرتا ہوں جو اپنے دل کیلئے کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ذات اور اپنے رسول ﷺ سے محبت کرنے والوں کی طرح بدلہ ہمیں عطا فرمائے اور اس عمل کی وجہ سے ہمیں فائدہ پہنچائے اور اسے خالص اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے رسول ﷺ سے محبت کرنے والوں کی طرح ہمیں اس کام کا اجر عطا فرمائے، اسے ہمارے لئے مفید بنائے اور خالص اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔

ابن فارس کے علاوہ متقدمین اور متاخرین میں سے جس نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا بڑے اہتمام کے ساتھ آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تشریح فرمائی، قرآن وحدیث اور دیگر (سابقہ) امتوں کی کتابیں جن میں آپ ﷺ کی بشارت دی گئی ہے یا آپ ﷺ کے اسمائے گرامی صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہیں انہیں باحوالہ بیان کیا ہے، علمائے کرام نے اپنی کتابوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ان تمام ع وں پر غور و فکر سے کام لیا ہے۔

مثال کے طور پر ابن قیّم نے اپنی قیمتی کتاب: زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (۸٦:۱) میں آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ پر ایک فصل قائم کی ہے جس میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اسمائے گرامی صفات ہیں محض آپ ﷺ کے تعارف کی علامت اور نشانی نہیں اور خاص طور پر جن اسماء کو آپ ﷺ کی صفات سے اخذ کیا گیا ہو وہ آپ ﷺ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”وأسماء ہ نوعان: أحدھما: خاص لایشارکه فی معناہ غیرہ من الرسل کمحمد، وأحمد، والعاقب والحاشر، والمقفی ونبی الملحمة۔ والثانی: ما یشارکه فی معناہ غیرہ من الرسل ولکن له کماله منه فھو مختص بکماله دون أصله کرسول اللہ، ونبیّه، وعبدہ، والشاھد، والمبشّر، ونبی الرحمة، ونبی التوبة“ قال: ”وأما ان جعلَ له من کل وصف من أوصافه اسم تجاوزت أوصافه المئتین کالصادق، والمصدوق

،والرؤوف الرحیم الی أمثال ذلک ،وفی هذا قال من قال ان للّٰه تعالی ألف اسم ،وللنبیّ ﷺ ألف اسم''۔

ترجمہ: آپ ﷺ کے اسماءِ گرامی کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے دیگر انبیاء میں کوئی بھی اس میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہیں جیسے (محمد، أحمد، العاقب، الحاشر، المقفی اور نبی الملحمہ) اور دوسری قسم جس کے معنی میں دوسرے انبیاء آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں لیکن آپ ﷺ کو اس معنی میں کمال حاصل ہے، لہذا ایسے نام آپ ﷺ کے کمالات کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ جیسے رسول اللہ، نبی اللہ، عبدہ، الشاهد، المبشّر ،النذیر، نبیّ الرحمۃ ، نبی التوبۃ''ابن قیم فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کی ہر صفت کو اسم قرار دیا جائے تو ان کی تعداد دوسو سے زیادہ ہے، جیسے الصادق، المصدوق ،الرؤوف الرحیم وغیرہ اور اسی بارے میں کسی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے ایک ایک ہزار نام ہیں۔

مصنف نے اپنی اس کاوش کا نام'' **تذکرة المحبّین فی أسمائِ سیّدِ المرسَلینَ**'' رکھا ہے، اس طرز وطریقہ کے اپنے مقاصد ہیں جن کے بارے میں ابن فارس نے بتا دیا ہے۔

مؤلف اس کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

''فأردت أن أشرح اسماء ہ التی فی کتاب (الشفاء) ،و أذکر اشتقاقها ومعناہ اوأذیلعلیها بمایلیق بمدلولهاوماتشیرالیه بفحواها ، وما یصح للمرید أن یتخلّق به من أسماء المصطفی ،ومایتنهی الیه مقام الکامل من أهل الصدق والوفا۔

وأذکر فی هذاالکتاب بیان کل اسم رأیته فیه مع ما أضیف الی ذلک بعد کمال ما فی الکتاب ،وشرح ما لقحته فیه من فحوی الخطاب۔

والحامل لی (الدافع) ،والله أعلم بقصدی ،تشبّثی بأذیال أسماء حبیب الرحمن وتشبهی بطریق أهل الفلاح والعرفان۔۔۔''

ترجمہ:''میں نے آپ ﷺ کے ان اسماء کی تشریح کی ہے جو کتاب الشفا میں مذکور ہیں نیز ان کے اشتقاقی ماٰخذ کو بیان کر کے اشارۃً یا دلالۃً سمجھ میں آنے والے معنی و مصداق کو تتمہ کے طور پر بیان کیا ہے، اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ آپ ﷺ کے ناموں کو اختیار کرنے والے کیلئے کہاں تک ایسا کرنے کی گنجائش ہے اور سچے کاملین کا مرتبہ کہاں پر ختم ہوتا ہے۔

اس کتاب (کتاب الشفا) میں آپ ﷺ کا جو نام بھی ملے گا اسے ساری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد میں اپنی طرف سے کچھ گفتگو اور تشریح کا اضافہ بھی کروں گا۔

اور اس کام پر آمادہ ہونے سے میرا مقصد اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے اسماء کے دامن سے وابستہ ہونا اور کامیاب اہل معرفت کے راستے کی مشابہت اختیار کرنا ہے۔

مؤلف نے قاضی عیاض کی کتاب ''الشفا'' کو بنیاد بنا کر اس میں مذکور آپ ﷺ کے مبارک ناموں کو لیا ہے اور انہیں قاضی عیاض ہی کے طرز و طریقہ کے مطابق لکھ کر کچھ اضافہ کرتے ہوئے اس کتاب کو اپنے بیان کردہ طرز و طریقہ پر مکمل کیا ہے۔

مؤلف کی یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے اسماء مبارکہ کے موضوع پر تالیف میں اہم قدم ہے، اور میرے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تشریح کا احاطہ کرنے میں اس کتاب کی ہم پلہ کوئی اور کتاب موجود نہیں ہے۔

مصنف کے بعد علامہ سیوطی نے (اس موضوع پر) ''الریاض الانیقۃ'' تصنیف فرمائی، ان کی کتاب اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ انہوں نے رصاع کی کتاب کو دیکھا ہے یا اس سے کچھ اخذ کیا ہے کیونکہ امام سیوطی علماء میں جانی نے نی شخصیت ہیں اور اس زمانہ کے معاصر اہل علم کے ہاں ان کی کتابوں کی بڑی مانگ تھی۔

امام سیوطی کی کتاب کے اکثر حصے بلاغت اور اختصار پر مبنی ہیں، امام سیوطی بھی اجر و ثواب حاصل کرنے کی رغبت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''هذا شرح على الأسماء النبوية بعد شرحي الذي ألفته وكتابي الذي وضعته زدته تحريراً وتفصيلاً وفوائد يبتهج بها ذوالألباب و تأصيلا وحذفت الأسانيد غالباً لأنها تورث في أكثر الأوقات تطويلا ورجوت

أن تمتدّ اليه من الله الأيادي بالقبول وأن أتوصل به الى الشفاعة من الرسول ، ولعل الله أن يجعله ختام عملي ۔۔۔''

ترجمہ: ''اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کی تشریح کی گئی ہے، ابتدائً میں نے ایک کتاب لکھی تھی پھر کچھ اضافی فوائد کو مضبوطی کیساتھ تفصیلی طور پر تحریر کیا، وہ ایسے فوائد ہیں جن سے عقلمند لوگ خوش ہونگے، میں نے اکثر اسانید کو حذف کیا ہے کیونکہ وہ عموماً طوالت کا باعث ہوتی ہیں، میں اللہ تعالی سے امید رکھتا ہوں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہاتھوں ہاتھ مقبولیت حاصل کرے گی اور میں اس کتاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بناؤں گا، شاید کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو میرا آخری کام بنا دیں۔

آخری گذارش یہ ہے کہ میں نے مولف رصاع کی اس کتاب کو تیار کر کے منظر عام پر لانے میں کافی مشقت اٹھائی ہے، (۱) اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور تالیفات اور تصنیفات کی صورت میں جاری ہونے والے علم سے جو انہوں نے اہتمام اور اپنی طاقت کے مطابق نقل کیا ہے انہیں نفع پہنچائے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیرت نگاروں اور اسماء مبارکہ کا اہتمام کرنے والوں کی طرح اللہ تعالی سے ثواب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص سے کتاب کے مولف اور محقق کے لئے دعا کی درخواست ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو جہانوں کے پرودگار ہیں۔

محمد رضوان الدایۃ

ابوظبی آواخر ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق اوائل مارچ ۱۹۹۹

اور اشاعت کی طرف ابتدائی رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق اوائل جنوری ۱۹۹۹ کے زمانہ میں مراجعت کی گئی

---

(۱) یہ بات محقق کہہ رہے ہیں جنھوں نے تین مخطوطات کی مدد سے انتھک محنت کی اور اس نایاب کتاب کو طباعت کے قابل بنایا، از مترجم)

کتاب کے مصنف کا تذکرہ

اس کتاب کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن قاسم الانصاری ہیں، ان کی سوانح حیات میں انصاری ،تیونسی اور رصّاع کا ذکر بھی موجود ہے، تیونسی اس وجہ سے کہا گیا کیونکہ آپ اپنے خاندان سمیت تیونس جا کر مقیم ہو گئے تھے اور پھر وہاں کے مقامی باشندے بن گئے، آپ کو تیونس میں کچھ کاموں کی ذمہ داریاں بھی دی گئیں اور انہی کاموں کی طرف آپ کی نسبت کی جاتی ہے۔

مصنف کو رصاع کا لقب چوتھی پشت کے دادا سے ملا، وہ منبروں دیواروں اور چھتوں کی لکڑیوں کو نقش و نگاری سے آراستہ کرنے والے ایک مشہور بڑھئی تھے، اور وہ اپنے 'میں باعزت اور ایک متقی انسان تھے۔

بنیادی طور پر مصنف کے خاندان کا مذ تلمسان سے ہے، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے جب تلمسان شہر کی مسجد ''جامع العباد'' کو آراستہ کرنے کا ارادہ کیا (یہ مسجد سید بومدین اندلسی تلمسانی کے مزار کے پاس واقع ہے) تو انہوں نے مؤلف کی چوتھی پشت کے دادا عبداللہ (کتابوں میں ان کا نام مذکور نہیں ہے) کو طلب کیا، انہوں نے انتہائی مہارت اور انوکھے انداز میں کام کیا، جب بادشاہ نے انہیں اس کام کی اجرت دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اجرت لینے سے انکار کر دیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کام کی اجرت کے طور پر اسے سیدی بومدین کے مزار کے پاس دفن کیا جائے، چنانچہ ان کی اس خواہش کو پورا کیا گیا۔

بعض مؤرخین کے مطابق اس کام کی برکت ان کی اولاد میں منتقل ہوئی، چنانچہ مولف کے خاندان کو تیونس میں مضبوط شرافت و بزرگی اور بلند مرتبہ حاصل ہوا، علامہ سراج ''الحلل السندسية'' میں فرماتے ہیں کہ اس خاندان سے بہت بڑی تعداد میں مشہور لوگ پیدا ہوئے، ان کی اولاد آج تک موجود ہے اور قدرت کی طرف سے انہیں فتوی قضاء خطابت، امامت اور عدالت سمیت مختلف قسم کے عہدوں سے نوازا گیا۔

مؤلف کے دادا کی قبر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ''ھذا قبر فلان الذی صنع المنبر العبادی''

ترجمہ: یہ اس شخص کی قبر ہے جس نے عبادی مسجد کا منبر بنایا ہے۔

مؤلف رصاع کو مفتی، فقیہ، عالم، قاضی القضاۃ، مولف، خطیب کے علاوہ مختلف علوم کے مدرس اور اس جیسے دیگر القابات سے نوازا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف بیک وقت یا مختلف اوقات میں کئی مناصب پر فائز رہے، چنانچہ ایک زمانے میں وہ تیونس کے قاضی القضاۃ بھی مقرر کیے گئے تھے۔

مؤلف نے اس لائحہ عمل کے مطابق زندگی بسر کی ہے ۔

☆ فقہ اور اس کے متعلقات میں مشغولیت اختیار کی اور اس فن میں تالیف کا کام بھی کیا۔

☆ افتاء کے کام سے منسلک رہے اور مفتی کا لقب حاصل کیا۔

☆ فقہ، منطق، اصول دین، عربی اور منطق وغیرہ کی تدریس کرتے رہے۔

☆ تیونس کی جامع مسجد زیتونیہ کے خطیب اور امام رہے۔

☆ تالیف وتصنیف کے کام میں بھی مشغول رہے اور شرعی علوم کے علاوہ عربی منطق اور تاریخ وغیرہ پر بھی کتابیں تالیف فرمائی۔

مؤلف کی پیدائش تیونس میں ہوئی، تاریخ کی کتابوں میں ان کے سن ولادت اور زمانہ حیات کے متعلق کوئی متعین بات نہیں ملتی، تاریخ وفات کے بارے میں بھی اختلاف ہے کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔

البتہ ان کے حالات میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ تقریبا ۸۳۱ھ میں اپنے خاندان کے افراد کے ہمراہ دادا سے ملنے تیونس تشریف لائے، ان کے دادا اس خاندان کے سربراہ تھے اور ان سے پہلے تیونس میں آکر آباد ہوئے تھے۔

نیز ہمیں مصنف کے حالات میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ابتدائی علوم اپنے آبائی گاؤں تلمسان کے قریبی مکتب سے حاصل کیے، اپنے استاد شیخ فاضل سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا، جب ان کا انتقال ہوا تو دوسرے مکتب کی طرف منتقل ہو گئے۔

مصنف نے اپنے دوسرے استاد کا تذکرہ بھی کیا ہے جو قبیلہ بنی ورنید سے ضی رکھتے تھے اور قرآن کریم کے ماہر تھے، مؤلف نے مسجد نبوی میں دومرتبہ ان کی خدمت میں حاضری دی، اس حاضری کا مصنف پر بڑا اثر ہوا اور آپ کو اپنی یادداشت اور شعور میں پختگی حاصل ہوگئی۔

پھر ابن البنا کی درسگاہ میں منتقل ہوئے اور سلطان ابی فارس عبدالعزیز (متوفی ۸۳۷) کے

زمانے میں ۸۳۰ھ کے آس پاس دو مرتبہ قرآن کریم مکمل کیا۔

مؤلف نے تلمسان میں کئی اہل علم کے حلقوں میں حاضری دی اور بظاہر اس زمانہ میں آپ لگ بھگ پندرہ سال کے نوجوان تھے، اسی بناء پر ہم نے ان کی سن ولادت کا اندازہ ۸۱۵ھ لگایا ہے۔

اس وقت آپ کے والد نے تیونس میں سکونت کا پختہ ارادہ کرلیا اور جو کچھ ہم نے ان کے حالات میں پڑھا ہے اس کے مطابق وہ بھی ایک علم دوست اور اپنے بیٹے کی تعلیم میں دلچسپی لینے والے انسان تھے، وہ اپنے بیٹے کے لئے دور دور سے قیمتی کتابیں اکٹھی کیا کرتے تھے، مصنف کے نانا تلمسان کے موذّن تھے اور تیونس کی طرف منتقل ہوتے ہی انہوں نے اذان دینا شروع کردی تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مصنف کا خاندان تیونس میں آباد ہوا تو ان کے ددھیال اور ننھیال کی طرف سے اس خاندان کے ساتھ نسبی وابستگی رکھنے والی ایک غیر معمولی جماعت بھی یہاں آکر آباد ہوگئی تھی، یہ ایک بڑا سفر تھا جو رہائش اور سکونت کی غرض سے ہوا تھا، آپ کے والد تاجر لیکن علم دوست انسان تھے اور بلاشبہ انہیں علم کے بڑے حصے پر عبور حاصل تھا۔

تیونس میں رصّاع نے علم کے حصول کو جاری رکھا اور علما کی زیارت کرتے رہے، مؤلف کے احوال اور سوانح پر لکھی جانے والی کتابوں نے ان علماء کے ناموں کو بھی جمع کیا ہے جن سے انہوں نے علم حاصل کیا یا جن کی ملاقات اور مصاحبت کا شرف حاصل کر کے مصنف علم کے میدان میں اترے۔

ان علماء میں مفتی أبو محمد عبداللہ بن سلیمان البحیری (جنھوں نے اہل مغرب اور اہل اندلس کی ایک جماعت سے علوم حاصل کیے تھے) بھی شامل ہیں، مولف نے أبو العباس أحمد البسیلی سے منطق، أبو النور الأ و جاری سے قرآن کریم کی تجوید پڑھی، أبو القاسم البرزلی جو قرأت اور فقہ کے عالم تھے اور أبو عبداللہ محمد بن عقاب جو تفسیر اور علوم قرآن میں ممتاز تھے اور أبو عبداللہ محمد بن أبی بکر (جو عربی، اشعار کے اوزان، ریاضی اور علم فرائض کے عالم تھے) سے آپ نے شاطبیہ کبری پڑھی۔

رصّاع فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی مجلس میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا اور ان سے ابن البناء مراکشی (جو ریاضیات اور انجنیئرنگ کے انتہائی ماہر عالم تھے) کی کتاب شرح کے ساتھ دو مرتبہ پڑھی اور میں حوفی یعنی فرائض اور علم میراث کے مشہور عالم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے علاوہ حصار یعنی عقائد اصول اور فقہ کے عالم کی خدمت میں حاضری دی اور کئی مرتبہ کتاب کو ختم کیا، میں نے ان سے علم فرائض میں الاطرابلسی اور اور الجبری میں یاسمینیۃ پڑھی، یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن محمد بن حجاج (متوفی ۶۰۱ھ جو یاسمین

کے نام سے معروف تھے) کی لکھی ہوئی ایک نظم ہے، میں ان علوم کو حاصل کرنے کے لئے کئی سال تک ان کے ساتھ رہا، نیز میں نے ان سے خزرجیۃ اس کی شرح (الغرناطی السبتی) کے ساتھ زبانی یاد کی، یہ علم عروض کی کتاب ہے۔

اس کے علاوہ مصنف کے اساتذہ میں اُبوالعباس اُحمد قطروالی مصری اور فقیہی فرضی حیسونی بھی شامل ہیں ،اسی طرح اُبوعبداللہ محمد الرملی سے آپ نے الفیۃ بن مالک اور دوسری کتابیں پڑھی ہیں، نیز اُبوحفص عمر القلشانی اوران کے بھائی اُحمد کا شمار بھی آپ کے اساتذہ میں ہوتا ہے جو اپنے زمانے کے علماء میں سے تھے، وہ علما جن سے مصنف نے کسب فیض کیا یا ان سے روایت کی یا ان سے علم حاصل کیا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مصنف کے حالات میں ان کے اساتذہ، اساتذہ کے اساتذہ اوران کی مشہور کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے، یہ پے در پے ایک طویل سلسلہ ہے جو ان شہروں میں تسلسل کے ساتھ علم کے عام ہونے پر دلالت کرتا ہے، مؤلف کا مذ ایک طرف اندلس اور مغرب کے علماء سے جبکہ دوسری طرف مشرقی تیونس تک پھیلے ہوئے اہل علم حضرات سے تھا۔

مصنف اپنے استاذ ابوعبداللہ الرملی کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے ان سے عربی علوم حاصل کیے انہوں نے اپنے شاگرد رصاع کے لئے علم عربی میں ایک مقدمہ اپنے مروجہ طریقے پر لکھا، (اوراس مقدمے کو خاص مصنف کے نام سے مزیّن کیا) مصنف نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ میرے اوران کے درمیان نسبی تھا وہ اس طرح کہ میں ان کا داماد تھا، میں نے قریبی زمانہ میں ان سے الفیۃ مکمل پڑھی ہے ،میرے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہ کتاب ان سے مکمل پڑھی ہے۔

مجموعی طور پر مصنف نے علوم کی اچھی خاصی مقدار حاصل کی اوران کے علم و ہنر نے عمدہ شہرت پائی ،آگے چل کر انہی وسیع اور پھیلے ہوئے مختلف علوم کی وجہ سے انہیں خوب شہرت حاصل ہوئی۔

مصنف کو تیونس شہر میں مختلف عہدوں اور مناصب پر فائز کیا گیا، آپ کو لوگوں میں خوب مقبولیت حاصل ہوئی، قوت فکر اور وسعت علم کی وجہ سے دور دراز علاقوں کے لوگ آپ سے فتوی لیتے رہے۔

ان فتاوی میں سے جو مصنف کی سوانح حیات کی کتابوں میں مذکور ہیں (قضاء المحلۃ) بھی ہیں، محلہ سے مراد منصورہ محلہ ہے، ان فتاوی کا ذکر میں مولف کی تالیفات کے بارے میں آنے والے حصے کی ابتداء میں کروں گا۔

اس کے علاوہ (قضاء الأنکحة) ہیں جو شرعی عدالت کے مساوی ہیں اور شادی بیاہ اور طلاق وغیرہ کیساتھ خاص ہیں۔

نیز (قضاء الجماعة) بھی ہیں، قاضی للجماعة اہل اندلس اور مغربی لوگوں کی اصطلاح میں مشرق کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کی طرح ہوتا ہے، مصنف کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ انہوں نے کائنة المرینی کے موقع پر اپنے عہدے سے استعفی دے دیا تھا، شارح کہتا ہے کہ کائنة المرینی ایک حادثہ تھا جس کو سوانح نگاروں نے لکھا ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں کوئی واضح علم نہیں ہے۔

اس کے بعد مصنف نے فتوی نویسی، فقہ، اصول دین، عربی اور منطق وغیرہ کی تدریس کرتے ہوئے جامع زیتونیہ کی امامت اور خطابت پر اکتفا کیا۔

رصّاع کی تعلیم و تربیت کئی جہات پر مشتمل ہے، وہ علوم شرعیة کو اس کی فروع یعنی فقہ اصول اور عقائد سے لیکر تفسیر، سیرت اور حدیث وغیرہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

انہوں نے علوم عربیہ سے صرف، نحو، لغت، اشعار اور ادب کا علم حاصل کیا۔

منطقی علوم اس کے متعلقات سمیت سیکھے۔

اس کے علاوہ حساب اور الجبر اور انجنیئر نگ کا علم بھی حاصل کیا۔

طب اور میڈیکل کے علم کا کچھ حصہ (اپنے استاذ ابن عقاب سے) سیکھا۔

یہ وہ علم و ہنر اور مناصب تھے جو آپ کو عطا ہوئے اور یہ وہ موضوعات تھے آپ جن کی تدریس کرتے رہے اور یہ وہ عنوانات تھے جن پر آپ نے کتابیں لکھی ہیں، انہی کارناموں کی وجہ سے اپنے زمانے میں مولف کو شہرت حاصل ہوئی۔

مؤلف رصّاع کی تصنیفات

میں کہتا ہوں کہ افتاء اور تدریس سمیت مختلف کاموں کی مشغولیت نے مؤلف کو کتابوں کی تالیف سے روکے رکھا لیکن اس کے باوجود ان کی تالیفات کی تعداد کچھ کم نہیں، چنانچہ مصنف نے دس سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، یہ تعداد ان کتابوں کے علاوہ ہے جن پر آپ نے کام شروع کیا تھا لیکن مکمل نہ کر سکے۔

آپ نے علم دوست والد کے سائے میں کتاب کی محبت لے کر پرورش پائی، آپ کے والد اپنے بیٹے کو کتابیں مہیا کرنے کیلئے اپنا سب کچھ خرچ کر دیا کرتے تھے، مصنف نے حالات میں اپنے ایک استاد شیخ

عیسٰی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ انہیں ابن یونس کی شرح کے ساتھ مدوّنہ پڑھاتے تھے، فرماتے ہیں کہ جب ہم ان کی درسگاہ سے نکلے تو میرے والد کو ابن یونس خریدنے کی شدید تمنا ہوئی لیکن انہیں یہ کتاب نہ مل سکی، آخر کار اللہ تعالی نے آسانی فرمائی اور والد صاحب کو ایک قافلہ مل گیا جو اندلس کے شہروں کی طرف سفر کی تیاری کر رہا تھا، اس قافلے میں والد صاحب کے ایک دوست الحاج اُبوعبداللہ محمد رتی سفر کرنے والے تھے، چنانچہ والد صاحب نے ان کو کتاب خریدنے کیلئے سامان تجارت دیا اور ابن یونس خریدنے کی تاکید فرمائی۔

کچھ مدت تک غائب رہنے کے بعد یہ قافلہ اندلس سے کتابیں جمع کر کے لایا تو ان کتابوں میں ابن یونس کی کتاب بھی تھی، ہم نے یہ کتاب اپنے استاذ تک پہنچائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے یہ بات محسوس کی کہ یہ کتاب مجھے علمی گہرائی تک پہنچانے والی تھی، جب میں محلہ منصورہ مولویہ العثمانیۃ الاعدلیۃ میں محکمہ قضاء کے لئے آیا تو بسا اوقات یہ خیال آتا کہ درپیش مسئلہ مدوّنہ میں ہوگا لیکن اس کی جگہ کی تعیین میں مجھے دقت پیش آتی تھی۔

دوران سفر ابن یونس کی کتاب کو میں اپنے پاس رکھتا اور جب کوئی فتوی پوچھا جاتا تو میں کتاب کو اسی مقام سے کھولتا جہاں میرے خیال کے مطابق وہ مسئلہ موجود ہوتا، چنانچہ وہ مسئلہ مجھے مل جاتا اور ہم شیخ کی فراست ونصیحت کو یاد کر کے ان کیلئے دعا کیا کرتے تھے، اللہ تعالی انہیں اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔

اس کے علاوہ مصنف کے حالات میں ان کی یہ کتابیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

التسهيل والتقريب التصحيح لرواية الجامع الصحيح، اور یہ کتاب ابن حجر کی صحیح بخاری کی شرح کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

الجمع والتقريب في ترتيب آي مغني اللبيب:

مصنف نے اس کتاب میں قرآنی آیات کو سورتوں کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، اور اس کتاب میں قرآنی شواہد کی تشریح اور ان پر دو حصوں میں کلام کیا گیا ہے۔

کتانی نے اپنی فہرست یعنی فہرس الفہارس والاثبات میں رصاع کے بارے میں کہا ہے کہ ان کی کتاب "**تذكرة المحبين في أسماء سيد المرسلين**"، اور "**جزء في الصلوة على النبي ﷺ**" اور شرح علی البخاری ہے جس میں مصنف نے فتح الباری کا اختصار کیا ہے، اور "**شرح حدود ابن عرفة**" ہے

نیز مصنف نے ابن ھشام کی کتاب مغنی اللبیب کی کتاب سے قرآنی شواہد کو الگ کر کے انہیں سورتوں کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، کتانی فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ان میں سے ہر کتاب پر بالخصوص شرح البخاری کے ایک حصے پر ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر موجود ہے۔

''الهداية الكافية الشافية لبيان حقائق ابن عرفة الوافية'' یہ کتاب تیونس اور فاس میں طبع ہوئی ہے۔

''مجموعة كبرى في الفتاوى'' مصنف فہرست کے مقدمہ میں فرماتے ہیں'' یہ وہ سوالات ہیں جو افریقہ کے شہروں سے ان کے پاس آتے تھے'' ''المعیار اور المازونیۃ'' کے مصنف نے آپ کے فتاوی سے نقل کیے ہیں۔

''تذكرة المحبين في أسماء سيد المرسلين'' شیخ احمد بابا تنبکتی نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اپنے موضوع پر ایک عمدہ کتاب ہے، نیز مولفین اور سوانح نگاروں نے بھی اس کتاب کی تعریف کی ہے۔

"تحفة الأخيار في فضل الصلاة على النبيّ المختار".

شرح وصيّة الشيخ محمد الظريف.

جزء في أحكام.

كتاب في أسماء الأجناس وأحكامها؟.

كتاب في صرف (أبي هريرة).

رسالة في فضل العلم.

مصنف نے تفسیر قرآن کے موضوع پر بھی ایک تالیف شروع کی تھی۔

آپ کے حالات فهرسة الرصاع کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں اور یہ کتاب مصنف کے زمانے کی علمی اور ثقافتی بیداری کے بارے میں بڑی اہمیت کی حامل ہے جبکہ دوسری طرف تاریخی اور اجتماعی حوالے سے بھی فائدہ مند ہے۔ (یہ کتاب تیونس کے مکتبۃ عتیقیۃ سے محمد العنانی کی تحقیق اور تعلیق کیساتھ شائع ہوئی ہے۔ (اس پر تاریخ درج نہیں ہے)

تذکرۃ المحبین

مجھے أبوعبداللہ محمد بن قاسم الرصاع کی کتاب((تذکرۃ المحبین فی اسماء سید المرسلین)) کے تین لئے موصول ہوئے، میں نے ابتداء میں دمشق اور تیونس کے دو نسخوں پر کام شروع کیا، پھر مجھے مغرب سے ضوا ن بھی مل گیا۔

ا پہلا دمشق کے کتب خانہ ظاھریۃ میں محفوظ ہے اور اس کا عمومی نمبر ۸۶۴۵ ہے یہ مکتبہ امیر طاھر الحسنی الجزائری کا علمی ورثہ تھا جو ان کے ورثاء کی طرف سے ظاہری کتب خانہ کو ہدیہ کیا گیا تھا۔

مؤلف نے کتاب کے سرورق کو ان الفاظ سے آراستہ کیا ہے:

’’یہ کتاب معزز عالم وفاضل اور امام علامہ ابو عبداللہ محمد بن قاسم الرصاع کی تالیف ہے جو عظیم شخصیت أبوالفضل قاسم تاجر مرعی تیونسی مالکی کے صاحبزادے ہیں (اللہ ان پر رحمت کا سایہ کرے اور ان کی قبروں کو نور سے بھر دے)‘‘۔

یہ عبارت جدید قلم سے لکھی گئی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ یہ عبارت اس وقت لکھی گئی جب کتاب کتب خانہ ظاہریہ میں داخل ہوئی،اس ن کے ۲۵۷ اوراق ہیں ،اس کتاب کو عام مغربی خط کے انداز میں لکھا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا ن تیونس سے آیا اس کی فوٹو کاپی کویت کے جامعۃ الدول العربیہ کے مخطوطات سے متعلق تحقیقی ادارہ سے لی گئی ہے،اور مائیکرو کاپی کے مقدمے میں لکھا ہوا ہے کہ فوٹو کاپی کا ماخذ دار الکتب الوطنیۃ تیونس ہے اور مائیکروفلم کا نمبر ۱۹۳ ہے،اس پ کے ۱۸۳ اوراق ہیں،صحیح بات یہ ہے کہ یہ مائیکروفلم تذکرۃ المحبین اور مؤلف کے احوال پر مشتمل ہے،یہ مراندلس کے خوبصورت طریقے کے مطابق باریک مغربی خط میں ایک ماہر اور عمدہ لکھنے والے خطاط کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے۔

۳۔ ضوا ن مغربی ہے اور اس کے مقدمہ کے سرورق پر یہ عبارت نقش ہے،’’مکتبۃ الجامع الکبیر مکناس‘‘اس پ کا نمبر ۲۶۰ ہے اور یہ ۱۶۲ صفحوں پر اندلس کے طرز پر مغربی خط میں عمدہ اور باریک بین کاتب کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے،یہ مر ۹۸۵ھ میں اس پ کو دیکھ کر لکھا گیا جو مؤلف کی زندگی میں أبوالقاسم أحمد الرّاعی نے لکھا تھا۔

یہ مر میرے دوست اور بھائی ڈاکٹر محمد بنشرفۃ (جو ’’کلّیۃ الآداب رباط‘‘ کے استاد اور اسی کلیۃ کے

مکتبۃ الوطنیۃ کے مدیر بھی ہیں) کی طرف سے بہترین ہدیہ ہے، میری ان سے آخری ملاقات دمشق میں ۱۹۹۲ کے موسم گرما میں ہوئی تھی، انہیں جب میری تحقیق کے بارے میں علم ہوا تو مجھے بتایا کہ میرے پاس اس کتاب کا ایک نسخہ موجود ہے، چنانچہ انہوں نے اس نسخے کو میرے پاس ابوظبی میں بھیج دیا، اللہ تعالی انہیں میری اور اہل علم کی طرف سے جزائے خیر اور اجر و ثواب عطا فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

ابتدائی طور پر میں نے ظاھری نسخے پر اعتماد کیا پھر تیونس والے نسخے کی طرف مراجعت کی اور جب مغربی نسخہ ملا تو نئے سرے سے نظر ثانی کی، ظاہری نسخے میں لکھی ہوئی عبارت کو باقی رکھا گیا اور ضرورت کے علاوہ اس نسخے سے خروج نہیں کیا، میں نے اپنے اس عمل پر حاشیہ میں توجہ دلائی ہے نیز بعض صفحات پر مجھے تیونسی اور مغربی نسخے کے درمیان تقدیم و تاخیر کی خرابی ملی جسے درست کر دیا گیا ہے۔

دمشق کے نسخے کی طرف (أ) سے اور تیونس کے نسخے کی طرف (ب) سے اور مغربی نسخے کی طرف (ج) سے اشارہ کیا ہے۔

میں نے تحقیق کے طے شدہ اصولوں کے مطابق متن کی تحقیق کی اور حواشی میں زیادہ اسراف سے کام نہیں لیا بلکہ اکثر سرسری دلالت کرنے والے اشارات پر اکتفا کیا ہے تا کہ ایک بڑی کتاب کو میں ایسے حواشی کے اضافے سے (جن میں میانہ روی ممکن ہے) مزید بوجھل نہ بناؤں۔

اس کتاب نے علماء، سوانح نگاروں اور قارئین سمیت سب کو حیرت میں ڈال دیا، شیخ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''جواھر البحار فی فضائل النبیّ المختار'' میں اس کتاب کی یوں واقفیت کرائی ہے:

''کتاب تذکرۃ المحبین فی شرح أسماء سید المرسلین ﷺ شرح فیہ الأسماء النبویۃ المذکورۃ فی الشفا للقاضی عیاض شرحاً نفیساً جامعاً لفرائد الفوائد فی نحو عشرین کراساً بقطع الخط الوسط۔ وکثیر من فوائدہ لیست فی شؤون النبی ﷺ وانما ھی مواعظ وفوائد اخری یذکرھا بمناسبۃ ذلک الاسم، وماکان من ذلک فی شؤونہ ﷺ

ترجمہ: تذکرۃ المحبین کتاب میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسماء مبارکہ کی تشریح کی گئی ہے جو قاضی عیاض کی کتاب الشفا میں مذکور ہیں، اس کتاب میں نفیس اور بے مثال فوائد موجود ہیں اور

درمیانے سائز کے قلم سے تقریباً بیس کاپیوں پر مشتمل ہے، ان میں سے اکثر فوائد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات کے بارے میں نہیں بلکہ وہ ایسے نصائح اور فوائد ہیں جن کو مصنف نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نام یا حالت کی مناسبت سے بیان کیا ہے۔

مجھے اس کتاب کی تدوین کی طرف اُبوظہبی کے علمی تحقیقی ادارہ کے شعبہ مخطوطات سے فاضل بسام بارود نے متوجہ کیا ہے۔

یہ کتاب ماہر اور ادیب مصنف کی شخصیت کی وضاحت کرتی ہے جو اپنے زمانے کے متقدمین علماء میں قلم اور خطابت کے شہسوار تھے، اگر مصنف پر قدرت کی طرف سے ملازمت کی مصروفیات نہ ہوتی تو مصنف کا شمار بھی مختلف علوم مثلاً اُدب، لغت اور خاص طور پر، تفسیر، اصول اور فقہ وغیرہ میں بہت زیادہ کتابیں لکھنے والوں میں ہوتا۔

قاری کو اس بات کا احساس ہوگا کہ مصنف اصل زبان پر قادر اور قرآن وحدیث کے علاوہ قدیم و جدید اشعار کے بہت سارے شواہد اور مثالوں کے حافظ تھے، نیز (کلام) کو بلا تکلف بوجھل بنائے بغیر لغت اور ادب کے (علمی) سرمایہ سے سرسری طور پر استفادہ بھی کرتے ہیں، اسی طرح انہوں نے اسلامی علمی سرمایہ سے بھی استفادہ کیا ہے، لیکن اپنے ہم عصر مصنفین اور مضمون نگاروں کے اسلوب سے احتراز کرتے ہوئے انتہائی مہارت کے ساتھ اپنے موضوعات اور افکار کو وضاحت کیساتھ بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔

یقیناً مختلف علوم کی وسیع معرفت اور کثرت مطالعہ نے مصنف کے لئے ان تمام خوبیوں کے حصول کو ممکن بنایا، اس کتاب سے تصنیف کے باب میں ایک وسیع افق کھلا ہے، اس کا اسلوب خوبصورت اور تازگی بخشنے والا ہے اور طوالت کے باوجود یہ کتاب قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ بے تکلف اس کے صفحات کا مطالعہ کرتا چلا جاتا ہے، کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس کی کثیر ہدایات سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

مصنف کی یادداشت نے ان اشعار سے بھی مدد لی ہے جنہیں عموماً دینی اشعار کہا جاتا ہے، جیسے بوصیری کے قصیدہ بردہ اور شقر اطیسیّہ وغیرہ کے اشعار، اس کے علاوہ مصنف نے کبھی کبھار اپنے اشعار کو بھی بیان فرمایا ہے، میں (محقق) یہ کہتا ہوں کہ اس بات کا اندازہ مصنف کے کلام سے لگایا گیا ہے اگرچہ انہوں نے اپنی کتاب میں اس کی صراحت نہیں کی۔

حواشی کی تحقیق کے دوران قائین کو مصنف کی بعض عبارات کے بارے میں میری طرف سے کچھ

نوٹ بھی ملیں گے۔

مصنف ہر باب کے مسائل کو پیش کرتے وقت ایک واضح طریق پر چلے ہیں اور یہی طریق تقریبا تمام ابواب میں اختیار کیا ہے، آپ ہر باب کو نبی کریم ﷺ کے منتخب نام سے شروع کرتے ہوئے اس کا تعارف کرواتے ہیں، پھر اگر قرآن وحدیث میں اس نام کا تذکرہ ہوا ہوتو اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں، نیز اس نام کے لغوی اور اشتقاقی معنی سے واقف بھی کرواتے ہیں۔

مصنف نے مختلف پیراؤں کو فصل کا عنوان دیکر مسلسل کلام کیا ہے اور یہ مضامین اس اسم کی مزید تشریح، نصیحتوں، مثالوں اور اہم مواد پر مشتمل ہوتے ہیں، اس کے علاوہ، عبادت و زہد کے مقاصد کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مصنف نے عقیدہ کی حفاظت کے لئے مومن کے ایمان اور مسلمان کے اسلام پر دلائل اور شواہد کو ذہن نشین کرایا ہے، اور یہ ساری تفصیل عمل کی صحت اور تقوی کی قوت سمیت بہت ساری باتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

مؤلف ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی معطر سیرت کی طرف رجوع کرتے ہیں نیز صحابہ کرام اور تابعین کی سیرت پر بکثرت گفتگو کرتے ہیں تا کہ عبادت، زہد اور تقوی میں ان مشہور شخصیات کی مثال دے کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی جائے۔

مؤلف عارفین (صوفیاء) سے محبت کرتے ہیں اور ان کی کچھ باتیں بھی بیان فرتے ہیں اور ان باتوں کی تردید کرتے ہیں جن سے صوفیاء کرام کو اذیت دی جاتی ہے کہ لوگ مختلف معاملات میں صوفیاء کے طرز و طریقہ کی وجہ سے ان پر بہت زیادہ اشکال کرتے ہیں، (مؤلف کی نظر میں) یہ سب باتیں مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں، کبھی کبھار سخت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے (صوفیاء کے بارے میں) انتہائی کمزور بات کہہ دی جاتی ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب میں وہ اشعار بھی بیان کیے ہیں جن میں سے اکثر کچھ لوگوں کی زبان پر اظہارِ محبت اور استغراق کی کیفیت میں جاری ہوئے ہیں۔

اور جن احادیث کو مصنف نے بیان کیا ہے ان میں متعدد ایسی ہیں جن سے کچھ ثابت نہیں ہوتا (یعنی کمزور اور ضعیف ہیں) لیکن شاید مصنف کو رسول اللہ ﷺ کی شدید محبت نے ان احادیث کا تذکرہ کرنے پر مجبور کیا ہے، یقینا مصنف نے آپ ﷺ کے فضائل کے بارے بیان کی جانے والی احادیث

اور روایات کو باریک بینی سے نہیں دیکھا، مصنف بسا اوقات اپنے مقصد اور طرز وطریقہ کی مناسبت اور کتاب کے مواد کے تسلسل کے مطابق حدیث کے معنی اور مفہوم کو بیان کرتے ہوئے احادیث کی عبارت میں طوالت اور کبھی اختصار سے بھی کام لیتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بہت ساری جگہوں پر مصنف کا تکرار ایک ایسی عام بات میں نظر آئے گا جس کی وہ تاکید کررہے ہوتے ہیں، ان کا طرز وطریقہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی مخالفت کرنے والے ہر شخص کی تردید کرتے ہیں اور عابد، زاہد مخلص اور دوسرے سست لوگوں کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں۔

مؤلف کے مصادر سیرت، تفسیر حدیث، اُدب، صحابہ کرام اور اولیائے زاہدین کی سوانح ہیں، چنانچہ انہوں نے قاضی عیاض کی کتاب (الشفافي التعريف بحقوق المصطفى) اور ابن سبع کی کتاب جو (كتاب الشفا) کے نام سے موسوم ہے سے اپنی کتاب کا آغاز کیا، پھر عربی اسلامی کتب کے وسیع کتب خانے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے سیراب ہو کر (علوم) کو اخذ کیا، پھر انہیں نئے سرے سے ایسے عمدہ انداز سے پیش کیا جو ہر عمر کے پڑھے لکھے قاری کیلئے فائدہ مند ہے۔

اس کتاب میں ۹۳ باب ہیں اور مصنف نے بعض ابواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سے زیادہ اسماء کو لایا ہے۔

علامہ رصاع کی اس کتاب کے دیگر ماخذ درج ذیل ہیں:

البستان لابن مريم ۲۸۳

توشيح الديباج المذهب ۲۱۶،۲۱۷

درّة الحجال فى غرّة اسماء الرجال ۲:۲۴۰

الحلل السندسية فى الاخبار الأندلسية ۱: ۳۷۶

اتحاف اهل الزمان: ۶۴

الضّوء اللامع لأهل القرن التاسع ۲۸۶،۲۸۸: ۸

هدية العارفين ۲:۲۱۶

فهرس الفهارس والأثبات لعبدالحی الكتانی ۴۳۰: ۱

شجرة النور الزكية ۲۵۹-۲۶۰

اور مصنف الاعلام الزکلی کو بھی دیکھتے رہے۔

اور کتاب الشفاء جس سے مؤلف نے'' تذکرۃ المحبین ''میں استفادہ کیا ہے، اس کا پورا نام ''کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی ہے'' اور اس کے مولف أبو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو الیحصبی السبتی ہیں جو مغرب یعنی اندلس کے علماء میں سے ہیں، اپنے وقت کے امام الحدیث اور ہم عصر لوگوں میں سب سے بڑھ کر اہل عرب کے کلام، ان کے انساب اور تاریخ کو جاننے والے تھے۔

قاضی عیاض سبتہ شہر میں پیدا ہوئے جو ۶ ۷ ۴ ھ میں فتح ہوا، انہوں نے اندلس اور مغرب کے علماء کی ایک جماعت کی زیارت کر کے ان سے کسب فیض کیا، اس کے بعد آپ نے علم کا ایک حلقہ بھی لگایا، بہت سارے لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا، قاضی عیاض کی ایک کتاب مشیخۃ (برنامج) ہے جسے کتاب الغنیۃ کہا جاتا ہے، یہ کتاب اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کا شمار اپنے زمانے کے (بڑے) علما میں ہوتا ہے، اس کتاب میں ان علوم اور روایات کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے جو انہوں نے مختلف علماء اور شیوخ سے حاصل کیئے، قاضی عیاض کو سبتہ اور اندلس کے شہر غرناطہ میں قضاء کا منصب عطا کیا گیا، (اور اندلس اور مغرب نے اسی زمانے میں مرابطین اور موحدین کی حکومت کے تحت ایک مملکت کی شکل اختیار کی ہوئی تھی)

قاضی عیاض کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

تقریب المسالک فی معرفة اعلام مذهب ال

شرح ذصحیح مسلم

مشارق الانوار یہ کتاب علم حدیث کے موضوع پر ہے۔

الألماع الی معرفة أصول الروایة وتقیید السماع، یہ کتاب علم حدیث کی اصطلاحات کے بارے میں ہے۔

الأعلام بحدود قواعد الاسلام

شرح حدیث امّ زرع

اور کتاب الشفاء کو شہرت اور بلند مرتبہ حاصل ہوا اور اس کو مقبولیت کا وہ مقام ملا جو اس جیسی دوسری کتابوں کے حصے میں نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے لوگ اس کتاب کو پوری دنیا میں

لکھنے اور تقسیم کرنے میں مشغول رہے ہیں، پوری دنیا کے خاص وعام کتب خانوں میں مذکورہ کتاب کے کثیر تعداد میں میں اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں، ادباء اور مورخین نے اس کتاب کی تشریح اور حاشیہ نگاری کا اہتمام کیا ہے۔

أبوالعباس شھاب الدین أحمد بن محمد المقری التلمسانی نے قاضی عیاض کی سوانح پر ایک کتاب "**أزھار الریاض فی أخبار القاضی عیاض**" لکھی ہے اور آپ کے حالات اخبار، تصانیف، اعمال، اساتذہ، طلباء اور جہاں تک ممکن ہوا آپ کی علمی اور ذاتی زندگی کی اہم باتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، اور أزھار الریاض پانچ اجزاء میں طبع ہوئی ہے، تین اجزاء مصر سے جبکہ ۲ مغرب سے طبع ہوئے ہیں، اور اس کی دوبارہ اشاعت امارات کی حکومت اور مغرب کے تعاون سے ۱۹۷۸ میں ہوئی ہے۔

محمد رضوان الدایۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ کتاب

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ آپ کی آل اور صحابہ پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے حبیب ﷺ کو فضیلت دیکر ان کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا[1]، تمام مخلوقات پر شرف وعزت عطا فرما کر آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی ایسی وضاحت فرمائی جو آپ ﷺ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتی ہے۔

آپ ﷺ اہل معرفت کی لڑی کا مرکز ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی شریعت اور عظمت قائم کرنے والی حکومت عطا فرمائی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اس شخص کی گواہی کی طرح جس نے دلیل وبرہان سے اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اعتراف کیا ہو اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں جن کی وجہ سے جنت رضوان کو بنایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر ایسی رحمت نازل فرمائے جس کے ذریعے ہم (جنت میں) گھر بنا سکیں اور تنگیوں میں سکون حاصل کرسکیں اور جنتوں کے ٹھکانے کی طرف وجائیں۔

نیز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے صحابہ سے راضی ہو جو چمکنے والے ستارے، عمدہ روشنیوں اور رضامندی والے ہیں، انہوں نے آپ ﷺ کے انوارات کو حاصل کیا، آپ ﷺ کے پھولوں کی خوشبو سے خوشحال ہوئے اور معرفت کے باغات تک پہنچ کر اپنے قلوب اور اعضاء وجوارح کو آپ ﷺ کی محبت سے سیراب کیا، آپ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا یہاں تک کہ قرآن کریم نے ان کی خوبیوں کو بیان فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری مخلوق کے مقابلے میں اپنے حبیب ﷺ کی صحبت کا اہل قرار دے کر منتخب فرمایا، بیشک آپ ﷺ کے صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب لوگوں کے لئے ستارے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے انوارات کو بعد والوں میں عام فرمایا اور جس چیز کا وارث ان کو نبی کریم ﷺ نے بنایا تھا انہوں نے اپنے بعد والوں کو اس کا وارث بنایا، وہ یقین ومعرفت کی قوت سے آراستہ

---

[1] جیسے کلمہ طیبہ، نماز اور اذان وغیرہ میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے، از مترجم

تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ان کی نہر سے خوب سیراب ہوکر ہمارے دل روشنی حاصل کریں، نیز ہمارے اعضاء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور محبت سے آباد کرے تاکہ ہم جنت تک پہنچ جائیں۔

حمد وصلوۃ کے بعد جب میں نے اپنے نفس کو چند ضروری مسائل میں مشغول پایا اور باوجود بہت زیادہ تھکاوٹ کے کوئی ایسا فائدہ حاصل نہیں کیا جسے میں اپنے اور ''سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے درمیان وسیلہ بناسکوں اور جس کے ذریعے ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں اور دین و دنیا کے معاملے میں اسی سے مانگ کر اپنے مقصد تک پہنچ سکیں۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے فضل واحسان سے مجھے کتاب الشفا میں موجود محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اسماء مبارکہ کی تشریح کی توفیق عطا فرمائی، میں اس سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو غور سے دیکھتا اور سمجھتا تھا اور تنگیوں میں ان ناموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا تھا، پھر میرے اندر ان مبارک اسماء کے معانی سمجھنے کی شدید رغبت پیدا ہوئی، اس وقت مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی درخواست کروں جو ہمارے لئے دنیا اور آخرت میں ذخیرہ بن جائے، اور اس کے ذریعے جنت میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت حاصل کرسکیں اور لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی یاددہانی کراسکیں، اگرچہ میری خطائیں بہت زیادہ ہیں اور میرے پاس توشہ کم ہے لیکن اس کتاب کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔

چنانچہ میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ کتاب الشفا میں مذکور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کی تشریح کروں، ان کے اشتقاقی ماٗخذ کو بیان کرکے اشارۃً یا دلالۃً سمجھ آنے والے معنی و مصداق کو تتمہ کے طور پر ذکر کروں، نیز اس بات کو بھی واضح کروں کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام رکھنے کی خواہش کرے اس کیلئے کہاں تک ایسا کرنے کی گنجائش ہے اور سچے، وفادار اور کامل بندوں کا مرتبہ کہاں پر ختم ہوتا ہے۔

کتاب الشفاء میں مذکور اسماء مبارکہ کو پوری تفصیل سے لکھنے کے بعد میں اپنی طرف سے اس کتاب میں مزید تشریح بھی کروں گا، اس کام پر آمادہ ہونے سے میرا مقصد اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے اسماء سے وابستہ ہونا، اور کامیاب اہل معرفت کے راستے کی مشابہت اختیار کرنا ہے، اگرچہ میں

نیکیوں سے تہی دامن اور برے افعال اور برائیوں کو جمع کرنے والا ہوں۔

میں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (اسمائے مبارکہ کا) ذخیرہ کیا ہے، اللہ تعالی ہمیں خوف سے امن بخشے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے اور ہمیں اپنے اسمائے حسنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کی برکت سے اپنی امید تک پہنچائے۔

میں اس فصل میں ضروری مسائل اور ایسے فوائد بیان کروں گا جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کے طالب کو بہترین آگاہی حاصل ہوگی، یہ فوائد اسمائے مبارکہ سے پہلے مقدمہ اور معاون کی حیثیت رکھتے ہیں، میں ان باتوں میں اختصار سے کام لوں گا، البتہ میں نے ایسی باتوں میں ایک تہائی عبارت کا اختصار کیا ہے کیونکہ بہت ساری باتوں میں اشارہ کافی نہیں ہوتا، نیز ذہین اور غبی سے گفتگو یکساں نہیں ہوا کرتی۔

اس تالیف سے میرا اصل مقصد ابتدائی لوگوں کو سکھانا اور ان کیلئے مشکل الفاظ کی تشریح کرنا ہے، لہٰذا اگر یہ کتاب اشارات میں سمجھنے والوں، گہری فہم رکھنے والوں اور مختصر عبارت سمجھنے والوں کے ہاتھ لگ جائے تو یقیناً میں کشادہ روئی، خلوص دل اور قلم کی لغزشوں سے چشم پوشی کے علاوہ دل سے معافی کا بھی طلبگار ہوں۔

میں اللہ تعالی سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے بعض قرآنی آیات اور بعض سنت نبوی میں وارد ہوئے ہیں، کچھ ایسے نام بھی ہیں جن پر امت محمدیہ کا اجماع ہوا ہے۔

یہ سب باتیں ابوالفضل قاضی عیاض نے بہترین انداز میں بیان فرمائی ہیں جن سے دل شفا حاصل کرتے ہیں اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے آباد ہوتے ہیں۔

جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کو شروع کریں گے تو ان شاء اللہ ضرور یہ بھی بتائیں گے کہ اس کا معنی کیا ہے اور اس اسم کے مطابق نام رکھنا کہاں تک جائز ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنی سے اخذ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو نام رکھے ہیں ہم ان کی تشریح بھی کریں گے پھر ان ناموں سے متعلقہ باتوں کو بیان کر کے یہ نشاندہی بھی کریں گے کہ محبت کرنے والے کو اس سے کیا سبق ملتا ہے، اس کے علاوہ میں کلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے آراستہ کروں گا جو مزید رغبت اور شوق کا باعث ہوگا، بیشک سچی محبت کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

میں سالکین (قارئین) کے ذہنوں میں ابہام پیدا کرنے والی باتوں کو حذف کروں گا، نیز اہل

تصوف، نیک لوگوں کی حکایات اور فوائد کے علاوہ اشعار کو بھی بیان کروں گا، میں عقیدے اور قول و فعل کی لغزش سے اللہ تعالی کی مدد اور حفاظت کا طلبگار رہوں۔

میں نے اس کتاب کا نام ''تذکرۃ المحبّین فی اسماء سید المرسلین '' رکھا ہے، اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد، منتخب صحابہ کرام اور پاکیزہ بیویوں پر جو مومنین کی مائیں ہیں قیامت تک دائمی کامل رحمت اور بہت زیادہ سلامتی نازل فرمائے، تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

مجھے اس بات کی قوی امید ہے کہ اللہ تعالی میری اس دعا کو اپنی منشا کے مطابق قبول فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے مجھے میری مراد ضرور عطا فرمائیں گے، نیز میری نیت کے فساد کی اصلاح فرما کر وہ اجر و ثواب عطا فرمائیں گے جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں ایک واقعہ ہے جس سے سامعین کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا شوق پیدا ہوگا اور محبت میں اضافہ ہوگا، اس واقعہ کو اس کتاب کے ایک قاری فقیہ مبارک نے بیان کیا ہے، امید ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے انہیں درستگی کی توفیق حاصل ہوئی ہوگی۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے ایک قاری کو جمعہ کے دن نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب پڑھنے میں رکاوٹ پیش آئی اور آگے چل کر یہی رکاوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا سبب بنی، چنانچہ کتاب کا مطالعہ کرنے والے شخص نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

ایک بندہ جو اپنے اللہ کا محتاج، اس کے رحم اور معافی کا امیدوار، ماں کی طرف سے شریف، جو بیٹا ہے محمد المعروف بسوس الأربی کا اور انہوں نے تیونس کے جامع زیتونہ میں بخاری پڑھی ہے کہتا ہے کہ میں پانچ شعبان ۸۸۱ھ کو ہفتہ کی رات کے آخری پہر میں کھڑا تھا اور ایسا لگا کہ میں جامع زیتونہ میں داخل ہورہا ہوں، میرے ہاتھ میں أبو عبداللہ محمد الرصاع کی کتاب ''تذکرۃ المحبّین فی أسماء سید المرسلین '' ہے جسے میں مقامِ تو ابین کے پاس پڑھنا چاہتا ہوں، اس دوران کہ میں اس گھر کے ایک دروازے ''باب بھو'' کے قریب داخل ہونے کا ارادہ کررہا تھا کہ اچانک ایک آدمی پیچھے کی طرف سے میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا کہ میں اس کتاب کو پڑھنا چاہتا ہوں! اس نے کہا: کیا آپ اس کتاب کو پڑھنا چاہتے

ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں موجود ہیں؟

پھر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کیا، چنانچہ میں نے توجہ کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرقی کنارے کے سامنے تشریف فرما تھے اور کتاب ''الترغیب و الترھیب'' کا مطالعہ فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سفید لباس ل ہوئے چاروں طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر سرداری کا عمامہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی چادر ل ہوئے ہیں جس کا ایک کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر اور دوسرا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں کندھے پر ہے۔

میں شرمندہ ہو کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا، میں فوراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مبا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان شاء اللہ یہاں پر قیام ہوگا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ظاہر ہوا، میں نے جھک کر اس کا بوسہ لیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا، جب میں مبا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑھیئے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کا کون سا حصہ پڑھوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کا حکم دیا {حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ} میں تلاوت کرنے کے بعد خاموش ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا پڑھو، میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا یہ آیات پڑھو: {وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى ٱلدَّارِ}، چنانچہ میں پڑھ کر خاموش ہو گیا۔

پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان آیات کا معنیٰ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی دو آیتوں کا معنیٰ تو واضح ہے جبکہ ی آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کیسے مدد کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہوں نے اپنے قول و فعل اور تلوار سے اللہ کے دین کی مدد کی اور اس کی شریعت کا دفاع کیا، یہی اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا ہے، (۱) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے میرے ہاتھ میں موجود مذکورہ کتاب (تذکرۃ المحبین) کو (پڑھنے کا) اشارہ کیا، میں خاموش رہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دوبارہ حکم دیا۔

میں نے کتاب ابتداء سے پڑھنا شروع کی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے مجھے قبلہ رخ ہونے کا حکم دیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کا خیال رکھتے ہوئے تھوڑا سا مڑ گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت نہ

ہو، لیکن نبی کریم ﷺ نے بھی مجھے قبلے کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا، میں نے حکم کی تعمیل کر کے قبلہ رخ ہو کر کتاب کو پڑھنا شروع کیا، جب مصنف کے نام تک پہنچا تو نسبت بیان نہیں کی آپ ﷺ نے مصنف کی نسبت کے بارے میں سوال کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں لکھی ہوئی موجود نہیں، آپ ﷺ نے نسبت بیان کرنے اور لکھنے کا حکم دیا۔

بہر حال میں نے آپ ﷺ کے سامنے کتاب کا ابتدائی حصہ اور خطبہ پڑھا اور جب میں مصنف کے قول'' وسمّيته بتذكرة المحبّين في أسماء سيد المرسلين '' پر پہنچا اور اس کے بعد والی دعا پڑھی تو مذکورہ شخص نے اشارے سے مجھے خاموش کر دیا۔

جب میں خاموش ہوا تو آپ ﷺ اٹھ کر تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد میں نے بیٹھنے والوں میں کسی سے پوچھا کہ اشارہ کرنے والے کون شخص تھے؟

ایک شخص نے مجھے بتایا کہ یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے پھر یہی شخص مجھ سے کہنے لگا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے تمہیں گھر میں داخل ہونے سے روکا، میں نے جواب دیا کہ نہیں، اس نے بتایا کہ یہ شیخ أبو محمد المرجانی ہیں۔

(قاری کہتے ہیں) میں روتے ہوئے نیند سے بیدار ہوا اور میں نے اسی وقت چراغ روشن کر کے مؤلف کی نسبت کو دیکھا کہ لکھی ہوئی ہے یا نہیں، لیکن مجھے لکھی ہوئی نہیں ملی، اور اللہ کی قسم! مجھے اس سے پہلے خبر نہیں تھی کہ یہ لکھی ہوئی ہے یا نہیں، چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق مؤلف کی نسبت کو بھی کتاب میں درج کر دیا۔

معلوم و متعین صفات کے مطابق (خواب میں) رسول اللہ ﷺ کی رؤیت برحق ہے، (یعنی آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق صحابہ کرام نے جو روایات بیان کی ہیں اگر کوئی انہی کے مطابق نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہے تو اس کا خواب برحق ہے۔ از مترجم) آپ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں سچ فرمایا ہے کہ:

---

(۱) اس آیت کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ صبر سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے، اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے استفسار فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جنت میں کن لوگوں کو داخل کرے گا؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مجاہدین جن کی وجہ سے سرحدیں بند ہیں اور ان کے ذریعے پریشانیوں سے حفاظت ہوتی ہے، ان میں سے کسی کے دل میں حاجت ہو اور وہ اسے پورا کئے بغیر مر جائے تو فرشتے ہر دروازے سے حاضر ہو کر انہیں سلام کریں گے۔ (از مترجم)

''من رآنی فقد رآنی حقا، فان الشیطان لایتمثّل بصورتی ''۔

ترجمہ:''جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا تو یقینا اس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

(یہ حدیث ملتے جلتے الفاظ کیساتھ بخاری، مسلم اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے، دیکھئے مسلم کتاب الرؤیا)

ہم اللہ تعالی کی ذات سے قبولیت اور اپنے مطلوب تک پہنچنے کی امید رکھتے ہیں، اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہم پر کرم کا معاملہ فرمائے اور ہماری بخشش فرمائے۔

فوائد:

پہلا فائدہ:

متعدد نام رکھنے کا سبب دراصل نبی کریم ﷺ کے بلند مرتبے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ ﷺ کے عزت واحترام کو بیان کرنا ہے کیونکہ اہل عرب جب کسی چیز کی اپنے دل سے تعظیم کرتے ہیں تو اس کے زیادہ نام رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ سے برگزیدہ اور عظیم ہستی کوئی نہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی عظمت پیدا کرنے اور مخلوق کو آپ ﷺ کے مرتبے پر توجہ دلانے کیلئے عمدہ صفات سے مزین فرمایا، یہ صفات آپ ﷺ کی ذات پر بکثرت استعمال کی وجہ سے آپ ﷺ کا اسم اور لقب بن گئی ہیں، اللہ جل جلالہ نے ان اسماء کو پڑھنے اور یاد کرنے والے کیلئے جنت کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔

لہذا اے محبت کرنے والے! اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ ﷺ کی محبت کو ذخیرہ کرلے اور اپنی نظروں کو آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ اور صفات کے ذکر سے لطف اندوز کر، نیز اللہ کے محبوب ﷺ کے اسماء کو ذکر کرتے وقت ادب کا خیال رکھ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کو ادب سکھایا ہے، اور دل کی گہرائیوں سے آپ ﷺ کے اس فضل وکمال پر غور کر جو اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ ﷺ کو حاصل ہے، اس فضل وکمال پر آپ ﷺ کا ہر اسمِ گرامی دلالت کرتا ہے، آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ختم ہونے والی نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ سے اس بزرگی، وسیلہ اور بلند مرتبے کا سوال کر جس سے آپ ﷺ کی شفاعت حاصل ہو سکے نیز آپ ﷺ کے ہر نام کے ساتھ درود شریف پڑھتے رہو۔

دوسرا فائدہ:

آپ ﷺ کے مبارک ناموں کا تذکرہ کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اچھی حالت میں رہے کیونکہ جب نیک لوگوں کا ذکر ہوتا ہے تو ذکر کرنے والوں پر رحمت نازل ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ تمام صالحین کے سردار اور اہل معرفت کے سرتاج ہیں لہذا جب آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو یا آپ ﷺ پر درود پڑھا جائے تو دعا سے غفلت اختیار نہ کر کیونکہ یہ قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، بالخصوص جب آپ ﷺ کا ذکر کرنے والا وقار سکون اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف رجوع کیئے ہوئے ہو۔

نیز شیخ اُبوسلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کو یاد رکھو اور اس سے نفع اٹھاؤ کہ جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو نبی کریم ﷺ پر درود سے اسکی ابتدا کر پھر اپنی مراد مانگو اور پھر آپ ﷺ پر درود پڑھتے ہوئے دعا کو ختم کیا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اول و آخر کے درود کو قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ درمیان والی دعا کو قبول نہ کرے۔

شاید شیخ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بندہ ہمیشہ اپنے اللہ کا محتاج ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی نہ کوئی حاجت ضرور پیش آتی ہے کیونکہ اللہ کے علاوہ اس کا کوئی مددگار نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ سورۃ فاطر ۱۵

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو

جب بندے کا یہ حال ہے تو کو ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا رہے، اللہ کی طرف بلاتا رہے، اپنی مطلوبہ ضرورتوں کو عاجزی، انکساری اور قبولیت کے یقین کیساتھ مانگے، (یہ خیال کرے کہ) وہ سخی ذات کے دروازے پر ایک بڑے سفارشی کا وسیلہ پکڑ کر کھڑا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے عمومی فضل کو مانگ رہا ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو شرف قبولیت عطا فرما کر ہمیں اپنی مراد تک پہنچا دے گا۔

اے محبت کرنے والے! نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ کو گندی جگہوں میں گرنے اور سخت دل لوگوں سے دور رکھ، بیشک کہ آپ ﷺ کے اسماء میں طیب اور طاہر پورے عالم کے انسانوں کو تعظیم کی طرف متوجہ کرتے ہیں، لہذا پاک جگہ، سچی زبان اور حضور قلب کے کیساتھ آپ ﷺ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ کیا کرو۔

محبوب سے محبت کے بقدر اس کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کا ذکر تے وقت عاجزی اختیار کی جاتی ہے جیسا کہ زندگی میں اس کے سامنے حیا اور خوف کی وجہ سے اس کا احترام کیا جاتا ہے، نیز محبوب کے نام کا احترام موت کے بعد بھی اس کی زندگی کی طرح ہوا کرتا ہے۔

کبھی محبت کرنے والے کی محبت اس (اعلیٰ) درجہ تک پہنچ جاتی ہے کہ عظمت کی وجہ سے اس کی زبان پر (محبوب کا) مبارک نام جاری نہیں ہوتا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت کرنے والے کے دل میں

آپ ﷺ کی محبت، عظمت اور بڑائی کا غلبہ ہوجاتا ہے اور اس کے دل میں آپ ﷺ کا خوف اتنا پیوست ہوجاتا ہے کہ محبت کرنے والے پر حال کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنے والے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رہنمائی اور نشانیاں حاصل کرنے میں دیگر صحابہ کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب تھے، وہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اسم گرامی کی حد درجہ تعظیم کرنے والے تھے (اللہ تعالیٰ ان پر بیتاین رحمت اور پاکیزہ ترین سلامتی نازل فرمائے)۔

ان کے کسی شاگرد کا قول ہے کہ میں ایک سال تک ان کی خدمت میں حاضر رہا لیکن نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت، خوف وڈر اور حیا کیوجہ سے انہیں کبھی یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ "رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے" البتہ ایک دن وہ حدیث پڑھا رہے تھے اور ان کی زبان پر یہ لفظ جاری ہوگئے کہ "رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے" اچانک ان پر بے چینی غالب آگئی اور میں نے ان کی مبارک پیشانی سے پسینہ ٹپکتے ہوئے دیکھا۔

لہذا اے بھائی! محبت کرنے والے ان عظیم اور معزز لوگوں کے مقابلے میں ہمارے ایمان اور محبت کی کیا حیثیت ہے، ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اچھی طرح ص ننے، سننے اور شک میں ڈالنے والی باتوں سے دور کرنے کے لئے کافی ہے اور صحابہ کرام کے کچھ فضائل تک پہنچنے میں مکمل اور جامع کلام ہے۔

یہ کلام صحابہ کرام کے بارے میں اہل سنت والجماعت یعنی ملت حنفیہ کا عقیدہ ہے۔ (وہ کلام یہ ہے کہ) اگر بعد والوں میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرلے تو وہ صحابہ کے ایک سیر یا نصف سیر کے ثواب تک نہیں نہیں سکتا۔

تیسرا فائدہ:

نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم کی نشانی یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام مبارک سنتے یا دیکھتے ہی اس کا احترام کیا جاتا ہے، وہ خط جس پر آپ ﷺ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہو اس کو چوم کر عزت واحترام سے رکھا جاتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے اترنے کی جگہ اور نشانیوں کا احترام کیا جاتا ہے۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جو اپنے نفس کے ساتھ زیادتی کرنے والا تھا، اس نے کبھی خیر کا کوئی کام نہیں کیا تھا، وہ لوگوں کے درمیان اختلافات ڈالنے میں مشہور تھا، اس کا دامن ناپسندیدہ کاموں اور برائیوں سے عیب دار تھا، یہ شخص مرنے کے بعد خواب میں اچھی حالت، بہترین صورت اور خوبصورت منظر میں دیکھا گیا، اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں یہ زینت اور حسن و جمال کیسے ملا حالانکہ تم تو برے اعمال میں مبتلا اور نیک اعمال میں کمزور تھے،؟ اس نے جواب میں کہا کہ ایک دن میں نے تورات کھولی تو اس میں اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد بن عبداللہ ﷺ کی صفات کو پایا، چنانچہ میں نے اسے چوم کر اپنے سر پر رکھا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب نبی کیساتھ محبت، اکرام اور تعظیم کی وجہ سے مجھ پر رحم کا معاملہ فرمایا، اور اپنے فضل و کرم سے میری بخشش کر دی۔

پس اے محبت کرنے والے! اللہ جل جلالہ کی طرف سے اس عظیم نبی کی تعظیم کو یاد رکھو اور اس خیر کو بھی یاد رکھو جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کے لئے تیار کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ ﷺ سے ہماری محبت کو دوگنا فرمائے اور ہم پر اپنی رحمت، احسان اور انعام کی بارش برسائے۔

چوتھا فائدہ:

جب تمہیں آپ ﷺ کا نام راستوں میں گرا ہوا یا تنگ گلیوں میں پھینکا ہوا ملے تو اسے ان مقامات سے منتقل کرنے میں جلدی کرو اور عزت و احترام کیساتھ اسے کسی اونچے مقام تک پہنچاؤ، بیشک نام کی عزت اس کے مسمّی کے بقدر ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر جس ذات کے ذکر اور نام کو رفعت عطا فرمائی وہ آپ ﷺ ہی کی ذات ہے، لہذا نبی کریم ﷺ کا نام گرامی اگر گندی جگہوں سے ملے تو اسے دھو کر پاک کریں اور خوشبو لگا کا جس طرح ممکن ہو جلا دینا چاہیئے۔

الحمد للہ ہمارے زمانے کے لوگوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت بہت زیادہ موجود ہے، جب وہ اللہ کے محبوب ﷺ کو خواب میں کسی جگہ دیکھتے ہیں تو اس جگہ کو پاک صاف کر کے اچھی حالت میں رکھتے ہیں، یہ لوگ ہر زمانے میں مومنین کو آپ ﷺ کی محبت پر ابھارتے ہیں، یہ سب باتیں آپ ﷺ کیساتھ حسنِ اعتقاد، کمال محبت اور سچے عشق پر دلالت کرتی ہیں۔

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے والا اگر آپ ﷺ کی علامات سے واقف ہو پھر وہ آپ ﷺ کو ان صفات کے خلاف دیکھے جو صحابہ کرام نے بیان فرمائی ہیں تو یہ دیکھنے والے کے دین

اور اس کے اوصاف کی خامی ہوگی۔

جب تم کسی جگہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک دیکھو تو مناسب ہے کہ اسے گندگی سے بچاؤ، نیز اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت کے بقدر برائیوں کو مٹانے میں جلدی کیا کرو اور اس عمل کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی محبت کی جستجو رکھو، اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کا مرتبہ بہت بڑا ہے، لہذا آپ ﷺ کے احترام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہے۔

اس بات کو بھی یاد رکھو جو جعفر صادق نے اپنے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک دن بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا ملا، انہوں نے اسے اٹھا کر دھویا اور پھر اپنے غلام کو دے کر کہا: جب میں فارغ ہو کر نکلوں تو مجھے یاد دلانا، جب وہ فارغ ہوئے تو غلام سے کہا کہ ٹکڑا کہاں ہے؟، غلام نے عرض کیا کہ میں نے اسے کھالیا ہے، آقا نے یہ سن کر اسے آزاد کر دیا، غلام نے آزاد کرنے کی وجہ پوچھی تو آقا نے کہا کہ مجھ سے میری ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد یعنی میرے نانا محمد ﷺ کی حدیث بیان کی ہے کہ: ''جو شخص بیت الخلاء یا غسل خانے میں داخل ہوا اور اسے وہاں روٹی کا ٹکڑا یا لقمہ ملے، وہ اسے اچھی طرح دھو کر خوشبو لگائے اور پھر کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں'' لہذا اے غلام! تمہاری بخشش ہو چکی ہے اس لئے میں نے ایک جنتی آدمی کا مالک بننا ناپسند سمجھا اور تمہیں آزاد کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''من أحيىٰ سنة من سنتي قد أميتت .فكأنما أحياني و من أحياني كان معي في الجنة ''

ترجمہ: جس نے میری کسی مردہ سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

(یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے، دیگر کتب حدیث میں اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے از مترجم)

جب یہ ثواب سنت کے زندہ کرنے اور اس کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنے کی وجہ سے ملتا ہے تو اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا جو آپ ﷺ کے اسماء کی تکریم و تعظیم اور حفاظت کرے؟

بعض نیک لوگ اس خط کو نگل جاتے ہیں جس میں آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ لکھے ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ اور دیگر انبیاء کے ناموں کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا جاتا ہے، لوگ اس عمل کو کمال تعظیم خیال کرتے

ہیں اوراس عمل پراللہ تعالی سے ثواب کی امید کرتے ہیں،خیر کے کئی دروازے ہیں اللہ تعالی نے اپنے اطاعت گذار بندوں کے لئے انہیں وسیع فرمادیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ھود ۱۱۴

ترجمہ:''یقینا نیکیاں برائیوں کومٹادیتی ہیں''۔

پانچواں فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال محبت،فرمانبرداری اور تعظیم نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے محبت میں یہ بات بھی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اسماء مبارکہ کے مطابق نام رکھیں جو ہمارے لئے جائز ہواور کثرت سے ایسا کریں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام کی عزت کریں اوراس کے ساتھ اچھا سلوک کریں،نیز اس نام کو(اونچی آواز سے)پکارنے اور برے اندازِ گفتگو سے خطاب کرنے سے اجتناب کریں،اس شخص کی عظمت دل میں ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے مطابق جس کا نام رکھا گیا ہو۔

بعض علما اور ماہرین شریعت نے مجھ سے تلمسان کے علما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ کسی نے اپنے بچے کا نام والد کے نام پر رکھا،جب انہیں بیٹے کو بلانے کی ضرورت پیش آتی تو وہ اس کو نام کیساتھ پکارنے سے حیا کرتے تھے کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اپنے والد کے نام کا لفظ منہ سے نکالیں ،وہ اس عمل کو والد کے مرتبے کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔

پس جب ایک شخص اپنے والد کیساتھ اس درجہ کا ادب مطلوب سمجھتا ہے تو اس شخص کا(ادب) کیوں نہ کیا جائے جس کا نام اللہ کے پیارے اور محبوب نبی کے نام پر رکھا گیا ہو،اعلی درجے کی سچی محبت جب دل میں پختہ ہوجاتی ہے تو بسا اوقات محبوب کا ذکر سنتے ہی دل پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔

کبھی محبت کرنے والا اس شخص کو بلند آواز سے پکارنے کی آواز سنتا ہے جس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ رکھا گیا ہو تو ایسا لگتا ہے کہ مسمّی بہ یعنی(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا)ذکر ہورہا ہے،چنانچہ اس کے دل میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق پیدا ہوتا ہے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتے ہی درود پڑھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا بخیل ہے،اسکے بخل کی بہت زیادہ مذمت کی جائے گی۔

بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک پر درود نہ پڑھنے والا مادر (۱) سے بھی زیادہ بخیل ہے اور قصداً ایسا عمل انکار کرنے والے کے علاوہ کسی اور سے سرزد نہیں ہوسکتا۔

ان شاء اللہ عنقریب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض ناموں کے ساتھ بتائیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی کو اختیار کرنے (یعنی ان کے مطابق نام رکھنے) کی حدود کیا ہیں۔

چھٹا فائدہ:

کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ مومنین کی زبان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درود جاری ہوجاتا ہے جب وہ کسی پڑھنے والے سے محمد بن المنکدر یا محمد بن الحسن سنتے ہیں تو اس وقت وہ فوراً صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں، کیونکہ جب وہ پہلی مرتبہ سنتے ہیں تو یہ خیال کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے، لہذا وہ درود پڑھنے میں سبقت کرتے ہیں، یہ بات دلوں میں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) کامل اور خالص محبت پر دلالت کرتی ہے۔

لیکن جب انہیں یقین ہوجاتا ہے کہ پڑھنے والے کی مراد اس کے علاوہ ہے تو اپنا خیال غلط ثابت ہوجانے کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوجاتے ہیں، میرے نزدیک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس درود پڑھنے والے کا اجر ضائع نہیں فرمائیں گے بلکہ اپنے جودوکرم کی بنا پر درود پڑھنے والے کے بوجھ کو ہلکا کریں گے، اور اپنے فضل سے اس کو جنۃ الماوٰی میں ٹھکانا دیں گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی''۔ لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کتاب کی تالیف کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور اپنی نیت پر ثواب کی طلب کرتے ہیں، بیشک میں تیراکی سے واقفیت کے بلا سمندر میں اتر پڑا لیکن مجھ پر محبت کا غلبہ ہوا اور میں نے اپنے نفس کو (نیک) لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے پر آمادہ کرلیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی ہوگی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان کی معیت نصیب ہوگی، ایک اور آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک آدمی کسی دوسرے آدمی سے اچھے عمل کی وجہ سے محبت کرتا ہے جو وہ کررہا ہوتا ہے لیکن

---

(۱) مادر عربی میں مٹی کے ساتھ لپائی کرنے والے کو کہا جاتا ہے، یہ ایک شخص کا لقب تھا جس کا نام ہلال بن عامر تھا، یہ شخص بہت زیادہ بخیل تھا، کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے لے گیا، حوض کے نیچے جو پانی بچ گیا اس نے پاخانہ کرکے اس پر مٹی ڈال دی تاکہ کوئی اور اس پانی سے فائدہ نہ حاصل کرسکے، چنانچہ اہل عرب کے ہاں اس کا بخل ضرب المثل بن گیا، دیکھئے، معجم اللغات، از مترجم)

محبت کرنے والا اس جیسا عمل نہیں کر سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے (دنیا میں) محبت کی ہوگی۔

اگرچہ مجھ جیسوں کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی محبت کی تصدیق نہیں کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ان شاء اللہ یہ محبت بھی نفع بخش اور اللہ تعالیٰ کی رضا تک پہنچانے والی ہوگی، امام قشیری نے اپنی کتاب میں ایک شخص کی حکایت بیان کی ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد فقراء کی ایک جماعت ہے، اس دوران آسمان سے دو فرشتے نازل ہوئے، ایک کے ہاتھ میں طشت اور دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا ہے، اس نے طشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور ان دونوں کو بھی ہاتھ دھونے کا حکم دیا، انہوں نے اپنے ہاتھ دھونے کے بعد طشت میرے سامنے رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں کو میرا ہاتھ دھلانے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی طرف سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روایت کرنے والے نے سچ کہا، میں نے عرض کیا کہ میں آپ اور ان فقراء سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ بھی دھلاؤ بیشک یہ بھی انہی میں سے ہے، چنانچہ کسی نے ان کی محبت میں اشعار کہے ہیں:

تهبُّ لنا مِن نَحوِهم نفحات فتعرب عنا بالهوىٰ حرَكات

ہمارے لئے ان کی طرف سے خوشبو کے جھونکے چلتے ہیں، کچھ حرکتیں ہم سے اپنی خواہش کا اظہار صاف انداز میں کرتی ہیں۔

ونطرُبُ أن غنىّ الحُداةِ بِذكرهِم فلم لا، وأنتم للطّريق هُداة؟

اور ہم اس وجہ سے وجد میں آجاتے ہیں کہ حدی خوانوں نے آپ کے ذکر کا ترانہ گایا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا حالانکہ آپ راستوں کی راہنمائی کرنے والے ہیں۔

أحبابُنا كيف الطّريق اليكم وقد قطعتنا عنكم الشهوات؟

اے ہم سے محبت کرنے والو! تم تک پہنچنے کی کیا سبیل ہو سکتی ہے؟، یقیناً تم تک پہنچنے میں ہمیں شہوتوں نے روکے رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان فقراء اور اپنے انبیاء سے محبت نصیب فرمائے اور اپنی اطاعت اور اپنے نیک بندوں کے حق میں کھڑے ہونے پر ہماری مدد فرمائے۔

باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "محمد" کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے، اعزاز و اکرام اور تعظیم کا معاملہ فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد قرآنی آیات اور احادیث میں وارد ہوا ہے، نیز اس نام پر امت محمدیہ کا اجماع ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ} الفتح ۲۹

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ} محمد ۲

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اور ہر اس بات کو دل سے مانا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے اور وہی حق ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، اللہ نے ان کی برائیوں کو معاف کر دیا اور ان کی حالت سنوار دی ہے۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہے:

{مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ} الاحزاب ۴۰

ترجمہ: (مسلمانو) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

سورہ آل عمران میں ارشادِ ربانی ہے:

{وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ} آل عمران؛ ۱۴۴

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔

ان تمام قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے اس مبارک نام کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر مہربانی اور عنایت ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسالت دے کر اپنے حکم کو پختہ کیا، یہ اسم گرامی عطا فرما کر تمام موجودات میں آپ ﷺ کو خصوصیت عطا فرمائی، چنانچہ (اس زمانہ میں) کچھ لوگوں نے اپنے علم کی بنیاد پر بتا دیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی "محمد" کے بارے میں بے شمار احادیث نبویہ موجود ہیں، یہ نام گرامی آپ ﷺ کے کلام میں اتنا بکثرت آیا ہے جس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے بخاری، مسلم اور نسائی سے اخذ کردہ روایات کو دیگر بہت سارے طرق سے بیان کیا ہے، ان روایات کی سند محمد بن جبیر بن مطعم پر جا کر ختم ہوتی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"لی خمسة أسماء . أنا محمّد . وأنا أحمد . وأنا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر . وأنا الحاشر . الّذی یحشر اللّٰہ الناس علی قدمیّ . وأنا العاقب"۔

ترجمہ "میرے پانچ نام ہیں: میں محمد اور احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو ختم فرمائیں گے، اور میں حاشر ہوں یعنی اللہ تمام لوگوں کو میرے قدموں میں جمع فرمائیں گے، اور میں پیچھے آنے والا (یعنی آخری نبی) ہوں۔

(حاشیہ، زاد المعاد، دلائل النبوۃ للبیھقی، سبل الھدی والرشاد)

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"لی عشرة أسماء ــ)) فذکر الخمسة ثم قال ((ـــ أنا رسول الرحمة . ورسول الراحة . ورسول الملاحم . وأنا المقتفی . وأنا قُثَم"۔

ترجمہ: میرے دس نام ہیں، پھر (مذکورہ) پانچ ذکر کرنے کے بعد فرمایا: میں رسول الرحمۃ ، رسول الراحۃ ، اور رسول الملاحم ہوں، نیز میں مقتفی اور قثم ہوں۔

(حاشیہ دلائل النبوۃ، الشفاء، الریاض الانیقہ)

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ:

"لی فی القرآن سبعة أسماء . فذکر منها محمّدا . وأحمد . ویٰس . و طٰهٰ . والمدثّر . والمزّمّل . وعبداللّٰہ"۔

ترجمہ: قرآن میں میرے سات نام ہیں، پھر آپ ﷺ نے ان میں سے محمد، احمد، یٰسٓ، طٰہٰ، مدثّر، مزّمّل، اور عبداللہ بیان فرمائے۔

ان شاء اللہ عنقریب ہم (مذکورہ حدیث میں بیان کردہ) ہر اسم کے متعلق اس کے باب میں گفتگو کریں گے البتہ یہاں پر یہ توجہ دلانا ضروری ہے کہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یا تو ہم یہ کہیں گے کہ اس حدیث میں اسمائے مبارکہ کی جو تعداد بیان کی گئی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ مقصد آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی کثرت بیان کرنا ہے، یا یہ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کے ارشاد ''میرے پانچ نام ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ ﷺ کے پانچ نام تھے پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے علاوہ دیگر نام عطا فرمائے اور آپ ﷺ کے وہ نام ظاہر ہوئے جو پہلے ظاہر نہیں ہوئے تھے، نیز اس کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ پانچ نام پہلی کتابوں میں موجود ہیں یا پہلی امتوں کے علما کے نزدیک ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی محمد پر امت کا اجماع ہے کہ عرب و عجم میں یہ نام آپ ﷺ کے علاوہ کسی کا نہیں رکھا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے یہ بات مشہور ہوئی کہ ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں جن کا نام ''محمد'' ہوگا، چنانچہ اس وقت عرب کے کچھ لوگوں نے اس امید پر اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے کہ ان میں سے کوئی نبی (موعود) ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وجود سے پہلے زمین و آسمان کی مخلوق کو یہ نام رکھنے سے روکے رکھا، کیونکہ اسے خوب علم تھا کہ نبوت کو کہاں رکھنا ہے، اہل عرب میں سے جن لوگوں نے یہ نام رکھا ان کی تعداد تقریباً سات ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اپنی کائنات پر کمال درجہ کی رحمت ہے کہ اس نے ہمارے نبی کریم محمد ﷺ کے وجود سے پہلے لوگوں کو ''نام محمد'' اختیار کرنے سے باز رکھا تاکہ ضعیف القلب لوگوں کے دلوں میں شک اور تردّد پیدا نہ ہو۔

نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کرم یہ بھی ہوا کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں جن لوگوں کا نام ''محمد'' رکھا گیا ان میں سے کسی نے بھی خود نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کسی اور کی طرف سے ان کے حق میں یہ دعویٰ کیا گیا۔

آخر کار نبوت و رسالت اس ہستی کے لئے ثابت ہوئی جسے اللہ جل جلالہ نے نئے انتخاب کے ساتھ رسالت کے لئے خاص فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام رؤوف اور رحیم رکھا اور جہان والوں کے سامنے نبوت و رسالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ظاہر ہوا۔

{يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ}

ترجمہ: وہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے خاص کرتا ہے، اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی کریم پروردگار ہے۔

لفظ محمد اصل میں "حمدتہ تحمیداً" سے ہے، یعنی میں نے اس کی حمد وثنا میں مبالغہ کیا، الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ لفظ محمد اسم ہے جو حُمِدَ (فعل) سے ماخوذ ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر زبان سے تعریف کرائی گئی اور ہر دل میں آپ ﷺ کا تذکرہ ہوا، آپ ﷺ کی تعریف اولین وآخرین نے کی، آپ ﷺ کی مدح مقرب فرشتوں نے کی، نیز آپ ﷺ کے نور کے مشاہدے کے وقت کائنات کی زبانوں نے تعریف فرمائی۔

اس جہان میں نبی کریم ﷺ کی بہترین حمد وثنا کے ذریعے چہروں کو تروتازگی اور رونق حاصل ہوئی، آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرنے سے فصیح وبلیغ لوگ عاجز آگئے، الغرض آپ ﷺ کی تعظیم تمام مخلوق سے زیادہ اس ذات نے کی ہے جس نے آپ ﷺ کی ذات وصفات کو بلند کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اکیلا اور احسان کرنے والا ہے۔

آپ ﷺ ان لوگوں میں سب سے عظیم ہیں جنہوں نے تعریف کی اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی گئی ہے، اور آپ ﷺ تعریف کیئے ہوؤں اور تعریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ تعریف والے ہیں، آپ ﷺ ہی اس لائق تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نام محمد رکھتا۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرمائے۔

فصل

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو نام محمد عطا کر کے مہربانی کی گئی، یہ بات آپ ﷺ کی سیرت کی کتابوں میں مشہور ہے، ابوجعفر محمد بن علی اور ابن سعد کے طریق سے روایت بیان کی گئی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ شکم مادر میں تھے تو حضرت آمنہ کو آپ ﷺ کا نام "محمد" رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابن اسحاق نے روایت بیان کی ہے کہ اسی دوران کسی کہنے والے نے حضرت آمنہ سے یوں کہا تھا:

انک حملت بسیّد هذه الأمّة۔ وفیه: اذا وضعته فسمّه محمداً۔

ترجمہ: "بے شک آپ اس امت کے سردار کے حمل سے ہیں اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ

جب اس کو جنیں تو اس کا نام محمد رکھنا''۔حاشیہ (سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ھشام)

بہت ساری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نام کا انتخاب فرما کر دنیا میں اتنی شہرت عطا فرمائی کہ زمین میں یہ اسم مبارک مشہور ہو گیا نیز اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد اور سمندروں میں ماحی رکھا۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ نے کس وجہ سے ان کا نام زمین میں محمد اور آسمان میں احمد رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مشرق ومغرب والے ان کی اتباع اور حمد وثنا کریں گے، اس لئے میں نے ان کا نام زمین میں محمد رکھا ہے۔

آسمان کے فرشتے بھی اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے زیادہ اپنے رب کی تعریف کرنیوالے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد رکھا گیا۔

مجھے بعض مشہور روایات اور احادیث میں یہ بات اس طرح ملی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمان میں احمد، زمین میں محمد اور سمندر میں ماحی ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان وزمین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مبارک نام (محمد اور احمد) رکھنے کی وجہ پوچھی تو اللہ تعالی نے اس کی وجہ بتادی، لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ''ماحی'' کو سمندروں میں خاص کرنے کی وجہ نہیں پوچھی حالانکہ وہ حدیث جس میں حضرت آدم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء محمد اور احمد کی خصوصیت کے بارے میں سوال کیا وہ خصوصیت سمندروں میں ماحی رکھنے میں بھی پائی جاتی ہے۔

شاید حضرت آدم علیہ السلام واضح اور ظاہر بات دیکھ کر اس کے معنی سمجھ گئے ہوں، اور وہ نام ان کا مایدہ بھی ہو، خاص کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض روایات میں ماحی کی وضاحت اپنے اس قول سے فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔

سمندروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماحی نام خاص کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس نام کی خصوصیت کو مجھ پر کھولا ہے، ان شاء اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ماحی کے تحت اسے بیان کروں گا۔

اکتفاء کے مصنف نے روایت بیان کی ہے کہ عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد اس خواب کی وجہ سے رکھا جو انہوں نے دیکھا تھا کہ چاندی کی ایک زنجیر ان کی پشت سے نکلتی ہے، اس کا ایک کنارہ آسمان سے لے کر زمین تک جبکہ دوسرا کنارہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے، پھر وہ زنجیر ایک درخت میں تبدیل

ہو جاتی ہے، اس درخت کا ہر پتا انتہائی چمکدار اور روشن ہو جاتا ہے، اور پھر مشرق و مغرب کے لوگ اس درخت سے لپٹ جاتے ہیں۔

عبدالمطلب نے جب یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا تو انہیں تعبیر یہ بتائی گئی کہ ان کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کی پیروی مشرق و مغرب والے کریں گے اور آسمانوں اور زمین کی مخلوق میں اس کی تعریف ہوگی، چنانچہ مذکورہ دونوں واقعات کی وجہ سے عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد رکھا۔

یہ روایت اگرچہ بظاہر اس روایت سے متعارض ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے لیکن ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہے، وہ اس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا عجیب سلسلہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر خلافِ عادت امور ظاہر ہوئے اور زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ظاہر ہوتے ہی کائنات کے ذرّے ذرّے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرشتوں کے سامنے بیان فرمائی اور انہیں زمین پر اتارا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کرامتوں کو ظاہر فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ نے ایک بات سنی جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں اور زمین کے سردار ہونگے، اسی لئے ایام رضاعت میں حلیمہ سعدیہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لوٹانے کی غرض سے حضرت آمنہ کے پاس لے کر آئیں کہ کہیں میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے، تو حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا: کیا تمہیں میرے بیٹے پر شیطان کے اثر کا خوف ہے، اللہ کی قسم! میرے بیٹے پر ہرگز شیطان کا کوئی داؤ نہ چلے گا، اس کے حمل اور پیدائش کے وقت مجھے ایسی چیزیں دیکھیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ تمام مخلوقات کا سردار ہوگا۔

الغرض ان واقعات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد اور احمد رکھا اور اس نام کے موافق آسمان و زمین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خادم، صحابہ اور تابعین کے بعد اس امت کے بہت بڑے خیر خواہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اللہ تعالیٰ کے ناموں سے اخذ کیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ''محمد اور احمد'' محمود کے معنی میں ہے، یعنی مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی نام حضرت داود علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب زبور میں لکھا ہوا موجود ہے، نیز احمد

کا معنی یہ بھی ہے کہ تعریف کرنے والوں اور جن لوگوں کی تعریف کی جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے بڑی اور عظیم ذات ہیں۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی بات کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:

وضمّ الاله مع النبیّ اسمه　　　اذا قال المؤذن فی الخمس أشهد

اور اللہ تعالی نے اپنے نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو ملا لیا جب موذن پانچ اوقات میں شہادت دیتا ہے۔

وشقّ له من اسمه لیجلّه　　　فذو العرش محمود وهذا محمّدٌ

اور اللہ تعالی نے تعظیم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو اپنے نام سے نکالا پس عرش والے کی بھی تعریف کی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے تعظیم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو اپنے نام سے نکالا ہے، پس عرش والا محمود اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد ہیں۔

شاعر نے اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کی فضیلت کے بارے میں کلام کیا ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ''احمد'' کے باب میں ذکر کرنا مناسب ہے۔

یقیناً حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں عجیب بات کہی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ: (فذو العرش محمود وهذا محمّد) یعنی اس عرش کا خالق جو تمام مخلوقات سے بڑا ہے ، س تمام جہانوں یعنی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، وہ اپنی ذات وصفات میں کائنات کے نزدیک حمید اور محمود کے نام سے پکارا جاتا ہے، خود بخود قائم اور اپنی مخلوق سے بے نیاز ہے، نیز اپنی مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہیگا اور قیامت کے دن مخلوق کی مدد فرمائے گا، اس ذات نے اپنے اسمائے حسنی سے ایک نام نکالا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزین فرمایا۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ تعریف فرمائی، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام تعریف کیے ہوئے لوگوں کے سردار ہیں، اس سے موجود لوگوں کو اشارۃً اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت سے تعریف کریں، پوری کوشش سے با کمال خوبیوں اور وین عادات کو بیان کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ تعظیم کریں۔

دع ما ادّعته النصاریٰ فی نبیھم　　　واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

اور چھوڑ اس دعویٰ کو جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کیا ہے اور آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں (اس کے علاوہ) جو تو چاہتا ہے مضبوط مدح کر۔

وانسب الی ذاته ما شئت من شرف　　　وانسب الی قدره ما شئت من عظم

آپ ﷺ کی ذات کی طرف جس بزرگی اور آپ ﷺ کے مرتبے کی طرف جس عظمت کو تو چاہتا ہے منسوب کر۔

فان فضل رسول الله لیس له　　　حدّ فیعرب عنه ناطق بفم

بیشک رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی کوئی انتہاء نہیں، ہر بولنے والا اپنی زبان سے صاف صاف کہہ دے گا۔

حسان بن ثابت رسول اللہ ﷺ کے شاعر اور اپنی زبان سے آپ ﷺ کی مدد کرنے والے اور اپنے اقوال و افعال سے آپ ﷺ کے حق میں کوشش کرنے والے تھے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں آپ ﷺ کی مدح کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس بہترین مدح سرائی کی تعریف فرمائی ہے۔

انہوں نے قصائد کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی مدح کی ہے، چنانچہ محبت کرنے والے صالحین نے آپ ﷺ کے بارے میں حضرت حسان کی مدحوں کو بطور مثال پیش کیا ہے، جب وہ آپ ﷺ کی خوبیوں کو بیان کرتے تو اپنے افکار و خیالات کو بڑے عمدہ اور بہترین انداز میں بیان کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت حسان پر بڑا انعام تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی حبیبہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عربی اشعار و اخبار کے حفظ کے علاوہ اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت کی بھی مالک تھیں، ایک دن نبی کریم ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال کی تعریف کے بعد فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! آپ ﷺ ایسے ہی تھے جیسا کہ حسان بن ثابت نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا ہے کہ:

متی یبد فی الداجی البھیم جبینه　　　یلُح مثل مصباح الدجا المتوقّد

جب گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ تاریکی میں روشن

کیے گئے چراغ کی طرح چمکتی ہے۔

فمن کان أو من قد یکون کأحمد نظام لحق أو نکال لملحد؟

اور جو بھی ماضی میں یا آئندہ احمد ﷺ کے نظامِ حق (یعنی نبوت) کا دعویٰ کرے اسے بے دین آدمی کی طرح عبرت بنا دیا جائے گا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مدح سرائی کے ذریعے اہل عرب کو جواب دے کر آپ ﷺ کی مدد فرمائی ہے، ان کے قصائد اور مدحتوں میں ایک انوکھا قصیدہ وہ ہے جس کے ذریعے آپ ﷺ نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک ہاتف (غیبی آواز دینے والے) کو جواب دیا تھا، یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ نے احکاماتِ الٰہی کی تعلیم کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر نکلے تو قریش کا ایک گروہ آیا جن میں ابوجہل بھی تھا، یہ لوگ حضرت ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، میں ان کی طرف نکلی تو ابوجہل نے کہا: اے ابوبکر کی بیٹی! آرے والد کہاں ہیں؟ میں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں؟ ابوجہل نے میرے رخسار پر طمانچہ مارا جس سے میری بالی (ٹوٹ) کر گر پڑی، پھر یہ لوگ واپس چلے گئے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں پھر تین راتیں گذر گئیں ہمیں کوئی علم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں تشریف لے گئے ہیں، اچانک جبل ابی قبیس کے اوپر سے ہاتف نے آواز لگائی، چند اشعار بیان کئے گئے ہیں جنہیں وہ ہاتف پڑھ رہا تھا اور لوگ اس کی آواز کو سن رہے تھے، وہ اشعار یہ ہیں:

جزی اللہ ربّ النّاس خیر جزائہ رفیقین قالا خیمتی أمّ معبد

اللہ تعالیٰ جو تمام لوگوں کے پروردگار ہیں ان دو دوستوں کو لا ین بدلہ عطا فرمائیں جنہوں نے کہا کہ ہمارا خیمہ ام معبد (کا مکان) ہوگا۔

ھم نزلا بالھدیٰ واھتدیا بہ فأفلح من أمسی رفیق محمّد

وہ دونوں ہدایت کے ساتھ اترے اور ہدایت کے راستے پر چلے، یقیناً وہ شخص کامیاب ہے جس نے محمد ﷺ کے رفیق کے طور پر ایک شب بسر کی ہے۔

لیھنیء بنی کعب مکان فتاتھم ومقعدھا للمؤمنین بمرصد۔

بنی کعب کو مبارک ہو کہ ان کی ایک عورت کا گھر ایمان والوں کی انتظارگاہ بن چکا ہے۔

ایک اور طریق سے اس قصیدے کو روایت کیا گیا جس میں سبل ے شعر کے بعد ایک اور مصرعہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

فما حملت من ناقة فوق رحلھا أبرّ و أوفی ذمّة من محمّد

اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد ﷺ کو سوار نہیں کیا حالانکہ وہ فرمانبردار اور ذمہ داری کو نبھانے والی تھی۔

شعر میں بیان کردہ دو ساتھیوں سے مراد ہمارے آقا اور سردار محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابی، یار غار و مزار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو ہر تنگی اور مشکل میں آپ ﷺ کیساتھ غمخواری کرنے والے تھے۔

شاعر کے قول ''خیمتی فی ام معبد'' کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوپہر کے وقت نزول فرما کر اس مبارک خیمہ میں قیلولہ فرمایا تھا۔

یہ ام معبد رضی اللہ عنہا کا خیمہ تھا، نبی کریم ﷺ نے جب ان کے پاس قیام فرمایا تو آپ ﷺ کا ایک معجزہ اور برکت ظاہر ہوئی، چنانچہ آپ ﷺ نے پوچھا: اے ام معبد! کیا آپ کے پاس دودھ ہے؟ ام معبد نے عرض کیا نہیں، اللہ کی قسم بکریاں چراگاہ سے دور ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کیسی بکری ہے؟ ام معبد نے عرض کیا کہ اس بکری نے کبھی بچہ نہیں جنا، لہذا آپ جانیں اور یہ! چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اس کی پیٹھ اور تھنوں پر ہاتھ پھیرا پھر ایک برتن منگوا کر دودھ نکالا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا، آپ ﷺ کے صحابہ نے بار بار پیا، آپ ﷺ نے پھر دودھ نکال کر ام معبد کے پاس رکھا اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

رات کو جب ام معبد کے شوہر گھر آئے تو انہوں نے پوچھا: اے ام معبد! یہ دودھ کہاں سے آیا حالانکہ گھر میں کوئی دودھ والا جانور نہیں اور بکریاں چراگاہ سے دور ہیں۔ ام معبد کہنے لگی: اللہ کی قسم! یہاں سے ایک ایسے آدمی کا گذر ہوا جو ظاہر میں خوبصورت، پاکیزہ اور ہنس مکھ چہرے والے، ان کی پلکیں لمبی اور آنکھیں سیاہ ،، ان کی آواز میں بھاری پن تھا، وہ دو ٹہنیوں کے درمیان ایک ٹہنی کی طرح درمیانہ قد تھے، آپ انہیں

نہ زیادہ لمبے ہونے کی وجہ سے مبغوض رکھیں گے اور نہ زیادہ چھوٹے پن کی وجہ سے حقیر سمجھیں گے، ان کی گردن چاندی کی زنجیر کی طرح تھی، جب وہ خاموش ہوتے تو ان پر انس طاری ہو جاتا اور جب گفتگو فرماتے تو ان پر سنجیدگی نظر آتی، گفتگو اس طرح فرماتے جیسا کہ موتیوں کو پرو دیا گیا ہو، ظاہر کے اعتبار سے وہ اپنے ساتھیوں میں سب سے خوبصورت چہرے والے تھے، ان کے ساتھی ان کو حلقے میں لئے ہوئے تھے، جب وہ کوئی حکم فرماتے تو ان کے ساتھی اسے پورا کرنے میں جلدی کرتے اور جب وہ انہیں کسی چیز سے منع کرتے تو منع کرتے ہی فوراً رک جاتے، ام معبد کے شوہر نے کہا اللہ کی قسم! یہ قریشی کی صفت ہے اور اگر میں انہیں دیکھ لوں تو ضرور ان کی اتباع کروں گا۔

اس باعزت عورت کو دیکھو کہ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کس طرح عام ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک انوارات کس طرح نازل ہوئے۔

تمام لوگوں کے نزدیک ہر طرح کی خوبیوں کی مالک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، چنانچہ ام معبد کے شوہر نے بھی کہا کہ یہ قریشی آدمی کی صفات ہیں، یقیناً انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور خوبیوں کا علم ہو گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفات مخلوق میں کسی کو بھی عطا نہیں کی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن مدح سراؤں کے بیان کردہ حسن سے بڑھ کر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض صفات کو بیان کرنے سے خوبیاں بیان کرنے والے فصیح و بلیغ لوگ بھی عاجز آ گئے۔

چنانچہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس ہاتف کی آواز سنی تو شدید محبت اور شوق رکھنے والے مدح سرا کی طرح فی البدیع جواب میں یہ اشعار کہے:

لقد خاب قوم زال عنهم نبيّهم وقد سرّ من يسري اليهم ويغتدی

یقیناً نامراد ہو گئی وہ قوم جن سے ان کے نبی چلے گئے اور خوش ہو گئی وہ قوم جن کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت چل کر صبح کو پہنچے۔

ترحّل عن قوم فضلّت عقولهم وحلّ على قوم بنور مجدّد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم سے کوچ کیا تو ان کی عقلیں گمراہ ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئے نور کے ساتھ ایک قوم پر نزول فرمایا۔

هداهم به بعد الضّلالة ربّهم   وأرشدهم من يبتغي الخير يرشد

ان کے رب نے انہیں آپ ﷺ کے ذریعے گمراہی کے بعد ہدایت اور رہنمائی عطا فرمائی اور جو خیر کا طالب ہوتا ہے اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

وقد نزلت منه على أهل يثرب   ركاب هدى حلّت عليهم بأسعد

آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت کی سواری نے مدینہ والوں پر نزول کیا اس حال میں کہ وہ ان پر بڑی سعادت مندی کے ساتھ اتری۔

نبيّ يرىٰ مالا يرى الناس حوله   ويتلو كتاب الله في كلّ مسجد

اور نبی وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ان کے اردگرد کے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ ہر مسجد میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔

وان قال في يوم مقالة غائب   فتصديقها في اليوم أو في ضحى الغد

اگرچہ ایک دن کسی غائب نے کوئی بات کہی تھی جس کی تصدیق اسی دن یا آئندہ دن کی صبح کو ہوگئی تھی۔

ليهنِ أبابكر سعادة جدّه   بصحبته، من يسعد الله يسعد

ابوبکر کو آپ ﷺ کی صحبت کے نصیب پر خوش بختی مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ جس کو سعادت مندی عطا کرتا ہے وہ سعادت مند بن جاتا ہے۔

فصل

کسی محبت کرنے والے کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام مخلوقات پر واجب ہے، انسانی طبیعتیں پیدائشی طور پر اپنے محسن سے محبت کرتی ہیں اور شفقت و مہربانی کرنے والے کی طرف مائل ہوتی ہیں، یقیناً نبی کریم ﷺ ہر جہان کی مخلوق کے لئے محسن ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوقات کے لئے خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جو جس سے محبت کرتا ہے اس کے ناموں اور دیدار کو بھی محبت سے بیان کرتا ہے، نیز اپنے پاس محبوب کی عادات و صفات لکھ کر رکھتا ہے اور اسکی شکل و صورت اور صفات کا نقش اپنے دل میں بٹھا لیتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت کی تکمیل فرمائی، آپ ﷺ کی ذات

کو پاکیزہ روحوں پر فضیلت عطا فرمائی، بہترین لوگوں سے انتخاب کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو مخلوق کے دل میں ڈال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے زمینوں اور آسمانوں پر رحم فرمایا، نیز تمام جاندار اور بے جان چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کروائی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے کرامت وفضیلت والے انسان کی تخلیق ایسے فرمائی جیسا کہ وہ لکھا ہوا نام محمد ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی میم انسان کا سر ہے اور حا اسکے دونوں بازو ہیں، دوسری میم اس کا پیٹ اور دال اس کی ٹانگیں ہیں۔

اس میں اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر کرم کا معاملہ فرما کر انہیں سچے اور امانتدار (رسول) کے نام کی صورت میں پیدا فرمایا تا کہ انسان ہر وقت اپنی بزرگی اور بلند مرتبے کا مشاہدہ کرتا رہے اور یہ بشری صورت ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے بچ کر اعلیٰ درجے کا احترام حاصل کرے۔

لہذا محبت کرنے والوں میں سے جو بھی اس بات کو یاد رکھے گا وہ انسان کی شکل وصورت کا مذاق اڑانے سے باز آئے گا اور اس کی تحقیر کو حرام خیال کرتے ہوئے تعظیم وتکریم کو لازم قرار دے گا، اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ اس کی شکل کو اپنے اس حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی صورت میں دیکھتا ہے جن کی وجہ سے کائنات کو وجود بخشا گیا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی بصیرت سے (گناہوں) کے حجاب کو دور فرما دیں تو وہ انسان کی شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کا دھیان رکھتا ہے، یہ دھیان اسے اس شخص کی مخالفت کے بجائے تعظیم پر آمادہ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی محمد کو اپنے دل میں محفوظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے قبولیت اور دین پر ثابت قدمی کا سوال کرتا ہے۔

بے شک انسان کے دل سے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کو مٹا دیا جائے تو اس سے نبوت کی برکت چلی جاتی ہے اور انسان کی ظاہری شکل وصورت بگڑ جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے دور ہو کر ذلت ورسوائی کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے جہنم میں کافر قبیح ترین شکل وصورت میں ہونگے، دیکھنے والے کیلئے اس میں نصیحت وعبرت ہے۔

البتہ جنت میں مومنین کی ذلت ورسوائی نہ ہوگی بلکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وصورت میں خوش و خرم ہونگے اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ہوگا، جبکہ جہنمیوں کی شکل وصورت کو بدل دیا جائے گا

تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے مشابہ شکل وصورت ذلت سے محفوظ رہے، شکل وصورت بدلنے کے بعد انہیں عذاب دیا جائے گا۔

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ان اسرار کو یاد رکھو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھ کر اپنی محبت کو ظاہر کیا کرو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنے عرش کے سائے میں ہمیشہ کے لئے جگہ عطا فرمائیں گے۔

اس مبارک نام کی عزت، برکت اور کرم اس کے مسمّی کے تابع ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے اس نام کے مسمی کی برکت، رحمت اور شرف کی وجہ سے تمام کائنات کو منور کیا ہے، ایسے ہی اس نام کے شرف اور برکت کی وجہ سے تمام عالم میں برکات کا ظہور فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سمندر میں غوطہ لگانے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کو سننے اور دیکھنے کا شوق رکھنے والوں نے اس نام کے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں جہان والوں کے لئے عبرت ہے۔

چنانچہ انہوں نے بہت زیادہ کوشش کیساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کی اور اپنی طاقت سے بڑھ کر عظیم الشان اور بلند رتبہ کتابیں لکھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک نام کے پوشیدہ اسرار کا احاطہ صرف وہی کرسکتا ہے جسے اللہ تعالی کی طرف سے نوازا گیا ہو۔

اس مبارک نام کے فضائل اور اعزاز میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے (کم وبیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور تین سو چودہ رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء اور رسولوں کی لڑی کو ملانے والے ہیں اور ان سب کے امام ہیں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء اور رسولوں سے منتخب فرما کر ان کے اچھے افعال واخلاق کا جامع بنا دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ولادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کو خلاف عادت باتیں نظر آئی، وہاں پر موجود عورتوں نے اس نور کو اہتمام سے دیکھا جو ظاہر ہو کر بڑھنا شروع ہوا، حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب عورتوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے دور کیا تو مجھے ایک بڑا بادل نظر آیا جس سے آواز آرہی تھی کہ تمام انبیاء کے اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جمع کردو، لہذا آدم کا اخلاق، شیث کا علم، ابراہیم کا حلم، اسماعیل کی گفتگو، داود کی آواز، ایوب کا صبر، عیسی کا زہد، نوح کا شکر، موسیٰ کی قوت اور یوسف کا حسن لیکر انہیں عطا کردو۔

اس شرف و بزرگی کو دیکھو، کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شرف ہو سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی اس خصوصیت پر غور کرو کہ کیا اس سے پہلے مخلوقات میں سے کسی نے ایسی خصوصیت مال کے ذریعے حاصل کی ہے یا آئندہ حاصل کر سکے گا؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ کامل طور پر عزت اور خوش نصیبی ایک انسان کے ساتھ ہوگی، یہ انسان پوری کائنات کی آنکھ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جداگانہ صفاتِ کمال کو جمع فرمایا اور تمام مخلوق سے زیادہ معزز، اور باکمال آدمیوں (یعنی انبیاء) سے زیادہ کمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات کامل اور مکمل ہیں، اچھی صفات میں تمام انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو عمدہ اور روشن صفات عطا فرمائی ہیں، ان صفات کی تکمیل کے بعد شہرت حاصل ہوئی اور پھر کائنات کے سردار اور امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں آباد ہو گئیں۔

تمام انبیاء کی صفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جمع کر دی گئی ہیں، اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب لفظِ محمد کے حروف کے اعداد کو جمع کریں تو ابجد کے حساب سے اس کا مجموعہ تین سو چودہ بنے گا اور یہی انبیاء کرام کی تعداد ہے، اشارہ یہ ہے کہ وہ صفاتِ کمال جو انبیاء اور رسولوں میں انفرادی طور پر موجود ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ان کی جامع ہے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کو بیان فرمایا، اس کے کناروں اور اطراف کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے مزین فرمایا، میں عنقریب اس بارے میں وہ باتیں لکھوں گا جو دلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بھر دیں گی اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم پر ایک کتاب نازل فرمائی جس میں انبیاء کی تعداد کو شمار کیا ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، اس خلافت کو تقوی کیساتھ لے لو، میں جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں تو اس کے ساتھ محمد کا ذکر بھی کرتا ہوں، اس لئے کہ میں نے ان کا نام عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا دیکھا تھا جب میں مٹی اور روح کے درمیان تھا، پھر میں نے آسمانوں کے گرد چکر لگائے تو ہر جگہ محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا، اور یقیناً میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حور العین کے سینوں پر لکھا ہوا دیکھا، اور میں نے جنت کے ہر محل، ہر جگہ اور ہر کمرے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا، اور میں نے سدرۃ المنتھی کے پتوں اور دربانوں کے آس پاس اور ملائکہ کی آنکھوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ پس اے شیث! ان پر درود پڑھو اور کثرت سے ان کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ملائکہ کو ہر گھڑی ان کا تذکرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی عظمت کو دیکھ لو، چنانچہ کسی تعریف کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کو یوں بیان کیا ہے:

لبست رداء الفخر فی ظهر آدم فما تنتهی دهراً الیك المفاخر

(اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !) آپ کو فخر کی چادر آدم علیہ السلام کی پشت میں پہنائی گئی اور کسی زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتیں ختم نہیں ہوئی

ففخرك عالٍ فی السماء محلّه وقدرك فی الأرض البسیطة زاهر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فخر بہت بلند ہے، آسمان اس کا محل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ وسیع زمین پر چمک رہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جنت کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جس شخص نے دنیا میں یہ کلمہ پڑھ لیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔

ہندوستان جانے والے کسی آدمی نے بیان کیا ہے کہ اسے وہاں سرخ گلاب ملا جس پر سفید رنگ سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

عبداللہ بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم بحر ہند کی موجوں میں تھے کہ ہمارے اوپر ہوا چلی، جب ہم لنگر انداز ہوئے تو وہاں ایک عمدہ اور بہترین خوشبو والا ایک سفید گلاب دیکھا جس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ میں نے ایک مچھلی دیکھی جس کے ایک کان کی لو پر لا الہ الا اللہ جبکہ دوسرے کان کی لو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح ابو عبداللہ محمد بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو مدین شعیب کے مدفن یعنی

عبادکی کو کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ وہاں کچھ طالب علم تھے، انہوں نے مذکورہ جگہ پر ۸۰۷ھ میں زردرنگ کی بطخ دیکھی جس میں سفید رنگ کے مختلف خطوط تھے، ان تمام خطوط میں ایک جانب عربی میں ''اللہ '' جبکہ دوسری جانب ''أعز محمد یا محمد'' لکھا ہوا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ یہ واضح اور جلی خط میں لکھا ہوا تھا جس میں کسی کو شک وشبہ نہیں تھا۔

مذکورہ شیخ نے کہا کہ مجھے ان لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ انہیں اسی سال یا کسی اور سال مذکورہ جگہ پر کرز (جو ایک مشہور درخت ہے) کے زردی مائل پتے ملے جن پر اسم محمد لکھا ہوا تھا اور وہ ایسے پڑھا جاتا تھا جیسا کہ کاغذ پر پڑھا جاتا ہے۔

انہوں نے ایک جماعت کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ تلمسان کے کسی عالم نے انہیں بتایا کہ وہاں ایک مچھلی لائی گئی جس کے ایک طرف پر سفید خط میں (لا الہ الا اللہ) اور دوسرے ف پر (محمد رسول اللہ) لکھا ہوا تھا۔ گورنر نے ان بابرکت کلمات کی وجہ سے مچھلی کو نگل لیا، اس واقعہ کی خبر جب بادشاہ تک پہنچی تو اس نے بروقت اطلاع نہ پہنچانے کی وجہ سے گورنر کو معزول کر دیا۔

شیخ فرماتے ہیں اس واقعہ کو میں نے بڑا سمجھا، چنانچہ میں اس گورنر سے ملا اور اس سے واقعہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ مچھلی والی بات سچی ہے، اور وہ نیلے رنگ کی تھی، اس کے ایک طرپر (اللہ) جبکہ دوسرے ف پر (محمد) لکھا ہوا تھا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الشفاء'' میں فرماتے ہیں کہ کسی شہر میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کے ایک طرپر (لا الہ الا اللہ) جبکہ دوسرے ف پر (محمد رسول اللہ) لکھا ہوا تھا۔

نیز کسی اور کا کہنا ہے کہ اس نے انگور کے دانے پر یہ اسم مبارک (محمد) لکھا ہوا دیکھا اور کسی نے پھول پر لکھا ہوا دیکھا ہے، بعض محبت کرنے والوں نے اس نام کے ان عجائبات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کئے ہیں۔

جس ذات کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر بلند کیا ہے اور اس کی صفات کو تمام صفات پر فوقیت دی ہے اس کے نام کی تکریم کرنا کوئی عجیب بات نہیں۔

فصل

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کا علم ہو اس کے لئے ادب یہ ہے

کہ وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرنے والوں میں شامل رہے، اس کی مجلس آپ ﷺ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ ہونی چاہئے، وہ نبی کریم ﷺ کی معزز ذات کی تعریف کرے اور آپ ﷺ کے حسن و جمال کی عمدہ باتوں کو بیان کرے، آپ ﷺ کی متناسب شکل وصورت پر غور وفکر کرے، بیشک جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا اور جو ن کر میل جول کرتا وہ آپ ﷺ کو محبوب بنالیتا تھا۔

آپ ﷺ کی خوبیان بیان کرنے والے کا قول ہے کہ میں نے پہلے اور بعد میں آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا، جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا، آپ ﷺ سب سے بڑھ کر خوبصورت گردن کے مالک تھے، جب آپ ﷺ مسکراتے تو بادل کے ٹکڑے کی طرح چمکتے تھے۔

نیز محبت کرنے والے کو یہ بھی چاہئے کہ وہ کثرت سے آپ ﷺ کا تذکرہ کرے، مشہور صفات کے ذریعے آپ ﷺ کی گی ین تعریف کرے، اس بارے میں کثرت سے قطعی احادیث موجود ہیں کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو قد، رنگ، لمبائی، آنکھوں، چہرے کا حسن، چال چلن، مسکراہٹ، اور (ہر عضو کی شکل وصورت) میں تمام لوگوں کے مقابلے میں کامل اور مکمل بنایا ہے۔

یہ اللہ کی طرف سے بندوں پر رحمت تھی کہ وہ آپ ﷺ کی ذات میں کوئی ایسی بات نہ دیکھیں جو انہیں ناگوار گذرے اسی لئے لوگ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے اور آپ ﷺ کو دیکھتے ہی خوش ہوجاتے تھے، اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے کامل ترین حسن پر پردہ نہ ڈالتے تو مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا (جو بھی آپ ﷺ کی طرف دیکھتا) آپ ﷺ کے نور اور حسن کی وجہ سے اس کی آنکھیں ختم ہوجاتی۔

اللہ تم پر رحم فرمائے، نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمہ کو یاد رکھو جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلسل ترتیب سے مکمل کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنی صورت اور اخلاق کے اعتبار سے تمام جہانوں سے کامل تھے، آپ ﷺ کے گی ین عقل، عالی دماغ، حواس کی قوت، زبان کی فصاحت، معتدل حرکات، خوبصورت عادات، معزز نسب، تکریم والے شہر، بردباری، چشم پوشی، قدرت کے باوجود معاف کرنا، نا حایدہ باتوں پر صبر کرنا، آپ ﷺ کا جود وکرم، سخاوت اور حیا، شجاعت اور عزت، بزرگی اور فضیلت، آپ ﷺ کی خالص محبت، بہت زیادہ نصیحت، آپ ﷺ کی شفقت، تمام مخلوق کے ساتھ نرمی اور ان کے ایمان لانے کی حرص، آپ ﷺ کا عہدِ وفا، آپ ﷺ کی صلہ رحمی، اپنے منصب اور بلندی کے بقدر تواضع کرنا، کردار میں

عدل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت اور پاکدامنی، بات کی سچائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقار، خاموشی، مروت، اچھی رہنمائی ،دنیا سے بے رغبتی اور اسے کم اختیار کرنا، اپنے رب کا خوف اور اس کی اطاعت، اس کی بہت زیادہ عبادت اور اس کی معرفت، اس کا شکر اور اس کیطرف رجوع اور اس کے حق کی ادائیگی، اس سے اچھی امید باندھنا اور اس پر سچا یقین رکھنا، اس پر توکل کرنا، اس سے محبت کرنا، اس پر پختہ غیبی ایمان لانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثرت سے نماز پڑھنا اور روزے رکھنا، شکر کرنا اور اللہ تعالی کے مال سے عطا کرنا۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اخلاق کی تمام صفات کو مکمل طور پر جمع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے مقابلے میں ان صفات کے آخری اور این درجہ پر فائز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقین کے ہر درجے کی اساس اور امام ہیں، اللہ تعالی کے حبیب اور متقیوں کے امام ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ضرور وہی کہنا چاہیے جو پہلے کوئی کہہ چکا ہے:

یاسیّداً أعظمت فی المجد رتبته　　　وأعجز الخلق احساناً وفضالاً

اے وہ آقا بزرگی میں جن کا مرتبہ بڑا ہے اور جنہوں نے احسان اور فضیلت میں تمام مخلوق کو عاجز کردیا ہے

مابعد فقدك موجود یسرّ به　　　كنت الحیاة و كنت الأهل والمالا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد کوئی چیز ایسی باقی نہیں بچی جس سے خوشی حاصل ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میرے زندگی، مال اور اولاد تھے۔

فصل

جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور اخلاقِ حسنہ معلوم ہوں اس کے لئے ادب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کریمانہ اخلاق اور عظیم صفات کی مشابہت اختیار کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی رضامندی پر راضی اور اس کی ناراضگی پر ناراض ہوتے تھے۔

کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی جامع تعبیر کی ہے، بیشک قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے دنیوی اور اخروی فائدے رکھے ہیں اور اسے نور بنایا ہے، سارا جہان اس سے روشنی حاصل کرتا ہے، جاہل اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے،

قرآن پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالی نے اسے سب کے لئے برکت، رحمت اور سینوں کیلئے شفا اور حشر کے دن کی ہولناکی اور عذاب قبر سے نجات (کا ذریعہ) بنایا ہے، حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا، سست جاہل کو مٹانے والا، واضح اور دوٹوک گفتگو کرنے والا، سچی زبان والا، نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے والا، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، یاددہانی کرانے والا بنایا ہے، اور اس کے علاوہ بھی قرآن کریم کی بہت زیادہ صفات ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن عظیم ہے، انہوں نے انتہائی محنت کر کے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف ہم تک پہنچائے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ایسا نور تھے جن سے روشنی حاصل کی گئی، سب کے لئے برکت اور رحمت تھے، دلوں کو شفا دینے والے اور بڑے امور سے نجات دینے والے تھے، نیز اس کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی کامل صفات اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے روشن عمدہ اوصاف بھی ہیں جن کا احاطہ صرف ان صفات کو عطا کرنے والا ہی کر سکتا ہے۔

اے محبت کرنے والے! تمہیں نیک لوگوں کی محبت، ، ولی کی صحبت اور جبرئیل کی دعا اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب آسمان پر تجھ سے محبت ہو اور تمہیں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی اتباع، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا اور کثرت سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے زمین پر مقبولیت حاصل ہوگی۔

نیز کثرت سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا سے سورا شمار محبوبین کے رجسٹر میں ہوجائے گا اور ،رے لئے اللہ تعالی کی طرف سے کرامتوں کا ظہور ہوگا۔

ابوعبداللہ محمد بن فاتح کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے کیوجہ سے ان پر فتوحات کا دروازہ کھلا تو ان کے سامنے خلاف عادت باتیں ظاہر ہوئیں، وہ ھدوں اور جمادات سمیت جس چیز کو بھی اٹھاتے اس پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوتا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ بندہ جب اپنی وسعت کے مطابق اقوال وافعال میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو اختیار کرے، اپنے دل سے اللہ تعالی کا فرمانبردار ہو، دنیا کو پس پشت ڈال دے اور اپنے علم پر عمل کرے، نیز وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرتے ہوئے ان کے بھوکوں کو کھانا کھلائے اور بے لباس کو کپڑا پہنائے اور جاہل کو تعلیم دے، انہیں نصیحت کرے، ان کی تکلیفوں کو برداشت کرے، ان کے ساتھ تواضع اختیار کرے اور ان کے درمیان عدل کا معاملہ کرے، ان سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے، انہیں ڈرائے اور خوشخبری سنائے، انہیں

خوش رکھے اوران کی پریشانیوں کودور کرے، انہیں (برے) کاموں کے انجام سے ڈرائے، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے، اوران کومعاف کرے، انہیں تکلیف پہنچانا چھوڑ دے، ان کے جان مال اورعزت کی حفاظت کرے، اورانہیں ان کامال دے، اور جواپنے نفس کے لئے سوچے وہی ان کے لئے سوچے۔ان کی ضرورتوں اورحاجتوں کو پورا کرے، اپنے نفس کومٹادے اورنفس کے لئے انتقام لینا چھوڑ دے، نفس کوکچل دے، صحت کی حالت میں خوف اس پر غالب ہو، اورلوگوں کواپنی ذات پر ترجیح دے، الغرض جب وہ نبی کریم ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی صفات سے آراستہ ہوگا تواللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات آئیں گی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اپنے علم پرعمل کیااللہ تعالیٰ اس کوایسے علم کا وارث بنائیں گے جووہ نہیں جانتا۔یقینااس وراثت کواللہ تعالیٰ سے نیک اعمال اوررقول وفعل میں آپ ﷺ کی پیروی کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ استقامت کی وجہ سے اپنے اولیاء پرکرامت ظاہر کرتا ہے پھراللہ تعالیٰ عرش اٹھانے والے فرشتوں اورمقرب ملائکہ کے سامنے ان کا تذکرہ کرتا ہے اورعرش کے پاس اس کا نام لکھ دیتا ہے اورایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع کی وجہ سے اس کی دوستی پر راضی ہے، لہذا تم بھی اس سے محبت کرواوردوستی رکھو، اس کے بعداسے زمین میں قبولیت عطا کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام ومرتبہ کواپنی بصیرت سے دیکھولواللہ تعالیٰ نے کس طرح اولیاءکرام کے لئے اپنی محبت کے حصول کوآپ ﷺ سے محبت اورآپ ﷺ کی اتباع پر موقوف کیا ہے، محبوب سے سچی محبت کا آخری درجہ یہ ہے کہ محبت کرنے والے کا نام محبت کے رجسٹر میں محبت کرنے والوں کیساتھ لکھ دیا جاتا ہے۔

اسی لئے آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے دنیامیں محبت کی ہوگی، جیسا کہ محبت کرنے والے کی ذات محبوب کے ساتھ ہوگی ایسے ہی اس کا نام بھی محبوب کیساتھ لکھاجائے گا، لہذا جب (نیک) اعمال کم ہوجائیں اورنیک راستے پرچلنے والے ختم ہوجائیں اورمتقی لوگ دنیا سے رخصت ہوجائیں نیزنیک اعمال سے محبت کرنے والے بھی کم ہوجائیں توتم اپنے محبوب ﷺ اورعلام الغیوب کے حبیب ﷺ کے کثرت ذکر سے غافل مت ہونا۔بے شک آپ ﷺ کا ذکرتمہارے لئے نفع بخش ثابت ہوگا اور گنہگار ذکرکرنے والا شخص اس ذکرکواپنے لئے سفارشی پائے گا۔

ذکر الحبیب لا یملّ أبداً　　　علی التمادی أبداً مؤبّداً

محبوب کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے طویل ہونے کے باوجود کبھی اکتاہٹ پیدا نہیں کرتا۔

ھو الحیاۃ للقلوب وبہ　　　نحظی ونرقی لمقام السعدا

وہ دلوں کیلئے زندگی ہے اور اسی کے ذریعے ہم نصیب حاصل کرتے ہیں اور نیک بختوں کے بلند مقام تک پہنچتے ہیں۔

بے شک محبت کرنے والے کو اپنے محبوب کے ذکر کا پھل اس وقت ملے گا اور اسے شن یدہ چیز اس وقت حاصل ہوگی جب اس کی روح نیچے والے جہاں سے جدا ہو کر اوپر والے جہان کی طرف پرواز کرے گی، پھر وہ اپنے مقام کا مشاہدہ کرے گا اور اللہ کے نزدیک اپنے مرتبے کو لی ن لے گا، یہ شخص جب تک زندہ رہتا ہے اسے اپنے نفس پر رب کے ہاں عدم مقبولیت کا خوف رہتا ہے اور خود کو صاحبِ فضیلت خیال نہیں کرتا سا چھوٹا سمجھتا ہے۔

شیخ سالم تباسی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے ان دونوں کا علم وفضل اور تقوی سب کو معلوم ہے کہ وہ نبی کریم پر درود پڑھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے واقف تھے لیکن اس کے باجود انھوں نے آپس میں عہد کر رکھا تھا کہ ان دونوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوگا وہ اپنے دوست کے لئے شفاعت کرے گا۔

چنانچہ جب شیخ سالم کا انتقال ہوا تو شیخ ولی ابوالحسن شاذلی غسل دینے کے ارادے سے ان کی میت کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ اے بھائی! جو وعدہ میرے اور رے درمیان ہوا تھا اسے نہ بھولنا، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے ولی کی میت کو گویائی عطا کی، چنانچہ وہ اپنی زبان سے گویا ہو کر دوست سے کہنے لگے: جی ہاں، جی ہاں۔ (مجھے وعدہ یاد ہے)

شیخ شاذلی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے ان کے جس عضو کے دھونے کا ارادہ کیا انہوں نے خود وہ عضو مجھے پکڑوایا، سنت پر عمل کرنے والوں کے اس اکرام پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کی اتباع کی برکت وراثت کے طور پر عطا فرمائی اور جنت کی طرف کیسے ان کی رہنمائی فرمائی، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں کی کرامات کی تصدیق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کے سبب اپنے مخلص دوستوں کے گروہ میں شامل فرمائے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے کیلئے ایک ادب یہ بھی ہے کہ (وہ اپنی اولاد اور گھر والوں میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو کثرت سے رکھے، اس کے ذریعہ اپنے رزق میں وسعت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس گھر میں بھی محمد نام (کا کوئی فرد موجود) ہو اس گھر والوں اور ان کے پڑوسیوں کو رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح جب لوگوں کے درمیان کوئی مشورہ ہو اور ان میں محمد یا احمد نامی آدمی موجود ہو جسے وہ اپنے مشورے میں شامل نہ کریں تو ان کے مشورے میں کوئی خیر نہ ہوگی، اگر وہ اس کو شامل کر دیں تو ان کے مشورے میں خیر و برکت ہوگی۔

اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم بعض مشہور احادیث میں بیان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے احترام کی تاکید فرمائی ہے جس سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی آواز لگائے گا کہ جس کا نام بھی محمد رکھا گیا ہو وہ جنت میں داخل ہو جائے، اور یہ اللہ کے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ہوگا، نیز اسی حدیث کا مفہوم روایت کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن دو آدمیوں کو لایا جائے گا ان میں سے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا احمد ہوگا، دونوں نیک اعمال سے خالی ہونگے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرے بندوں کو جنت کی طرف لے چلو، وہ دونوں کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! کس عمل کی وجہ سے ہم پر جنت واجب ہوئی حالانکہ ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اس وجہ سے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے اپنے اوپر قسم کھائی ہے کہ اس شخص کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا جس نے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر اپنا نام رکھا ہے۔

نیز یہ بھی روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا جس کا نام محمد ہوگا اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائیں گے: اے میرے بندے! تم نے نافرمانی کرتے ہوئے مجھ سے حیا نہیں کی لیکن میں نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے حیا کی ہے۔

راوی کہتے ہیں وہ نافرمان بندہ اپنی خواہشات کی پیروی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے حیا کرے گا، اس کا پسینہ بہے گا اور دل ٹوٹ جائے گا اور اسے سخت خوف اور افسوس ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور نبی

کریم ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ارشاد فرمائیں گے، اے جبریل! میرے بندے کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کردو، بے شک میں نے اپنے اوپر قسم کھائی ہے کہ اس شخص کو عذاب نہیں دونگا جس نے میرے حبیب ﷺ کے نام کے مطابق اپنا نام رکھا ہو۔

اس موضوع پر کثرت سے احادیث موجود ہیں، ان کی طرف اشارہ ہی کافی ہے، پس اے امت محمد ﷺ! نبی کریم ﷺ کے ناموں کو کثرت سے رکھا کرو کیونکہ یہ دنیا میں مبارے لئے برکت اور آخرت میں جہنم سے نجات کا ذریعہ ہونگے۔

نیز آپ ﷺ کے ہم نام کیساتھ ادب واحترام کا معاملہ کیا کرو، جان لو کہ بے شک اللہ کی نظر میں نام محمد ﷺ کا بڑا احترام اور مرتبہ ہے، لہذا جس شخص کا یہ نام ہو اسے نہ جھڑکو، اور اگر آپ ﷺ کے ہم نام کی فطرت کی وجہ سے کسی معاملے میں اس سے اختلاف ہوجائے تو اس پر رحم کرو، اگر وہ چھوٹا ہے تو اس کو خوش آمدید کہو اور اس کی کفالت کرو، محبت کرنے والے اپنے محبوب کے ساتھ یہی معاملہ کیا کرتے ہیں، وہ اس کے نام کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی جگہوں کو چومتے ہیں اور اس کے شوق میں یوں کہتے ہیں:

أمرّ علی الدیار دیار لیلی　　　أقبّل ذا الجدار وذا الجدارا

میں لیلیٰ کے شہروں سے گذرتا ہوں تو انہیں چومتا ہوں کہ (لیلی) اس دیوار کی مالک ہوگی یا اس دیوار کی مالک ہوگی

وما حبّ الدیار شغفن قلبی　　　ولکن حبّ من سکن الدیارا

اور میرے دل میں شہروں کی محبت نہیں　　　اس ذات کی محبت ہے جو شہروں کا باسی ہے۔

لہذا ، رانبی کریم ﷺ کے ہم نام یا ہم نسب کی تعظیم کرنا درحقیقت نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے کمالِ درگذر اور وفاداری سے متصف فرمایا ہے۔

فصل

جس شخص کو نبی کریم ﷺ کے نام کی نسبت حاصل ہو اس کے لئے ایک ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے نام سے اپنی مجالس کو زینت بخشے اور صفات کو اپنی یادوں سے خوبصورت بنائے، بے شک وہ اس عمل کو حال اور مستقبل میں اللہ کی رحمت شمار کرے گا، اور یہ نعمت اللہ تعالی اس شخص کو عطا کرتا ہے جو عظمت اور اطاعت کی وجہ سے آپ ﷺ کی مشابہت اختیار کرے۔

جس شخص کو اللہ تعالی نے فصاحت لسانی عطا فرمائی ہو وہ آپ ﷺ کی مدح میں اپنی پوری کوشش صرف کرے اور آپ ﷺ کی خوبیوں کو بیان کرے۔

اور وہ شخص محروم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فصاحت سے نوازا ہو اور اظہار مافی الضمیر میں حسن تعبیر کی دولت عطا فرمائی ہو پھر وہ اپنی زبان کو فضول باتوں کی تعریف میں آلودہ کرتا ہے اور اپنی ہمت کو ان باتوں میں خرچ کرتا ہے جو آخرت میں وبال ثابت ہونگی اور اسے تھکا دیں گی۔

جو شخص اپنی فصاحت و بلاغت سے آپ ﷺ کی تعریف پر قادر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صحابہ کرام کی مدحتوں کو پڑھے، جو انہوں نے شعر و نثر میں بیان کی ہیں، جیسے علی بن ابی طالب، حسان بن ثابت، اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم وغیرہ، اس کے علاوہ ان لوگوں کی مدحتوں کی ورق گردانی کرے جو اسے میسر آجائیں۔

نیز اگر وہ محبت کرنے والوں میں سے ہے تو اس پر بردۃ شقراطیسیہ اور اس کے علاوہ دیگر بہت سی کتابوں کا حفظ کرنا لازم ہے، اور اس کے وجود میں اس کی برکت ہوگی اور رحمت باقی رہے گی۔

أمداح خیر الخلق أضحت نعمة مشکورة بین الأنام و رحمة

انّ الذی قد نال منها لمحة حاز الأدیب من المعالی رفعة۔

تنبیك عن شرف القریض الأطرفا

مخلوق میں سب سے بہتر ہستی کی مدحتیں نعمت اور رحمت بن کر ظاہر ہوئی ہیں اور مخلوق کے درمیان ان کی قدردانی کی گئی ہے، جس شخص نے ایک لمحہ آپ ﷺ کی مدح سرائی کی تو اس نے عمدہ صفات والے آدمی کی طرح بلند رتبہ حاصل کیا، یہ سب تجھے شاعر کی انگلیوں کی شرافت کی خبر دیتا ہے۔

فاسمع دلائل فضله بتلذذ والجأ لجانبه العلی وتعوذ

ماان سری ذاك العلا من منقذ جبریل أیّد مادح الهادی الذی

أسری به الأعلی العظیم تشرّفا۔

لہذا تم نبی کریم ﷺ کی فضیلت کے دلائل کو مزے سے سنو اور آپ ﷺ کے بلند مرتبے سے سہارا لے کر اس کی پناہ میں آجاؤ، ان بلندیوں سے جبرئیل کو بھی روک دیا گیا جن پر آپ ﷺ چلے ہیں، مدح کرنے والی اور ہدایت دینے والی ذات آپ ﷺ کی

مدد فرمائی اور رات کے وقت اعلیٰ اور اشرف مقام (یعنی آسمانوں) کی سیر کرائی۔

یہ اشعار میں نے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت رکھنے والے کسی نیک آدمی کی مخمس سے لئے ہیں، یہ سب سے بڑی اور عمدہ مخمس ہے، میں نے اس کو شیخ ولی محمد المز دوری کے خط میں لکھا ہوا دیکھا ہے محبت کرنے والے سے درخواست ہے کہ وہ اسے زبانی یاد کرے۔

ألا انّنی بالحمد والشکر أبدأ ومن قوتی والحمد للہ أبرأ

سنو! میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے شکر سے ابتدا کرتا ہوں، اور میں اپنی قوت کے اعتبار سے تندرست ہوں، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

أداوی بذکر المصطفی سقم مھجتی ولا داء من داء النویٰ عنه أدرأ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تذکرہ سے اپنی روح کی کاری کا علاج کرتا ہوں اور ان کی دوری سے بڑھ کر کوئی ری نہیں ہے جسکا میں علاج کرسکوں۔

أفیض علیٰ حرّ الحشا برد ذکرہ عسی نار أحزانی عن القلب تطفأ

میں آنتوں کی گرمی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ٹھنڈے ذکر کو بہاتا ہوں شاید کہ میرے دل سے غموں کی آگ بجھ جائے۔

پھر انہوں اپنے مقام و مرتبے کے مطابق کلام میں ایسی باریک وہبی باتیں بیان فرمائی ہیں جو انکے بلند مرتبے پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ اس کے آخر میں وہ فرماتے ہیں:

پس اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس اعزاز سے یاد کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں یاد کیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی تکلیفوں اور ہر قسم کی سزاؤں سے سوری حفاظت کرے گا۔

اس کے بعد شیخ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں ایک طویل قصیدہ کہا ہے، اگر مقصد سے خروج لازم نہ آتا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والے تمام اولیاء [کے حالات] کو بیان کرتا۔

اور میں نے کسی نیک آدمی کے خط میں شیخ ابو الحسن، محمد انصاری، سے منقول پانچ مصرعوں والا بلیغ، سنہری اور انوکھا قصیدہ دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں مختصر مگر روشن کرنے والا تھا، یہ قصیدہ شیخ اُبو محمد عبد اللہ البسکری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، وہ اس قصیدے کے آخر میں فرماتے ہیں:

الحمد للہ الکریم وھذہ　　　نجزت وظنی أنه یرضاھا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی کریم ذات کے لئے ہیں اور یہ قصیدہ مکمل ہو گیا اور میرا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے شن فرمایا ہوگا۔

اچانک انہوں نے ایک کہنے والے کو سنا جو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سے کہہ رہا تھا ہم نے اسے شن کیا ہے ہم نے اسے شن کیا ہے۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ جب (مذکورہ) شیخ نے مدینہ شریف سے سفر کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے انہیں قیام کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابوعبداللہ! آپ ہمیں تنہائی میں ڈال رہے ہیں، چنانچہ اس خواب کی وجہ سے شیخ نے مدینہ میں ہی قیام کرلیا اور وہی پر دفن ہوئے۔

ہم انشاء اللہ اس مبارک مخمس (مخمس وہ منظوم کلام ہے جس کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو ازمترجم) سے آپ ﷺ کے ہر اسم گرامی سے مناسبت رکھنے والے اشعار اس کے ساتھ بیان کریں گے۔ چنانچہ مخمس لکھنے والے نے عمدہ بات کہی ہے:

فشھدت أنّ اللہ خصّ محمّدا　　　فغداً بأملاك السماء مؤیّداً

وعلی لسان الأنبیاء ممجّدا　　　ورأیت فضل العالمین محدّدا

وفضائل المختار لا تتناھی

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو خصوصیت دی ہے اور کل (قیامت کے دن) آسمان کے فرشتوں کے ذریعے آپ ﷺ کی تائید کی جائے گی۔ نیز انبیاء علیھم السلام کی زبان سے آپ ﷺ کی بزرگی بیان کی گئی ہے، میں نے دیکھا ہے کہ جہان والوں کی فضیلت محدود ہے جبکہ نبی مختار ﷺ کے فضائل کی کوئی انتہاء نہیں۔

أمداحه تبقی علی مرّ الزمن　　　کم آیة فیھا له مدح حسن

أعیت مدائحه الحسان ذوی اللّسن　　　کیف السبیل الی تقصّی مدح من

قال الاله له: وحسبك جاھا

آپ ﷺ کی مدحتیں زمانہ گذرنے کے باوجود باقی رہیں گی، کتنی آیتیں ہیں جن میں آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمدہ تعریف موجود ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین خوبیوں نے زبان دانوں کو عاجز کردیا اور اس ذات کی مدح کی انتہا تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ تمہیں (بلند) مرتبہ کافی ہے۔

ماضلّ صاحبکم فخصّ و کرّما ویقول ما کذب الفؤاد لقد سما

و کفاہ ما قد قالہ رب السّما انّ الذین یبایعونك انما

فیما یقول یبایعون اللہ

تمہارا ساتھی بہکا نہیں ہے، پس اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی کرم کا معاملہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل نے جھوٹ نہیں بولا، یقینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلندیوں پر چڑھے ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آسمان کے رب نے جو کہا وہ کافی ہے کہ وہ لوگ جنہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی یقینا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی ہے۔

شھدت جمیع الأنبیاء بفضلہ ولأجل ختمھم أتوا من قبلہ

ولہ لواء الحمد خصّ بحملہ ھذا الفخار فھل سمعت بمثلہ

واھا لنشأتہ الکریمۃ واھا

تمام انبیاء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی گواہی دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی وجہ سے تمام انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آئے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعریف کا جھنڈا دیا گیا ہے جس کو اٹھانے کی خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوگی اور کیا ایسی عظمت کے بارے میں تم نے کبھی سنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کیا خوب ہے؟

الحمد للہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں زبانوں سے دریا بہائے گئے، محبت کرنے والوں سے پھولوں کی خوشبو پھوٹی اور محبت کرنے والوں کے دلوں کی سیاہی ایمان کے نورانی درختوں سے چمک اٹھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند سنت سے تعلق کی وجہ سے ان درختوں کی جڑیں مضبوط اور شاخیں آسمان تک بلند ہوئیں، ان کے بلند آسمان پر ہر وقت اور ہر زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے انوارات کے سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں کرتے ہیں، وہ دل سے خوشحال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے دلدادہ ہوتے ہیں، یہ لوگ [جنت میں] آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی ہونگے، انہیں

اس میں کوئی تھکاوٹ نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لہذا اے محبت کرنے والے! اپنی محبت کا مذکورہ صحابہ کرام کی محبت سے موازنہ کیا کرو اس سے محبت پختہ ہوگی، ہمیشہ ان کے اچھے اوصاف کی پیروی اختیار کرو، جان لو کہ تمہیں صحابہ کرام جیسی محبت نہیں دی جاسکتی کیونکہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، اپنے شہروں اور اموال کو چھوڑ دیا اور ان سب چیزوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ترجیح دی، انہوں نے اپنی طاقت کو خرچ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی میں اپنے عزم کو پورا کیا، اس کے باوجود وہ اپنے افعال کو حقیر سمجھتے تھے اور اپنے اعمال کی کوتاہی کا اعتراف کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی تھی اور وہ زمین کی پشت پر پریشان رہتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو، ہر مشکل اور تنگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غمخوار، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اور یار مزار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مرثیہ میں فرماتے ہیں۔

لمّا رأیت حبیبنا متجدّلا ضاقت علیّ بعرضھنّ الدّور

جب میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا تو مجھ پر گھر اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئے۔

فارتعت روعة مستھام واله فالعظم منّی مابقیت کسیر

مجھے پیاسے غمگین آدمی کے خوف کی طرح خوف محسوس ہوا اور میری ہڈیاں ٹوٹنے سے باقی نہیں بچی۔

أعتیق ویحك انّ حبّك قد ثویّ وبقیت منفرداً وأنت حسیر

اے عتیق! تجھ پر ہلاکت ہو بے شک تیری محبت دفن ہو چکی ہے اور تو اکیلا حسرت وافسوس کے ساتھ باقی رہ گیا ہے۔

یالیتنی من قبل مھلك صاحبی غیبت فی جدث علیّ صخور

اے کاش! کہ میں اپنے دوست کی وفات سے پہلے ہی قبر میں غائب ہو جاتا اور میرے اوپر ایک چٹان رکھ دی جاتی۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سے بڑھ کر

کسی کی تعریف سے تقرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ عرش کے سامنے لکھا ہے کہ جو میری رحمت کا مشتاق ہو میں اس پر رحم کرتا ہوں اور جو مجھ سے نہیں مانگتا میں اسے بھی نا امید نہیں کرتا اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کی وجہ سے ایک بالشت میرا قرب اختیار کرتا ہے میں اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

محمد باہلی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک تک پہنچا تو اچانک ایک دیہاتی نے اپنے اونٹ کو باندھ کر بٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر حاضر ہوا اور تعرین درود وسلام پڑھ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وحی کے ساتھ خاص کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی کتاب کو نازل فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں اولین وآخرین کا علم جمع فرمادیا اور اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا:

{وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّاباً رَّحِيماً} النساء ٦٤

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت فورے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے۔

یقینا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اللہ تعالی کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست کرنے آیا ہو، پھر اس دیہاتی نے یہ اشعار کہے:

یاخیر من دفنت فی التراب أعظمه فطاب من طیبهنّ القاع والأکم

اے وہ تعرین ذات! جن کی ہڈیوں کو مٹی میں دفن کر دیا گیا پھر ان کی خوشبو کی وجہ سے میدان اور ٹیلے عمدہ ہو گئے۔

أنت النبیّ الذی ترجیٰ شفاعته عند الصّراط اذا ما زلّت القدم۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی جب قدم ڈگمگائیں گے۔

نفسی فداء لقبر أنت ساکنه　　فیه العفاف وفیه الجود والکرم

میری جان فدا ہو اس قبر پر آپ جس میں آرام فرما رہے ہیں اور جس قبر میں پاکدامنی سخاوت اور فیاضی آرام کر رہی ہے۔

پھر وہ دیہاتی وہاں سے واپس ہوا، راوی کہتے ہیں کہ وہ دیہاتی اس حال میں واپس لوٹا کہ مجھے اس کی بخشش کے بارے میں یقین ہو چکا تھا۔

اس نام یعنی نام محمد کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ کافی ہے اور اس کے ذریعے ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہیں اگر ہم اس نام کے شایانِ شان تفصیل بیان کریں تو اس میں عمریں فنا ہو جائیں اور زمانے گذر جائیں، اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والا ہے اس کے علاوہ کوئی پروردگار اور معبود نہیں ہے

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مؤلف کاتب پڑھنے اور سننے والے تمام لوگوں کو اس کی رحمت اور لطف شامل حال ہو اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو تعرین دوستوں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''اُحمد'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے اور اعزاز و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

احمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے جو قرآنی آیات اور احادیث میں بیان کیا گیا ہے، نیز اس نام پر امت محمدیہ کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِيْ اسْمُهُ أَحْمَدُ } الصف ٦

ترجمہ: میں اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے۔

اس خوشخبری سے مراد بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

اس نام کے بارے میں احادیث مبارکہ کو ہم ماقبل میں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت بیان کر چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: [میرے پانچ نام ہیں۔۔۔۔] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ناموں میں سے پہلے محمد اور پھر اُحمد کو بیان فرمایا ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ہمارے بعد کوئی امت ہوگی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جی ہاں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکیم، نیک اور پرہیز گار لوگ ہونگے، فہم و فراست میں انبیاء کی طرح ہونگے، تھوڑے سے رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہونگے اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوگا، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمان میں احمد، زمین میں محمد، سمندروں میں ماحی، قیامت میں حاشر، جنت میں ناسخ اور جہنم میں عاقب ہے۔

احمد حمد سے مشتق ہے، اور یہ حمد سے اسم تفضیل ہے، ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ لفظِ محمد (حمد) سے اسم مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعریف کرنے والوں میں سب سے بڑے اور تعریف کئے ہوؤں میں سب سے عظیم ہیں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام تعریف کیے ہوؤں اور تمام تعریف کرنے

والوں میں سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالی قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لواء الحمد یعنی تعریف کا جھنڈا عطا فرمائیں گے جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مکمل ہوگی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن بھی حمد کی صفت سے شہرت پائیں گے اور اسی بنا پر اللہ تعالی قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود عطا کریں گے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وعدہ فرمایا:

{عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا} الاسراء ۷۹

''امید ہے کہ [تمہا]را پروردگار تمہیں مقام محمود تک پہنچائے گا''

قیامت کے دن اولین وآخرین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں گے، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نام بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والی رکھا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اپنی مخلوق میں سے ہر ایک کو نام محمد رکھنے سے روکے رکھا لگا اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے اور تعظیم میں مزید اضافہ کرنے کے لئے یہ نام اپنے نام سے نکالا، اس مبارک نام کے بارے میں عجیب وغریب باتیں ہیں جن میں سے بعض ماقبل میں اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت گذرچکی ہیں، یہ باتیں اللہ تعالی کیطرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور بلند مرتبے پر دلالت کرتی ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں میں اور اپنے ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد رکھا ہے۔

آسمانوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد رکھنے میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالی کے فرشتے تمام آسمانوں کی مخلوق ہیں، آسمانوں میں ہر بالشت کی جگہ پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدے یا رکوع کی حالت میں موجود ہوتا ہے، اللہ کا ذکر ہی ان کا کھانا اور اس کی محبت ہی ان کا پینا ہوتا ہے، فرشتوں میں اختلاف اور نافرمانی کا مادہ نہیں ہوتا عروہ اللہ کے سامنے سراپا اطاعت وفرمانبرداری ہوتے ہیں، اللہ تعالی نے اپنے اولیاء کے اذکار، تسبیح، دعا اور قولی وفعلی عبادت کو ان میں جمع فرمادیا ہے، ان کی نظر میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں اور وہ اس کے ذکر میں سستی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمانوں پر احمد رکھا، یہ سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے اور بلند شان کو ظاہر کرتی ہے۔

گویا اللہ تعالی فرشتوں سے یوں کہہ رہے ہیں کہ اے فرشتو! میرے حکم کی تعمیل اور میرے نبی کے فضائل کو ظاہر کرنا تم پر لازم ہے، تم بہت زیادہ میری اطاعت کرتے ہو لیکن قیامت تک اس عظیم اخلاق والے

معزز نبی کی اطاعت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

یقیناً اللہ کے فرشتے، انبیاء اور نیک لوگ مختلف عبادات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کا عالم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک سجدہ، ایک رکعت تمام جہانوں کی مخلوق کے سجدوں اور رکعات سے بڑھ کر ہے۔

احمد نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص طور سے عنایت ہوا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نام کی خوشخبری سنائی، چنانچہ ان سے حواریوں نے پوچھا کہ کیا ہمارے بعد کوئی امت ہوگی؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے گی جو حکما، علم والے، متقی اور پرہیز گار ہونگے، ان لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ ایک نبی کو مبعوث کرے گا آسمانوں پر جن کا نام احمد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت اور قرب میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوگا،، خالق و مخلوق میں فرق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف کریں گے، اور لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک معبود ہے جس کا ہم شکل اور مشابہہ کوئی نہیں، اور وہ رزق دینے والا ہے اسے کوئی رزق نہیں دیتا، گویا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے یوں فرمایا ہے:

اے حواریوں کی جماعت! اللہ کے کسی نبی یا رسول کے بارے میں اس اعتقاد سے بچو جو نصاری کا میرے بارے میں ہے، بے شک میں اللہ کا بندہ، اس کا رسول، اس کا کلمہ اور اسکی ایک بندی کا بیٹا ہوں، اس کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہوں، اس پاک ذات نے مجھے اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے، اور میری ماں کی تخلیق فرما کر اسے صدیقہ بنایا، وہ کھانا کھاتی تھی اور شہروں میں چلتی پھرتی تھی، اس نے مجھے بھی اپنی قدرت سے بنایا ہم اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ضروری، جائز اور محال باتوں کو سیکھیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں فقہاء بھی ہونگے اور وہ یہ جانتے ہونگے کہ انبیاء کو وجوبی طور پر کمال عصمت حاصل ہے اور وہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، امت محمدیہ کے لوگ نیک ہونگے، انہیں یقین ہوگا کہ انبیاء علیھم السلام کو جس بات کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے پورا کرتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اولیاء کو انبیاء کا وارث کہا ہے جو مخلص بندوں کی زبان سے ضروری عقائد کو اخذ کر کے ساری امت میں بیان کرتے ہیں، چنانچہ قصیدہ بردہ

کے مصنف نے وہ اشعار لکھے ہیں جو عقل و نقل کے مطابق ہیں۔

دع ما ادّعته النصاریٰ فی نبیھم　　واحکم بماشئت مدحاً فیه واحتکم

اور چھوڑ اس دعوی کو جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں (اس کے علاوہ) جو تو چاہتا ہے مضبوط مدح کر۔

وانسب الی ذاته ماشئت من شرف　　وانسب الی قدره ماشئت من عظم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف جس بزرگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کی طرف جس عظمت کو تو چاہتا ہے منسوب کر۔

فان فضل رسول الله لیس له　　حدّ فیعرب عنه ناطق بفم

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کوئی انتہاء نہیں، ہر بولنے والا اپنی زبان سے صاف صاف کہہ دے گا۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ اللہ رب العزت کے نزدیک اتنا اعلیٰ ہے کہ ہر نمازی تشہد اور درود شریف میں اور قاری تلاوت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی عظمت کو قائم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال اور رحمت کی وجہ سے اپنی مخلوق پر رحم فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر و باطن کی تکمیل فرمائی اور سارے جہان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت و سیرت سے خوشنما بنا دیا، جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کا شرف بخشا اور بہت زیادہ قریب کیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے تھے (کوئی دوسرا اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ تھا)، معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند منصب کیساتھ امامت فرمائی، آسمانوں اور زمین کی مخلوق کے سامنے وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جن کی وجہ سے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ تعظیم اور اطاعت کی، انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خوبیوں میں ص منفرد ہیں۔

اس مرتبے اور قرب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بھی سارے انبیاء کی امتوں پر فضیلت بخشی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے نیک اور مخلص بندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکھائے ہوئے علم میں سمجھ بوجھ پیدا کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مرتبے عطا فرمائے، جب اولیاء نے (دین میں)

بہت زیادہ ثابت قدمی دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر کرامات کا ظہور فرمایا، ان اولیاء پر راہبوں اور پادریوں نے اعتماد کیا کیونکہ وہ ان کی نشانیوں کو اپنے پاس موجود روایات میں جان چکے تھے۔

مناقب اخبار میں مذکور ہے، محمد بن یعقوب الضریر فرماتے ہیں کہ میں شام کے ارادے سے نکلا، مقام تیہ میں داخل ہوا تو وہاں کئی دن تک قیام کیا یہاں تک کہ موت کے قریب سا گیا، اس دوران میں نے دو راہبوں کو چلتے ہوئے دیکھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی قریبی جگہ سے نکل کر اپنی خانقاہ کی طرف جارہے ہیں، میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب میں لاعلمی کا اظہار کیا، میں نے پھر پوچھا آپ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا، میں نے دوبارہ سوال کیا کہ تم کس مقام پر ہو، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اس کے سامنے ہیں۔

محمد بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ دونوں راہب اللہ پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں، لہذا تو بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اس کی ذات پر سچا توکل اختیار کر اور اپنے تمام معاملات کو اسی کے حوالے کر، پھر میں نے ان سے صحبت کی اجازت مانگی جسے انہوں نے قبول کرلیا، چنانچہ میں ان کے ساتھ ہو گیا اور جب شام کا وقت ہوا تو وہ دونوں عبادت میں مشغول ہو گئے اور میں نماز مغرب ادا کرنے کیلئے کھڑا ہوا، تیمم کیا اور نماز ادا کی، دونوں راہب میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے، جب وہ عبادت سے فارغ ہوئے تو ایک نے زمین پر ہاتھ مارا تو پانی اور کھانا ظاہر ہوا، مجھے بڑا تعجب ہوا اور پھر میں نے یہ یقین کرلیا کہ کبھی ڈھیل دینے کی غرض سے کرامت اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوجاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی کرامت اللہ تعالیٰ کے (دین پر) استقامت کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا، پانی پیا اور وضو کیا، اس کے بعد پانی غائب ہو گیا، پھر صبح تک وہ دونوں اپنی عبادت کرتے رہے اور میں اپنی نماز میں مشغول رہا، اس کے بعد ہم رات تک چلے اور جب شام کا وقت ہوا تو دوسرے راہب نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو پانی اور کھانا ظاہر ہوا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ قریب ہو کر کھانا کھاؤ، پانی پیو اور وضو کرو، چنانچہ ہمارے فارغ ہونے کے بعد پانی غائب ہو گیا، جب پ ی رات آئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ آج رات تقرری باری ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ان دونوں کی بات سن کر مجھے فکر لاحق ہوئی اور رسوائی کے خوف کی وجہ سے میرا دل

عمل سے ٹوٹ گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ''اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ گناہوں کی وجہ سے آپ کی نظر میں میری کوئی عزت اور مرتبہ نہیں لیکن میں بلند مرتبہ نبی کے وسیلہ کے ذریعے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو درست کیجئے، اس دوران ایک بہنے والا چشمہ اور بہت سارا کھانا ظاہر ہوا، ہم نے کھایا پیا اور دوسری باری تک مسلسل اسی حالت میں رہے، جب دوسری باری آئی تو میں نے پہلے کی طرح دعا کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنایا تو تین کے بجائے دو آدمیوں کا کھانا اور پانی موجود تھا۔

جب چوتھے دن کی باری آئی تو ان دونوں نے مجھ سے پوچھا کہ اے مسلمان! ہم نے تمہارے کھانے اور پانی کو اپنے کھانے اور پانی سے کم دیکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو انہی اخلاق کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عادت مبارکہ کی وجہ سے دیگر تمام انبیاء کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جان اور اہل خانہ پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دیتے تھے، یہ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی کرامت کی نشانی ہوگی، جب اللہ تعالیٰ نے میرا شمار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے خاص لوگوں میں فرمایا تو میرے بارے میں یہ ارادہ کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرتے ہوئے اپنے نفس پر ایثار سے کام لوں، بے شک میں نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں تم دونوں کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔

انہوں نے میری اس بات کی تصدیق کی اور فرمایا کہ انبیاء پر نازل کردہ آسمانی کتابوں میں یہ بات ہمیں اسی طرح ملتی ہے، بے شک اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ایثار کی خصوصیت عطا فرمائی ہے، پس ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں جمعہ کی نماز باجماعت پڑھنے کا شوق ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ تا کہ وہ ہمیں تیہ کے میدان سے نکالے، چنانچہ انہوں نے دعا کی تو ہم اچانک بیت المقدس میں پہنچ گئے۔

اے بھائی! جب تم کرامت کا ارادہ کرو تو کثرت سے اللہ تعالی کی حمد وثنا میں ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ کی رضا کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اختیار کرو، بیشک اللہ تعالی کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی باعزت ہستی نہیں۔

بدائع الحسن من أنوارہ خلقت　　　فالشمس من نورہ حقّا مع القمر

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوارات سے عجیب وغریب حسن پیدا ہوئے، یقیناً چاند اور سورج کا نور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔

کذلك العرش والکرسیّ نورھما　　　من نورہ ھکذا قد صحّ فی الخبر

اسی طرح عرش اور کرسی کا نور بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے یہ بات صحیح احادیث میں آئی ہے۔

له الشفاعة یوم الدین جامعة　　　دون النبیّین ما فی ذاك من نکر

قیامت کے دن دیگر انبیاء کے مقابلے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جامع شفاعت ہوگی اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔

وخصّه بلواء الحمد فی عدد　　　من المفاخر تنبیها لمدّکر

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر عظمتوں کے ساتھ تعریف کے جھنڈے کی خصوصیت عطا فرمائی ہے جس میں نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے تنبیہ ہے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام آسمان پر ''أحمدؐ'' ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے صبح وشام کے اوراد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے، بندگی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت اختیار کرے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سے آراستہ ہو، بے شک محبت کرنے والا قول وفعل میں اپنے محبوب کی پیروی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں نہ سستی کرتے ہیں نہ اس کی محبت سے غافل ہوتے ہیں ،اللہ کے ولی کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے، اپنے محبوب کے بارے میں گفتگو کرنے سے محبت کرنے والے کی زبان نہیں اکتاتی۔

ذکر الحبیب لا یملّ أبدا　　　علی التمادی أبدا مؤبّدا

محبوب کا ذکر جتنا طویل کیا جائے وہ کبھی اکتاہٹ پیدا نہیں کرتا۔

ھو الحیاۃ للقلوب وبه　　　نحظی ونرقی لمقام السّعدا

یہ ذکر دلوں کے لئے زندگی ہے اور اسی کے ذریعے ہم نصیب والے ہیں اور سعید لوگوں کے

مقام پر چڑھتے ہیں۔

ولی کی ایک نشانی یہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آجائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اپنے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے، بیشک نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔

ذکر محبت کرنے والوں کے لئے سکون کا ذریعہ ہوتا ہے، ان کے دل سے دنیا کی محبت ختم ہو جاتی ہے اور انہیں سکون حاصل ہوتا ہے، ان کا لی صرف اپنے محبوب سے باقی رہتا ہے، اپنے تمام احوال میں وہ اسی کے ذکر سے پناہ لیتے ہیں اور زبان حال سے یوں کہتے ہیں:

اذا زال لَبس النّفس وانشرح الصدر　　وحلّ عقال العقل وارتفع الستر

جب دل کا شبہ دور ہو کر اسے اطمینان نصیب ہوگا اور عقل کی گرہ کھل کر اس سے پردہ ہٹ جائے گا۔

وألقى شهيد القلب للحقّ سمعه　　فلا ريب فيما أخبر الرّوح والسرّ

اور حاضر دل حق کی باتوں کو کان لگا کر سنے گا اور روح القدس کی بتائی ہوئی غیب کی باتوں میں کوئی شک نہیں رہے گا۔

فيومئذ من بعد موت نفوسنا　　تبدّل بالعلم الوساوس والفكر

ہماری جانوں کی موت کے بعد اس دن ہمارے وسوسے اور فکریں علم سے بدل جائیں گی۔

وتقلّب أعيان الوجود معارجاً　　ففرق الدّنا جمع، وغيب العلا جهرُ

اور تمام آنکھیں پلٹ دی جائیں گی، بس دنیا سے علیحدگی ملنا ہے اور اوپر کا غیب ظاہر ہو جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی سنت سے آراستہ ہونے والے شخص کے لائق ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ان اذکار کو سیکھے جو آپ ﷺ نے امت کو ہدیہ کیے ہیں، یہ اوراد آپ ﷺ کی شریعت پر عمل کرنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر اپنی ذاتی محبت سے جمع کیے ہیں تا کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان کا تذکرہ بھی ہو جائے، بے شک جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالی اس سے مجمع میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

جو شخص اللہ سبحانہ وتعالی کا قرب حاصل کرنے کی خاطر اس کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ احسان کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق لیکر اس کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی توفیق اور ذکر پر باقی رکھنے کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، اور جو شخص اپنے گناہوں کے خوف سے اللہ

تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالی اس کے گناہوں کی پردہ پوشی سے اس کا تذکرہ کرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی عظمت کی وجہ سے اس کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو اس کی طرف متوجہ کر کے اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقام و مرتبے کے سامنے حیا اور خوف کی وجہ سے اس کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالی اپنی محبت کے اظہار سے اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

پس اے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام العارفین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے! ان باتوں کی حفاظت کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں عنایت فرمائی ہیں، ان سے تمہیں اللہ تعالی کا قرب حاصل ہوگا اور درمیان میں حائل پردے کو زائل فرمادیں گے، اگر تم اتباع میں کوتاہی کرتے ہوئے ہر وقت اذکار میں مشغول نہیں رہ سکتے تو سورہ فاتحہ کی قراءت کیا کرو، اس کے معنی میں غور و فکر اور اس کے خطاب کے راز سے غافل مت ہونا، جب تم نماز میں اپنے مولیٰ اور خالق کے سامنے کھڑے ہو تو اس وقت غفلت اختیار نہ کرو، کیونکہ جس شخص کو معانی تک رسائی حاصل ہو جائے اور وہ الفاظ کی صورت میں مشغول نہ ہو تو وہ یہ بات جان لیتا ہے کہ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے تین ہیں، اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں آنے والے کیلئے مقصد تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ہیں اور اپنے معبود کے ساتھ دلی وابستگی کا ذریعہ ہیں۔

نیز بندوں کو چاہیے کہ دل کی لذتوں سے اعراض کرتے ہوئے صبح و شام کے اوقات میں اپنے دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں، تاکہ دلوں میں صرف ان کا رب، مالک، رازق اور خالق ہی باقی رہے اور وہ اللہ تعالی سے حیا کرنے لگ جائیں، اس کا خوف اور محبت ان میں موجود رہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی تعریف کریں، انہیں اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کا ڈر ہو، وہ اس سے جہنم کی پناہ مانگیں اور جنت کی حرص ان کے دلوں میں ہو،، نیز وہ امانت کی ادائیگی کے لئے اس سے مدد مانگیں اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی طرف ہدایت کی دعا مانگتے رہیں۔

اس میدان میں لوگ اپنے پھر اور حاضری کے اعتبار سے مختلف ہیں، اس بات کا ادراک صرف وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے حق بات اور یقین کو پختہ کر دیا ہو اور اسے پاکیزگی اور قدرت دے کر جلا بخشی ہو، البتہ جس شخص کے دل کو اللہ تعالی نے سختی سے بھر دیا ہو اور خواہشات کی پیروی اور گندی باتوں کی میل کچیل کی وجہ سے اس کی فکر کو مٹا دیا ہو تو وہ غفلت کی وادیوں میں گم ہو جاتا ہے، وہ ایسی باتوں اور کاموں کی طرف مائل ہو جاتا ہے جنہیں وہ جان بوجھ کر اللہ تعالی کے خوف کے کو سر انجام دیتا ہے۔

بسا اوقات یہ فریب زدہ شخص ان خلاف عادت باتوں (کرامات) پر نکتہ چینی کرتا ہے جو ان اولیاء کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں، یہ ناسمجھ انتہائی بدمزہ سوال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عروہ کی بات کیسے درست ہوسکتی ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ان کی ٹانگ کاٹ دی جائے تو انہیں اس کا احساس نہیں ہوگا اور اس کی نماز بھی صحیح ہوجائے گی حالانکہ فقہاء کہتے ہیں کہ بے ہوش آدمی کا وضوٹوٹ جاتا ہے۔

اے اللہ والو اور اللہ کے نیک بندو! ذرا سر اوپر اٹھا کر دیکھو کہ اس شخص کے دل پر کس چیز کا پردہ آچکا ہے اور وہ اللہ تعالی سے کس قدر دور ہے؟ اور اس کے دروازے پر کھڑے ہونے والوں کے ساتھ کتنی شدید جنگ میں مبتلا ہے؟

اس پردے کی وجہ سے بدگمانی پیدا ہوکر اس کے دل سے لپٹ گئی ہے، چنانچہ وہ اپنی گفتگو میں اسی بدگمانی کو ظاہر کرتے ہوئے ایسے معاملے پر لب کشائی کرتا ہے جو اس کے علم سے بالاتر ہے اور اسے حاصل کرنے یا سمجھنے کے لئے قوی ترین طلب اور فہم کی ضرورت ہوتی ہے، ہم اس شخص کی بات پر رضامندی اور بے ادبی کے راستے کی طرف مائل ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی پیروی ضروری ہے کہ حکمت نااہل لوگوں کے سپرد نہ کرو ورنہ راشمار ظلم کرنے والوں میں ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی طرح ہمارے دلوں کو یقین کامل عطا فرمائے اور اپنے خالص بندوں کی طرح ہمارے سینوں کو اپنے خوف سے بھر دے۔

جب نیک بندوں کے قلوب کے آئینے سے کائنات کی صورتیں زائل ہوجائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مل جاتے ہیں، لہذا جو شخص میری طرح اللہ تعالی کی ذات سے دوری اور غفلت کی وجہ سے بزدل بن گیا ہو تو وہ اللہ تعالی کی ذات تک کیسے عتقا سکتا ہے یا اللہ کی بندگی کی صفت سے کیسے آراستہ ہوسکتا ہے؟

بسا اوقات یہ شخص ان اولیاء کے کلام پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ اس کی سوچ ان اولیاء کی سمجھ سے بہت دور ہوتی ہے، جاہل اور سست آدمی اس اعتراض کو ہلکا خیال کرتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے، وہ بڑی جرأت سے (دین کی) ہر چھوٹی اور بڑی بات پر اعتراض کرتا ہے، اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ وہ اولیاء اللہ سے دشمنی مول لے رہا ہے جس کا انتقام اس سے ضرور لیا جائے گا اور اسے کرم والے دروازے سے دھتکار دیا جائے گا۔

من کان یعرف قدرھم فھم ھم　　یبسط لھم خدّا الخضوع تخوّفا

جوبھی ان (اولیاء) کے مرتبے کو گونتا ہے تو خوف کی وجہ سے عاجزی کے رخسار کو ان کے سامنے دراز کر لیتا ہے۔

والأجنبیّ مجانب، ومحارب　　جبلت جبلّته علی مرّ الجفا

اور جو اجنبی ہے وہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور لڑائی لیتا ہے، اس کی طبیعت جفا کی عادی ہے۔

فاللہ یرزقنا الوفاء بحبّھم　　فبحبّھم وبذکرھم نرجوا الشفا

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کے رزق سے نوازتے ہیں اور ان کی محبت اور ذکر سے ہم شفا کی امید رکھتے ہیں۔

ثمّ الصّلوۃ علی النّبیّ محمّد　　مالاح بدر فی السّماء وأشرفا

پھر درود ہو نبی کریم یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جب تک آسمان کی بلندیوں پر چاند چمکتا رہے۔

فصل

اولیاء اللہ کے اخلاق سے آراستہ اور خاص لوگوں کے دروازے سے وابستہ شخص سے درخواست ہے کہ وہ اگرچہ ان کے مرتبے تک پہنچنے سے محروم رہے لیکن ان کے راستے سے محبت کرے اور کچھ اعمال میں ان کی مشابہت اختیار کرے، وہ سورہ فاتحہ کی قراءت کرے اور جس طرح وہ اپنی تعریف کرتا ہے اللہ تعالی کی تعریف بھی کرے، اس کی طرف متوجہ ہو کر گناہوں سے ازسرِنو توبہ کرے، اپنے نفس کو ذلیل کرے، چونکہ اس کا نفس اللہ تعالی سے دور ہے اسلئے اس کی مخالفت کرے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ حسن قبولیت اور احسان کا معاملہ فرمائیں اور اس کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ دیں، وہ اپنے نفسِ امارہ پر محنت کر کے اسے خوف کی لگام پہنائے، اس کی حالت درست کرے، اسے اللہ تعالی کا مطیع وفرمانبردار بنائے اور شریعت کی پیروی کر کے اس کی تربیت کرے، نیز نفس کو انس اور محبت کے بچھونے پر بٹھائے، وہ ترتیل کیساتھ سورہ فاتحہ کی قراءت کرے، اس کے معنی میں غور و فکر کرے اور اپنے نفس میں اچھے اوصاف کی حلاوت محسوس کرے۔

اللہ تعالی کا بندے سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرے، اور جس طرح وہ اپنی ذات کی تعریف کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرے، نیز وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول اس حدیث کو ذہن میں رکھے کہ بندہ جب {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ} پڑھ کر اپنے مولی کا ذکر کرتا ہے تو اللہ

تعالی فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے، یہ اس ذات کی گواہی ہے جس سے کوئی مخفی چیز بھی پوشیدہ نہیں ،الغرض بندے کی تعریف کی اسی وقت تصدیق ہو جاتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی صفات واجبہ سے اس کی تعریف کرتا ہے، جب بندہ: {الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم} کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعریف کی ہے، یقینا اللہ تعالیٰ اس طرح تقرر اذکر کرتا ہے کہ تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوتا، لہذا اے قراءت میں غفلت کرنے والو! اللہ تعالی کی نگرانی سے غفلت اختیار نہ کرو، اور جب قاری {مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن} کہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے، پس اے قراءت کرنے والو! اگر جارے اندر ڈر اور خوف موجود ہے اور تم اپنی مکمل نگرانی کرتے ہو تو اللہ تعالی سے اس کی کمالِ رحمت، کامل عطا اور ان نوازشات واحسانات کا سوال کیا کرو جو اس نے تم پر کھولے ہیں۔

تم اپنی معرفت، بلند ہمتی اور بصیرت کی بقدر اللہ تعالی کے عجائبات اور عالم غیب کو دیکھو گے اور ان چیزوں کے مشاہدے میں ترقی کرو گے جن کا نماز کی حالت میں منے رے دل پر کھٹکا نہیں گذرتا، یہ سب باتیں اسرار پر مطلع ہونے کی چابی ہیں اور ان باتوں کی چابی یہ ہے کہ تم مخلوقات کی گندگیوں سے پاک رہو اور ہر وقت فررادل اللہ تعالی کی ذات سے چمٹا رہے۔

پس اے اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والو! اور آپ ﷺ کے اخلاق کی پیروی کرنے والو! سورہ فاتحہ کی قراءت کیساتھ ساتھ اپنے قول وعمل سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور ان سب باتوں کو لازم پکڑو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا "یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو" نازل ہوا تو آپ علیہ السلام نے حضرت جبریل سے ارشاد فرمایا: اے میرے دوست جبریل! میں دن میں ایک ہزار مرتبہ اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہوں، جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد! میں تو اللہ تعالی اور آپ کے درمیان محض سفیر ہوں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کا دن میں دو ہزار مرتبہ ذکر کرتا ہوں، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے پہلی بات دوبارہ کہی پھر آسمان کی طرف گئے اور نیچے اتر کر عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ آپ اس کا ذکر اس مخلوق کی بقدر کرو جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو آئندہ پیدا ہونے والی ہے، نیز اس کا ذکر خشک وتر، کھٹی اور میٹھی چیزوں کی تعداد کے برابر کرو، اور اگر آپ اور آپ کی امت پر یہ ذکر طویل

ہوتو یہ بات جان لو کہ میں نے ایک سو چودہ کتابیں نازل کی ہیں ان تمام کتابوں کو آپ پر نازل ہونے والی کتاب (یعنی قرآن مجید) میں جمع کر دیا ہے، میں نے صرف آپ کو سورہ فاتحہ کی خصوصیت عطا فرمائی جسے میں نے توریت اور انجیل میں نازل نہیں کیا۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں خطاب فرمایا ہے:

{ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ } الحجر ۸۷

ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سبع مثانی اور عظیم قرآن دیا ہے۔

اے محمد! جب بندہ میرے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے تو میں اپنے اور اس کے درمیان سے پردہ ہٹا دیتا ہوں، پھر جب وہ الحمد للہ کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں اے میرے بندے! یہ الٰہ کون ہے؟ جب وہ رب العالمین کہتا ہے تو میں سوال کرتا ہوں رب العالمین کون ہے؟ پھر وہ الرّحمن الرّحیم کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ رحمن اور رحیم کون ہے، وہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ مالک یوم الدین کون ہے؟ وہ ایّاک نعبدو ایاک نستعین کہتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بندے! یہ میری صفت ہے کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اے میرے بندے! صراط مستقیم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: صراط الذین انعمت علیھم، غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، پس اگر وہ آمین کہہ دے تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اے میرے بندے! میں نے اپنی نعمت کو تم پر مکمل کر دیا اور اپنی عظمت کو تجھ پر نچھاور کر دیا اور میں ہی رب العالمین ہوں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حمد کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چاندی اٹھا کر سفر کا ارادہ کیا ہو چاندی کا اٹھانا اس پر دشوار ہو تو اسے بیچ کر سونا خرید لے، پھر اس کے لئے سونا اٹھانا دشوار ہو تو اسے بیچ کر ہیرہ خرید لے، اب سفر کے دوران ہیرے کا اٹھانا اس کے لئے آسان ہوگا۔

نیز اللہ تعالی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تمام نازل شدہ کتابوں کو قرآن میں اور قرآن کو سورۃ الحمد میں جمع کر دیا، نیز میں نے قرآن کو سات لمبی سورتوں اور تعریف کو سات آیات میں جمع کیا ہے، سورۃ فاتحہ کی ہر آیت قرآن کا ساتواں حصہ شمار ہوتی ہے، پس اے محمد! اب اگر آپ حقیقت میں میرا ذکر، تحمید و تقدیس اور عظمت کا حق ادا کرنے کا ارادہ کریں تو الحمد للہ رب العالمین کی تلاوت اس کی حقیقت کے مطابق کیا کریں۔

چنانچہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کلّ صلاۃ لا یقرأ فیھا بالحمد أو بأمّ القرآن فھی خداج''۔

ترجمہ: ہر وہ نماز جس میں حمد یا ام القرآن کی قراءت نہ کی جائے وہ ناقص ہے۔

(حاشیہ مسند احمد، مجمع الزوائد)

اے وہ شخص جس پر پردہ اور ترکِ تعلق غالب آ گیا ہے! ذرا کان لگا کر سن، اور اللہ تعالی سے اس کلام کو سیکھ لے، تمہاری کتنی قراءتیں روح کے بغیر اور کتنی نمازیں بیداری کے بغیر ہیں، اللہ رب العزت نماز پڑھتے ہوئے تمہارے ساتھ ہر آیت کے دوران نرم اندازِ گفتگو سے مخاطب ہوتے ہیں جبکہ قراءت کرتے ہوئے تمہیں اس کا احساس نہیں ہوتا اور قراءت کے وقت تمہارا دل حاضری سے غافل رہتا ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم بھول کر اپنی سوچ میں گم ہو جاتے ہو اور زبان پر اللہ تعالی کا وہ کلام جاری رہتا ہے جسے اس نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے، اور تمہاری حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقام سے اعراض کرتے ہوئے اس کے دروازے سے دور جا کر کھڑے ہو جاتے ہو، اگر تم مسلسل اسی حالت پر رہو گے تو جس دن تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دو گے اس وقت تمہاری نماز رب کے سامنے پیش کی جائے گی اور اسے لپیٹ کر تمہارے چہرے پر مار دیا جائے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے قول و فعل کی بخشش طلب کرتے ہیں، اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے کرم سے ہمارے دلوں سے حجاب کو زائل فرما کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے صالحین کی محبت سے آباد کرے۔

سھرت عیون الصادقین مخافۃ   وتقرّحت أکبادھم والأعینا

صادقین کی آنکھیں خوف کی وجہ سے بیدار رہتی ہیں اور ان کے دل اور آنکھیں زخمی ہوتے ہیں۔

من خوف حزب لا یرام نزالہ   حزب الالہ لمن عصاہ وأعلنا

اس لشکر کے خوف کی وجہ سے جس کے نزول کا قصد نہیں کیا جاتا یعنی اللہ کا لشکر جو اللہ تعالی کی اعلانیہ نافرمانی کرنے والے کیلئے ہے۔

أیظنّ من یعصی بأنّ لہ الذی   للمؤمنین ولم یتب مما جنیٰ

کیا نافرمان اپنے گناہوں سے توبہ کیے بغیر یہ گمان کرتا ہے کہ اسے وہی ملے گا جو سچے مومنین کو ملے گا۔

هيهات ينجو سالماً من لم يتب ممّا نهاه الله عنه وما انثنى

جو شخص اللہ کی منع کردہ کاموں سے باز نہ آیا تو بہت بعید ہے کہ وہ توبہ کیے بغیر سلامتی کیساتھ نجات پاسکے۔

صرفوا اللّوا حظ منهم لمّا جرت نحو الذي هاموا به فكسوا الضنى

وہ ان سے آنکھیں پھیرلیں گے جب نافرمان لوگوں کو پیاسوں کی طرح لے جارہے ہونگے اور انہیں تنگی کا لباس پہنایا جائے گا۔

قادتهم شهواتهم فاستبعدوا والعبد يؤخذ في القصاص بما جنى

ان کی شہوتیں انہیں کھینچ کرلے جائیں گی اور وہ جنت سے دور کردیے جائیں گے اور بندے کو اپنے کیے پر بدلہ لینے کے لئے پکڑا جائے گا۔

ياويح من باع الثّمين ببخسه تبّت يداه وصافحته يد العنا

ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے قیمتی چیز کو ارزاں چیز کے بدلے میں فروخت کیا ہے اس کے ہاتھ ہلاک ہوں اور مشقت کا ہاتھ اس سے مصافحہ کرے۔

وكذا الدنا غرّارة عشّاقها ياويح من يصبو الى حسن الدنا

اس طرح دنیا اپنے محبت کرنے والوں کو دھوکہ دیتی ہے اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو دنیا کے حسن کی طرف مائل ہوجائے۔

هٰذي مصائب قد جرت في وقتنا تنهى وتزجر من طغى من حينا

یہ پریشانیاں ہمارے دور میں آتی ہیں اور سرکشی کرنے والے کو غفلت سے روکتی اور تنبیہ کرتی ہیں۔

ياغافلين الى متى لانرعوى ونتابع السّادات من أشياخنا

اے غفلت کرنے والو! کب تک ہم باز نہیں آئیں گے اور اپنے بزرگ سادات کی پیروی نہیں کریں گے۔

ونقيم دين الله فينا قبل أن ندعى الى دار بها طول العنا

اور ہم اپنے درمیان اللہ تعالی کے دین کو قائم نہیں کریں گے اس سے پہلے کہ ہمیں ایسے گھر کی طرف بلایا جائے جہاں طویل مشقت ہو۔

دار بها عنت الوجوه لربها　　　وشقي الظلوم كما أتى في ذكرنا

وہ ایسا گھر ہے جہاں اپنے رب کے سامنے لوگوں کے چہرے جھکے ہوئے ہونگے اور ظلم کرنے والا نامراد ہوگا جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔

ونجا المطيع لربّنا ورسوله　　　مع من عليه الله أنعم بالمنٰى

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا نجات پائے گا اور اس کے ساتھ وہ آدمی بھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر سے فیصلہ فرمائے گا۔

والله أرجو أن يمنّ بتوبة　　　ننجو بها من هول يوم وعيدنا

اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ہم پر ایسی توبہ سے احسان فرمائیں گے جس کے ذریعے ہم وعید کے دن کی ہولناکی سے نجات پاسکیں۔

ثمّ الصلاة على النبيّ وآله　　　وعلى الّذين هدوا السبيل الأحسنا

پھر درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر اور ان لوگوں پر جن کی سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''ماحی'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

ماحی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام ہے جس کو روایات اور مشہور احادیث میں بیان کیا گیا ہے، ہم نے شروع میں وہ حدیث بیان کردی ہے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ میرے پانچ نام ہیں، میں محمد ہوں، احمد ہوں اور ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔۔۔] یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے اور سب طرق میں صحیح روایت بیان کی گئی ہے۔

لغت میں ماحی کا معنی مٹانا اور رزائل کرنا ہے، اس کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بطور استعارہ ہوا ہے، ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک صحیح بخاری میں ''ماحی'' آیا ہے۔

اس نام کا ایک راز یہ ہے کہ سمندر مختلف مقامات کی میل کچیل اور گندگیوں کو دور کرتے ہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں سمندر کے پانی کا راز بیان کیا ہے، نیز سمندر میں مخلوق کے لئے بہت سارے فائدے اور حق تعالیٰ کے عجیب وغریب اسرار موجود ہیں، میں نے اس موضوع پر عبدالعزیز مہدوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تقیید'' دیکھی ہے، اس کتاب میں انہوں نے وہ راز بیان فرمائے ہیں۔

لہذا جب تمہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ سمندر کا پانی بہت زیادہ پاک کرنے والا ہے تو گویا کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اگر سمندر کا پانی جگہوں کی میل کچیل کو پاک کرتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مناجات کرنے کی جگہ (یعنی دلوں) کو پاک فرمایا ہے، اگر پانی وجود کو پاک کرتا ہے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے روحوں کو پاک فرمایا ہے، اگر پانی سے جسم زندہ رہتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے اہل معرفت کے قلوب کو زندگی ملتی ہے۔

آپ علیہ السلام کا سمندر میں ماحی نام رکھنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح کے زمانے میں سمندر کے ذریعے بت پرستوں اور ہر جگہ کے سرکش لوگوں کو غرق کر کے ختم فرمایا تھا اور اس طوفان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کی مدد فرمائی تھی، کافروں کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا اور زمین کو ان کے وجود سے پاک کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات زمین والوں کے لئے امان ہے کیونکہ انہیں کلی طور پر ہلاک نہیں کیا جائے گا، بیشک یہ بات اللہ تعالی کو معلوم تھی کہ اس امت میں ایسے لوگ موجود رہیں گے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھنے والے ہونگے، اسی لئے قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار تمام انبیاء سے بڑھ کر ہونگے

پس اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سمندر میں ماحی رکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کفر کو مٹائے گا اور دلوں کو پاک کر کے انہیں علام الغیوب کے قریب لائے گا۔

ایمان اور توحید کی وجہ سے امت محمدیہ کلی طور پر سمندر میں غرق نہیں ہوگی، اس امت کے لوگ حق پر قائم اور اللہ تعالی کے دین کے مددگار ہونگے نیز صراط مستقیم پر ثابت قدمی دکھانے والے اور دین اسلام کی حفاظت کرنے والے ہونگے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کا ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، تعظیم وتکریم کا معاملہ فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسم گرامی ''ماحی'' کی تفسیر یوں فرمائی کہ اللہ تعالی میرے ذریعے کفر کو مٹائیں گے۔

علماء فرماتے ہیں کہ [اس کے معنی میں] یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ شہر مکہ، بلاد عرب اور اس دور کی سرزمین سے کفر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مٹائے گا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی حکومت دور دور تک پہنچے گی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مٹانا عام ہو اور غلبے کے معنی میں استعمال ہوا ہو، لہذا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائیں گے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے، اور یقینا اللہ تعالی نے دین اسلام کو غلبہ عطا فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا ہے، سیدھے راستے کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی فرمائی اور ایمان والوں پر شفیق و مہربان بنایا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیبی علوم عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی امت کو حقیقی راستے کی تعلیم دی، بے شک اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ماحی رکھا ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے اور اس راستے کی حقیقی تفسیر اللہ تعالی کے اس ارشاد میں ہے:

{وَ مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى} الانفال ۱۷

ترجمہ؛اور(اے پیغمبر) جب تم نے ان پر(مٹی) پھینکی تھی تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھی ، بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

یعنی آپ نے کسب اور سبب کے اعتبار سے مٹھی پھینکی ہے،اور اللہ تعالیٰ نے تخلیق اور سبب کے اعتبار سے پھینکی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَإِنَّكَ لَتَهْدِيْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ} الشوری ۵۲

ترجمہ:''اور بے شک آپ سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ} سورۃ القصص ۵۶

ترجمہ:''بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کے احیا اور اعلاء کلمۃ اللہ کا سبب بنایا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یمحو اللہ بی الکفر''۔

ترجمہ:اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائیں گے۔

آپ علیہ السلام کا ایک اور ارشاد ہے:

''أمرت أن أقاتل النّاس حتی یقولوا لا الہ الا اللّٰہ''

ترجمہ: مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھ لیں۔(حاشیہ مسند احمد، مجمع الزوائد)

اس کلمہ کو زبان اور دل میں پیدا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ذات وصفات، زبانوں اور اقوال وافعال کی تخلیق فرمائی ہے، اعمال کی تخلیق کے بارے میں یہ اہل سنت کا ایک اصول ہے، بے شک خدائے بزرگ وبرتر کے علاوہ کوئی خالق نہیں، وہ اپنے بندوں اور ان کے اعمال کا خالق اور ان

کی موت وحیات کا اندازہ لگانے والا ہے۔

فصل

یہ احتمال بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''ماحی'' کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس چیز کو مٹایا جس کے مٹانے کا اللہ نے حکم دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت عام ہو جائے اور تمام زمانوں، مکانوں اور شہروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہو جائے، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

{وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا} سبا ۲۸

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے، اور خبردار بھی کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا} الفرقان ۱

ترجمہ: بڑی شان ہے اس ذات کی جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کا فیصلہ کر دینے والی یہ کتاب نازل کی، تا کہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو خبردار کر دے۔

اسی طرح یہاں ''ماحی'' سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر کو سبب اور کسب کے درجے میں مٹانے والے ہیں جبکہ اصل میں مٹانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو دلوں میں ایمان پیدا کر کے انہیں اپنے قریب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر موجود چیز کو جہان کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

صلّوا علی خیر البریّة کلّها　　　وأجل من یدعیٰ لیوم الموقف

تمام مخلوق سے بہتر اور قیامت کے دن جنہیں بلائے جائے گا ان میں سے بڑی ہستی پر درود پڑھو۔

فھو الشفیع لمن تعاظم ذنبه　　　وھو الشّفاء لذی السقام المدنف

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے گنہگاروں کے لئے سفارشی اور قریب المرگ بیماری والے کے لئے شفا ہیں۔

صلوا علیه وأکثروا من ذکره　　　تجدوه نوراً فی المقام الأشرف.

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو، تم اسے بلند مقام پر نور کی صورت میں پاؤ گے۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنی جان کا سودا کیا اور زمین سے کفر کو مٹایا، آپ ﷺ ہمیشہ فرماتے رہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں، آپ ﷺ دلوں کی شفاء اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے فضائل کو آپ ﷺ کی ذات میں جمع فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو حاجتوں کے حصول کے لئے وسیلہ بنایا ہے۔

کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

جمعت له أعلام كلّ فضيلة　　　فغدا على الرّسل الكرام أميرا

آپ ﷺ کی ذات میں فضیلت کی نشانیوں کو جمع کیا گیا اور کل [قیامت کے دن] آپ ﷺ تمام انبیاء کرام کے امیر ہونگے۔

وشفى القلوب رعاية وهداية　　　وطهارة ومحبّة وسرورا

اور آپ ﷺ نے دلوں کو، رعایت، ہدایت، طہارت اور محبت وسرور کے اعتبار سے شفا بخشی ہے۔

صلّوا عليه وأكثروا من ذكره　　　لا تسأموا الترجيع والتكريرا

آپ ﷺ کی ذات پر درود پاک پڑھو اور کثرت سے آپ ﷺ کا تذکرہ کرو، اور بار بار آپ ﷺ کا تذکرہ کرنے سے نہ اکتاؤ۔

انّ الصلاة عليه تورث أهلها　　　فى ظلمة اليوم المعظّم نورا

بے شک آپ ﷺ پر درود پڑھنے والوں کا درود بڑے سیاہ دن کی تاریکی میں نور پیدا کرے گا۔

پس اے اللہ کے بندو! گناہوں کو مٹانے والے، تمہیں اپنے رب کے قریب کرنے والے، تنہائی میں غمخواری کرنے والے اور خوف سے نجات دلانے والے نبی پر تم کثرت سے درود پڑھو اور اس درود کو اپنی زندگی کا بہترین سرمایہ بناؤ۔ (شفاعت کے ذریعے آپ ﷺ لوگوں کے گناہوں کو مٹائیں گے، از مترجم]

صلّى الاله على ابن آمنة الذى　　　جاءت به سبط البنان كريما

اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے آمنہ کے لختِ جگر پر جس نے سخی ہاتھوں والی کریم ذات کو جنا ہے۔

أبهى من القمر المنير اذا بدا　　　ومحبّه يلقى بذالك نعيما

جب آپ ﷺ سامنے آتے تو روشن چاند سے زیادہ بارونق نظر آتے، اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے پر محبت کی وجہ سے نعمتوں کی بارش ہوتی تھی۔

يا أيّها الراجون منه شفاعة　　　صلّوا عليه وسلّموا تسليما

اے نبی کریم ﷺ سے شفاعت کی امید رکھنے والو! آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا کرو۔

فصل

نبی کریم ﷺ کا نام سمندروں میں ماحی نام رکھنے کی وجہ ہم نے بیان کر دی ہے، پانی دیگر چیزوں کی صورتوں کو مٹاتا ہے جبکہ محمد ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کے معنوی آثار کو مٹایا، پانی ظاہری طور پر نظر آنے والی چیزوں کو مٹاتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے ایمان کے ذریعے روحوں کو پاک کر کے ان سے شرک کو مٹایا، پانی نے زمین کی مختلف جگہوں کو پاک کیا جبکہ آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو رحمن سے مناجات کرنے کے لئے پاک فرمایا، پانی جسم کو نماز کیلئے پاک کرتا ہے جبکہ محمد ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مناجات کی جگہ (یعنی دل) کو پاک فرمایا ہے۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات ہمیشہ کپڑے، بدن، مکان اور دل کی پاکی سے ہوا کرتی ہے، سب سے اہم مرتبہ پاک دلوں کا ہے جو اللہ کے مومن بندوں اور قریبی محبوب لوگوں کے ہوتے ہیں، ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت، معارف اور عطایا سمائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہی دل عظمت اور خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آسمان، زمین، عرش اور کرسی میں سے کوئی بھی مجھے نہیں سما سکتا لیکن میرے مومن بندے کا دل مجھے سما سکتا ہے۔

مومن بندے کے دل کو اللہ تعالیٰ نے احکامات الہیہ کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے برتن بنایا ہے، جتنا وہ احکامات پر عمل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی ہی مہربانیاں نازل ہوتی ہیں، اور وہ اپنے مالک کی نظر میں کامل بن جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک دل کو پاک صاف فرما کر اللہ تعالیٰ کی معرفت میں رکاوٹ بنے والی تمام چیزوں کو اس سے مٹا دیا تھا، اے اللہ! نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کرنے والا بنا۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی ''ماحی'' ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ بتوں کی عبادت کے ان آثار کا مطالعہ کرے، جن کو آپ ﷺ نے مٹایا ہے، نیز ان حالات پر نظر دوڑائے جو اللہ تعالیٰ نے ملت اسلامیہ کے غلبے کی صورت میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے، آپ علیہ السلام کی سیرت اور غزوات کے مطالعہ سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے، نیز آپ ﷺ کے جہاد، اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ،، قوم کی تکلیفوں پر صبر اور تکلیفوں کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے ان کے ایمان کی امید کرنا، کفار نے آپ ﷺ کے مبارک دانت مبارک شہید کر دیئے لیکن اس کے باوجود بھی انہیں دعوت دینا، اپنا چہرہ زخمی ہونے کے بعد بھی ان کے اسلام کی تمنا کرنا، ان سب باتوں میں غور و فکر کرے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقصد کو پورا فرمایا اور دین کو مکمل کر دیا، آپ ﷺ کی درخواست کو قبول فرما کر دین کو دنیا میں پھیلا دیا، اسلام کا نور ظاہر ہو کر شہروں میں پھیل گیا، امت نے آپ ﷺ کی مدد کرتے ہوئے دینِ اسلام کو غالب کیا اور اس کے نور کو عام کیا، آپ ﷺ کا ہر صحابی ہدایت کا امام، خیر خواہ اور بڑا عالم تھا، اللہ تعالیٰ نے حسد کی وجہ سے کافروں کو ہر طرح کی خیر سے محروم لوٹایا۔

لہٰذا اے بھائی! اپنی سوچ کو نبی کریم ﷺ کی سیرت میں مشغول رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو دلوں سے مٹانے کی کوشش کرو، اس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبوت کے ابتدائی زمانہ میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے پر سے زمین میں سوراخ کیا تو پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا، جبریل علیہ السلام نے وضو کیا اور آپ ﷺ کے سامنے نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ سے عرض کیا: اے محمد! اپنی قوم کی طرف جا کر انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور زمین کو غیر اللہ کی عبادت سے پاک کر دیں، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری قوم جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں پڑی ہوئی ہے، انہیں اچھے برے کی تمیز نہیں، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان کو ان سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا آپ ان کی تکلیفوں پر باہمت انبیاء کی طرح صبر سے کام لیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے چل کر کفار مکہ کے پاس تشریف لائے، وہ بتوں کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، آپ علیہ السلام نے بلند آواز سے پکار کر ارشاد فرمایا: اے میری قوم! میں تمہیں

دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جواب میں کہنے لگے کہ محمد ہمیں ایسے کلمہ کی دعوت دیتا ہے جسے ہم پہچانتے نہیں، ان کے سردار نے کہا محمد کو میرے پاس لاؤ، جب وہ آپ ﷺ کو لے کر اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: کس چیز نے آپ کو ہمارے معبودوں کے درمیان بلند آواز سے یہ کلمہ کہنے پر آمادہ کیا؟ اگر تمہیں جنون کا مرض ہے تو ہم علاج کرائیں گے اور اگر فقیر ہو تو ہم مال دیدیتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہ مجھے جنون ہے اور نہ میں فقیر ہوں بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور تمہیں اس بات کی گواہی کی دعوت دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

انہوں نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو مارنا شروع کیا اور پتھروں سے آپ ﷺ کا استقبال کیا، آپ ﷺ ان پر شفقت اور رحمت کی وجہ سے رونے لگے پھر ارشاد فرمایا: اے میرے دوست جبریل! کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میری قوم نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا: اے محمد! آپ باہمت رسولوں کی طرح صبر سے کام لیں اور دوبارہ ان کے پاس جا کر انہیں اس بات کی گواہی کی دعوت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، چنانچہ آپ ﷺ دوبارہ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے پھر کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو مارنا شروع کر دیا، فرشتے آپ ﷺ کو اپنے پروں میں چھپا رہے تھے، آپ ﷺ اپنی قوم پر شفقت کی وجہ رونے لگے اور پھر ارشاد فرمایا: اے میرے دوست جبریل! آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری قوم نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟

جبریل نے عرض کیا اے محمد! باہمت انبیاء کی طرح صبر سے کام لیں اور تیسری مرتبہ ان کے پاس جا کر اس بات کی دعوت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ جا کر انہیں یہی دعوت دی، وہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ پر پتھر برسانے لگے، فرشتے آپ ﷺ کو اپنے پروں میں چھپا رہے تھے، آپ ﷺ ان پر شفقت کی وجہ سے پھر رونے لگے، آپ ﷺ پر ترس کھاتے ہوئے ہوا کے پرندوں اور آسمان کے فرشتوں نے بھی رونا شروع کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرنے لگے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین، ہوا، بادلوں، پہاڑوں اور سمندر کے فرشتوں کو آپ ﷺ کی مدد کا حکم دیا، زمین کا فرشتہ آیا اور عرض کیا: اے محمد! مجھے اجازت دیجئے کہ زمین کو ان کے نگلنے کا حکم دوں، آپ ﷺ خاموش رہے پھر ہوا کا فرشتہ نازل ہوا اور عرض کیا: اے محمد! میں ہوا کا فرشتہ ہوں اجازت دیجئے کہ

میں ہوا کو ان کی ہلاکت کا حکم دوں، آپ ﷺ خاموش رہے، پھر بادلوں کا فرشتہ نازل ہوا اور عرض کیا: اے محمد! میں بادلوں کا فرشتہ ہوں مجھے اجازت دیجئے کہ بادلوں کو حکم دوں کہ وہ قوم لوط کی طرح ان پر پتھروں کی بارش برسائیں، آپ ﷺ خاموش رہے، پھر سمندروں کا فرشتہ نازل ہوا اور عرض کیا اے محمد! میں سمندروں کا فرشتہ ہوں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں سمندروں کو ان کے غرق کرنے کا حکم دوں، آپ علیہ السلام خاموش رہے، پھر جبریل نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے محمد! میں تمام ملائکہ کا سردار ہوں مجھے اجازت دیجئے کہ میں ملائکہ کو حکم دوں کہ وہ ان پر مختلف قسم کے عذاب نازل کریں، آپ ﷺ خاموش رہے اور پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی:

اللھمّ اھد قومی فانّھم لایعلمون

ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما بے شک یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔

(اتحاف السادۃ المتقین، در منثور)

جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد! آپ اپنی قوم کے حق میں دعا کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل مجھے اللہ تعالی نے رحمت بنا کر بھیجا ہے سختی اور عذاب کے ساتھ نہیں بھیجا، جبریل نے عرض کیا: ''اللہ تعالی آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے ملے گا'' رحمت کاملہ نازل ہو آپ ﷺ پر، آپ کی آل اور صحابہ پر۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کفر اور برائیوں کو مٹانے کے لئے آئے اور آپ ﷺ نے ثابت قدمی سے برائیوں کو مٹایا، دین کے غلبے کے لئے کوشش کی اور نیکیوں کو پھیلایا اسے چاہیے کہ وہ دین کے غلبے اور شریعت کے احکام کی تبلیغ میں آپ ﷺ کی پیروی کرے، خاص طور پر ایسے وقت میں جب دینِ اسلام اجنبی بن جائے گا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کے حقوق میں مداہنت کرنے والے، ان میں کوتاہی کرنے والے اور ان حقوق کو ادا کرنے والے کی مثال تین آدمیوں کی طرح ہے جو کسی کشتی پر سوار ہوں اور وہ کشتی کو آپس میں تقسیم کریں، ان میں سے ایک کے حصہ میں کشتی کا نچلا حصہ آئے اور وہ اپنا حصہ توڑنے کیلئے کلہاڑا اٹھالے، اس کے ساتھی کشتی توڑنے کی وجہ

پوچھیں تو وہ جواب دے کہ میں اپنی جگہ پر سوراخ کرنا چاہتا ہوں تا کہ پانی میرے قریب ہو جائے اور مجھے پانی بہانے کی جگہ مل جائے، ان میں سے ایک کہے کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ اپنی جگہ پر سوراخ کر رہا ہے، دوسرا کہے اس کو سوراخ نہ کرنے دو، کیونکہ یہ خود بھی ہلاک ہوگا اور ہمیں بھی ہلاک کرے گا، پس اگر وہ اس کے ہاتھ پکڑیں گے تو وہ بھی بچ جائے گا اور باقی لوگوں کی زندگی بھی بچ جائے گی، اور اگر وہ اس کا ہاتھ نہیں پکڑیں گے تو وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور انہیں بھی ہلاک کردے گا۔

اللہ تم پر رحم فرمائے، نبی کریم ﷺ کی تنبیہ پر غور کرو کہ آپ ﷺ نے ہماری نجات پر حرص کرتے ہوئے ہمیں غفلت سے بیدار فرمایا، اس مثال کو دیکھو جو آپ ﷺ نے ہمارے لئے بیان فرمائی ہے گویا کہ جس زمین پر ہم رہتے ہیں یہ کشتی کی طرح ہے اور اس پر سرزد ہونے والے گناہ ہلاکت کا سبب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

{وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ} الشوری ۳۰

ترجمہ: اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے

دوسری جگہ ارشاد ہے؛

{اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ} الرعد ۱۱

ترجمہ: یقین جانو کہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی نہ لے آئے۔

زمین پر گناہوں کی مثال کشتی میں سوراخ کرنے والے شخص کی طرح ہے، جس طرح سوراخ کشتی والوں کے غرق ہونے کا سبب ہے اسی طرح گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی ہلاکت کا سبب بنایا ہے، اور زمین میں مداہنت کرنے والا وہ ہے جو معاصی کو دیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور گناہ کرنے والوں کو منع نہیں کرتا، (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:)

{کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ} المائدۃ ۷۹

ترجمہ: ''وہ اس برائی سے منع نہیں کرتے تھے جسے لوگ کرتے تھے''

اور اللہ کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو گنہگاروں اور برے اعمال کرنے والوں

کو برائی سے روکتے ہیں، گناہوں کے اثرات کو اللہ تعالی کی زمین سے مٹاتے ہیں، فاسق وفاجر لوگوں پر اللہ کے احکام کو نافذ کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حق تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

{اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ} ۔الحج ۴۱

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں اورزکوۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور برائی سے روکیں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے

پس اگر نیک لوگ گناہگاروں پر غالب آجائیں اور ہاتھ پکڑ کر انہیں نفسانی خواہشات اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے روکیں اور نیکی کا حکم دیں تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نرمی کا معاملہ فرماتے ہوئے ان سے سزاؤں کو روک لیتے ہیں، اور اگر لوگ ظلم اور نافرمانی کو کھلا چھوڑ دیں، زنا کو عام کر دیں، شراب پینے لگ جائیں، کھلم کھلا نافرمانیاں شروع کر دیں، حرام مال کی آمیزش ہو جائے، مال میں اسراف کرنے لگیں، چغل خوری اور غیبت پھیل جائے، لوگوں کے اموال ناجائز طریقے سے کھانے لگ جائیں تو اللہ تعالی ان پر مصیبتیں بلائیں اور جو چاہتے ہیں عذاب مسلط کر دیتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''لتامرنّ بالمعروف ولتنهنّ عن المنكر ،أو ليسلطنّ الله عليكم من لايبجل كبيركم ،ولايرحم صغيركم ،ويدعو خياركم فلايستجاب لهم ،ويستنصرون فلاينصرون ويستغفرون فلايغفر لهم''

ترجمہ:''تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالی تم پر ایسے حکمران مسلط کر دیں گے جو تمہارے بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے، اور تمہارے بہترین لوگ دعا مانگیں گے تو ان کی دعائیں قبول نہیں ہونگی، وہ مدد مانگیں گے تو ان کی مدد نہیں کی جائے گی، وہ مغفرت طلب کریں گے تو ان کی مغفرت نہیں کی جائے گی''(ا) یہ حدیث مسند احمد میں مذکور ہے، مصنف یہاں الفاظ کی رعایت کئے بغیر روایت بالمعنی کر رہے ہیں از مترجم)

اس معاملے میں بہت کم لوگوں کی سلامتی نصیب ہوتی ہے، اس کی کئی شرائط ہیں، جس شخص کو اللہ تعالی

توفیق عطا فرمائیں اسے حسنِ نیت اور نبی کریم ﷺ کی محبت حاصل ہو جائے تو وہ اس کے دین کا سپاہی بن جاتا ہے، وہ اس وقت تک سپاہی نہیں بن سکتا جب تک اپنے نفس کو قربانی کے لئے پیش نہ کر دے جیسے کہا جاتا ہے کہ زبان سے بات کرنا تو آسان ہے لیکن دل میں اخلاص پیدا کرنا مشکل کام ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی برائی دیکھے اور اس کے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے کافی ہے کہ تین مرتبہ یوں کہے ''اے اللہ یہ برائی ہے'' اس عمل پر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ثواب مل جائے گا۔

ہم اپنے لئے اور تم سب کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں، بے شک وہ بخشنے والی مہربان ذات ہے۔

فصل

نبی کریم ﷺ کے اخلاق سے آراستہ شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک رکھے اور برے اخلاق کے بجائے اچھے اور پیارے اخلاق اپنے اندر پیدا کرے، اے نجات کا شوق رکھنے والو! خوبصورت اور عافیت والی زندگی کے حصول کی رغبت کرنے والو! یہ خطاب ہم سب کیلئے ہے۔

ظاہری گناہ تو مشہور و معروف ہیں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، البتہ جو باطنی اور دل کے گناہ ہیں وہ یہ ہیں۔

اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کفر و نفاق اختیار کرنا، اللہ تعالی کے بارے میں دھوکے میں پڑ جانا، (اپنے آپ کو) اللہ تعالی کی تدبیر سے مامون سمجھنا، اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا، گناہوں کو معمولی سمجھ کے کرنا، توبہ کو ٹالنا، گناہوں پر اصرار کرنا، گناہ زیادہ ہونے کے باوجود ان کی پرواہ نہ کرنا، اللہ کی مخلوق سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، دنیا کے اندر عزت پسندی، غرور اور تکبر کرنا، ایک دوسرے پر فخر و مباہات، خود پسندی اور ریا کاری کرنا، لوگوں کو ذلیل و حقیر جاننا، دنیا کی زیب و زینت پر فریفتہ ہو جانا، مالداروں کی قربت اور انکے سامنے عاجزی اختیار کرنا، فقراء سے دوری اختیار کرنا اور ان سے نفرت کرنا، دھوکہ دہی کا شوقین ہونا، کسی منصب کو طلب کرنا، ان فضیلتوں پر حسد کرنا جو اللہ تعالی لوگوں کو ایک دوسرے پر عطا فرماتے ہیں، بدگمانی کرنا اور لوگوں کی ٹوہ میں لگے رہنا، اپنے دل میں کسی کی برائی جگہ دینا، لوگوں پر مصیبتیں آنے کے انتظار میں رہنا، جھوٹ بولنا، عہد شکنی کرنا، ملاوٹ، دھوکہ، غداری اور خیانت کرنا، خواہشات کے پیچھے چلنا، حق کی مخالفت کرنا، بغض و کینہ اور بے وفائی اور قطع رحمی کرنا، سنگ دل ہونا، کسی پر رحم نہ کھانا، لمبی امیدیں باندھنا، حرص و لالچ

کرنا، دل کو ہر فکر اور غم سے آزاد کر دینا، بدشگونی کرنا، دنیا کے حاصل ہونے پر خوش ہونا، مال وجاہ کے ذریعے سرکشی پر اتر آنا، فقر و فاقہ سے خوف کھانا، اللہ تعالی پر بھروسہ نہ کرنا، لالچ کرنا، اللہ تعالی کی تقسیم پر ناخوش ہونا، اللہ تعالی نے جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کی ناقدری کرنا، اللہ تعالی کی عطا میں جلدی کرنا، اللہ تعالی سے غافل ہونا،، دنیا کے ظاہری زیب و زینت، مثلاً پوشاک، خوراک، عمارتیں اور مختلف قسم کی پر تعیش چیزوں سے دلی محبت کرنا، دنیا کی جو چیزیں ہاتھ سے نکل جائیں ان پر غم اور افسوس کرنا، خواہشات دنیویہ کے مل جانے پر خوش ہونا، علم اور اہل علم کی اہانت کرنا، اپنے مولی کی معرفت کے باوجود اس سے حیانہ کرنا۔

یہ جتنے افعال آپ کے سامنے بیان ہوئے ہیں سب شرعاً مذموم اور شیطان کا جال ہیں، اور روز محشر بدبختی کی علامت ہونگے، لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ ان گناہوں سے اپنے دلوں کو صاف کریں ، مسلمان ہونے کی حیثیت سے تو ان گناہوں کا دفع کرنا اور زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے۔

اور ان گناہوں کی جو ضد اور مقابل ہے وہی علمائے محققین اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں، اور خدا کی قسم بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے اور تمہارے دل و دماغ ان سے بالکل صاف ہوں ، اگر اللہ تعالی کی عفو و درگذر نہ ہوتی تو ہم سب کی نجات بہت مشکل ہو جاتی۔

الٰهي لا تعذّبني فانّي ۔۔۔ مقرّ بالذي قد كان منّي

یارب! مجھے عذاب نہ دینا بیشک میں (ان گناہوں کا) اقرار کرتا ہوں جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔

ومالي حيلة الا رجائي ۔۔۔ لعفوك ان عفوت وحسن ظني

اور میرے لئے آپ سے بخشش کی امید کی اور اچھا گمان رکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

يظن الناس بي خيرا واني ۔۔۔ لشرّ الناس ان لم تعف عنّي

لوگوں کا میرے بارے میں بہت اچھا گمان ہے، اگر آپ مجھے معاف نہیں کریں گے تو یقیناً میں ان سب سے بدتر ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک نام ظاہری اور باطنی خرابیوں کی اصلاح اور بہت ساری ایسی باتوں پر کلام کا تقاضا کرتا ہے جنہیں دلوں سے مٹانا اور زائل کرنا ضروری ہے، اس مبارک نام کے ضمن میں آنے والی حکایات اور جزئیات کو بیان کر کے ان کی تشریح کرنا بہت طوالت میں ڈالنے والا کام ہے، اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرمائیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الحاشر'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

حاشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے جو صریح طور پر احادیث میں وارد ہوا ہے، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''میرے پانچ نام ہیں، ان پانچ ناموں میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ''میں حاشر ہوں میرے قدموں میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا۔۔۔]]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد [[میں حاشر ہوں میرے قدموں میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا]] کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے زمانے کے لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کرے گا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ [[علی قدمی]] کا معنی ہے لوگوں کو میری گواہی کے واسطے جمع کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا} ۔البقرۃ ۱۴۳

ترجمہ: تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔

پہلے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اس معنی میں حاشر رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو جمع فرمائے گا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود لوگوں کو جمع کرنے، دنیا کے ختم ہونے اور قیامت کے دن مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا سبب ہے، اسی لئے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

بُعِثتُ والشّمس علی أطراف النخیل

ترجمہ: مجھے اس حال میں بھیجا گیا کہ سورج کھجور کے کناروں پر تھا۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قیامت کے قریب ہونے کی طرف اشارہ ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حاشر رکھا گیا ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کا وجود (لوگوں کے) جمع ہونے کا سبب ہے، حقیقت میں جمع کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے البتہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبے کی تعظیم ہے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں تمام کائنات سے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''حاشر'' رکھا گیا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تخلیق کائنات سے لیکر اس کے ختم ہونے تک انسانوں اور جنوں سمیت تمام مخلوق کو جمع کرنے والے ہیں۔

اس نام کے ذریعے آپ ﷺ کے عظیم مرتبے کو ظاہر کیا گیا ہے جس کو بیان کرنے سے زبانیں عاجز ہیں، حاشر کے معنی میں پہلے قول کے مطابق یہ بات ظاہر ہے، رہا دوسرا قول کہ "میرے مشاہدے کے واسطے لوگوں کو جمع کیا جائے گا" اس معنی کے اعتبار سے بھی اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کا اکرام ہے کیونکہ اس میں تمام مخلوقات پر آپ ﷺ کا اعلی درجے کا شرف وعظمت موجود ہے، اللہ تعالی نے مخلوق کے سامنے آپ ﷺ کے بلند منصب کو ظاہر فرمایا اور اسی بلند مرتبہ کی وجہ سے سب لوگوں کو جمع فرمایا تا کہ سارے لوگ آپ ﷺ کے تابع بن جائیں اور آپ ﷺ کی باطنی پاکیزگی کا اظہار ہو جائے۔

فصل

یہ عظیم نام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قیامت آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے کے قریب قائم ہوگی، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"بعثت أنا والسّاعة کھاتین وأشار الی السّبابة والوسطی .

ترجمہ: مجھے اور قیامت کو ان دو [انگلیوں] کی طرح مبعوث کیا گیا ہے، اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیان کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (حاشیہ صحیح مسلم، مسند احمد)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا} {اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ} {اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ}۔

ترجمہ: "اور تحقیق قیامت کی نشانیاں آچکی ہیں" "اور لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے" "قیامت قریب آلگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے"۔

ابو الربیع سلیمان بن سبع نے اپنی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی بیل پر زین رکھ کر سوار تھا، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، وہ اس لاٹھی سے بیل کی گردن پر مارنے لگا تو بیل نے گفتگو شروع کی اور کہا اے آدمی! اللہ تعالی سے ڈرو اور مجھے تکلیف میں مبتلا نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے بار برداری کے بجائے ہل چلانے اور غلہ گاہنے کے لئے پیدا کیا ہے، اور یہ کریم نبی یعنی محمد ﷺ تمہارے درمیان موجود ہیں ان سے پوچھ لو وہ تمہیں اس بارے میں بتا دیں گے، اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیل نے صحیح کہا، نہ

بولنے والی چیزوں کا گفتگو کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے سامنے (یعنی بہت قریب) مبعوث فرمایا ہے، میرے اور قیامت کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ان دو انگلیوں کے درمیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو دراز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عنقریب قیامت کے لئے ایک نشانی ظاہر ہوگی۔ (صحیح مسلم میں بیل کے بجائے گائے کے گفتگو کرنے کا قصہ مذکور ہے، از مترجم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن اور راتیں بھی نہیں گذری تھیں کہ ایک رات چاند دو ٹکڑے ہو گیا، حضرت حسن فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے ملے کہ ہم نے چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان جبل ابی قبیس کو دیکھا، چنانچہ اس وقت لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا یہ ہمیشہ کے لئے (دو ٹکڑے) ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا صرف اسی ایک رات میں ہوگا پھر چاند پہلی حالت پر لوٹ جائے گا، لوگوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے معجزہ بنایا ہے تاکہ کافروں کو پتا چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور بے شک قیامت میرے قریب ہے، جب دوسری رات آئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چاند دوبارہ ایک بن گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ} القمر ۱-۲

ترجمہ: قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے، اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔

قیامت کے بارے میں بہت ساری احادیث موجود ہیں جن سے ایمان والوں کو دنیا کے زوال اور قرب قیامت کا یقین ہو جاتا ہے، قیامت کی نشانیوں کی جو شرائط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلائی ہیں ان میں سے بہت ساری ظاہر ہو چکی ہیں، حضرت ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام کے طرق سے قیامت کی تیرہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں جن میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں اور ان میں سب سے بڑی نشانیاں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قرآن کا اٹھایا جانا باقی ہیں، ہم اس زمانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے اسکی مدد کے طلبگار رہیں۔

فصل

اس نام کے بارے میں ایک بہترین بات خطیب ابوبکر احمد بن علی نے ابن عمر کے طریق سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا جب وہ قادسیہ کے مقام پر تھے کہ نضلہ بن معاویہ کو حلوان کے اطراف میں کارروائی کے لئے ایک لشکر دے کر بھیج دیں، وہ فرماتے ہیں کہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے تین سو سواروں کی ایک جماعت کو روانہ کیا، وہ عراق کے حلوان شہر کی طرف نکلے، انہوں نے حلوان کے اطراف میں کاروائی کی، انہیں مال غنیمت اور قیدی حاصل ہوئے، وہ مال غنیمت اور قیدی لیکر جارہے تھے کہ راستے میں نماز عصر کا وقت آ گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا، راوی فرماتے ہیں کہ نضلہ اپنا مال غنیمت اور قیدی لے کر پہاڑ کی طرف گئے، پھر کھڑے ہو کر اذان دینا شروع کی، جب (اللہ اکبر، اللہ اکبر) کہا تو پہاڑ سے کسی نے جواب دیا کہ اے نضلہ! آپ نے بڑی ذات کی بڑائی بیان فرمائی، پھر نضلہ نے أشهد أن لا إله إلا الله کہا تو اس نے جواب میں کہا: اے نضلہ! یہ اخلاص کا کلمہ ہے، پھر نضلہ نے أشهد أن محمداً رسول الله کہا تو آواز دینے والے نے کہا یہ وہ ذات ہے جس کی خوشخبری عیسیٰ بن مریم نے دی ہے اور اس کی امت کے آخر میں قیامت قائم ہوگی، نضلہ نے کہا: حی علی الصلاۃ، تو اس نے جواب میں کہا خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو نماز کی طرف چلے اور اس کی پابندی کرے، نضلہ نے کہا: حی علی الفلاح اس نے جواب میں کہا: یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے محمد ﷺ (کی دعوت) کا جواب دیا، نضلہ نے کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، تو اس نے جواب میں کہا: اے نضلہ! تو نے پورے اخلاص سے کام لیا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے جسم پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ نضلہ نے جب اذان مکمل کی تو ہم نے کھڑے ہو کر اس سے پوچھا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ فرشتے ہیں، یا جن، یا اللہ کے کوئی چلنے پھرنے والے بندے ہیں، آپ نے ہمیں اپنی آواز سنائی ہے اپنی شکل وصورت دکھا دیجئے، بے شک ہم اللہ اس کے رسول اور عمر بن خطاب کے قاصد ہیں۔

راوی کہتا ہے اچانک پہاڑ پھٹا اور ایک سفید رنگ اور سفید ریش آدمی نے نکل کر سلام کیا، ہم نے سلام کا جواب دے کر پوچھا: اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں اللہ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں، انہوں نے مجھے اس پہاڑ پر ٹھہرا کر میرے لئے اس وقت تک زندہ رہنے کی دعا فرمائی تھی جب وہ آسمان سے اتر کر خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو میری ملاقات نہیں ہوسکی آپ عمر کو میری طرف سے سلام عرض کریں اور کہیں کہ درست راستہ اختیار کرو، یقیناً (قیامت کا) وقت قریب ہے، انہیں ان باتوں کی اطلاع کر دینا جو میں نے تمہیں بتائی ہیں، یہ باتیں جب امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظاہر ہو جائیں تو جنگ ہی جنگ ہوگی۔

جب مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے بے پرواہ ہو جائیں گے اور نامناسب چیزوں کی طرف نسبت کریں گے، اپنے آقاؤں کے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف نسبت کریں گے، ان کا بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا اور چھوٹا بڑے کا ادب نہیں کرے گا، نیکی چھوڑ دی جائے گی اور اس کا حکم نہیں کیا جائے گا، برائی ہوگی لیکن اس سے منع نہیں کیا جائے گا، ان کا عالم درہم اور دنانیز حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا، بارش سے گرمی ہوگی اور بچے نامکمل پیدا ہونگے، لمبے لمبے مینار بنائیں گے، مصاحف پر چاندی چڑھائیں گے، پکی عمارتیں بنائیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے، دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کریں گے، خونریزی، قطع رحمی، اللہ کے احکامات کی خرید وفروخت اور سود خوری کو ہلکا سمجھیں گے، گانا بجانے کو عزت سمجھا جائے گا، آدمی اپنے گھر سے نکلے گا تو اسے سلام کرنے کیلئے اس سے بہتر شخص آئے گا، عورتیں تختوں پر بیٹھی ہونگی (یعنی علی الاعلان برائی کی دعوت دیں گی)۔ یہ باتیں کہنے کے بعد وہ غائب ہو گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ نضلہ نے سعد کی طرف اور سعد نے حضرت عمر کی طرف یہ واقعہ لکھا تو حضرت عمر نے [جواباً] سعد کی طرف خط لکھا کہ اے سعد! اپنے ساتھ انصار و مہاجرین کو لے کر اس پہاڑ سے نیچے اترو، اور جب آپ کی ملاقات اس آدمی سے ہو تو اسے میرا سلام کہو، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا کوئی وصی اس پہاڑ پر اترا ہے، راوی کہتے ہیں کہ سعد چار ہزار انصار اور مہاجرین کی جماعت کو لیکر پہاڑ سے نیچے اترے اور وہاں پر چالیس دن تک قیام فرمایا، وہ ہر نماز کے لئے اذان دیتے تھے لیکن انہیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

اے نبی سے محبت کرنے والے! یہ سب باتیں اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت دنیا کے اختتام اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حاشر اسی بات پر تنبیہ کرنے کی غرض سے رکھا ہے، یہ نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی امتیاز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو یہ نام نہیں دیا گیا، یہ اللہ تعالی کا ہم سب پر انعام ہے۔

فصل

جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "حاشر" اور اس کے مذکوہ بالا معنی کا علم ہو اس کے لئے ادب

یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی سے ملاقات کی تیاری کرے اور وہ کام کرے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے، نیک اعمال کیساتھ آخرت کی طرف متوجہ رہے، قیامت کے دن کیلئے زیادہ سے زیادہ توشہ جمع کرے، اپنی ذات میں بگاڑ پیدا کرنے والا، جماعت کو توڑنے والا اور بچوں بچیوں کو یتیم کرنے والا موت کو یاد کیا کرے، نیز اپنے جدا ہونے والے دوستوں اور پہلے لوگوں کی نصیحتوں پر عمل کرے اور اللہ جل جلالہ کے اس ارشاد پر عمل کرے:

{ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ } البقرة ۱۹۷

ترجمہ: "اور (حج کے سفر میں) زادِراہ ساتھ لے جایا کرو کیونکہ بہترین زادِ راہ تقوٰی ہے، اور اے عقل والو! میری نافرنی سے ڈرتے رہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن قبرستان کی طرف نکلے جب وہاں پہنچے تو ارشاد فرمایا:

یاأهل القبور أخبرونا عنكم أو نخبركم .أمّا الخبر الذي عندنا فالمال قد اقتسم ، والنساء قد تزوّجن .والمساكن قد سكنها قوم غيركم .ثمّ قال أما والله لو استطاعوا القالوا: انّا لم نر زادا أخير أمن التقیٰ۔

ترجمہ: اے قبروں والو! ہمیں اپنے بارے میں بتاؤ یا پھر ہم تمہیں اپنی خبر سناتے ہیں، ہماری پاس یہ خبر ہے کہ [تمہارا] مال تقسیم کردیا گیا ہے اور تمہاری بیویوں نے شادی کرلی ہے، اور رہائش گاہوں کو تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں نے آباد کردیا ہے، پھر ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ بولنے کی طاقت رکھتے تو ضرور کہتے کہ بے شک ہم نے تقوی سے بہتر کوئی توشہ نہیں دیکھا ہے۔

لہذا جب تمہیں یہ بات معلوم گئی کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "حاشر" ہے تو ہر حال میں تمہارا دل حشر اور حساب کے دن کے ساتھ معلق رہے، وہ گھاٹے نقصان اور عذاب کا دن ہوگا، جس دن اللہ تعالی کے سامنے اعمال پیش ہونگے، چھپے ہوئے گناہ ظاہر ہونگے اور عقلیں ماؤف ہوجائیں گی اور اس دن تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا، جس دن آدمی اپنے ماں باپ اور بھائی سے بھاگے گا، اس دن باعزت وہ ہوگا جسے اطاعت نے باعزت بنایا ہوگا، اور اس دن تاج وہی پہنے گا جسے اللہ تعالی کی طرف سے شفاعت حاصل ہوگی، یقینا ابو العتاھیہ نے کیا خوب کہا ہے:

یا عجبا للناس لو فكّروا   وحاسبوا أنفسهم أبصروا

تعجب ہے لوگوں پر اگر وہ غور و فکر کریں اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں اور دیکھیں۔

وعبّروا الدنیا الی غیرھا   فانّما الدنیا لھم معبر

اور دنیا کو عبور کرکے کسی اور جگہ کی طرف چلیں کیونکہ دنیا ان کے لئے گذرگاہ ہے۔

لافخر الافخر أھل التقی   غداً اذا ضمّھم المحشر

کل جب محشر لوگوں کو جمع کرے گا تو اس وقت فخر صرف تقوی والوں کو حاصل ہوگا۔

لیعلم الناس بأن التقی   والبرّ کانا خیر مایدّخر

لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ ذخیرہ کی جانے والی چیزوں میں نیکی اور تقوی سب سے بہتر ہیں۔

عجبت للانسان فی فخرہ   وھو غدا فی قبرہ یقبر

مجھے انسان کے فخر کرنے پر تعجب ہوتا ہے حالانکہ کل وہ قبر میں دفن کردیا جائے گا۔

أصبح لا یملك تقدیم ما   یرجوولا تأخیر ما یحذّر

وہ ایسا بن گیا ہے کہ جس چیز کی اسے امید ہے اسے جلدی کرنے اور جس سے ڈرایا جاتا ہے اس کو موخر کرنے کا مالک نہیں ہے۔

وأصبح الأمر الی غیرہ   فی کلّ ما یُقضی وما یُقدّر

ہر قضاوقدر میں معاملہ اس کے غیر کے ہاتھ میں ہے۔

لہذا اے غافل شخص! اس گھر سے دھوکا نہ کھا جس کا زوال قریب ہے اس کا دھوکا اور خوشی تم سے رخصت ہوجائے گی اور وبال باقی رہے گا، جب تمہارا دل سخت ہوجائے تو مردوں کو یاد کرکے، لذتوں کو ختم کرکے، فوت ہونے والی چیزوں پر حسرت وافسوس کرکے اور نفس کی پیروی پر غم کرکے اور موت کی سختیوں کو یاد کرکے اپنے نفس اور دل کا علاج کیا کرو۔

نیز قبروں کی زیارت کرنا، اصلاح کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنا، باعمل علماء سے گفتگو کرنا، فقراء اور زاہد لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا، وعظ ونصیحت کرنے والوں کی کتابوں اور کلام کو محبت کی نظر سے دیکھنا، نیک لوگوں کے فضائل، صحابہ کرام اور اللہ تعالیٰ کے مقرب اولیاء کی سیرت میں غور وفکر کرنا، اللہ تعالی کی کتاب کے وعدے اور وعید میں غور وفکر اور جہانوں کے پروردگار سے ڈرانا، اور ایسے اشعار کہنا جو اس دنیا میں اغیار کی طرف مائل ہونے سے ڈرائیں، ان سب باتوں کو کثرت سے اختیار کیا کرو، یہی متقین کا شعار ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اکثر ان اشعار کو بطورِ مثال بیان کیا کرتے تھے:

لاشیء مما تری تبقی بشاشته　　　یبقی الاله ویفنی المال والولد

جن چیزوں کی خوشی تو باقی دیکھتا ہے وہ کچھ نہیں ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی اور مال واولاد فنا ہو جائے گی۔

لم تغن عن هرمز یوما خزائنه　　　والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

جس دن ہرمز کو اس کے خزانے کام نہیں آئیں گے اور ہمیشہ رہنے کا ارادہ قوم عاد نے بھی کیا تھا مگر وہ بھی ہمیشہ نہ رہے۔

ولا سلیمان اذ تجری الرّیاح له　　　والجن والانس فیما بینها ترد

اور سلیمان بھی ہمیشہ نہیں رہے حالانکہ ان کے لئے ہوائیں مسخر تھی اور جن وانسان ان کے پاس حاضری دیتے تھے۔

أین الملوك الّتی كانت لعزّتها　　　من كلّ أوب الیها وافد یفد

کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے ہر طرف سے لوگوں کے وفد ان کے پاس آتے تھے۔

حوض هنالك مورود فلا كذب　　　لابدّ من ورده یوما كما وردوا

یہ ایک ایسا حوض ہے جہاں جانا ہے اور یہ جھوٹ نہیں، لوگوں کے دنیا میں آنے کی طرح ایک دن وہاں بھی ضرور جانا ہے۔

اے بھائی! تمام کاموں کے انجام پر غور فکر کیا کرو، انسان کے لئے موت، قبر و حشر، مرنے کے بعد زندہ اٹھنا، حساب و کتاب، پل صراط، جنت اور جہنم کی صورت میں جو نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے اس کے بارے میں بھی سوچ و بچار کیا کرو، اگر تم ان چیزوں کو صحیح طرح یاد کرو تو اس سے کلیجے پھٹ جائیں، دل اپنی خواہشات کی وجہ سے آخرت کی تیاری سے غافل ہو چکے ہیں، اللہ تعالی ہمیں غفلت سے بیدار فرمائے اور اپنے فضل و احسان کی وجہ سے ہماری غفلت پر اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔

اگر دلوں کی اکتاہٹ کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس نام کے ضمن میں ہم آخرت کے حالات کے بارے میں ایسی نصیحت بھری گفتگو کرتے جس سے دلوں میں اللہ تعالی کا خوف پیدا ہو جاتا۔

لہذا ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے ان شاء اللہ وہ کافی ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس پر ثواب کے امیدوار ہیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العاقب'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

عاقب آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور روایات اور احادیث میں وارد ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے نام شمار فرمائے تو عاقب کو بھی اپنے ناموں میں شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اور میں عاقب ہوں''۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے اپنے ناموں کو بیان فرماتے تو ان میں محمد، احمد، مقفّی، حاشر عاقب اور نبی الملحمۃ کا ذکر فرماتے تھے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقفّی سے مراد عاقب ہے یعنی وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے بعد مبعوث فرمایا، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اور اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت، کمال، عزت، بلند مرتبہ، سرداری اور حسن عطا فرمایا۔

یقینا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو با کمال، معصوم، بلند مرتبہ اور باعزت بنا کر مبعوث فرمایا، انہیں تمام مخلوق سے منتخب فرمایا، کامل ترین سیرت وصورت عطا فرمائی، یقینا مخلوق کے ہر قسم کے عیوب سے انہیں محفوظ رکھا، ان کے دلوں کو پاک کر کے انہیں کامل ایمان، محبت کا خزانہ اور معرفت کے ظہور کا مرکز بنایا، اغیار کی آمیزش سے پاک صاف کر کے ان میں عجیب وغریب انوارات کو بھر دیا، نیز ان کے قلوب کو اسرار کے خزانے عطا فرمائے، اللہ تعالی نے ان انبیاء کرام کو اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ بنایا تاکہ وہ اس دنیا کی گندگیوں سے لوگوں کو پاک کریں اور انہیں ایسے اخلاق سے آراستہ ہونے کا حکم دیں جو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی پرسکون جنت تک پہنچادیں، انہیں اپنی امت کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی) خوشخبری دینے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر عہد لینے والا بنایا، اللہ تعالیٰ کا ہر نبی ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کی تعظیم کرتا رہا اور یہی تعلیم دیتا رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان کا محور اور وسیلہ ہیں، اس کائنات کی ابتداء اور انتہاء کا مدار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، اسی لئے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ظاہر فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام 'فاتح'' اور ''خاتم'' رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی وجہ سے اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو وجود بخشا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بہت زیادہ تعریفوں کے ساتھ رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جہان کو مزین فرمایا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب ہیں۔

پیدائش کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور سے دونوں جہانوں کو منور کر دیا، آپ ﷺ کی تشریف آوری سے زمین بارونق بن گئی، آسمانوں نے فخر کیا، زمین کے خوش ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے آپ ﷺ کی امت کے لئے طاہر بنا دیا، زمین پر خلافِ عادت باتیں ظاہر ہوئیں، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کے سامنے عجیب وغریب نشانیوں کو ظاہر فرمایا، آسمانوں اور زمین کے فرشتوں کے پاس خوشخبری ظاہر ہوئی، تمام موجودات روشن ہوگئیں اوران میں برکات کا ظہور ہوا، پس آپ ﷺ کی پیدائش سب سے افضل دن، افضل رات اور بہترین زمان ومکان میں ہوئی، جب آپ ﷺ اللہ کی مخلوق میں سب سے باعزت ہیں تو یہ رات تمام راتوں سے بابرکت اور افضل کیسے نہ ہو؟ اوران گھڑیوں کو سب سے افضل اور بابرکت گھڑیوں میں شمار کیوں نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ اس وقت میں صرف آپ ﷺ ہی پیدا ہوئے، اللہ جل جلالہ نے جتنے فضائل اور کرامات کو پیدا فرمایا اور جن جگہوں، خطوں اور زمانوں میں برکات نازل فرمائی ہیں وہ سب آپ ﷺ کا اکرام ہے۔

پس جمعہ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سردار ﷺ کے لئے بنایا، عرفہ کا دن آپ علیہ السلام کو عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں اپنی مقدس کتاب کو آسمان دنیا پر نازل فرما کر آپ ﷺ کو شرف بخشا، اسی طرح آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے اہتمام میں فرشتوں کا نزول فرمایا۔

فصل

جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ ''عاقب'' ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء کے بعد وجود بخشا ہے تو اسے چاہئے کہ آپ ﷺ کی ولادت (کے حالات) کا کثرت سے مطالعہ کرے، آپ ﷺ کے مبارک نسب کو سیکھے، یہ بات بھی یاد رکھے کہ کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بچپن میں آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی، اور کیسے عمدہ طریقے سے آپ ﷺ کی پرورش فرمائی۔

نیز اسے چاہئے کہ ان عجیب وغریب نشانیوں کو بھی یاد رکھے جو آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئیں تا کہ اسے شرح صدر حاصل ہو اور اس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کا اضافہ ہو، اس کا ایمان مضبوط ہو اور وہ آپ ﷺ کی سنت سے رہنمائی حاصل کرنے لگے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت نازل ہونے والی

ایک نشانی وہ بھی ہے جسے حضرت آمنہ نے بیان کیا ہے کہ پیدائش کے وقت آپ ﷺ سر مبارک اٹھا کر اپنی نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے، نیز انہوں نے ولادت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلتے ہوئے دیکھا، ام عثمان نے دیکھا کہ اس رات ستارے جھکے ہوئے تھے اور ایسا نور ظاہر ہوا کہ ہر طرف روشنی ہی روشی تھی۔

عبدالرحمن بن عوف کی والدہ شفا کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام جب میرے ہاتھ پر گرے اور چیخ ماری تو میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے'' میرے سامنے مشرق و مغرب روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے، نیز حلیمہ اور اس کے شوہر نے آپ ﷺ کی برکت دیکھی کہ حلیمہ اور اس کی بکری کا دودھ زیادہ ہو گیا اور وہ خوش حال ہو گئیں۔

آپ ﷺ کی پیدائش کی رات ظاہر ہونے والی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ایوان کسری میں زلزلہ آیا اور اس کے کنگرے گر گئے، بحیرہ ساوی کا کنواں خشک ہو گیا اور فارس کی آگ بجھ گئی جو (مسلسل) ایک ہزار سال سے جل رہی تھی۔

ایک نشانی یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ بچپن میں جب اپنے چچا ابو طالب اور ان کی اولاد کیساتھ کھانا کھاتے تو ان کا پیٹ بھر جاتا اور وہ سیراب ہو جاتے، جب وہ آپ ﷺ کے بغیر کھاتے تو سیر نہ ہوتے ، ابو طالب کی ساری اولاد صبح کو پراگندہ حالت میں اٹھتی تھی جبکہ آپ ﷺ سرمہ اور تیل سے سجے ہوئے اٹھتے تھے، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جنہوں نے آپ ﷺ کی پرورش کی تھی فرماتی ہیں کہ میں نے بچپن اور جوانی میں کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو بھوک اور پیاس کی شکایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ایک نشانی یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وجہ سے شہاب ثاقب کے ذریعے آسمان کی نگرانی شروی کر دی اور شیطان کی گذرگاہوں کو ختم فرما دیا، نیز آپ ﷺ کی تخلیق اس طرح فرمائی کہ پرورش کے ابتدائی زمانہ میں ہی آپ ﷺ زمانہ جاہلیت کے افعال سے پاک اور بتوں سے نفرت کیا کرتے تھے۔

الغرض معجزات مسلسل ہمارے نبی علیہ السلام کا احاطہ کیے ہوئے تھے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کا اکرام، آپ ﷺ کے بلند مرتبے کی تعظیم اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کا اثبات تھا، اللہ تعالیٰ نے (آپ ﷺ کے ذریعہ) حق کو ظاہر فرما دیا اور باطل کو مٹا دیا بے شک باطل مٹنے کے لئے آیا ہے۔

قاضی عیاض کے علاوہ دیگر علماء نے بھی معجزات کو اہتمام سے بیان کیا ہے، کسی مصنف نے اس موضوع پر یعنی آپ ﷺ کی ولادت اور پیدائش والی رات کے عجائبات پر ایک عمدہ کتاب لکھی ہے جس میں فرماتے ہیں کہ ولادت سے تھوڑی دیر پہلے آپ ﷺ کی والدہ نے ایک حور کو دیکھا جوان کو گھیرے میں لئے ہوئے تھی، ایک بڑے دھماکے کی آواز سنی جس سے ان کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی، اچانک ایک پرندے نے اپنے پروں کو حضرت آمنہ کے دل پر مارا تو ان کا ڈر اور خوف ختم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی یہ تھی کہ حضرت آمنہ نے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا پانی دیکھا، انہوں نے پانی پیا تو ان سے ایک نور بلند ہوا جس کی خوشبو مشک سے اچھی تھی۔

ایک نشانی یہ تھی کہ حضرت آمنہ نے عبد مناف کی عورتوں کی ہم شکل لمبے قد کی عورتوں کو دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے ذریعے حضرت آمنہ کو مانوس کیا، چنانچہ یہ عورتیں اللہ کے حبیب ﷺ کی ولادت تک مسلسل حضرت آمنہ کے ساتھ رہیں۔

ایک نشانی یہ تھی کہ حضرت آمنہ کے جسم سے بہنے والا پسینہ مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

ایک نشانی یہ تھی کہ حضرت آمنہ نے ریشم سے مزین کیا ہوا ایک کپڑا دیکھا جو آسمان اور زمین کے درمیان حائل تھا اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اس بچے کو لوگوں کی آنکھوں سے دور رکھو۔

ایک نشانی یہ بھی تھی کہ آپ علیہ السلام کی والدہ نے ایک آواز سنی کہ محمد ﷺ کو زمین کے مشرق و مغرب کے گرد گھما کر لوگوں کو ان کی نبوت کی خبر دیدو پیدائش کے وقت آپ ﷺ ختنہ شدہ تھے اور آپ ﷺ کی ناف کٹی ہوئی تھی۔

ایک نشانی یہ بھی تھی کہ آپ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کے ہاتھ میں زمرد کی تین چابیاں دیکھی تھی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ محمد کہ ہاتھ میں فتح، ذکر اور نبوت کی چابی ہے، نیز لوگوں نے مشرق، مغرب اور خانہ کعبہ کی چھت پر ایک جھنڈا بھی دیکھا تھا۔

ایک نشانی یہ تھی کہ فرشتوں کی ایک جماعت آپ علیہ السلام کے پاس آئی اور سبز ریشم کی ایک انگوٹھی نکال کر چاندی کے طشت میں اس پر پانی ڈالا پھر اسی پر آپ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر کو ڈھالا گیا۔

ایک نشانی یہ تھی کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پرندہ آیا اور اس نے آپ ﷺ کو خوراک دی

،آپ علیہ السلام اپنے ہاتھ کے اشارے سے مزید کا مطالبہ کر رہے تھے اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سنو محمد ﷺ کو علم سے سیراب کر دیا گیا ہے پھر دو آدمی والدہ کے پاس سے آپ ﷺ کو اٹھا کر لے گئے ،آپ علیہ السلام کی والدہ فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے بچے کے بارے میں اندیشہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے بچہ مجھے اس طرح واپس کیا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

آپ علیہ السلام کی والدہ نے ایک منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کو زمین کے مشرق ومغرب میں گھمایا گیا یہاں تک کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ گئے ،انہوں نے آپ علیہ السلام کی پیشانی چوم کر ارشاد فرمایا: اے اللہ کے حبیب اور اولاد آدم کے سردار! یقینا آپ ﷺ پر ایمان لانے والا اور آپس ﷺ کی تصدیق کرنے والا سعادتمند ہے۔

ایک نشانی یہ بھی تھی کہ پیدائش کی رات عجیب وغریب باتیں دیکھنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو خوف لاحق ہو گیا تھا، یہ ایک طویل قصہ ہے، اس محدود مقام پر اسے بیان نہیں کیا جاسکتا، میں نے آپ علیہ السلام کی ولادت کے وقت ظاہر ہونے والی چند باتوں کر طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ علیہ السلام کے معجزات ہماری بیان کی ہوئی باتوں کے علاوہ بھی بہت زیادہ ہیں جو سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ علیہ السلام کی فضیلت اور کمال پر دلالت کرتے ہیں، اسی لئے کسی شاعر نے اپنے قصیدے میں نبی کریم ﷺ کی مدح کرتے ہوئے نئی بات کہی ہے، اس قصیدے نے آپ ﷺ کے بلند مرتبے اور سچی محبت کو واضح کیا ہے

أبان مولده عن طیب عنصره   یاطیب مبتدا منه ومختتمِ

آپ علیہ السلام کی پیدائش نے آپ کے حسب کی خوشبو کو واضح کیا، اے وہ خوشبو جس کی ابتداء اور انتہاء آپ ﷺ سے ہے۔

وبات ایوان کسریٰ وهو منصدع   کشمل أصحاب کسریٰ غیر ملتئم

اور رات کو ہی کسری کے ایوان میں شگاف پڑ گیا نیز کسری والوں کی جمعیت میں پھوٹ پڑ گئی اور انہیں کہیں پناہ نہ ملی۔

یوم تفرّس فیه الفُرسُ أنّهم   قد أُنذروا بحلول البؤس والنّقم

جس دن فارسیوں کو آپ ﷺ کے بارے میں علم ہوا اور انہیں عذاب اور ذلت کے نزول

سے سے ڈرایا گیا۔

والنار خامدة الأنفاس من أسف　　علیه والنهر ساهی العین من سدم

اور آگ افسوس کیساتھ اپنے سانسوں کو بجھانے والی تھی، اور دریا غم کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو خشک کرنے والے تھے۔

وساء ساوة أنّ غاضت بحیرتها　　وردّوا اردها بالغیظ حین ظمی

اور ساوہ شہر کا برا ہو کہ اس کا چشمہ بحیرہ خشک ہو گیا اور پیاس کی حالت میں اس کے پاس آنے والے کو غصے سے واپس کیا گیا۔

کأنّ بالنّار ما بالماء من بلل　　حزنا وبالماء ما بالنار من ضرم

گویا غم کی وجہ سے پانی کی تری آگ سے اور آگ کی حرارت پانی سے ظاہر ہوئی۔

والجنّ تهتف والأنوار ساطعة　　والحق یظهر من معنی ومن کلم

جنات نے آواز لگائی اور روشنیاں بلند ہوئی اور حق معنی اور گفتگو سے ظاہر ہوا۔

عموا وصمّوا فاعلان البشائر لم　　تسمع وبارقة الانذار لم تشم

وہ اندھے اور بہرے بن گئے کہ خوشخبری دینے والوں کی خوشخبریاں نہیں سنی گئی اور ڈرانے والا بادل محسوس نہیں کیا گیا

من بعد ما أخبر الأقوام کاهنهم　　بأنّ دینهم المعوجّ لم یقم

بعد اس کے کہ قوموں کو ان کے کاہن نے خبر دی تھی کہ ان کا دین ٹیڑھا ہے سیدھا نہیں۔

وبعد ما عاینوا فی الأفق من شهب　　منقضّة وما فی الأرض من صنم

بعد اس کے کہ وہ افق پر تیزی سے گرتے ہوئے شہاب ثاقب کا مشاہدہ کر چکے تھے، اور زمین میں کوئی بت نہیں تھا۔

فصل

آپ علیہ السلام سے محبت کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دنوں میں آپ کی خوبیاں اور فضائل بیان کرنے میں مشغول رہے، اور اپنے اس عمل سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرے، ایسے قصیدے کہے جو آپ علیہ السلام کے معجزات اور کارناموں پر مشتمل ہوں، محبت کرنے

والوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بہترین کلام کیا ہے۔

جن قصیدوں میں آپ علیہ السلام کے معجزات کو کثرت سے جمع کیا گیا ہے ان میں بہترین قصیدہ ابوالربیع سلیمان بن سبع کا ہے جسے انہوں نے قصیدوں کے ایک مجموعہ کیساتھ اپنی کتاب الشفاء میں بیان فرمایا ہے، انہوں نے اس طویل قصیدہ میں آپ علیہ السلام کے بہت سارے معجزات کو جمع کیا ہے، وہ اس قصیدے میں آپ علیہ السلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

محمّد خیر مرسل سما شرفا وسیّد الناس فی نصّ وفی خبر

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے بہتر ہیں اور بلندیوں پر چڑھے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کے سردار ہیں یہ بات قرآن وحدیث میں آئی ہے۔

قد جاء ذلك فی آی وفی کتب عن النبیّین متلوّ وفی الأثر

یہ بات قرآن کریم، تمام انبیاء کی آسمانی کتابوں اور ان کی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

فاسمع فضائله واجمع مفاخره واشهد براهینه بالعقل واعتبر

لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو سنو اور آپ ﷺ کی بلندیوں کو حاصل کرو، نیز عقل کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرو۔

واذکر الهك واستنشد محامده اذ قد هداك به فاعبده واصطبر

اپنے معبود کا ذکر کرو اور اس کی تعریف کے قصیدے پڑھو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے، نیز اس کی عبادت پر ثابت قدمی اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا جو اکرام کیا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر جو معجزات اور خلاف عادت باتیں ظاہر ہوئی ہیں ان سب کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو تقریبا ایک سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے۔

بعض متقدمین میں سے کسی محبت کرنے والے نے ایک قصیدہ کہا ہے جس کا ذکر کرنا مناسب ہے، وہ اس میں فرماتے ہیں:

تالله ما حملت أنثی ولا وضعت مثل الذی جاء بالتوحید والسور

اللہ کی قسم! نہ کوئی عورت حاملہ ہوئی ہے نہ کسی نے اس ذات کی طرح کوئی بچہ جنا ہے جو کلمہ طیبہ

اورقرآن کی سورتوں کیساتھ تشریف لائے ہیں۔

وجاء بالنور والاظلام معتكر فأشرق النور حيث الشمس لم تنز

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت اندھیرے میں روشنی لے کر آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے نور کو روشنی عطا فرمائی جب سورج بھی روشن نہیں تھا۔

وقام يدعوا الى الرّحمن مجتهد مؤيّد بجنود الله والقدر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر رحمن کی طرف دعوت دینے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں اور تقدیر الٰہی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید کی گئی۔

فعادت الأرض بالاسلام زاهرة كالرّوض يبسم بعد القطر عن زهر

اسلام کی وجہ سے زمین دوبارہ چمک اٹھی جیسا کہ بارش کے قطروں کے بعد کلی اور شگوفوں سے باغ لہلہاتے ہیں۔

واستشرفت عنق الدنيا به فرحا وأظهرت شرفا في البدو والحضر

دنیا نے خوشی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا اور پھر شہروں اور دیہاتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کو ظاہر کیا۔

من أطعم الجيش من قرص الشعير ومن حنّت اليه جذوع النخل والشجر

کون ہے جس نے جو کی ایک روٹی سے لشکر کو کھانا کھلایا اور جس کی طرف کھجور کے درخت جھک گئے؟

ذاك النبيّ ومن يحرم شفاعته يوم الحساب فمن حوض الى سقر

وہ ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم کر دیا گیا وہ قیامت کے دن جہنم کے کنویں میں ہوگا۔

العاقب الحاشر الماحي بملّته ما كان قبل من الأديان والفطر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد میں آنے والے اور سب کو جمع کرنے والے ہیں، اپنی ملت کے ذریعے ماقبل کے تمام ادیان کو منسوخ کرنے والے ہیں۔

من الأنام ولكن ليس يشبههم والدرّ منتسب باسم مع الحجر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق میں سے ہیں لیکن مخلوق کے مشابہ نہیں اور موتی کو بھی پتھر کا نام دیا جاتا ہے۔

یا أیّہا المتعاطی وصف سؤددہ　　　لا تعرضنّ لکیل البحر بالغمر

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرداری کی صفت میں مشغول ہونے والے! ہرگز ناتجربا کاری سے سمندر کی پیمائش کے درپے نہ ہونا۔

فانّہ کان مفطورا أعلی شیم　　　معدومة المثل لم یخلقن فی البشر

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادات کے اعتبار سے انوکھے اور ایسے عدیم المثال ہیں کہ انسانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال پیدا نہیں کی گئی۔

یا بہجة الدین والدنیا ونورہما　　　وخیر مدّخر یوم المدّخر

اے دین ودنیا کے سرور اور نور! اور کسی دن ذخیرہ کرنے والے کے لئے ذخیرہ کرنے کے لئے بہترین چیز!

وواحد الخلق فی خَلق وفی خُلق　　　وفی مقال وفی فعل وفی سیر

اور اے اپنی صورت، اخلاق، قول وفعل اور سیرت میں تمام مخلوق سے منفرد ذات۔

اشفع لعبد شجیّ القلب معترف　　　بما جناہ من الآثام والنکر

اس غمگین دل کی شفاعت کیجئے جو اپنے کئے ہوئے گناہوں اور برائیوں کا اعتراف کرنے والا ہے۔

فما رجوت سوی التوحید یا أملی　　　وآیة تلیت فی سورة الزّمر

مجھے کلمہ توحید اور اس آیت کے علاوہ کوئی امید نہیں ہے جو سورت زمر میں تلاوت کی جاتی ہے۔

ثم الشّفاعة یوم الفصل منک اذا　　　لم یُلفَ غیرُک بعد اللہ من وزر

پھر قیامت کے دن شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

صلی الالہ علی قبر ثویت بہ　　　ما غنّت الطّیر فی الأغصان والوکر

اللہ تعالیٰ اس قبر پر رحمت نازل فرمائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام پذیر ہیں جب تک پرندے گھونسلوں اور ٹہنیوں پر گنگناتے رہیں۔

اس عظیم دن میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب ذخیرہ کرنے کے لئے شقراطیسیة کے یہ اشعار پڑھے جائیں

جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہے گئے ہیں۔

ضاءت لمولده الآفاق واتّصلت بشری الهواتف فی الاشراق والطفل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی وجہ سے آفاق روشن ہو گئے اور صبح کے وقت غیبی آواز دینے والوں اور بچوں کی خوشخبری بھی اس کے ساتھ مل گئی۔

وصرح کسری تداعی من قواعده وانقضّ منکسر الأرجاء ذا میل

اور کسری کے محل کی بنیادیں ہل گئی اور اس کے کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے۔

ونار فارس لم توقد وما خمدت مذ ألف عام، ونهر القوم لم یسل

اور فارس کی آگ جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی بجھ گئی اور کچھ لوگوں کی نہر خشک ہو گئی۔

خرّت لمبعثه الأوثان وانبعثت ثواقب الشهب ترمی الجنّ بالشعل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی وجہ سے بت گر پڑے اور شہاب ثاقب کو بھیجا گیا جو جنات کو شعلوں سے مارتے تھے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند کرامات و معجزات اور عزت و نصرت شمار کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبہ کی طرف یوں اشارۃ فرماتے ہیں:

الملك لله هذا عزّ من عقدت له النبوّة فوق العرش فی الأزل

تمام بادشاہت اللہ کے لئے ہے، اور یہ سب مذکورہ نشانیاں اس ذات کی عزت واحترام ہے جس کی نبوت کو بہت پہلے عرش پر لکھ دیا گیا تھا۔

یا صفوة الله قد أصفیت فیك الصفا صفو الوداد بلا شوب ولا دخل

اے اللہ کے صفی! آپ کے لئے آپ کے لئے میں نے اپنی محبت خالص کر دی جس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔

ألست أکرم من یمشی علی قدم من البریّة فوق السهل والجبل

کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت اور نرم زمین پر چلنے والی مخلوق سے زیادہ عزت والے نہیں ہیں؟

وأزلف الخلق عند الله منزلة اذ قیل فی مشهد الأشهاد والرّسل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں اللہ کے قریب ہونگے جب تمام گواہوں اور رسولوں کی موجودگی

میں کہا جائے گا۔

قم یامحمّد فاشفع فی العبادو قل　　تسمع وسل تعط واشفع عائداً وسل

اے محمد! کھڑے ہوکر بندوں کی شفاعت کیجئے آپ جو کہیں گے وہ سنا جائے گا اور جو مانگیں گے وہ عطا کیا جائے گا، لہذا بار بار شفاعت کرو اور مانگو۔

والکوثر الحوض یروی النّاس من ظمأ　　برح وینقع منه [لاعج] الغلل

حوض کوثر لوگوں کو سخت پیاس سے سیراب کرے گا اور اس کے ذریعے غمگین آدمی کی سخت پیاس بجھ جائے گی۔

أصفی من الثّلج اشراقا مذاقته　　أحلی من اللّبن المضروب بالعسل

وہ برف سے زیادہ روشن ہے اور اس کا ذائقہ دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کی مثال شہد سے دی گئی ہے۔

نحلتك الودّ علیٰ اذ نحلتکه　　أجنی بحبّك منه أفضل النحل

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شرط پر اپنی محبت عطیہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ذریعے میں بہترین عطیہ حاصل کروں گا۔

فما لجلدی لنضح النّار من جلد　　وما لقلبی لهول الحشر من قبل

میری کھال کو جہنم کی آگ سے کوئی صبر نہیں اور میرا دل حشر کی ہولنا کی کا سامنا نہیں کر سکتا۔

یاخالق الخلق لاتحرق بما اجترحت　　یدای وجهی من حوب ومن زلل

اے مخلوق کے خالق! میرے ہاتھ کے گناہوں اور لغزشوں کی وجہ سے میرے چہرے کو مت جلانا۔

واصحب وصل، وواصل کل صالحة　　علیٰ صفیّك فی الاصباح والأصل

اور ساتھ رہیئے اور درود سلام بھیجئے اور صبح وشام ہر خیر پہنچایئے اپنے مصطفی پر۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں ثواب حاصل کرنے کے لئے یہ بہترین اشعار ہیں مدح کرنے والا اس سے گناہوں کی بخشش کی امید کرے۔

عزّ التراب لکون الهاشمیّ به　　کأنه لؤلؤ فی الترب مکنون

زمین ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے باعزت ہوگئی گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی میں چھپے ہوئے ایک موتی ہیں۔

من ظنّ أنّ رسول الله غيّره — طول المقام بلحد فهو ملعون

جو شخص یہ گمان کرے کہ رسول اللہ ﷺ کو طویل مدت تک قبر میں ٹھہرنے نے تبدیل کر دیا ہے وہ ملعون ہے۔

الجسم غضّ بلا شك ولا كذب — والوجه كالبدر تحت الدجن مقرون

آپ ﷺ کا جسم بغیر کسی شک اور جھوٹ کے تروتازہ ہے اور آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح قبر میں مدفون ہے۔

والطرف أحوى كحيل دون ما كحل — وقوس حاجبه في شكله نون

آپ ﷺ کی آنکھیں بغیر سرمہ لگائے سرمدی ہیں اور آپ ﷺ کی پلکیں نون کی شکل میں جھکی ہوئی تھی۔

وورد خدّيه لم يعبث به كبر — فورد كلّ رياض دونه دون

آپ ﷺ کے رخساروں کے گلابی پن کو بڑھاپے نے خراب نہیں کیا ہر باغ کا گلاب آپ ﷺ کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

يا حسن غرته من تحت وفرته — ليل وصبح به ذو اللب مفتون

رات کی مانند زلفوں کے نیچے صبح کی مانند آپ ﷺ کا کس قدر خوبصورت چہرہ ہے جس نے ہر عقلمند کو اسیر بنایا ہوا ہے۔

ما في السموات خلق ليس يذكره — ولا يعظّمه حتّى الشياطين

آسمانوں میں شیطانوں سمیت کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو آپ ﷺ کا ذکر اور تعظیم نہ کرتی ہو۔

يا أمّة فضّلت هذا نبيّكم — صلّوا عليه فذاك الفخر والدين

اے فضیلت والی امت! یہ تمہارے نبی ہیں لہذا ان پر درود پڑھو یہی فخر اور دین ہے۔

محمّد خير خلق الله كلّهم — ومن يقل غير هذا فهو مجنون

محمد ﷺ اللہ کی تمام مخلوق میں بہتر ہیں اور جو اس کے علاوہ کوئی بات کہے وہ مجنون ہے۔

صلّوا عليه لكي تعطوا شفاعته — من خاب منه رجاء فهو مغبون

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھو تاکہ تمہیں ان کی شفاعت نصیب ہو اور جو ان سے ناامید ہو وہ

دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔

لولا النبیؐ رسول اللہ ما خلقت شمس ولا قمر، والحق تبیین

اگر اللہ کے نبی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو سورج و چاند کی تخلیق نہ ہوتی اور نہ حق ظاہر ہوتا۔

اے محبت کرنے والے! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اکرام کو بیان کیا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کا محبوب اور ان کے لئے محسن بنایا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''طٰہٰ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

طٰہٰ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو قرآن کریم میں آیا ہے، حضرت نقاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لی فی القرآن سبعة أسماء، محمّد وأحمد، ویٰس وطه و المدّثّر و المزّمّل وعبد الله'' انتهی۔

ترجمہ: ''قرآن کریم میں میرے سات نام ہیں محمد، احمد، یٰس، طٰہٰ، المدّثّر، المزّمّل اور عبد اللہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{طٰهٰ ۔ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی} طٰهٰ ۱

ترجمہ: طٰہٰ! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ

علمائے کرام سے اس آیت کریمہ کے معنی میں مختلف اقوال منقول ہیں، ایک قول کے مطابق ''طٰہٰ'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نام کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ طٰہٰ کا معنی اے انسان ہے، یہ ندا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطورِ کنایہ طور پر دی گئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاء کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شایانِ شان تعظیم و تکریم سے مزین فرمایا جیسے {یآأیها النبیّ} اور {یآأیها الرسول} وغیرہ۔

نیز اس خطاب کے ذریعے آپ علیہ السلام کے مرتبے کا اظہار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارا جیسے یا نوح، یا ھود وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا بلند مرتبہ عطا کیا کہ زبان اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور کوئی انسان بھی اس بلند مرتبے کو حاصل نہیں کر سکتا۔

لہذا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''اے انسان'' میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے جو کسی پر مخفی نہیں کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں میں تمام بنی آدم کی خصلتیں جمع ہیں گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انسانوں سے خطاب کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق (طہ) حروف مقطعات میں سے ہے اور آپ علیہ السلام کے تمام اسماء کے معانی کو اس کلمہ میں جمع کیا گیا ہے۔

واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طہ سے ''یا طاہر اور یا ہادی'' مراد لیا ہے، ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے دونوں قدموں سے زمین کو روندنے کا حکم دیا ہے، اور (ھا) زمین سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! اپنے دونوں قدموں سے زمین پر کھڑے ہو جائیے اور ایک قدم پر کھڑے ہو کر اپنی جان کو نہ تھکائیے، اور یہی معنی {طٰه ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى} کا ہے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم ﷺ رات کو بتکلف جاگتے اور خود کو رات کی عبادت میں تھکا دیتے تھے۔

حضرت ربیع ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر دوسرے پاؤں کو اوپر اٹھا لیتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت {طٰه ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى} نازل فرمائی، یعنی اے محمد ﷺ! زمین کو روندیئے اور ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس خطاب کو اگر نبی کریم ﷺ کا نام قرار دیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر احسان اور کرم کا معاملہ مزید واضح ہو جاتا ہے، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی ہے:

{لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ}۔ الحجر ۷۲

ترجمہ: (اے پیغمبر)! تمہاری زندگی کی قسم! حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی بدمستی میں اندھے بنے ہوئے تھے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قسم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے زمانہ حیات پر کھائی ہے اور یہ انتہاء درجے کی تعظیم اور بہترین اعزاز و اکرام ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر جتنی مخلوق کو وجود میں لا کر بکھیر دیا ہے محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی زیادہ اکرام والا نہیں ہے، میں نے کبھی نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی زندگی کی قسم کھائی ہو۔

اَبوالجوزاء فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کی زندگی کی قسم نہیں کھائی کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں۔

بہرحال طٰہٰ آپ ﷺ کا اسم گرامی ہے اور حروف مقطعات سے مرکب ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے ''یاہادی اور یاطاہر'' سے آپ ﷺ کو خطاب فرمایا۔

اس اندازِ خطاب میں نبی کریم ﷺ پر خدائی مہربانی کا اظہار ہے کیونکہ یہ بات اللہ تعالی کے علم میں تھی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نفس سے جہاد کرتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے بدلے میں فروخت کردیا تھا اور آپ ﷺ کو اپنے مولی کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے نماز اس طرح ادا فرمائی کہ قدم مبارک پر ورم آ گئے، آپ ﷺ نے اپنی رات کو (عبادت سے) زندہ رکھا، اپنے مال کو خرچ کیا اور اپنے گھر والوں کو عبادت کے لئے جگایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو طٰہٰ کہہ کر مخاطب فرمایا جس کے معنی یہ ہے کہ اے طاہر! ہم نے آپ کو گناہوں سے پاک کیا ہے اور اے ہادی! ہم نے آپ کے ذریعے مخلوق کو ہدایت دی ہے اور ہم نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا اور دلیل سے آپ کی تائید کی ہے ہم نے آپ کو تھکانے کے لئے قرآن نازل نہیں کیا بلکہ اس لئے کہ آپ ﷺ مخلوق کو اپنے پروردگار کی یاد دہانی کروائیں بیشک ہمارے نزدیک آپ ﷺ کا مرتبہ بڑا ہے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''طٰہٰ'' ہے وہ یہ بات بھی جان لے کہ اس قرب اور عظمت کے باوجود آپ ﷺ کثرت سے اللہ تعالی کی عبادت واطاعت کرنے والے اور اس سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے، آپ ﷺ گناہوں سے معصوم تھے اور آپ ﷺ سے ہر وقت نیکیوں کا صدور ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے عصمت کے باوجود آپ ﷺ کو اپنے اس ارشاد سے امن دیا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا. الفتح ا

ترجمہ: (اے پیغمبر!) یقین جانو، ہم نے تمہیں کھلی فتح عطا کردی ہے، تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف کردے، اور تاکہ تم پر اپنی نعمت مکمل کردے اور تاکہ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلے۔

اس ارشاد کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ خوف سے تسلی دے کر خوش کرنا مقصود ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عظمت اور خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں موجود تھا، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی مشابہت اختیار کرنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور اللہ تعالی سے ڈرنے والے کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں اور اس کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بھر روزے کی حالت میں رہے اور پوری رات کھڑے ہو کر روتے رہے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

لہذا میرے جیسے گناہوں میں لت پت اور اپنے رب سے غافل شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ توبہ میں جلدی کرے، رات کے وقت اللہ تعالی کے دروازے پر کھڑا ہو کر اس کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنائے اور اپنے رخساروں پر آنسووٴں بہائے تا کہ یہ آنسووٴں رب کے ہاں اس کی شفاعت کریں، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بعض لوگ بہت زیادہ آنسو بہایا کرتے تھے اور رات کو طویل قیام کر کے اپنے نفس کے بارے میں روتے رہتے تھے۔

قالوا هجرت فقلت الدمع يشفع لي　　کم دمعة هتكت في الليل استارا

انہوں نے کہا کہ تمہیں چھوڑ دیا گیا، میں نے جواب دیا کہ آنسوٴ میری شفاعت کریں گے، کتنے آنسوٴ ایسے ہیں کہ انہوں نے رات کے وقت پردوں کو چاک کر دیا۔

يا باكي العين أبشر بالسرور غدا　　فقد غرست بفيض الدمع أشجارا

اے رونے والی آنکھ! تجھے کل (قیامت کے دن) کی خوشی کی خوشخبری ہو، یقیناً تو نے آنسو بہا کر (جنت میں) درخت لگا دیئے ہیں۔

شیخ صالح بن عبد الجلیل عید کے دن صبح کو عید گاہ جاتے اور جب واپس آتے تو اپنے اہل و اولاد کو جمع کر کے اپنی ڈاڑھی اور سر پر مٹی ڈال کر رونا شروع کر دیتے، ان کے بعض دوست کہتے کہ یہ تو خوشی اور عید کا دن ہے، وہ جواب میں فرماتے کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میں ایک غلام ہوں جسے اس کے آقا نے ایک کام کا حکم دیا ہے، میں نے وہ کام سرانجام دیا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آقا میرے اس عمل کو قبول فرمائے گا یا نہیں؟

لہذا مجھے رونے پر ملامت نہ مت کرو۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن بہت زیادہ آہ وزاری کیا کرتے تھے اور صبح کے وقت سیاہ کپڑے پہن لیتے تھے، لوگ آ کر ان کا حال دریافت کرتے تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

تزین الناس یوم العید للعید　　　وقد تمثلت فی أثوابی السود

عید کے دن لوگ عید کے لئے مزین ہوتے ہیں اور میں سیاہ کپڑوں میں لوگوں کے لئے مثال پیش کرتا ہوں۔

وأصبح الناس فی فرح بعیدھم　　　ورحت فیھم الی نوح وتعدید

لوگوں نے عید کی وجہ سے صبح خوشی سے گذاری اور میں نے شام آہ وزاری میں گذاردی۔

فالناس فی فرح والقلب فی ترح　　　شتّان بینی وبین الناس فی العید

لوگ خوش ہیں جبکہ میرا دل غمگین ہے، میری اور لوگوں کی عید کے درمیان فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے واقف تھے ''کہ جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تو تم بہت کم ہنستے اور تمہارے رونے میں اضافہ ہو جاتا'' صحابہ کرام کو اپنے نبی کی جس بات کا بھی علم ہوا انہوں نے اس پر عمل کیا، وہ نیند کو چھوڑ کر اپنے رب کی اطاعت میں مشغول ہو گئے، ایک تابعی رات کے وقت کہا کرتے تھے بے شک جہنم کی گرمی نے عبادت گذاروں کی نیند کو ختم کر دیا ہے۔

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے جب ان کی بیٹی کہتی کہ ابا جان! آپ سوتے کیوں نہیں؟ تو وہ جواب میں فرماتے کہ اے بیٹی! تمہارا باپ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کا شمار رات کو سونے والوں میں ہو جائے، بیشک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآىِٕمُوْنَ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ} الأعراف ۹۷،۹۸

ترجمہ: اب بتاؤ کہ کیا (دوسری) بستیوں کے لوگ اس بات سے بالکل بے خوف ہو گئے ہیں کہ کسی رات ہمارا عذاب ان پر ایسے وقت آ پڑے جب وہ سوئے ہوئے ہوں؟ اور کیا ان بستیوں کے لوگوں کو اس بات کا (بھی) کوئی ڈر نہیں ہے کہ ہمارا عذاب ان پر کبھی دن چڑھے آ جائے جب وہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہوں؟

کسی نیک آدمی کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنی غلطیوں کی وجہ سے ستر سال تک اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے سر اوپر نہیں اٹھایا اور ہمیشہ سر جھکا کر بات کیا کرتے تھے، وہ رات بھر سوتے نہیں تھے اور رات کے وقت دیر تک اشعار پڑھتے رہتے جن میں کہا کرتے تھے۔

كم قد زللتُ فلم أذكرك في زللي وأنت يا واحدي في الغيب تذكرني

میں نے کتنی مرتبہ غلطی کی ہے لیکن اے اللہ! میں نے اپنی لغزشوں میں آپ کو یاد نہیں کیا جبکہ آپ عالم غیب میں مجھے یاد کرتے ہیں۔

كم أكشف الستر جهلا عند معصيتي وأنت تلطف بي جودا وتسترني

میں نے نافرمانی کے وقت جہالت کے کتنے پردوں کو چاک کیا اور آپ سخاوت کی وجہ سے مجھ پر نرمی اور پردہ پوشی کرتے رہے۔

لأسكبنّ دموع العين من أسف وأبكينّ بكاء الوالد الحزن!

میں افسوس کے ساتھ ضرور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاؤں گا اور ضرور غمگین والد کی طرح روؤں گا۔

یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کا طریقہ اور مراقبہ کرنے والوں کی حال تھا، مجھ جیسے ہمیشہ غفلت میں پڑے رہتے ہیں اور نافرمانی سے باز نہیں آتے، شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کا تدارک فرمادیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کی وجہ سے اس دل میں توبہ کی توفیق عطا فرمائیں (قیامت تک ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو)۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''یٰسٓ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''یٰسٓ''، آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو قرآنی آیات اور احادیث میں بیان کیا گیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ}

یٰسٓ ۱، ۲، ۳، ۴

ترجمہ: یٰسٓ! حکمت بھرے قرآن کی قسم! تم یقیناً پیغمبروں میں سے ہو، بالکل سیدھے راستے پر۔

احادیث کے مجموعہ سے ہم ایک حدیث ماقبل میں بیان کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے سات نام ہیں'' اور ان میں یٰسٓ کو بھی ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''یٰسٓ و القرآن الحکیم'' کے بارے میں مفسرین سے کئی اقوال منقول ہیں۔

ابو محمد مکی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناموں میں یٰسٓ کو بیان فرما کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے دس نام ہیں، ان دس ناموں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طٰہٰ اور یٰسٓ کو بھی شمار فرمایا۔

حضرت جعفر صادق نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یٰسٓ کے ساتھ خطاب فرما کر ''یا سیّد'' مراد لیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ یٰسٓ کا معنی ہے، اے انسان!، اور ابن الحنفیہ سے منقول ہے کہ یٰسٓ کا معنی یا محمد ہے۔ کعب اَحبار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ یٰسٓ قسم ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے یہ قسم کھائی تھی، لہذا یہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہوا گویا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد! قرآن حکیم کی قسم! بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

بہر حال ہر قول کے مطابق اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر کرم اور احسان کا معاملہ فرمایا ہے، یہ بات کم علم اور کم فہم لوگوں پر بھی مخفی نہیں۔

حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ قرآن میں کسی نبی کی

رسالت کی قسم نہیں کھائی، اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرما کر آپ ﷺ کے دین کو غالب کیا اور آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر فتوحات عطا فرمائی اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو کھول دیا۔

آپ ﷺ کا اسم گرامی یٰس اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کو بلند مقام حاصل ہے ،اوراس نام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا آپ ﷺ کی عظمت کی ایک اور دلیل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ میں نے یوسف کے حسن کو اپنی کرسی کے نور سے بنایا ہے جبکہ آپ ﷺ کے حسن کو اپنے عرش کے نور سے بنایا ہے، اور اے محمد ﷺ! میں نے اپنی کسی مخلوق کو آپ سے زیادہ حسین نہیں بنایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ عرش کے نور کو محمد ﷺ کے نور سے بنایا گیا کیونکہ آپ علیہ السلام تمام انوارات کی اصل ہیں، تمام انوارات کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کی تخلیق بھی آپ ﷺ کے مبارک وجود کی وجہ سے فرمائی۔

پس اے محبت کرنے والے! نبی کریم ﷺ کی ذات سے اپنے نفس کو خوش کیجئے اور آپ ﷺ کی محبت کے نور سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیجئے، تمہارا دل اس خطاب کی وجہ سے مطمئن ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبے کی وجہ سے قرآن کریم میں آپ ﷺ کے نام کی اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کامل ترین رسولوں میں سے ہیں اور ہر زمانے میں سیدھے راستے پر ہیں۔

جن لوگوں کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے انوارات سے بھر دیا تھا انہوں نے جب اس آیت کو سنا کہ کس اہتمام سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق فرمائی ہے تو انہوں کچھ کہنے سے حیا کی (یعنی آپ ﷺ کی نبوت کا انکا نہیں کیا)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بارے میں کفار مکہ کا اضطراب اور تردد دیکھا تو اس نے اپنی بات کے صحیح ہونے پر قسم کھائی حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی بات میں قسم کا محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر ہر وقت اور زمانے میں رحمت کاملہ نازل فرمائے۔

هذا الرسول الّذی لاخلق یشبهه　　فی الفضل والحلم والاحسان والکرم

یہ وہ نبی ہیں جن کی فضیلت، بردباری، احسان اور کرم کے مشابہ کوئی مخلوق نہیں ہے۔

أتى الأنام وليل الكفر منسدل فكان كالشمس أجلت واكف الظلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ کفر کی رات چھائی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سورج کی طرح ہے جس نے گھٹاٹوپ اندھیرے میں اجالا کر دیا۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''یٰسٓ'' ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس نام کے ذریعے قسم کھائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقترب نبی اور رسول ہیں تو اسے چاہئیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا کثرت سے مطالعہ کرے تاکہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہو اور اس کے ایمان میں اضافہ ہو، بیشک اس سے مومنین کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں، اور انکار کرنے والے تو غلاظت میں بڑھتے رہتے ہیں اور انہیں کفر کی حالت میں موت آتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذریعے ایمان کی تجدید کیا کرتے تھے اور محمد رسول اللہ کا بار بار تکرار کیا کرتے تھے جس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے شوق میں رویا کرتے تھے، اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو یاد کیا کرو، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بھوک کی شدّت کی وجہ سے میں زمین پر ٹیک لگایا کرتا تھا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

ایک دن میں لوگوں کے راستے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا اور میں نے سوال اس لئے کیا تھا تاکہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گذر گئے اور انہوں نے کچھ نہ دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا تو میں نے ان سے ایک آیت کے بارے میں سوال کیا تاکہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں وہ بھی گذر گئے مگر انہوں نے بھی کچھ نہ دیا، پھر میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے، مجھے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور میرے چہرے سے دلی مراد پہچان گئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا گیا اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دیدی، گھر میں دودھ کا ایک پیالہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے کہا کہ فلاں مرد یا عورت نے ہدیہ کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اہل

صفہ کے پاس جا کر انہیں بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ مسلمانوں کے مہمان اور غریب لوگ تھے، جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے، اور جب ہدیہ آتا تو آپ ﷺ انہیں بھی دیتے اور خود بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے۔

میں نے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہوگا حالانکہ میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ مجھے اس کا ایک گھونٹ مل جائے اور میں اس سے قوت حاصل کروں، بہر حال میرے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، چنانچہ میں نے اہل صفہ کو بلایا، انہوں نے آکر اجازت طلب کی اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پیالہ لے کر انہیں دودھ پلانا شروع کرو، میں پیالہ لیکر ایک آدمی کو دیتا جب وہ سیر ہوکر پیالہ مجھے واپس کرتا تو میں دوسرے شخص کو دیدتا، وہ سیر ہوکر پیالہ مجھے واپس کرتا، آخر کار میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا، سب لوگ سیر ہوکر دودھ پی چکے تھے لیکن پیالہ اسی طرح بھرا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے پیالہ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لیا پھر میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ ہم دونوں باقی رہ گئے، میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم دودھ پیو، میں نے بیٹھ کر پینا شروع کیا، آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو، میں نے اور پیا، آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا اور پیو، میں نے مزید پیا اور پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میرے پیٹ میں دودھ کے لئے جگہ باقی نہیں بچی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پیالہ مجھے دیدو، میں نے پیالہ آپ ﷺ کو دیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔

اس معجزے میں کتنی باتیں موجود ہیں، (مثلاً) نبی کریم ﷺ کا حسن اخلاق، اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینا اور اپنی امت پر شفقت کا معاملہ کرنا اور اپنی شریعت پر چلنے والوں سے محبت کرنا۔

لہذا اے مخاطب! تم بھی اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر کرو تا کہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہو جائے کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت ہوتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، نیز آپ ﷺ کے معجزات میں بار بار غور و فکر کرو تا کہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہو (جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔'' الٓمٓ السجدۃ ۱۷

ترجمہ: چنانچہ کسی متنفس کو کچھ پتا نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان ان کے اعمال کے بدلے چھپا کر رکھا گیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھجور کے تنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں رونے کا قصہ بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور شوق میں بہت زیادہ روتے اور ارشاد فرماتے کہ جب یہ خشک لکڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں روئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے شوق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں رونے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کثرت سے گناہ کرنے والے کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کا مشتاق ہو، شاید اللہ تعالیٰ کو اس کی مسافری پر رحم آجائے اور اسے خوف سے امن عطا فرمائے۔

أسير الخطايا عند بابك واقف علیٰ وجل ممّا به أنت عارف

میں گناہوں کا اسیر بن کر آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں اس خوف کے ساتھ آپ جس سے واقف ہیں۔

يخاف ذنوبا لم يغب عنك عيبها ويرجوك فيها ،فهو راج وخائف

اور ان گناہوں سے ڈرتا ہوں جن کا عیب آپ پر مخفی نہیں، اور آپ سے ڈرتے ہوئے ان گناہوں کی معافی کا امیدوار ہوں۔

ومن ذا الّذی یرجی سواك ويتقی وما لك فی فصل القضاء مخالف

آپ کے علاوہ کون سی ذات ہے جس سے ڈر کر معافی کی امید کی جائے اور آپ کے دوٹوک فیصلے کی مخالفت کرنے والا کوئی نہیں۔

فیا سیّدی لا تخزنی فی صحیفتی اذا نشرت یوم الحساب الصّحائف

اے میرے آقا! جب قیامت کے دن نامہ اعمال کو کھولا جائے گا تو مجھے میرے نامہ اعمال میں رسوا نہ کرنا۔

وکن مؤنسی فی ظلمة القبر عندما یصدّ ذوو ودّ ،ویجفو المؤالف

اور قبر کے اندھیرے میں میرا انیس بن جا جب محبت کرنے والے چہرہ پھیر لیں گے اور محبت کرنے والا بھی جفا کرے گا

لئن ضاق عنّی عفوك الواسع الّذی أرجی لافلاسی ،فانی تالف

اور اگر آپ کی وسیع معافی جس کی مجھے امید ہے مجھ پر تنگ ہوگئی تو اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

فکیف وکلّ الخلق ان أعطی المنیٰ فنزر ،ولو أنّ المنی یتضاعف

اگر تمام مخلوقات کی آرزوں کو پورا کر دیا جائے تو کیا کمی ہوگی چاہے آرزوئیں دگنی بھی ہو جائیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''المزمّل اور المدثّر'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

مزمّل اور مدثّر دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے مبارکہ ہیں جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ان دونوں اسمائے گرامی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''میرے دس نام ہیں ۔۔۔'' اور ان میں المزمل اور المدثر کو بھی شمار فرمایا، امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کریم میں ایھا المزمل اور ایھا المدثّر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

مزمّل اصل میں متزمل بالثیاب سے مشتق ہے جس کے معنی ہے کپڑا لپیٹنے والا۔

اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند کی حالت میں بھی نماز پڑھتے تھے یا صرف بیداری کی حالت میں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند کی حالت میں یہ ندا دی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں نیند میں اور دل بیدار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر میں لپٹے ہوئے دل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مراقبہ کی حالت میں تھے ، نیز اس میں زہد کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس میں بقدر ضرورت پر اکتفا فرمایا اور دنیا کی اتنی مقدار پر راضی ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مددگار رہا اور آخرت تک پہنچا دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے تہجد پڑھنے کا حکم دیا اور قم اللیل الا قلیلا سے اس کی حد بندی فرما دی۔

ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چادر میں لپٹ کر نماز پڑھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کی حالت میں ندا دی گئی اور اپنے پروردگار کے سامنے قیام کا حکم دیا گیا، قم اللیل کا معنی یہ ہے کہ اپنے مولیٰ کے سامنے طویل قیام کر کے نماز پڑھو۔

المدثّر کا معنی کملی اوڑھنے والا ہے، یہ وہ کپڑا ہوتا ہے جو شعار کے اوپر ہوتا ہے (شعار سے مراد وہ کپڑا جو جسم سے متصل ہو) جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگ (دثار) یعنی باہر والا کپڑا جبکہ انصار (شعار) یعنی اندر والا کپڑا ہیں۔

کپڑا لپیٹنے کا سبب وہ واقعہ ہے جسے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں حرا پہاڑ کے اوپر تھا مجھے آواز دی گئی کہ اے محمد! بے شک آپ اللہ کے رسول

ہیں، میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا، پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو عرش پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا، یعنی وہ فرشتہ جس نے آپ ﷺ کو پکارا تھا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور میں خدیجہ کی طرف واپس لوٹا اور اس سے کہا کہ مجھے کمبل میں لپیٹو، فوراً حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے کملی اوڑھنے والے!

ایک قول کے مطابق جب اللہ سبحانہ وتعالی نے سورہ علق کی ابتدائی آیات نازل فرمائی تو وحی میں وقفہ آ گیا، اس سے آپ ﷺ کو پریشانی ہوئی، آپ ﷺ جبل حرا میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہو کر کہنے لگے: بیشک آپ اللہ کے سچے نبی ہیں، آپ ﷺ حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، مجھے کمبل سے ڈھانپ لو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو، اس وقت اللہ تعالی نے یاایھا المدثر نازل فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ قوم کے جھٹلانے کی وجہ سے غمگین ہو کر آپ ﷺ نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کمبل میں لپیٹو تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے مومن کیلئے ضروری ہے کی وہ اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامل ترین معرفت، صورت اور یقین کی قوت کے ساتھ پیدا فرمایا، آپ ﷺ اپنے اقوال وافعال میں معصوم ہیں۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو اس سے پہلے ہی اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے دل میں اپنی ضروری معرفت کا علم پیدا کر دیا تھا، جبریل علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کے پاس محض قاصد بن کر اس کا حکم پہچانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے اور اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے دل کو اپنی معرفت کا خزانہ بنایا تھا، تمام انبیاء کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ قطعی دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دل، اعضاء اور جوارح مکمل طور پر گناہوں سے محفوظ ہیں، یہ بات متواتر منقول ہے۔

لہذا جس شخص کو اس میں ذرہ برابر شک ہو اور وہ اس کے برخلاف اعتقاد رکھے تو وہ خدا کا منکر اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں عیب نکالنے والا ہے، انبیائے کرام کی سچائی پر ایمان لانا اور ان کی

عصمت پر یقین رکھنا ضروری ہے۔۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کون سی آیت پہلے نازل ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ سورۃ علق پہلے نازل ہوئی اور دوسرا قول یہ ہے کہ سورۃ المدثر نازل ہوئی، صحیح بات یہ ہے کہ نبوت کے بارے میں سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت سورۃ العلق کی ہے اور رسالت کے بارے میں نازل ہونے والی پہلی آیت سورۃ المدثر کی ہے، اس قول کے مطابق اس موضوع پر وارد ہونے والی تمام احادیث کے درمیان تطبیق ہوجاتی ہے۔ اس لئے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اقرأ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ما أنا بقاری ء، حضرت جبریل نے اسی بات کو تین مرتبہ دہرانے کے بعد کہا:

{اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۝خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ} العلق ۱،۲

ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایسی حالت میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے کمبل میں لپیٹ دو مجھے کمبل میں لپیٹ دو۔

اس کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور رسالت کے بارے میں اللہ تعالی نے یوں ارشاد فرمایا:

{يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝قُمْ فَاَنْذِرْ۝وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ} المدثر ۱،۲،۳

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹنے والے! اُٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو، اور اپنے پروردگار کی تکبیر کہو،

اس موضوع سے متعلق بہت ساری روایات موجود ہیں، ہم نے طوالت سے بچنے کیلئے بہت ساری باتوں کو حذف کر دیا ہے تاکہ مقصد سے خروج لازم نہ آئے۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اخلاق سے آراستہ ہو، آپ ﷺ کی ذات کے متعلق عقیدہ کی حفاظت کرے اور شک میں ڈالنے والی چیزوں کی نفی کرے، نیز اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی میں شک نہ کرے، مومن یہ بھی اعتقاد رکھے کہ وحی کے بارے میں آپ ﷺ کو بغیر کسی شک کے یقینی علم حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی

ذات کے بارے میں تمام ضروری چیزوں کا علم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق فرمائی۔

ہم نے یہاں اس بات پر تنبیہ کر دی ہے کیونکہ بعثت کے متعلق بہت ساری احادیث کو سامع کبھی محال سمجھنے لگتا ہے جس کی وجہ سے اس کے عقیدے میں فساد واقع ہو جاتا ہے اور وہ ہدایت سے دور ہو جاتا ہے ،اگر سامع کے پاس مضبوط دلائل نہ ہوں تو شیطان اپنے مکر و حیلے کے ذریعے اسے راستے سے ہٹا دیتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ دین میں عیب گوئی شروع کر دیتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنی محبت اور ہدایت کی توفیق کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کرے۔

{رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ} آل عمران ۸

ترجمہ:اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں جو ہدایت عطاء فرمائی ہے اس کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ ہونے دے،اور خاص اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بیشک تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جو بے انتہا بخشش کی خوگر ہے۔

مسلمان کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی ہی اتباع مطلوب ہے کہ وہ رات کو قیام کر کے اپنی نفس کو مشقت میں نہ ڈالے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل دائمی ہے اگر چہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس نے رات کے وقت دس آیات کی تلاوت سے قیام کیا اس کا شمار غافلین میں نہ ہو گا اور جس نے اپنے قیام میں سو آیات کی تلاوت کی وہ عبادت گذاروں میں شمار ہو گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کو بیدار ہو کر اپنی بیوی کو جگائے اور پھر دونوں دو دو رکعات نماز ادا کریں تو ان کا شمار کثرت سے اللہ تعالی کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں کیا جاتا ہے۔

یہ بات عام مسلمان کے لئے ہے البتہ جن اولیاء کا یقین مضبوط ہو اور وہ بہت زیادہ ڈرتے ہوں تو ان کی آنکھیں بہت زیادہ سونے سے دور رہتی ہیں، بسا اوقات وہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں اور ہر وقت اس کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے اس آدمی پر جس کی آنکھ بیداری

کا سرمہ نہ لگائے حالانکہ موت اس کے تکیے کے پاس موجود ہوتی ہے۔

جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ حضرت سرّی کی عمر اٹھانوے سال تھی مگر مرض الموت کے علاوہ وہ کبھی لیٹے ہوئے نہیں پائے گئے۔

بسا اوقات اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی راتوں کو عبادت نہیں کرتے کیونکہ ان کے دل کا ہر گوشہ ہر گھڑی اپنے پروردگا کے ساتھ مشغول رہتا ہے، ان میں شیخ ابو ہارون اندلسی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کا شمار عابدوں اور زاہدوں میں ہوتا تھا لیکن نہ زیادہ روزے رکھتے اور نہ ہی بہت زیادہ عبادات اور ریاضتوں میں مشغول رہتے، قبیلہ بنی اغلب کے بنو عقال نے ان کی صحبت اختیار کی جو ایک بادشاہ تھے ، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر کے دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور بیویوں اور وطن سمیت تمام لوگوں کو خیر آباد کہہ دیا اور عبادت میں مجتہدین سے بھی بلند مرتبے پر پہنچے، آپ مستجاب الدعوات تھے، حضرت سخنون کی صحبت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی (محبت) میں گم ہو گئے، نیز ابو ہارون سے ملاقات کر کے ان کی صحبت اختیار کی ، ابو عقال رات کو صرف تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے اور ابو ہارون پوری رات عبادت کیا کرتے تھے اور پھر اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کرتے تھے:

یہ جلیل القدر عبادت گذار پوری رات سو کر گذارتے ہیں اور تو جاگتا ہے کاش کہ تو بھی اپنے نفس کو آرام پہنچا لیتا، پھر انہوں نے اپنا پہلو رکھا اور نیند میں ایک شخص کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے دیکھا:

{اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ} الجاثیة ۲۱

ترجمہ: جن لوگوں نے بُرے بُرے کاموں کا ارتکاب کیا ہے، کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بُری بات ہے جو یہ طے کئے ہوئے ہیں!

اچانک وہ گھبرا کر اٹھے اور انہیں اس بات کا علم ہوا کہ اس آیت سے ان کی ذات مراد ہے ، پھر انہوں نے ابو ہارون کو جگایا اور ان سے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے کبھی کبیرہ گناہ کیا ہے؟ ابو ہارون نے کہا کہ اے بھتیجے! الحمد للہ کبھی جان بوجھ کر صغیرہ گناہ بھی نہیں کیا، ابو عقال نے کہا اسی لئے آپ سو جاتے ہیں، مجھ جیسا گنہگار سونے کے قابل نہیں ، لہذا مجھے محنت اور کوشش کرنا ہوگی

،کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال مسجد حرام میں فرض نماز ادا کرتے ہوئے سجدے کی حالت میں ہوا۔

یاغافلا لاهیا قد غرّة الآمل　　الیٰ متیٰ أنت باللّذات مشتغل

اے غافل اور کھیل میں پڑنے والے! جس کو امید نے دھوکے میں ڈال دیا ہے، کب تک آپ لذتوں میں مشغول رہو گے؟

انّ الرقاد یمیت القلب أکثره　　فلا تغرنّك اللّذات والأمل

بے شک زیادہ سونا دل کو مردہ کر دیتا ہے لہذا دنیا کی لذتیں اور امیدیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔

وقم بلیل یراك الله مجتهدا　　وادعوه منکسرا والدمع ینهمل

رات کو قیام کر اللہ تعالیٰ تمہیں کوشش کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، اس کو آنسو بہا کر ٹوٹے ہوئے دل سے پکارو۔

والفجر والصبح لا تنساهما أبدا　　فانّ أهل التقیٰ بالصّبح قد شغلوا

فجر کی نماز اور صبح کی وقت کو کبھی نہ بھولو اس لئے کہ متقی لوگ صبح کو مشغول رہتے ہیں۔

أما علمت بأنّ الله مطّلع　　علی العباد یجازیهم بما عملوا؟

کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی خبر رکھتے ہیں اور انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے؟

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی بخشش فرمائے اور دونوں جہانوں میں ہمیں اپنے مقصد تک پہنچائے اور رحمت کاملہ نازل فرمائے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمارے محبوب ہیں اور ہم مسافروں کی شفاعت کرنے والے اور سختیوں میں ہمارے لئے توشہ ہونگے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''طاھر'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

طاہر آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور احادیث میں آیا ہے، کئی شہروں کے علماء نے اس پر اجماع کیا ہے، یہ طہارت سے مشتق ہے اور اس کے معنی پاکیزگی کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ وہ تمام مخلوق جس کے جسم و روح اور صورت و ہیئت کی اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی ہے ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاکیزہ بنایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو ایسا بنایا کہ پاکیزہ نفوس اور سلیم طبیعتیں حسی و معنوی پاکیزگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مائل ہیں۔

میرے نزدیک یہ مبارک نام ہر قسم کے عیوب اور مقامِ نبوت و رسالت کے منافی تمام باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے، انبیائے کرام کے حق میں یہ بات محال ہے کہ ان کیلئے عصمت کو ثابت نہ کیا جائے کیونکہ ان کے حق میں عصمت واجب ہے، یہ اعتقاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کی نافرمانی کے ارتکاب اور شہوت پرستی سے معصوم ہیں اور کسی حال میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ایسے اعمال کا صادر ہونا محال ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پاکیزگی کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت ہے، حضرت آدم سے لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک ہر نبی اور رسول کے بارے میں دین اسلام نے یہی بتایا کہ وہ سب ایک مضبوط دین اور سیدھے راستے پر تھے، نیز اپنے تمام افعال اور حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھنے والے تھے۔

آپ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام کو کامل طور پر حسی اور جسمانی پاکیزگی حاصل تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی طور پر صاف ستھرے اور عمدہ خوشبودار پسینہ والے تھے، ہر طرح کی گندگیوں اور ظاہری و باطنی بے پردگیوں سے پاک صاف تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ہاتھ ایسا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عطر فروش کی تھیلی سے نکالا ہو۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے اچھی عنبر اور مشک سمیت کسی چیز کی خوشبو نہیں سونگھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں نے ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی جیسا کہ آپ ﷺ نے اسے عطر فروش کی تھیلی سے نکالا ہو۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ خصوصیت صرف نبی کریم ﷺ کی تھی کہ آپ ﷺ بغیر خوشبو لگائے جس چیز کو چھوتے وہ خوشبو سے معطر ہو جاتی اور اس کی خوشبو ہر قسم کی خوشبوؤں سے اچھی ہوتی، نیز آپ ﷺ کا پسینہ بھی بہترین خوشبو تھی، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نیند کی حالت میں جب آپ ﷺ کے پسینے کو جمع کیا تو کہنے لگی کہ وہ پسینہ ہمارے لئے عمدہ خوشبو تھی۔

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ خوشبو کی وجہ سے وہ راستہ پہچان لیا جاتا تھا جس پر آپ ﷺ چلتے تھے، صحابہ کرام معلوم کر لیا کرتے تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ اس راستے پر چلے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک سے (بول و براز سمیت) جو کچھ نکلتا تھا وہ پاک اور خوشبو دار ہوتا، آپ ﷺ کی ذات میں کوئی ناپسندیدہ بات موجود نہ تھی، دیکھنے والا جب آپ ﷺ کا دیدار کرتا تو اس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کا اضافہ ہو جاتا اور وہ آپ ﷺ سے اجنبیت محسوس نہیں کرتا تھا۔

نیز آپ ﷺ کے بابرکت پیشاب کو ام سلیم نے پیا تو خوشبو دار پانی اور اس میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا اور پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ بھی بتایا کہ اس پیشاب کی برکت ان کے پیٹ میں ہمیشہ رہے گی اور وہ کبھی پیٹ کا درد محسوس نہیں کریں گی، اس بارے میں سب قوی روایات نقل کی گئی ہیں، ان میں کوئی روایت بھی کمزور نہیں۔

کسی محبت کرنے والے کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو پیدا فرما کر اپنا محبوب بنایا، آپ ﷺ کی تخلیق کو ہر اعتبار سے اس طور پر مکمل فرمایا کہ اگر آپ ﷺ کو اہل علم پر پیش کر دیا جائے تو اسے قبول کر لیں اور اچھا سمجھیں اور آپ ﷺ کی ذات ان کو اجنبی اور ناپسند نہ ہو۔

اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی محبت کا اہل بنایا ہے اور اپنے خاص بندوں سے منتخب فرمایا ہے، اسی لئے بردہ کے مصنف فرماتے ہیں:

فاق النّبیّین فی خلق وفی خلق ولم یدنوہ فی علم ولا کرم

آپ ﷺ سیرت صورت میں تمام انبیاء پر فائق ہیں اور کوئی علم و کرم میں آپ ﷺ کے قریب تک نہیں پہنچا

وکلّھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر أو رشفا من الدیم

تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کے علم کے سمندر سے چلو بھرنے والے اور آپ ﷺ کی بارش سے سیراب ہونے والے ہیں۔

وواقفون لدیہ عند حدّھم من نقطۃ العلم أو من شکلۃ الحکم

اور سب آپ ﷺ کے دربار میں اپنی جگہ پر کھڑے ہیں، کوئی علم کے ایک نقطہ میں اور کوئی حکمت کی باتوں کی ایک حرکت میں ہے۔

فھو الذی تمّ معناہ وصورتہ ثم اصطفاہ حبیبا باری ء النّسم

آپ ﷺ کی صورت اور سیرت کامل بنا کر روحوں کو پیدا کرنے والی ذات نے اپنے حبیب کے طور پر چن لیا۔

کسی نے اپنی تخمیس میں کیا خوب کہا ہے:

ذخیرۃ الخلق للمولیٰ ذخیرتہ وسرّہ ملئت منہ سریرتہ

والحسن من ذاتہ لاشك سیرتہ فھو الذی تمّ معناہ وصورتہ

ثم اصطفاہ حبیبا باری ء النّسم

اللہ تعالیٰ کے سامنے مخلوق کا ذخیرہ آپ ﷺ کی ذات ہے، آپ ﷺ کے راز اور آپ ﷺ کے باطنی کمالات بھرے پڑے ہیں، آپ ﷺ کا حسن ذاتی ہے اور آپ ﷺ کی سیرت میں کوئی شک نہیں ، آپ ﷺ ظاہری اور باطنی کمالات کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محبوب کے طور چن لیا ہے۔

لہذا روشن چہرے اور چمکدار پیشانی والے نبی اس بات کے حقدار ہیں کہ انہیں طاہر مطہر اور اطہر کا نام دیا جاتا، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے جب تک چاند اور سورج چمکتے رہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا نام طاہر ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے طریقے سے آراستہ ہو اور آپ ﷺ کی مشابہت اختیار کرے، نیز جسم کپڑے مکان اور دل کی مکمل باطنی پاکیزگی کو پسند کرے جو کہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی، دین کی بنیاد پاکیزگی اور ان فطری

خصلتوں پر رکھی گئی ہے جن کا حکم عظیم اخلاق والے کریم نبی نے دیا ہے، وہ خصلتیں یہ ہیں:

مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا، زیر ناف بال مونڈھنا، بغلوں کے بال نوچنا اور اس کے علاوہ چند اور خصلتیں ہیں جن سے بدن خوبصورت بنتا ہے، جیسے مکمل طور پر پاکی اور صفائی کا خیال رکھنا، عمدہ خوشبوؤں کا استعمال کرنا جو دعاؤں کے وقت ملائکہ کے حاضر ہونے اور ملاقات کے لئے بہترین مددگار ثابت ہوتی ہیں، ان خیر کے کاموں میں حسنِ نیت کا ہونا بھی ضروری ہے، یہ سب کام فخر اور لوگوں کے مقابلے میں خصوصیت حاصل کرنے کے لئے نہیں کرنے چاہیئے، اچھی خوشبو لگا کر متکبرین اور نافرمانوں کی طرح حرص کرنا اللہ تعالی سے غفلت کی علامت ہے، بسا اوقات ایسا کرنے والے پر اللہ تعالی کی طرف سے وبال نازل ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات آدمی کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ کتنا وسیع دل ودماغ رکھتا ہے لیکن اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر امانت نہیں ہوتی، خاص طور پر جب اس کے استعمال کی چیزوں میں غصب اور خیانت کا مال مل جائے یا کسی کی حرمت پامال کرنا شروع کردے۔

پس وہ شخص جس کے کپڑے میلے لیکن دل صاف ہو وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام ومرتبہ ایسے شخص سے بلند ہو جس کا دل دھوکہ، حسد، تکبر، عجب، ریاء، خیانت، مسلمانوں پر باتیں کسنا اور انہیں تکلیف پہنچانا اور مسکینوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، ان برائیوں میں مبتلا ہو، خاص طور پر جب مذکورہ برائیوں کا ارتکاب عالم یا طالب علم کرے اور وہ سمجھدار کہلائے تو سنت کی راہ اس کے خلاف تحریف کا حکم لگاتی ہے اور شریعت کی زبان ایسے شخص کو خوف کے کوڑوں سے ڈراتی ہے۔

بعض لوگ جن کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خوبصورتی کے فتنے میں مبتلا کیا ہوتا ہے وہ شکوہ وشکایت کرتے ہیں، یہ لوگ دنیا کی فکر کو دلوں کے سامنے کر لیتے ہیں اور اسی کے ذریعے شرف حاصل کرتے ہیں اور حیلہ بازی کرتے ہیں حالانکہ انہیں دنیا سے بہت جلد رخصت ہو کر چلے جانا ہے اور ان کی لذّتیں ختم ہو جائیں گی لیکن ان کی برائیاں دنیا میں باقی رہیں گی، یہ لوگ کہتے ہیں کہ اور دوسرے لوگوں کے اتنے جوڑے کپڑے ہوا کرتے تھے اور وہ عمدہ خوشبو اور عمدہ کپڑے استعمال کیا کرتے تھے۔

تعجب ہے اس شخص پر جو ایسی باتیں بیان کرتا ہے اور وہ اپنی ذات کو ان لوگوں پر قیاس کرتا ہے جنہوں نے دین میں مقابلہ کیا کبھی انسان اپنی ذات کو اس چیز کے مشابہ قرار دیتا ہے جس کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا اس کیلئے مناسب نہیں ہوتا، کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ، ان کی سمجھ، ان کا تقوی

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع سب کو معلوم ہے، وہ جو کچھ بھی کرتے اللہ تعالی کے شعائر کی تعظیم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور مرتبے کی خاطر کیا کرتے تھے، ان کے افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کا مال اصل میں اللہ تعالیٰ کا مال تھا، ان کے ہاتھ میں جو دنیا تھی وہ اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق اس میں تصرف کیا کرتے تھے، نیز وہ اپنے مال کو خرچ کرنے والے اور اس پر شکر کرنے والے تھے۔

کی حکایات اور فضائل ان کی باطنی پاکیزگی پر دلالت کرتے ہیں اس بارے میں کتابیں بھری پڑی ہیں کہ وہ اللہ تعالی کی رضامندی پر عمل پیرا تھے، اور ان کی کتابوں پر باعمل علماء کی مجلسیں سجائی گئیں ہیں۔

لہٰذا مجھ جیسے لوگ جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق روکتے ہیں، دنیا ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتی ہے اور وہ ہر حال میں اسی کی چاکری کرتے ہیں اور اسے اپنی جگہ پر خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، یہ لوگ دنیا والوں کی نظر میں حقیر ہوتے ہیں۔

شیخ ولی اللہ دکّالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شاگرد کی طرف خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ اے بھائی! جان لو کہ تم چند باتوں کے محتاج ہو، ان میں سب سے اعلیٰ دین اور عزت کی سلامتی ہے، پس ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور یہ بھی جان لو کہ جب تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کوئی معاملہ کرتے ہو تو اس کی برکت تمہارے دین و دنیا میں ظاہر ہوتی ہے۔

یقیناً میں نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے علم کو دنیا کا سامان حاصل کرنے کے لئے سیکھا، انہوں نے اللہ تعالی کو بھلایا تو ان کی جانوں نے انہیں فراموش کر دیا اور بالآخر وہ حسد اور دشمنی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، اس برے عمل کے سبب وہ اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کے دردناک عذاب کے مستحق ہوئے، لہٰذا اللہ سے ڈرو، بے شک عقلمند انسان دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے، پھر شیخ فرماتے ہیں:

مفتاح رزقك تقوى الله فاتّقه ولیس مفتاحه حرصا ولا طلبا

تمہارے رزق کی چابی اللہ سے ڈرنا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے رہو اور رزق کی چابی حرص اور طلب نہیں۔

والعلم أجمل ثوب أنت لابسه فاجعل له علمین الدّین والأدبا

علم بہترین لباس ہے جسے تو پہنتا ہے پس اس کے لئے دو جھنڈے بنا، ایک دین کا علم اور دوسرا ادب کا جھنڈا۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، ان کی بات کتنی اچھی اور خطاب کتنا عمدہ ہے لیکن مجھ جیسا سخت دل ان کے فہم سے روشنی حاصل کرنے سے کتنا دور ہے؟

الٰھی لاتعذبنی فانّی　　مقرّ بالّذی قد کان منّی

اے میرے اللہ! مجھے عذاب نہ دیجئے بیشک میں اپنے ان گناہوں کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔

ومالی حیلۃ الا رجائی　　لعفوك ان عفوت وحسن ظنّی

اگر آپ مجھے معاف فرما دیں تو بخشش اور آپ سے اچھے گمان کے علاوہ میرے پاس کوئی حیلہ نہیں ہے۔

یظنّ الناس بی خیرا وانّی　　لشرّ النّاس ان لم تعف عنّی

لوگ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں لیکن اگر آپ معاف نہ کریں تو میں لوگوں میں بدترین شخص ہونگا۔

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور رحم کا معاملہ فرما، اور جو گناہ آپ کے علم میں ہیں ان سے درگزر فرما، بے شک آپ بلند اور بڑی ذات ہیں، میں آپ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا وسیلہ پکڑتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پر رحم فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک ''الہادی الی صراط اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''ہادی الی صراط اللہ'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا نام بھی ہادی رکھا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ} یونس ۲۵

ترجمہ: اور اللہ لوگوں کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حق میں ہدایت کا معنی یہ ہے کہ وہ جس شخص کے بارے میں چاہے اسے سیدھے راستے کی توفیق عطا کرے اور اس کے دل میں ہدایت کو پیدا کردے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں، گناہ اس کے سوا کوئی مٹا نہیں سکتا اور بھلائی اس کے علاوہ کوئی عطا نہیں کرسکتا، وہ اپنے بندوں اور ان کے اعمال کا خالق ہے، ان کی حرکات وسکنات کو خوب جانتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند رتبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا اور ارشاد فرمایا:

{وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ} الشوریٰ ۵۲

ترجمہ: ''اور بے شک آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں''

اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے دین کی طرف مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں، بے شک دین کی باتوں کو پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری ہے، لیکن بندوں کے دلوں میں توفیق کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ} القصص ۵۶

ترجمہ ''بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت

دیتا ہے"۔

اس آیت کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کا واقعہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والا ہر مومن اس بات کی تمنا کرتا ہے کہ (کاش) اللہ سبحانہ وتعالی اسلام کے ذریعے ابوطالب پر احسان کا معاملہ فرما دیتے کیونکہ ان کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عظمت تھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، لیکن ایک مومن جب ابوطالب کے واقعہ کو سنتا ہے تو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے اس آیت کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوطالب کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے دکھ ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو تاکہ میں اس کے ذریعے قیامت کے دن اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ کے لئے سفارش کرسکوں، اس کلمہ کو میرے کان میں ہی پڑھ لو، لیکن ابوطالب نے کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا۔

اس بات پر متواتر احادیث اور مشہور روایات موجود ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے اور سیدھے دین کی طرف بلانے میں بہت زیادہ حریص تھے، اور اے محبت کرنے والے! آپ یہ جان چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ بعثت سے قبل کوئی شخص بھی توحید بیان کرنے والا موجود نہ تھا، کاہنوں کا معاملہ عروج پر تھا، مخالفت اور نافرمانی کی آگ شعلہ زن تھی، اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر توحید کے نور کو ظاہر فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہاء درجے کی کوشش فرمائی اور اپنی جان کو اللہ تعالی کی رضا کے بدلے فروخت کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بت پرستوں کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے اس ارشاد سے انہیں ایمان کی طرف دعوت دیتے رہے:

"أنا النّذير العريان"

ترجمہ: "میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں" (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت پرستی کی نشانیوں کو سرنگوں کیا اور ان کے بتوں کو توڑ ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے ان کی شدتِ حرارت کو بجھادیا، یہ سب کچھ کفار کو ناگوار گذرا، ان کے سردار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین کی دعوت سے) باز آجائیں اور اپنے گھر میں اللہ تعالی کی عبادت پر اکتفا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنسو بہاتے ہوئے اپنے چچا سے ارشاد فرمایا:

''یاعمّ والّذی بعثنی بالحقّ:لووضعواالشمس فی یمینی والقمرفی یساری علی أن أکفّ عمّاأمرنی به ربّی .لمارجعت حتی یظھراللہ دینه علیٰ الدین کله''

ترجمہ:''اے چچا!قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تا کہ میں اس چیز سے باز آجاؤں جس کا رب تعالی نے مجھے حکم دیا ہے تو میں کبھی ایسا نہ کروں گا جب تک اللہ تعالی اپنے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب نہ کردے'' (سیرت ابن ہشام)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے باہر تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب آپ کے پیچھے آکر کہنے لگے:اے بھتیجے!تم جو چاہو کرو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح مسلسل دین کے غلبے اوراعلاء کلمۃ اللہ کی دعوت دیتے رہے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی خاطر قتال کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو غلبہ عطا کیا،اپنے محبوب نبی کی حفاظت فرمائی ،منتخب اور نیک مہاجرین وانصار صحابہ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تایید فرمائی، اللہ تعالی نے ان پر دنیا وآخرت میں خصوصی توجہ فرمائی، یقینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہی اس نام کی زیادہ حقدار تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کا سبب ہیں اور محبت کرنے والوں کو اسی ہدایت کا حکم دینے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

لأن یھدیَ بک رجلا واحدا خیرلک من أن یکون لک حمر النّعم

ترجمہ: اگراللہ تعالی تمہارے ذریعے کسی ایک آدمی کو ہدایت دیں تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔(مسند احمد بن حنبل،مجمع الزوائد)

قیامت تک ہر رہنمائی کرنے والے مومن کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ اعمال میں ہوگا، ہدایت کی وجہ سے بہترین لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ اعمال میں ہونگے ،اولیاء اپنی ابتدا سے لے کر انتہاء تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان مند ہیں۔

کسی نیک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں انوکھی بات کہی ہے:

شواھدتقضی کلّھالمحمّد   بفضل التّرقّی فی شفوف المزیّة

شواہد سارے کے سارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و بلندی اور واضح خصوصیت کا فیصلہ دیتے ہیں۔

ومَن ذا الذی یُجلیله معجزاته　　　　فیقرن مخلوقا به بالسّویّة

کون جو آپ ﷺ کے معجزات کو کم سمجھے اور کسی دوسری مخلوق کو آپ ﷺ کے برابر کرے۔

تفرد دون العالمین بخلّة　　　　تقلّب منها فی المزایا العلیّة

آپ ﷺ خصلت کے اعتبار سے تمام جہانوں میں منفرد ہیں اور جہان والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی خصوصیات بلند ہیں۔

قضیٰ حقه حتّی الجماد لعلمه　　　　بأنّ الهُدیٰ فی الطّلعة الأحمدیّة

آپ ﷺ نے اپنا حق ادا کردیا یہاں تک کہ جمادات نے بھی یہ بات جان لی کہ ہدایت محمد ﷺ کی تشریف آوری سے ہے۔

فمن شجر تنقاد طوعا لأمره　　　　ومن حجر مستقبل بالتحیّة

درخت بھی آپ ﷺ کی نبوت کے مطیع وفرمانبردار بن گئے اور پتھروں نے سلام کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا۔

فصلّی علیه الله ما لذّ ذکرہ　　　　باسفار صبح أو أصیل عشیّة

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے جب تک صبح کی روشنی اور عشاء کی تاریکی میں آپ ﷺ کے ذکر سے لذت حاصل کی جاتی رہے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ آپ ﷺ کا نام ''الھادی'' ہے اسے چاہئے کہ وہ آپ ﷺ کی ہدایت سے آراستہ ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصیحت کا حریص ہو، وہ آپ ﷺ کے دین کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرے، بالخصوص آخری زمانے میں جب اسلام اجنبی بن جائے گا اور کہیں سے خیر کا کوئی کنارہ ظاہر ہو تو اس کے کرنے والے پر تعجب کیا جائے گا۔

آپ ﷺ سے محبت کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''من أحیی سنة من سنتی قد أمیتت ،فکأنما أحیانی ،ومن أحیانی کان

معی فی الجنة''۔

ترجمہ: جس نے میری کسی مردہ سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

جس شخص کے پاس تھوڑا سا علم بھی ہو اس پر ضروری ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کرے، جاہل آدمی کا دل جیت کر اسے اپنے قریب کردے، اس سے انس پیدا کرے، وہ اسے اپنے نبی کے اخلاق سے نصیحت کرے، اس کے کانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے مزین کرے، اس کے دل کو مضبوط اور اعضاء کو آباد کرے، مومنین کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصورت اور اخلاق کو بیان کرے، یہ بھی بتائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر اپنی امت کے ایمان اور ہدایت پر حریص تھے، بے شک نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے اور اس سے رب العالمین کا قرب حاصل ہوتا ہے، نصیحت سخت دل کو نرم اور مانوس کر کے اسے سیدھے راستے کی طرف پھیر دیتی ہے، دل کو اختلاف ترک کرنے پر آمادہ کر کے سیدھے دین کی طرف متوجہ کرتی ہے، خاص طور پر جب نصیحت سچی ہو اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے کے دل سے نکلی ہو۔

یقینا سچی محبت کے دلائل اس شخص پر مخفی نہیں جس کے پاس سمجھ بوجھ ہو، بیشک خیر کی مجلسوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

اے ہادی نبی کی شفاعت کے امیدوارو! تم پر ضروری ہے کہ ہدایت یافتہ صحابہ کرام سے نصیحت حاصل کرو جن کے دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منوّر رہوئے اور دنیا کی محبت ان کے دلوں سے نکل گئی اور انہوں نے زہد و ہدایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''أصحابي كالنّجوم بأيّهم اقتديتم اهتديتم''

ترجمہ: ''میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے''۔ (دیکھئے بیہقی، میزان الاعتدال، اور اتحاف سادۃ الیقین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو متبع، ہدایت یافتہ اور نیک لوگوں کیلئے چمکدار ستارے اور بنیاد قرار دیا ہے، ان کے ذریعے اللہ تعالی نے کتنے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی اور ان کی رہنمائی کی وجہ سے کتنے لوگوں کو فساد سے پاک فرمایا، اسی طرح ان علماء کے ذریعے اللہ تعالی نے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی جن

کے دلوں میں اللہ کا خوف تھا، وہ دنیا کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس سے دور رہتے تھے کیونکہ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ دنیا کی محبت دنیاداروں کے دلوں میں ہوتی ہے۔

عارف باللہ سید ابوعبداللہ مزدورہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں وہ اپنے کسی فقیر دوست کیساتھ یوں مخاطب ہیں:

أباصالح ایّاك ترکن للّتی تعاب سِرارا وھی فی الجھر لا تُریٰ

اے ابوصالح !اس چیز کی طرف مائل ہونے سے خودکو بچا جو تجھے خفیہ عیب دار بنا ڈالے اور اعلانیہ نظر نہ آتی ہوں۔

و کن حازما فالحزم أفضل شیمته وسارع الی اللہ العظیم مشمّرا

اور مستقل مزاج بن جا کیونکہ مستقل مزاجی ایک بہترین عادت ہے اور اللہ تعالی کی طرف خوب تیزی سے دوڑو۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس امت کے ہر حکمران پر واجب ہے کہ وہ مخلوق کو نصیحت کرے اور جاہل کو تعلیم دے، بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کرے، علماء کا اکرام کرے اور نیک لوگوں کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھے، شریعت اسلام کے دفاع میں کوشش کرے اور مخلوق کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا کرے، اہل دین کی تعظیم کرے، نیز کمزور اور مسکین لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرے، اللہ تعالی کے دیئے ہوئے رزق میں سے مسکینوں پر خرچ کرے، مومنین کے سامنے تواضع اختیار کرے، ظالم اور نافرمان لوگوں کو باز رکھے، متقی لوگوں میں اس کا شمار ہو اور خفیہ و اعلانیہ ہر حالت میں وہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے۔

عالم کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبت ہو اور متقی بن جائے، اللہ تعالی سے ڈرتا رہے اور اسی سے چمٹا رہے، اپنے نفس اور اللہ تعالی کی تمام مخلوق کو نصیحت کرتا رہے، وہ نہ دھوکہ دے اور نہ دھوکہ کھائے، نہ وہ کسی کی طرف مائل ہو نہ کوئی اس کی طرف، موت کے اچانک آنے کا انتظار کرتا رہے اور لمبی امیدوں سے ڈرتا رہے، وعظ اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے رات گذارے، دنیا کی خواہشات اور لذتوں سے اجتناب کرے، اپنے حالات کا سلف صالحین کے احوال سے موازنہ کرے، نیز پہلے گذرے ہوئے لوگوں کے اعمال کے مقابلے میں اپنے اعمال کی کوتاہی اور نیک عمل کے فوت ہونے پر روئے، قولی نصیحت سے قبل زبانِ حال سے نصیحت کرے، نیک لوگوں سے محبت کرے اور ہر وقت ان سے تبرک حاصل کرے۔

بوجودهم قد فرّجت كُرُباتنا　　وتيسّرت وتواترت خيراتنا

وكذاك نرجو أن تكون نجاتنا　　أمراؤنا وهُداتنا وتُقاتنا

ورعيّة تسعىٰ بحفظ معاشنا

ان کے وجود کی برکت سے ہماری تنگیوں میں آسانی ہوگئی اور ہم پر متواتر آسانیاں پیدا ہوگئیں، اسی طرح ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری رہنمائی کرنے والے امراء، نیک لوگ اور رعایا جو ہمارے معیشت کے لئے کوشش کرتی ہے ہماری نجات کا سبب بنے۔

فالله يصرف كربنا مع همّنا　　بوجودهم في شرقنا مع غربنا

بهم تطيب لنا موارد شربنا　　ونخصّ بالدّعوات أهل نبيّنا

في وقتنا، وصحابه ساداتنا

پس اللہ تعالی ہماری تنگی کو ان کے وجود کی وجہ سے مرادیں بدل دیں چاہے ہم مغرب میں ہوں یا مشرق میں ہوں۔ انہی کی وجہ ہماری سیرابی کی جگہیں اچھی ہوئی ہیں اور ہم اپنے نبی کے اہل بیت کو اپنی دعاؤں میں خاص کرتے ہیں، آپ ﷺ کے صحابہ ہمارے سردار ہیں۔

یارب والطف بالعبيد الواله　　وأنله ما يرجوه من آماله

وارفق به في حاله ومآله　　ثمّ الصّلاة على النبيّ وآله

ثمّ الرّضا عن تابعيه كرامنا

اے پروردگار! اپنے غمگین بندے کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرما اور اس نے جو امیدیں باندھ رکھی ہیں اسے عطا فرما۔ نیز سکونت اور حرکت میں اس پر نرمی کا معاملہ فرما اور نبی کریم ﷺ اور ان کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرما، اور تابعین کرام سے راضی ہو جا۔

اللہ تعالی رہنمائی کرنے والے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ہمارا شمار فرمائے اور اپنے فضل سے نیک لوگوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی قوت کے ذریعے ظالم لوگوں سے ہماری حفاظت فرمائے، ہمارے آقا محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر قیامت کے دن تک دائمی اور کثیر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو، باقی باتیں آپ ﷺ کے اسم مبارک ''الہادی'' کے تحت عنقریب بیان کی جائیں گی۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''سیّد ولد آدم'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''سید ولد آدم'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور روایات اور احادیث میں آیا ہے، مختلف شہروں کے علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں''۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ سید اللہ تعالی کی ذات ہے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ السیّد الف لام کیساتھ ہو تو اللہ تعالی کا نام ہوگا اور بغیر الف لام کے سید ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہوگا اسی طرح سید ولد آدم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔

لغت کے اعتبار سے سیّد اس ہستی کو کہا جاتا ہے کہ حاجت اور مصیبت کے وقت انسان جس کی پناہ میں آجائے اور یقیناً یہ بات اللہ تعالی کی ذات پر صادق آتی ہے جو پریشان حال کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اس کی تنگی اور مصیبت کو دور کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کرنے والا اور اپنی اطاعت کرنے والا بنایا، اپنی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند رتبہ عطا فرمایا، بیشک شفاعت اسی کی چلتی ہے بادشاہ کے نزدیک جس کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر بلند مرتبہ کوئی ہستی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا و آخرت میں اولادِ آدم کے سردار اور امام اعظم ہیں، کیونکہ قیامت کے دن جب سب حقائق ظاہر ہو جائیں گے، لوگ انبیاء کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے اور ہر نبی نفسی نفسی کی صدا لگا رہا ہوگا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت امتی امتی پکار رہے ہونگے، اس وقت یہ بہت بڑے فخر کی بات ہوگی، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے لائق تھے کہ آپ کو اولاد آدم کا سردار کہا جائے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب ہیں۔

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ''أنا سید ولد آدم'' کا معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ محمود میں حاضر ہونے والے تمام لوگوں کے سردار ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

جھنڈے کے نیچے ہونگے اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ ﷺ مسلسل گنہگاروں کے حق میں شفاعت فرمائیں گے۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''أنا أوّل من تنشقّ عنه الأرض یوم القیامة ،وأنا سیّد ولد آدم یوم القیامة ، ولا فخر ،ومعی لواء الحمد ،وأنا أوّل من تُفتح له الجنّة ولا فخر ،فآتی فآخذ بحلقة الجنّة ،فیقال :من هذا ،فأقول: محمّد، فیفتح لی ، فأخرّ الی الجبار ساجدا''

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے میری (قبر کی) زمین پھٹے گی اور میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہونگا اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں ،میرے ساتھ تعریف کا جھنڈا ہوگا نیز سب سے پہلے میرے لئے جنت کو کھولا جائے گا اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں ،چنانچہ میں آؤں گا اور جنت کے حلقے کو پکڑوں گا ،آواز آئے گی یہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد ہے، پھر جنت کو میرے لئے کھول دیا جائے گا اور میں غلبے والی ذات کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

(دیکھئے فتح الباری ،مسند احمد اور کنز العمال)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لأشفعنّ یوم القیامة لأکثر مما فی الأرض من حجر و شجر

ترجمہ: قیامت کے دن میں زمین پر موجود درختوں اور پتھروں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ (الشفاء،اور تاریخ بغداد)

اس کے علاوہ بہت ساری متواتر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ اولین وآخرین کے سردار اور رب العالمین کے محبوب ﷺ ہیں۔

اے نبی کریم ﷺ سے محبت کا تعلق رکھنے والے مومنو! اس ذات کا کیا کہنا جس کی محبت تمہیں حاصل ہو جائے تو وہ کل قیامت کے دن تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کرے ،اور ان کی سرداری کی وجہ سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ،عنقریب اللہ سبحانہ وتعالی آپ ﷺ کی سرداری کی وجہ سے امت کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کی وجہ سے آپ ﷺ خوش ہونگے اور مومنین کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوگا ،اللہ

تعالیٰ آپ ﷺ کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى} الضُّحٰى ٥

ترجمہ: ''اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

اور آپ ﷺ اس بات پر راضی نہیں ہونگے کہ جس شخص کا دل آپ ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے یا آپ ﷺ کی شریعت کی تعظیم کرنے والے کو جہنم میں عذاب دیا جائے۔

اے گناہوں میں مبتلا ہونے والے شخص! تمہارے لئے بار بار خوشخبری ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے بڑھ کر محترم ہستی کی وجہ سے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے، بیشک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دور ہونے والوں کو اللہ سے ملاتے ہیں۔

بشریٰ لنا معشر الاسلام انّ لنا من العنایۃ رکنا غیر منہدم

اے مسلمانوں کی جماعت! ہمارے لئے خوشخبری ہو کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی ایسی عنایت ہے کہ (دین کا ہر) رکن صحیح سلامت ہے۔

لمّا دعا اللہ داعینا لطاعتہ بأکرم الرسل کنّا أکرم الأمم

جب بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعوت دی تو تمام انبیاء میں سب سے باعزت رسول کے ذریعے اپنی اطاعت کی دعوت دی، لہٰذا ہم تمام امتوں میں سب سے بہتر امت بن گئے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی ''سیّد ولد آدم'' ہے اس کیلئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سرداری پر فخر کرے اور آپ ﷺ کے رتبے کی بلندی کو اپنے لئے باعث شرف سمجھے، یہ بھی جان لے کہ جو شخص بھی رسول کریم ﷺ کی سرداری سے جڑا رہا وہ اپنے مقصد تک پہنچ گیا:

ھو الرسول الذی لا خلق یشبھہ فی الفضل والحلم والاحسان والکرم

آپ ﷺ ایسے رسول ہیں فضیلت، حلم، احسان اور کرم میں کوئی مخلوق جن کے مشابہ نہیں۔

أتی الأنام ولیل الکفر منسدل فکان کالشّمس جلّت واکف الظّلم

جب کفر کی رات چھائی ہوئی تھی تو آپ ﷺ مخلوق کے پاس تشریف لائے گویا کہ ٹپکنے والے

اندھیرے میں سورج چمک اٹھا۔

اے عظیم اخلاق والے نبی سے محبت کرنے والے! ضروری ہے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عزیز ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت تمہارے لئے باعث شرف ہو اور تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پابندی کرنے والے بنو، اللہ سبحانہ وتعالی اس شخص کو عزت دیتے ہیں جو اس کے دین کی عزت کرتا ہے اور اس شخص کا اکرام کرتے ہیں جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالی کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر باعزت ہستی کوئی نہیں ۔

اے قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری کا یقین رکھنے والو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے والو، اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ نسبت رکھنے والے والوں کیساتھ ہمارا حشر فرمائے ، اور درود وسلام کی وجہ سے قیامت کے دن ہمارا بہترین اکرام فرمائے جس کی امید رکھنے والے امید رکھتے ہیں۔

اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر ایسی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما جس کے ذریعے ہم ہر سختی سے نجات حاصل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تک پہنچ جائیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نبی الرّحمہ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

نبی الرحمہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور احادیث میں آیا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مخلوقات پر مہربان بنا کر بھیجا ہے، پس آپ علیہ السلام کی بعثت، شریعت، اقوال و افعال ، اخلاق، بشیر اور نذیر ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور موت سب ہی رحمت ہے۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میری زندگی اور موت تمہارے لئے رحمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عادات اللہ تعالی کے بندوں کے لئے رحمت اور ان کی ہدایت کا سبب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

کسی کا قول ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی امتوں کے لئے عطیہ ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے ہدیہ ہیں کیونکہ ہدیہ محبت کرنے والوں کے لئے ہوتا ہے اور عطیہ محتاجوں کے لئے، بے شک اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا، جس شخص کو آپ علیہ السلام کی رحمت کا کچھ حصہ مل گیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگا اور ہر پریشانی سے نجات پا کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس امت کی فطرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فطرت میں امت کی محبت اور رحمت ڈال دی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے تو میں ان کی تلاش میں نکلی، آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بقیع کے قبرستان میں ملے کہ قیام رکوع اور سجدے کی حالت میں یا ربّ اُمّتی پکار رہے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اس امت کے بارے میں نازل ہونے والے قرآن کو بھول گئے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر کر ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تمہیں میری اس بات پر تعجب ہو رہا ہے؟ میں اپنی پوری زندگی اُمّتی امتی کہتا رہوں گا اور جب میں قبر میں ہوں گا تو اس وقت بھی یا ربِّ امتی کہوں گا اور جب صور پھونکا جائے گا تو اس وقت بھی یا ربّ امتی کہوں گا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت! اپنے نبی کی مہربانی اور رحمت کو یاد کرو کہ کس طرح انہوں نے ہمارے

وجود سے بھی پہلے ہمیں یاد کیا، اگر تمہیں اس نبی کے دین پر موت آئی تو عنقریب آخرت کے گھر میں تم اللہ تعالی کی ایسی رحمت کا مشاہدہ کرو گے جس کا کھٹکا بھی تمہارے دلوں پر نہیں گذرا ہوگا اور اس رحمت کا احاطہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔

امت پر آپ ﷺ کی رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ کو ٹوٹے دلوں والے فقیر لوگوں سے انس تھا، آپ ﷺ خوش کرنے کے لئے ان کے پاس بیٹھ جاتے اور ان غم خواری کرتے ،اہل صفہ فقیر، کمزور اور مسافر لوگ تھے ،انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ طلب کی تو آپ ﷺ نے رحمت اور شفقت کی بنا پر انہیں پناہ دی، ان لوگوں کے پاس نہ زمین اور بھیڑ بکریاں تھی نہ ان کی کوئی تجارت تھی، دن بھر لکڑیاں چن کر گذارا کرتے اور رات کو قرآن کریم کی تعلیم اور دوسری عبادات میں مشغول رہتے تھے، یہ لوگ مسجد نبوی کے دروازے سے چپکے رہتے تھے، نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ غمخواری فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے، آپ ﷺ دلجوئی اور شفقت کی غرض سے ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ،اور جب آپ ﷺ ان سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ پیچھے نہ کرتے یعنی جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے آپ ﷺ ان کے ہاتھ کو پکڑ کر رکھتے تھے۔

یہ بھی آپ علیہ السلام کی رحمت تھی کہ اہل صفہ کو مالدار صحابہ میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ جس طرح غریبوں پر رحمت ہیں اسی طرح امیروں پر بھی رحمت ہیں کیونکہ انہیں ثواب کا حقدار بناتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اجتہاد سے ہر مالدار صحابی کے ساتھ ایک سے تین آدمی بھیجا کرتے تھے،اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسّی آدمی بھیجتے کیونکہ آپ ﷺ یہ جانتے تھے کہ ان کے اموال سے کتنا صدقہ وصول کرنا ہے؟

اللہ کے بندوں پر آپ علیہ السلام کی رحمت میں یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات کو صحابہ کرام کے برابر رکھتے تھے اور دنیا کی کسی چیز سے صحابہ کرام کو محروم کر کے اسے اپنے لئے خاص نہ کرتے، بیشک آپ ﷺ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق زاہدوں کے سردار اور اپنی ساری امت کے لئے رحمت ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اہل صفہ کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کھجور نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا ہے ،رسول اللہ ﷺ یہ سن کر منبر پر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

''مابال أقوام يقولون :أحرق بطوننا التمر. أما علمتم أنّ هذا التمر طعام أهل المدينة ، وقد واسيناكم بما عندنا. والّذى نفس محمّد بيده ،منذ شهرين لم يرتفع من بيت رسول الله ﷺ دخان للخبز. وليس لهم الأسودان .: التمر والماء۔

ترجمہ: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کھجور نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا ہے'' کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ کھجور مدینہ والوں کا کھانا ہے، اور جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے اس سے تمہاری غمخواری کی ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! کہ دو مہینوں سے اللہ کے رسول کے گھر سے روٹی پکانے کیلئے دھواں نہیں نکلا، اور ان کے پاس دو سیاہ چیزوں یعنی پانی اور کھجور کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

امت پر آپ ﷺ کی رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں آپس میں محبت اور بھائی چارے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لاتباغضوا، ولاتدابروا، كونوا عباد الله اخوانا''۔

ترجمہ: ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو''۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد)

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ رحمت والے نبی ہیں اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت سے آراستہ ہو جائے اور یہ بات جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے نامراد لوگوں کے دلوں سے رحمت چھین کر نیک بندوں کے دلوں میں بسائی ہے، ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ اپنے کسی بچے کو بوسہ دے رہے تھے، دیہاتی نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے انہیں کبھی نہیں چوما، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وأيّ شيء أملك لك، وقد نزع الله الرحمة من قلبك؟''۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت چھین لی ہے تو میں تمہارے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

پس اے محبت کرنے والے اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے آراستہ ہونے والے! جان لو کہ اگر تم نجات کا ارادہ رکھتے ہو تو نبی کریم ﷺ کی امت پر رحم کرنے کی عادت اپناؤ، چھوٹے پر رحم اور بڑے کی تعظیم کرو، جاہل کو سکھاؤ اور گمراہ کو گمراہی سے واپس لے آؤ، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو، قطع رحمی کرنے والے سے صلح رحمی کرو، برائی کرنے والے پر درگذر کرو، ظالم کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو، لوگوں کی غلطیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کے غموں کو دور کرو، فقیر سے غمخواری کرو اور لوگوں کے سامنے تواضع اختیار کرو، ان سے اس طرح میل جول رکھو کہ ان کے دل خوش ہو جائیں، ان کی بات توجہ سے سنو اور ان کے سامنے خود کو اس طرح ظاہر کرو کہ تمہیں ان پر کوئی خصوصیت حاصل نہیں، جو کچھ ان کے پاس ہے اپنی نظر میں اسے حقیر سمجھو اور انہیں بتاؤ کہ ہم سب غلام ہیں، اللہ تعالی اپنی بادشاہت میں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنا دیتے ہیں، کسی کو زندگی عطا کرتے ہیں اور کسی پر موت طاری کرتے ہیں، کسی کو عزت دیتے ہیں اور کسی کو ذلیل کرتے ہیں، کسی کو رلاتے اور کسی کو ہنساتے ہیں، کسی کو منصب عطا فرماتے ہیں اور کسی کو معزول کر دیتے ہیں، کسی کو سب کچھ عطا کرتے ہیں اور کسی کو محروم کر دیتے ہیں، کسی کو بدبخت اور کسی کو نیک بخت بناتے ہیں۔

جب تم ان سے اس فنا ہونے والی دنیا کی کسی چیز میں امتیاز کا معاملہ کرو تو ان کے سامنے دنیا کی قلت کو واضح کرو کہ یقیناً بہت جلد اس کی چمک فنا ہو جائے گی اور تم لمبے عرصے تک دنیا کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے، یہ زائل ہونے والا سایہ ہے، خوشی اللہ تعالی کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوگی اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

{قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ }۔یونس ۵۸

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہو کہ: یہ سب کچھ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہوا ہے، لہذا اسی پر تو انہیں خوش ہونا چاہیئے، یہ اس تمام دولت سے کہیں بہتر ہے جسے یہ جمع کر کر کے رکھتے ہیں۔

لہذا تمہیں اس اخلاق اور رحمت کی مشابہت اختیار کرنی چاہیئے جو صحابہ کرام کا اپنی رعایا کے ساتھ تھا، نیز ثواب حاصل کرنے کے لئے اپنی رعایا سے اللہ کے لئے محبت کیا کرو اور اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے رہو۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے ساتھ بہت زیادہ رحم کا معاملہ فرماتے تھے، ایک دن ان کے پاس ایک نوجوان عورت آئی اور کہنے لگی: اے امیر المومنین! میرے خاوند کا انتقال ہو چکا ہے اور اس نے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، اللہ کی قسم! وہ جانور کے پائے کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کھیتی اور دودھ والا جانور ہے، مجھے ان کی ہلاکت کا ڈر ہے، میں خفاف غفاری کی بیٹی ہوں اور میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے مسلسل اس کے ساتھ کھڑے رہے، اسے تسلی دی، پھر ایک اونٹ کی طرف چلے گئے اور اناج کے دو تھیلے، دیگر ضروریات اور کپڑے اس پر لاد کر لگام اس عورت کے ہاتھ میں دے کر ارشاد فرمایا: اس سے روزی کا بندوبست کرو، اس کے ختم ہونے تک ضرور اللہ تعالی بہتر انتظام فرمادے گا، ایک آدمی نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اس عورت کو بہت زیادہ دے دیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے تیری ماں گم کرے، اللہ کی قسم! میں نے اس عورت کے والد اور بھائی کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انہوں نے ایک زمانے تک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا پھر جب قلعہ فتح ہوا تو انہیں مال غنیمت میں سے حصہ ملا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ رات کو یکے بعد دیگرے دو گھروں میں داخل ہوتے ہیں، صبح ہوئی حضرت طلحہ اس گھر میں داخل ہوئے تو انہیں ایک نابینا عورت ملی جو اپاہج تھی، حضرت طلحہ نے اس سے پوچھا کہ یہ آدمی تمہارے پاس کس کام سے آتے ہیں؟ عورت کہنے لگی کہ یہ ہر رات کو میری دیکھ بھال کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اللہ کی مخلوق پر کتنے شفیق تھے اس بات پر غور وفکر کرو، ان کے حالات کتنے عجیب تھے اور کس طرح ان کی شرافت زمین کے مختلف علاقوں میں پھیلی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کئی کئی دنوں تک روزہ رکھتے اور خشک ٹکڑوں پر تیل لگا کر افطار فرماتے، ایک دن اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور پھر گھر تشریف لے گئے، گھر والوں نے تھوڑا سا اچھا گوشت لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے پکالیا تاکہ وہ افطاری کریں اور گوشت سے قوت حاصل کرسکیں، افطار کے وقت یہ گوشت آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ گھر والوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یہ اس اونٹ کا گوشت ہے جو آپ نے آج ذبح کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اچھا گوشت کھاؤں اور لوگوں کو کندے کی ہڈیاں دوں تو عمر بن خطاب کا شمار برے حکمرانوں میں ہوگا، اس پلیٹ کو اٹھا کر فقراء

کو دیدو اور میرے پاس روٹی اور تیل لاؤ، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے روٹی کے ٹکڑے کئے اور ثرید بنا کر کھائی، یہ اللہ تعالی کے مقربین، اور رحم کرنے والے دوستوں کی خوبیاں اور اس سے ڈرنے والوں کا طریقہ تھا۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ شیخ ولی اللہ ابوالحسن شاذلی جب تیونس تشریف لائے تو مہنگائی اور سخت بھوک کے زمانے میں باب المنارۃ سے داخل ہوئے اور لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ روٹی خریدنے کے لئے ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے، غریب لوگ شدت بھوک کی وجہ سے زمین پر پڑے ہوئے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی کے بندوں پر رحم آیا، میرے پاس چند درہم تھے، میں نے ان کے بدلے نان بائی سے روٹی خرید کر فقراء کے لئے جمع کی، نان بائی نے دراہم کی طرف دیکھ کر کہا، یہ صحیح درہم نہیں، تم مغربی لوگ کیمیا والا معاملہ کرتے ہو، (یعنی جعلی سکوں کو رواج دیتے ہو) شاذلی فرماتے ہیں کہ میں نے روٹی کی قیمت کے بدلے اپنی ٹوپی رہن رکھی تو اچانک ایک آدمی بہترین شکل وصورت میں ظاہر ہو کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوالحسن درہم دیدو، میں نے اسے درہم دیدیئے، اس نے درہم واپس دے کر کہا یہ اچھے درہم ہیں، فرماتے ہیں کہ میں دراہم دوبارہ نان بھائی کے پاس لے گیا تو اس نے لے لئے اور میں نے اپنی ٹوپی واپس لے لی، مجھے اس آدمی کے تعارف کا شوق ہوا، ایک دن میں نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد آرہا تھا کہ اچانک اس سے ملاقات ہوگئی، میں نے اسے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں ابوالعباس خضر ہوں، میں چین یا کسی اور زمین پر تھا تو مجھے حکم ہوا کہ علی کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ کیا تم ہمارے مقابلے میں کرم اختیار کرتے ہو حالانکہ ہم نے کرم اور رحمت کی تخلیق فرمائی ہے اور میں تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہوں اور اپنے تمام بندوں کے مصالح کو خوب جانتا ہوں۔

فصل

شیخ ولی اللہ مزدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امت کے خاص اور عام لوگوں پر رحم کرتا ہے، انہیں نصیحت کرتا ہے، اللہ تعالی کے دیئے ہوئے میں سے وہ دوسروں کو دیتا ہے، اس امت کے جاہلوں کو تعلیم دیتا ہے، بھٹکے لوگوں کو واپس لاتا ہے، اس کے عالم کا اکرام کرتا ہے اور نیک لوگوں کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھتا ہے، اسلامی شریعت کے دفاع میں خود کو پگھلا دیتا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے اس کی تعظیم کی ہے وہ اللہ تعالی کے دین کی تعظیم کرتا ہے، جن لوگوں کو اللہ تعالی بلند مرتبہ عطا کرتا ہے انہیں بلند مرتبہ

سمجھتا ہے، کمزور اور مسکین لوگوں پر مہربانی کرتے ہوئے اللہ تعالی کے دیئے ہوئے رزق کو خرچ کرتا ہے اور اچھے بدلے کی امید کرتا ہے، مومنین کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے، تقوی والی زندگی بسر کرتا ہے اور تنہائی میں بھی اللہ تعالی سے ڈرتا ہے، وہ لالچ نہیں کرتا، موت کے اچانک آنے کا انتظار کرتا ہے اور لمبی امیدوں سے ڈرتا رہتا ہے، رات بھر مواعظ اور قرآنی آیات کے ساتھ بسر کرتا ہے، خواہشات اور شبہات سے اجتناب کرتا ہے، اپنے افعال کا سلف صالحین کے افعال سے موازنہ کرتا ہے اور ان سے پیچھے رہنے پر روتا رہتا ہے، دوسروں کو وعظ کرنے سے پہلے اپنے نفس کو وعظ کرتا ہے، زبان سے نصیحت کرنے سے پہلے اپنے حال سے نصیحت کرتا ہے، یہ لوگوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

لی ساۃ ان یذ کروا أقدامھم فوق الجباہ

میرے ایسے سردار ہیں کہ اگر ان کے قدموں کو پیشانیوں کے اوپر بیان کیا جائے۔

ان لم أکن منھم فلی فی ذکرھم عزّ وجاہ

اگرچہ میں ان میں نہیں ہوں لیکن ان کا ذکر میرے لئے عزت اور فخر کی بات ہے۔

اس معزز نام کے بارے میں اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اور اس تفصیل کو موخر کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی رؤوف اور رحیم کے مناسب ہیں۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر بہترین درود اور پاکیزہ ترین سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نبیّ التوبہ'' بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

نبیّ التوبہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بہت ساری احادیث اور روایات میں ملتا ہے، نبی التوبہ کے معنی میں کئی احتمالی وجوہات ہوسکتی ہیں جو سب کی سب اللہ تعالی کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے، عزت، شان، عظمت اور برکت کو بیان کرتی ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نبی التوبہ ہیں کیونکہ کثرتِ فتوحات اور انوارات کی ترقی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ ہر حال میں اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہتے تھے، تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ ہر آن اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اس سے غفلت اختیار نہیں کرتے، کثرتِ انوار، اور پے در پے فتوحات کی وجہ سے تمام انبیاء کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی کی خصوصی عنایت حاصل تھی، کثرت استغفار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات ومراتب نے کامل سے کامل ترین کی طرف ترقی فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی کی طرف سے خصوصی علم سے نوازا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے باکمال اور باعزت ہستی ہیں، ایک دن میں ستر سے زائد مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔

اس میں مخلوق کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ اس نعمت کو حاصل کریں اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں اللہ تعالی کا ادب سیکھیں، اللہ تعالی کی بارگاہ میں کثرتِ استغفار، اللہ تعالی پر توکل اور اس کے غیر سے استغناء کی وجہ سے آپ علیہ السلام کو ''نبی التوبہ'' کہا گیا۔

آپ علیہ السلام کے اسم گرامی ''نبی التوبہ'' کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جنہیں مخلوق کی طرف ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا جس میں گنہگاروں کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس نبی کی وجہ سے اللہ تعالی گنہگاروں کو معاف فرمائیں گے، بندہ جب کوئی کوتاہی یا گناہ کرے اور پھر اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ کرے تو اللہ تعالی اسے معاف فرمادیتے ہیں۔

یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی وجہ سے اپنے بندوں پر رحمت ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''نبی التوبہ'' رکھ دیا گیا، یعنی وہ نبی جسے اللہ تعالی نے اس شخص کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جو اپنے نفس پر ظلم کرنے کے بعد اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے، اگرچہ گناہوں نے اس کے دل کو خاکستر

کر دیا ہو پھر وہ اپنے نفس کو ملامت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر توبہ کرے اور آپ ﷺ اللہ تعالی سے اس کے لئے مغفرت مانگیں تو اللہ تعالی اپنے کرم سے نبی ﷺ کے پاس آنے والے شخص کیساتھ درگذر اور رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔

اللہ جل شانہ تمام لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے احترام اور بلند مرتبہ پر تنبیہ فرمانے کے ساتھ ساتھ انہیں توبہ کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

{وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا} النساء ۶۴

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے۔

آپ علیہ السلام کا نام "نبی التوبۃ" رکھنے کی بہت ساری وجوہات ہوسکتی ہیں، ایک وجہ یہ ہے کہ پہلی امتوں سے جب گناہ سرزد ہوتے تو نفس پر سختی کرنے سے گناہوں کا اثر زائل ہوتا، یہ تکلیف دہ حکم اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا، اللہ تعالی نے اس امت پر احسان کا معاملہ کرتے ہوئے ان کے گناہوں کو زبان کے چھوٹے سے عمل (یعنی توبہ) کی وجہ سے زائل فرمادیا اور ہر وقت اس کو آسان کر دیا، نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو یہ رحمت عطا فرمائی۔

ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام "نبی التوبہ" رکھنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ایسی امت کی طرف مبعوث فرمایا جس کے گناہوں کو استغفار سے قبل ہی رحمت والے نبی کے سبب معاف فرمادیا، نیز آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرما کر اس امت کو سب کچھ عطا فرمایا، اسے تمام امتوں پر فضیلت دے کر اچھا ٹھکانا عطا فرمایا۔

سہیل بن سعد اور دیگر حضرات نے اللہ تعالی کے اس ارشاد "وما كنت بجانب الغربی اذا قضینا" کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے ایک روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اس ندا اور رحمت سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار چھ سو سال قبل ایک تحریر لکھ کر اسے عرش پر رکھنے کا حکم دیا اور پھر آواز لگائی: اے امت محمد! میری رحمت میرے

غصے سے پہلے ہے، میں مانگنے سے پہلے تمہاری دعا کو قبول کر کے تمہیں عطا کروں گا، بخشش مانگنے سے پہلے ہی تمہاری مغفرت کروں گا، تم میں سے جو بھی مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ صدقِ دل سے اس بات کی گواہی دے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں تو میں اسے جنت میں داخل کردوں گا۔

اللہ تعالی نے ''نبی التوبہ'' کو مبعوث فرما کر اس امت پر رحم کا معاملہ فرمایا، پھر استغفار کو امت کے دل میں ڈال کر اپنی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا، نیز اسے صبح وشام سید الاستغفار کے ساتھ کثرت سے دعا کرنے پر ابھارا، سید الاستغفار یہ ہے:

اللهم انت ربي لااله الاّ أنت. خلقتَني وأناعبدُك وأناعلىٰ عهدِك ووعدِك ماستطعتُ ۔ أعوذبكَ من شرِّ ماصنعتُ وأبوءُ لكَ بنعمَتِكَ عليَّ، وأبوءُ بذنبي. فاغفرلي. فانّه لايغفرُ الذنوبَ الاأنتَ

ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے میری تخلیق فرمائی اور میں آپ کا بندہ ہوں، میں اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے عہد اور وعدے پر کاربند ہوں، آپ کی بنائی ہوئی تمام مخلوق سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں آپ کی اس نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس میری بخشش فرمایئے، بے شک آپ کے علاوہ کوئی اور بخشنے والا نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ بندہ جب صبح کے وقت یہ دعا پڑھے اور اسی دن اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جب شام کو پڑھے اور رات کو اس کی موت واقع ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالی ہمارے حبیب اور شفاعت کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی امت کی طرف سے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دلوں کا بہت عمدہ علاج فرمایا، انتہائی کوشش سے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہم پر احسان کا معاملہ فرمایا، ہمیں نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کے لئے نصیحت فرماتے رہے، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی رحمت اور سلامتی نازل فرمائے جو زندگی میں اور موت کے بعد ہمارا سامان بنے۔

یاخیرمن وطیء التراب بنعله　　من حین ینهض للقیام ویقعد

اے وہ بہترین ذات جس نے قیام اور قعود میں جاتے وقت اپنے پاؤں سے زمین کو روندا ہے۔

نزلت علیك من الهدایة سورة تهدی القلوب ونورها یتوقّد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہدایت دینے والی ایک سورت نازل کی گئی ہے جو دلوں کو ہدایت دیتی ہے اور اس کا نور چمک رہا ہے۔

ولقد حمدت، بأن دعیت محمّدا طول الحیاة وبعد موتك تحمد

بیشک زندگی اور موت کے بعد محمد نام سے پکار کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے۔

فعلیك من رب السماء تحیّة وصلاته مع رحمة تتجدّد

پس آسمانوں کے پروردگار کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اور بار بار رحمت نازل ہو۔

عدد الذی أحصاه ربّك کلّه مع علمه، جلّ الاله الأوحد

اس تمام مخلوق کی تعداد کے برابر جسے پروردگار کے علم نے شمار کیا ہے، وہ بلند اور یکتا ذات ہے۔

تتریٰ وتبقیٰ فی بقاء ملیکنا وبقاؤنا جلّ اسمه لا ینفد

آپ ہماری بادشاہت میں لگاتار ہمیشہ باقی رہیں گے، اور آپ کی بقاء آپ کے نام کی بڑائی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''نبی التوبہ'' ہیں اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ ہر حال میں گناہوں کی بخشش طلب کرے، یہ یاد رکھ کر گناہوں سے باز رہے کہ معصیت اللہ تعالی کے عذاب کا سبب ہے، اللہ کے بندوں پر اس نے کوئی ظلم و زیادتی کی ہو تو اس کا بدلہ قیامت کے دن سے پہلے دیدے جب اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا، یہ بھی اس وقت جب اس کے پاس نیکیاں موجود ہوں ورنہ اس پر مد مقابل کے گناہوں کا بوجھ لادا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو یاد کرو کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس دراہم اور مال دولت نہ ہو، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

المفلس من أمّتی من یأتی یوم القیامة بصلاة وصیام وزکاة وحج وجهاد، وقد شتم هذا وقذف هذا، وأکل مال هذا، وسفک دم هذا وضرب هذا، فیعطیٰ هذا من حسناته وهذا من حسناته، فان فنیت حسناته قبل أن یقضی ما علیه أخذ من خطایاهم فطرحت

علیه ثم طرح فی النار۔

ترجمہ: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ حج زکوۃ اور جہاد لے کر آئے گا، اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، چنانچہ ان سب لوگوں کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر فیصلہ کرنے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کے گناہ اس پر لاد کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

کسی عارف کا قول ہے کہ اس حدیث میں عقلمندوں کے لئے انتہا درجے کی وعید ہے کیونکہ انسان اپنے اقوال وافعال میں بہت کم شیطانی چالوں سے سلامت رہتا ہے اور اگر شیطان سے سلامت رہے تب بھی مخلوق کو تکلیف پہنچانے سے بہت کم بچتا ہے، اس کے باوجود اگر اس کی کوئی نیکی قیامت کے دن صحیح سلامت رہ جائے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کی وجہ سے اس نیکی کو کوئی دوسرا لے جائے گا، اس دن لوگوں کے حقوق کے بدلے میں دینے کے لئے تمہارے پاس کوئی مال نہ ہوگا بلکہ اے دھوکے میں پڑے ہوئے شخص! اسے تمہاری نیکیاں دی جائیں گی، اگر تم دن کے روزہ دار اور رات کو قیام کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے ہو تو مسلمانوں کی غیبت کرنے، ان کو تکلیف پہنچانے اور (ناحق) ان کا مال لینے سے تم بہت کم سلامت رہ سکتے ہو۔

یہ ان لوگوں کا حال ہوگا جو نیکیوں میں کوشش کرنے والے ہوں، لہذا میرے جیسے اس شخص کا کیا حال ہوگا جو برائیوں میں گرفتار ہو، حرام اور مشتبہ مال کھاتا ہو، نیکیوں میں کوتاہی اور برائیوں میں جلدی کرتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب کی زمین میں بتوں کی عبادت کی جائے لیکن وہ تمہارے بارے میں اس سے کمتر افعال پر راضی ہو جائے گا جو ہلاکت میں ڈالنے والے ہونگے، لہذا جتنا ہو سکے ظلم سے بچتے رہو کیونکہ قیامت کے دن بندہ پہاڑوں کے برابر نیکیاں لائے گا اور یہ گمان کرے گا کہ عنقریب یہ نیکیاں اسے نجات دلائیں گی لیکن لوگ آکر مسلسل یوں کہیں گے اے پروردگار! بے شک فلاں آدمی نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اللہ رب العزت حکم دیں گے مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دیدو، یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔

لہذا اے اللہ کے بندو! ظلماً لوگوں کا مال لینے سے بچو، ان کا مال مت لو، ان کی عزتوں کے درپے نہ ہو، ان کے دل نہ توڑو اور رہن سہن میں بداخلاقی سے پیش نہ آؤ، ان پر احسان کا معاملہ کرو اور ان کی دلجوئی

کرنے میں اللہ تعالی سے ڈرو، بیشک ایمان والوں کی دلجوئی اوران کی مدد کرنا سراسر خیر ہے۔

جو شخص ان برائیوں میں مبتلا ہو اسے چاہیئے کہ وہ انہیں چھوڑ دے، مظالم کا بدلہ دے کر جلدی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے، اس کی توبہ اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک وہ لوگوں سے لیا ہوا مال واپس نہ کرے، یا اپنی عیب گوئی پر مظلوم سے معافی نہ مانگے، اور اگر وہ قاتل ہے تو صاحب حق کو اپنے اوپر قدرت دیدے کیونکہ حساب اور میزان کے خطرات سے وہی بچ سکتا ہے جو ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل کہ تم سے حساب لیا جائے اپنے نفس کا (خود) محاسبہ کرلو اور اعمال کے تلنے سے پہلے خود ہی انہیں تول لو اور بڑی عزت کے لئے خود کو تیار رکھو۔

امام ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کا محاسبہ یہ ہے کہ بندہ مرنے سے پہلے ہر نافرمانی سے توبہ کرلے اور اللہ تعالی کے فرائض میں کی جانے والی کوتاہیوں کا تدارک کرے، وہ تمام مظالم جو اس نے کئے ہوں ہر شخص کو واپس لوٹائے، اپنی زبان یا ہاتھ سے جس کی عزت پر ہاتھ اٹھانے کو جائز قرار دیا ہو یا دل میں اس کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوئی ہو اس کی دلجوئی کرے تاکہ موت کے بعد وہ اس دنیا سے اس طرح رخصت ہو کہ اس کے ذمہ کوئی فریضہ یا ظلم باقی نہ رہے۔

اس محاسبہ سے وہ یہ امید کرسکتا ہے کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا، لیکن اگر مظلوموں کو بدلہ دیئے بغیر اسے موت آگئی تو قیامت کے دن لوگ آکر اسے گھیر لیں گے، کوئی اس کا ہاتھ پکڑے گا، اور کوئی اس کی پیشانی کو دبائے گا، کوئی اس سے لپٹ جائے گا، ایک کہے گا اے پروردگار! اس نے مجھ پر ظلم کیا تھا، دوسرا کہے گا مجھے گالی دی تھی، تیسرا کہے گا میرا مذاق اڑایا تھا، ایک اور کہے گا میری غیبت کی تھی، کوئی کہے گا میرے ساتھ معاملے میں دھوکہ کیا تھا، ایک کہے گا کہ مجھے فلاں چیز فروخت کی تھی لیکن سامان کے عیب کو چھپایا تھا، کوئی کہے گا کہ سامان کی قیمت میں جھوٹ بولا تھا، ایک اور کہے گا کہ مالدار ہونے کے باوجود مجھے محتاج دیکھا لیکن کھانا نہیں کھلایا، ایک کہے گا کہ مظلوم دیکھ کر بھی میری مدد نہیں کی تھی، اس کے علاوہ اس دنیا کے وہ گناہ بھی سامنے آئیں گے کہ اللہ تعالی کی حفاظت کے بغیر جن سے کوئی نہیں بچ سکتا، اس دوران یہ سب لوگ تمہارے ساتھ لپٹے ہوئے ہونگے اور تم اللہ تعالی سے التجا کروگے کہ وہ تجھے ان لوگوں سے چھٹکارا دلائے، اچانک تمہارے کانوں سے اللہ تعالی کی آواز ٹکرائے گی:

{اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

الْحِسَابِ} المومن ۱۷

ترجمہ: آج کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا، یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

لہذا بندوں پر ظلم کرنے سے بچو (اللہ تم پر رحم کرے) اور اللہ تعالی کے اس ارشاد کو یاد رکھو:

{وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ} ابراھیم ۴۲

ترجمہ: اور ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ جو کچھ یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل ہے۔

نیز اس ارشاد کو بھی یاد رکھو:

{وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ} الشعراء ۲۲۷

ترجمہ: اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب پتا چل جائے گا کہ وہ کس انجام کی طرف پلٹ رہے ہیں۔

جو شخص ان برائیوں میں گرفتار ہو پھر اللہ تعالی نے اس پر یہ احسان فرمایا ہو کہ وہ نیک کاموں میں جلدی کرتا ہو، گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کر چکا ہو اور اس نے لوگوں کو مظالم کا بدلہ دیدیا ہو تو ایسے شخص کی توبہ قبول ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا اپنی کتاب میں ارشاد ہے:

{وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ} الشوریٰ ۲۵

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کا پورا علم رکھتا ہے۔

خاص طور پر جب اس کا دل ٹوٹا ہوا ہو، آنسو جاری ہوں اور کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت لے کر حاضر ہوا ہو۔

محمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک تک پہنچا تو ایک دیہاتی نے اپنا اونٹ بٹھا کر اسے باندھا، پھر روضہ مبارک پر حاضر ہو کر بہترین انداز میں درود و سلام پڑھا، خوبصورت دعا مانگی اور پھر کہنے لگا:

بأبي أنت وأمّي يارسول الله ،انّ الله عزّوجلّ خصّک بوحيه ،وأنزل عليک کتابه ، وجمع لک فيه علم الأوّلين والآخرين ،وقال في کتابه

{ولو انهم اذظلموا أنفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرّسول لوجدوا الله توّاباً رحیماً} وقد أتیتک مقرّا بالذنوب مستشفعا بک الیٰ ربّک۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی خصوصیت عطا کر کے آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی، نیز آپ کیلئے قرآن میں اولین اور آخرین کے علم کو جمع فرما دیا ہے، اور اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے، اور بیشک میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طلبگار ہوں۔

پھر اس نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر شعر پڑھے:

یا خیر من دفنت فی التراب اعظمه فطاب من طیبهنّ القاع والأکم

اے وہ ذات جس کی ہڈیوں کو مٹی میں دفن کر دیا گیا ہے اور جن کی خوشبو کی وجہ سے میدان اور ٹیلے عمدہ ہو گئے۔

أنت النبیّ الذی ترجیٰ شفاعته عند الصّراط اذا ما زلّت القدم۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی جب قدم ڈگمگا جائیں گے۔

نفسی فداء لقبر أنت ساکنه فیه العفاف وفیه الجود والکرم

میری جان فدا ہو اس قبر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس میں آرام فرما رہے ہیں، اس قبر میں پاکدامنی، سخاوت اور فیاضی آرام کر رہی ہے۔

پھر وہ دیہاتی وہاں سے واپس ہوا، راوی کہتے کہ وہ اس طرح لوٹا کہ مجھے اس کی بخشش میں کوئی شک نہیں تھا۔

توبہ کے بارے میں مزید گفتگو ہم آپ علیہ السلام کے اسماء مبارکہ کی کسی اور فصل میں بیان کریں گے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نبی الملاحم'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''نبی الملاحم'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو حضرت ابوموسی اشعری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے کافروں کے ایمان لانے تک ان سے قتال کرنے کیلئے مبعوث فرمایا ہے، نیز اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتال اور غزوات کی طرف بھی اشارہ ہے۔

تلاحم کا معنی باہم قتال کرنا، جنگ کرنا اور زخمی کرنا ہے، آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں، پس جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہیں مگر جہاں حق پہنچے، اور ان کا حساب لینا اللہ تعالی کے ذمہ ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً } التوبة ۳۶

ترجمہ: اور تم سب مل کر مشرکوں سے اسی طرح لڑو جس طرح وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے منتخب نبی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار صحابہ کو دین کے غلبے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا حکم دیا، چنانچہ ایک جگہ فرمان الٰہی ہے:

{ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ } الانفال ۳۹

ترجمہ: اور (مسلمانو!) ان کافروں سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کے دین کے لئے جہاد کر کے اس کلمے کو بلند فرمایا، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کافروں کے بول کو نیچا کر دکھایا اور اپنے دین کی مدد فرمائی، اسے دیگر تمام ادیان پر غالب کردیا اگرچہ یہ بات مشرکین اور کافروں کو ناپسند ہے۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی فطری شجاعت و بزرگی اور اعضاء کی قوت کے ساتھ مسلسل دین کا دفاع کرتے رہے، مذکورہ اوصاف جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق فرمائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل جگہوں

پر ثابت قدم رہے، کئی مرتبہ زرہ پوش بہادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے سے بھاگے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے بھی نہ ہلے۔

کتنے بہادر ایسے ہیں کہ جنگ کے موقع پر ان کا بھاگنا اوران کے قدموں کا ڈگمگانا منقول ہے، لیکن جنگ کی سختی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ثابت قدم ہوجاتے تھے اور لڑائی کے عروج کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت یہ ہوتی تھی کہ کھلم کھلا سامنے آکر قیادت فرماتے تھے۔

ایک آدمی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم لوگ غزوہ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے،؟ حضرت براء بن عازب نے فرمایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید خچر پر دیکھا کہ اسے کفار کی طرف دوڑا رہے تھے اور ابوسفیان نے اس کی لگام تھامی ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

أنا النبي لا كذب   أنا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اس دن کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت نظر نہ آتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خچر کو کفار کی طرف دوڑا رہے تھے اور میں لگام پکڑ کر اسے روکے ہوئے تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بہادر، برگزیدہ، سخی اور راضی رہنے والا نہیں دیکھا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ تیز ہوجاتی اور ہم کسی سخت معاملے میں گرفتار ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آجاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ دشمن کے قریب کوئی نہیں ہوتا تھا، جب دشمن قریب ہوتا تو بہادر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت پر قطعی احادیث موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہادری ہر زمانے میں مشہور رہی ہے۔

احد کے دن ابی بن خلف کے ساتھ آپ علیہ السلام کا معاملہ سب کو معلوم ہے جب اس نے کہا تھا کہ محمد کہاں ہیں؟ اگر وہ بچ گئے تو میری خیر نہیں ہوگی، بدر کے دن وہ قیدی بنا اور پھر فدیہ لے کر چھوڑا گیا تھا، اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جسے روزانہ مکئی اور چارہ کھلاتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے

میں کہا کرتا تھا کہ میں اس پر سوار ہو کر [نعوذ باللہ] انہیں قتل کروں گا، نبی کریم ﷺ کو جب اس کی بات کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو وہ میرے ہاتھوں سے ہی قتل ہوگا، جب نبی کریم ﷺ نے احد کے دن دیکھا کہ ابی بن خلف گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی طرف بڑھ رہا ہے اور چند مسلمانوں نے اس سے مقابلہ شروع کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو، پھر آپ ﷺ نے حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس طرح گھمایا کہ کفار مکھیوں کی طرح بکھر گئے، پھر آپ علیہ السلام ابی بن خلف کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی گردن پر نیزے کا وار کیا جس کی وجہ سے وہ کئی بار اپنے گھوڑے سے لڑکھڑایا، ایک قول کے مطابق اس کی پسلی ٹوٹ گئی اور وہ قریش کے پاس یہ کہتے ہوئے واپس آیا کہ محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے، قریش کہنے لگے کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا، اس نے کہا کہ جو زخم مجھے لگا ہے اگر تمام لوگوں کو لگ جاتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتے، کیا محمد ﷺ نے مجھ سے نہیں کہا تھا کہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک دیتے تو میں قتل ہو جاتا، چنانچہ اپنے قافلہ کے ہمراہ مکہ آتے ہوئے اس کی موت واقع ہوئی۔

نبی کریم ﷺ کا خچر پر سوار ہو کر شجاعت کے جوہر دکھانا اور مصیبت زدہ لوگوں سے غم دور کرنا لڑائی میں آپ ﷺ کی مہارت کی قوی ترین دلیل ہے، اس واقعہ میں لڑائی کے دوران صحابہ کرام کی ثابت قدمی کی طرف بھی اشارہ ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی برکت کو حاصل کیا، وہ ایسی شجاعت کے مالک تھے جسے بطور مثال پیش کیا جاتا ہے، اس بات کی گواہی دشمن کے بہادروں نے بھی دی ہے، اللہ تعالی بوصیری پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنے الفاظ میں صحابہ کرام کی صفات کو یوں بیان فرمایا ہے:

هم الجبال فسل عنهم مُصادمَهم ماذا رأى منهم في كلّ مصطدم

وہ پہاڑ ہیں لہذا ان کے بارے میں ٹکرانے والے سے پوچھ کہ ہر مزاحمت کے وقت اس نے ان کی کیا حالت دیکھی؟

وسل حنينا وسل بدرا وسل أحدا فصول حتف لهم أدهى من الوخم

حنین، بدر اور احد سے پوچھ جو موت کے موسم تھے اور ان پر بہت سیاہ مصیبتیں آئی تھی۔

پھر صحابہ کرام کی صفات اور بہادری کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ومن تكن برسول الله نصرته ان تلقه الأسد في آجامها تجم

رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے جس شخص کی مدد ہوتی ہو اگر اس کا مقابلہ شیر کے ساتھ اس کی

کبھار میں بھی ہو جائے تو شیر بھی پیچھے ہٹ جائے گا۔

ولن تریٰ من ولیّ غیر منتصر   به ولا من عدوّ غیر منقصم

اور ہرگز تم نہیں دیکھو گے ان کا کوئی دوست جو غالب نہ ہوا ہو اور نہ کوئی دشمن جو کٹ جانے والا ہو۔

أحل أمّته فی حرز ملّته   کالّلیث حل مع الأشبال فی أجم

آپ نے اپنی امت کو دین کی حفاظت میں ایسے اتارا جیسے شیر جنگل میں بچوں کے ساتھ اترتا ہے۔

فصل

آپ علیہ السلام کو اس عظیم نام ''نبی الملاحم'' کی خصوصیت عطا کی گئی کیونکہ دشمن سے لڑائی کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بہت زیادہ عجائبات کا ظہور رہا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے ہاتھوں دشمن کے بہادروں کو قتل کیا۔

لہذا محبت کرنے والے مسلمان کو چاہیئے کہ وہ آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام کے غزوات، فتوحات، سیرت اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصی قوت اور ثابت قدمی کا مطالعہ کرے، لڑائی کے کتنے واقعات اور مشاہدات ایسے ہیں جو تعداد اور سامان کی کمی کے باوجود صحابہ کرام کے صبر اور قوتِ یقین پر دلالت کرتے ہیں، کثیر تعداد اور تیز اسلحہ کے باوجود ان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست سے دوچار کیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، قریش کے کتنے سردار مارے گئے اور کتنے باعزت لوگ قیدی بنائے گئے حالانکہ غزوہ بدر کے دن ان کی تعداد ایک ہزار بہادر اور نڈر جنگجوؤں پر مشتمل تھی۔

اس کا سبب صحابہ کرام کی شجاعت، بزرگی اور قوت تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سو انیس یا ایک سو چودہ صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ تھے لیکن جب دونوں جماعتوں کا آمنا سامنا ہوا (یعنی رحمن کی جماعت اور شیطان کی جماعت کے درمیان) تو حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے کے لئے آیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت اللہ کا گروہ تھا اور اللہ کا گروہ غالب آیا کرتا ہے، اور کفار کی جماعت شیطان کا گروہ تھا اور شیطان کا گروہ خسارہ اٹھاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے کفار کے سامنے سراقہ بن مالک کی صورت اختیار کی اور کہنے

لگا کہ آج کے دن یہ لوگ تم پر غالب نہیں آئیں گے اور میں تمہارے ساتھ ہوں چنانچہ وہ کفار مکہ کو دھوکہ دے کر غلط راستے پر لے گیا۔

اس واقعہ کے بارے میں شاعرِ رسول حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

سرنا وساروا الیٰ بدر لحینھم لو یعلمون یقین العلم ما ساروا

بدر کے دن ہم چلے اور کفار بھی اپنی ہلاکت کی طرف چلے، اگر انہیں یقینی علم حاصل ہوجاتا تو وہ نہ آتے۔

دلّاھم بغرور ثم أسلمھم انّ الخبیث لمن والاہ غدّار!!

شیطان نے ان کی غلط رہنمائی کی اور انہیں چھوڑ دیا، بے شک خبیث جس سے دوستی رکھتا ہے وہ دھوکہ باز ہوتا ہے۔

قریش کے معزز لوگوں کے تردّد کے باوجود کفارِ مکہ لڑائی کے لئے سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اپنے دشمنوں کو انجام تک پہنچادیا اور اپنے رسول کی تصدیق فرمائی، نبی کریم ﷺ ان کی مقتل گاہوں کی تعیین فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ یہ فلاں اور فلاں کی مقتل گاہ ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے جس کی مقتل گاہ کی بھی تعیین فرمائی اسی جگہ پر اس کی موت واقع ہوئی۔

جب کفار مکہ لڑائی کے لئے آئے اور ان میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ابوجہل، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان سب سے مسلمانوں کو نجات عطا فرمائی، ابن ابی معیط نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا پہنچایا کرتا تھا۔

چنانچہ کفار کے منادی نے یا محمد سے آواز لگائی اس وقت رسول اللہ ﷺ کی جماعت پر ایک نور اور چمکدار روشنی سایہ فگن تھی، صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبیداللہ، عثمان بن مظعون، حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور اس کے علاوہ دیگر مہاجرین وانصار صحابہ تھے، ان پر انوارات کی بارش اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہورہی تھی، اللہ کی مدد ان کے لئے حاضر تھی، ان کی آنکھوں کے سامنے بلند مرتبہ نبی ﷺ کی ذات تھی جن پر اللہ تعالیٰ کی کتاب نازل ہورہی تھی، اللہ تعالیٰ کے فرشتے دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے، آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ ایک چھپر پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکساری اور دعا سے مدد طلب کررہے

تھے تا کہ اللہ تعالی اپنا وعدہ پورا کرے، چنانچہ مشرکین کا ایک بد اخلاق آدمی اسود بن عبداللہ نکل کر مسلمانوں کے حوض کی طرف آیا اور اپنی قوم کے ساتھ قسم کھائی کہ وہ ضرور اس حوض سے پانی پئے گا یا مر جائے گا، چنانچہ جب وہ سامنے آیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جلدی سے اس کی طرف لپکے، جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کے وار سے اس کی پنڈلی کاٹ دی اور پیچھا کر کے اس کو قتل کر دیا۔

پھر کفار کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے نکل کر لڑائی کی دعوت دی، ان کے مقابلے کے لئے انصار کے چند نوجوان نکلے، کفار نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ انصار کے گروہ سے تعلق ہے، نبی کریم ﷺ نے ان تین صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اپنی صفوں میں واپس چلے جائیں اور کفار کے مقابلے کے لئے ان کے چچازاد بھائیوں (یعنی مہاجرین صحابہ کرام) چلے جائیں، کفار کے منادی نے آواز دے کر کہا کہ اے محمد! ہمارے مقابلے کے لئے ہماری قوم کے برابر کے آدمیوں کو نکالیئے، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عبیدہ بن حارث! اے حمزہ! اور اے علی! آپ تینوں کھڑے ہو جائیں، چنانچہ جب یہ تینوں حضرات کھڑے ہو کفار کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ان تینوں نے اپنے نام بتائے، انہوں نے کہا کہ اب مقابلے میں اچھے اور برابری کے لوگ ہیں، چنانچہ حضرت عبیدہ نے جو عمر رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ کو حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور حضرت علی نے ولید کو لڑائی کی دعوت دی۔

حضرت حمزہ اور حضرت علی دونوں نے فوراً شیبہ اور ولید قتل کر ڈالا لیکن حضرت عبیدہ اور عتبہ ایک دو دوسرے پر برابر تلوار کے وار کرتے رہے، حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے مل کر عتبہ پر حملہ کیا اور اپنے ساتھی کو مسلمانوں کی طرف اٹھا کر لے آئے، اس کے بعد جنگ سخت ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا، رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار سے وعدہ پورا کرنے کی دعا فرماتے رہے، اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی دعا قبول فرما کر دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ کی مدد فرمائی اور آپ ﷺ کے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر دیا، یہ مدد فرشتوں کے ذریعے ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کے سامنے مسلمانوں کا ایک آدمی کفار کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اچانک انہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو کوڑا مار کر کہہ رہا ہے کہ اے حیزوم! آگے بڑھ، چنانچہ انہوں نے اپنے سامنے مشرک کو دیکھا کہ وہ پیٹ کے بل گر پڑا اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا، یہ انصاری

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے سچ کہا، یہ آسمانی نصرت ہے۔

بہر حال اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کو کافروں پر نصرت عطا کی، انہوں نے ستر کافروں کو قتل اور ستر کو قیدی بنایا، اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوا کرتی ہے، جو شخص اللہ تعالی کے انبیاء سے لڑائی کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالی سے لڑائی کرتا ہے، ہم گمراہی اور اندھے پن سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے دن اپنی تلوار سے جہاد کیا یہاں تک کے وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکڑی کی ایک چھڑی عطا فرما کر ارشاد فرمایا: اے عکاشہ! اس سے قتال کرو، حضرت عکاشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے لکڑی لے کر اسے حرکت دی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک بڑی اور سفید تلوار میں تبدیل ہوگئی ،حضرت عکاشہ اس سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، اس تلوار کا نام عون پڑ گیا، یہ صحابی اس کے بعد بھی اس تلوار کو لے کر مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اہم معرکوں میں حاضر رہے یہاں تک مرتدین کے ساتھ معرکے میں شہید ہوئے اور یہ تلوار ان کے پاس موجود تھی، اس غزوہ میں بہت سارے معجزات کا ظہور ہوا، اور یہ سب اس ذات کے اکرام میں ہوا جن کے وجود سے آسمانوں اور زمین کو شرف حاصل ہوا۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کو کثرت سے سنو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور نشانیوں پر کثرت سے غور کرو، نیز اس بات پر بھی غور و فکر کرو کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کی مدد کے لئے عجیب مخلوق یعنی فرشتوں کو ظاہر کیا، لڑائی میں آپ علیہ السلام کی مدد فرمائی اور ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا، ان سب باتوں پر غور و فکر کرنے سے تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی قلبی محبت نصیب ہوگی، اور آپ علیہ السلام کے باعزت مرتبے پر دلی اطمینان نصیب ہوگا، اور اس بات پر بھی غور کرو کہ اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام پر کتنی مہربانی اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمایا۔

میں وہی کہتا ہوں جو کسی شاعر نے کہا ہے:

انی لأرجو بتصنیفی فضائله — أن یغفر الله لی ذنبی و مستطری

بے شک میں آپ کے فضائل لکھنے سے یہی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالی میرے لکھے ہوئے

گناہوں کو مٹا دیں۔

وأن یجنّبنی من حرّ نار لظی ومن حمیم وغسلین ومن شرر

اور دھکتی ہوئی آگ کی گرمی سے اور کھولتے ہوئے پانی میں غسل اور چنگاریوں سے مجھے بچائے رکھے۔

وأن یبوّئنی عدناً أکون بہا مع النبیّ الرّضی المختار من مضر

اور مجھے جنت عدن میں ٹھکانا عطا کرے کہ میں اس میں قبیلہ مضر کے منتخب اور پسندیدہ نبی کے ساتھ رہوں۔

یارب صلّ علیٰ خیر الأنام ومَن ترجی النجاۃ بہ فی موقف عسر

اے پروردگار! تمام مخلوقات سے بہتر ہستی پر درود نازل فرما اور جن کی وجہ سے مشکل وقت میں نجات (شفاعت) کی امید رکھی جائے۔

یارب صل علیہ ما سریٰ قمر وغنّت الورق فی الأغصان والشجر

اے پروردگار! نبی کریم ﷺ پر درود نازل فرما جب تک چاند گردش کرتا رہے اور ٹہنیوں اور درختوں پر پتے گیت گاتے رہیں۔

یارب صلّ علیہ دائماً أبداً کما تحبّ وترضیٰ مظہر العبر

اے پروردگار! اپنی رضا اور چاہت کے مطابق آپ ﷺ پر ہمیشہ کے لئے رحمت نازل فرما (جو خوشی کے) آنسوؤں ظاہر کردے۔

آپ علیہ السلام کے اس مبارک نام سے محبت کرنے والوں کے یقین میں اضافہ اور ایمان مضبوط ہوتا ہے، لیکن میں نے ان میں سے بہت ساری باتوں کو حذف کر دیا ہے، وہ باتیں کسی اور اسمِ گرامی کے ضمن میں بیان کردی جائیں گی، ہم اپنے مالک وخالق سے معافی چاہتے ہیں اور اپنے محبوب نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''مقیم السنۃ بعد الفترۃ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

مقیم السنّۃ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بعض روایات میں وارد ہوا ہے، مشہور روایات میں آیا ہے کہ حضرت داود علیہ نے یوں دعا فرمائی تھی اے اللہ! ہمارے لئے محمد کو مبعوث فرمادیجئے جو ایک زمانے کے بعد سنت کو زندہ کریں۔

مقیم السنہ سے ایمان اور اسلام کو زندہ کرنے والا مراد ہے کیونکہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی تھی، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے بارے میں اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سابقہ انبیائے کرام کے مخالف کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے بلکہ ایسا دین لائے جسے اللہ تعالیٰ نے طے کیا ہے اور منتخب فرمایا ہے۔

{شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ}

شوریٰ ۱۳

ترجمہ: اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرّقہ نہ ڈالنا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی انوکھے رسول نہیں تھے بلکہ سابقہ طریقے کو قائم کرنے والے تھے، مٹنے اور زائل ہوجانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے ایمان کو قائم فرمایا اور اس کی بنیادوں کو مختلف ارکان اور قواعد سے مضبوط کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب فرما کر ایمان والوں کے قلوب کو ایمان کے نور سے منور فرمایا۔

جب کفر کی جنگ سخت ہوئی اور دلوں میں کفر وصلیب کی عبادت کی آگ شعلہ زن ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ علیہ السلام نے انتہاء درجے کی کوشش فرمائی اور اکیلے ہی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ذریعے آگ کے شعلوں کو مسلسل بجھاتے رہے، ایمان کے نور کے ذریعے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھیوں کے دلوں سے کفر کی آگ بجھ گئی، اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلوں کو ایمان کی محبت سے مزین فرمایا اور کفر، نافرمانی اور معصیت کی نفرت ان کے دلوں میں ڈال دی، اپنے نبی کو بڑے بڑے معجزات اور نشانیاں عطا کیں، اگر باقی معجزات نہ ہوتے تو صرف قرآن کا معجزہ ہی کافی تھا، آپ علیہ السلام مسلسل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہے جس طرح کہ جہاد کرنے کا حق تھا، اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لئے اپنی طاقت خرچ کرتے رہے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں دین کو داخل کردیا، دین کی بدولت دلوں کو تروتازگی نصیب ہوئی، ان کے لئے دین کی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور دلیل وبرہان کے ذریعے دین مضبوط اور پختہ ہوتا چلا گیا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے صحابہ کرام کا انتخاب فرمایا، انہوں نے آپ ﷺ کی مدد کی، صحابہ کرام دین کے امین تھے، انہوں نے دین کی ذمہ داری اٹھائی، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اپنے نبی کے دین کی تائید فرمائی، چنانچہ وہ آپ ﷺ کے مددگار اور خدمتگار تھے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تعریف فرما کر ان کے مقام کو واضح کردیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا} الفتح ۲۹

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فضیلت، نیکی، علم کی گہرائی اور بردباری میں تمام امت سے بڑھ کر تھے، وہ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اور رسول ﷺ کی صحبت اور اس کے دین اور سنت کو قائم رکھنے کے لئے منتخب فرمایا، چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام کے راستے اور نقش قدم کی پیروی کی اور آپ ﷺ کے طریقے پر مضبوطی سے چلے، وہ مخلوق میں خدائی فوج، اس کے رسول کے مددگار اور ساتھی تھے۔

وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا اور اس بہترین دین کی طرف سبقت کی جس کی طرف انہیں دعوت دی گئی تھی، انہوں نے اللہ کے نبی کی مدد کی اور آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں نچھاور کردیں، آپ ﷺ کی محبت کے راستے میں اپنے اموال کو خرچ کیا، جس کام

کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انہوں نے عمل کر دکھایا اور جس کام سے منع فرمایا اس سے رک گئے، وہ اللہ کے بندوں کی رہنمائی کرنے والے تھے، اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ تھے، انہوں نے لوگوں کے سامنے اللہ تعالی کے ہر حکم کو واضح کیا اور ملکوں سے فساد کو ختم کیا، اللہ تعالی کے راستے میں ایسے جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق تھا، ان کے فضائل کتابوں میں پڑھے جاتے ہیں اور ان کے مناقب سے صحائف بھرے پڑے ہیں، اللہ تعالی ان سے راضی ہو جائے اور ہمیں ان کے ٹھکانے کے قریب جگہ عطا فرمائے نیز ہمیں ان کی ذات سے نفع پہنچا کر ان کی حفاظت کرنے والا بنائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمام بندوں کے دلوں پر نظر فرما کر ان سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کا انتخاب فرمایا، پھر انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے دلوں پر ایک اور نظر ڈال کر ان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو منتخب فرمایا پھر انہیں اپنے دین کا مجاہد اور اپنے نبی کا وزیر بنایا، لہذا اصحابہ کرام جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک اچھی ہوگی اور وہ جس چیز کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بری ہوگی۔

فصل

جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ آپ علیہ السلام کا نام ''مقیم السنۃ بعد الفتر ۃ'' ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ سنت کو زندہ کرنے اور پھیلانے میں آپ کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا دفاع کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرے، خاص طور پر فساد کے زمانے میں جب ہر شہر اور بستی میں بدعت کثرت سے پھیل جائے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

'انّ اللہ یدخل العبد الجنّۃ بالسنہ یتمسّک بھا۔۔۔''

ترجمہ: اللہ تعالی بندے کو سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل فرما دیتے ہیں'' (مصنف عبدالرزاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''المتمسّک بسنّتی عند فساد أمّتی لہ أجر مئۃ شھید''۔

ترجمہ: امت کے فساد کے زمانے میں میری سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے والے کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ (مجمع الزوائد، الشفا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''من أحيى سنّتي فقد أحياني ،ومن أحياني كان معي في الجنّة''۔

ترجمہ: جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی کتاب الایمان)

لہذا جس شخص کو قلبی اطمینان حاصل ہو اور وہ اپنے ایمان میں اضافہ کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آپ علیہ السلام کی سنت اور سیرت کی اتباع کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی پر غور وفکر کرے، اسی طرح صحابہ کرام کے بعد تابعین اور سلف صالحین کی زندگی کو دیکھے، اس عمل کی وجہ سے وہ دین کو زندہ کرے گا اور اس کے دل میں دین کی محبت پیدا ہوگی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین نے جو سنتیں جاری کی ہیں ان پر عمل کرو اور ان کے ذریعے اللہ تعالی کے دین پر قوت حاصل کرو، ان سنتوں میں تبدیلی کا کسی کو حق نہیں، جو ان سنتوں کی مخالفت کرے اس کی طرف نظریں اٹھا کر بھی نہ دیکھو، جو ان سے رہنمائی لے گا وہ ہدایت یافتہ ہوگا اور جو ان سے مدد طلب کرے گا اس کی مدد کی جائے گی، نیز جو ان سنتوں کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسرے راستہ پر چلے گا اللہ تعالی اسے خواہشات کے پیچھے لگا کر جہنم میں داخل فرمائیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

آپ علیہ السلام کی سنت کا اتباع محبت اور ہدایت کی نشانی ہے، سنت کی وجہ سے انسان بدبختی سے دور ہو جاتا ہے اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی حکمتوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے، ان احکام پر عمل کرنا ہر چھوٹے بڑے کے لئے آسان ہے اور باعزت اور کمتر کے درمیان برابری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ایسا راستہ ہے جو دیگر تمام واسطوں کو بند کر دیتا ہے، اس راستے میں شریعت کے احکامات کا بیان ہے۔

بے شک سنت کے حکم سے حدود قائم ہیں اور اسی میں اللہ تعالی کی رضامندی ہے، حق کے ذریعے اللہ تعالی نے نظامِ عالم کو قائم رکھا ہے اور اسے زینت بخشی ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے احیاء کی وجہ سے عالم کے نظام کو صحیح وسالم باقی رکھا ہوا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے کسی عامل نے اپنے شہر میں چوروں کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے لکھا کہ کیا انہیں شک کی وجہ سے پکڑ لیا جائے یا شرعی گواہی اور سنت جاریہ کی بنیاد پر پکڑا جائے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ انہیں گواہی اور سنت جاریہ کی بنیاد پر پکڑا جائے، اگر حق بات

سے ان کی اصلاح نہیں ہوتی تو اللہ تعالی ان کی اصلاح نہ کرے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں، جو شخص آپ علیہ السلام کی سنت میں تبدیلی کرے وہ کھلم کھلا گمراہی اور بدعت میں پڑا ہوا ہے، اللہ تعالی نے اسے رسوائی اور بڑے عذاب اور دور کی گمراہی کی وعید سنائی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} النور ۶۳

ترجمہ: لہذا جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آ پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پکڑے۔

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں احکام کی حدود اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو بیان فرما کر انہیں بندوں کے لئے آسان کر دیا ہے، صحابہ اور تابعین نے ان احکامات کو سیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور ان لوگوں کو حکم دیا جو اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین رکھتے تھے اور وہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے ڈرنے والے تھے۔

{وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ} المائدۃ ۴۵

ترجمہ: یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ ظالم ہیں

اور اس فرمان سے بھی ڈرتے تھے:

{وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} المائدۃ ۴۴

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ کافر ہیں

نیز ان کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالی کا یہ ارشاد بھی تھا:

{وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ}۔ المائدۃ ۴۷

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ فاسق ہیں۔

پس جب عقلمند اور اللہ تعالی کی کتاب کی تصدیق کرنے والا ان نصیحتوں اور جھڑکیوں کو سنے گا تو اس کی بصیرت کیسے اندھی ہوگی اور اس پر شہوت کا غلبہ کیسے ہوگا کہ وہ اللہ تعالی کے احکام کو بدل دے اور اور اپنی رائے اور خواہش کی پیروی کرنے لگ جائے، اللہ تعالی ہمارے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو قائم رکھنے

کی محبت ڈال دے اور ہمیں اپنے دین وملت کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔

فصل

اے محبت کرنے والے! سنت کو زندہ کرنے میں جلدی کرو شاید کہ تم جنت تک پہنچ جاؤ اور جان لو کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرے تو اسے اپنے نفس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا خوف ہونا چاہئے، ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے:

اذاکان یوم القیامة ،یبصر جماعة من أمته یساربهم الیٰ النار ، فیقول :یاربّ أمّتی ، فیقول :ماتدری ماأحدثوابعدک ، فیقول : سحقاسحقا

ترجمہ: جب قیامت کا دن آئے گا تو آپ علیہ السلام اپنی امت کی ایک جماعت کو جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھ کر عرض کریں گے، اے پروردگا! میرا امتی، اللہ تعالی جواب دیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہو گئے۔ (مسند احمد، تفسیر قرطبی)

کسی بزرگ کا قول ہے کہ جس نے بھی شریعت کو تبدیل کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے دھتکار دیا جائے گا، آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''الحلال بیّن والحرام بیّن.وبینهماأمورمتشابهات لایعلمهن کثیرمن الناس .من اتّقی الشّبهات فقداستبرأ لدینه وعرضه ، ومن وقع فی الحرام .کالرّائع حول الحمیٰ . یوشک أن یقع فیه .ألاوانّ لکلّ ملک حمی .ألاوانّ حمی الله محارمه.ألاوانّ فی الجسدمضغة اذاصلحت صلح الجسدکلّه .واذاصلحت صلح الجسدکلّه.واذافسدت فسد الجسدکله.ألاوهی القلب''

ترجمہ: حلال اور حرام واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے، جو شخص ان مشتبہ امور سے بچا تو یقیناً اس کا دین اور عزت محفوظ ہو گیا، اور جو شخص حرام میں پڑ گیا وہ چراگاہ کے اردگرد چرنے والے جانور کی طرح ہے قریب ہے کہ وہ جانور جلد

ہی چراگاہ میں چلا جائے، جان لو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، اور جان لو کہ جسم کے اندر ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے، اور جب وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے، اور سنو وہ دل ہے''۔ صحیح مسلم

یہ حدیث تمام سنتوں اور احکام کی بنیاد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، جو شخص اس حدیث کو سیکھ کر اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے گا اور ہر حال میں اس کا دھیان رکھے گا بہت کم ایسا ہوگا کہ وہ کسی مسلمان کو اپنے معاملات میں فیصل بنائے یا وہ لوگوں کے درمیان کسی عیب میں مبتلا ہو، اور اگر وہ کسی کو فیصل بنا بھی لے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کی مخالفت بہت کم ہوگی، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دھیان نصیب ہوگا، وہ ظلماً کسی کا مال نہیں لے گا اور ناحق کسی مظلوم کو نہیں ستائے گا، لڑائی جھگڑا اور قتل وغارت میں جلدی نہیں کرے گا، بغیر علم کے فتویٰ اور حکم نہیں دے گا، بلکہ وہ ایسا ہوگا گویا وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن رہا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھنا چاہئے:

{مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ} المجادلة ۷

ترجمہ: کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو، اور نہ پانچ آدمیوں کی کوئی سرگوشی ایسی ہوتی ہے جس میں وہ اللہ چھٹا نہ ہو اور چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا، بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ} الاعراف ۶

ترجمہ: پھران لوگوں سے ضرور باز پرس کریں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم

خود پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے (کہ انہوں نے کیا پیغام پہنچایا اور انہیں کیا جواب ملا؟) پھر ہم ان کے سامنے سارے واقعات خود اپنے علم کی بنیاد پر بیان کریں گے، (کیونکہ) ہم (ان واقعات کے وقت) کہیں غائب تو نہیں تھے۔

اللہ تعالی کا علم کائنات کی چھوٹی بڑی، حقیر، عظیم، ظاہری اور پوشیدہ سب چیزوں کو محیط ہے، اس پر کوئی پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں، عارفین کے دل اسی کے نام سے دھڑکتے ہیں اور ان کی نظریں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں

جس شخص کو یقین ہو کہ اللہ تعالی اس کے اعمال سے باخبر ہے تو وہ بہت کم اس کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت کرتا ہے، لیکن دلوں پر غفلت چھا چکی ہے اور ہمارے لئے گناہوں کے عیوب مزین ہو چکے ہیں ،ہمیں علام الغیوب ذات کا کوئی دھیان نہیں حالانکہ وہ حاضر و ناظر ذات ہمیں دیکھ رہی ہے اور ہمارے تمام حالات سے باخبر ہے، وہ قیامت کے دن ہم سے حساب لے گا جو حسرت اور افسوس کا دن ہوگا، وہ ہمیں اعمال کا بدلہ دے گا، اللہ تعالی ہمیں عافیت اور سلامتی سے رکھے اور ہمیں استقامت کے راستے پر چلائے۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے دو آدمی اپنا فیصلہ کروا رہے تھے، حضرت عمر کا وہاں سے گذر ہوا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، انہیں پتا نہ چلا اور سلام کا جواب نہ دیا، حضرت عمر ایک طرف بیٹھ کر رونے لگے، وہاں سے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا گذر ہوا، انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت عمر نے ارشاد فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے پاس سے گذرا اور سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، مجھے ڈر ہے کہ انہیں مجھ سے کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو، حضرت عبدالرحمن نے جا کر حضرت ابوبکر صدیق کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگے کہ شاید عمر اس وقت میرے پاس سے گذرے ہوں جب میرے پاس دو آمی اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے ،اور میں نے اپنے ذہن کو ان کے کیلئے فارغ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر کے گذرنے کا احساس نہیں ہوا۔

اے بھائی! ڈرنے والے نیک لوگوں کی سنت پر غور و فکر کرو، ان کے اعمال، عادات، خوف، خشوع، ایمان، اتباع اور حالات کیساتھ اپنا موازنہ کرو، تمہیں ہمارے اندر کوئی بھلائی نہیں ملے گی، حالانکہ اللہ تعالی پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کی ذات کے لئے مجاہدہ کرے اور اس کی شریعت کی مدد کرے، اگر وہ بولنے پر قادر ہو تو جتنا ممکن ہو سکے اپنی زبان سے نبی کریم ﷺ کی سنت کو زندہ کرے

، اگر اسے اللہ کی زمین اور شہروں پر حکومت دی گئی ہے تو اپنے ہاتھ سے سنت کو زندہ کرے اور اسے لوگوں کے سامنے اچھی طرح بیان کرے، بیشک لوگوں کے نفوس جہالت و گمراہی، بدعات و محرمات سمیت بہت ساری باتوں سے مانوس ہو گئے ہیں اور بسا اوقات ان سب باتوں کو نیکیاں سمجھ لیتے ہیں۔

اس زمانہ کے علماء کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ حرام کاموں کو بیان کر کے لوگوں کو ڈرائیں، برائیوں کے خلاف صاحب اقتدار لوگوں سے مدد طلب کریں، مسلمان کے درمیان امن برقرار رکھیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے لئے ان سے مدد طلب کریں۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے علمائے کرام سے اس بات پر پختہ عہد لیا ہے کہ وہ اس کے دیئے ہوئے علم کو بیان کریں گے، علماء کو دنیا کے انہماک سے ڈرایا ہے کیونکہ دنیا انہیں اللہ تعالیٰ سے دور اور آخرت کے احوال سے غافل کر دیتی ہے، جب دنیا میں انہماک پیدا ہو جائے تو انسان نصیحت کرنے والے کی بات نہیں سنتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اٰل عمران ۱۸۸،۱۸۷

ترجمہ: اور (ان لوگوں کو وہ وقت نہ بھولنا چاہیئے) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ: ''تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور کھول کھول کر بیان کرو گے، اور اس کو نہیں چھپاؤ گے'' پھر انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی۔ اس طرح کتنی بری ہے وہ چیز جو یہ مول لے رہے ہیں!۔ یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ جو لوگ اپنے کئے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہین کہ ان کی تعریف ان کاموں پر بھی کی جائے جو انہوں نے کئے ہی نہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں گے، ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''رسول الراحۃ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک نام بعض کتابوں میں ملتا ہے، کتاب الشفا کے مصنف نے اس نام کو بیان کیا ہے لیکن آپ علیہ السلام کے حق میں اس کے معنی کیا ہیں، اس کی وضاحت نہیں کی۔

آپ علیہ السلام کی طرف راحہ کی نسبت کے دو معنی ہو سکتے ہیں، پہلا یہ کہ راحہ آپ علیہ السلام کی ہتھیلی کا نام ہے، سخاوت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کنایۃً راحہ کہا گیا جیسا کہ یوں کہا جاتا ہے جود و کرم والا، عطا کرنے والا اور دیگر خصوصیات والا رسول۔

لوگ بطورِ کنایہ انعام پر ہاتھ کا اطلاق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کا مجھ پر انعام واحسان ہے، اہل بلاغت کے نزدیک دوسرا قول پہلے قول سے زیادہ بلیغ ہے، لہذا راحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرتِ عطا سے کنایہ ہے، کیونکہ آپ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک سے جتنی زیادہ عطائیں ہونگی وہ اتنی ہی عظیم نعمتیں شمار ہونگی۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ راحت تھکاوٹ کی ضد ہے، جیسے تم کہو کہ فلاں آدمی راحت میں ہے، یعنی اس پر تھکاوٹ اور مشقت کے آثار نہیں اور اسے کوئی تنگی نہیں پہنچی گویا جب تم رسول الراحہ کہو تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رسول ہیں جنہیں اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف دنیا و آخرت کی مشقتوں سے راحت پہچانے، تنگیوں کو دور کرنے اور دنیوی واخروی فوائد حاصل کرنے کے لئے سیدھے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ} الحج ۷۸

ترجمہ: اس نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اس نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔

بہر حال پہلے معنی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الراحہ یعنی کرم اور سخاوت والے رسول ہیں، جود و کرم ایسی خوبیاں ہیں جن کا معدن اور اساس آپ علیہ السلام کی ذات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جود و کرم میں تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں، اس صفت کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بشری صفات کے اعلی اور بلند ترین درجے پر فائق ہیں۔

مخلوق پر مال خرچ کرنے اور ہر وقت اموال عطا کرنے میں آپ علیہ السلام کی سیرت عجیب وغریب اور نرالی ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں اور ملکوں کی چابیاں عطا فرمائیں اور مالِ غنیمت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حلال قرار دیا جو پہلے انبیاء کے لئے حلال نہیں تھا، نیز اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ہی حجاز اور یمن کے شہروں کے علاوہ تمام جزیرہ عرب اور شام وعراق کی قریبی علاقوں کو فتح کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان تمام شہروں سے خمس، جزیہ اور صدقات پہلے بادشاہوں سے زیادہ آئے۔

سلاطین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدایا بھیجتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاس، جمع کرنے کے بجائے فقراء کے مصارف میں خرچ کر کے انہیں مالدار بنا دیتے، مال کے ذریعے مسلمانوں کو تقویت پہنچاتے اور اسے اللہ تعالی کی اطاعت میں ان کا توشہ بناتے، آپ علیہ السلام دوسروں کو بھی مال کو جمع کرنے سے منع فرماتے اور خرچ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مایسرّنی أن یکون لی أحد ذهبا'' یبیت عندی منه دینار . الا دینارا أرصده لدینی''۔

ترجمہ: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرے لئے احد پہاڑ کی مثل سونا ہو اور میں اس سے ایک دینار لے کر رات بسر کروں مگر وہ دینار جسے اپنے دین کے لئے تیار کر کے رکھوں۔

(مسند احمد، تفسیر قرطبی)

آپ علیہ السلام اپنے پاس تھوڑا سا مال بھی جمع نہ کرتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ مال اللہ تعالی کا ہے اور اس نے اسے اپنے عیال یعنی مخلوق پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ جب بھی اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی چیز عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت جلد اسے خرچ فرما دیتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی پر کامل یقین اور بھروسہ تھا، ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینار عطا کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تقسیم فرما دیا، صرف سات دینار باقی بچے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو دیدیئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہ آئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بھی تقسیم فرما کر ارشاد فرمایا: اب مجھے راحت ملی ہے۔

آپ علیہ السلام کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ذرع یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا آپ علیہ السلام کی نظر میں حقیر اور مذموم چیز تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی

طرف مائل ہونے کے بجائے اس سے دوری اختیار کیا کرتے اور یہ تعلیم دیتے کہ اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی کوئی قدرو قیمت نہیں کیونکہ اگر دنیا کی قدرو قیمت اللہ تعالی کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لباس، رہائش اور خرچ میں بقدرِ ضرورت پر اکتفا فرماتے اور زائد چیزوں میں بے رغبتی اختیار کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمبل یا چوڑی اور موٹی چادر میں سے جو میسر آتا ہے اسے پہن لیتے، اس کے علاوہ عمدہ قیمتی کپڑے اور دیگر چیزیں حاضرین میں تقسیم فرما دیتے، جب کوئی سوال کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے اتار کر اسے دیدیتے اور کبھی مانگنے والے کو خالی واپس نہ کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ کریم اور سخی تھے اور ان پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔

امام ترمذی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین أجودالناس کفّاوأجودھم وأشرفھم قدرا.وأصدقھم لھجة . وألینھم عریکة .وأکرمھم عشیرة .من رآہ بدیھة ھابه .ومن خالطه معرفة أحبّه.یقول ناعته:لم أرقبله ولابعدہ مثله''

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور مرتبے میں سب سے بڑھ کر تھے، لہجے میں سب سے زیادہ سچے اور رخسار میں سب سے زیادہ نرم، خاندان میں سب سے زیادہ محترم ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ رعب میں آجاتا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میل جول رکھتا وہ محبت کرنے لگتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے بعد میں اور پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہیں دیکھا۔

یقینا حضرت علی نے سچ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریمانہ صفات اور عظیم صورت پر قطعی احادیث موجود ہیں، کسی اندلسی شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

یامصطفی من قبل نشأة آدم والکون لم تفتح له أغلاق

اے وہ ذات جسے اس وقت سے پہلے چن لیا گیا تھا جب حضرت آدم بھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور کائنات کے تالے بھی کھولے نہیں گئے تھے۔

أبرو م مخلوق ثناء بعدما　　أثنی علیك آلهنا الخلاق؟

ہمارے معبود اور خالق نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی ہے کیا اس کے بعد بھی مخلوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی تعریف کا ارادہ رکھتی ہے؟

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و کرم، فضیلت اور اللہ کی مخلوق کے لئے آسانی اور ان پر شفقت کا کوئی احاطہ نہیں، کسی کی فیاضی اور مدد کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اسی کے بارے میں کہا جاتا ہے:

الناس تحتك أقدام و أنت لهم　　رأس فكيف يساوی الرأس و القدم؟

سارے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قدموں کی طرح ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا سر ہیں لہذا سر اور قدم کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اور زبان سے تمام مخلوق پر احسان کیا اور حتی الامکان تمام لوگوں کیساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ فرمایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اللہ تعالی نے اسے امن دیا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا اللہ تعالی نے عطا فرمایا، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مدد طلب کی اللہ تعالی نے اس کی مدد کی، کوئی ذلیل ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے عزت طلب کرے تو اللہ تعالی اسے باعزت بنا دیتا ہے، کوئی ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کا قصد کرے تو اللہ تعالی اس کے دل کو جوڑ دیتے ہیں، کوئی فقیر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے مالداری طلب کرے تو اللہ تعالی اسے مالدار بنا دیتے ہیں اور کوئی مصیبت زدہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مدد طلب کرے تو اللہ تعالی نے اس کی امداد کرتے ہیں، نیز جو شخص کمزور ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے پناہ طلب کرے تو اللہ تعالی اسے قوت عطا فرماتے ہیں۔

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم مدحتوں کو بیان کرو اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریم صفات کو وسیلہ بناؤ، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے:

هو البحر من أیّ النّواحی أتیته　　فلجّته المعروف و الجود ساحله

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا سمندر ہیں کہ تم جس کنارے کی طرف سے بھی آؤ اس کی گہرائی مشہور ہے اور سخاوت اس کا کنارہ ہے۔

فلو لم یکن فی كفّه غیر نفسه　　لجاد بها فلیتّق الله سائله

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف اپنی جان کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو مانگنے والے کو وہی دیدیتے

،لہذا مانگنے والے کو اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے۔

اس عظیم نام کے دوسرے معنی کے اعتبار سے آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ ایسے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف اس طرح مبعوث فرمایا کہ انہیں آپ ﷺ کی ذات سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی، اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کے اکرام اور مرتبے کی خاطر لوگوں کے حق میں تنگی کے بجائے آسانی کا معاملہ فرمایا، لہذا آپ علیہ السلام کی رسالت کو راحت سے تعبیر کیوں نہ کیا جائے؟۔

نبی کریم ﷺ امت کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرماتے، نرمی اور رحمت کی وجہ سے ان پر سختی نہ کرتے، آپ ﷺ جہانوں کے لئے اللہ تعالی کی رحمت ہیں اور رحمت دنیوی اور اخروی منافع جمع کرتی ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی رسالت میں تم پر کوئی مشقت نہیں، آپ ﷺ ایسے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو سہولت کے ساتھ جنت تک پہنچاتا ہے اور یہ جانا پہچانا اور انوارات سے بھرپور راستہ ہے۔

لہذا جس شخص کو علم ہو کہ آپ ﷺ ''رسول الراحۃ'' ہیں اسے چاہیئے کہ آپ ﷺ کی امت پر سختی کے بجائے آسانی اور رحم کا معاملہ کرے، آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: ''آسانی کرو اور تنگی نہ کرو'' اور جو شخص آپ ﷺ کی امت کو مشقت میں ڈالے اس کے خلاف آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بددعا فرمائی کہ اللہ تعالی اسے مشقت میں ڈال دیں۔

فصل

شفاعت کرنے والے محبوب نبی ﷺ کی پیروی کرو اور ان کے احسان کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اس کرم کی مشابہت اختیار کرو جو نبی کریم ﷺ نے تم پر کیا ہے، نیز آپ ﷺ کی اقتدا کرنے والے اور آپ ﷺ کی خوبیوں کو پہچان کر آپ ﷺ کے راستے کو لازم پکڑے والے کامیاب لوگوں کے طریقے پر غور وفکر کرو، وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں جو چمکنے والے ستارے اور بلند و بالا نشانیاں ہیں، ان کا مال اللہ کا مال اور ان کی سیرت رسول اللہ ﷺ کی سیرت تھی، ان کی ہتھیلیاں فقراء کے لئے مال جمع کرتی تھیں اور ان کے دل رب ذوالجلال کا دھیان رکھتے تھے اور اسی کی بارگاہ میں اٹکے ہوئے ہوتے تھے۔

چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پختہ یقین کی وجہ سے اپنا سارا مال اللہ کے راستے میں

خرچ کر دیا، فقراء کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت بھی معروف ہے، زہد میں آپ کا طریقہ کسی پر مخفی نہیں، اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنی مرتبہ خفیہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عطایا کی کتنی بارشیں برسائی ہیں؟

یہ سب صحابہ کرام شرف و کرم میں ایک دوسرے کے مشابہ تھے اور تمام امتوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت حاصل کرنے والے تھے، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تقریبا سو دینار بھیجے اور قاصد سے کہا کہ تھوڑی دیر تک اس کے پاس رک کر دیکھنا کہ وہ اس مال کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں، چنانچہ جب قاصد نے مال ابو عبیدہ کو دیا تو انہوں نے فورا سارا مال ضعیف اور کمزور لوگوں پر خرچ فرما دیا، مصلحت کے مطابق جو خیال کیا کسی کو پانچ اور کسی کو سات درہم عطا فرمائے، قاصد واپس آیا تو پتا چلا کہ حضرت عمر نے اسی مال کے برابر حضرت معاذ بن جبل کے لئے تیار کر لیا ہے، انہوں نے قاصد کو حکم دیا کہ وہ تھوڑی دیر تک معاذ بن جبل کے پاس رک کر دیکھے کہ وہ مال کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی ابو عبیدہ بن جراح کی طرح سارا مال فقراء پر خرچ کر دیا، ایک روایت میں ہے کہ ایک یا دو دینار بچ گئے تو ان کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ ہم بھی غریب ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل نے بچے ہوئے دو درہم بیوی کو دیدیئے، قاصد نے واپس آ کر حضرت عمر کو اطلاع دی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ بے شک وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو کثرت عطا اور جود و کرم کی وجہ سے فیّاض کا نام دیا گیا۔

دنیا صحابہ کرام کے دلوں کے بجائے ہاتھوں میں تھی، اللہ تعالی نے قرآن میں ہمیں بتایا ہے کہ صحابہ کرام کو تجارت اللہ تعالی کے ذکر سے غفلت میں نہ ڈالتی تھی۔

اللہ تعالی نے انہیں باطنی پاکیزگی کے اس عظیم اور بلند مرتبے تک پہنچایا کہ وہ تنگی اور بھوک کے باوجود فقیر اور کمزور لوگوں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے اور مال سے محبت کے باوجود انہیں کھانا کھلاتے، وہ فقراء کو کھانا کھلانے کے کیلئے خود اپنے گھر لے آتے اور یہ کام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی نیت سے کرتے، وہ اللہ تعالی کی مرضی اور اس کی رضا کو طلب کرتے، ان کے پاس دنیا ہوتی تو اسے خرچ کر دیتے، اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا کے ذریعے دوسرے لوگوں کی غمخواری کرتے، اور ایک

امانت دار خزانچی کی طرح تصرف کرتے ہوئے اموال کو فقراء اور مساکین پر خرچ کرتے رہتے، نیز وہ اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے چھوٹے بڑے کے درمیان برابری کا معاملہ فرماتے۔

کتنے بھوکوں کو آپ ﷺ نے کھانا کھلایا اور کتنے کمزور اور ناتواں لوگوں پر آپ نے اپنے اموال کو خرچ فرمایا، حضرت طلحہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت ایک گھر میں داخل ہو کر باہر نکلتے دیکھا۔ طلحہ کہتے ہیں مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں تھی؟ چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ اس گھر میں داخل ہوئے تو ایک نابینا اور اپاہج بوڑھی عورت کو دیکھا، آپ نے اس عورت سے حضرت عمر کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ ہر رات میرے پاس کھانا اور ضرورت کی چیزیں لیکر آتے ہیں اور مجھ سے تکلیفیں دور کرتے ہیں۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اللہ تعالی سے ڈرنے والے ہر اس شخص کے حال پر غور کرو جو مخلوق کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا ہو بیشک یہ اللہ تعالی کا اس پر احسان ہے، رحمت اور خیر دلوں کے جوڑنے میں اور نعمت کا کمال عیوب کے چھپانے میں ہے۔

ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عادت نیک لوگوں کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو حتی الامکان صدقہ اور احسان سے خالی نہیں کرتے اگرچہ وہ روٹی کا ایک ٹکڑا اور لقمہ یا آسانی سے میسر آنے والی تھوڑی ہی چیز کیوں نہ ہو، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک سائل کو کشمش کا ایک دانہ دیا، اس پر ان کی ملامت کی گئی تو فرمایا کہ بے شک اس ایک دانے میں کئی مثقال دانے موجود ہوتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ خاص طور پر اگر کسی نے ایک دن کا روزہ رکھا، مریض کی عیادت کی ، اور جنازے میں شریک ہوا اور حتی الامکان صدقہ کیا تو اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، یہی بات بعض مشہور احادیث میں منقول ہے۔

کسی بزرگ نے لکھا ہے کہ ہر وقت مومن کو خوش کرنے سے اس بات کی امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس کی دلی مراد پوری ہو اور وہ اس پر احسان کا معاملہ فرمائے۔

چنانچہ ایک دن شیخ ابو عبداللہ المقر ی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مسلمان فقیر آدمی حاضر ہوا جس کے بچے زیادہ تھے، شیخ کے مرید نے اس شخص کو ایک طرف بٹھا دیا، شیخ نیند میں تھے، انہوں نے مرید سے کہا کہ دروازے پر کون ہے؟ اسے اندر بلاؤ، چنانچہ وہ آدمی اندر داخل ہوا اور شیخ کو بتایا کہ اس کے بچے

زیادہ ہیں، شیخ نے فرمایا کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا کہ آقا! ایک درہم کی ضرورت ہے جس سے زندگی باقی رہے، شیخ نے فرمایا کہ ایک درہم آنے تک بیٹھے رہو، اس دوران ایک آدمی شیخ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے آقا! میں سو رہا تھا کہ گھبرا کر اٹھا، شیخ نے فرمایا ایسا اس فقیر کی وجہ سے ہوا، لہذا اسے ایک درہم دیدو، اس نے فقیر کو ایک درہم دیا تو فقیر خوشی کے ساتھ ایک درہم لیکر باہر نکل گیا، شیخ نے اسے دوبارہ بلا کر سونے کا ایک دینار دیا، جب وہ اسے لے کر واپس ہوا تو شیخ نے بلا کر سونے کا دوسرا دینار دیا، الغرض شیخ نے اسے پانچ مرتبہ بلا کر پانچ دینار دیئے، اس عمل کا مقصد اس فقیر کو پانچ مرتبہ خوش کرنا تھا، چنانچہ شیخ بھی ہر مرتبہ بہت خوش ہوتے اور اللہ تعالی سے اس کے دل کی اصلاح کی دعا کرتے۔

پھر شیخ نے اپنے ایک مرید کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ چلے جاؤ اور اسے فلاں آدمی کی لکڑی سے ایک ڈھیر مشک دیدو، اور فلاں کوئلے بیچنے والے سے ایک ڈھیر کوئلہ لے کر دیدو، نیز اسے ایک فربہ دنبہ دینے کا بھی حکم دیا۔

اس حکایت پر غور وفکر کرو کہ فقیر آدمی کی تنگدستی اور پریشانی کو دور کر کے اسے کتنا خوش کیا گیا، اسے ہر خوشخبری سے کتنی دلی مسرت حاصل ہوئی اور اللہ تعالی کے ہاں شیخ کو اس عمل پر کتنے ثواب کی امید تھی۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدۃ اختیار کرو اور انہی کے نشان قدم کی پیروی کرو، ان کے بہترین طریقے کی جستجو میں رہو، بیشک ساری کی ساری بھلائی اللہ تعالی کے نیک بندوں کی اتباع اور امت محمدیہ کے دلوں کو جوڑنے اور اللہ تعالی کے خاص بندوں کی پیروی کرنے میں ہے، لہذا ان کی مشابہت اختیار کرو کیونکہ کامیابی انہی کی مشابہت اختیار کرنے میں ہے، جو شخص ان کے دروازے پر کھڑا ہوگا اسے دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل ہوگی، چونکہ ہم ان فضیلتوں سے کوسوں دور ہیں، بزدلی، بخل اور بری عادات ہمارے اندر ہیں، اسی لئے ہم سے کامیاب لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے اور ان سے محبت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اگر ہمارا شماران لوگوں میں نہ ہو تب بھی ہمارے حق میں یہی بہتر ہے کہ ان کی مشابہت اختیار کریں اور ان سے محبت کریں۔

شیخ فقیہ بن برطلہ نے موت کے وقت نزع کی حالت میں کچھ اشعار کہے ہیں، چنانچہ جب ان سے شیخ فقیہ ابو العباس بن فرحون کے والد نے حال دریافت کیا تو جواب میں یوں کہا:

بأربعة أرجو الخلاص وانّها لمن خير مدخور الىّ وأعظم

چار چیزوں کی وجہ سے مجھے اپنی خلاصی کی امید ہے اور یہ چار باتیں میرے پاس بہترین

اور بڑا قیمتی خزانہ ہیں۔

شهادة اخلاص، وحبّي محمدا وحسن ظنوني، ثم أني مسلم

کلمہ اخلاص کی گواہی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، میرا حسنِ ظن اور پھر یہ کہ میں مسلمان ہوں۔

آپ علیہ السلام کے جود و کرم اور خوبیوں کو یوں بھی بیان کیا گیا ہے:

فوجه محمّد شمس وما ل محمد عرس

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سورج اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال طعامِ ولیمہ ہے۔

و كفّاه تجودان بما لا تأمل النفس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی ایسی سخاوت کرتی ہے کہ کوئی نفس جس کی امید نہیں رکھ سکتا۔

فما في جوده منّ وما في بذله حبس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت میں کوئی احسان نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خرچ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

ويشهد لي على ما قلت فيه الجن والانس

جو بات میں نے کہی ہے اس پر میرے سامنے جن وانس گواہی دے رہے ہیں۔

اگر طوالت اور مقصد سے خروج کا ڈر نہ ہوتا تو جود و کریم کے تمام فضائل کو بیان کرتا کہ سخاوت کرنے والے پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالی کی طرف سے کیسی خیر لوٹ کر آتی ہے، اس نام کے تحت ہم نے جو اشارہ کیا ہے وہ کافی ہے، باقی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے اسماء کی مناسبت سے عنقریب ذکر کریں گے، اللہ تعالی شرف و اکرام اور تعظیم و تکریم کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نعمۃ اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''نعمۃ اللہ'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو قرآن میں واضح طور پر آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ} ابراھیم ۲۸

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل ڈالا، اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں لا اتارا۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں علمائے کرام سے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر کو کفر سے تبدیل کر دیا، یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر وقت ان پر جو نعمتیں نازل فرمائی ان پر شکر کے بجائے انہوں نے کفر کیا، بیشک مخلوق پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش ہوتی ہے نعمت کی دو قسمیں ہیں، ایک نعمت عام ہے اور دوسری خاص، تمام موجودات کو جو نعمتیں حاصل ہیں وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے نہیں مل سکتی، بے شک اللہ تعالیٰ چھوٹی بڑی ہر قسم کی نعمتوں کے خالق ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تمہیں جو نعمت بھی حاصل ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، یعنی تمہیں جتنی بھی روحانی اور جسمانی نعمتیں حاصل ہیں ان کا خالق اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مذکورہ آیت میں نعمتوں سے تمام نعمتیں مراد ہیں، ایک قول کے مطابق اس نعمت سے شخصی نعمت مراد ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، لہذا مطلب یہ ہوگا کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کو کفر سے تبدیل کر دیا حالانکہ ان کیلئے اس بات کا علم حاصل کرنا ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ان کیلئے سب سے بڑی اور کامل ترین نعمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی نعمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق سے آسمانوں اور زمین کی مخلوق پر احسان کا معاملہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو سخت عذاب سے ڈراتے، انہیں ایمان سے دور کرنے والی چیزوں سے منع

فرماتے، انہیں شیطان مردود کو دور بھگانے والی باتیں سکھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے ایسے خیر خواہ تھے جتنا وہ خود اپنی جانوں کے خیر خواہ نہ تھے، نیز انہیں خدائے بزرگ و برتر کے قریب کرنے والے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں اللہ تعالی کی طرف سے جو نعمت عطا ہوئی اس کے شکر میں صحابہ کرام ایمان واتباع میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے، وہ اپنی طاقت واستطاعت اور عزم وارادے سے اللہ تعالی کی رضا کی جستجو کرتے رہے اور اس سے مزید احسان کی دعا مانگتے رہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ} ۔ابراھیم ۷

ترجمہ: اگر تم نے واقعی میرا شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو، میرا عذاب بڑا سخت ہے۔''

نیز وہ دنیا کے حالات پر غور وفکر کرتے ہیں کہ وہ کس طرح لوگوں کے ساتھ ہیر پھیر کر کے انہیں زوال کی طرف لے جاتی ہے، اور یہ بھی سوچتے کہ بیشک فاعلِ حقیقی وہی اللہ تعالی ہے جو دنیا کا خالق ہے، عقل کے نزدیک بھی اس منعم کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، لہذا اس دنیا کے حالات میں غور وفکر کر کے عبرت حاصل کرنیکی تاکید کی جاتی ہے۔

نیز انسان اپنی اصل اور پرورش پر غور کرے کہ اللہ تعالی کی قدرت سے اس کی حالت کس طرح تبدیل ہوتی ہے حتی کہ جوانی ڈھل جاتی ہے، بالوں میں سفیدی آجاتی ہے اور بالآخر وہ دوست احباب سے جدا ہو کر مٹی میں مل جاتا ہے، لہذا مسلمان کو قیامت کا دھیان رکھنا چاہئیے۔

اے وہ شخص جس پر اللہ تعالی نے اسلام کی نعمت سے احسان فرمایا ہے اور اس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو مزین کیا ہے اللہ تعالی کا شکر ادا کرو۔

کسی کہنے والے نے اللہ تعالی کی احاطہ کی ہوئی نعمتوں اور اپنی غفلت کا حال ان بہترین الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

ما كنت أحسب أنّ الدهر يسلبني　　　شرخ الشباب، ولا أن يبدل الشعرا

میرا یہ گمان نہیں تھا کہ زمانہ میری ابھرتی ہوئی جوانی کو ختم اور بالوں کو تبدیل نہیں کرے گا۔

أما ترىٰ الشيب قد خطّت أناملہ　　　في مفرقيّ خطوطا تشبہ الزّهرا

کیا تم دیکھتے نہیں کہ بڑھاپے کی انگلیوں نے میرے سر پر ایسے خط کھینچے ہیں جو پھول کے مشابہ ہیں۔

ولاح فوق سواد الشعر أبيضہ　　　كفالق الصّبح بعد الليل اذ سفرا

اور بالوں کی سیاہی کے اوپر سفیدی ظاہر ہوگئی، جیسے رات کے بعد صبح روشن ہوتے ہی پو پھوٹتی ہے۔

يا أيها المتمادي في غوايتہ　　　ماذا أراك بعيد الشيب منتظرا

اے اپنی گمراہی پر اصرار کرنے والے! میں تمہیں دور نہیں دیکھتا بڑھاپا انتظار کرنے والا ہے۔

قدّم لنفسك ما تلقاه في غدها　　　من التّقى قبل أن تستكمل العمرا

اپنی عمر پوری کرنے سے پہلے جان کے لئے وہ تقوی آگے بھیج جو کل تجھے ملے۔

واشكر الٰهك في سر وفي علن　　　واذكر نبيّك هذا خير من ذُكرا

خفیہ اعلانیہ اپنے پروردگار کا شکر کرو اور اپنے نبی کا تذکرہ کیا کرو یہ بہترین ذکر ہے۔

الناصر الحقّ لمّا قلّ ناصره　　　والمظهر العدل في الدّنيا وما ظهرا

وہ حق کی مدد کریں گے جب اس کے مددگار کم ہونگے اور دنیا میں عدل کو ظاہر کریں گے جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔

محمّد خير من سار المطيّ بہ　　　وخير من بشّر المولى بہ البشرا

محمد ﷺ ان سب سے بہتر ہیں جنہیں سواری لے کر چلی ہے اور سب سے بہترین خوشخبری ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو دی ہے۔

مازال صلى عليہ الله مجتهدا　　　يمحو الضّلال ويتلو الوحي والسّورا

اللہ تعالی ہمیشہ اس کوشش کرنے والی ذات پر سلامتی نازل فرمائے جو گمراہی کو مٹا کر وحی اور سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں۔

اللہ تعالی آپ ﷺ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا نام اللہ تعالی نے ''نعمۃ اللہ'' رکھا ہے اسے چاہئیے کہ اس بڑی نعمت اور احسان کا لحاظ کرے، وہ اس بات کا استحضار رکھے کہ آپ ﷺ کے ذکر کی توفیق مل جانا اللہ تعالی کی طرف سے اس پر انعام ہے، اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے، بیشک اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرما کر احسان کا معاملہ فرمایا اور آپ ﷺ کی شان کے مطابق صفات بیان کر کے آپ ﷺ کی مدح فرمائی۔

نبی کریم ﷺ سے قلبی محبت رکھنے والے ہر شخص کو تاکید کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے وقت اس کی یہ حالت ہو کہ وہ آپ ﷺ کی ذات کو احسان اور انعام خیال کرے۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا شکر بھی بجا نہیں لاتا، نیز آپ ﷺ نے سب کو حکم دیا ہے کہ مخلوق میں سے جو بھی تم پر احسان و انعام کا معاملہ کرے اس کا شکریہ ادا کرو، بیشک آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی منعم اور محسن نہیں۔

لہذا اس انعام کے بدلے نبی کریم ﷺ پر ہر وقت کثرت سے درود وسلام پڑھا کرو اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرو کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنایا تا کہ قیامت کے دن کامیابی حاصل ہو، جب ہم مخلوق کے سامنے نفسی نفسی پکار رہے ہونگے اور ہمارے محبوب نبی ہم گنہگاروں اور خطا کاروں پر رحم کھاتے ہوئے امتی امتی کی صدا لگا رہے ہونگے، آپ ﷺ اپنی امت کی لغزشوں کو معاف کرانے کیلئے خوف سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرما ہیں گے۔

اگر اللہ تعالی اپنی عظیم نعمت کے ذریعے ہم پر احسان نہ فرماتے تو ہمارے اعمال کہاں کام آتے؟ وہ نعمت نبی کریم ﷺ کی بعثت ہے، گویا آپ ﷺ کی ذات ہمارے لئے دنیا میں نعمت ہے اور آخرت میں بھی نعمت ہوگی جب لوگوں پر بڑی سخت مصیبت آئے گی اور وہ بڑی حسرت کے ساتھ آنسو بہائیں گے، اس دن کسی کو ماں، باپ، بیٹے اور دوست احباب سمیت کوئی بھی کام نہ آئے گا۔

یدلّ علی الرّحمن مَن یھتدی بہ وینقذمن ھول الخزایاویرشد

آپ ﷺ رحمن کیطرف ان لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں جو رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور انہیں ہولناک رسوائیوں سے بچا کر اصلاح کرتے ہیں۔

امام لھم یھدیھم الحقّ جاھدا معلّم صدق ان یطیعوہ یسعدوا

آپ ﷺ تمام لوگوں کے امام ہیں، کوشش سے حق کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں، آپ ﷺ سچائی کے معلم ہیں، اگر لوگ آپ ﷺ کی اطاعت کرلیں تو انہیں سعادت مل جائے گی۔

عفوّ عن الزّلات یقبل عذرھم وان یحسنوا فاللہ بالخیر أجود

آپ ﷺ لغزشوں کو معاف کرنے والے ہیں اور لوگوں کے عذر کو قبول کرتے ہیں، اگر وہ نیکیاں کریں تو اللہ بھلائی (کا معاملہ) کرنے میں زیادہ سخی ہے۔

وان جاء أمر لا یطیقون حملہ فمن عندہ نفیس ما یتشدّد

اور اگر ایسا معاملہ آجائے لوگ جس کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو آپ ﷺ کے پاس سختی کے بجائے آسانی پیدا ہوجاتی۔

یرغّبھم فی رحمۃ اللہ وسعھم دلیل بہ وجہ الطریقۃ یقصد

آپ ﷺ انہیں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کی طرف راغب کرتے ہیں اور بامقصد اور واضح راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

عزیز علیہ أن یصدّوا عن الھدیٰ حریص علیٰ أن یستقیموا و یھتدوا

اگر وہ ہدایت سے ہٹ جائیں تو آپ ﷺ پر گراں گذرتا ہے، آپ ﷺ لوگوں کے سیدھے اور ہدایت والے راستے پر چلنے پر حریص ہیں۔

علیہ صلاۃ لا انقطاع لوصلھا وأزکی سلام لا یزال یجدّد

آپ ﷺ پر بغیر کسی انقطاع کے مسلسل درود اور پاکیزہ ترین سلام نازل ہو جو ہمیشہ جدید ہوتا رہے۔

اے رسول اللہ سے محبت کرنے والو! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کو مبعوث فرما کر ہم پر انعام فرمایا، ان شاء اللہ آپ ﷺ کے یہ فضائل اور کرامتیں ہمارے لئے ذخیرہ ہونگی اور ان سے دل خوش ہونگے، اللہ تعالیٰ سے ہم ان چیزوں کی امید کرتے ہیں جن سے معاملات آسان ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ کے مصنف سے راضی ہو، وہ فرماتے ہیں:

بشریٰ لنا معشر الاسلام انّ لنا　　　من العنایۃ رکناً غیر منہدم

اے اہل اسلام! ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ بیشک ہم پر مہربانی ہے کہ دین کا ایک رکن بھی غیر محفوظ نہیں ہے۔

لمّا دعا اللہ داعینا لطاعتہ　　　بأکرم الرّسل کنّا أکرم الأمم

جب اللہ تعالی نے ہمیں بلایا تو اپنے معزز رسول کی اطاعت کی طرف بلایا اور ہم معزز ترین امت ہیں۔

اس امت پر اللہ تعالی کی ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اس نے ہمارے نبی ﷺ کا نام نعمۃ اللہ رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادمن قبل اللہ تعالی :أین فلان بن فلان ھلمّ علیٰ العرض الملک الدّیّان. {الیومَ تُجزٰی کلُّ نفسٍ بِما کَسَبَت لاظُلمَ الیومَ انّ اللّہَ سرِیعُ الحِسابِ}۔

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی کی طرف سے منادی اعلان کرے گا کہ فلاں ابن فلاں کہاں ہے؟ جلدی سے دیان بادشاہ کی بارگاہ میں پیش ہوجائے۔آج کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا، یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

(لسان المیزان، میزان الاعتدال، کنز العمال)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب مطلوبہ آدمی اس آواز کو سنے گا تو گھٹنوں کے بل گر پڑے گا اور اس کی آنکھیں چندیا جائیں گی، جب فرشتے اللہ تعالی کے فیصلے کو دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ یہ یہی مطلوب شخص ہے، چنانچہ وہ اسے پکڑ کر کہیں گے، اے اللہ کے بندے! خدا تعالی کے ہاں تیری پیشی ہونے والی ہے، پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں وہ پردوں کو طے کرتا ہوا وحدانیت کے پردے تک جا پہنچے گا اور حجاب پر مقرر کیے ہوئے فرشتے کو سلام کرے گا، وہ کہے گا کہ اے اللہ کے بندے! آپ کا تعلق کس امت سے ہے؟ وہ کہے گا کہ محمد ﷺ کا امتی ہوں، پھر اسے نور میں غوطے لگائے جائیں گے، اور فرشتے اس سے کہیں گے :اے اللہ کے بندے !اللہ تعالی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو دوبارہ انوارت میں غوطہ لگایا جائے گا تو وہ اکیلا باقی رہ جائے گا، پھر اللہ

تعالی اپنی شان کے مطابق اسے پکاریں گے، بیشک اللہ تعالی کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور جاننے والی ذات ہے، چنانچہ وہ رب تعالی کی گفتگو کو سنے گا، اللہ تعالی فرمائے گا کہ اے میرے بندے! میرے قریب ہو جاؤ، میں ہی وہ ذات ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر بندہ جب اللہ تعالی کے قریب ہوگا تو اللہ تعالی اکرام کی خاطر جتنا چاہے گا اسے قریب کرے گا پھر اسے حکم دے گا کہ اے بندے! میرے قریب ہو جا، پس میں ہی وہ ذات ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، چنانچہ بندہ اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق تھوڑا سا اور قریب ہو گا، پھر اللہ تعالی تیسری مرتبہ پکاریں گے اور بندہ خدائے بزرگ و برتر کے خوف سے ایسے کانپے گا جیسا سخت ہوا میں پتہ ہلتا ہے، پھر اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندے پر رحم کا معاملہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنے نفس اور اعضاء کو اطمینان اور سکون سے رکھ، جب اسے قلبی سکون ملے گا تو اللہ تعالی بندے کی گردن کی جانب سے اعمال نامہ نکالیں گے، بیشک اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا}۔

بنیٓ اسرائیل ۱۳،۱۴

ترجمہ: اور ہر شخص (کے عمل) کا انجام ہم نے اس کے اپنے گلے سے چمٹا دیا ہے، اور قیامت کے دن ہم (اس کا) اعمال نامہ ایک تحریر کی شکل میں نکال کر اس کے سامنے کر دین گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) لو پڑھو لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو۔

جب وہ اپنا اعمال نامہ پڑھے گا تو نیکیوں کو ظاہر کرے گا اور برائیوں کو چھپائے گا، اللہ تعالی اس سے گناہوں کو چھپانے کی وجہ پوچھے گا، وہ کہے گا کہ اے پروردگار! یقینا میں نے ان گناہوں کا ارتکاب کیا ہے لیکن آپ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہوئے اور آپ کی رحمت پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا اور بے شک آپ توبہ قبول کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں، اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے: میرے بندے نے سچ کہا کہ میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں، میری عزت اور جلال کی قسم! میں ضرور بالضرور تمہارے گناہوں کو معاف کروں گا اگر چہ وہ پہاڑوں سے بھی زیادہ ہوں، میں یہ مغفرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے کروں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمان کی تمام مخلوقات سے بڑھ کر انعام یافتہ ذات کے اکرام اور تعظیم میں اس بندے کی مغفرت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''نعمۃ اللہ'' رکھا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات جہانوں کے لئے نعمت ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور خاص بندے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو، آپ علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ جب بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم پر دس رحمتیں نازل فرمائے، اس آواز کو پہلے آسمان والے سنتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تجھ پر سو رحمتیں نازل فرمائے، پھر دوسرے آسمان والے سن کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر دو سو رحمتیں نازل فرمائے، پھر تیسرے آسمان والے سن کر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تجھ پر ایک ہزار مرتبہ رحمت نازل فرمائے، پھر چوتھے آسمان والے سنتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تجھ پر دو ہزار مرتبہ رحمت نازل فرمائے، پھر اس آواز کو پانچویں آسمان والے سنتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر چار ہزار مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے، اس کے بعد چھٹے آسمان والے سن کر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر چھ ہزار مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے، اور آخر میں ساتویں آسمان والے سن کر کہتے ہیں اللہ تجھ پر چھ ہزار مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے، پھر آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس بندے نے دل کی خوشی اور قلبی محبت سے میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی اور اپنی بخشش کی خاطر ان پر درود پڑھا لہذا اس کے ثواب کو میرے ذمے چھوڑ دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کا موازنہ کون سی کرامت کر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اس امت کے لئے کتنی بہترین نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''ذکر اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

ذکر اللہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، بعض علماء کے نزدیک یہ قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

{اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ} الرعد ۲۸

ترجمہ: یاد رکھو! کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

کسی کا قول ہے کہ بندے جب اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں کیونکہ جو شخص اللہ تعالی کو یاد کرے اور اسے اللہ تعالی کی عطا کی غالب امید ہو تو اس کا دل مطمئن اور خوف کم ہو جاتا ہے، بیشک کریم ذات نعمت عطا کرنے کے بعد واپس نہیں لیا کرتی اور سخی اپنے احسان کو زائل نہیں کرتا اور احسان ایسے لوگوں پر کرتا ہے جو اس کے محتاج ہوتے ہیں۔

نیز اللہ تعالی کا ذکر کرنے والا جب اس بات کا استحضار کرتا ہے کہ اللہ تعالی قہر غلبے اور جلال والے ہیں اور مخلوق میں اپنی مرضی سے تصرف کرتے ہیں تو اس میں خوف اور ڈر پیدا ہوتا ہے، اور اللہ تعالی کے اس ارشاد کی وجہ سے یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے'' کہ یہ جنت والے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنم والے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ شدت غم کی وجہ سے بہت زیادہ رویا کرتے تھے اور کبھی اتنی دیر تک غمگین رہتے کہ ان کی موت کا اندیشہ ہو جاتا، کسی نے کہا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ کہنے لگے میں نے اللہ تعالی کا یہ فرمان سنا ہے کہ'' یہ جنت والے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنم والے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں'' مجھے ڈر ہے کہ کہیں حسن کا شمار بھی جہنم والوں میں ہو اور اللہ تعالی کو کوئی پرواہ نہ ہو۔

جب لوگ جہنم کا استحضار کریں کہ اللہ تعالی نے اس میں کیسا عذاب تیار کر رکھا ہے تو ان کے خوف میں اضافہ ہوگا، اسی بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ} الانفال ۲

ترجمہ: مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے

ہیں۔

یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل نرم ہوجاتے ہیں اور وہ اپنی نظر میں نیک اعمال کو ہلکا اور اپنی اطاعت اور شکر کو کم سمجھتے ہیں اس کے نتیجے میں ان کا خوف اور زیادہ ہوجاتا ہے، ان دو آیتوں میں مزید کلام کی گنجائش ہے لیکن یہ محدود موضوع اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

ایک قول کے مطابق " الا بذکر الله تطمئن القلوب " کا معنی الا بذکر اللہ للعبد ہے، ذاکر اللہ تعالیٰ ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد کرتا ہے تو بندے کا دل مطمئن ہوجاتا ہے کیونکہ مولیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا اس کی رضامندی پر دلالت کرتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے، مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی ذات سے دلوں کو سکون ملتا ہے، یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کو اپنے تمام بندوں کے دلوں کا سکون بنایا ہے، بیشک بندوں پر دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی وجہ سے رحم کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نام '' ذکر اللہ '' رکھا کیونکہ جو شخص آپ ﷺ کو دیکھے یا آپ ﷺ کے اقوال وافعال، حالات اور اخلاق حمیدہ میں سے کچھ سنے تو اسے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر اس کی تعریف کرتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کا وجود اللہ تعالیٰ کی یاد کا سبب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام '' ذکر اللہ '' رکھا، یقیناً آپ ﷺ کی ذات وصفات سے اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید یاد آتی ہے، آپ ﷺ کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے اقوال اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم دیتے ہیں۔

آپ علیہ السلام، اپنے تمام افعال واحوال، صفات، نیند اور بیداری میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کو متقی لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ اور یاد کرنے والوں کے لئے نشان راہ بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا} ۔الاحزاب ۲۱

ترجمہ: حقیقت یہ کہ تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس

شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اللہ تعالی ہم پر رحم فرمائے اور ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اضافہ فرمائے، اللہ تعالی کے اس ارشاد "واذکروا اللہ کثیرا" پر غور کرو کہ اس نے اپنے ذکر کثیر کو آپ علیہ السلام کے احوال کو جاننے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے واقفیت حاصل کرنے پر موقوف کیا ہے۔

جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اس کے لئے کوشش کرتا ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت اور اسوہ حسنہ ہی سے اس تک پہنچے گا، اسی طرح ذکر کثیر کی نعمت اس شخص کو ملتی ہے جس نے اپنی مراد کو حاصل کیا ہو اور قیامت پر اس کی نظر ہو۔

اللہ تعالی سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال واحوال اور صفات کو یاد دلانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور غفلت اختیار کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اللہ تعالی نے بندوں کو نصیحت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ } الأعلیٰ ۹

ترجمہ: لہذا تم نصیحت کئے جاؤ اگر نصیحت کا فائدہ ہو۔

اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "ذکر اللہ" اس وجہ سے رکھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا و آخرت میں کثرت سے اللہ تعالی کا ذکر کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند اور بیداری ہر حال میں اللہ تعالی کی تعریف فرماتے تھے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے والوں اور تعریف کیے ہوؤں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک دل تھوڑی دیر کے لئے بھی اللہ تعالی سے غافل نہ ہوتا بلکہ ہر وقت اللہ تعالی کی یاد میں لگا رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر ہر وقت انوارات کی بارش برستی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صادق اور امین رکھا ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ذکر اللہ بھی رکھا کیونکہ آپ علیہ السلام ہر حال میں اللہ تعالی کی ذات میں مگن اور اپنے افعال واقوال میں اس کے فرمانبردار اور گناہوں سے معصوم تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "ذکر اللہ" رکھنے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو باکمال خصلتوں سے شرف بخشا، ایسے معجزات اور نشانیوں سے آپ ﷺ کی تائید فرمائی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ خدائے بزرگ و برتر کے محبوب ہیں، آپ ﷺ کے خاص معجزات، خوبیوں اور عجیب و غریب نشانیوں کے بارے میں سن کر سامع کو تعجب ہوتا ہے، اور آپ ﷺ کے عمدہ فضائل کی وجہ سے وہ بلند آواز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کتنے باعزت ہیں؟ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کتنی فضیلت والے ہیں؟ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ مخلوق میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے، ایک صحابی فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت، بہادری، دنیا سے بے رغبتی، اور اللہ کے احکام کی معرفت میں مشہور تھے، ہر دیکھنے والا ان کے علم، زہد اور شجاعت پر تعجب کرتا۔

جب یہ سب کچھ حضرت علی کے بارے کہا گیا ہے جو علم کا دروازہ تھے تو یہ باتیں علم کے شہر کے بارے میں کیوں نہ کہی جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام علوم، فیاضیوں، پاکیزہ افعال اور شجاعت سمیت تما خوبیوں کا جامع بنایا تھا، بے شک آپ ﷺ تمام صفات کے جامع تھے۔

لہذا آپ ﷺ اس بات کے حقدار ہیں کہ جب کوئی آپ ﷺ کی صفات، احوال اور اخلاق حمیدہ کا تذکرہ سنے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کثرت سے بیان کرے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کے مقابلے میں منفرد سرداری عطا فرما کر اپنا دوست بنایا، بے شک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

[اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے، ہم پر آپ ﷺ کی دائمی محبت کا احسان فرما کر زندگی میں آپ ﷺ کی سنت کے اتباع کی توفیق نصیب فرمائے اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک کا دیدار نصیب فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کے دین پر موت عطا فرمائے، ہمارا حشر آپ ﷺ کی جماعت میں فرمائے۔

کسی محبت کرنے والے نے روضہ مبارک پر پہنچ کر یہ اشعار کہے تھے:

ما أبالی وقد وصلت الیه　　　من عیال ترکت حرصا علیه

مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے شوق میں اہل و عیال کو چھوڑ کر آپ ﷺ سے ملاقات کی ہے۔

منذ قرّت بقبر أحمد عینی　　　لا أری قائلا بویح وویه

جب سے احمد ﷺ کی قبر سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں تو میں نے کسی کو افسوس کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

قد حبانی بحبّ أحمد ربّی　　　فله الحمد اذ وصلتُ الیه

احمد ﷺ سے محبت کی وجہ سے میرے رب نے مجھ سے محبت کی جب میں نے ان سے ملاقات کی تو ان کی تعریف کی۔

لا یتمّ الایمان للمرء حتی　　　یؤثر المصطفی علی والدیه

وعلی ماله من أهل ومال　　　وعلی نفسه وناظر تیه

کس شخص کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مصطفی ﷺ کو اپنے والدین، مال واولاد، اپنی جان اور سب نظر آنے والی چیزوں پر ترجیح نہ دے۔

قد بلغت المنی ونلت الأمانی　　　منذ یوم مثلت بین یدیه

یقینا میں اپنی چاہت تک پہنچ گیا اور میں نے آرزوؤں کو حاصل کرلیا جب آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ ''ذکر اللہ'' ہیں اسے چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالی کے ذکر میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے اور ہر گھڑی اور حالت میں آپ ﷺ کے ذکر سے آراستہ ہو، بے شک نیک لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ صبح وشام ذکر کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالی نے ذکر میں ایسے فضائل اور خصوصیات رکھی ہیں جو اس کے علاوہ دوسری نیکیوں میں نہیں۔

ایک خصوصیت یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سمیت تمام بدنی عبادات کی طرح ذکر کسی وقت اور زمانے کے ساتھ خاص نہیں۔

ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جنتی جنت میں بھی ذکر سے لطف اندوز ہونگے، جنت عمل کا گھر نہیں بلکہ انعام واکرام اور تعریف کا گھر ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ذکر کے علاوہ جنت میں ہر عمل ختم ہوجائے گا، بے شک تمہیں سانس کی طرح بغیر تھکاوٹ اور مشقت کے ذکر کی توفیق دی جائے گی۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والو! اللہ تعالی کا دائمی ذکر اور اس ذات کی پیروی کرو اللہ تعالی نے جس کا نام "ذکر اللہ" رکھا ہے شاید تم جنت کی نعمتوں تک پہنچ کر اپنے مولی کے ذکر اور ان عطایا سے لذت حاصل کرو اللہ تعالی نے جن کا تمہیں وارث بنایا ہے۔

بعض علماء اللہ تعالی کے ارشاد "انّ الصّلوۃ تنھی عن الفحشاء والمُنکر ولذِکرُ اللّٰہ اکبر" کے معنی میں فرماتے ہیں کہ نماز میں اللہ تعالی کا ذکر کرنا نماز کے علاوہ ذکر کرنے سے افضل ہے ،کسی عارف کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے نماز میں ذکر کرنے کو جسم میں روح کی طرح قرار دیا ہے کہ ذکر کے بغیر نماز قائم نہیں ہوسکتی ،نماز کی مثال جسم میں سر کی طرح ہے کیونکہ یہ تمام اعمال کی اصل ہے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز چھوڑی گویا کہ اس نے کفر کیا۔

کسی کا قول ہے کہ نماز میں چار ہیئتیں اور چھ اذکار ہیں ،نماز کی ہیئتیں قیام ،قعود ،رکوع اور سجود ہیں ،اور اس کے اذکار تلاوت ،تسبیح ،تحمید ،استغفار ،تکبیر اور درود شریف ہیں ،پس نماز دس قسم کی نیکیوں پر مشتمل ہے ،یہ دس نیکیاں فرشتوں کی دس صفوں پر تقسیم ہوتی ہیں ،ہر صف میں دس ہزار فرشتے ہوتے ہیں ،لہذا بندہ جب دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ اتنی نیکیاں کمالیتا ہے جو اللہ تعالی نے دولاکھ فرشتوں پر تقسیم فرمائی ہیں۔

ذکر اللہ کے بارے میں کثرت سے احادیث اور قرآنی آیات وارد ہوئی ہیں ،علماء نے ذکر کے فضائل پر کتابیں لکھیں ہیں ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"سبق المفردون" قیل :وماالمفردون یارسول اللہ.قال : "الذّاکرون اللہ کثیراوالذاکرات"

ترجمہ :مفرّدون سبقت کر گئے ،صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ مفرّدون کون ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔

(صحیح مسلم ،مسند احمد)

امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا مطلب نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام صبح وشام کی نمازوں کے بعد ،اپنے بستروں پر ،نیند سے بیدار ہوتے وقت اور صبح وشام کو اپنے گھروں میں جاتے وقت اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں

میں شامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالی کا ذکر نہ کرے۔

حضرت عطاء کا قول ہے کہ جو نماز کو اس کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کرے تو اس کا شمار کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں ہوگا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ کے طریق سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے میں تشریف لائے اور سوال کیا کہ تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی ہے، جس کی وجہ سے ہم اس کا ذکر اور حمد وثنا کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے قسم کھا کر کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے تم سے بدگمانی کی بناء پر قسم نہیں لی بلکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر بتایا ہے کہ اللہ تعالی تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں۔

جب مومن کا دل صاف ہو تو وہ اللہ تعالی کے ذکر سے جگمگا اٹھتا ہے اور اس کے ذکر کی وجہ سے دل ماسوا سے خالی ہو جاتا ہے، اور جب ذکر کرنے والے کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں تو اسے اللہ تعالی اس دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے جس دن تمام سائے سمٹ جائیں گے۔

اور صوفی اس وقت تک صوفی اور اللہ تعالی کا ذکر کرنے والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کے نزدیک سونے اور مٹی کی حیثیت برابر نہ ہو جائے۔

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو کھوٹ سے پاک اور فکر سے بھرا ہوا ہو اور تمام انسانوں سے کٹ کر اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو۔

ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام کے ساحل پر ایک عورت کو دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئی ہو؟ وہ کہنے لگی کہ ایسے لوگوں کے پاس سے جن کے پہلو خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں، میں نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگی ایسے لوگوں کے پاس جانے کا ارادہ ہے جن کو اللہ کے ذکر سے ان کی خرید وفروخت غافل نہیں کرتی، میں نے کہا کہ میرے سامنے ان لوگوں کی صفات بیان کرو، چنانچہ وہ شعر پڑھتے ہوئے کہنے لگی:

قوم همومهم بالله قد علقت   فما لهم همم تسموا الى أحد

وہ ایسے لوگ ہیں جن کی توجہ اللہ تعالی کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے اور ان کے ارادے کسی اور کی

طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

فمطلب القوم مولاهم وسيّدهم　　　يا حسن مطلبهم للواحد الصمد

ان لوگوں کی مراد ان کے آقا اور سردار ہیں، اللہ تعالی بے نیاز کی نظروں میں یہ کتنی اچھی مراد ہے؟

ما ان تنازعهم دنيا ولا أرب　　　من المطاعم واللّذات والولد

ولا للبس ثياب لان ملبسها　　　ولا لروح سرور حلّ في البلد

ان سے دنیا کے کھانے، پینے، خواہشات، اولاد، نرم لباس اور آسان زندگی نے کبھی جھگڑا نہیں کیونکہ ان کا لباس (یعنی کفن) شہر میں آچکا تھا۔

الا مسارعة في اثر منزلة　　　قد قارب الخطو منها باعد الأبد

وہ اپنی منزل کے نشانوں پر دوڑ رہے تھے اور ان کے قدم اس منزل کے قریب پہنچ چکے تھے جو بہت زیادہ دور تھی۔

فهم رهائن غدران وأودية　　　وفي الشوامخ تلقاهم مع العدد

یہ لوگ حوضوں اور وادیوں میں رہن رکھے ہوئے ہیں اور پہاڑوں پر بھی آپ انہیں بڑی تعداد میں پائیں گے۔

اللہ تعالی کے ذکر، اس کی فرمانبرداری اور رضا میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والوں کا یہ حال تھا، لہٰذا اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کیلئے اس نام کا انتخاب کتنا عمدہ انتخاب ہے:

خير البريّة طرّا سؤددا وتُقى　　　وأفضل الخلق في الأملاك والبشر

آپ ﷺ تقوی اور سرداری میں ساری مخلوق سے بہتر ہیں، نیز بادشاہوں، انسانوں اور تمام سے افضل ہیں

حاز المكارم طرّا قبل سؤدده　　　وكلّ صالحة تعزى لمفتخر

آپ ﷺ نے اپنی سرداری سے قبل ہی سارے مکارم کو جمع کر لیا تھا اور ہر نیک کام کی نسبت عظیم ذات کی طرف کی جاتی ہے۔

فالعلم والعقل والتقوى سجيّته والعفو والصفح عن ذي الفسق والضرر

علم تقوی گنہگاروں اور نقصان پہنچانے والوں سے عفو و درگذر سے کام لینا آپ ﷺ کی فطرت تھی۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العروۃ الوثقی'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے ''العروۃ الوثقی'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، بعض علمائے محبین اور فقہائے متصوفین کے نزدیک یہ نام قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا} البقرہ ۲۵۶

ترجمہ: اس کے بعد جو شخص طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے گا، اس نے ایک مضبوط کنڈا تھام لیا جس کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں۔

''العروۃ الوثقی'' کی تفسیر میں علمائے کرام سے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد اسلام ہے، یعنی جس نے اسلام کو تھام لیا اور اسی حالت میں موت آئی تو اس کا انجام یقیناً اچھا ہوگا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی ہے، یہ قول بھی پہلے قول کے قریب ہے۔

ایک تیسرے قول کے مطابق یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آجاتا ہے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب، خالص دوست، مخلوق میں سب سے بہتر ہستی اور مخلوق کے وجود کا سبب ہیں۔

اور جس شخص نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو تھام لیا گویا اس نے بڑی قوت حاصل کر لی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا بہترین درخت ہیں جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمانوں پر ہیں، جس شخص کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق بنا اسے ٹوٹنے یا جدا ہونے کا کوئی غم نہیں، مومن کو اس تعلق میں کسی تبدیلی یا ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں، وہ ایسی زنجیر سے مل جاتا جو اسے بلند و بالا اور خوشیوں والی جنت تک پہنچا دیتی ہے، اس مضبوط کڑے کو تھامنے والا عزت کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جاتا ہے اس کی ساری تمنائیں سعادت کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اور وہ پسندیدہ زندگی بسر کرتا ہے۔

اس مبارک نام کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور مرتبے کا اظہار ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''العروۃ الوثقی'' کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ تعظیم کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مضبوط کڑے کے ٹوٹنے

کی نفی فرمائی ہے، نیز اس کو تھامنے والا اللہ تعالی تک پہنچ کر اس سے خیر طلب کرتا ہے۔

هو الحبيب الّذي ترجىٰ شفاعته　　　كلّ هول من الأهوال مقتحم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے محبوب ہیں جن کی شفاعت کی امید ہر قسم کی پریشانی میں مبتلا ہوتے وقت کی جاتی ہے۔

دعا الى الله فالمستمسكون به　　　مستمسكون بحبل غير منفصم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی طرف بلایا ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹنے والے نہ ٹوٹنے والی رسی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

اے مضبوط کڑے کو تھامنے والو اور اللہ تعالی سے اس کی باقی رہنے والی نعمت کو طلب کرنے والو! اللہ تعالی سے پناہ مانگو جس نے اپنے اس ارشاد "طٰه ما انزلنا اليك القرآن لتشقىٰ" سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم کا معاملہ فرمایا۔

خوشخبری ہو اللہ تعالی پر توکل کرنیوالے اور اس مضبوط رسی کو تھامنے والے ہر اس شخص کے لئے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے گہرا تعلق ہو اور اسے اس طرح موت آئے کہ وہ فانی دنیا سے اعراض کرتا ہو اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیزوں کو طلبگار ہو اور اس مضبوط کڑے کا وسیلہ پکڑنے والا ہو۔

جب دین منہدم ہو چکا اور زمین کی پشت پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا تو اللہ تعالی نے حق کے نور اور برہان کو ظاہر فرمایا، اور اس "العروۃ الوثقی" کی روشنی سے مشرکین کی آگ کے شعلوں اور انگاروں کو بجھا دیا۔

رأيتك يا خير البريّة كلّها　　　نشرت كتابا جاء بالحقّ معلما

اے تمام مخلوق سے بہتر ذات! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ایسی کتاب کو کھولا جو حق سکھانے کے لئے آئی ہے۔

تبين لنا فيه الهدى بعد جورنا　　　عن الحقّ لمّا أصبح الحقّ معلما

حق سے دوری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے ایسی بات بیان کرتے ہیں جن میں ہدایت ہے ہمارے لئے ہدایت کو واضح کیا جب حق واضح ہو گیا۔

ونوّرت بالتبيان أمرا ملبّسا　　　وأطفأت بالبرهان نارا تضرما

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشتبہ باتوں کو بیان کے ساتھ منور کر دیا اور دلائل کے ذریعے بھڑکنے والی

آگ کو بجھا دیا۔

أقمت سبیل الحقّ بعد أعوجاجه وکان قد یمار کتنه قد تهدّما

آپ ﷺ نے حق کے راستے کو ٹیڑھے پن کے بعد سیدھا کر دیا جس کا ستون بہت پہلے منہدم ہو چکا تھا۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا نام ایسا مضبوط کڑا رکھا گیا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں اور یہ صفت اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ ان صفات کے شایانِ شان آپ ﷺ سے تعلق رکھے اور اللہ کی اس مضبوط رسی کو تھام لے، دینی اور دنیوی امور میں اپنی مراد تک پہنچنے کے لئے آپ ﷺ کے ذریعے مدد طلب کرے، نیز اللہ تعالی سے آپ ﷺ کے وسیلے سے کشادگی طلب کرے۔

اگر تم پر کوئی پریشانی، غم، مصیبت، ظلم، بیماری، تنگ دستی یا کوئی سختی نازل ہو، یا تم اللہ تعالی سے غافل ہو کر نیکیوں سے دور ہو جاؤ اور کوئی معصیت کر بیٹھو یا نفسانی خواہش کی پیروی میں کوئی ناپسندیدہ اور حرام کام میں مشغول ہو جاؤ یا کوئی ناپسندیدہ و ناجائز کام کر لو تو بہت جلد آپ ﷺ کی ذات کو مضبوطی سے تھام لو، امید ہے کہ اللہ تعالی ہر ناپسندیدہ کام اور گناہوں سے تمہاری حفاظت فرمائیں گے، نیز اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کے ذریعے وسیلہ پکڑو، اس کے نبی اور خاص لوگوں کے ذریعے شفاعت طلب کرو، یقینا جب تم خالص نیت سے وسیلہ بناؤ گے تو تمہیں انتہائی عجیب وغریب باتیں نظر آئیں گی اور تمہارا مشکل ترین معاملہ آسان ہو جائے گا۔

ومن تکن برسول اللہ نصرته ار تلقه الأسد فی آجامها تجم

رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے جس کی کی گئی ہو اگر شیر بھی اپنے جنگل میں اس کا سامنا کریں تو خاموش ہو جائیں۔

ولن تریٰ من ولیّ غیر منتصر به ولا من عدوّ غیر منقصم

تم ہرگز ایسا دوست نہیں دیکھو گے جو غالب نہ آیا ہو اور نہ ایسا دشمن دیکھو گے جو کٹ گیا ہو۔

آپ ﷺ کی سنت کی حفاظت کرنا، راستے کی پیروی کرنا، شریعت کی مدد کرنا اور جو کچھ آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس سے لے کر آئے ہیں اسے مضبوطی سے پکڑنا نیز آپ ﷺ کے امر و نہی

اور خطاب سے واقفیت حاصل کرنا، یہ سب باتیں اس مضبوط کڑے کو تھامنے میں شامل ہیں۔

{وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ} الأنعام ۱۵۳

ترجمہ: اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا اس کے پیچھے چلو، اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔

کسی صحابی کا قول ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک زنجیر ہے جس کا دوسرا سرا جنت سے ملتا ہے، یہ زنجیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور بتایا ہوا راستہ ہے، پس جو شخص اس زنجیر کو تھام لے گا اور اس راستے پر چلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اس راستے سے ہٹ جائے اور اس کے کنارے سے گر جائے تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ زندگی میں بھلائی صرف عالم کی گفتگو اور وعید سننے والے شخص میں ہے، اے لوگو! بے شک تم آرام سکون والے زمانے میں ہو گویا کہ سفر تم پر تیز ہو گیا ہے، اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ دن اور رات ہر نئی چیز کو آزما رہے ہیں، دور کی چیز کو قریب اور وعدہ کی ہوئی چیز (یعنی قیامت) کو تمہارے پاس لا رہے ہیں۔

حضرت مقداد بن اسود نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہدنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آزمائش اور ختم ہونے والا گھر ہے، جب تم پر معاملات مشتبہ ہو جائیں تو قرآن پر عمل کرو کیونکہ وہ ایسا سفارشی اور گواہ ہے جس کی شفاعت اور گواہی قبول کی جائے گی، لہذا جو شخص قرآن مجید کو اپنا امام بنائے گا وہ اسے جنت کی طرف کھینچ کر لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اسے جہنم کی طرف دھکیل کر لے جائے گا، قرآن کریم خیر کے راستوں میں واضح ترین راستہ ہے، جو شخص اس کے مطابق بات کرے گا وہ سچ کہے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اسے ثواب ملے گا اور جو اسکے مطابق فیصلے کرے گا وہ عدل کرے گا۔

(تفسیر قرطبی، کنز العمال، حیاۃ الصحابہ، جلد ۳)

جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آجائے اس کی مدد کیوں نہ ہوگی؟ اور اس پر کیسے ظلم ہو سکتا ہے؟ نیز اللہ تعالی کی رحمت سے وہ شخص کیسے دور ہو سکتا ہے جس کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بھرپور ہو، اولیاء

اللہ کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ نیک اعمال کی پابندی اور آپ ﷺ کی اتباع کا وسیلہ پکڑتے تھے پھر اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے ذریعے شفاعت طلب کیا کرتے تھے۔

شیخ ابو محمد مروزی کے بارے میں حکایت ہے کہ رات کے آخری پہر میں ان کا معمول یہ تھا کہ نماز ،ذکر کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت طلب کرتے، آپ ﷺ پر درود پڑھتے اور اچھی اچھی صفات سے آپ ﷺ کا تذکرہ فرماتے، جب سحری کا وقت ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے بخشش اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت طلب کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے تھے۔

شفیعی الیکم طول شوقی الیکم　　　وکل کریم للشّفیع قبول

اے میری شفاعت کرنے والی ذات! مجھے (آپ کی ملاقت کا) طویل شوق ہے، اور ہر کریم آدمی شفاعت کرنے والے کو قبول ہوتا ہے۔

وعذری الیکم طول شوقی الیکم　　　أسیر مأسور الغرام ذلیل

میرا عذر یہ ہے کہ میں آپ ﷺ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہوں اور آپ ﷺ کی محبت میں گرفتار ہوں۔

فان تقبلوا عذری فأھلا ومرحبا　　　وان لم تجیبوا فالذلیل حـ. ل

پس اگر آپ ﷺ میرے عذر کو قبول کرتے ہیں تو کیا ہی بات ہے، اور اگر قبول نہ کریں تو کمزور پر بوجھ لدا ہوا ہے۔

سأصبر لا عنکم ولکن علیکم　　　لعلّی الیٰ ذاك الجناب وصول

میں صبر کروں گا، آپ ﷺ کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی (جدائی) پر شاید کہ آپ ﷺ کی قربت مل جائے۔

کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے حرم میں پناہ لی ہو یا آپ ﷺ کی چوکھٹ کو پکڑا ہو پھر وہ نامراد ہوا ہو، اور کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہو، کثرت سے آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہو، تنگی میں آپ ﷺ کے ذکر کا عادی ہو پھر وہ تنگی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب نہ دیا ہو۔

ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض

کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے امام شافعی کو اس قول پر کیا بدلہ دیا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

وصلّی اللہ علیٰ محمّد کلّماذ کرہ الذّاکرون . وغفل عن ذکرہ الغافلون

ترجمہ ''محمد ﷺ پر درود نازل ہو جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور غافل لوگ ان کے ذکر سے غافل ہوں'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جوزی عنّی أنّہ لایوقف غداللحساب''۔

ترجمہ: میری طرف سے یہ بدلہ دیا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن اسے حساب کے لئے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کے حالات میں یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کی پناہ میں آیا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوا، اس پر اس پر اتنے لاتعداد واقعات شاہد ہیں جن کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ کے شہسوار ابوقتادہ نے گھوڑا خریدا، وہ مدینہ سے باہر تھے، ایک رات وہ اسے چارے کے طور پر کھجور کی گٹھلیاں ڈالنے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ گھوڑے نے اپنے کان دراز کیے ہوئے تھے، ابوقتادۃ نے اپنی والدہ سے کہا کہ ماں! یہ گھوڑا کسی دوسرے گھوڑے کا احساس دلا رہا ہے، لہذا ہمیں دشمن کی طرف سے کسی دھوکے کا خوف ہے، ماں نے کہا: اے بیٹے! مشرکین کی زمین میں ہمیں کوئی ڈر نہ تھا اب تو اللہ تعالی نے ہم پر احسان فرما کر نبی کریم ﷺ کے پڑوس میں پناہ عطا فرمائی ہے لہذا ہمیں کس چیز کا ڈر ہے؟۔

اللہ تعالی قصیدہ بردہ کے مصنف سے راضی ہو، وہ فرماتے ہیں:

یاأکرم الخلق مالی من ألوذبہ سواك عندحلول الحادث العمم

اے مخلوق میں باعزت ذات! میرے لئے مناسب نہیں کہ میں کثرت سے حادثات نازل ہونے کی وجہ سے آپ کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کی پناہ حاصل کروں۔

ولن یضیق رسول اللہ جاھك بی اذالکریم تجلّی باسم منتقم

اے اللہ کے رسول! میری وجہ سے آپ ﷺ کا مرتبہ ہرگز کم نہیں ہوگا، کیونکہ کریم ذات انتقام سے بلند ہوتی ہے

فانّ من جودك الدنیا وضرتھا ومن علومك علم اللّوح والقلم

بے شک دنیا و آخرت آپ ﷺ کی سخاوت ہے اور لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم میں

سے ہے

چنانچہ ایک رات ابوقتادہ کا معاملہ بھی عجیب تھا، انہوں نے ایسی خلاف عادت باتیں دیکھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں، ابوقتادة نے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کے لئے جہاد کیا اور اللہ کے لئے اپنے نفس کو مشقت میں ڈال دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی سلامتی کی دعا فرمائی اور وہ سلامت رہے، انہوں نے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں اپنے نفس کی کرامت دیکھی ، کسی نے ان کی آنکھوں کے درمیان ایک تیر پھینکا لیکن انہیں اس کا درد محسوس نہیں ہوا کیونکہ جنت کے شوق نے انہیں اپنے نفس سے غافل کر دیا تھا، انہوں نے تیر کو اپنی پیشانی سے ہٹالیا اور مشرکین کا ایک بہادر ان کے پیچھے لگ گیا، ابوقتادہ نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلے کیلئے میرے سامنے آئے ، اس بہادر نے ابوقتادة کو دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالی نے ہم دونوں کو جمع کیا ہے لہذا تم جس طرح چاہو مقابلہ کرو، حضرت ابوقتادہ نے اسے اختیار دیدیا، چنانچہ وہ مشرک اپنے گھوڑے سے نیچے اترا، اسے درخت کے ساتھ باندھ کر تلوار کو لٹکا دیا، ابوقتادہ بھی اپنے گھوڑے سے اترے ، اسے باندھ کر تلوار کو لٹکایا اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے مقابلے کے لئے سامنے آئے، اللہ تعالی سے مدد طلب کی اور اسے بچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے، پھر اسے قتل کرنے کے لئے کوئی ہتھیار اس کے پاس تلاش کیا لیکن نہ ملا، انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ اپنی تلوار لینے کیلئے جائیں تو مشرک اپنی تلوار اٹھالے گا، چنانچہ اس دوران وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے، فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے قریب اللہ تعالی کے دشمن کی تلوار کا احساس ہوا گویا وہ میرے سر کے قریب تھی اور ایسے لگا کہ درخت میرے قریب کر دیا گیا ہے، میں نے اس کی تلوار ہاتھ میں اٹھا کر اس پر وار کیا، وہ مجھ سے کہنے لگا: ابوقتادہ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں جلدی سے جہنم میں اپنی ماں کی طرف چلا جا، اس نے مجھ سے کہا: اے ابوقتادة میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ میں نے کہا ان کا ٹھکانا بھی جہنم ہوگا ، چنانچہ میں نے اس پر وار کر کے اسے قتل کر دیا، اس قصے میں کچھ طوالت ہے جو ہمیں مقصد سے نکال دے گی ، میری مراد بس اتنا اشارہ کرنا تھا کہ جس شخص نے اس مضبوط کڑے کو تھام لیا اللہ تعالی نے اس کے معاملے کو آسان کر دیا اور اسے ایسا امن بخشا کہ اس کے بعد اسے نہ کوئی خوف تھا اور نہ وہ نامراد ہوا۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ، شرف واکرام کا معاملہ فرمائے ایسی سلامتی جس کو ہم دنیا اور آخرت میں ذخیرہ کر سکیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الصراط المستقیم'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

''الصراط المستقیم'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بعض اہل علم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے نزدیک قرآن کریم میں بیان ہوا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} الفاتحة ۵

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ابوالحسن نے ابوالعالیہ اور حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے نیک اہل بیت اور صحابہ کرام مراد ہیں، یہ روایت امام مکی سے بھی منقول ہے، انہوں نے اس پر مزید اضافہ کیا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دو صحابہ ابوبکر وعمر ہیں

ابواللیث نے اللہ تعالی کے ارشاد ''صراط الذين أنعمت عليهم'' میں ابوالعالیہ سے یہی بات نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ بات جب حضرت حسن کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس قول کی تصدیق فرمائی، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جس نے بھی اس آیت میں ''الصراط المستقیم'' کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر قرار دیئے ہیں اس نے عمدہ بات کہی اور اپنے علم کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے ''دین خیر خواہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! خیر خواہی کس کے لئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلم حکمرانوں اور عام لوگوں کے لئے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت بیان کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی حفاظت کرنا، ان کے مرتبے، فضیلت اور خوبیاں بیان کرنا مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سلف صالحین اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کی طرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ سے محبت بھی سکھایا کرتے تھے۔

شعیب بن حرب فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن مغول سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے، کہنے لگے: شیخین کی محبت کو لازم پکڑو، پھر میں نے کہا مجھے کوئی اور وصیت کیجئے: انہوں نے کہا یقینا میں شیخین کی محبت پر اللہ تعالی سے وہ امید کرتا ہوں جو کلمہ توحید پر کرتا ہوں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے فضل و کمال، انصاف، معرفت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی مجھے ابوبکر و عمر پر فضلیت دے گا میں جھوٹے شخص کی طرح اسے کوڑے لگاؤں گا، ان شاء اللہ عنقریب میں ان دونوں حضرات کے فضائل بیان کروں گا تاکہ یہ کتاب ان کی برکت سے خالی نہ رہے، اب ہم اپنے مقصد کی طرف واپس آتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا ہے، یہ لفظ اصل میں ان چیزوں کے بارے میں بولا جاتا ہے جو محسوس و مشاہد ہوں اور انہیں چھوا جا سکتا ہو، جیسے سیدھا راستہ اس وقت کہا جاتا ہے جب اس میں کوئی ٹیڑھا پن اور کجروی نہ ہو اسے طے کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے، پھر استعارے کے طور پر اس کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گیا۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کا کلمہ بلند کرنے کے لئے مبعوث فرمایا، اور ظاہری معجزات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید فرمائی، ان میں قوی ترین معجزہ قرآن کریم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قول و فعل سے جس راستے کی دعوت دیا کرتے تھے وہ ہمیں اس فنا ہونے والی دنیا سے جنت رضوان تک پہنچانے والا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صراط مستقیم کا اطلاق کیا گیا، نیز استعارۃً یہ لفظ ایمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، بیشک ایمان کا راستہ سیدھا ہے اور اس کے دلائل اہل سعادت اور معرفت نے بیان کر دیئے ہیں، اس بات پر اتفاق ہے کہ جہاں کے معبود ایک اللہ جل جلالہ ہیں اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور منتخب رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب عدنان سے ملتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبے اور شان کو کامل طور پر ظاہر کیا گیا ہے جو کسی عاقل پر مخفی نہیں، ہر محبت کرنے والا جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک عجیب و غریب اور بہت بڑا ہے، نیز اس میں اللہ تعالی کی طرف سے انتہائی لطیف مہربانی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین و آسمان کی تمام مخلوق کے مقابلے میں فضیلت بخشی ہے، لہذا جب تم سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر کے اللہ تعالی کی تعریف کرو اور اس سے ہدایت طلب کرو تو یہ بات اپنے ذہن میں رکھو کہ صراط

مستقیم سے اللہ تعالی کے پیارے نبی مراد ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو فرشتے آئے، ایک میرے سر کی طرف اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے میرے بارے میں کہا کہ ان کی مثال بیان کرو، دوسرے نے کہا: ان کی اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنا کر اس میں دستر خوان لگایا اور بلانے والے کو بھیجا، پس جو شخص دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرے وہ گھر میں داخل ہوگا اور جو گھر میں داخل ہوگا وہ دستر خوان سے کھائے گا، جو دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول نہیں کرے گا وہ گھر میں داخل نہیں ہوگا اور جو گھر میں داخل نہیں ہوگا وہ دستر خوان کے کھانے سے محروم رہے گا۔

پس اس گھر کی تخلیق اور تعمیر کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالی ہے، اس گھر سے مراد جنت ہے، دستر خوان سے مراد اس کی عظیم اور بہترین نعمتیں ہیں، وہ داعی جسے اللہ تعالی نے مبعوث کیا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی صراط مستقیم ہیں۔

لہذا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کی تصدیق کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے وہ جنت میں داخل ہو کر اس کے پھل کھائے گا اور اس کی نہروں سے سیراب ہوگا، اس کی حوروں اور محلات سے لطف اندوز ہوگا، اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا انکار کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی اتباع نہ کرے تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں میں داخل نہیں ہوگا، اس لئے کہ جنت تک پہنچانے والا راستہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لانا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ} الأنعام ۱۵۳

ترجمہ: اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ: ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا اس کے پیچھے چلو، اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔

اللہ تعالی نے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ حق کا راستہ ایک ہی ہے اور اس راستے کو تھامنے والی جماعت نجات پائے گی، اس کے علاوہ تمام فرقے اور تمام راستے ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں، اور نجات پانے

والا فرقہ وہ ہے جو نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور ان کی پیروی کرنے والوں کو مضبوطی سے تھام لے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ محمد ﷺ صراط مستقیم ہیں اور جنت کا راستہ آپ ﷺ پر ایمان لانا ہے اور آپ ﷺ کا راستہ آپ ﷺ کی سنت اور شریعت کو تھامنا ہے جو جنت تک پہنچاتا ہے۔

اس معنوی راستے کے لئے حسی راستے کی مثال دی گئی ہے جسے قیامت کے دن عبور کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے، اس راستے کو اللہ تعالی نے تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک بنایا ہے، اللہ تعالی نے اس صراط کو جہنم کے اوپر نصب کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں پر کسی کے لئے کوئی بھاگنے اور پناہ لینے کی جگہ نہ ہوگی، اس صراط کے اوپر چل کر لوگ جنت تک پہنچیں گے، لہذا جو شخص اس دنیا میں صراط مستقیم پر ثابت قدم رہا اللہ تعالی اس کے لئے پل صراط سے گذرنا آسان فرمائیں گے اور وہ اپنی مراد کو پالے گا، اور جو اس دنیا میں صراط مستقیم سے ہٹا اس کے قدم پل صراط پر ڈگمگائیں گے اور وہ جہنم میں گر جائے گا۔

جنت تک پہچانے والے صراط مستقیم کو یاد کرتے ہوئے قیامت کے دن کے پل صراط کو بھی یاد کیا کرو جس دن بہت زیادہ حسرت و افسوس ہوگا، اور اس پل پر ثابت قدم لوگ ہی نجات پائیں گے، ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ پل صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا، تمام انبیائے کرام سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ اسے عبور کروں گا، اس وقت رسولوں کے علاوہ کسی میں بات کرنے کی سکت نہ ہوگی، انبیاء بھی اس وقت یہ صدا لگائیں گے اے اللہ! سلامت رکھنا اے اللہ! سلامت رکھنا۔

جہنم میں سعدان درخت کی طرح کانٹے ہیں، کیا آپ نے سعدان کا درخت دیکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کانٹے سعدان کی طرح ہونگے مگر وہ کتنے بڑے ہونگے یہ اللہ ہی جانتا ہے، لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں اچک لیا جائے گا، بعض اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہونگے، اور بعض لوگ گریں گے پھر نجات پا جائیں گے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جہنم کے پل پر چلیں گے، اس پر کانٹے اور آنکڑے ہونگے جو انہیں دائیں بائیں سے اچک لیں گے، اس کے دونوں جانب فرشتے ان کی سلامتی کی دعائیں کر رہے ہونگے، بعض لوگ بجلی کی چمک کی طرح گذر جائیں گے بعض ہوا کی طرح گذریں گے اور بعض گھوڑے کی طرح دوڑیں گے اور بعض تیز چلیں گے بعض عام چال سے چلیں گے بعض گھٹنوں کے بل چلیں گے اور بعض سرین کے بل گھسٹ کر جائیں گے۔

بہر حال جہنمی ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ زندہ رہیں گے نہ انہیں موت آئے گی، کچھ لوگ اپنے گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے پکڑ میں آئیں گے اور وہ جل کر کوئلہ بن جائیں گے، پھر شفاعت کی اجازت ملے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے جہنم سے باہر نکالے جائیں گے۔

ایک طویل حدیث میں اللہ تعالی کی نظر میں امت محمدیہ کی برکت اور کرامت منقول ہے جسے بعض راویوں نے معراج کے قصے میں بیان کیا ہے (وہ یہ ہے کہ) حضرت جبریل علیہ السلام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اپنی جگہ پر واپس لوٹے اور پھر اوپر آپ علیہ السلام کے مرتبے کی طرف چڑھے تو آپ علیہ السلام نے جبریل سے ارشاد فرمایا کہ اے جبریل! کیا تجھے کسی چیز کی ضرورت ہے؟ جبریل نے عرض کیا جی ہاں اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے سامنے میری درخواست یہ ہے کہ وہ پل صراط پر میرے پروں کو نصب کرے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پل صراط کو عبور کر سکے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم کے احترام میں حضرت جبریل علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا، چنانچہ قیامت کے دن حضرت جبریل علیہ السلام اس امت کے لئے اپنے پروں کو (پل صراط) پر نصب کریں گے بشرطیکہ یہ امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعظیم کرنے والی ہو۔

پل صراط کی ہولناکیاں بہت بڑی ہیں، ابو حامد فرماتے ہیں کہ لوگوں کو دنیا اپنے رب کا دھیان اور خوف نصیب ہو جائے تو وہ پل صراط اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے محفوظ رہیں گے، بے شک اللہ تعالی اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا، جو شخص اس دنیا میں قیامت کی ہولناکی سے ڈرتا رہا اللہ تعالی اسے آخرت کے گھر میں امن عطا فرمائیں گے، پھر فرماتے ہیں کہ خوف سے وہ رقت مراد نہیں جو دلوں میں پیدا ہوتی ہے جیسا کہ آنسو بہاتے وقت عورتوں کو خوف ہوتا ہے یا گیت سنتے وقت دل نرم ہو جاتے ہیں پھر تم جلد ہی اسے بھول کر دوبارہ فرحت و نشاط کی طرف لوٹ آتے ہو، یہ سچا نہیں بلکہ جھوٹا خوف ہے، اسی طرح کا خوف عورتوں کو ہوتا ہے، جو شخص کسی چیز سے حقیقی طور پر ڈرتا ہے وہ کلی طور پر اس سے بھاگتا ہے اور جو صدق دل سے کسی چیز کی امید کرتا ہے وہ خوشی سے اس کے اسباب مانگتا ہے، لہذا پل صراط کی ہولناکیوں سے ایسا خوف ہی نجات دلائے گا جو گناہوں سے روک دے اور گنہگار بندے کو اپنے رب کے قریب کر دے۔

بے وقوف لوگوں کا خوف یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ہولناکی کے بارے میں سنتے ہیں تو اللہ تعالی سے سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ گناہوں پر اصرار کرتے ہیں، روشنی اور تاریکی میں

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں، شیطان ان پر ہنستا ہے اور ان کا مذاق اڑاتا ہے۔

اسی طرح جو شخص پل صراط جہنم اور قیامت کی ہولناکیوں کے بارے میں سن کر کہتا ہے کہ اے پروردگار! آخرت کے گھر میں ہمیں سلامت رکھنا لیکن اس کے باجود وہ گناہوں اور نفسانی خواہشات میں مشغول رہتا ہے، یہ شخص سکون کے گھر سے دور ہے اور دنیا کے دھوکے میں پڑا ہوا ہے، حالانکہ سچے نبی نے بتلا دیا ہے جن کی بات میں کوئی وعدہ خلافی نہیں کہ اس دنیا کے بعد جنت یا جہنم کے علاوہ وہاں کوئی اور گھر نہ ہوگا۔

ابو حامد فرماتے ہیں کہ جب بندہ ان تمام باتوں اور سیدھے راستے پر چلنے سے عاجز ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا حریص ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے دلوں کی رعایت رکھتا ہو اور ان کی دعاؤں سے برکت حاصل کرتا ہو، شاید اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی شفاعت کا کچھ حصہ نصیب ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلامتی نازل ہو۔

میں وہی کہتا ہوں جو شاطبی نے کہا ہے:

لعلّ اله العرش یا اخوتی یقی — جماعتنا کلّ المکارہ ھؤلاء

اے بھائی! شاید کہ عرش الٰہی ہماری جماعت کو ان تمام مصیبتوں سے بچالے۔

ویجعلنا ممّن یکون کتابہ — شفیعا لھم اذما نسوہ فیحملا

اور ہمیں ان لوگوں سے بنائے جن کی کتاب ان کے لئے شفاعت کرے گی جب وہ بھلا دیئے جائیں گے تو وہ انہیں اوپر اٹھائے گی۔

وباللہ حولی واعتصامی قوّتی — ومالی الا سترہ متجمّلا

اور اللہ کے ذریعے مجھے طاقت وقوت حاصل ہے اور مجھے اسی کے پردے نے ڈھانک رکھا ہے۔

فیارب أنت اللہ حسبی وعدّتی — علیك اعتمادی ضارعا متوکّلا

پس اے پروردگار! آپ میرے معبود اور مجھے کافی ہیں عاجزی اور توکل کیساتھ میرا سرمایہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھروسہ ہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''النجم اور النجم الثاقب'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''النجم اور النجم الثاقب'' دونوں آپ علیہ السلام کے مبارک نام ہیں، بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو بیان کیا ہے:

{وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى} النجم ۱تا۴

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے، (اے مکے کے باشندو!) یہ تمہارے ساتھ رہنے والے صاحب نہ راستہ بھولے ہیں، نہ بھٹکے ہیں، اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

{وَالسَّمَاۗءِ وَالطَّارِقِ ۙ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ النَّجْمُ الثَّاقِبُ}۔ الطارق ۱تا۳

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی، اور رات کو آنے والے کی، اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ رات کو آنے والے کیا ہے؟ چمکتا ہوا ستارا!

امام جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہے، معنی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو انوارات کے ساتھ کھول دیا گیا ہے اور وہ اسرار کی معرفت سے روشن ہے، پس اللہ تعالی نے ستارے کی قسم کھائی جس کے ذریعے راستہ کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے، اس قسم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو بیان فرما کر امت کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پیدا کی گئی ہے، اس آیت کی کئی تفاسیر منقول ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد قرآن مجید ہے، اس کے علاوہ بھی کئی تفاسیر ہیں جنہیں ہم نے ترک کر دیا ہے۔

سلمیؒ کا کہنا ہے کہ النجم الثاقب سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان آیات کے ضمن میں فضیلت، شرافت اور بزرگی کا انتہائی اعلی درجہ موجود ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، چنانچہ اللہ تعالی نے اس بات پر قسم کھائی کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت پر ہیں اور خواہشات نفسانی سے پاک ہیں، اور جو کچھ تلاوت کرتے ہیں وہ سچ مچ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی الہی ہے، یہ وحی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل آپ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کی پاکیزگی کا اعلان بھی ہے کہ معراج کی رات آپ ﷺ کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھا گیا، نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے دل، زبان اور اعضاء کی پاکی کا اعلان بھی ہے۔

چنانچہ "ما كذب الفواء ما رأى" سے آپ ﷺ کے دل کا تزکیہ فرمایا، اور "وما ينطق عن الهوى" سے آپ ﷺ کی زبان کا تزکیہ فرمایا، اور "مازاغ البصر وما طغى" سے آپ ﷺ کی آنکھوں کا تزکیہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ سے ہماری محبت میں اضافہ فرمائے، اس خدائی مہربانی پر غور و فکر کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کو کتنا بلند مرتبہ حاصل ہے، اور اس نے آپ ﷺ کو کتنی بڑی خوبیاں عطا فرمائی، آسمانوں پر بلند فرمایا اور آپ ﷺ کو اپنے علوم و اسرار کی قربت عطا فرمائی اور اپنی بادشاہی کے ایسے عجائبات دکھائے جن کا احاطہ کرنے سے عبارتیں اور اشارہ کرنے سے دل و دماغ قاصر ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبے کی وجہ سے آپ ﷺ کا نام "النجم" رکھا، کیونکہ اہل عرب کی عادت یہ تھی کہ وہ ستاروں کو دیکھ کر ان کی تعظیم کیا کرتے تھے، گویا انہیں منع کرتے ہوئے اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ حقیقی تعظیم جس ہستی کی ضروری ہے وہ محمد ﷺ کی ذات ہے کیونکہ ستاروں کی روشنی اور بلندی آپ ﷺ کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو سمندر کے سفر میں راستہ بتانے کے لئے علامت اور نشانی بنایا ہے، لیکن محمد ﷺ نجم کہنے کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ آپ ﷺ نیکی کا راستہ بتانے والے اور جنتوں کی طرف کھینچنے والے ہیں۔

ایک اور اشارہ یہ بھی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قیامت تک سرکش شیاطین سے حفاظت اور ان کو مارنے کے لئے ستاروں کو بنایا ہے، اسی طرح نجمِ محمد ﷺ کے ذریعے ہر وقت اور زمانے میں مومنین کے دلوں کی شیطان سے حفاظت فرمائی ہے۔

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو جس کے ذریعے ہر وقت اور زمانے میں یقین میں اضافہ ہو جائے۔

فمن حبّه فرض علی کلّ مسلم　　　كفرض زكاة المال الخمس والطهر

آپ ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر مال کی زکوۃ پانچ نمازوں اور طہارت کی طرح فرض ہے۔

ومَن نوره أسنی من الشمس بهجة　　　ومَن ذكره في الخلق أذكی من العطر

آپ ﷺ کے نور کی روشنی سورج سے زیادہ ہے اور مخلوق میں آپ ﷺ کا ذکر خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

وأحلی من الماء الزلال علی الظما　　　وأوقع في الأسماع من نغم الوتر

اور پیاس کے وقت بہنے والے پانی سے بھی زیادہ میٹھا ہے، جو وتر کے نغموں سے زیادہ کانوں پر اثر کرتا ہے

وأشهی الی الانسان من رؤية المنیٰ　　　وادراك ما يرجوه من ليلة القدر

نیز آپ ﷺ کی محبت انسان کو اپنا مقصود حاصل کرنے اور لیلۃ القدر کے ثواب سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔

فلله حمد دائم حيث خصّنا　　　بمن هو أبهیٰ في سناه من البدر

اللہ تعالی کی دائمی تعریف ہو کیونکہ اس نے ہمیں اس ذات کی خصوصیت عطا فرمائی ہے جو چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہے۔

عليه صلاة لا انقطاع لوصلها　　　تكون لنا نورا وعونا علی البرّ

آپ ﷺ پر مسلسل ایسا درود ہو جو ہمارے لئے روشنی اور نیکی پر مددگار ثابت ہو۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی پے در پے انوارات، چہرے اور دل کی چمک کی وجہ سے "النجم" رکھا گیا ہے، اور آپ ﷺ کا دل اسرار کا خزانہ اور انوارات کا مسکن تھا، آپ ﷺ کا دل ایک چمکدار ستارہ تھا جس سے شمس وقمر نے روشنی حاصل کی تو اس آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو روشن کرے اور آپ علیہ السلام کی مشابہت اختیار کر کے دل ودماغ کو پاک صاف کرے۔

نیز وہ نفس کی آفتوں سے بچ کر اپنے دل کی حفاظت کرے اور دل کی بیماری کا جلدی سے تدارک کرے، ممکن ہے کہ اسے خدائی انعامات اور عطایا حاصل ہو جائیں جو صرف باطنی صفائی اور خالص نیت سے

ہی حاصل کیے جاسکتے ہیں، صحابہ کرام کا عجیب وغریب خوبیوں کے مالک تھے، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے اوران کے علم کے وراث تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں یہ انوارات دلوں کی صفائی سے ہی حاصل ہوتے ہیں، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا ہے جن کالباس اون کا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام بھوک کی وجہ سے گرتے تو دیہاتی انہیں دیوانہ خیال کیا کرتے تھے۔

ان کالباس اون کا تھا یہاں تک کہ اگر بارش ہوجاتی تو بعض صحابہ کے لباس سے بھیڑ کی بو آنے لگتی تھی، اون کالباس انہوں نے اپنے اختیار سے پہنا ہوا تھا کیونکہ وہ دنیا کی زیب وزینت کو چھوڑ کر ضرورت پوری کرنے اور ستر پوشی پر قناعت کیے ہوئے تھے، ان کے دل آخرت کے معاملے کی طرف مشغول رہتے تھے، وہ نہ تو اپنے نفس کی لذتوں اور راحتوں کے لئے فارغ ہوتے اور نہ دنیا کی چمک دمک کی طرف مائل ہوتے، بلکہ اپنے ایمان کو پختہ کرنے اور اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی روزی کے کفیل تھے، یہ خدائی عطیات پاک صاف دلوں اور روحوں کو نصیب ہوتے ہیں۔

کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ جو شخص دنیا وآخرت میں اللہ کا محبوب بننا چاہتا ہو وہ اصحابِ صُفّہ کی پیروی کرے، ان کی تعداد تقریباً چار سو تھی، وہ اللہ کے لئے جمع ہوئے، اللہ کے دروازے پر کھڑے رہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے رہے، مدینہ میں ان کا گھر اور کنبہ قبیلہ نہ تھا، انہوں نے اللہ کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں ہجرت کی، ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی اور نہ ہی کوئی تجارت تھی جس پر بھروسہ کرتے، بلکہ وہ دن کے وقت لکڑیاں اکٹھی کرتے اور رات کو اپنے رب کی عبادت، تلاوت قرآن اور قیام میں مشغول رہتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی غمخواری کرتے، انہیں تسلی دیتے اور لوگوں کو ان کی دلجوئی پر ابھارتے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہم جماعت کی شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کھجور نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

مابال اقوام يقولون: أحرق بطوننا التمر أما علمتم أن هذا التمر هو

طعام أهل المدينة؟وقدواسونابه .وواسيناكم بماواسونابه ۔
والذی نفس محمدبیدہ منذشهرين لم يرتفع من بيت رسول الله
ﷺ دخان للخبز .وليس لهم الاالأسودان التمر والماء۔

ترجمہ: لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ کہتے ہیں: ''ہمارے پیٹوں کو کھجور نے جلا دیا ہے'' کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ کھجور مدینہ والوں کا کھانا ہے، انہوں نے کھجور کے ساتھ ہماری دلداری کی ہے اور ہم نے بھی تمہاری دلداری اسی چیز سے کی ہے جس کے ساتھ انہوں نے کی ہے، قسم ہے اس ذات کی محمد کی جان جس کے قبضے میں ہے! اللہ کے رسول کے گھر میں دو مہینے سے روٹی پکانے کے لئے دھواں نہیں نکلا، ان کے پاس پانی اور کھجور کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے راستے کو لازم پکڑنے اور اپنی پیروی کرنے کی طرف صحابہ کرام کی رہنمائی فرمائی، انہیں اس دنیا کی مصیبت پر صبر کا حکم دیا کیونکہ یہ تنگیوں اور مصیبتوں کا گھر ہے، چنانچہ دنیا اور اس کی چیزوں کے بارے میں یوں کہا گیا ہے:

والمرء فی سفر وأیّ مسافر　　　لا یعتریه من الطریق غباره؟

آدمی سفر میں ہے اور کون سا مسافر ایسا ہے جسے راستے کا غبار نہیں لگتا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے جان کو تھکانے کی بقدر بلند مرتبے حاصل ہوتے ہیں، دلوں پر فتوحات نازل ہوتی ہیں اور خدائی مہربانیاں ملتی ہیں، ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار میں فرماتے ہیں:

صبرتُ علی بعض الأذی خوف کلّه　　　ودافعتُ عن نفسی لنفسی فعزّتِ

میں نے چھوٹی تکلیفوں پر بڑی تکلیفوں کے خوف کی وجہ سے صبر کیا اور میں نے اپنے نفس کے فائدے کی خاطر اسے گناہوں سے روکے رکھا چنانچہ وہ باعزت بن گیا۔

وجرّعتها المکروه حتّی تدرّبت　　　ولولم أجرّعها الأذی لاشمأزّت

اور میں نے نفس کی ناپسندہ باتوں کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیا یہاں تک کہ وہ (تکلیفیں برداشت کرنے کا) عادی ہو گیا، اگر میں اسے تکلیفوں کے گھونٹ نہ پلاتا تو وہ خوف زدہ ہو جاتا۔

ألا ربّ ذلّ ساق للنفس عزّة　　　ویارب نفس بالتعزّز ذلّت

سنو! بہت ساری ذلتیں نفس کے لئے عزت کا سبب بنتی ہیں اور بہت سارے لوگ عزت کے

ذریعے ذلیل ہوتے ہیں۔

اذا ما مددت الکفّ ألتمس الغنی　　الیٰ غیر مَن قال اسألونی شلّت

جب بھی مالداری طلب کرنے کے لئے میں اللہ تعالی کے غیر کے سامنے ہاتھ دراز کیا تو وہ شل ہو گیا۔

سأصبر جهدی انّ فی الصّبر عزّة　　وأرضی بدنیای وان هی قلّت

میں اپنی تکلیف پر صبر کروں گا، بے شک صبر میں عزت ہے اور میں تھوڑا ہونے کے باوجود دنیا پر راضی ہوں گا۔

یہ اس شخص کا حال تھا جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچان لیا تھا، بے شک دنیا فانی ہے اور جنت باقی رہنے والا گھر ہے، اس کی نعمتیں دائمی اور خوشے قریب ہیں، نبی کریم ﷺ نے دنیا کی حقیقت کو پہچان کر لوگوں کے سامنے اسے واضح فرمایا، ہمیں دنیا سے ڈرایا اور اسکی چمک دمک پر قدرت کے باوجود ہمیں زہد اختیار کرنے کا درس دیا:

وشدّ من سغب أحشاءه وطویٰ　　تحت الحجارة کشحا مترف الأدم

آپ ﷺ نے بھوک سے اپنے پیٹ کو کس لیا اور پتھر کے نیچے اپنی ملائم جلد کو لپیٹ (چھپا) لیا۔

وراودته الجبال الشمّ من ذهب　　عن نفسه فأراها أیّما شمم

اور اونچے سونے کے پہاڑوں نے آپ ﷺ کو ورغلانا چاہا تو آپ نے انہیں بتایا کہ بلندی کیا ہے؟

وکیف تدعو الی الدنیا ضرورة من　　لولاه لم تخرج الدنیا من العدم

اور تم ضرورت کیلئے دنیا کی طرف دعوت کیسے دیتے ہو، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی

محمّد سیّد الکونین والثقلیـ　　ـن والفریقین من عرب ومن عجم

محمد ﷺ دونوں جہانوں اور عرب و عجم میں ہر گروہ کے سردار ہیں۔

اللہ تعالی آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ پر رحمت نازل فرمائے اور شرف و عظمت بخشے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الفجر الساطع'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

بعض علماء کے نزدیک ''الفجر الساطع'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ} الفجر ۱،۲

ترجمہ: قسم ہے فجر کے وقت کی، اور دس راتوں کی۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین کے نزدیک فجر سے معروف فجر مراد ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے سامنے فجر کی قسم کھائی ہے جیسا کہ اس نے صبح کی قسم کھائی ہے لیکن ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فجر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ایمان کے چشمے پھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین بدلہ دے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں فجر کو بھی شمار کیا کیونکہ درحقیقت فجر دن کے اس ابتدائی حصے کو کہتے ہیں جب مشرقی افق پر روشنی نمودار ہو کر پورے جہان پر چھا جاتی ہے، اس کے اصل معنی یہی ہیں۔

پھر استعارہ کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لفظِ فجر کا اطلاق کیا گیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی وجہ سے ایمان کے چشمے دلوں میں پھوٹے، زمین کے بہترین خطوں پر دین اسلام غالب آیا اور دلوں کو سکون مل گیا اور حق نے باطل پر غلبہ پا کر اس سے انتقام لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام فجر رکھنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ وقتِ فجر تمام اوقات سے افضل گھڑی ہے، اس وقت رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مخلوقات میں سب سے افضل، تمام نیکیوں کی اصل اور برکتوں کا محور ہیں، نیز اس میں اشارۃً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی حالت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسنِ سیرت، خوبیوں اور عظمت کا اعلان بھی ہے۔

جس طرح فجر کی گھڑیوں میں صبح روشن ہوتی ہے، مریضوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے دلوں پر راحت چھا جاتی ہے اور غمگین لوگوں کے دل ان اوقات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گھڑی لوگوں کو مصیبتوں سے نجات دلا کر انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ کیا، بندوں

کیلئے دینی اور دنیوی منافع کو سمیٹا اور برائیوں کا خاتمہ فرمایا، اس میں ایک اور اشارہ یہ بھی ہے کہ فجر کی روشنی تاریکی کو دور کر دیتی ہے یہاں تک کہ مشرق اور مغرب میں روشنی چھا جاتی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین وشریعت دنیا کے تمام خطوں پر چھا گیا اور کفر کی ظلمت کو کافروں کے دلوں سے دور کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام فجر رکھنے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ طلوعِ فجر کے ظاہر ہونے سے پہلے کچھ نشانیاں اس کے ظہور پر دلالت کرتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فجر پھوٹنے سے پہلے بھی دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر بہت ساری نشانیاں اور اشارات ظاہر ہوئے، اللہ کے بندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو آنکھوں سے دیکھ کر پہچان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد کرنے والے دشمن ان نشانیوں کو دیکھ کر اندھے بنے رہے۔

ابوجعفر عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے قبیلہ بنی لھب کے ایک آدمی سے نقل کیا ہے جس کا نام لہیب بن مالک تھا وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کی مجلس میں کہانت کا ذکر چلا، میں نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہم وہ پہلی امت ہیں جس نے آسمان کی حفاظت کی ہے اور شہابِ ثاقب کے ذریعے شیاطین کو آسمان کی باتیں سننے سے روکا ہے، قصہ یوں ہے کہ ہم ایک کاہن کے پاس جمع تھے جس کا نام خطر بن مالک تھا، وہ عمر رسیدہ شخص تھا، اس کی عمر دو سو اسی سال تھی اور وہ ہمارے کاہنوں میں سب سے زیادہ صاحبِ علم تھا، ہم نے پوچھا کہ اے خطر! کیا تمہیں ان پھینکے جانے والے ستاروں یعنی شہابِ ثاقب کے بارے میں کوئی علم ہے ہم ان کی وجہ سے گھبرائے ہوئے ہیں اور ہمیں اپنے برے انجام کا خوف ہے، کہنے لگا کہ میرے پاس سحری کے وقت آؤ میں تمہیں ان ستاروں کے نفع و نقصان، امن اور خوف کے بارے میں صحیح بات بتلاؤں گا۔

چنانچہ ہم اس کی مجلس سے واپس ہوئے اور اگلے دن سحری کے وقت ہم اس کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے، وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

ہم نے اسے بلایا تو اس نے ہمیں رکنے کا اشارہ کیا، چنانچہ ہم رک گئے، پھر آسمان سے ایک بڑا ستارہ گرا اور کاہن نے بلند آواز سے کچھ کلمات پڑھے پھر کافی دیر کے بعد کہنے لگا: اے قبیلہ بنی قحطان! میں تمہیں حق بات کی خبر دیتا ہوں، میں کعبہ کے ستونوں، امن والے گھر کی قسم کھاتا ہوں، بے شک سرکش جنات کو رب ذوالجلال نے شہاب ثاقب کے ذریعے آسمانوں کی باتیں سننے سے منع کر دیا ہے اس لئے کہ عظیم

الشان نبی مبعوث ہوئے ہیں، انہیں ہدایت دینے والی اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب قرآن کریم کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا اوران کے ذریعے بتوں کی عبادت باطل قرار دی جائے گی، راوی کہتے ہیں: میں نے کہا اے خطر! تم پر افسوس ہو، بے شک تم ایک بہت بڑے معاملے کو یاد دلا رہے ہو، پس اپنی قوم کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگا:

أری لقومی ما أری لنفسی أن یتبعوا خیر نبیّ الانس

برهانه مثل شعاع الشمس یبعث فی مکّة دار الحمس

بمحکم التنزیل غیر اللّبس

قوم کے بارے میں میری رائے وہی ہے جو مجھے اپنے لئے ہے کہ وہ انسانوں میں سب سے بہتر نبی کی پیروی کریں، آپ ﷺ کی بعثت کی روشن دلیل سورج کی شعاعوں کی طرح ہے، آپ ﷺ کو مکہ (دار الحمس) میں مضبوط قرآن کریم کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

میں نے کہا اے خطر! وہ نبی کن لوگوں میں ہونگے؟ اس نے کہا: زندگی کی قسم! وہ قبیلہ قریش میں سے ہونگے جس میں غصہ کے بجائے حلم ہے اوران کی پیدائش (نسب) میں بھی کوئی فساد نہیں، وہ نبی ایک لشکر کیساتھ ہونگے؟ ہم نے ان سے کہا کہ ہمارے سامنے بیان فرمادیجئے کہ وہ قریش کے کس قبیلے سے ہونگے، وہ کہنے لگا کہ ستونوں والے گھر یعنی (کعبہ) کی قسم! بے شک وہ بنی آدم کی اولاد میں قبیلہ ہاشم کی نسل میں پیدا ہونگے اورانہیں جنگوں کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا اور ہر ظالم کو قتل کیا جائے گا، پھر کہنے لگا، یہی بات ہے جو مجھے جنوں کے سردار نے بتائی ہے، پھراس نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور کہنے لگا، حق ظاہر ہوگیا اور جنات سے آسمان کی خبریں منقطع ہوگئیں، اس کے بعد وہ خاموش ہوا اوراس پر بے ہوشی طاری ہوگئی، تین راتوں کے بعد اسے افاقہ ہوا تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ (میری) نبوت پر بہت ساری چیزیں گواہ ہیں، زمانہ نبوت سے قبل آپ ﷺ کی نبوت پر نشانیوں کے بارے میں متواتر احادیث موجود ہیں، راہبوں، کاہنوں اور پادریوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تھی، اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا اور مقصد سے خروج لازم نہ آتا تو میں کچھ باتیں بیان کرتا جن سے محبت کرنے والے کا دل منور ہوجاتا، پس نبی کریم ﷺ ایسے نور تھے جن کے

ذریعے پہلی اور پچھلی تاریکیاں چھٹ گئیں، آپ ﷺ کے خاندان کو ہمارے دین میں فضیلت کا مقام حاصل ہے اور ان کے ہم پر کچھ واجبی حقوق ہیں، اللہ تعالی آپ ﷺ پر اور آپ کے سارے خاندان والوں پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، اور ہم انہیں اپنی دنیا و آخرت میں اور رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوتے وقت ذخیرہ بنا سکیں۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے راستے کی مشابہت اختیار کریں اور آپ ﷺ کی عجیب وغریب آمد سے سامعین کو لطف اندوز کریں، نیز آپ ﷺ کی عجیب وغریب شان کے ذریعے محبت کرنے والوں کے دلوں کو منوّر کریں تا کہ جب دین اجنبی بن جائے تو اس وقت ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی اور آپ ﷺ کی محبت موجود رہے، امید ہے کہ اللہ تعالی ہمارے ایمان کو باقی رکھ کر احسان کا معاملہ فرمائیں گے اور اسے ہمارے دلوں میں اس وقت تک مزین فرمائیں گے جب ہم اپنے دین اور بدن کی سلامتی کے ساتھ اللہ تعالی سے ملاقات کریں گے۔

یقیناً جب کوئی شخص ان عجیب وغریب معاملات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے دل کو ایمان ویقین کا نور حاصل ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں کثرت سے پوچھا کرتے تھے جسے اللہ تعالی نے کاہنوں کی باتیں سن کر ایمان کی دولت عطا فرمائی ہو، اس لئے کہ اس میں بندوں پر اللہ تعالی کی نعمت اور قدرت کا اظہار ہے، بے شک اللہ تعالی کے حکم کو کوئی لوٹا نہیں سکتا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی کا وہاں سے گذر ہوا، ان سے پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ اس گذرنے والے شخص کو جانتے ہیں؟ حضرت عمر کہنے لگے یہ کون ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ یہ سواد بن قارب ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں خواب دیکھا تھا، راوی کہتے ہیں: عمر بن خطاب نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ وہی سواد بن قارب ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کو خواب میں دیکھا تھا، اس نے کہا جی ہاں، حضرت عمر نے پوچھا کیا آپ اپنی سابقہ کہانت پر باقی ہو؟ راوی کہتا ہے کہ وہ غصے سے کہنے لگا: اے امیر المومنین! اسلام لانے کے بعد کسی نے اس طرح میرا استقبال نہیں کیا، حضرت عمر نے فرمایا: سبحان اللہ! اگر اللہ تعالی کا فضل نہ ہوتا تو ہم جس شرک پر تھے وہ تمہاری کہانت سے زیادہ برا تھا، پس مجھے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے

میں اپنا خواب سنا دیجئے، اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین! ایک رات میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا جب میرے پاس میرا جن آیا، وہ مجھے اپنے پاؤں سے مار کر کہنے لگا کہ اے سواد بن قارب! کھڑے ہو کر میری بات سنو اور سمجھو اگر تم سمجھنا چاہتے ہو کہ بے شک لوی بن غالب سے ایک رسول مبعوث کیے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، پھر شعر پڑھتے ہوئے کہنے لگا:

عجبت للجن وتطلابها　　　وشدّها العیس بأقتابها

مجھے جنوں کے بار بار تلاش کرنے اور اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہے۔

تھوی الیٰ مکّۃ تبغی الھدیٰ　　　ما صادق الجنّ ککذّابها

جو ہدایت کی غرض سے مکہ کی طرف مائل تھے سچے جنات جھوٹوں کی طرح نہیں ہیں۔

فارحل الی الصفوۃ من ھاشم　　　لیس قدا ما ھا کأذباها

پس قبیلہ بنو ہاشم کی طرف کوچ کرو جس کے بعد میں آنے والے پہلوں کی طرح نہیں ہیں۔

سواد کہتے ہیں: میں نے جن سے کہا مجھے سونے دیجئے کیونکہ میں رات کو نہیں سو سکا، جب دوسری رات آئی تو میرے پاس آ کر اپنے پاؤں سے مجھے مار کر کہنے لگا: اے سواد بن قارب! کھڑے ہو کر میری بات سنو اور سمجھو اگر تم سمجھنا چاہتے ہو، لوی بن غالب سے رسول مبعوث کیا گیا ہے جو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے، پھر اس جن نے شعر کہے:

عجبت للجنّ و تخبارها　　　وشدّها العیس بأكوارها

مجھے جنات کی خبروں اور اونٹوں کو ان کے کجاووں کیساتھ باندھنے پر تعجب ہے

تھوی الی مکّۃ تبغی الھدیٰ　　　ما مؤمن الجن ککفّارها

جو ہدایت کی غرض سے مکہ کی طرف مائل تھے ایمان لانے والے جنات کافر جنات کی طرف نہیں ہیں۔

فارحل الیٰ الصّفوۃ من ھاشم　　　ما بین ربوتها وأحجارها

قبیلہ بنو ہاشم کے مخلص دوست کی طرف کوچ کرو جو مکہ کے پہاڑوں والی بلند زمین کے درمیان میں ہیں۔

سواد بن قارب کہتے ہیں، میں نے جن سے کہا مجھے سونے دیجئے۔ چنانچہ میں نے رات اونگھ کر گذاری جب تیسری رات آئی تو اس نے میرے پاس آکر اپنے پاؤں سے مجھے مارا اور وہی بات کہی جو پہلی اور دوسری رات کہی تھی، پھر شعر کہنے لگا:

عجبت للجنّ و تجساسها وشدّها العيس بأحلاسها

مجھے جنات کی پوشیدہ خبروں اور اونٹوں کو ان کے کجاوے کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تهوی الیٰ مكّة تبغی الهدیٰ ما خير الجنّ كأنجاسها

کہ وہ ہدایت کی غرض سے مکہ کی طرف مائل ہیں اچھے جنات ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں

فارحل الیٰ الصفوة من هاشم واسم بعينيك الیٰ راسها

پس بنو ہاشم کے مخلص دوست کی طرف کوچ کرو اور اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے ان کی بلندی پر چڑھ جاؤ۔

سواد ابن قارب کہتے ہیں میں نے اپنی اونٹنی پر کجاوہ کسا اور رسول اللہ کی مجلس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ علیہ السلام کے قریب ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری بات سنیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سناؤ: میں نے شعر کہنا شروع کیے:

أتاني رئيي بين هدء ورقدة ولم يك فيما قد بلوت بكاذب

میرے پاس میرا جن آیا جب میں نیند اور بیداری کے درمیان میں تھا اور میرے تجربے کی بنیاد پر وہ جھوٹا نہیں تھا۔

ثلاث ليال قوله كلّ ليلة أتاك رسول من لؤی بن غالب

وہ تین راتیں آکر ہر رات یہی بات کرتا رہا کہ تمہارے پاس لؤی ابن غالب سے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔

فشمّرت عن ذيل الازار ووسّطت بی الذّعلب الوجناء بين السّباسب

پس میں نے اپنے دامن کو اوپر چڑھا لیا اور مجھے ایک تیز رفتار اور سخت اونٹنی لے کر راستوں کے درمیان چلتی رہی۔

فأشهد أنّ الله لا ربّ غيره وأنّك مأمون على كلّ غائب

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے اور ہر پوشیدہ چیز سے آپ کی حفاظت کی گئی ہے۔

وأنّك أدنى المرسلين وسيلة الى الله يا ابن الأكرمين الأطايب

اے کرم والے اچھے لوگوں کی اولاد! بے شک آپ ﷺ تمام رسولوں کے مقابلے میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلے کے اعتبار سے قریب ہیں۔

فمرنا بما يأتيك يا خير مرسل وان كان فيما جاء شيب الذّوائب

اے بہترین رسول! ہمیں ان باتوں کا حکم دیں جو آپ ﷺ کے پاس آئی ہیں۔

فكن لي شفيعا يوم لا ذو شفاعة سواك بمغن عن سواد بن قارب

پس اس دن میری سفارشی بن جائیے جس دن آپ ﷺ کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا جو سواد ابن قارب کو مالدار بنا دے۔

راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اس شخص کے ایمان کی وجہ سے اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار ان کے چہروں پر نظر آرہے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہو کر اس سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ میری خواہش تھی کہ میں یہ بات آپ سے براہ راست سنوں، کیا تمہارا جن آج بھی تمہارے پاس آتا ہے؟ سواد نے کہا جب سے میں ایمان لایا اور قرآن کی تلاوت شروع کی اس وقت سے نہیں آیا، اللہ تعالی نے اس کے بدلے مجھے قرآن کریم کی صورت میں اچھا بدلہ عطا فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن ہم قریش کے محلہ آل ذریح میں تھے ان لوگوں نے ایک بچھڑا ذبح کیا ہوا تھا، قصائی اس کا گوشت بنا رہا تھا، ہم نے بچھڑے کے پیٹ سے ایک آواز سنی، لیکن ہمیں کوئی چیز نظر نہ آئی، دین کے غلبہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوشش کیا کرتے تھے، وہ اس بات پر حریص تھے کہ ایمان لوگوں کے دلوں میں داخل ہو جائے، اللہ تعالی ان سے محبت کے صدقے ہمیں نفع عطا فرمائے اور ان کی جماعت میں ہمارا حشر فرمائے۔

باب

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''خلیل الرحمن اور خلیل اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے خلیل الرحمن اور خلیل اللہ آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں جو مشہور احادیث میں وارد ہوئے ہیں، حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں رب کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا''

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ بے شک تمہارے ساتھی (یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رحمن کے خلیل ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''وقد اتّخذ الله صاحبكم خليلا''۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے دوست کو خلیل بنالیا ہے''۔ (مسند احمد)

خلّہ کے بارے میں علماء سے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول کے مطابق اس کا معنی انقطاع یعنی ختم ہونا ہے، لہٰذا ''فلاں میرا خلیل ہے'' اس قول کا معنی یہ ہے کہ وہ میرا خصوصی دوست ہے اور اس کی محبت میں کوئی خرابی نہیں۔

ایک قول کے مطابق خلیل اللہ سے مراد وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عنایات اور مہربانیاں نازل ہوتی ہوں، ایک قول یہ ہے کہ خلّہ کا معنی ''منتخب کرنا ہے''۔

ایک اور قول کے مطابق خلہ اصل میں حاجت یعنی فقر کو کہتے ہیں اور فقیر کو محتاج اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ کسی سے اپنی حاجت پوری کرتا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ خلّہ اس خالص اور باکمال محبت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے دوسرے کے رازوں سے واقفیت حاصل ہو جائے، ایک قول کے مطابق ''الخلّة فی القلب'' دل کی ایسی صفائی کو کہتے ہیں کہ ہر حال میں تمام حرکات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے صادر ہوں، اہل عرب نے یہ اشعار کہے ہیں:

قد تخللت مسلك الرّوح منّي   ولذا سمّي الخليل خليلا

تو روح کے راستے سے میرے جسم میں گھس گیا ہے اسی لئے خلیل کو خلیل کہتے ہیں۔

فاذا ما نطقت کنت حدیثی   واذا ما سکت کنت الغلیلا

جب بھی میں بولتا ہوں تو تم ہی میری گفتگو ہوتے ہو اور جب میں خاموش ہوتا ہوں تو تم میری پیاس بن جاتے ہو۔

خلہ کے بارے میں اس کے علاوہ بھی کئی اقوال ہیں جو سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خلہ کا اطلاق نبی کریم ﷺ پر ہوا ہے، لہٰذا آپ ﷺ رحمن کے خلیل ہیں، خلّہ کا لفظ ان تمام معانی پر پوری طرح دلالت کرتا ہے، لیکن اگر اس کی تفسیر ''اللہ تعالی کے لئے نفس کو خالص کرنا'' ہو تو یہ معنی اللہ تعالی کے انبیاء کے حق میں یقینی طور پر معلوم ہے کیونکہ وہ سب ہر حال میں اللہ تعالی کے لئے اپنے آپ کو خالص کرنے والے تھے، خاص طور پر نبی کریم ﷺ اپنی نینداور بیداری میں ہر وقت اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسو رہتے تھے۔

تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالی کی خاص مہربانیاں نازل ہوئیں، آپ ﷺ اپنی خالص اور باکمال محبت، بہترین سیرت اور دل کی صفائی کے ساتھ ہر وقت اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہتے تھے، آپ کی خوبیوں کی اس سے اچھی تعبیر نہیں ہو سکتی جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی ہے کہ '' آپ ﷺ کے اخلاق قرآن ہے، آپ ﷺ قرآن کی رضامندی پر راضی اور اس کی ناراضگی پر ناراض ہوتے تھے۔

لہٰذا آپ ﷺ اس معنی میں خلیل اللہ ہیں کہ ساری دنیا سے کٹ کر خالص اللہ کی بارگاہ میں یکسو رہتے تھے، اسباب اور وسیلوں کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی ضرورتوں کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش فرماتے، ہر وقت آپ ﷺ کا دل مسبب الاسباب کی بارگاہ میں اٹکا ہوتا تھا، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو بہت زیادہ خصوصیات عطا فرمائی اور اپنی مہربانیوں کو آپ ﷺ پر ظاہر فرمایا، تمام لوگوں سے منتخب فرما کر آپ ﷺ کو اپنا خلیل بنایا، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ اللہ تعالی سے محبت تھی، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اپنا خاص بندہ بنایا تھا، اسی لئے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ '' اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا'' یعنی میرے دل میں اللہ کے علاوہ کسی کے لئے کوئی جگہ نہیں اور اس میں خالق کے علاوہ کوئی نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ وہی نعمتیں عطا کرنے والا اور کرم فرمانے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام بھی خلیل اللہ رکھا گیا تھا کیونکہ وہ تمام امور میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسو تھے، جب انہیں منجنیق میں ڈال کر آگ میں پھینکا جانے لگا تو جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض

کیا: کیا آپ کو مدد کی ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا کہ آپ کی مدد کی ضرورت نہیں البتہ اگر رب کی طرف سے آئے ہوتو ضرورت ہے، جبریل نے کہا پھر آپ اپنے رب سے مانگیئے، حضرت ابراہیم کہنے لگے :اللہ تعالی میرے حال کو خوب جانتے ہیں لہذا مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوستی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں پختہ ہوگئی تھی، اللہ تعالی نے منتخب فرما کران کے باطن کو اپنی ذات کے لئے خاص کرلیا تھا، اسی لئے وہ اللہ تعالی کو چھوڑ کر دیگر اسباب اوروسیلوں کے پیچھے نہ پڑے، حضرت ابراہیم دوستی کی خصوصیت میں نبی کریم ﷺ کے شریک ہیں، اگر چہ اللہ تعالی کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی دوستی بلند رتبہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے یہ بات اس وقت سن لی تھی جب آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں نور کی شکل میں تھے، لہذا حضرت ابراہیم کی دوستی اس نور کی وجہ سے تھی جسے اللہ تعالی نے ان میں منتقل کیا تھا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میں نے حضرت جبریل کی آواز سنی تو اللہ تعالی نے مجھے قوت گویائی عطا فرمائی، میں نے جبریل سے کہا، اے جبریل! اللہ تعالی تمہیں ابراہیم کی طرف سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اگر اللہ تعالی نے مجھے نبی بنا کر بھیجا تو میں تمہیں اپنے پروردگار کے پاس بدلہ دوں گا، آپ ﷺ فرماتے ہیں جب اللہ تعالی نے مجھے مبعوث فرما کر معراج کی رات سیر کرائی اور میں سات آسمانوں کو عبور کر کے ملأ اعلی تک جا پہنچا، وہاں سے جبریل نے واپس آنے کا ارادہ کیا تو میں نے پوچھا: اے جبریل! کیا یہاں پر دوست اپنے دوست کو چھوڑ دیتا ہے؟ جبریل نے کہا اے محمد! آپ کے سامنے نور کا ایک حجاب ہے، میں اسے عبور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، پھر مجھے جبریل اور حضرت ابراہیم کی بات یاد آ گئی، میں نے جبریل سے کہا: کیا تمہیں پروردگار کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں اے محمد! مجھے رب کے ہاں حاجت یہ ہے کہ قیامت کے دن جب پل صراط نصب کیا جائے تو اللہ تعالی مجھے حکم دے کہ میں اس پر اپنے پروں کو نصب کروں تا کہ آپ کی امت اس پر سے گذرے، یہ سب آپ ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ہوگا، یہ واقعہ بہت طویل ہے لیکن ہم نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اے محبت کرنے والے! نبی کریم ﷺ کی دوستی کے مقام کو یاد کرو تا کہ آپ ﷺ کی محبت

تمہارے دل میں پیوست ہو جائے اور تمہارے دل و دماغ کی گہرائی میں ایمان کی تازگی اتر جائے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی خلیل اللہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسو رہتے تھے، اس کے مطیع اور اسی پر بھروسہ کرنے والے تھے، اس کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے او مصیبت پر صبر کرنے والے تھے، ہر وقت اور ہر جگہ اپنے تمام اقوال وافعال میں اللہ تعالی کی رضا اور محبت کی انتہا تک پہنچنے والے تھے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطاعت کی روح عطا فرمائی اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کی حفاظت فرمائی جس شخص کو یہ سب باتیں معلوم ہوں اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اپنے تمام امور اللہ تعالی کے سپرد کر دے۔

شیخ ولی اللہ بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے مومن! امتحان کے وقت خود کو اللہ تعالی کے سپرد کر دو، اللہ تعالی تمہاری مشکل کو آسانی اور خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا، شیطان جب تجھے امتحان میں ڈالے اور کائنات تجھ سے کہنے لگے کہ کیا تجھے مدد کی ضرورت ہے؟ تو وہی جواب دو جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دیا تھا کہ اگر مدد تمہاری طرف سے ہے تو ضرورت نہیں اور اگر رب تعالی کی طرف سے ہو تو کیوں نہیں ؟اور اگر وہ کہے کہ اللہ تعالی سے مانگو تو اسے بتادو کہ اس کا میری حالت کو جاننا میرے سوال کے مقابلے میں کافی ہے، بیشک اللہ تعالی دنیا کی آگ کو تم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادے گا اور اپنی طرف سے انعام و اکرام فرمائے گا، بیشک اللہ تعالی نے انبیاء اور رسولوں کے ذریعے ہدایت کے راستوں کو کھول دیا ہے تاکہ مومن بندے ان کی اتباع اور پیروی کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ} یوسف ۱۰۸

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: "یہ میرا راستہ ہے، میں پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی۔

اے محبت کرنے والو! اللہ تعالی ہمارے دل میں اس نور کی محبت کو دگنا کر دے جس کی روشنی چمک کر پورے عالم میں پھیل گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کے ماسوا سے دل کو پاک کر لیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ تعالی سے چمٹے رہتے تھے لہذا اس بات کے حق دار تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلیل اللہ کہا جائے، لہذا تم بھی اللہ تعالی

پر بھروسہ کرو

اور اسباب کے استعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''اے اللہ آپ سفر کے ساتھی اور اہل وعیال میں میرے نائب ہیں'' اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سفر کی حالت میں بندے کا دل اللہ تعالی سے چمٹا رہے کیونکہ وہی اس کا اور اس کے گھر والوں کا نگران ہے۔

انّ الذی وجّهت وجهی له ‏ ‏ ‏ ‏ هو الّذی خلّفتُ فی أهلی

بے شک وہ ذات جس کی طرف میں متوجہ ہوا ہوں اور اسے میں نے اہل وعیال میں اپنا نائب بنایا ہے۔

لم تخف عنه حالتی ساعة ‏ ‏ ‏ ‏ وفضله أوسع من فضلی

میری حالت ایک گھڑی بھی اس پر مخفی نہیں اور اس کا فضل میرے فضل سے زیادہ وسیع ہے۔

اگر تم صرف اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے جائز وسیلوں کو استعمال کرو تو صرف یہ اعتقاد رکھو کہ وسیلے اللہ تعالی کی طرف سے بندوں کو رزق جاری کرنے کی نشانیاں ہیں، اگر اللہ تعالی چاہتے تو بغیر کسب اور طلب کے ہمیں رزق دیدیتے لیکن یہ بات ازل سے اللہ تعالی کے علم وارادے میں تھی کہ دنیا تھکاوٹ، محنت اور تنگدستی کا گھر ہے، چنانچہ اس کے علم وارادے اور حکمت وقدرت سے تمام چیزیں وجود میں آئیں، بے شک ظاہری اسباب کو اختیار کرنا دل سے اللہ تعالی پر توکل کے منافی نہیں، لہذا تدبیر کرنے والی ذات کے سامنے تدبیروں کو ختم کرنا اور اس کے فیصلے پر راضی رہنا ضروری ہے۔

وہ فقیر جو اللہ کے نبی کی اتباع کرنے والا ہو اس کا دل ہر معاملے میں اللہ تعالی سے چمٹ جاتا ہے، وہ رزق کی تلاش میں مخلوق کے سامنے ذلت اختیار کرنے کے بجائے بلند ہمتی سے کام لیتا ہے۔

کسی عارف کا قول ہے کہ فقراء کے لئے یہ بری بات ہے کہ وہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کریں اور دنیا والوں کے سامنے دوڑ دھوپ کریں، ان کے دروازوں پر کھڑے ہو کر خود کو تھکا دیں اور ان کے سامنے اپنی حاجتیں لے کر جائیں، تمہیں ایسے لوگ نظر آئیں گے جو دلہن کی طرح سج کر رہتے ہیں، اپنی ظاہری اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن باطنی اصلاح سے غافل ہوتے ہیں۔

ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ یعلم أنّنی ذو ھمّۃ　　　تأبی الدّنایا عفّۃ و تظرّفا

اللہ تعالی جانتے ہیں کہ میں وہ باہمت شخص ہوں جو پاکدامنی اور مروّت کیوجہ سے گھٹیا کاموں سے انکار کرتا ہے۔

لم لا أصون عن الوریٰ دیباجتی　　　و أریھم عزّ الملوك وأشرفا

میں مخلوق سے اپنے چہرے کی حفاظت کیوں نہ کروں اور انہیں بادشاہوں کی بلندی کیوں نہ دکھاؤں۔

أریھم أنّی الفقیر الیھم　　　و جمیعھم لا یستطیع تصرّفا

کیا میں انہیں یہ دکھاؤں کہ میں ان کا محتاج ہوں حالانکہ وہ سب کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

أم کیف أسأل رزقه من غیرہ　　　ھذا لعمری ان فعلتُ ھو الجفا

بھلا میں رزق کو اللہ تعالی کے غیر سے کیسے مانگوں؟ میری عمر کی قسم! اگر میں ایسا کروں گا تو ظلم ہوگا۔

شکویٰ الضّعیف الیٰ ضعیف مثله　　　عجز أقام بحاملیه علیٰ شفا

کمزور آدمی کا اپنے جیسے کمزور سے شکایت کرنا ایسی عاجزی ہے جس نے دونوں کو کنارے پر کھڑا کر دیا ہے۔

فاسترزق اللہ الّذی احسانه　　　عمّ البریّۃ منّۃ و تلطّفا

پس اس اللہ سے رزق طلب کرو جس کا احسان اور لطف و کرم تمام مخلوقات پر عام ہے۔

یہ ان لوگوں کا راستہ تھا اللہ تعالی ان سے راضی ہو کر ہمیں ان سے محبت کرنے والوں اور ان کی اتباع کرنے والوں میں شامل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''حبیب اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

حبیب اللہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو صحیح اور مشہور احادیث میں آیا ہے، ایک صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں کو سن رہے تھے، کسی نے کہا عجیب بات ہے کہ اللہ تعالی نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) اپنا خلیل بنایا ہے، دوسرے آدمی نے حضرت موسی علیہ السلام کے کلیم اللہ ہونے پر تعجب کیا، ایک تیسرے شخص نے کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، ایک اور شخص نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم کو منتخب فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر نکل کر سلام کیا اور پھر ارشاد فرمایا:

سمعت کلامکم وعجبکم ''أنّ اللہ اتخذ ابراھیم خلیلا وھو کذلک وموسیٰ نجیّ اللہ، وھو کذلک ۔ وعیسیٰ روح اللہ ۔ وھو کذلک وآدم اصطفاہ اللہ وھو کذلک ۔ ألا وأنا حبیب اللہ ولا فخر ۔ وحامل لواء الحمد یوم القیٰمۃ ۔ وأنا أوّل شافع وأوّل مشفّع ولا فخر ۔ وأنا أوّل من یحرّک حلقۃ الجنّۃ ۔ فیفتح اللہ لی ۔ ومعی فقراء امسلمین ولا فخر ۔ وأنا أکرم الأوّلین والآخرین ولا فخر۔

ترجمہ: میں نے تمہاری تعجب والی بات سنی کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت موسی کو رازدار بنایا اور ایسا ہی ہے، اور عیسی کو روح اللہ بنایا اور وہ بھی ایسے تھے اور حضرت آدم کو چن لیا تو وہ بھی ایسے تھے، خبردار! میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں، اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں، اور میں سب سے پہلے جنت کے حلقے کو حرکت دوں گا پھر اللہ تعالی اسے میرے لیے کھولیں گے اور میرے ساتھ مسلمان فقراء ہونگے اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں میں اولین اور آخرین میں سب سے بڑھ کر کرم والا ہوں

اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں ہے۔(ترمذی)

جب نبی کریم ﷺ نے انبیاء کے بارے میں صحابہ کرام کی گفتگو سنی تو ان کی تصدیق فرمائی اور انہیں بتایا کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں یہ فضیلت بیان فرمائی ہے:

{تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ} البقرۃ ۲۵۳

ترجمہ: یہ پیغمبر جو ہم نے (مخلوق کی اصلاح کے لئے) بھیجے ہیں، ان کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے، ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا، اور ان میں سے بعض کو اس نے بدر جہا بلندی عطا کی۔

بہر حال نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ہیں فضیلت عطا فرماتے ہیں، اس کا فضل و کرم بے انتہا ہے، تمام انبیاء اور رسولوں کو دوسرے لوگوں پر دنیا و آخرت میں فضیلت اور اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے جو نبی تمہارے درمیان موجود ہیں انہیں ایسی خاص فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جن سے دنیا اور آخرت میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونگی اور تمہارا جی خوش ہوگا اور تمہیں شرح صدر نصیب ہوگا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احسان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور آپ ﷺ کو یہ نعمت ہی کافی ہے کیونکہ اس نسبت میں آپ ﷺ کی اتنی تعظیم ہے کہ عقل جس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے، اس نسبت کی حقیقت کو الفاظ میں تعبیر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جب یوں کہا جائے کہ فلاں بادشاہ کا دوست ہے تو اس بڑی نسبت کی وجہ سے سامع کے دل میں اس کی فضیلت مضبوط ہو جاتی ہے۔

لہذا نبی کریم ﷺ کی شان کتنی عظیم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف آپ ﷺ کی نسبت کی گئی جو عطا کرتا ہے اور محروم کرتا ہے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے اور مرتبے کو چھین لیتا ہے، جس نے سارے عالم کو بغیر کسی نفشے کے بنایا اور ہر دن اس کی نئی شان ہوتی ہے، وہ نفع و نقصان کا مالک ہے، جسے چاہتا ہے خصوصیت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت و ذلت عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف یہ نسبت آپ ﷺ کے بلند مرتبے، کمال اور بڑی شان پر دلالت کرتی ہے، اگر چہ اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے اپنے تمام انبیاء اور اولیاء سے محبت کرتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ان

پرانعام فرمائیں گے لیکن نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالی کا انعام سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ ساری کائنات کو آپ ﷺ کی وجہ سے بنایا اور آپ ﷺ کو اپنے حبیب ہونے کی خصوصیت عطا فرمائی، اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی تمام مخلوق میں آپ ﷺ کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، آپ ﷺ اولین اور آخرین میں سب سے بڑھ کر باعزت ہیں۔

اللہ تعالی کے حق میں محبت کا معنی کسی چیز کی طرف مائل ہونا نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات وصفات میں ہماری طرح نہیں، اس کے حق میں محبت کا معنی بندے کو توفیق عطا کرنا اور اس پر خصوصی احسان کا معاملہ کرنا ہے، لہٰذا اللہ تعالی کا نبی کریم ﷺ سے محبت کی نسبت کرنا آپ ﷺ پر کامل انعام واکرام اور عزت وشرف سے کنایہ ہے۔

اللہ تعالی کا اپنے نبی سے محبت کرنا دراصل آپ ﷺ کو سعادت، عصمت اور اپنی تایید کی توفیق عطا کرنا ہے اور آپ ﷺ کو قرب کے اسباب مہیا کرنا اور اپنے انعامات اور معارف عطا کرنا ہے جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل پر ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا، اللہ تعالی آپ ﷺ اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر درود وسلام نازل فرمائے جب تک سورج طلوع ہوتا رہے اور چاند چمکتا رہے، اگرچہ یہ محبت تمام انبیاء اور رسولوں کو حاصل تھی لیکن زمین آسمان کی مخلوق میں محبت کا سب سے زیادہ حصہ آپ ﷺ کو ملا۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں بڑی عمدہ بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

فاق النّبیّین فی خلق وفی خلق ولم یدنوہ فی علم ولا کرم

آپ ﷺ سیرت صورت میں تمام انبیاء پر فائق ہیں اور کوئی علم وکرم میں آپ ﷺ کے قریب تک نہیں پہنچا

وکلّھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر أو رشفا من الدیم

تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کے علم کے سمندر سے چلو بھرنے والے اور آپ ﷺ کی بارش سے سیراب ہونے والے ہیں۔

وواقفون لدیہ عند حدّھم من نقطۃ العلم أو من شکلۃ الحکم

اور سب آپ ﷺ کے دربار میں اپنی جگہ پر کھڑے ہیں، کوئی علم کے ایک نقطہ میں اور کوئی

حکمت کی باتوں کی ایک حرکت میں ہے۔

فھو الذی تمّ معناہ وصورتہ ثم اصطفاہ حبیبا باریء النّسم

آپ ﷺ کی صورت اور سیرت کامل بنا کر روحوں کو پیدا کرنے والی ذات نے اپنے حبیب کے طور پر چن لیا۔

چنانچہ خلیل اللہ کی صفت آپ ﷺ پر صادق آتی ہے اور اس اکرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں لیکن اللہ کا حبیب ہونا صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے۔

بعض علماء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا دوستی اور محبت ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں کہ خلیل ہمیشہ حبیب اور حبیب ہمیشہ خلیل ہوتا ہے، بعض عارفین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ حبیب کا درجہ افضل ہے کیونکہ یہ ہمارے نبی ﷺ کا مرتبہ ہے اور دیگر انبیاء کے مقابلے میں آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

لہذا نبی کریم ﷺ خلیل ہونے میں حضرت ابراہیم کے ساتھ شریک ہیں جبکہ صفتِ محبوبیت کے ذریعے اللہ تعالی کے بہت زیادہ قریب ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے امام فورک کے حوالے سے محبت اور خلّہ کے درمیان فرق میں بعض متکلمین کا قول نقل کیا ہے کہ محبت کا رتبہ افضل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ خلیل اللہ تعالی سے واسطے کے ساتھ ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} الأنعام ۷۵

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا نظارہ کراتے تھے

اور حبیب اللہ تعالی سے بغیر واسطہ کے ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى} النجم ۹

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس بھی زیادہ نزدیک۔

خلیل نے کہا: مجھے اللہ کافی ہے جبکہ حبیب سے کہا گیا کہ اے نبی! تجھے اللہ تعالی کافی ہیں، خلیل نے کہا {واجعل لی لسان صدق فی الآخرین} (اور آنے والی نسلوں میں میرے لئے وہ زبانیں پیدا فرما جو میری سچائی کی گواہی دیں) اور حبیب سے کہا گیا {ورفعنا لک ذکرک} اور ہم نے

تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اونچا مقام عطا کیا ہے۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بن مانگے سب کچھ عطا فرمایا اور با کمال بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال محبت کے دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اوصاف ہیں جو اللہ تعالی نے خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔ لہذا ان بڑے اوصاف، مراتب اور اخلاق سلیمہ کو جتنا ہو سکے ہر وقت یاد کیا کرو:

دع ما ادّعته النصارىٰ فی نبیھم　　واحکم بماشئت مدحاً فیہ واحتکم

اور چھوڑ اس دعوی کو جو نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں (اس کے علاوہ) جو تو چاہتا ہے مضبوط مدح کر۔

وانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف　　وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف جس بزرگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کی طرف جس عظمت کو تو چاہتا ہے منسوب کر۔

فان فضل رسول اللہ لیس لہ　　حدّ فیعرب عنہ ناطق بفم

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں کہ کوئی بولنے والا اپنے منہ سے اسے بیان کر دے۔

شاعر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے اشعار میں جامع کلام کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں نصاری کو جو گمراہی ہوئی تم اسے چھوڑ دو کیونکہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی تعریف میں افراط سے کام لیا اور ربوبیت کا اعتقاد کرتے ہوئے انہیں مقام ربوبیت تک پہنچا دیا، یہ ان کی نادانی گمراہی اور جہالت ہے، ہمارے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام کمالات موجود ہیں، لہذا ہم اللہ تعالی کی صفات خاصہ کے علاوہ ہر اچھی صفت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔

حضرت عیسی کا اللہ تعالی کی روح اور کلمہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت اور ارادے سے انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا، جب اللہ تعالی نے ان کے حمل کا ارادہ فرمایا تو ان کی ماں کے پیٹ میں اللہ تعالی کی قدرت سے حمل ٹھہرا، پھر اللہ تعالی نے عادت کے خلاف مکمل طور پر حضرت عیسی کی تخلیق فرمائی تا کہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں۔

یہ بات عقلوں میں راسخ ہوچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بغیر باپ اور ماں کے پیدا کرنے پر قادر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر صرف ماں سے پیدا فرمایا۔

پاک ہے وہ ذات جس کے لئے اپنی مخلوقات میں کوئی چیز انوکھی نہیں ،وہ جو چاہے بنانے پر قادر ہے،اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ''روح اللہ'' رکھا جس کا معنی یہ ہے ان کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے مخلوق کی نسبت خالق کی طرف باعث عزت وشرف ہوتی ہے جیسے کعبۃ اللہ کہا جاتا ہے،اسی طرح کلمۃ اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی نشانی تھے،جب والدہ نے ان کی طرف اشارہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ماں کی گود میں گویائی عطا فرمائی اور عجیب وغریب کلام ان کی زبان پر جاری فرمایا،چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا تھا:

{وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَّ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا} مریم ۳۰ تا ۳۳

ترجمہ: بچہ بول اٹھا کہ ''میں اللہ کا بندہ ہوں ،اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے ،اور جہاں بھی میں رہوں ، مجھے بابرکت بنایا ہے،اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے،اور مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بنایا ہے ،اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا،اور اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سلامتی ہے مجھ پر اس دن بھی جب میں پیدا ہوا،اور اس دن بھی جس دن میں مروں گا،اور اس دن بھی جب مجھے دوبارہ زندہ کرکرے اٹھایا جائے گا''۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر شرف واکرام کا معاملہ فرمائے جب تک سورج طلوع ہوتا رہے اور چاند چمکتا رہے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم کا نام حبیب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی تعریف اور نعمتیں عطا فرمائی جو مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی گئیں ،اسے چاہئے کہ آپ ﷺ کے عظیم اخلاق کی فضیلت سے آراستہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے انعام اور بڑی خیر کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے،قرآن وسنت کے

شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے محبت کرتے ہیں، یہ لوگ محبت کو اس کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر حاصل کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{انّ اللہ یُحبّ الّذین یقٰتلونَ فی سبیلہ صفّا} الصّف ۴

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں صف بنا کر لڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ} البقرۃ ۲۲۲

ترجمہ: بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔

جس شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہوں اس سے گناہوں پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے اور قیامت کے دن کی پریشانی میں اسے کوئی خوف نہ ہوگا۔

اسی لئے یہود کے جواب میں (جب انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ} المائدۃ ۱۸

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ پھر اللہ تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے؟

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے تو وہ تمہیں گناہوں پر عذاب نہ دیتا، اس لئے کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے اولیاء ہیں اور اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

ایک حدیث قدسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کے بہت سارے اسباب ہیں، اس محدود مقام پر ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سبب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب یوں مخاطب ہیں:

{قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ

ذُنُوْبَكُمْ﴾ آل عمران ۳۱

ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

بندے کی اللہ تعالی سے محبت کرنے کی نشانی یہ ہے کہ وہ اس کی کتاب سے محبت کرتا ہے، سہل بن عبداللہ تستری کا قول ہے کہ اللہ تعالی کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت کرنا ہے اور قرآن کریم سے محبت کی نشانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی نشانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے محبت کرنا ہے اور سنت سے محبت کی نشانی آخرت سے محبت کرنا ہے، اور آخرت سے محبت کی نشانی دنیا سے نفرت کرنا ہے، اور دنیا سے نفرت کرنے کی نشانی یہ ہے کہ وہ اسے صرف اتنا جمع کرے جو آخرت تک پہنچانے والی ہو، نیز اللہ تعالی سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بندہ ہر عمل میں اپنی مرضی کے مقابلے میں اللہ تعالی کی مرضی کو ترجیح دیتا ہو اور ہر حال میں خواہشات کی پیروی سے اپنے آپ کو بچاتا ہو۔

یہ اعمال اللہ تعالی کی محبت کا ذریعہ بنتے ہیں، لہذا جن چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر کے محبت کا دعوی کرنا جھوٹ ہے، ایسے شخص کو عذاب سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ محبوب وہ نہیں ہوتا جو نیکی کرتا ہو بلکہ وہ ہوتا ہے جو برائیوں سے اجتناب کرتا ہو، چنانچہ کسی نے شعر میں کہا ہے:

تعصی الالٰہ وأنت تظھر حبّہ　　　　ھذا لعمری فی القیاس بدیع

تو اللہ تعالی کی نافرمانی کر کے اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے، میری عمر کی قسم یہ عجیب قسم کا خیال ہے

لو کان حبّك صادقا لأطعتہ　　　　انّ المحبّ لمن یحبّ مطیع

اگر تم محبت میں سچے ہوتے تو اللہ تعالی کی اطاعت کرتے اسلئے کہ محبت کرنے والے اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

اللہ تعالی سے محبت کی نشانی کثرت سے اس کا ذکر کرنا ہے، جو شخص جس سے محبت کرتا ہے وہ کثرت سے اس کا ذکر بھی کرتا ہے، لہذا اللہ تعالی کی محبت کرنے والا اس کے ساتھ خلوت اختیار کرلیتا ہے، حضرت ابراہیم بن ادھم جس پہاڑ پر عبادت کیا کرتے تھے جب اس سے نیچے اترے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالی کی محبت سے آیا ہوں۔

نیز ایک سیاہ فام غلام کا قصہ بھی مشہور و معروف ہے جس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارش طلب کی، اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ وہ میرا اچھا بندہ ہے مگر اس میں ایک عیب ہے، حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! اس بندے میں کون سا عیب ہے؟ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اسے صبح کی ہوا بڑی اچھی لگتی ہے اور وہ اس سے سکون حاصل کرتا ہے اور جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے کسی چیز سے سکون نہیں ملتا۔

اللہ تعالی سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے علاوہ وہ کسی چیز کے فوت ہونے پر افسوس نہیں کرتا، نیز وہ کسی بھی نیکی کو بوجھ نہیں سمجھتا، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت کرنے والے کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ رات کو جاگتا رہتا ہے، اس کا بدن تھک جاتا ہے لیکن دل نہیں تھکتا، کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ محبت کرنے والے کا دل کبھی اطاعت سے سیر نہیں ہوتا۔

محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے بندوں پر شفیق و مہربان اور ان کے نفع پر حریص ہو، ان کے دشمنوں کے مقابلے میں سخت ہو، اسے اللہ تعالی کی خاطر ناراض ہونے سے کوئی نہ روک سکے، ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ خود کو حقیر سمجھے اور کثرت اطاعت کے باوجود وہ اس بات سے ڈرے کہ اللہ تعالی اعراض فرما کر اسے اپنی معرفت سے حجاب میں میں مبتلا نہ کرے یا اپنی رحمت سے دور نہ کر دے۔

چنانچہ محبت کی علامتوں کو ان اشعار میں بیان کیا گیا ہے:

لا تُخدَعنّ فللمُحبِّ دلائل ولدیه من تحف الحبیب رسائل

تم ہرگز دھوکے میں نہ پڑھنا کیونکہ محبت کرنیوالے کی کچھ نشانیاں ہیں اور اس کے پاس محبوب کے تحفے پیغام ہوتے ہیں۔

منها تنعّمه بطاعة ربّه وسروره فی کلّ ما هو فاعل

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنی اطاعت کی نعمت عطا کرتا ہے اور وہ اپنے ہر کام میں خوش رہتا ہے۔

فالمنع منه عطیّة مقبولة والفقر اکرام وبرّ عاجل

کسی نعمت کا نہ ملنا اس کے لئے مقبول عطیہ ہوتا ہے اور فقر اس کا اکرام اور فوری بھلائی ہوتی ہے۔

ومن الدلائل أن یریٰ من عزمه　　　طوع الحبیب وان ألام العاذل

ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے عزم ارادے کو محبوب کی خوشی خیال کرتا ہے اگرچہ ملامت کرنے والا اس کو ملامت کرے۔

ومن الدلائل أن یریٰ متبسما　　　بکلام من یحظی لدیه السائل

ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس شخص کی بات پر مسکراتا ہوا نظر آتا ہے جس کے ہاں مانگنے والے کو حصہ ملتا ہے۔

ومن الدلائل أن یری متشفّعا　　　متحفّظا من کلّ ما هو قائل

ایک علامت یہ ہے کہ اپنی ہر بات میں (کسی کی) سفارش اور حفاظت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو موت آئی تو کہنے لگے کہ محبوب فاقہ کی حالت میں آیا ہے، آج کے دن شرمندہ آدمی کامیاب نہ ہوگا، نیز موت کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ یوں فرما رہے تھے:

غدا نلقی الأحبّة　　　محمّدا وصحبه

کل ہم اپنے محبوب ساتھیوں یعنی محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ سے ملیں گے۔

محبت کی مذکورہ تمام علامات نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں موجود تھیں، اسی وجہ سے انہیں اللہ تعالی کی محبت نصیب ہوئی، اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان کی پاکیزگی کو صریح طور پر بیان فرمایا ہے۔

غزوہ احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے قصہ پر غور کریں، حضرت سعد بن مالک فرماتے ہیں کہ احد کے دن وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے سعد کیا ہم دعا نہ کریں؟ پھر عبداللہ بن جحش انہیں ایک طرف لے گئے اور یوں دعا مانگی: اے پروردگار! میں آپ کی قسم کھاتا ہوں کہ جب دشمن سے میری آمنا سامنا ہو تو وہ سخت لڑائی کے ساتھ میرے سامنے آئے، میں آپ کی رضا کیلئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے پھر وہ مجھے پکڑ کر میرا ناک کان کاٹ دے اور میرا پیٹ چیر ڈالے، جب کل قیامت کے دن میری آپ سے ملاقات ہو اور آپ پوچھیں کہ اے عبداللہ! کس نے تمہارے ناک کان کاٹے اور پیٹ کو چیر ڈالا؟ میں کہوں کہ آپ کی اور آپ کے رسول کی رضامندی کی خاطر میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا، آپ

میری بات کی تصدیق کریں، سعد فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دن کے آخری حصہ میں اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ناک اور کان ایک دھاگے میں پرو کر لٹکائے ہوئے تھے۔

محبت کے بہت سارے اسباب ہیں صوفیاء نے اس موضوع پر کتابیں تحریر کی ہیں جن میں محبت پر تحقیق کی گئی ہے، ان کتابوں میں محبت کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

ا: سالکین کی محبت، ۲: عارفین کی محبت، ۳: مقرّبین کی محبت

ان میں سے ہر ایک اپنے خاص طریقے سے سیراب ہوتا ہے، اللہ تعالی نبی کریم ﷺ کے طفیل ہمیں اپنی خالص محبت عطا فرمائے۔

اُبو حامد رحمۃ اللہ علیہ نے انصاف کی بات کہی کہ اللہ تعالی سے محبت کا ہر کوئی دعوی کرتا ہے لیکن یہ دعوی اتنا آسان نہیں، محبت کی علامتیں کسی پر مخفی نہیں، میں اس بات پر افسوس کرتا ہوں ہمیں محبت کے اسباب نہ ہونے اور نصیحت قبول نہ کرنے کی وجہ سے ان علامات کا احساس نہیں ہوتا۔

چنانچہ یحی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کی یہ علامات بیان فرمائی ہیں:

ومن الدلائل أن یریٰ متشمّرا فی خرقتین علیٰ شطوط الساحل

محبت کی نشانی یہ ہے کہ وہ دو چیتھڑوں میں پائنچے اوپر کئے ہوئے سمندر کے کنارے پر نظر آئے۔

ومن الدلائل حزنه ونحیبه جوف الظلام وماله من عاذل

محبت کی ایک نشانی سیاہ تاریکی میں اس کا آہ وبکاہ کرنا ہے اس حال میں کہ اسے کوئی پرواہ نہ ہو۔

ومن الدلائل أن تراه مسافرا نحو الجهاد وکلّ فعل فاضل

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ تو اسے جہاد اور ہر فضیلت والے کام کی طرف سفر کرتا ہوا دیکھے گا۔

ومن الدلائل أن تراه زاهدا فیما یراه من النّعیم الزائل

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ تو اسے زائل ہونے والی نعمتوں میں بے رغبت دیکھے گا۔

ومن الدّلائل خوفه وبکاؤه أن قد رآه علیٰ قبیح فعائل

محبت کی ایک نشانی اس کا برے افعال پر آہ وبکا اور خوف کرنا بھی ہے۔

ومن الدلائل أن تراه مسلّما بملیکه فی کلّ حکم نازل

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ تو اسے اپنے مالک کی طرف سے نازل ہونے والے ہر حکم پر راضی دیکھے۔

ومن الدلائل ضحکه بین الورٰی   والقلب محزون لقلب الثاکل

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ مخلوق کے سامنے ہنستا ہے لیکن اس کا دل دل بچہ گم ہونے والی عورت کی طرح غمگین رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرمائے، اور تمام امور میں اپنی نافرمانی سے بچائے، اور اپنے فضل سے ہماری توبہ قبول فرمائے، بے شک وہ ہماری دعا کو قبول کرنے والے ہیں:

چنانچہ ہم اپنے حال سے شعر کہتے ہیں:

ساداتنا ان یذکروا   أقدامهم فوق الجباه

ہمارے سرداروں کے قدموں کا تذکرہ پیشانیوں کے اوپر کیا جائے۔

ان لم یکن منهم لنا   فی ذکرهم عزّ وجاه

اگرچہ ان کے تذکرہ میں ہمارے لئے کوئی عزت و مرتبہ نہیں۔

فبجاهم وبعزّهم   طیّب لنا عیش الحیاه

لیکن ان کے شرف و بزرگی کی وجہ سے ہمارے لئے دنیا کی زندگی اچھی ہو جائے گی۔

واختم لنا بالخیر یا   من لا لنا ربّ سواه

اے وہ ذات جس کے علاوہ ہمارے لئے کوئی رب نہیں ہمارے لئے خاتمہ بالخیر فرما۔

وصلی اللہ علی سیّدنا محمّد المصطفیٰ، حبیب ربنا المجتبیٰ، وعلیٰ آله وصحبه وسلّم۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نور اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

نور اللہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے نبی کے مرتبے کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

{اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ} النّور ۳۵

ترجمہ: اللہ تمام آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال کچھ یوں ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ رکھا ہو، چراغ ایک شیشے میں ہو۔ شیشہ ایسا ہو جیسے ایک ستارا، موتی کی طرح چمکتا ہوا! وہ چراغ ایسے برکت والے درخت یعنی زیتون سے روشن کیا جائے جو نہ (صرف) مشرقی ہو نہ (صرف) مغربی، ایسا لگتا ہو کہ اس کا تیل خود ہی روشنی دے گا، چاہے اسے آگ بھی نہ لگے۔ نور بالائے نور! اللہ اپنے نور تک جسے چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے۔

اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے، اس آیت کے ظاہری معنی محال ہیں کیونکہ اللہ نور، عرش، کرسی اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔

لہذا ''اللہ نور السموات والارض'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی آسمان و زمین کے ان انوارات کا خالق ہے جو آنکھوں سے نظر آتے ہیں اور ان کی وجہ سے افق پر روشنی چمکتی ہے، اللہ تعالی نے اس روشنی اور چمک کو محسوس طور پر بیان کیا ہے جو ہر دیکھنے والے کیلئے واضح ہے اور کسی کا اس میں اختلاف نہیں، صاف شیشے میں چراغ ہو، اور تیل بھی صاف ہو افق پر چمکنے والے ستارے کی طرح ہے جس کی طرف دیکھنے والے کو کوئی گدلا پن نظر نہیں آتا۔

یہ اوصاف اس روشن دان میں جمع ہیں جس کی روشنی انتہائی صاف ہے اور وہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، اس کی روشنی انتہائی تیز اور فضا کو منور کر دیتی ہے، جب انسان اس روشنی کی طرف دیکھتا ہے تو آنکھوں کے سامنے پے در پے انوارات نظر آتے ہیں جس طرح ہر انسان کو آسمان پر نظر آنے والی روشنی انتہائی صاف اور چمکدار نظر آتی

ہے، اللہ تعالی نے اسے عقل والوں کے لئے نشانی اور غور وفکر والوں کے لئے ہدایت قرار دیا ہے۔

حضرت کعب اور ابن جبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت میں دوسرے نور "مثل نورہ" سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نور کی مثال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں "اللہ تعالی آسمان وزمین کو ہدایت دینے والے ہیں، نیز وہ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی مثال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آباء کی پشت میں اس چراغ کی طرح تھے جس کی صفات اس آیت میں بیان ہوئی ہیں، چراغ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اور زجاجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مراد ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چمکنے والا ستارہ ہے کیونکہ اس میں ایمان وحکمت موجود ہے، اس چراغ کو بابرکت درخت یعنی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے نور سے روشن کیا جاتا ہے، اللہ تعالی کے ارشاد "یکاد زیتھا یضیء" کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں لوگوں کو پہلے ہی بتادیا جائے گا، یہ سہل بن عبداللہ کی بات تھی۔

میں اس کی تکمیل کرتے ہوئے اور اسے ذہنوں میں مزید واضح کرنے کے لئے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ دوسرے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی گئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی ہمارے سامنے دونوں جہانوں کی نظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بیان فرمارہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہاں کے اندھیروں کو ختم کرکے روشنی عطا کرنے والے ہیں، گویا اللہ تعالی کا ارشاد ہے: آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کی روشنی اللہ تعالی کے نور کی وجہ سے ہے اور وہ روشنی انبیاء کے سردار اور اولین وآخرین کے قائد اور روشن پیشانی والوں کے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالی نے نور کو اس پے درپے روشنی سے تشبیہ دی جسے اللہ تعالی نے آسمانوں پر پیدا فرما کر تمام مخلوق کو منور کیا، اس روشنی کی شعاعیں صاف وشفاف روشن دان کی وجہ سے اور زیادہ تیز ہوجاتی ہیں، اللہ تعالی نے اس روشنی میں ایک انتہائی چمک دار چراغ کو لٹکایا ہے، یہ چراغ صاف شیشے میں بند ہے اور زیتون کا صاف تیل اس میں بھرا ہوا ہے، یہ چراغ اتنا صاف اور چمکدار ہے کہ آگ لگائے بغیر ہی اس کی روشنی چمکتی ہے۔

تمہارے خیال میں جب اس روشن دان کی کرنیں پوری آب وتاب کیساتھ چمکدار اور روشن ہوں تو ان کی روشنی کیسی ہوگی؟، اسی طرح جب یہ جہان اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے منور ہوجائے تو تمہیں اس پرپے درپے انوارات محسوس ہونگے، اس عالم کا نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت ہے ،اللہ تعالی نے اس جہان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے زینت اور دوام بخشا ہے۔

چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں سچ فرمایا ہے:

نور أضاء علی البریّة کلّھا   من یُھد للنور المبارك یھتدی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نور ہیں جس نے ساری مخلوقات کو روشن کر دیا، اس مبارک نور کے ذریعے جس کی رہنمائی کی گئی وہ ہدایت پا جاتا ہے۔

لہذا جس شخص کی بصیرت سے پردہ ہٹا دیا جائے اور اس کے دل سے تاریکی ختم ہو جائے تو وہ اس جہان کی روشنی کو چراغ کی روشنی کیطرح دیکھتا ہے اور انوارات کا مشاہدہ کرتا ہے، یہ انوارات اس ذات کی روشنی سے نکلتے ہیں جس کے نور سے اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو منور فرمایا۔

اللہ تعالی نے اس عظیم چراغ کو روشن کیا جس سے ایمان کی نہریں پھوٹتی ہیں، وہ چمکدار اور صاف وشفاف چراغ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہے جس نے پورے عالم کو روشن کیا اور شیشی سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے جس نے خدائی معرفت کے انوارات کو حاصل کیا اور اس کے بہت زیادہ عطایا کو سمیٹا۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کو نور سے بھر دیا اور قلب کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بھی سراپا نور تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم، روح اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی بھی نور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے کائنات نے روشنی اور زینت حاصل کی، جن دیکھنے والوں کے دلوں کو اللہ تعالی نے ہدایت دی تھی ان کی آنکھوں کے سامنے نشانیاں ظاہر ہوئیں تو انہیں یقین کی دولت مل گئی۔

للحق نور یجلی ظلمة الکذب   ولیس للھزل عند الجدّ من سبب

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا نور تھے جس نے جھوٹ کی تاریکی کو واضح کیا اور سنجیدہ آدمی کے پاس مذاق کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ومنھج الحق سھل واضح أبدا   ومنھج الغیّ مقرون مع العطب

حق کا راستہ ہمیشہ آسان اور واضح ہوا کرتا ہے اور گمراہی کا راستہ ہلاکت کیساتھ ملا ہوتا ہے۔

ومن تبصّر واستھدت بصیرته   رأی وفرّق بین الجدّ واللعب

جو شخص دیکھے اور اسکی بصیرت رہنمائی طلب کرے تو وہ دیکھ کر صحیح اور غلط میں فرق کر لیتا ہے۔

لم أبتذل مھجتی للعلم أخدمه   الا لیحملنی فی أرفع الرّتب

میں نے اپنی جان کو علم کے لئے قربان نہیں کیا، میں صرف اس لئے علم کی خدمت کرتا ہوں تاکہ

مجھے بلند مرتبہ مل جائے۔

لولم تقدنی آدابی ومعرفتی لمدح خیر الوریٰ لم یغننی أدبی

اگر میرے آداب اور معرفت مجھے مخلوق میں بہتر ہستی کی طرف نہ لے جائیں تو ایسے ادب کا کوئی فائدہ نہیں۔

حق علیّ أکید حبّہ أبدا ومدحہ بلسان مفصح عربی

میرے ذمہ ضروری ہے کہ میں ہمیشہ مضبوطی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعریف فصیح عربی زبان میں کروں۔

أرجو بذالك من الرحمن مغفرۃ عساہ یمحو بھا ما کان من ریب

اس کے ذریعے میں رحمن سے مغفرت طلب کرتا ہوں، ممکن ہے کہ اس عمل کے ذریعے وہ شک وشبہات کو مٹا دے۔

واللہ أشکر ربّی حین وفّقنی لمدح ھذا النبیّ الطاھر العربی

اللہ کی قسم! جب اس نے مجھے اس پاک عربی نبی کی تعریف کی توفیق بخشی تو اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

ولیس یبلغ مدحی نعتہ أبدا فی نثر قولی ولا شعری ولا خببی

میں شعر، نثر اور رجز میں تعریف کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

وکیف یبلغ وصفی مَن سما شرفا وفاق کلّ الوریٰ فی الدّین والحسب

اور میرا تعریف کرنا اس ذات کے مرتبے تک کیسے پہنچے گا جو بلندیوں پر چڑھے ہوئے ہیں اور حسب ودین میں تمام مخلوق پر فائق ہیں۔

صلّی وسلّم ربّی کل آوِنَۃ علیہ ثمّ علیٰ أصحابہ النّجب

اللہ تعالیٰ ہر گھڑی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ صحابہ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ''نور اللہ'' ہیں اسے چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کر کے اس نور کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، اپنے دل کی پاکیزگی کے لئے اس نور سے روشنی کا توشہ حاصل کرے، کیونکہ جب

دل گندگیوں سے اچھی طرح پاک ہوجائیں تو اس کے پوشیدہ گوشوں میں معرفت کے انوارات روشن ہوتے ہیں۔

لہٰذا تم کامیاب لوگوں کے انوارات اور چمکدار چہروں کی روشنی حاصل کرو کیونکہ آخرت کے گھر میں داخلہ انہی کے دروازوں سے ہوگا، انبیاء اور اولیاء کے دل انوارات کے دروازے ہیں، ان کی دعا خالص اور ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی ظاہر ہوتی ہے، ان کی صحبت کی وجہ سے سختی کے باوجود نور دل میں داخل ہوتا رہتا ہے۔

وسحاب الخیر لها مطر　　فاذا هبّ الایمان تجی

خیر کے بادلوں کی بارش ہوتی ہے جب ایمان کی ہوا چلتی ہے تو وہ آتے ہیں

وفوائد مولانا جمل　　لشروح الأنفس والمهج

اور جانوں اور روحوں کے (خوشی سے) کھلنے کیلئے ہمارے پروردگار کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طفیل دوسی اپنی قوم کے معزز شاعر اور مہمان نواز آدمی تھے، وہ مکہ آئے اور قریش کے چند آدمیوں سے ان کی ملاقات ہوئی، قریش مکہ کہنے لگے کہ آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں اور یہ آدمی یعنی محمد ﷺ ہم سے الگ ہو گئے اور انہوں نے ہماری جماعت میں تفریق اور مخالفت ڈال دی ہے، ان کی بات جادو کی طرح ہے، باپ بیٹے اور میاں بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دیتے ہیں، ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تمہاری قوم میں وہ بات نہ چلی جائے جو ہماری قوم میں آگئی ہے، لہٰذا آپ ان کی بات نہ سنیں، طفیل دوسی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ مسلسل میرے ساتھ لگے رہے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی بات نہ سننے کا پختہ فیصلہ کرلیا۔

چنانچہ میں صبح کے وقت اپنے کانوں میں روئی ڈال دیتا اور اس وجہ سے مجھے روئی والا کہا جاتا ہے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں قریب کھڑا آپ ﷺ کی گفتگو سن رہا تھا، میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور جی میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں شاعر آدمی ہوں، مجھ پر اچھی اور بری بات مخفی نہیں، لہٰذا مناسب ہے کہ میں ان کی بات کو سن لوں، اگر اچھی ہوئی تو قبول کرلوں گا اور اگر بری ہوئی تو چھوڑ دوں گا، چنانچہ میں وہاں رک گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ گھر کی طرف تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی ساتھ داخل ہوگیا، میں نے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے مجھ سے اس طرح کی باتیں کی ہیں لہٰذا آپ اپنی بات مجھ پر پیش کریں۔

نبی کریم ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی، میں نے کہا: اللہ کی قسم!

اس سے اچھی اور انصاف والی بات میں نے کبھی نہیں سنی، چنانچہ میں نے اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھ لیا، پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ایسا آدمی ہوں قوم میں جس کی بات مانی جاتی ہے اور میں جا کر انہیں اسلام کی دعوت دوں گا، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ قوم کے مقابلے میں مدد کے طور پر مجھے ایک نشانی عطا کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ''اے اللہ اس کو نشانی عطا فرما''

میں وہاں سے نکل کر اپنی قوم کی طرف جا رہا تھا، راستے میں مقام ثنیہ کے پاس پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح نور روشن ہو گیا، میں نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ نشانی میری چہرے کے علاوہ ظاہر ہو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ یہ بدگمانی کریں گے اپنا دین چھوڑنے کی وجہ سے میری شکل تبدیل ہو گئی ہے، اچانک روشنی میری لاٹھی میں منتقل ہو گئی اور لوگ میری لاٹھی میں چراغ کی طرح اس روشنی کو دیکھتے رہے۔

سب سے پہلے میرے والد میرے پاس آئے تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے دور رہیں، ہم دونوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں، انہوں نے وجہ پوچھی تو میں نے انہیں اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی، والد نے کہا: اے بیٹے! میرا اور تمہارا دین ایک ہے، میں نے کہا جا کر غسل کریں اور پاک کپڑے پہنیں، چنانچہ وہ غسل کر کے پاک کپڑے پہن کر واپس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی آئی تو میں نے اس سے اپنے اسلام لانے کی خبر سنا کر کہا کہ مجھ سے دوری اختیار کر لو، اس نے وجہ پوچھی تو میں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اسلئے ہم میاں بیوی کے طور پر نہیں رہ سکتے، میں، اس نے کہا میرا اور تمہارا دین ایک ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

پس یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات اور عطاؤں کی کثرت ہوتی ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی طرف اپنے بندے کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے، چنانچہ طفیل دوسی ایمان کو ناپسند کرتے ہوئے آئے، وہ یقین سے دور تھے لیکن زبانِ غیب انہیں زبانِ حال سے پکار رہی تھی کہ بے شک تمہارا شمار نبی کریم رصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور اولیاء اللہ میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ نے حضرت طفیل دوسی کی بصیرت اور بصارت کو تبدیل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے وجہ سے لوگوں کے سامنے ان کی کرامت کو ظاہر فرمایا۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ وہ نور جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے لاٹھی میں منتقل کیا وہ ایمان کا نور تھا جو قیامت کے دن ان کے سامنے دوڑے گا، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں اپنے مومن اور مخلص

بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

{يَسعٰى نُورُهُم بينَ أيدِيهِم وبأيمانِهِم بُشرىٰ لكُمُ اليومَ جَنّتٌ تَجرِي مِن تَحتِهاالأنهٰر خٰلِدِينَ فيها ذلكَ هُوَ الفَوزُ العظيم} ۔الحدید ۱۲

ترجمہ: ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، (اور ان سے کہا جائے گا کہ:) آج تمہیں خوشخبری ہے ان باغات کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، یہی ہے جو بڑی زبردست کامیابی ہے۔

جس شخص کو اللہ تعالی نے اس عظیم نور کے مشاہدے اور اس کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائی ہو تو اسے بڑی نعمت مل جاتی ہے نیز وہ شخص جو آپ ﷺ کی احادیث کا مطالعہ تو اس کے دل میں یہ نور داخل ہو جاتا ہے، نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل اور اولیاء اللہ کی زیارت کرنے والے کو ان کے اسرار اور انوار کی خوشبو کا کچھ حصہ ضرور نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالی ان کی محبت کی برکتیں ہم پر بار بار نازل فرمائے، ان کے نورانی راستے کی اتباع کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے، بیشک وہ اس بات پر قادر اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

یاویحه انّ صدّه عن قربهم ما قدجنیٰ من ذمّهم أوعتبهم

یاویله ان لم یتب من حربهم فالله یرزقنا الوفاء بحبّهم

فبحبّهم وبزکرهم نرجو الشفا

جو اس نے ان کی برائی کرنے سے کمایا ہے اگر وہ اسے ان کی قربت سے روک دے تو اس پر افسوس ہے، اگر وہ ان سے لڑائی سے توبہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کے صدقے وفاداری کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور ان کی محبت اور ذکر کے ذریعے ہم شفا کی امید رکھتے ہیں۔

وینیلنا من فضله ونواله ویعیدنا من شرّه ووباله

بکمال قدرته وعزّ جلاله ثمّ الصلاة علی النّبیّ وآله

ما أزهر الغصن الرطیب وأورفا

وہ نیز اللہ تعالی ہمیں اپنے فضل و بخشش کا عطیہ عنایت فرماتے ہیں، اور اپنی کامل قدرت اور بزرگی کے طفیل اپنے عذاب اور وبال سے ہمیں واپس لوٹاتے ہیں، اور رحمت کاملہ نازل ہو نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جب تک ٹہنیاں اور پتے تروتازہ رہیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الصادق اورالمصدوق'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

امت محمدیہ اور مشرق ومغرب کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں، ''صادق'' کا معنی یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر سچی ہے، اور صدوق صادق سے زیادہ بلیغ ہے جیسے ضارب اور ضروب۔

''مصدوق'' مصدَّق کے معنی میں ہے یعنی دوسرے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کی تصدیق کی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام باتوں میں سراپا صدق تھے، اللہ تعالی کی طرف سے کھلے معجزات کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی گئی، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تزکیہ فرما کر دیگر تمام مخلوقات کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت وفضیلت بخشی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کا تزکیہ ''ما کذب الفؤاد ما رأی'' سے فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب نے جن چیزوں کا مشاہدہ فرمایا وہ سب برحق ہیں، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے معصوم تھے، شیطان اور نفسانی خواہشات کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اثر انداز ہونا محال ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کا تزکیہ اپنے ارشاد {ما زاغ البصر وما طغی} سے فرمایا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت اور بصارت میں کوئی کجی اور سرکشی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معلومات مضبوط ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری معرفت اور یقین کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کو اپنے ارشاد ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے پاکیزہ قرار دیا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسانی خواہشات سے کچھ نہیں بولتے، مگر وہی بولتے ہیں جو وحی کی جاتی ہے) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کی گویائی چمکدار روشنی ہے جو اللہ تعالی کی وحی کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر اتری ہے، یہ سب نعمتیں اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی ہیں، نیز اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ علوم کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی ترقی عطا ہوئی، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح خطاب فرمایا:

{وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا} النساء ۱۱۳

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں ان باتوں کا علم دیا جو تم نہیں جانتے تھے، اور تم پر اللہ کا فضل ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے۔

ماضی اور مستقبل کے بارے میں دینی اور دنیاوی باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو چکی ہے، ہر چھوٹے بڑے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کا واقع کے مطابق ہونا تمام لوگوں کے نزدیک بالکل واضح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے جھوٹ کا صدور محال ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت اور زمانے میں گناہوں سے معصوم رکھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق و مصدوق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی ثابت ہو چکی ہے اور حاسدین نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدق و امانت کا یقین کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کیوں نہ کی جاتی جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ} الزمر ۳۳

ترجمہ: اور جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور خود بھی اسے سچ مانیں وہ ہیں جو متقی ہیں۔

لہذا حسد کرنے والا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو رد کر سکتا ہے کیونکہ اس کی عقل اور بصیرت خراب ہو جاتی ہے اور وہ انکار کرنے والے کی طرح بات کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ آپ کی لائی ہوئی تعلیمات کی تکذیب کرتے ہیں، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی تسلی اور قلبی اطمینان کے لئے یہ آیتیں نازل فرمائی:

{قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ} الأنعام ۳۳

ترجمہ: (اے رسول!) ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے، کیونکہ دراصل یہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غمگین ہونے کی وجہ پوچھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قوم نے میری تکذیب کی ہے، جبرئیل کہنے لگے کے یہ لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں، پھر اللہ تعالی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لطیف طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی

دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر مہربانی فرما کر اس بات کی تصدیق فرمائی کہ آپ ﷺ سچے ہیں اور یہ لوگ دل سے آپ کی تکذیب کے بجائے تصدیق کرتے ہیں۔

کفار مکہ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کو امین کہہ کر پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے آپ ﷺ پر جھوٹ کی تہمت کا غم ختم ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ''انکار کرنیوالے ظالم'' کہہ کر کفار مکہ کی تکذیب فرمائی، آپ ﷺ کی ذات ہر قسم کے عیب سے بہت دور ہے، کفار مکہ نے تکذیب اور دشمنی اور کا راستہ اختیار کیا ہوا تھا، یہ سراسر ظلم تھا کیونکہ انکار اس وقت ہوتا ہے جب کوئی جہالت کی بنا پر کسی چیز کا انکار کرے۔

چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور مدد کا وعدہ فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا } الأنعام ۳۴

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے، پھر جس طرح انہیں جھٹلایا گیا اور تکلیفیں دی گئیں اس سب پر انہوں نے صبر کیا)۔

(لایُکذِبُونَکَ) بغیر تشدید کے پڑھا جائے تو اسکا معنی یہ ہوگا انہوں نے آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں پایا، امام فراء اور کسائی کے نزدیک معنی یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت نہیں کی۔

ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دل سے آپ ﷺ پر جھوٹ کا اعتقاد نہیں رکھتے، اللہ آپ ﷺ کیساتھ شرف و اکرام، بزرگی اور عظمت کا معاملہ فرمائے۔

صلّی الاله علی المخصوص بالنعم   وأفضل الخلق فی عبد وفی کرم

اللہ تعالیٰ اس ہستی پر رحمت نازل فرمائے جو نعمتوں کیساتھ مخصوص ہے اور شرافت و بندگی کے اعتبار سے تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

من جاء بالصدق والقرآن شاهده   وصاحب البیت والرّکنین والحرم

جو سچائی لے کر آئے ہیں، اور اس پر قرآن، اللہ تعالیٰ، دونوں رکن اور حرم گواہی دے رہا ہے۔

کم معجزات له لاحت فضائلها   کما یلوح هلال التمّ فی الظّلم

آپ ﷺ کے کتنے معجزات ہیں جن کے فضائل تاریکی میں چمکنے والے پورے چاند کی طرح

چمکتے ہیں۔

ناجاه جبریل ثمّ ازداده منزلة بسدرة المنتہیٰ أربت علی الأمم

جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے مناجات کی ہے اور سدرۃ المنتھی پر آپ ﷺ کا مرتبہ بہت زیادہ بڑھ گیا اور تمام امتوں پر قوی ہو گئے ہیں۔

صلیّ الالٰه علیه فهو أفضل من صلّی وصام وخیر العرب والعجم

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت نازل فرمائیں، پس آپ ﷺ نماز پڑھنے والوں، روزہ رکھنے والوں اور عرب وعجم کے بہترین لوگوں سے افضل ہیں۔

فصل

جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو گناہوں سے معصوم پیدا کیا ہے اور تمام انسانوں کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کو زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے، انبیاء کرام کے دل ہر قسم کی نافرمانی سے پاک ہوتے ہیں، گناہوں کی طرف مائل ہونے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی ہے، پیدائش کے وقت سے ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، وہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے، اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے ہر فیصلے پر راضی رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ بنایا ہے، وہ بندوں تک اللہ تعالیٰ کی وحی پہنچاتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وجہ سے کائنات کی تمام چیزوں سے اعراض کرتے ہیں، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے ہر حکم کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نافرمانیوں سے حفاظت فرما کر انبیاء کرام کو سچائی اور تقویٰ پر پیدا کیا اور انہیں مخلوق کے لئے ہادی بھی بنایا، انہوں نے علوم الٰہی کے ذریعے بندوں کو بتایا کہ جہنم کو اللہ تعالیٰ نے سرکش اور باغیوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے کے لئے جنت الماویٰ ہو گی، اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید کے لئے واضح معجزات اور نشانیاں ظاہر فرمائی، اور پھر بندوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو! انبیاء کی باتوں کی تصدیق اور پیروی کرو، وہ سب میری طرف سے برحق رسول ہیں اور سب باتیں میری طرف سے سچ نقل کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کی طرف سے انبیاء پر نازل ہونے والے تمام معجزات ان کی سچائی اور اتباع کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں، وہ اس بات پر قطعی دلائل ہیں کہ ان کی باتیں ہر قسم کی وعدہ خلافی اور جھوٹ سے پاک ہیں۔

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شریعت کے احکام لوگوں تک پہنچانے میں اور کسی بھی وقت غمی خوشی اور صحت و مرض کی حالت میں انبیاء کرام سے جان بوجھ کر یا بھول کر خلاف واقعہ بات صادر نہیں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ہر بات کو لکھ لیا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جی ہاں، میں نے کہا خوشی اور ناراضگی میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لکھ لیا کرو کیونکہ میں ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں۔

اللہ تعالی نے نیند اور بیداری ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سو جاتی لیکن دل بیدار رہتا تھا اور یہی حال تمام انبیاء کرام کا ہوتا ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے، اگرچہ یہ حضرات بھی انسان ہیں اور اس پر عقلی اور نقلی قطعی دلائل قائم ہو چکے ہیں، پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالی نے انبیائے کرام کو انسان اور بشر پیدا فرمایا ہے، البتہ ان کے دل اللہ تعالی کی بارگاہ میں اٹکے ہوتے ہیں اور ان کی ہر حرکت اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے، اور وہ ہر حال میں اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اسی لئے بشری آفات یعنی گناہوں سے ان کی حفاظت ہوتی ہے اور وہ ناپسندیدہ اخلاق کے مالک نہیں ہوتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے اعتبار سے تمام صفات کے جامع تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل، ان کے سردار اور متقیوں کے امام ہیں، [اللہ تعالی ان سب پر رحمت کاملہ نازل فرمائے]

قصیدہ بردہ کے مصنف فرماتے ہیں.

فمبلغ العلم فیه أنُه بشر وأنّه خیر خلق الله کلّهم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں علم کی انتہاء یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں اور اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

وکلّ آی أتی الرّسل الکرام بها فانّما اتّصلت من نوره بهم

اور وہ تمام نشانیاں جسے انبیائے کرام لے کر آئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو ان انبیاء سے

ملاتی ہیں۔

فانّہ شمس فضل ھم کواکبھا　　　یظھرن أنوارھا للناس فی الظلم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فضیلت کا سورج ہیں اور وہ ستارے ہیں جو اندھیرے میں لوگوں کے لئے روشنی مہیا کرتے ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ جس شخص کے دل سے کفر کے پردے ہٹا کر اسے ہدایت کی توفیق عطا فرمائیں تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آتا ہے، لیکن جو شخص دنیا میں اندھا بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی بصیرت کو اندھا کر دیتا ہے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کاملہ کی طرف جتنا زیادہ دیکھتا ہے اس کی گمراہی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے ایک عجیب اور طویل بات نقل کی ہے جس کو ہم اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' نازل فرمائی تو دنیا کے سارے پہاڑ رونے لگے ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی، کفار کہنے لگے کہ محمد نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی بسم اللہ الرحمن کی تلاوت کرتا ہے پہاڑ اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کی تسبیح کو نہیں سن سکتا، نیز جب بسم اللہ نازل ہوئی تو ہوائیں ٹھہر گئی، سمندروں میں طغیانی آگئی اور جانور بھی حرکت میں آ گئے، حضرت جبرئیل نے آواز دی کہ اے لوگو! تم کیوں بیٹھے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف قبیلہ لوئی بن غالب سے نبی مبعوث فرمائے ہیں، ان کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جبرئیل کی آواز قبیلہ ثقیف کے ایک نوجوان کے کانوں میں پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بصیرت کو کھول دیا، وہ دس اونٹ لے کر ایمان قبول کرنے کی غرض سے مکہ کی طرف چلا، جب مکہ میں داخل ہوا تو قریش مکہ کی ایک جماعت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا تم میں محمد بن عبداللہ ہیں؟ ابوجہل کے چہرے پر بغض و حسد ظاہر ہوا اور وہ آگے بڑھ کر کہنے لگا: اے لڑکے! تو کیا کہتا ہے؟ نوجوان نے کہا وہی بات جو آپ سن رہے ہیں، ابوجہل نے کہا کون سا محمد؟ نوجوان نے کہا جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے

لئے مبعوث فرمایا ہے، ابوجہل نے کہا اللہ تعالی نے ہماری طرف کوئی نبی نہیں بھیجا، کس نے تمہیں یہ بات بتلائی ہے؟ اس نے کہا میں نے ہوا کو یہ کہتے ہوئے سنا پھر اس نے جو سنا ابوجہل کے سامنے بیان کیا، ابوجہل نے کہا اے لڑکے! یہ شیطان کی آواز ہے، نوجوان نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ تو دکھا دیں، ابوجہل نے کہا تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے وہ تو (نعوذ باللہ) جادوگر، مجنون اور جھوٹا شخص ہے" "بیشک ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے"۔

نوجوان نے کہا: اے شخص! میرے خیال میں تمہارے اور محمد کے درمیان کوئی دشمنی ہے، کیا کوئی دوسرا بھی تمہاری بات کی تائید کرتا ہے؟ ابوجہل اس نوجوان کو اپنے چچا ولید بن مغیرہ کے پاس لے کر گیا ،نوجوان نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی ابوجہل والی بات اس کے سامنے کہہ دی، نوجوان نے ان انسانی شیطانوں کے سامنے بڑی پختگی سے جواب دیا کہ یہ تو تمہارے چچا نے تمہارے حق میں گواہی دی ہے یقیناً تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمت لگاتے ہو۔

ابوجہل شیطان اس نوجوان سے کہنے لگا کہ اگر میرے چچا نے میرے حق میں گواہی دی تو محمد کے چچا ان کے خلاف گواہی دیں گے، چنانچہ ابوجہل اس نوجوان کو ابولہب کے پاس لے گیا اور ابولہب نے نوجوان کے سامنے ابوجہل کی بات کی تصدیق کی، نوجوان خاموش ہو گیا لیکن سعادت کے اسباب اس کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے، اس نے کہا: میری کوشش رائیگاں چلی گئی، کون مجھ سے یہ اونٹ خریدے گا تاکہ میں واپس چلا جاؤں، ابوجہل نے کہا میں تم سے خرید لوں گا، کیا قیمت ہے؟ اس نے کہا دوسو دینار میں فروخت کروں گا؟ ابوجہل نے کہا اے قریش! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ اونٹ میں نے دوسو دینار کے بدلے میں خرید لئے اور میں اس پر دس دینار زائد دے کر یہ شرط لگاتا ہوں کہ یہ نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر ان کی بات نہیں سنے گا۔

نوجوان نے کہا اگر میں نے جا کر ان کی بات سن لی تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ ابوجہل نے جواب دیا کہ تم لڑکے ہو، مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے جادو کے ذریعے تمہیں دھوکے میں نہ مبتلا کر دے، نوجوان سمجھ گیا، اس کے علم میں یہ بات آ گئی کہ اس کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی دشمنی ہے، چنانچہ اس نے اونٹ ابوجہل کے سامنے چھوڑے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھنے لگا، اسے کعبہ کی طرف بھیجا گیا تو اس نے رسول اللہ کو رکوع کی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے پایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے

کا نور آپ ﷺ کے جوتے کے تسمے پر پڑ رہا تھا، جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو نور دوبارہ آپ ﷺ کے چہرے پر واپس آ گیا اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

نوجوان نے خوشی سے آپ ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی اور فورا کہا: اللہ کی قسم! یہ جادوگر اور جھوٹے نہیں بلکہ سراپائے صدق ہیں، نبی کریم ﷺ نے نماز کو طویل کر دیا، نوجوان واپس اپنے اونٹوں کی طرف آیا لیکن وہ غائب تھے، اس نے آواز لگائی کہ اے قوم! میرے اونٹوں کا کیا بنا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ابوجہل نے خریدے تھے، لہذا اسی کے پاس چلے جاؤ، نوجوان نے جا کر ابوجہل کو آواز دی، ابوجہل اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا کہ یا تو میرے دراہم دیدو یا میرے اونٹ واپس کردو، ابوجہل نے جواب دیا میرے پاس تمہاری کوئی چیز نہیں کیونکہ تم نے اس شرط کو توڑ دیا ہے جو میرے اور تمہارے درمیان طے ہوئی تھی، نوجوان نے کہا اللہ کی قسم! تم نے محمد ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، ان کا چہرہ کسی جادوگر اور جھوٹے کا نہیں بلکہ وہ اللہ تعالی کے سچے نبی ہیں، ابوجہل نے بہت زیادہ غصے میں کہا کہ تم نے محمد کا دین اختیار کر لیا ہے، اب میں دیکھوں گا کہ محمد اور اس کا خدا تمہاری کیا مدد کرتے ہیں؟ چنانچہ وہ نوجون روتے ہوئے واپس ہوا اور کہنے لگا: اے قریش کی جماعت! میں نے تمہارے اس آدمی سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں دیکھا، پھر ان کے سامنے سارا واقعہ بیان کیان، عبداللہ بن زبعری کھڑا ہوا اور اس کے کانوں میں بطورِ مذاق کہنے لگا کہ محمد کے پاس جا کر یہ قصہ بیان کرو اور ان سے کہو کہ وہ آ کر تمہاری مدد کریں، [حضرت عبداللہ بن زبعری نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے] نوجوان نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تو ان کے دشمن ہیں، عبداللہ نے کہا ان کے پاس چلے جاؤ بیشک وہ بڑی ہیبت کے مالک ہیں۔

چنانچہ نوجوان چل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کو احساس ہوا تو نماز مختصر کر کے اس کی طرف متوجہ ہوئے، آپ ﷺ کے رعب کی وجہ سے نوجوان بات نہ کر سکا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں کسی کی تلاش ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، میں آپ کے پاس ایک کام کی غرض سے آیا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے قریب آجاؤ، وہ رسول اللہ کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے کانپتے ہوئے قریب ہوا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوان! کانپنے کی ضرورت نہیں، بے شک

میں رحمت والا نبی ہوں، کیا تم نے آسمان سے آواز سنی ہے؟ نوجوان نے تصدیق کی اور پوچھا کہ یہ کس کی آواز تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز تھی، اے نوجوان! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں جو عبداللہ بن زبعری نے تم سے کہی تھیں، اس نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی کمی زیادتی کے ساری باتیں اس کے سامنے بیان فرما دیں۔

نوجوان نے کہا کہ میں دل وجان سے خالص اور سچی نیت کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نوجوان! جب تو ایمان لا چکا ہے تو ابوجہل کے گھر کی طرف چلا جا میں ابھی تمہارے ساتھ آنے والا ہوں، نوجوان ابوجہل کے گھر کی طرف چلا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت مسجد کے دروازے سے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعلین مبارک پہنے، زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لپیٹ دیا گیا جس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے دروازے سے ابوجہل کے گھر تک فوراً پہنچ گئے، ابوجہل روشن دان سے اس معجزہ کو دیکھ رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل کہہ کر آواز دی تو اس نے فوراً لبیک کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بدعادی اور نیچے اترنے کا حکم دیا، وہ نیچے اترا اس حال میں کہ اس کی جان نکل رہی تھی، رنگ متغیر تھا، عقل اڑی ہوئی تھی، اس کے گھٹنے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور زبان لڑکھڑا رہی تھی، اس نے کہا: اے محمد! آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نوجوان کو اس کا حق ادا کردو۔

اس نے زبان سے حق ادا کرنے کا وعدہ کیا لیکن پھر کچھ تاخیر کرنا چاہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت ورسالت عطا فرمائی ہے میں اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹوں گا جب تک تم اس نوجوان کو اس کا حق نہیں دو گے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں اپنی ایک سیاہ فام باندی کو اشرفیوں کی تھیلی اور ترازو لانے کا حکم دیا، وہ دونوں چیزیں لے کر آئی اور کہنے لگی: اے آقا! کیا آپ محمد کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں حالانکہ آپ ابھی ان کے بارے میں نامناسب باتیں کہہ رہے تھے، ابوجہل نے کہا: خاموش ہو جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت کون رد کر سکتا ہے بیشک وہ ہیبت، شرف اور کرامت کے مالک ہیں۔

چنانچہ ابوجہل نے اس نوجوان کو دو سو درہم دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مزید دس دینار ادا کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے وہ بھی دیدیئے، اور کہا: اے محمد! یہ آپ کے آنے کی وجہ سے دے رہا ہوں، پھر کہنے لگا کہ اے محمد! کیا آپ کو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ ابوجہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کانپ

رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے صرف یہی ضرورت ہے کہ تم وہ بات کہو جو تمہیں ہمیشہ کی نعمتوں تک پہنچا دے، یعنی کلمہ لا الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لو۔

اس نے کہا اے محمد! میرے مال اور اہل وعیال جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرورت ہو وہ حاضر ہے لیکن یہ دو کلمے مجھ پر بہت بھاری ہیں، یہ میری سمجھ میں نہیں آتے، آپ علیہ السلام وہاں سے واپس ہوئے اور نوجوان کو حکم دیا کہ قریش کے لوگوں کے پاس جا کر یہ واقعہ بیان کرو کہ میرے سامنے ابوجہل کی کیا حالت ہوئی، وہ نوجوان قریش کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کیا محمد نے تمہاری ضرورت پوری کر دی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، اللہ کی قسم! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تمہارے ساتھی سے زیادہ ذلیل حقیر اور کمتر کوئی شخص نہیں دیکھا، اور تمہارے ساتھی کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر باعزت کوئی نہیں دیکھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ابوجہل کا رنگ متغیر ہو گیا تھا، ہوش وحواش اڑ گئے تھے اور اس کے گھٹنے اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا، وہ کہنے لگے کہ چلیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے چلتے ہیں کیونکہ ابوجہل کا ظاہر اس کے باطن کے خلاف ہے، چنانچہ وہ اسلام قبول کرنے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آرہے تھے کہ راستے میں ان کی ملاقات ابوجہل کے چچا ولید بن مغیرہ سے ہوگئی، انہوں نے سارا واقعہ ولید کے سامنے بیان کیا، ولید اس معاملے پر غور وفکر کرنے کے لئے انہیں واپس ابوجہل کے پاس لے آیا اور اس سے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے دل میں داخل ہو چکے ہیں۔

ابوجہل نے چچا سے معذرت چاہی اور پھر ان کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین کو ایک قدم میں لپیٹ دیا گیا، اور کس طرح انہوں نے مجھے ایسے نام سے پکارا جو میں نے کبھی سنا نہ تھا، ابوجہل نے یہ بھی بتایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنے کے لئے ایک بھاری پتھر کی سل اٹھائی لیکن میرے کندھے اور گردن کے درمیان وہ اتنی وزنی ہوگئی کہ حرکت نہ کر سکی، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر محمد کا خدا سینوں کے بھید جانتا ہے تو وہ اس پتھر کو مجھ سے دور کر دے گا، اے چچا جان! اچانک میرے ہاتھ سے وہ چٹان گر پڑی، میں نے اس چٹان کو دوبارہ اسی ارادے سے اٹھایا تو دوبارہ اسی طرح ہوا، میں نے پھر دل میں وہی پہلی بات کہی تو دوبارہ چٹان ہاتھ سے گر گئی، پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دوسری مرتبہ آواز دی تو میں نے ان پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی حرکت محسوس ہوئی، میں متوجہ ہوا تو اچانک ایک بڑا شیر تھا جیسے اندھیری رات ہو، اس کی دونوں آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے،

ہاتھی کے دانتوں کی طرح اس کے دانت تھے اور وہ کہہ کر رہا تھا، تمہارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے، محمد ﷺ کے حکم پر عمل کرو ورنہ میں اپنے دانتوں کے ذریعے تمہیں چیر ڈالوں گا، میں نے فوراً ان کے حکم پر عمل کیا، میں خوف کی حالت میں اپنے چہرے کے بل ان کی طرف گیا، لہذا تم لوگ میرا عذر قبول کرو، چنانچہ انہوں نے ابوجہل کا عذر قبول کیا اور واپس چلے گئے۔

یہ اختصار کے ساتھ اس قصے کا خلاصہ تھا، غور کریں کہ یہ قصہ کتنے معجزات اور بہت سی خرق عادت باتوں پر مشتمل ہے، لیکن اس کے باوجود ابوجہل ملعون مسلسل اپنی جہالت اور کج فہمی میں مبتلا رہا، ان معجزات کے باوجود اللہ تعالی نے اس کے اور ایمان کے درمیان پردہ حائل فرما دیا، اللہ تعالی ہم سب کو صحیح بات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے تقوی میں اضافہ فرمائے اور اسی پر خاتمہ فرمائے، اپنے نبی کی حرمت کے صدقے ہمیں اس چیز تک پہنچائے جس کی ہم امید کرتے ہیں، نیز ہمیں قول و فعل میں ہر قسم کی غلطی اور کجی سے محفوظ رکھے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ ﷺ سراپا صدق ہیں اسے چاہیئے کہ اپنے قول و فعل کی سچائی میں آپ ﷺ کی پیروی کرلے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ: ''سچائی کو لازم پکڑو، بیشک سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے، اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کا قصد کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالی کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ، بیشک جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا ارادہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرتے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے''۔

حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جی ہاں، پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں، آپ ﷺ سے پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالی کے نزدیک سچائی کا مرتبہ عظیم الشان ہے، اللہ تعالی نے سچائی کی وجہ سے اپنے انبیاء اور اولیاء کی تعریف فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چار عادتیں ہوں وہ کامیاب ہے، صدق، حیاء، اچھے اخلاق اور شکر، ابوعبداللہ دیلمی فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضرت منصور دینوری کو دیکھا اور میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے میری بخشش فرما کر مجھ پر ایسے رحم و کرم کا معاملہ کیا ہے جس کی مجھے امید نہ تھی، میں نے پوچھا کہ وہ سب سے بہتر چیز کون سی ہے جس کے ساتھ بندہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا: وہ سچائی ہے، اور سب سے بری چیز جس کیساتھ بندہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ جھوٹ ہے۔

صدق سے صرف زبان کی سچائی نہ سمجھ لینا کیونکہ صدق ان تمام اعمال میں ہوتا ہے جن کا اللہ تعالی نے اپنے بندے کو مکلف بنایا ہے، چنانچہ عارفین نے صدق کی کئی قسمیں بیان فرما کر ہر قسم کا علیحدہ حکم بیان فرمایا ہے، ان میں ایک قسم زبان کی سچائی بھی ہے، یہ ماضی حال اور مستقبل تمام زمانوں کے لئے عام ہے، لہذا جو شخص جھوٹ سے اپنی زبان کی حفاظت کرے وہ سچا ہے، لیکن لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے کی اجازت ہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کروادے''، اور یہی حکم اس شخص کے لئے ہے جو جنگی مصلحت کے لئے جھوٹ بولے یا اس کی دو بیویاں ہوں۔ (اور وہ جھگڑا کی ختم کرنے کی غرض سے ایسا کرے)

صدق کی ایک قسم صدق نیت ہے جس کے معنی اعمال میں اخلاص پیدا کرنا اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالی کا دھیان نصیب ہونا ہے۔

صدق کی ایک قسم نیک کاموں کا پختہ ارادہ کرنا بھی ہے اور صدوق وہ شخص کہلاتا ہے جو نیک اعمال کا پختہ ارادہ کرلے۔

ایک قسم ارادے کو صدق کے ساتھ پورا کرنا بھی ہے، بیشک انسان فی الحال کسی کام کا ارادہ کرتا ہے لیکن مستقبل میں وہ کام پورا نہیں کرتا، کیونکہ جب اسے قدرت اور قوت حاصل ہو جائے تو وہ اپنے عزم و ارادے کو تبدیل کر دیتا ہے، صدق کی یہ قسم بہت بڑی اور پر خطر ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنی

مقدس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی وفاشعاری پران کی تعریف فرمائی ہے، اللہ تعالی کاارشاد ہے:

{ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ } الأحزاب ۲۳

ترجمہ:انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جوعہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے جس کی وجہ سے انہیں دلی رنج اورافسوس تھا، وہ اس عدم شرکت کواللہ تعالی کی نافرمانی خیال کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہلے معرکے میں شریک نہیں تھا، اللہ کی قسم! اب اگراللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی معرکہ میں شریک ہونے کا موقع دیا تو وہ ضرور میرے کارنامے دیکھ لے گا۔

آئندہ سال جب احد کا واقعہ پیش آیا تونضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے،حضرت سعد بن معاذ ان کے سامنے آئے؛اور پوچھا اے ابوعمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ نضر نے کہا جنت کا ارادہ ہے ،رب کعبہ کی قسم! مجھے احد کے دامن میں جنت کی خوشبو محسوس ہورہی ہے، پھرلڑتے لڑتے شہید ہو گئے،ان کے جسم پر تیرتلواراورنیزے کے اسی سے زیادہ زخم تھے،زخموں کی شدت کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہ سکا،ان کی بہن نے آکرانگلیوں سےان کی شناخت کی،اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

{ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ }

ترجمہ:انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جوعہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔

صدق یہ بھی ہے کہ ظاہری اور باطنی اعمال میں موافقت ہو، جب کوئی شخص لوگوں کو ظاہرا نیکی کا حکم دے اور تنہائی میں فوراً اپنے مالک کی نافرمانی کر بیٹھے تو وہ معاملے میں جھوٹا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرنے والا ہے، کسی نے شعر کہا ہے:

اذا السرّ والاعلان فی المؤمن استویٰ　　　فقد عزّ فی الدّارین واستوجب الثنا

جب مومن کی ظاہری اور باطنی حالت میں برابر ہوجاتی ہے تو وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو

ہو جاتا ہے اور یقیناً اس کی تعریف ہوتی ہے۔

وان خالف الاعلان سرّ افماله　　　　علیٰ سعیه فضل سوی الکدّ والعنا

اور اگر اس کی باطنی حالت ظاہری حالت کے مخالف ہو تو وہ محنت و مشقت اور تھکاوٹ کے علاوہ کوئی فضیلت حاصل نہیں کرتا۔

کما خالص الدّینار فی السوق نافع　　　　ومغشوشه المردود لایقتضی المُنی

جیسا کہ بازار میں خالص دینار نفع دیتے ہیں اور کھوٹے سکے واپس کر دیئے جاتے ہیں اور مقصد کو پورا نہیں کرتے۔

عطیہ بن عبد الغافر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندے کی باطنی کیفیت اس کی ظاہری حالت کے مطابق ہو جاتی ہے تو اللہ فرشتوں کے سامنے اس بندے پر فخر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ درحقیقت یہ میرا سچا بندہ ہے، سچائی کا میدان بہت وسیع ہے اور بہت کم لوگ اس پر پورا اترتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگزر نہ ہوتی تو ہم ہلاک ہو جاتے، ہم لوگوں سے تو چھپنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں، اپنے ظاہر کو تو لوگوں کے لئے آراستہ کرتے ہیں لیکن اپنے باطن میں پروردگار سے غافل ہیں۔

شیخ عبد الواحد جو عابد و زاہد تھے فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں نے اپنے اور لوگوں کے درمیان معاملات میں امانت داری سے کام لیا لیکن اپنے اور آپ کے معاملات میں خیانت کی ہے۔

صدق کی ایک قسم صدق فی مقامات الیقین بھی ہے جو قدرت رکھنے والے لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا بھی صدق ہے۔

اپنے اعمال پر امید بھی صدق ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا بھی صدق ہے۔

زہد اختیار کرنا بھی صدق ہے۔

اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا بھی صدق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا بھی صدق ہے۔

صدق کی مذکورہ تمام اقسام پر شریعت کے دلائل اور حکایات موجود ہیں۔

پس اے نبی کریم ﷺ کے راستے سے آراستہ ہو کر چلنے والو! آپ ﷺ کے اسم گرامی ''صدوق'' پر غور و فکر کیا کرو، بیشک آپ ﷺ اپنی زبان، افعال، عزم وارادے، خیر خواہی، رضا صبر و شکر، توکل، محبت، زہد اور توبہ سمیت تمام حرکات و سکنات میں سچے ہیں۔

وعید کی آیات کے ہتھیار کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرو اور قیامت کے دن جہنم کی اس بات ''ھل من مزید'' کو یاد کر کے اپنی خواہشات کا قلع قمع کرو، نیز اس ذات کا دھیان رکھو جس پر جہان کی چھپی ہوئی اور ظاہر چیزیں بلکہ دلوں اور خیال میں آنے والی باتیں بھی پوشیدہ نہیں، اس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

{ :یَآاَیُّھَاالَّذِینَ آمنُوا لِمَ تقُولونَ مالاتَفعَلُونَ کَبُرَ مَقتاً عندَاللہِ أَن تَقُولُوا مَالاتَفعَلُونَ} الصّفّ ۲،۳

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی قابلِ نفرت ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

کسی نے عابد اور زاہد بزرگ شیخ ابو محمد عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے خط میں ایک بہت بڑا قصیدہ نقل کیا ہے جسے ''وصف الاولیاء واتباع طریق الاصفیاء'' میں بیان کیا گیا ہے، چنانچہ اس خط میں وہ صادقین کی صفات اور نیک لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سهرت عيون الصّادقين مخافة　　　وتقرّحت أكبادهم والأعينا

صادقین کی آنکھیں خوف کی وجہ سے جاگتی ہیں اور اور ان کے دل اور آنکھیں زخمی ہوتے ہیں۔

من خوف حزب لا يرام نزاله　　　حزب الاله لمن عصاه وأعلنا

ایسے لشکر کے خوف کی وجہ سے جس کے نزول کا قصد نہیں کیا جا سکتا، وہ اللہ تعالی کا لشکر اس شخص کے لئے جو اعلانیہ نافرمانی کرتا ہے۔

أيظنّ من يعصى بأن له الذى　　　للمؤمنين، ولم يتب ممّا جنى

کیا نافرمانی کرنے والا گمان کرتا ہے کہ گناہوں سے توبہ نہ کرنے کے باوجود اسے وہی ملے گا جو ایمان والوں کے لئے ہوگا۔

هيهات ينجو سالما من لم يتب   ممّا نهاه الله عنه ولا انثنى

بہت بعید ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کی منہیات سے باز نہیں آتا اور توبہ نہیں کرتا وہ صحیح سلامت نجات پاجائے۔

صرفوا اللّوا حظ عنهم لمّا جرت   نحو الذی هاموا به فكسوا الضنى

وہ اس طرف دیکھیں گے جس طرف پیاسوں کی طرح جا رہے ہونگے اور انہیں تنگی کا لباس پہنایا جائے گا۔

قادتهم شهواتهم فاستعبدوا   والعبد يوخذ فی القصاص بما جنى

ان کی خواہشات انہیں کھینچ کر لے جاتی ہیں اور وہ (اطاعت سے) دور ہو جاتے ہیں، اور ہر بندے سے اس کے گناہوں کا مواخذہ ہوگا۔

ياويح من باع الثمين ببخسه   تبّت يداه وصافحته يد العنا

افسوس ہے اس شخص پر جس نے قیمتی چیز کو کم قیمت چیز کے بدلے میں فروخت کر دیا اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور مشقت کے ہاتھ اس سے مصافحہ کریں۔

وكذا الدّنی غرّارة عشّاقها   ياويح من يصبو الى حسن الدّنی

دنیا اپنے عاشقوں کو اسی طرح دھوکہ دیا کرتی ہے، ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جو دنیا کی خوبصورتی کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں تمام اعمال میں سچائی کی دولت عطا فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی حرمت کے صدقے دنیا و آخرت میں اپنے مقصود تک پہنچائے، اور نبی کریم ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائے ہمیں زندگی اور موت کے وقت جس کا فائدہ پہنچے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''مصدّق'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و تعظیم اور اکرام کا معاملہ فرمائے۔

مصدق[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے امت محمدیہ کی زبان پر جاری فرمایا، اور تمام جہانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صفت سے شہرت عطا فرمائی ہے، مجھے یہ نام کتاب الشفا میں نظر نہیں آیا لیکن دوسری کتابوں میں موجود ہے، میں نے قاضی عیاض کے کلام میں کسی جگہ ''مصدوق'' دیکھا ہے لیکن ''مصدّق'' کو بھی لوگوں نے کثرت سے استعمال کیا ہے، لہذا مصدّق اور مصدوق کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں کہ تمام موجودات نے جن کی تعریف فرمائی ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس نور کے ذریعے زمین و آسمان کو منور کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والی تمام روحوں کو پیدا فرمایا، ان روحوں نے کائنات کے نور کا مشاہدہ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرادری کا اعتراف کیا۔

پس ہر انسان کی روح نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بڑی نشانیاں اور عجیب وغریب معجزات کا ظہور اس تصدیق کی دلیل ہیں۔

لہذا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجیب وغریب معجزات میں سے کچھ بیان کرتے ہیں جن سے قلبی تصدیق میں اضافہ ہوگا اور ہر مومن کو یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حبیب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام باتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق کی گئی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ

---

[1] یہ اسم گرامی مصدّق اور مصدَّق دونوں طرح مذکور ہے، یہاں پر مصدَّق بیان کیا گیا ہے جس کا معنی ہے پہلے انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی، اور امام سیوطی نے الریاض الانیقہ میں مصدّق بیان کیا ہے جس کا معنی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی یہ اسم گرامی گرامی مذکور ہے۔ از مترجم

کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی گوہ شکار کر کے لایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا: لات اور عزّیٰ کی قسم! میں اس وقت تک اسلام قبول نہیں کروں گا جب تک یہ گوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتی، پھر اس نے اپنے ہاتھ سے گوہ نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پھینک دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ سے کہا: اے گوہ! گوہ نے فصیح عربی زبان میں سارے لوگوں کے سامنے یوں جواب دیا:

لبّیک وسعدیک یازینَ من وافیٰ یوم القیامة۔

لبیک اور سعدیک اے قیامت کے دن بدلہ دینے والوں کے سردار!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

من تعبد یاضبّ؟

اے گوہ! تو کس کی عبادت کرتا ہے؟

گوہ نے یوں جواب دیا:

الّذی فی السماء عرشه ،وفی الأرض سلطانه ،وفی البحار سبیله ،وفی الجنّة رحمته ،وفی النار عقابه ،قال :فمن أنا یاضب؟

اس ذات کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان پر اور سلطنت زمین پر ہے، سمندر اس کا راستہ ہیں، جنت اس کی رحمت اور دوزخ اس کا عذاب ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں پوچھا کہ میں کون ہوں، اس نے جواب میں یہ الفاظ کہے:

رسول ربّ العٰالمین وخاتم النبیّن وقد أفلح من صدّقک ،وقد خاب من کذّبک

آپ رب العالمین کے رسول اور آخری نبی ہیں، یقینا کامیاب ہے وہ شخص جس نے آپ کی تصدیق کی اور نامراد ہے وہ شخص جس نے آپ کی تکذیب کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ،البدایہ والنھایہ، الشفا)

دیہاتی کہنے لگا کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا تو اس وقت میرے نزدیک روئے زمین پر آپ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی نہیں تھا، لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے والدین، اہل وعیال اور اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، بیشک میں آپ سے اپنے ظاہر و باطن اور دل وجان سے محبت کرتا ہوں

اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں ایسے دین کی طرف ہدایت عطا فرمائی جو غالب آنے والا ہے اور اس پر کوئی دین غالب نہیں آئے گا، دین نماز کے بغیر قبول نہیں اور نماز قرآن کے بغیر قبول نہیں، دیہاتی نے درخواست کی کہ مجھے کچھ تعلیم دیجئے، آپ ﷺ نے اسے سورہ اخلاص سکھائی۔

اعرابی جب وہاں سے نکلا تو اس کی ملاقات قبیلہ بنی سلیم کے ایک ہزار شہسواروں سے ہوگئی، دیہاتی نے ان سے پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس شخص کو قتل کرنے جارہے ہیں جسے ہمارے معبودوں نے دیوانہ بنادیا ہے، دیہاتی نے انہیں اس کام سے منع کیا، اپنے ایمان کا واقعہ سنا کر آپ ﷺ کے اس معجزے کے بارے میں بھی انہیں بتایا، وہ سب کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے اسلام کی خبر سن کر آپ ﷺ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی، اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی حکم دیجئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خالد بن ولید کے جھنڈے کے نیچے چلے جاؤ، نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عرب وعجم میں اس جماعت کے علاوہ کسی جماعت نے بھی ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ اسلام قبول نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے گوہ کا کلام کرنا اس کے علاوہ دوسرے طرق میں بھی مروی ہے اس قصے کو بہت طوالت سے بیان کیا گیا ہے لیکن ہم نے اختصار کے پیش نظر اسے ترک کردیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک گدھا رسول اللہ کو غزوہ خیبر سے حصہ کے طور پر ملا تھا، آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے تو گدھے نے بولنا شروع کردیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: اے گدھے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا یزید بن شہاب، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہاری اولاد ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا مجھ تک آباواجداد سے یہ بات پہنچی ہے کہ ہماری نسل پر ستر انبیاء نے سواری کی ہے اور ہماری سب سے آخری نسل پر آخری نبی سوار ہونگے جن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، چنانچہ ہماری نسل میں ساٹھ گدھے گذر چکے ہیں جن پر صرف انبیاء سوار ہوئے ہیں، مجھے یہ امید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر سواری کریں گے، میرے آباواجداد کی نسل سے میرے علاوہ کوئی اور باقی نہیں بچا، اور انبیاء کرام میں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں بچا، میں آپ سے پہلے ایک یہودی کی ملکیت میں تھا، میں اس کو جان بوجھ کر گرادیتا تھا اور وہ برا سلوک کرتے ہوئے میری کمر پر مارتا تھا، آپ

ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن سے تمہارا نام یعفور رہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہو کر اپنی ضرورت کے کاموں کو جایا کرتے تھے، آپ ﷺ اس گدھے کو کسی آدمی کے گھر کی طرف بھیج دیتے، وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر سے دستک دیتا تھا، جب گھر کا مالک باہر نکلتا تو گدھا آپ ﷺ کی طرف اپنے سر سے اشارہ کرتا، آپ ﷺ کے انتقال کے بعد گدھا تین دن تک زندہ رہا پھر قبیلہ ابو ھیثم کے کنویں کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے غم کی وجہ سے اس میں گر کر مر گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، اس وقت نعمان بن مالک نامی ایک آدمی چتکبرے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگا: تم میں محمد کون ہے؟ اور آپ ﷺ کے بارے میں ایسی نامناسب باتیں کیں جو آپ ﷺ کی شان کے خلاف تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی جلدی سے اس شخص کی طرف دوڑے اور نبی کریم ﷺ کا بدلہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ اس کی گردن کی طرف بڑھایا اور اسے گھوڑے سے اوندھا منہ نیچے گرا دیا، حضرت علی جلدی سے اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھے گئے اور پھر قتل کرنے کے لئے تلوار کو نیام سے باہر نکا دیا۔

نبی کریم ﷺ امت پر شفیق اور ان کے ایمان پر بہت زیادہ حریص تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے ابوالحسن! اس کے اوپر سے اٹھ جاؤ، حضرت علی نے اسے اپنی تلوار کا دستہ مار کر کہا: کیا تم اللہ کے محبوب نبی اور رسول ﷺ کو گالی دیتے ہو؟ نعمان نے پوچھا: کیا آپ محمد ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جی ہاں میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔

نعمان کہنے لگا: بیشک میں نے آپ کے چچازاد بھائیوں اور انصار کے علاوہ یمن کہلان قحطان خولان، لخم اور جذام سمیت دیگر علاقوں کے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ جادوگر ہیں، پس اگر آپ کے پاس کوئی نشانی ہو جو آپ کی تصدیق کر دے تو میں ایمان لا کر آپ کی تصدیق کر دوں گا، اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی نشانی اور معجزہ نہیں تو میں بھی آپ کی تصدیق کئے بغیر واپس لوٹ جاؤں گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نعمان! تمہارے مطالبے کو پورا کیا جائے گا، چنانچہ نعمان آپ ﷺ کے سامنے اپنے

گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے گھوڑے کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے نعمان کے گھوڑے! آ جاؤ، گھوڑا فوراً لوگوں کے کپڑے بچاتا ہوا مسجد میں داخل ہوا اور اپنا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک دراز کر کے اس کے رخساروں اور پیشانی پر رکھا اور پوچھا: اے نعمان کے گھوڑے! میں کون ہوں؟ راوی کہتے ہیں گھوڑے نے انسان کی طرح کھانس کر یوں جواب دیا:

أنت محمد بن عبد الله وأنت تاج الأوّلين والآخرين

آپ محمد بن عبداللہ اور اولین و آخرین کے تاج ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق پر ہاتھ رکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ گھوڑے نے جواب دیا یہ ابوبکر ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر پر ہاتھ رکھا پھر حضرت عثمان اور حضرت علی پر، گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب کے بارے میں بتا رہا تھا، پھر کہنے لگا: علی آپ کے داماد اور چچا زاد بھائی اور آپ کی بیٹی کے شوہر، جو شخص آپ کی سنت کو تھام لے اور ان سے محبت کرے اس نے نجات پائی، پھر گھوڑا خاموش ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نعمان کے گھوڑے! امانت ادا کرو، گھوڑا کہنے لگا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق والی نبوت دے کر بھیجا ہے ہمارا نام خیل رکھا گیا ہے فرس نہیں، ہمارے جسم صرف اسی وجہ سے خوبصورت اور ہم اس وجہ سے انسانوں کے محبوب ہیں اور دیگر چوپائیوں کے مقابلے میں ہمیں اس لئے سدھایا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر یہ کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وانّ محمداً عبدہ ورسولہ'' لکھ دیا ہے۔

اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے: ابوبکر صدیق ہے، عمر فاروق ہے، عثمان ذوالنورین ہے اور علی رضی ہے، قرآن اللہ کی کتاب ہے اور خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، نعمان نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنا دست مبارک آگے بڑھائیں بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس کے بعد نعمان وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایمان کی حالت میں ٹھہرے رہے، پس تمام موجود چیزوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ شرف واکرام اور تعظیم کا معاملہ فرمائے۔

فکلّمته دواب الأرض مفصحة — والضبّ والذئب والأطیار فی الشجر

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فصیح زبان میں زمین کے جانوروں نے بات کی گوہ، بھیڑیے اور درخت کے پرندوں سمیت ہرن نے بھی کلام کیا ہے۔

والصخر والظبی والأطواد شاهدة — وما علی الأرض من بیت ومن مدر

پہاڑ اور ٹیلوں سمیت زمین کے ہر پکے اور کچے گھر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (رسالت) گواہی دی ہے۔

کلّ ینادیه أنّ الله أرسله — حتیٰ الجماد مع الأنعام والبقر

جمادات، چوپایوں اور گائے سمیت ہر ایک نے پکار کر کہا کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

وکلّمته ذراع الشاة مخبرة — انّی لمسمومة فکن علی حذر

بکری کی دستی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بتانے کے لئے گفتگو کی کہ میں زہر آلود ہیں لہذا بچ کر رہیں۔

وحنّ شوقا الیه حین فارقه — جذع النخل ذاویابس نخر

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرجھائی ہوئی بوسیدہ کھجور کے خشک تنے کو اپنے سے جدا کیا تو وہ شوق کے مارے رونے لگا۔

فضمّه المصطفیٰ فی حضنه سکنا — فزال عنه الذی یخشاه من ذعر

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چپ کرانے کے لئے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تو چپ ہو گیا اور اس کا خوف وگھبراہٹ زائل ہو گیا۔

جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں اس میں کافی رہنمائی موجود ہے، یہ باتیں محبت کرنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق اور یاد دہانی کا کام دیں گی، اس اسم کے بعد ہم عنقریب معجزات والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان معجزات کو بیان کریں گے جو ذہن میں موجود ہیں، اللہ تعالی ہم پر ان کی برکتیں بار بار لوٹائے اور ہمیں جنت میں داخلے تک عزت وعافیت کے ساتھ رکھے۔

فصل

اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کی جو تکریم ہوئی ہے اس کی معرفت رکھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کثرت سے آپ ﷺ کے معجزات کو سنے، وہ یہ جان لے کہ ممکنات میں سے کوئی بھی چیز اللہ تعالی کو عاجز نہیں کر سکتی، اور اس نے مخلوقات کے بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، بیشک عقل میں آنے والی اور نظر آنے والی ہر چیز کو اللہ تعالی بنا سکتے ہیں، لہذا جب تم انبیائے کرام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامت کو سنو تو جلدی سے یہ بات کہو، میں اللہ تعالی کے تمام احکام اور نبی کریم ﷺ کی زبان پر ایمان لاتا ہوں، میں ایمان لاتا ہوں اللہ تعالی کے احکام اور اس کے نیک بندوں کی زبان پر۔

غائب کے بارے میں آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کی بھی ایسے تصدیق کرو جیسے تم انہیں دیکھ رہے ہو، نیز آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے احوال کی پیروی کرو، آپ ﷺ نے اپنے دو ساتھیوں کی پختہ تصدیق اور قوتِ یقین کے بارے میں بتایا ہے، وہ دونوں حق گو ہستیاں ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما ہیں، فرماتے ہیں کہ ''ایک آدمی گائے پر سوار ہو کر اسے مار رہا تھا اور ڈانٹ رہا تھا، گائے نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا، لوگ کہنے لگے سبحان اللہ! گائے بول رہی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں ابوبکر اور عمر اس بات پر ایمان لائے۔

اولیاء اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تصدیق کی خبر سنائی، اس کے ساتھ حضرت ابوبکر اور عمر کی عدم موجودگی میں ان کی تصدیق کی خبر دی، اگرچہ سارے مسلمانوں کو آپ ﷺ کی بات میں کوئی شک اور تردد نہ تھا لیکن انہیں پہلے گائے کے گفتگو کرنے پر تعجب ہوا پھر آپ ﷺ کی بات پر ایمان لائے، لیکن ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کمال ایمان اور یقین کی وجہ سے اللہ تعالی کی قدرت پر کوئی تعجب نہ ہوا کیونکہ وہ دونوں ہستیاں اس جہاں کے دائرے سے نکل چکی تھیں، انہوں نے اس واقعہ کو دیکھا نہیں تھا لیکن حق بات کو اس طرح مان لیا تھا جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں، یہ اللہ تعالی کے خاص بندوں کے حالات تھے، چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ پوری تصدیق اور یقین کے باوجود جب آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں سے تھوڑے سے غافل ہوتے تو اپنی ذات پر منافق ہونے کا حکم لگایا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا اے حنظلہ! آپ

نے کیسے صبح کی؟ حنظلہ کہنے لگے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے جنت جہنم کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسا لگتا ہے گویا وہ آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن جب ان کی مجلس سے اٹھ کر ہم اپنے اہل واولاد سے گھل مل جاتے ہیں تو ہم بہت ساری چیزیں بھول جاتے ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا میری بھی یہی حالت ہے۔[1]

پس آپ ان عظیم ہستیوں کے معاملات پر غور کریں جن کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی، ان کے ہر چھوٹے بڑے آدمی کو اپنی باتوں میں کس درجہ کی تصدیق حاصل تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑا خریدا تھا جب اس پر تنازعہ ہوا تو حضرت خزیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی حالانکہ وہ اس موقع پر موجود نہ تھے کیونکہ وہ یقینی طور پر جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حق بولتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ہمیشہ سچ ہی ظاہر ہوتا ہے، معجزات کے دلائل اس بات پر گواہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری گفتگو اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ صدق پر دلالت کرتی ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی دو آدمیوں کے قائم مقام قرار دی کیونکہ انہیں ایسا علمِ یقینی حاصل تھا جیسا کہ آنکھ سے دیکھ کر حاصل ہوتا ہے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کے بارے میں جانتے تھے۔

اور جب بھی تم غفلت کی نیند سے بیدار ہو تو اپنی تصدیق کی تجدید کیا کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو بیان کرو اور صحابہ کرام کی تصدیق کی اتباع کرو، بیشک وہ نیکیوں کی اساس اور صدق ووفا کی اصل بنیاد ہیں۔

اللہ فضّلہ نیلا وقرّبہ — وکان صاحبہ فی الوحی جبریل

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت اور قرب عطا کیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لانے والے جبریل ہیں۔

وفی أبی بکر الصدیق صاحبہ — فضائل دونہا للعدّ تبیین

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ابوبکر صدیق کے بھی ایسے فضائل ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] (احادیث کی کتابوں میں پورا واقعہ موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں حضرت وہاں سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی بات عرض کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری ہر وقت وہی حالت ہو جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے اتریں، لیکن گھڑی گھڑی انسان کی حالت بدلتی رہتی ہے، ہر وقت آدمی کی کیفیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ از مترجم)

وللسّراج أبي حفص بلا عدد　　　مفاخر زانها للفخر تزيين

ابوحفص کے چراغ کی بہت ساری قابل شرف باتیں ہیں جنہیں فخر کیلئے مزین کیا گیا ہے۔

وأين مثل ابن عفان وعفّته　　　ونسكه وتقاه وهو مأمون

حضرت عثمان کی پاکدامنی، تقوی اور قربانی اور تقوی کی مثال کہاں سے مل سکتی ہے، (گناہوں سے) ان کی حفاظت کی گئی۔

وصف خصال عليّ مع شجاعته　　　وما رأت منه يوم الحرب صفّين

حضرت علی کی شجاعت سمیت ان کی دوسری خوبیاں بیان کرو جو جنگ صفّین کے دن ان سے دیکھی گئی۔

وطلحة وزبير الفاضلين معا　　　وبعد سعد سعيد وهو تحصين

طلحہ اور زبیر دونوں فضیلت والے ہیں، اور آخر میں سعد بن وقاص خوش نصیب ہیں جن کی پاکدامنی بیان کی گئی ہے۔

ثم ابن عوف جرّاح فلذ بهما　　　وامدحهما فمديح القوم مسنون

پھر عبدالرحمن بن عوف اور عبیدہ بن الجرّاح کی مدح کر کے لذت حاصل کرو، اس لئے کہ ان لوگوں کی مدح مسنون ہے۔

من حبّ هذا النبيّ الهاشميّ ومن　　　يهوى صحابته لم يخشه هون

جو شخص اس ہاشمی نبی اور اس کے صحابہ کرام سے محبت کرے اسے ذلت کا کوئی خوف نہ ہوگا۔

صلى الاله عليهم ما سرى قمر　　　وما تأوّه مشتاق ومحزون

ان پر اللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہوں جب تک چاند گردش کرتا ہے اور جب تک محبت کرنے والا اور غمزدہ آہیں بھرتا رہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''قَدَمَ صدقٍ'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

''قدم صدق'': آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے جو قرآن کریم کی ایک آیت میں صراحتاً بیان ہوا ہے ،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ } یونس ۲

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لے آئے ان کو خوشخبری دو کہ ان کے رب کے نزدیک ان کا صحیح معنی میں بڑا پایا ہے۔

حضرت قتادہ، حسن اور زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ آیت میں '' قدم صدق'' سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اللہ تعالی کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور شفاعت کرنے والے نبی ہیں۔

سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ رحمت مراد ہے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں پیدا فرمائی ہے، محمد بن علی ترمذی کا قول ہے کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیقین کے امام اور ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی جائے گی اور ایسے مانگنے والے جن کی بات مانی جائے گی۔

حضرت حسن سے منقول ہے کہ '' قدم صدقٍ'' سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی مصیبت مراد ہے، بہرحال ان تمام اقوال کے مطابق یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، تمام صفات اور افعال کو ایسا عمدہ بنایا ہے کہ پیروی کرنے والا فوراً تصدیق کرتا ہے، یہ احتمال بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''قدم صدق'' آخرت میں امت کی شفاعت کرنے کی وجہ سے کہا گیا ہے، عنقریب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''شافع اور مشفّع'' کے ذیل میں وہ باتیں بیان کریں گے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بیان فرمائی ہیں، ان باتوں کو حدیثِ شفاعت میں بیان کیا گیا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''قدم صدقٍ'' کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس امت کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کی مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب عطا فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کی وجہ سے

امت کو جتنا درد ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو امت میں بڑھا کر اسی کی بقدر اللہ تعالی نے انہیں بہترین بدلہ عطا فرمایا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا کہ امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی جدائی کی وجہ سے بہت زیادہ مصیبت میں مبتلا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اس مصیبت پر تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لیعزّ النّاس فی مصیبتھم المصیبة بی''

ترجمہ: لوگوں کو اس مصیبت میں تسلی دینی چاہیے جو میری وجہ سے انہیں لاحق ہوگئی۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کی مصیبت تمام مصیبتوں پر اتنی بھاری ہے کہ بڑی بڑی سختیاں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محبت کرنے والا مسلمان جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کو یاد کرتا ہے تو یہ پریشانی اسے دیگر تمام پریشانیوں سے غافل کردیتی ہے، لیکن پھر بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر صبر کرتا ہے، یقینا محبت کرنے والے مومن کے نزدیک عزت وتکریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہیں، ہر مومن مرد اور عورت کی زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یوں کہتی ہے:

یاسیّدا اعظمت فی الفضل رتبته ۔۔۔ وأغمر الخلق احساناوافضالا

اے وہ سردار! فضیلت میں جن کا مرتبہ بلند ہوا اور جس نے مخلوق پر انعامات اور احسانات کی بارش برسائی ہے۔

مابعد فقدك موجود نسرّ به ۔۔۔ کنت الحیاة و کنت الأهل والمال

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے بعد کوئی ایسی چیز موجود نہیں جس سے ہم خوش ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میری زندگی، اہل وعیال اور مال ہیں۔

اللہ تعالی اس انصاری عورت سے راضی ہو جس کا شوہر بھائی اور بیٹا تینوں احد کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے لیکن وہ اپنی مصیبت بھول کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھتی رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جو بھی اس سے ملتا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت بتاتا، اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دکھاؤ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت تک اس کا غم ہلکا نہ ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے بعد اسے اطمینان حاصل ہوا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے، گویا اس عورت نے اپنی زبان حال سے اس بات کی طرف

اشارہ کیا کہ جب لوگوں میں آپ ﷺ کی ذات صحیح سلامت ہے تو وہ بھی سلامت رہیں گے اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی، بے شک لوگوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر عزیز ہیں، آپ ﷺ کے چہرے مبارک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو ضیاء بخشی ہے۔

چنانچہ ہم نبی کریم ﷺ کی وفات کا کچھ تذکرہ کرتے ہیں تاکہ دل نصیحت حاصل کر کے گناہوں سے باز رہے، اور اسے اس حقیقت کا علم ہو کہ دنیا فنا ہونے والا گھر ہے، ابن سبع وغیرہ نے جو لکھا ہے اس کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

حضرت علی رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے تین راتیں قبل حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! بیشک اللہ تعالی نے آپ کی حالت خوب جاننے کے باوجود مجھے یہ پوچھنے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ نے صبح کیسے کی اور آپ کی صحت کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آج صبح کے وقت درد تھا، تین دن بعد حضرت جبریل نے حاضر ہو کر پھر عرض کیا: اے محمد! بیشک اللہ تعالی نے آپ کی حالت خوب جانتے ہوئے مجھے یہ پوچھنے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ نے صبح کیسے کی اور آپ کی صحت کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج پورا دن درد اور تکلیف میں گذارا ہے، جبریل نے عرض کیا کہ موت کا فرشتہ دروازے پر کھڑا اجازت مانگ رہا ہے حالانکہ اس نے آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے مانگے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے موت کے فرشتے کو اجازت دیدی، جب وہ داخل ہوا تو جبریل واپس چلے گئے، ملک الموت نے سلام کے بعد عرض کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کے پاس بھیج کر مجھے آپ کی بات ماننے کا حکم دیا ہے، اگر آپ مجھے اپنی مبارک روح کو قبض کرنے کی اجازت دیدیں تو میں اسے قبض کرلوں گا، اور اگر واپس جانے کا حکم دیں تو واپس چلا جاؤں گا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل کے آنے تک مجھے تھوڑی سی مہلت دیدو، ملک الموت واپس چلا گیا تو ہوا میں اس کی ملاقات حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہوئی کہ وہ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہیں، اور میکائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کیساتھ ہیں، اور اسرافیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہیں، جہنم کا داروغہ خازن ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہے اور جنت کا داروغہ رضوان ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہے، جبریل نے موت کے فرشتے سے پوچھا کہ آپ نے میرے محبوب محمد ﷺ کی روح کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ

انہوں نے مجھے تمہارے آنے تک انتظار کا حکم دیا ہے، اس لئے میں واپس آگیا ہوں، جبریل علیہ السلام دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! آپ نے مجھے تکلیفوں کے وقت کیوں چھوڑا ہے، جبریل نے جواب دیا کہ اے میرے حبیب! میں نے آپ ﷺ کو نہیں چھوڑا بلکہ اللہ رب العزت آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اے جبریل! دنیا سے میری روح قبض ہونے سے پہلے مجھے خوشخبری سنادو، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد ﷺ! آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور آسمان کی ساری مخلوق صفیں باندھ کر آپ ﷺ کی روح کا انتظار کررہی ہے تاکہ جب آپ ﷺ ان کے پاس گذریں تو وہ آپ پر درود بھیجیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبریل! میں نے تم سے اس بارے میں نہیں پوچھا، پس مجھے خوشخبری سنادو، جبریل نے کہا انبیاء میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبر کو کھولا جائے گا، اور آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! میں نے آپ سے یہ بات نہیں پوچھی، مجھے خوشخبری سنادو، جبریل نے کہا: قیامت کے دن جنت کی چابی آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تم سے یہ بات نہیں پوچھی، مجھے خوشخبری سنادو، جبریل نے کہا: اے محمد! تمام امتوں پر جنت حرام ہے جب تک آپ ﷺ کی امت جنت میں داخل نہ ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میرے دوست جبریل! اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہیں، پھر آپ ﷺ نے ملک الموت سے ارشاد فرمایا کہ قریب آکر حکم کے مطابق میری روح قبض کرلو، حضرت فاطمہ رورہی تھیں، پھر حضرت حسن اور حضرت حسین آئے تو ان کی ماں نے کہا کہ اپنے نانا کے قریب ہوجاؤ، وہ دونوں آپ ﷺ کے قریب ہوکر باتیں کرنے لگے لیکن آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا حالانکہ آپ ﷺ پیار سے ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

وہ آپ ﷺ کے قریب آئے اور سامنے بیٹھ کر یوں کہنے لگے: اے نانا! اے اللہ کے رسول! نبی کریم ﷺ موت کی سختی کی وجہ سے سخت تکلیف کی حالت میں تھے، جب حضرت حسن اور حسین نے یہ حالت دیکھی تو رونا شروع کردیا، ان کے رونے کی وجہ سے گھر والے بھی رونے لگے، وہ بار بار آپ ﷺ کو پکار رہے تھے، چنانچہ حضرت علی، فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہم بھی ان کے رونے کی وجہ سے

رو پڑے، ان دونوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ زیادہ رو رہے تھے، وہ روتے ہوئے اپنے نانا کی طرف دیکھ کر کہہ رہے تھے: اے نانا! ایک نظر میری طرف تو دیکھ لیں، مجھ سے ایک بات تو کرلیں، کاش میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی خوشبو اور لذت حاصل کرتا۔

راوی کہتے ہیں یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ دونوں نواسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کررہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہ دیا جس کی وجہ سے وہ رونے لگے اور ان کے رونے کی وجہ سے اہل بیت بھی رو رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے قریب ہوجاؤ، جب وہ قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو چوم کر اپنا دستِ مبارک ان کے سروں پر پھیرا، وہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بے ہوش ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ملک الموت نے آکر سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے اجازت دیدو بیشک یہ ملک الموت ہے۔

جب اللہ تعالی کا فیصلہ پورا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک نکلنے کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں، حضرت فاطمہ رضی عنہا اس پر افسوس کرنے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی سختی نہیں ہوگی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک نکل کر حلق تک پہنچ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل موت کی کڑواہت کس قدر سخت ہے۔

جبریل نے اپنا چہرہ پھیر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ نے مجھ سے اپنا چہرہ کیوں پھیرا؟ جبریل کہنے لگے: اے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ موت کی سختیوں کا سامنا کر رہے ہیں تو آپ کی طرف کون دیکھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی کیفیت کے بارے میں ان روایات کی صحت اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے، ہم نے بہت سارے طرق کو کثرت کی بناء پر حذف کر دیا ہے، یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالی کی نظر میں تمام مخلوق سے زیادہ باعزت ہستی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو انصار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر جمع ہو گئے، دروازہ بند تھا انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو آواز دی، اسامہ نے پوچھا کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونا چاہتے ہیں، پھر فضل بن عباس نے نکل کر لوگوں سے کہا: اے انصار کی

جماعت! کیا تمہارا موت سے کوئی معاہدہ ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا، فضل نے انہیں بلند آواز سے روتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم موت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اس ارشاد میں بتادی تھی:

{اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ} الزمر ۳۰

ترجمہ: (اے پیغمبر!) موت تمہیں بھی آنی ہے، اور موت انہیں بھی آنی ہے۔

چنانچہ مدینہ کے باشندوں نے بلند آواز سے رونا شروع کردیا، ہر کوئی روتا ہوا اور غمگین نظر آتا تھا، بعض صحابہ بیٹھ گئے اور بعض کی عقل ماؤف ہوگئی اور کانپنے لگے، حضرت عمر بن خطاب شدت غم کی وجہ سے قسم کھا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت کا انکار کر رہے تھے، حضرت ابوبکر مسلسل انہیں سمجھاتے رہے پھر انہوں نے اپنی بات سے رجوع کرلیا اور انہیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ موت برحق ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے فضل بن عباس سے اندر آنے کی اجازت مانگی، اندر داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھ کر بہت زیادہ روئے اور پھر باہر نکل گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر دیگر صحابہ کرام کا بھی وہی حال تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحابہ کرام کی محبت کا حال معلوم ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی پر دیگر لوگوں کے مقابلے میں انہیں زیادہ دکھ ہوا کیونکہ وہ زندگی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ مختلف حالتوں کے درمیان تھے، بعض نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت کا انکار کردیا، بعض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی کی وجہ سے خاموش رہنے لگے، اور بعض زمین پر اس طرح بیٹھ گئے کہ ان کے اعضاء نے جواب دیدیا اور ٹانگیں کمزور ہوگئیں، بعض لوگوں کی گفتگو میں گڑبڑ پیدا ہوگئی تھی اور وہ بغیر سوچے سمجھے بولتے تھے، حضرت عمر کا شمار انکار کرنے والوں میں تھا، حضرت علی بیٹھنے والوں میں جبکہ حضرت عثمان خاموش رہنے والوں میں تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدمی اور مضبوط عزم و ارادہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ انہوں نے صحابہ کرام کے دلوں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی کی پریشانی کو دور کردیا۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کی خبر پہنچی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرہ

مبارک پر حاضر ہوئے، ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اور بہت زیادہ غمگین تھے لیکن اس کے باوجود ان کی گفتگو اور ہوش وحواس درست تھے، چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے مبارک سے کپڑا ہٹا کر پیشانی پر بوسہ لیا، پھر اپنے آنسو صاف کر کے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ، میری جان اور اہل وعیال سب آپ پر قربان جائیں، آپ نے زندگی اور موت اچھی گذاری، اگر آپ نے ہمیں رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ پر آنسو بہا کر آنکھوں کا پانی ختم کر دیتے، اے اللہ! ہماری طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پہنچا، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے پروردگار کے پاس مجھے یاد رکھنا تا کہ ہمارا شمار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں ہو۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق لوگوں کی طرف نکلے جو شدتِ غم سے نڈھال تھے، آپ نے ایک عظیم خطبہ دیا، حضرت عمر بن خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی نفی کر رہے تھے، جب حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے تو حضرت عمر نے لوگوں کو ان کی بات سننے کا حکم دیا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی موت کی اطلاع اس وقت کر دی تھی جب وہ تمہارے درمیان زندہ تھے، اور تمہیں بھی ان کی موت کی اطلاع کر دی تھی، اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ} آل عمران ۱۴۴

ترجمہ: اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ بھلا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا انہیں قتل کر دیا جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی آیت تھی لیکن اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر کی تلاوت تک مجھے اس کے نزول کا علم نہیں تھا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ} آل عمران ۱۸۵

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضرت ابوبکر نے یہ بھی فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ رکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کا پیغام پہنچا کر دین کو غالب کر دیا، اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور پھر اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت دیدی

، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں ایک واضح طریقے پر چھوڑا ہے، پس جس شخص کا رب اللہ ہو تو بیشک وہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آتی اور جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے، پس اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کو تھامے رکھو اور اسی پر بھروسہ کرو، بیشک اللہ کا دین اور اس کا کلام باقی ہے، اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے، یہ کتاب نور اور شفاء ہے، اسی کتاب کے ذریعے اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی فرمائی، اور اس میں حلال و حرام چیزوں کو بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بلند مقام و مرتبے کے مطابق اس کے علاوہ بھی کچھ باتیں ارشاد فرمائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ تمام لوگوں سے افضل ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت انہی سے تھی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنے ایک مرثیے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما رأیت نبیّنا متجدّلا ضاقت علیّ بعرضهنّ الدور

جب میں نے اپنے نبی کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھا تو وسعت کے باوجود گھر مجھ پر تنگ ہو گئے۔

فارتعت روعة مستهام واله والعظم منّی مابقیتُ کسیر

تو میں پیاسے اور غمگین آدمی کی طرح خوف میں مبتلا ہو گیا، اور میری ہڈیاں ٹوٹنے سے باقی نہیں بچی۔

أعتیق ویحك انّ حبّك قد ثوی وبقیت منفردا وأنت حسیر

اے عتیق! تجھ پر افسوس ہو کہ تیری محبت دفن ہو چکی ہے اور تو حسرت کے ساتھ اکیلا باقی رہ گیا ہے۔

یالیتنی من قبل مهلك صاحبی غُیّبت فی جدث علیّ صخور

اے کاش! کہ اپنے دوست کی وفات سے پہلے ہی مجھے قبر میں غائب کر دیا جاتا اور میرے اوپر ایک بڑی چٹان ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرثیہ کے موضوع پر بہت ساری کتابیں اور قصیدے لکھے گئے ہیں، ہر ایک نے اپنے شوق و محبت اور طاقت کی بقدر لکھا ہے، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و اکرام اور تعظیم کا معاملہ فرمائے۔

فصل

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والو! صحابہ کرام کی صفات اپنے اندر پیدا کرو کہ کس طرح انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق تھا، تمہیں ہر حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد ہو، ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا کرو اور

اپنے نفس پر نظر رکھو، اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو کیونکہ سوال کی بقدر حاجتیں پوری ہوا کرتی ہیں، آپ ﷺ کا انتقال بڑی پریشانی اور آزمائش تھی جو جہانوں کو پیش آئی تھی، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس پر ثواب کی امید ہے۔

غبرّ آفاق السماء و کوّرت شمس النهار و أظلم العصران

آسمان کا افق غبار آلود ہو گیا اور دن کو سورج بھی لپیٹ دیا گیا اور عصر کے وقت تاریکی ہو گئی۔

والأرض من بعد النبیّ کثیبة أسفا علیه کثیرة الرجفان

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد افسوس کرتے ہوئے زمین ٹیلہ بن گئی ہے اور کثرت سے زلزلے ہونے لگے ہیں۔

فلیبکه شرق البلاد و غربها و لتبکه مصر و کل یمان

آپ ﷺ کی وفات پر مصر یمن اور مشرق و مغرب کے تمام شہروں کے رہنے والوں کو رونا چاہیے۔

ولیبکه الطّود المعظّم جوّه والبیت ذو الأستار و الأرکان

بڑے ٹیلوں اور پردوں اور ارکان والے گھر یعنی بیت اللہ کو بھی رونا چاہیے۔

یا خاتم الرّسل المبارك شخصه صلّی علیك منزّل القرآن

اے آخری نبی! جس کی ذات مبارک ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس پر قرآن نازل کیا ہے آپ ﷺ پر اللہ کی رحمت ہو۔

ہر مسلمان کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں اور موت کے بعد اپنے نبی کیساتھ اکرام کا معاملہ فرمایا ہے، موت کے بعد بھی آپ ﷺ کا اس طرح کا احترام لازم ہے جس طرح زندگی میں تھا، اخلاق اور صفات میں پوری مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے مشابہ نہیں، اسی طرح موت کے بعد بھی مخلوق میں سے کوئی آپ ﷺ کے مشابہ نہیں، آپ ﷺ کی ذات کے حسنِ اخلاق اور کمال طہارت پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ قبر میں آپ ﷺ کے جسم کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا گیا ہے، نیز آپ ﷺ کی قبر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوارات کی بارش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کے بعد دشمنوں کی پہنچ سے آپ ﷺ کے جسم اطہر کی حفاظت فرمائی اور زندگی کی طرح موت کے بعد بھی آپ ﷺ کے احترام کو اسی طرح برقرار رکھا، آپ ﷺ کی موت کے بعد عجیب کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ آپ ﷺ کا یعفور نامی گدھا غم کی وجہ سے کنویں میں گر کر مر گیا اور عضبا نامی

اونٹنی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے غم کی وجہ سے چارہ پانی چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حاضرین کے سامنے ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اس جیسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام تھا، زندگی اور موت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھنا ضروریات دین میں سے ہے، اس بات کی گواہی بہت ساری حکایات دے رہی ہیں۔

اِس زمانے میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب وغریب فضیلت ظاہر ہوئی ہے۔(یہ نویں صدی ہجری کی بات ہے جب شیخ نے کتاب لکھی تھی۔) از مترجم

شیخ ابوعبداللہ محمد بن مرزوق نے اپنے استاذ امام محدّث النوری جو حرم شریف میں مالکیہ کے امام تھے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بہت سارے لوگوں سے یہ بات سنی ہے کہ ایک یہودی نے مکروفریب کے ارادے سے خود کو عابد ظاہر کیا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب ایک کمرہ دیدیا گیا، اس کمرے میں صرف وہی عابد وزاہد شخص رہتا تھا، اس کا کمرہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کے سر کی جانب تھا۔

وہ یہودی ملعون مسلسل زمین کھود کر مٹی منتقل کرتا رہا، اس نے وہاں سرنگ بناڈالی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر تک پہنچنا چاہتا تھا، کسی شخص کو بھی یہودی کے اس کام کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر تک پہنچنے میں تین دن کی کھدائی باقی رہ گئی تھی، چنانچہ مصر کے حکمران ملک ناصر کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے بچاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ساری بات بتا کر اس یہودی کی نشانیاں بھی بتادیں، جب ملک ناصر نیند سے بیدار ہوا تو اس نے جلدی اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ کا سفر شروع کیا، وہ لوگوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ مال بھی لے آیا، انتہائی تیز رفتاری سے چل کر مدینہ پہنچا اور وہاں کے لوگوں میں مال تقسیم کیا، ایک عبادت گذار آدمی کے علاوہ جو صدقہ کا مال نہیں لیتا تھا تمام لوگوں نے بادشاہ سے مال لیا، بادشاہ نے انہیں حکم دیا کہ اسے میرے پاس لے کر آؤ، جب لوگ اسے بادشاہ کے پاس لے کر آئے تو وہ وہی یہودی تھا جس کی علامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ کو بتادی تھیں، چنانچہ اسے پکڑ کر قتل کردیا گیا۔

بادشاہ اور وہاں پر موجود تمام لوگوں نے اس کے مکروفریب کو دیکھا، بادشاہ نے لوگوں کو اپنی نیند میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا واقعہ بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بچاؤ، چنانچہ احتیاط کے پیش نظر حکمرانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی جگہ کے اردگرد پکی دیوار بنا کر اس پر ہر طرف سے پگھلا ہوا سیسہ ڈالا اور پھر اس پر بڑی مضبوط اور پختہ عمارت بنادی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی اور موت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام ہے۔

ایسا کیوں نہ ہوتا؟ کیونکہ زمین کے دیگر تمام خطوں کے مقابلے میں وہ زمین زیادہ شرف والی ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے عظیم اخلاق والے نبی کے لئے پیدا فرمایا، نیز اسے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک اس میں اترا، کسی نے آپ ﷺ کے بارے میں ایک عمدہ قصیدہ کہا ہے:

دار الحبیب لها فَلُذ بِرَحِیبها والنفس مولعة بذ کر حبیبها

واللہ شرّ فها به لنصیبا واختصّها بالطّیبین لطیبها

واختارها ودعا الیٰ سکناها

محبوب کا گھر مدینہ ہے پس اس کی کشادگی کے مزے لو اور نفس محبوب کے ذکر کا مشتاق ہے، اللہ تعالی نے مدینہ کے نصیب میں یہ شرف لکھا ہے کہ پاکیزگی کے سبب اسے پاکیزہ لوگوں کی خصوصیت عطا فرمائی اور پھر اس کو منتخب فرما کر آپ ﷺ کو اس میں رہائش کے لئے بلایا۔

مدّت بها رحم الاله ظلالها من أجل من منع النفوس ضلالها

جُل فی البلاد فلن تصیب مثالها تلك المدینة منزلا و کفیٰ لها

شرفا حلول محمّد بفناها

مدینہ پر اللہ تعالی کی رحمت کے سائے اس ذات کی وجہ سے دراز ہوئے جس نے لوگوں کو گمراہی سے منع کیا، تم شہروں کے چکر لگاؤ تمہیں مدینہ کے گھر کی طرح ہرگز کوئی شہر نہیں ملے گا، اس کے شرف کے لئے یہی کافی ہے کہ محمد ﷺ اس کے صحن میں اترے ہیں۔

من لی بأن ألقیٰ الحبیب فأظفرا واشمّ من مثواه مسکا أذفرا

وأریٰ الذی شغفت به مهج الوریٰ حظیت بهجرة خیرة من وطیء الثریٰ

وأجلهم قدرا فکیف تراها

کون میری مدد کرے گا؟ کہ میں اپنے محبوب سے مل کر کامیاب ہو جاؤں اور آپ ﷺ کے ٹھکانے سے میں مشک واذفر کی خوشبو سونگھوں، اور میں اس ذات کا دیدار کروں مخلوق کی روحوں میں جس کے لئے محبت ہے، اور مدینہ زمین کو روندنے والی مخلوق میں سب سے باعزت ذات کی ہجرت کی وجہ سے صاحب نصیب بنا ہے، پس آپ کی کیا رائے ہے؟۔

کلفی بہ طمع بغیر تکلّف　　صفۃ القلوب لھا الأجل من اصطفیٰ
وجلال تلك الأرض ما ھو بالخفی　　کلّ البلاد اذا ذکرن کأحرف
فی اسم المدینۃ لاخلا معناھا

مجھے ان سے بغیر کسی تکلف کے بہت زیادہ محبت اور چاہت ہے، لوگوں کے دل مدینہ کی خوبیاں آپ ﷺ کی وجہ سے بیان کرتے ہیں، اس زمین کی عظمت مخفی نہیں، سارے شہروں کو جب مدینہ کے نام میں ذکر کیا جاتا ہے تو وہ کنارے کی طرح ہو جاتے ہیں، یہ بات کسی معنی سے خالی نہیں۔

ھی للقلوب الصّادقات حبیبۃ　　ولأھلھا والنار لین رحیبۃ
فاقت جمیع الأرض فھی غریبۃ　　حاشا مسمّی القدس فھی قریبۃ
منھا ومکّۃ انّھا ایاھا

مدینہ سچے دلوں کا محبوب اور اپنے اندر قیام کرنے والوں کے لئے کشادہ ہے، مدینہ اجنبی ہونے کے باوجود تمام زمین پر فوقیت رکھتا ہے، سوائے اس سرزمین کے جس کا نام بیت المقدس ہے جو مدینہ کے قریب ہے اور سوائے مکہ کے، بیشک وہ بھی ایسا ہی (بابرکت) شہر ہے۔

فاجعل مزارك للثلاث وظیفۃ　　وأمن بمکّۃ والمدینۃ خیفۃ
فکلا مھما یدع القلوب نظیفۃ　　لافرق أنّ ثمّ لطیفۃ
مھما بدت یجلو الظّلام سناھا

ان تینوں جگہوں کی زیارت کو اپنا وظیفہ بناؤ اور مکہ و مدینہ میں خوف سے امن حاصل کرو، یہ دونوں دلوں کو پاک وصاف کر دیتے ہیں، دونوں میں کوئی فرق نہیں مگر ایک باریک بات یہ ہے کہ جب بھی ان کی چمک ظاہر ہو تو تاریکیوں کو روشن کر دیتی ہے۔

فافھم وأرجو أن تفیق فتفھما　　أین الّذی ھو قد سما فوق السّما
ان الفضیلۃ حیث أصبح منھما　　جزم الجمیع بأن خیر الأرض ما
قد حاز ذا المصطفیٰ وحواھا

پس سمجھ لو اور مجھے امید ہے کہ تمہیں سمجھنے کی توفیق مل جائے گی، کہاں ہے وہ ذات جو آسمان سے بلند ہوئی، بیشک یہ فضیلت کی بات ہے جب کوئی ان دونوں جگہوں پر صبح کرے، اور تمام لوگوں

کو یقین ہے سب سے بہترین زمین وہ ہے جس نے آپ ﷺ کی ذات کو جمع کیا۔

اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو اپنے نبی کی طرف سے ایسا بہترین بدلہ عطا فرمائے جو کسی نبی کی طرف سے اس کی امت کو ملتا ہے، اور اس امت کی اعمال اور محبت میں اضافہ فرمائے۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کی زبانوں پر آپ ﷺ کی تعریف کو جاری فرمایا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی برکت سے دنیا و آخرت میں بہت زیادہ بھلائی اور اجر عطا فرمائے گا، بیشک قیامت کے دن وہی فائدہ حاصل کرے گا جو دل کی سلامتی کے ساتھ حاضر ہوگا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے دل کی گہرائیوں سے بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے:

انّ الرزیۃ لا رزیّۃ مثلھا　　　میت بطیبۃ مثلہ لم یوجد

بیشک یہ ایسی مصیبت ہے کہ کوئی بھی مصیبت اس جیسی نہیں، آپ ﷺ ایسی میّت ہیں کہ کسی مرنے والے کی خوشبو اس جیسی نہیں۔

فلقد أصیبت جمیع أمتہ بہ　　　من کان مولودا ومن لم یولد

آپ ﷺ کی موت کی وجہ سے اس وقت جو لوگ پیدا ہو چکے اور جو پیدا نہیں ہوئے تھے تمام امت کو تکلیف پہنچی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد انبیاء کے سردار اور متقیوں کے امام کے مرثیے میں یہ اشعار کہے تھے:

أمسیٰ بخدّی للدّموع رسوم　　　أسفا علیك وفی الفؤاد کلوم

میں اس طرح ہونگی کہ میرے رخساروں پر آنسوؤں کے نشانات ہونگے، آپ ﷺ (کے جانے) پر افسوس ہے اور دل زخمی ہے۔

لا عتب فی حزن علیك لو انّہ　　　کان البکاء بمقلتیّ یدوم

اگر میں اپنی آنکھوں سے ہمیشہ روتی رہوں تو آپ ﷺ پر رم کرنے میں کوئی ملامت نہیں۔

والصبر یحمد فی المواطن کلّھا　　　الا علیك فانّہ مذموم

ہر موقع پر صبر کی تعریف کی جاتی ہے لیکن آپ ﷺ کی ذات پر صبر کرنا مذموم ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور ازواجِ مطہرات اور اولاد پر ایسی رحمت اور سلامتی نازل فرمائے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے شرف و تکریم میں اضافہ ہو۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الامین'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے ''امین'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، یہ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝} التکویر ۱۹،۲۰

ترجمہ: یہ (قرآن) یقینی طور پر ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، جو قوت والا ہے جس کا عرش والے کے پاس بڑا رتبہ ہے۔ وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے، وہ امانت دار ہے۔

ایک قول کے مطابق ان سارے اوصاف سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آیت کے سیاق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ آیت اللہ تعالی کے اس ارشاد کے بعد نازل ہوئی:

{وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝} التکویر ۲۳

ترجمہ: اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ انہوں نے اس فرشتے کو کھلے افق پر دیکھا ہے۔

اس آیت میں دیکھنے والے سے مراد بالاتفاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، لہذا پہلی آیت میں امین سے مراد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہوگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ کی قسم! میں آسمانوں اور زمین میں امین ہوں''۔

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس نام کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا ہے، سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امین کہہ کر پکارتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کے درمیان اس نام کے ساتھ مشہور تھے حتی کہ یہ صفت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بن گئی، انہوں نے یہ بات دیکھ لی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور امانت کی حفاظت کرنے والے ہیں،، ذمہ داری، حسنِ معاملہ اور خیر خواہی کیساتھ امانت کو ادا کرتے ہیں، نیز اپنے خالق کی اطاعت میں محنت کرتے ہیں، دھوکہ اور خیانت سے خود کو بچاتے ہیں اور لوگوں کے لئے وہی پسند فرماتے ہیں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، زہد اختیار کرتے ہیں اور غریبوں، مسکینوں کیساتھ نرمی، شفقت، محبت اور حسنِ اخلاق سے پیش آتے ہیں۔

یقینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے اوامر اور نواہی سے واقف تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب

مبارک کشادہ تھا، نیز تکلیف برداشت کر کے صبر کرنا، اعلی درجے کا توکل کرنا، اپنے معاملات اور وعدوں کی پاسداری کرنا، یہ سب صفات بچپن سے بڑھاپے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ اخلاق میں سے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنا، ان کی امانتیں ادا کرنا، صلہ رحمی کرنا اور وعدوں کو پورا کرنا، ہر ضروری اور غیر ضروری حق کو ادا کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اللہ تعالی کے ارشاد کے مطابق آسمان و زمین والوں کے نزدیک امین ہے۔

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن سے لوگوں میں سب سے زیادہ عادل، پاکباز اور اچھے لہجے کے مالک تھے، اس بات کا اعتراف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست و دشمن سب نے کیا ہے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ''الامین'' رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اچھے اخلاق کی جامع بنایا، چنانچہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران جب حجرِ اسود کو نصب کرنے کے لئے قریش کے درمیان اختلاف ہوا تو انہوں نے سب سے پہلے داخل ہونے والے کو فیصل بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے پہلے داخل ہوئے اور یہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے، انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امانت دار ہیں لہذا ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے درمیان فیصلہ فرمایا۔

ربیع فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے بھی قریش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فیصلے کروایا کرتے تھے، ایک قول کے مطابق اخنس بن شریق کی ملاقات ابوجہل سے ہوئی تو اس سے کہنے لگا: اے ابوالحکم! اللہ کی قسم! محمد سچے ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اسی طرح ہرقل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قریش سے پوچھا تھا کہ کیا تم نبوت سے پہلے اس نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت کیا کرتے تھے؟ قریش نے نفی میں اس کا جواب دیا۔

نضر بن حارث نے قریش سے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے درمیان جوان ہوئے ہیں، تمہارے نزدیک سب سے پسندیدہ، قول کے سچے اور بڑے امانت دار تھے، لیکن جب تم نے ان کی ڈاڑھی میں سفیدی دیکھی تو جادوگر کہنا شروع کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی امین کے معنی میں اس بات کا احتمال بھی ہے کہ یہ لفظ ادائے

امانت سے مشتق ہو، یعنی آپ ﷺ اللہ تعالی کے دین، شرعی احکام اور خدا تعالی کی طرف سے عطا کردہ علوم کی امانت کو ادا کرنے والے ہیں، ان علوم کو حاصل کر کے یاد رکھنے کا اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو مکلف بنایا اور پھر ان کی تبلیغ کا حکم دیا۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

{یَآاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ} المائدة ٦٧

ترجمہ: اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔

نبی کریم ﷺ نے رسالت کو پہنچایا اور دین کی امانت کو ادا کر دیا، آپ ﷺ اس امانت کی ادائیگی میں مسلسل کوشش کرتے رہے اور پھر (حجۃ الوادع کے دن) آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ سوال کیا کہ کیا میں نے دین تم تک نہیں پہنچایا؟ پھر فرمایا: اے اللہ گواہ رہیں۔

صحابہ کرام نے اس بات کی گواہی حجۃ الوداع کے موقع پر دی تھی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہوئے تو میں نے ایک عظیم اجتماع دیکھا، میں نے اپنی نظر دراز کی تو مجھے اپنے سامنے دائیں اور بائیں ہر طرف سوار اور پیدل لوگ نظر آئے، نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور آپ ﷺ پر قرآن نازل ہو رہا تھا۔

پھر فرماتے ہیں کہ جب ہم نے عرفہ پہنچ کر وقوف عرفہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

ان دماء کم وأعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهر کم هذا فی بلد کم هذا. ألا کلّ شیء کان فی الجاهلیّة تحت قدمی موضوع. ودماء الجاهلیّة موضوعة. وأوّل دم أضع من دمائکم دم ابن ربیعة بن الحارث. وربا الجاهلیّة موضوع وأول رب أضع رب العبّاس بن عبدالمطلب. فانّه موضوع. فاتّقوا الله فی النّسائَ فانّکم أخذتموهن بأمانة الله. واستحللتم فروجهم بکلمة الله۔

ترجمہ: بیشک تمہارا خون اور عزت ایک دوسرے پر حرام ہے، جس طرح اس دن کی حرمت ہے

،اس مہینے کی حرمت ہے ،اس شہر کی حرمت ہے،خبر دار جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں تلے ہے، جاہلیت کا خون کالعدم ہے ،اور سب سے پہلا خون جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں وہ ابن ربیعہ کا ہے، جاہلیت کے سود کالعدم ہیں اور سب سے پہلا سود جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے،عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، بیشک تم نے انہیں اللہ کی امانت سمجھ کر لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ذریعے تم نے ان کو اپنے اوپر حلال کیا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترکت فیکم شیئین لن تضلّوا أبدا ان اعتصتم بهما: کتاب الله وسنّتي وأنتم تسألون عني فما أنتم قائلون؟ قالوا: نشهد أنّك قد بلّغت ،وأدّيت ونصحت ،فقال باصبعه السبّابة یرفعها الیٰ السّماء ،وينكسّها الی الناس: اللّهمّ اشهد ،اللهمّ اشهد ،اللهمّ اشهد ،

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر ان کو تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہونگے ،وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہیں،تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا ،اس وقت تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر ارشاد فرمایا اور پھر لوگوں کی طرف اسے جھکا رہے تھے اے اللہ ! آپ گواہ رہیں، اے اللہ آپ گواہ رہیں۔ (صحیح مسلم: باب حجۃ الوداع)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''امین'' کے معنی میں اس بات کا احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیوی اور اخروی خوف سے امن دیا ہے، بیشک اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا، اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرمایا اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کو کھول دیا اور معاملے کو آسان کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوجھ کو ہلکا کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا اور آخرت میں امن دیا، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

فھو الرّحیم الذی من فرط رحمتہ کان کلّ الوریٰ منہ ذو ورحم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی رحیم ذات ہیں جن کی رحمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر ذی روح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ داری ہے۔

أوری الوریٰ زَندًا أیٍ قل وأفضلھم وعدا وأوفاھم بالعھد والذّمم

مخلوق میں سب سے متقی کامیاب ہیں نیز یہ بھی کہو کہ وعدے اور ذموں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہیں۔

ورابط الجأش فی یوم اللّدادا اذا طاشت قلوب لبوب الناس والأجم

لڑائی کے دن لشکر کو ثابت قدمی دکھانے والے ہیں جب لوگوں کی ہوش، اور قلعے اڑا دیئے جاتے ہیں۔

فی الوعد صادق انجاز بلا خلف وفی الوعید صدوق غیر منتقم

وعدے میں سچے ہیں اور خلاف ورزی کے بغیر اسے پورا کرتے ہیں، اور وعید میں بھی سچے ہیں لیکن انتقام نہیں لیتے۔

ورکن حلم رضی العقل راجحہ لا یُستَفزّ جحاہ حزم محترم

بردباری کے ستون ہیں، صحیح بات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل پسند کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کو ہلکا خیال نہیں کیا جاتا، ارادے کے پکّے اور محترم ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ''امین'' ہے اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کی اقتداء کرے، دین کی امانت کی ادائیگی اور ایفائے عہد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، امانت یا تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتی ہے یا بندوں کی ایک دوسرے کے ساتھ ہوا کرتی ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے، بہت سارے اوامر اور نواہی کا مکلف بنایا ہے جو امانت اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ہے اس سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پیش کئے ہیں جنہیں بندوں نے قبول کر کے ان کی ادائیگی کا عہد کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا }

الاحزاب ۷۲

ترجمہ: ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کا بوجھ اٹھالیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔

اللہ کی شریعت کو یاد رکھنا ہر مکلف پر فرض ہے، عقائد میں اللہ تعالیٰ کی توحید، اسکی صفات واجبہ اور وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہیں ان کا سیکھنا سکھانا واجب ہے، اسی طرح وہ باتیں سیکھنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں جاننا ضروری ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقینی طور پر اللہ کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بتائی ہوئی تمام باتیں سچی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واضح معجزات اور نشانیوں کی وجہ سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرنا ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں، ان تمام باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کذب کا صادر ہونا محال ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی تبلیغ کا حکم دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان میں سے کوئی بات نہیں چھوڑی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پروردگار کی طرف سے ہر لائی ہوئی بات میں سچے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت مشرق ومغرب کے لئے ہے۔

اگر ان باتوں کا تعلق عمل سے ہو تو ہر مکلف کے لئے اپنے دین کے بارے میں اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے جس سے وہ رب تعالیٰ کی عبادت کر سکے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''طلب العلم فریضة علیٰ کلّ مسلم''

ترجمہ: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے'' (الفتح الکبیر، اتحاف سادۃ المتقین)

علماء فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلام کے بنیادی ارکان نماز، روزہ حج اور زکوۃ کو سیکھنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جب یہ ارکان پختہ ہو جائیں اور ہر کسی کو یہ امانت حاصل ہو جائے تو اس کے بعد ہر ایک کے لئے اس امانت کو ادا کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا} النساء ۵۸

ترجمہ: (مسلمانو!) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔

بیشک جب بندہ اس امانت کو سیکھتا ہے تو عمل کا وعدہ کر لیتا ہے، لہٰذا اس وعدے کو پورا کرنا اس کے لئے ضروری ہے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس میں منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی پائی جائے گی جب تک وہ اس عادت کو ترک نہ کر دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منافق کی کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔

بندوں پر ایک دوسرے کی امانتیں بہت زیادہ ہیں، امانت کو واپس کرنا، بندوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور ان کی ساتھ دھوکہ دہی نہ کرنا، ان کے اموال اور عزتوں کی حفاظت کرنا، انہیں نصیحت کرنا، ان کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے ہو، ان کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرنا، ان کے منافع اور نقصان کو بیان کرنا اور معاملات میں نقصان دینے والی چیزوں کو ان کے سامنے بیان کرنا، یہ سب امانتیں ہیں جو ایسا نہ کرے وہ دھوکہ باز ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من غشّنا فليس منّا. وحشره الله يوم القيامة مع اليهود والنصارٰى لأنّهم أغشّ الناس للمسلمين. ومن غشّ أخاه المسلم فى بيع أو شراء أو غير ذلك نزع الله منه رزقه وأفسد عليه معيشته۔

ترجمہ: جو شخص ہمارے ساتھ دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کا حشر یہود و نصاری کے ساتھ کرے گا کیونکہ وہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ دھوکہ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے بھائی کو خرید و فروخت یا کسی بھی معاملے میں دھوکہ دے اللہ تعالی اس کے رزق کو کم کر دیتے ہیں اور اس کی معیشت میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔

(صحیح مسلم، مجمع الزوائد، سنن بیہقی)

اس حدیث کو سنو کہ یہ لوگوں پر کتنی بھاری ہے؟ اس پاک ذات کے سامنے بندوں کی کیا حالت ہوگی؟ اس زمانے میں اس سے کیسے بچا جائے؟ اور اللہ تعالی کے سامنے جواب کیا ہوگا؟ آخرت کا نفع طلب کرنا دنیا کے نفع کے مقابلے میں تھوڑا ہے، جب تم اپنے سامان اور دراہم کے

عیب کو ظاہر نہیں کرو گے تو تمہارا شمار دھوکہ باز ظالم خائن اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہ کرنے والوں اوران کے حق تلفی کرنے والوں میں ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو غلّہ فروخت کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ غلے میں داخل کیا، اس کے اندرونی حصے میں تری دیکھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس پر بارش ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اسے اناج کے اوپر والے حصے میں کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بھی ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں، ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی واجب ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور یہ شرط لگائی کہ وہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کریں گے، چنانچہ یہ صحابی جب سامان بیچنے کے لئے جاتے تو اس کے سارے عیوب بیان کرنے کے بعد اختیار دیتے کہ اگر چاہو تو لے لو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو، ان سے کہا گیا کہ اگر تم ایسا ہی کرو گے تو کوئی بھی تم سے خریداری نہ کرے گا، حضرت جریر جواب میں کہتے کہ بیشک ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی ہے۔

واثلہ بن اسقع کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے اونٹنی فروخت کی، خریدار واثلہ کی بے خبری میں اونٹنی کو لے گیا، جب واثلہ کو یاد آیا تو خریدار کے پیچھے گئے اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اونٹنی گوشت کے لئے خریدی ہے یا سواری کے لئے؟ خریدار نے کہا کہ سواری کے لئے خریدی ہے، حضرت واثلہ نے اسے بتایا کہ اونٹنی کی ایک ٹانگ میں سوراخ ہے ،لہذا یہ سفر میں تجھے کوئی کام نہ دے گا، چنانچہ خریدار نے اونٹنی واپس کر دی، فروخت کرنے والا حضرت واثلہ کے پاس آکر کہنے لگا: آپ نے میرے معاملے کو خراب کیا ہے، حضرت واثلہ نے جواب میں فرمایا کہ بے شک ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی ہے، جو عیب کسی کے علم میں ہو اسے چھپانا جائز نہیں چاہے وہ چیز اس کی ملکیت میں بھی نہ ہو، بیشک یہ ایمان کا کمال اور اپنے بھائیوں کے ساتھ وفاداری ہے۔

ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت بڑا ہے اور بہت سارے لوگوں پر شاق گذرتا ہے،

جاہل صرف اسی بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ باتیں صرف فضائل اور مرتبے میں اضافہ کرنے والی ہیں حالانکہ یہ اسلام کے ساتھ وفاداری کی شرائط میں سے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنا خیانت شمار ہوگا۔

معاملات میں مجاہدے سے کام لینا پڑتا ہے، صدیقین ہی معاملات کی پوری طرح ادائیگی کرتے ہیں کیونکہ معاملات کی صحیح ادائیگی، ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنا اور ان سے دھوکہ دہی نہ کرنا اتنا آسان کام نہیں، یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب آدمی یہ بات جان لے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کا نفع بہتر ہے، بے شک دنیا کے فائدے عمر کے ختم ہونے پر ختم ہوجائیں گے، لیکن اس کے مطالبے اور بوجھ باقی رہیں گے، لہذا عاقل کے لئے کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ وہ بہتر چیز کے بدلے میں ادنی چیز لے، پس جان لو کہ بھلائی ساری کی ساری دین کی سلامتی اور متقی لوگوں کے راستے کی پیروی میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت منقول ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' لوگوں کو اللہ کی ناراضگی سے دور کرتا رہے گا جب تک وہ اپنی دنیا کے معاملے کو آخرت کے معاملے پر ترجیح نہ دینے لگ جائیں، جب وہ ایسا کر کے لا الہ الا اللہ پڑھیں گے تو اللہ تعالی فرمائیں گے تم اپنی بات میں جھوٹے ہو۔

کسی تابعی کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ وہ بصرہ میں رہتے تھے، ان کا غلام سوس شہر میں ان کے لئے چینی بنایا کرتا تھا، غلام نے ان کی طرف خط لکھا کہ اس سال گنے کی فصل پر آفت آگئی ہے لہذا اسے خرید لو، راوی کہتے ہیں کہ اس نے بہت ساری چینی خرید لی، جب اس کو فروخت کرنے کا وقت آیا تو اسے تیس ہزار کا نفع ہوا، اس نے واپس جا کر آقا سے کہا میں نے تیس ہزار درہم کا نفع کمایا ہے لیکن مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا نقصان کیا ہے، پھر وہ چینی خریدنے والے کے پاس واپس آیا اور تیس ہزار درہم واپس دے کر کہنے لگا میں نے تم سے حقیقت حال چھپا کر چینی مہنگے داموں فروخت کی تھی، اس شخص نے جواب دیا کہ آپ نے ابھی مجھے بتا دیا ہے لہذا میں نے ان تیس ہزار درہم کو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ تابعی وہ رقم لے کر واپس ہوئے لیکن انہیں یہ سوچ کر نیند نہ آئی کہ شاید اس نے یہ رقم نفس کی خوشی کے بجائے مجھ سے حیا کرتے ہوئے واپس کی ہو، چنانچہ وہ دوبارہ چینی والے کے پاس آئے اور اسے تیس ہزار درہم واپس کر دیئے۔

مسلمانوں کے درمیان اس طرح امانت سے معاملات ہوا کرتے تھے، لیکن آج کل امانت

داری ناپید ہے اور خیانت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو حدیثیں سنائی ہیں، ان میں سے ایک بات تو میں نے دیکھ لی ہے جبکہ دوسری کا انتظار کر رہا ہوں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی تھی کہ سب سے پہلے امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی، اس کے بعد قرآن نازل ہوا اور لوگوں کو قرآن و سنت کے بارے میں علم ہوا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امانت کے اٹھائے جانے کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ینام الرجل النومة فتقبض الأمانة من قلبه فیظلّ أثرھامثل أثرالوکت''ثمّ ینام النومة فتقبض الأمانة من قلبه فیظلّ أثرھامثل أثرالمجل ،کجمردحرجته علیٰ رجلک فنَفِط.فتراه منتبراولیس فیه شیء۔

ترجمہ: آدمی سو رہا ہوگا کہ اس کے دل سے امانت کو نکال لیا جائے گا اور اس کا نشان سیاہی مائل ہوگا، پھر وہ سوئے گا تو امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی اور اس کا اثر پھوڑے کی طرح ہوگا جیسے تو انگارے کو پاؤں پر لگائے اور وہ پھوڑا بن جائے، تو سمجھتا ہے کہ یہ پھول گیا ہے حالانکہ اس میں کوئی چیز بھی نہیں ہوتی۔

پھر ارشاد فرمایا:

قال :فیصبح الناس یتباعون لایکادأحدیؤدّی الأمانة حتیٰ یقال ان فی بنی فلان رجلاأمینا.وحتّی یقال للرّجل :ماأجلده !ماأظرفه !ماأعقله!ومافی قلبه مثقال حبّة من خردل من ایمان۔

ترجمہ: پھر صبح کو اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے ان میں سے کوئی بھی امانت دار نہیں ہوگا یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں کوئی آدمی امانت دار ہے، اور آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کتنا اچھا اور اور کتنا بڑا ہے اور کتنا سمجھدار ہے؟ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم، ترمذی)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر یہ زمانہ بھی گذرا ہے کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ میں تم میں کس کے ساتھ معاملہ کرر ہا ہوں، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اپنے ذمہ میں واجب چیز مجھے لوٹا دیتا اور اگر وہ یہودی یا نصرانی ہوتا تو اپنی محنت اور مشقت مجھے دیدیتا تھا، لیکن آج کے دن میں تم لوگوں میں سے صرف فلاں اور فلاں سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔

اس کتاب میں امانت کے بارے میں کلام کرنا، اس کی اقسام و اسباب کو بیان کرنا نیز ایمان اسلام اور احسان کے ساتھ امانت کے تعلق کو بیان کرنا، اس سے ہم اپنے مقصد سے نکل جائیں گے، مجموعی حالت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگذر نہ ہوتی تو بہت کم لوگوں کو چھوڑ کر سب لوگ ہلاک ہوجاتے۔

ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

هذا الزمان الذی کنا نحاذره   فی قول کعب و قول ابن مسعود

یہ وہ زمانہ ہے جس سے ہم حضرت کعب اور عبداللہ بن مسعود کی بات کی وجہ سے ڈرتے ہیں

ان دام هذا ولم تحدث له غِيَر   لم يبك ميت ولم يفرح لمولود

اگر یہ زمانہ طویل ہوجائے اور اس میں تغیر پیدا نہ ہو تو نہ کسی میت پر رویا جاتا اور نہ کسی پیدا ہونے والے بچے پر خوشی منائی جاتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت اور سلامتی عطا فرمائے اور اسلام پر موت دے، تمام انبیاء کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کے صدقے ہمیں تمام آفتوں اور فتنوں سے محفوظ فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، ازواج، اولاد اور اہل بیت و تمام صحابہ پر قیامت کے دن تک رحمت کاملہ اور دائمی سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''رحمۃ للعالمین'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''رحمۃ للعالمین'' آپ علیہ السلام کا مبارک نام ہے جو قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مبارک نام کے ذریعے تعریف فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو ظاہر فرمایا، چنانچہ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

{وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ} الأنبياء ۱۰۷

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ آپ علیہ السلام کا نام ''رسول الرحمہ اور رحمۃ اللہ'' ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے زمین وآسمان کی مخلوق، عرش اور جبرئیل سمیت تمام فرشتوں پر رحم فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کہ کیا تمہیں بھی رحمت کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جبریل نے جواب دیا کہ مجھے بھی اپنے انجام کا خوف تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد ''مُطاعٍ ثَمّ امین'' (ترجمہ: وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے) سے تعریف کر کے مجھے امن عطا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد؛ {فَسَلٰم لک مِن أصحابِ اليَمينِ} (ترجمہ: تو (ان سے کہا جائے گا کہ) تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہو کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو) میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے رحم کا معاملہ کرتے ہوئے دائیں طرف والوں پر عمومی اور خاص فضل کا معاملہ فرمایا۔

ابوبکر بن طاہر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت سے مزین فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود، عادات اور صفات مخلوق کے لئے رحمت ہیں، جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا کچھ حصہ مل جائے دنیا وآخرت میں اسے ہر ناپسند چیز سے نجات مل جائے گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ}

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور موت دونوں رحمت ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''حیاتی خیر لّکم و مماتی خیر لّکم''

ترجمہ: میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت تمہارے لئے بہتر ہے۔

(سبل الھدی والرشاد، علماء فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے۔ از مترجم)

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

اذا أراد اللہ سبحانہ رحمۃ بأمّۃ قبض نبیّھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا وسلفا۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے نبی کو پہلے موت دے کرامت کیلئے اچھا ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت جنات، انسانوں، مسلمانوں اور کفار ومنافقین سمیت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کے لئے رحمت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رہنمائی فرمائی، منافقین کے لئے رحمت ہیں کیونکہ انہیں قتل سے امن عطا کیا، کافروں کے لئے رحمت ہیں کیونکہ ان سے عذاب کو مؤخر کیا، بیشک یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر مہربان ہونگے، اللہ کے بندوں کی ہدایت کی چاہت اور ان پر احسان کا معاملہ کرنے والے ہونگے، نیز اللہ کی مخلوق کو سب سے زیادہ نفع پہنچائیں گے اور ان پر بہت زیادہ مہربان ہونگے، نیکی کی باتیں ان تک پہنچانے میں بہت زیادہ خیر خواہی اور کوشش کریں گے، بند دروازوں کو کھول کر ان کی مشکلات کو آسان فرمائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مبارک، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم، خون اور گوشت میں رحمت پیوست ہوگئی تھی، اسی رحمت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت کی بنیاد ڈالی گئی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا رحمت بنایا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل، گوشت اور ہڈیوں میں رحمت پیوست ہوگئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات رحمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام حرکات وسکنات رحمت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونے والا ہر عمل اللہ کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تھا، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہانوں کے لئے پیشوا اور نمونہ ہیں اور تمام مخلوق کے لئے ایسی رحمت ہیں جو بار بار لوٹ کر آتی ہے، اللہ کی مخلوق پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت رحمت اور سیاست کا احاطہ عقل ونقل اور شمار سے نہیں کیا جا سکتا۔

اس دیہاتی کے واقعہ کو یاد کر کے اس پر غور کرو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز مانگی اور پھر کہنے

لگا کہ میں نے آپ پر احسان کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے احسان نہیں کیا بلکہ اچھا کام کیا ہے، مسلمان غصّے کی حالت میں اس کی طرف بڑھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شفقت اور رحمت کی وجہ سے انہیں رکنے کا حکم دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر اپنے گھر تشریف لے گئے اور کچھ مزید چیزیں اس شخص کی طرف بھیجیں اور ارشاد فرمایا میں نے تم پر احسان کیا ہے، دیہاتی نے کہا جی ہاں! اللہ تعالی آپ کو گھر اور خاندان سمیت بہترین بدلہ عطا فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے دیہاتی! آپ نے جو بات پہلے کہی تھی اس سے میرے صحابہ کے دلوں میں کچھ کدورت سی پیدا ہوگئی ہے لہذا اگر تم چاہو تو جو بات میرے سامنے ابھی کہی ہے وہ ان کے سامنے بھی کہہ دو تا کہ ان کے دلوں سے تمہارے بارے میں برا خیال نکل جائے، دیہاتی نے کہا: ٹھیک ہے، پھر وہ صبح یا شام کسی وقت آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اور اس دیہاتی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کی اونٹنی بدھک جائے اور لوگ اس کے پیچھے لگ جائیں، وہ اس اونٹنی کو اور زیادہ بھگائیں تو اونٹنی کا مالک انہیں کہے کہ مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو، بیشک میں اس اونٹنی کیساتھ تم سے زیادہ رہ چکا ہوں اور اسے خوب جانتا ہوں، چنانچہ وہ اونٹنی کی طرف متوجہ ہوا اور زمین سے گھاس لے کر اس کے سامنے آئے، اونٹنی واپس لوٹ کر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور مالک اس پر کجاوہ کس کے سوار ہوجائے، اگر میں تمہیں چھوڑ دیتا تو تم اس دیہاتی کی بات پر اسے قتل کر دیتے اور وہ جہنم میں داخل ہوجاتا۔

اس عظیم حدیث پر غور وفکر کرو کہ کتنی بہترین حسن معاشرت پر مشتمل ہے، اللہ کی مخلوق کے ساتھ سیاست، شفقت، رحمت اور حسنِ معاشرت، کمال حرص، اور ان کے نفع کے لئے کوشش کرنا، جاہل لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، ان کی تکلیفوں کو برداشت کرنا اور ان سے تکلیفوں کو دور کرنا، یہ سب باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال شفقت اور رحمت پر دلالت کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور صفات کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے شکر گذار تھے، جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے تمام افعال اور عادات میں انتہائی بلند اور با کمال درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

ولکنّه عبد شکور لربّه　　　یجازی عن الحسنی بحسن المکارم

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے شکر گذار بندے تھے، اور نیکی کا بدلہ اچھے اخلاق سے دیتے تھے۔

وقد کان لم یختر علی اللہ غیرہ　　　ولا یتّقی فی اللہ لومۃ لائم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اختیار نہ کرتے اور اس کی خاطر کسی ملامت

کرنے والی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

عطوف رؤف باالعباد مقرّب لأهل التّقى للخلق أرحم راحم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندوں پر بہت شفیق اور مہربان تھے، نیک لوگوں کے ہاں مقرّب اور تمام مخلوق پر بہت زیادہ رحم کرنے والے تھے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''رحمۃ للعالمین'' ہیں اسے چاہئیے کہ اللہ کے بندوں پر رحم کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، معاملات میں تنگی کے بجائے ان کے لئے آسانی پیدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

یسّروا ولا تعسّروا وبشّروا ولا تنفّروا

ترجمہ: ''آسانی پیدا کرو مشکل میں نہ ڈالو، خوشخبری سناؤ متنفر مت کرو''

(مسند احمد، کنز العمال، تفسیر قرطبی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال درجے کی محبت یہ ہے کہ محبت کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کو طلب کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے آراستہ ہو، ڈرنے والا ہو، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کرے، بیشک بندوں کیساتھ احسان کا معاملہ کرنا اللہ کی رحمت اور محبت کا ذریعہ بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''الرّاحمون یرحمهم الرحمن . ارحموا من فی الأرض یرحمکم من السّماء''

ترجمہ: ''رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (سنن ابوداود، سنن ترمذی)

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سمجھتے ہوئے آسمان کو اللہ تعالیٰ کا محل قرار نہ دو، بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے یہ بات محال ہے کہ وہ کسی مکان یا زمانے میں ہو کیونکہ وہ مکان اور زمانے کا خالق ہے اور ہمیشہ سے موجود ہے، اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں تھی، جو ہستی اپنی ذات و صفات میں قدیم ہو اس کے لئے یہ بات محال ہے کہ

وہ اپنی مخلوق میں کسی کے مشابہہ ہو، جو چیز بھی مخلوق کے مشابہہ ہو وہ حادث ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالی کیلئے قدیم ہونا اور ہمیشہ باقی رہنا ضروری ہے، اور جس کے لئے بقا ضروری ہو اس کے لئے فنا ہونا محال ہے، پس اللہ تعالی ہمارے مالک اور خالق ہیں جن کے مثل کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا" کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات جس کی قدرت آسمان کی صورت میں ظاہر ہوئی، تمہاری نظر آنے والی چیزوں میں آسمان سب سے بڑا ہے، اللہ تعالی نے ان سب چیزوں کو اندازے سے پیدا فرمایا ہے، وہ ذات تم پر رحمت اور احسان کرنے پر کیسے قادر نہ ہوگی ؟ لہذا تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان کے فرشتے اللہ کے حکم سے تم پر رحم کریں گے، کیونکہ جب تم اللہ تعالی کی مخلوق پر رحم کرو گے تو اللہ تعالی تم سے محبت کریں گے اور اس کی محبت تم پر رحمت اور احسان کے ساتھ ظاہر ہوگی، اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، پھر جبریل علیہ السلام (آسمان پر) اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی فلاں آدمی سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو، جب فرشتے اس آدمی سے محبت کرتے ہیں تو رب العالمین کے حکم سے رحم کرنے والوں پر آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، ترمذی، مسند احمد، موطأ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقّر کبیرنا"

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔ (ترمذی)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

"مانزعت رحمة الامن قلبٍ شقیٍّ ، ولاسکنت الافی قلبٍ تقیٍّ"۔

ترجمہ: رحمت بدبخت آدمی کے دل سے چھین لی جاتی ہے اور متقی آدمی کے دل میں بسیرا کرتی ہے۔ (ترمذی)

پس اے اللہ کے بندو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اکرام کی خاطر لوگوں پر رحم کرو، بیشک جو مومن مرد اور عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو سن کر ایمان لائے اور دل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق

کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اخوت کی گواہی دی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

يأتي قوم من آخر الزّمان يؤ منون بي ولم يروني يودّ أحدهم أن لو رآني لفداني بنفسه وماله. فأولئك اخواني. فأولئك اخواني.

ترجمہ: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اپنی جان اور مال مجھ پر قربان کر دیتے، یہ لوگ میرے بھائی ہیں، یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ (صحیح مسلم، ابن ماجہ)

اس ذات کی شفقت ورحمت کو ملاحظہ کرو جس کے ذریعے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور ان کے وجود کی وجہ سے زمین وآسمان کو وجود بخشا، لہذا تم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت میں بندوں پر شفقت اور رحم کا معاملہ کیا کرو۔

جس شخص کے دل میں شفقت اور رحمت جگہ بنالے تو وہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے، اس کے بھائی کے سامنے اس کی خوبیاں عفو ودر گذر اور احسان سے ظاہر ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جب کوئی گالی دیتا تو وہ کہا کرتے تھے: آپ مجھے گالی دے رہے ہیں حالانکہ میرے اندر تین عادتیں ہیں: میں قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کرتا ہوں اور میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ سارے لوگ اس آیت کے بارے میں جان لیں جو میں جانتا ہوں، اسی طرح میں مسلمانوں کے کسی حاکم کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلے کرتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے حالانکہ شاید میں کبھی اس کے پاس فیصلہ لے کر نہ جاؤں، تیسری بات یہ ہے کہ جب میں یہ بات سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی شہر میں بارش ہوئی تو مجھے اس پر خوشی ہوتی ہے حالانکہ میرے پاس کنواں اور کھیتی نہیں۔

حضرت طاوس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو بھی اللہ تعالی کے احکام کی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ بہت بردبار اور خداترس انسان تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی امت پر بہت زیادہ شفیق اور مہربان تھے، آپ کے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اللہ تعالی سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر ترس آیا، گھر تشریف لائے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم دے کر اس کے پاس بھیجا اور اس کی ضرورت پوری فرمادی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے کہ کسی گھر میں ایک خاتون کے پاس

بچے رو رہے تھے وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلائے ہوئے تھی، آپ دروازے سے اس عورت کے پاس آئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے، حضرت عمر نے پوچھا: یہ ہانڈی کیسی ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ میں نے اس کو پانی سے بھر دیا ہے تاکہ بچوں کو اس خیال سے بہلا کر سلا دوں کہ اس میں کوئی چیز پک رہی ہے۔

شفقت و رحمت کی وجہ سے حضرت عمر بیٹھ کر رونے لگے، پھر بیت المال کی طرف آئے اور ان کے لئے آٹا، چربی، گھی، کھجور، کپڑوں اور دراہم سے ایک تھیلے کو بھر لیا، اپنے خزانچی اسلم کو حکم دیا کہ اس تھیلے کو میرے اوپر رکھ دو، اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں اٹھاتا ہوں، حضرت عمر نے فرمایا: میں خود اٹھاؤں گا کیونکہ قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

اسلم کہتے ہیں کہ آپ تھیلی اپنے کندھے پر اٹھا کر عورت کے گھر پہنچ گئے، اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے، پھر ہانڈی لے کر اس میں آٹا گھی اور چربی ڈالی، ہانڈی کے نیچے آگ سلگانے کے لئے (چولہے میں) پھونکنے لگے، اسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر کی گنجان ڈاڑھی سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا، آخر کار انہوں نے کھانا تیار کیا اور پھر اپنے ہاتھ سے چلّو بھر بھر کر کھلانے لگے، جب بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا تو حضرت عمر نے ان کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا، میں رعب کی وجہ سے بات نہ کر سکا، آپ مسلسل کھیلتے رہے یہاں تک کہ بچے کھیل کود اور ہنسی میں مشغول ہو گئے، اس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اے اسلم! کیا تم جانتے ہو کہ میں ان کے سامنے کیوں کھیلا؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں جب ان کے پاس آیا تھا تو یہ رو رہے تھے، میں نے بچوں کو ہنستا ہوا دیکھے بغیر انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر واپس جانا پسند نہیں کیا، جب بچے ہنسنے لگے تو میرے دل خوش ہو گیا۔

یہ رحم کرنے والوں کا حال تھا، کہاں ہے آج ان کا طریقہ اور ان کے ساتھی؟ اللہ کی قسم! ان کا طریقہ رخصت ہو چکا ہے اور ان کے ساتھی بھی جا چکے ہیں، انہی کی برکت سے ہم دعا کی قبولیت کی امید کرتے ہیں، ان کے بارے میں ضرور یہ کہنا چاہئے۔

کم من غریق ذنوب ضاق مذھبم   فأمّنوا روعه جودوا وما بخلوا

گناہوں میں گرفتار کتنے لوگوں پر مذہب تنگ ہو گیا انہیں اپنی سخاوت سے قیامت کے خوف سے امن حاصل ہو گیا لیکن انہوں نے بخل نہیں کیا۔

هم الكرام اذا ما جئت مفتقرا ۔۔۔ هم الحماة اذا أودت بك العلل

وہ ایسے باعزت لوگ ہیں کہ جب تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو اور تو ان کے پاس حاجت لے کر آئے تو وہ تمارے مددگار بن جاتے ہیں۔

فنحن في ظلهم راجون فضلهم ۔۔۔ كذا الكرام اذا ما أمّلوا فعلوا

ہم ان کے سائے میں ہیں اور ان کے فضل کے امیدوار ہیں، شریف لوگ اسی طرح جب کسی چیز کی امید کرتے ہیں تو کر گذرتے ہیں۔

فالله يرزقنا في يوم موقفنا ۔۔۔ شفاعة منهم يا أيها الرّجل

اے آدمی! اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن ایسے لوگوں کی شفاعت عطا فرمائے۔

فتلك سيرتهم فينا وفعلهم ۔۔۔ لمثلهم تهرع الركبان والابل

ہمارے درمیان یہ ان کی سیرت اور افعال ہیں، ان جیسے لوگوں کی خاطر اونٹوں کے قافلے تیز ہو جاتے ہیں۔

وقد دخلت لتطفيلي دخيلهم ۔۔۔ لجاههم ليس لي تقوى ولا عمل

میں بھی ان کے طفیل ان کے بلند مرتبے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤں گا، حالانکہ میرے پاس تقویٰ اور کوئی اچھا عمل نہیں ہے۔

منّي عليهم سلام الله ما ذكرت ۔۔۔ أخبارهم فاشتهت رؤياهم المقل

میری طرف سے ان لوگوں پر اللہ کا سلام ہو جب تک ان کی باتیں بیان کی جاتی رہیں اور آنکھیں ان کے دیدار کی مشتاق رہیں۔

مبارك طيّب يغشاهم أبدا ۔۔۔ نسيمهم بعبير المسك مشتمل

برکت اور اچھائی ان کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھے گی اور ان کی خوشبو عبیر اور مشک کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام ؓ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے اور ان کی عزت اور عظمت میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الرسول، رسول اللہ اور رسول رب العالمین'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے یہ سارے مبارک اسمائے گرامی اور لطیف القاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وارد ہوئے ہیں، ان اسماء کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب وغریب صفات سے اخذ کیا گیا ہے، جہان والوں کی زبانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ان اسمائے مبارکہ کا کثرت سے اطلاق ہوا ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف وکرامت کی خصوصیت عطا فرمائی اور قیامت کے دن کا وسیلہ بنایا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رسول کا لفظ بڑی عزت وعظمت کیساتھ استعمال فرمایا ہے، اللہ تعالی ارشاد کا ارشاد ہے:

{مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ} النساء ۸۰

ترجمہ: اور جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا} النساء ۱۴

ترجمہ: اور جو شخص کا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ دوزخ میں داخل کردے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالی ہے:

{مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ} الأحزاب ۴۰

ترجمہ: (مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

اس کے علاوہ بھی بہت ساری آیات ہیں جن پر امت کا اجماع ہے کہ رسول سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔

اسی طرح محبت کرنے والی امت کی زبان پر آپ ﷺ کے لئے ''رسول اللہ'' اور ''رسول رب العالمین'' کے اسماء جاری ہوئے ہیں، ان سب اسمائے گرامی سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کی عظمت کا پتا چلتا ہے، مومنین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے بار بار نبی کریم ﷺ کے اسمِ گرامی کا تذکرہ کریں، رسول کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اپنا پیغام بندوں تک پہنچانے کا حکم دیا اور اپنے احکام کی طرف رہنمائی کرنے والا بنایا۔

اللہ تعالی اس بات پر قادر تھے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرح بغیر کسی واسطہ کے بندوں کے دلوں میں اپنی معرفت پیدا فرما دیتے، لیکن اس نے اپنی مخلوق سے انبیاء علیہم السلام کو منتخب فرما کر انہیں اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ بنایا ہے، وہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق اسکا پیغام بندوں تک پہنچاتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے:

{وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ} الشوریٰ ۵۱

ترجمہ: اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے (رُوبرو) بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے، یا پھر کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچا دے۔

نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے نزدیک تمام رسولوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کی رسالت واضح اور انتہائی روشن ہے آپ ﷺ کی خوبیوں کا نور تمام جہانوں میں چمکا ہے۔

لو لم تکن فیه آیات مبیّنة　　　لکان منظره یغنی عن الخبر

اگر آپ ﷺ کی ذات میں روشن دلیلیں نہ ہوتی تو فقط دیدار ہی دیکھنے سے بے پرواہ کر دیتا۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا اور جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت زیادہ محنت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کا حق ادا کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مخلوق سے خیر خواہی کا معاملہ کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یوں خطاب فرمایا:

{یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ} المائدة ٦٧

ترجمہ: اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی کو امانت داری کے ساتھ جمع کیا پھر اسے یاد کر کے دوسروں تک پہنچایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیغام کو فصیح و بلیغ اور عمدہ انداز میں پیش فرمایا، تمام جنوں اور انسانوں کو اپنے رب کے دین کی دعوت دی، اللہ کے بندوں تک قرآن کریم کی امانت پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن اور رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذارتے، دین کی تبلیغ پر پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر سے کام لیتے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید کرتے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا تو ان کے ایمان نہ لانے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ غمگین ہوئے، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں سے بھاگتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لئے طائف کے "قبیلہ ثقیف" کی طرف نکلے، اور انہیں ایمان کی دعوت دی لیکن کسی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ سنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے، ان کے ناسمجھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں دو ٹولیوں کی شکل میں بیٹھ گئے، انہوں نے پتھر مار کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کو لہولہان کر دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل شفقت و رحمت سے بھرا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا فرمائی پھر ایک باغ میں تشریف لے گئے اور زخمی حالت میں ایک کھجور کے سائے میں بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک سے خون بہہ رہا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ سے ثواب کی امید لگائے ہوئے تھے، باغ میں ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ موجود تھے، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو دشمنی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنا پسند نہ کی، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنے عیسائی غلام عدّاس کو بھیجا، عدّاس انگور لے کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی تو عدّاس کو تعجب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے عدّاس! تمہارا تعلق کس علاقے سے ہے، اس نے بتایا کہ میں نینویٰ کا باشندہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک آدمی یونس بن متیٰ کے شہر والے ہو،؟ عدّاس نے پوچھا آپ کو یونس بن متیٰ کے بارے میں کس نے خبر دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت یونس بن متیٰ کی نبوت اور رسالت کا پورا واقعہ اس کے سامنے بیان فرمادیا۔

چنانچہ عدّاس غلام کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونس بن متیٰ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: اے عدّاس! میں تمام لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول مبعوث ہوا ہوں، عدّاس نے کہا: مجھے یونس بن متیٰ کے بارے میں کچھ بتادیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یونس بن متیٰ کا عجیب وغریب واقعہ اس طرح سنایا جیسا کہ وہ آج انہیں دیکھ رہا ہو عداس یہ واقعہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو چومنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، عتبہ اور شیبہ اپنے غلام کے اس عمل کو دیکھ رہے تھے، جب وہ واپس ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ تو نے محمد کے پاؤں کو چوما ہے حالانکہ ہمارے ساتھ تم ایسا نہیں کرتے؟ عدّاس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک آدمی ہیں، انہوں نے مجھے اللہ کے رسول یونس بن متی کے بارے میں ایک بات بتائی جو مجھے پہلے سے معلوم تھی، نیز انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

راوی کہتا ہے: عداس کے دونوں آقا ہنس کر کہنے لگے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں تمہارے عیسائی مذہب سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عدّاس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن میں انگور لے کر آنے لگا تو دونوں آقاؤں نے اس سے کہا کہ محمد تم سے پوچھیں گے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ تو ان سے کہ دینا کہ یہ ہدیہ ہے، عداس کہتے ہیں جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے جواب میں عرض کیا کہ ہدیہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم پڑھ کر انگور توڑا، میں نے کہا اس شہر میں اس کلام سے کوئی بھی واقف نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ کون ہیں؟ آپ کا دین کیا ہے؟ اور آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟ میں نے انہیں اپنے علاقہ بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا آپ یونس بن متیٰ کے شہر کے رہنے والے ہو، عدّاس کہتے ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یونس بن متی کا واقعہ سنایا اور میں نے آکر ساری بات اپنے آقا کو سنادی۔

میرے آقا نے مجھ سے پوچھا: اے عداس! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ یہ وہ رسول ہیں جن کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد سے سنائی ہے:

{ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ أحمد } الصفّ ٦

ترجمہ: اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔

لہذا اللہ سے ڈرو اور ان کی مخالفت سے بچو، آقا نے کہا تم کتنے نادان ہو، قریش نے اس کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے، عدّاس نے کہا: اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں قتل کریں گے اور ان کے سردار ہونگے، نیز انہیں یہ شرف بھی حاصل ہوگا کہ قریش ان کی پیروی کریں گے، اور ان کی پیروی کرنے والا جنت میں اور مخالفت کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔

عدّاس کہتے ہیں: میرے آقا نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر جادو کردیا ہے، عداس کا قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد غزوہ بدر کے دن میں قریش کے ساتھ تھا، میرا آقا ایک اونٹ پر سوار ہوکر لوگوں سے کہنے لگا: واپس چلے جاؤ، اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوئے اور تم نے ان سے جنگ کی تو تم دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاؤ گے، اور اگر وہ بادشاہ ہوئے تو ان کی بادشاہت تمہاری بادشاہت ہوگی، اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور بات ہے تو تمہارے علاوہ کوئی دوسرا ان سے نمٹ لے گا۔

عداس کہتے ہیں: یہ بات جب ابوجہل ملعون تک پہنچی تو اس نے کہا کہ محمد کا جادو بڑھ چکا ہے، ابوجہل کی بات میرے آقا تک پہنچی تو اس نے کہا کہ عنقریب ابوجہل کی پشت کی زردی یعنی خون آلود پشت بتائے گی کہ ہم دونوں میں سے کون سچا ہے؟ پھر میرے آقا نے ایک لشکر سے سر کو ڈھانپنے کے لئے ''خود'' مانگا لیکن اسے نہ مل سکا، اس نے ایک ہانڈی سے سر کو ڈھانپ لیا پھر پگڑھی پہن کر سواری کے رکاب میں پاؤں ڈال دیئے، میں نے کہا اے آقا! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کروں گا، میں نے کہا: واپس ہوجائیں اگر آپ نے ان سے لڑائی کی تو سب سے پہلے قتل ہونگے، اس نے جواب دیا کہ اے عدّاس! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پر جادو کردیا ہے، ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ وہ اور اس کے دونوں ساتھی قتل ہوچکے تھے۔

اس محنت اور صبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کا پیغام پہنچایا، اور دین کے مرتبے کے مطابق اس کا حق ادا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے دین کو غالب کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی نعمت کو مکمل کیا، اور دین اسلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے پسند فرما کر شرف و اکرام کا معاملہ فرمایا:

اس بارے میں ابوسفیان بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

نبیٌّ کان یجلو الشکّ عنّا بما یوحیٰ الیہ وما یقول

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جن کی وحی اور باتوں کے بارے میں ہمارا شک دور ہو گیا۔

ویھدینا فما نخشیٰ ضلالا علینا والرسول لنا الدّلیل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری رہنمائی کرنے والے ہیں لہذا جب رسول ہمارے رہنما ہوں تو ہمیں گمراہی کا ڈر نہیں۔

یخبّرنا بعلم الغیب عمّا یکون فلا یجور ولا یحول

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں آئندہ آنے والی غیب کی خبروں کے بارے میں بتاتے ہیں، نہ ظلم کرتے ہیں اور اپنی بات سے پھرتے ہیں۔

فلم نر مثلہ فی النّاس حیّا ولیس لہ من الموتیٰ عدیل

ہم نے زندہ لوگوں میں ان کی طرح کوئی نہیں دیکھا اور مردہ لوگوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کوئی نہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ واضح معجزات کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اسے چاہئے کہ ہر دن از سرِنو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کیا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت والے راستے میں غور و فکر کرے اور اپنے دل میں یہ بات جان لے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کی تصدیق اور پیروی کریں۔

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، لوگوں کے لئے اللہ تعالی کے تمام رسولوں کی اتباع اور اطاعت کو واجب قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ } النساء ۶۴

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اللہ تعالی نے غفلت کے اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی یاددہانی کروائی اور مختلف

اوقات کی پانچ نمازوں میں رسالت کے ذکر سے ایمان کو زندہ فرمایا، چنانچہ ہر نماز کے وقت موذن اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی بھی دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبے کا اظہار ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ موذن کے کلمات کو سن کر دہرائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو مسلمان بھی اذان کی آواز سن کر ان کلمات کو دہرائے اور پھر یہ کلمات پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے:

أَشهَدُأن لاالهَ الاالله ، وأشهدأنّ محمدارسولُ الله . :اللّهمّ أَعطِ محمّد االوسيلةَ والفضيلةَ ،واجعله فى الأعلَينَ درجةً والمصطفين محبةً ،وفى المقرّبين ذكراً ،الاوجبت له الشفاعةُ يومَ القيامةِ۔

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اوقات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے آباد کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق سے اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہیں، معجزات کو بیان کرتے وقت اور صفات کو سنتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیں، جب بھی نیند سے بیدار ہوں تو یہ کلمات پڑھتے رہیں:

''اللهمّ لک الحمدُ أنت نورُالسّمواتِ والأرضينَ ومن فيهنّ ،ولک الحمدُ ،أنتَ قَيّمُ السّٰمٰوٰتِ والأرضِ ومن فيهِنّ ولک الحمدُأنتَ مَلِکُ السّٰمٰوٰتِ والأرضِ ومن فيهنّ ،ولک الحمدُأنتَ الحقُّ وقولُکَ الحقُ ، ووعدُک الحقُّ،و لقاؤُک حقّ ،والجنّةُ حقّ ،والنارُ حقّ ، والنبيّونَ حقّ،ومحمّد حقّ والساعة حقّ۔اللهمّ لک أسلمتُ وبک آمنتُ ،وعليک توكّلتُ واليک أنَبتُ وبک خاصَمتُ واليک حاكَمتُ ،فاغفرلى ماقدّمتُ وماأخّرتُ وماأسررتُ وماأعلنتُ ،أنت المقدّمُ وأنت الموخّرُ ،لاالهَ الاانتَ''

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریف آپ کے لئے ہے کہ آپ زمین وآسمان اوران میں

موجود چیزوں کا نور ہیں، اور تمام تعریف آپ کے لئے ہے کہ آپ زمین و آسمان اور ان میں موجود چیزوں کا انتظام سنبھالنے والے ہیں اور ساری تعریف آپ کے لئے ہے کہ زمین و آسمان اور ان میں موجود چیزوں کے مالک ہیں، اور ساری تعریف آپ کے لئے ہے کہ آپ حق ہیں، آپ کی بات حق ہے، آپ کا وعدہ حق ہے، آپ کی ملاقات حق ہے، جنت حق ہے ، دوزخ حق ہے، تمام انبیاء حق ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے، اے اللہ! میں نے آپ کی فرمانبرداری کی، آپ پر ایمان لایا، آپ پر بھروسہ کیا، آپ کی طرف رجوع کیا، آپ کی خاطر جھگڑا کیا اور آپ کی بارگاہ میں فیصلہ لے کر آیا ہوں ، پس میرے اگلے پچھلے ، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرما، آپ ازلی اور ابدی ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(سنن ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہجد کے وقت یہی معمول ہوا کرتا تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر غور و فکر کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو سیکھو، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی کو لازم پکڑو، اس کے نتیجے میں تمہیں قیامت کے دن نفع حاصل ہوگا۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی دل کی گہرائی سے ان دو کلمات کو پڑھے اللہ تعالی جہنم کی گرمی سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

بعض طرق میں مذکور ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں پیش آیا، اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں، ان معجزات کی وجہ سے مومنین کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوا، صحابہ کرام اس سفر میں بہت زیادہ تنگ دستی اور بھوک کی حالت میں تھے، انہوں نے اس پر مجاہدے اور صبر سے کام لیا۔

جب صحابہ کرام نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے اپنی سواریوں کو ذبح کر کے کھانے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی ،لوگ سواریوں کو ذبح کرنے کے ارادے سے چلے تو ان کی ملاقات حضرت عمر بن خطاب سے ہوئی، حضرت عمر نے انہیں سواری کے جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے لوگوں کو سواری کے جانور ذبح کر کے کھانے کا حکم دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہوں

نے مجھ سے بھوک کی شکایت کی تھی اسلئے میں نے انہیں اجازت دی ہے،لوگ باقی جانوروں پر سوار ہو کر اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔

حضرت عمر نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسا نہ کیجئے، اگر لوگوں کے پاس سواری کے کچھ جانور بچے رہیں تو یہ بہتر ہے، اے اللہ کے رسول! لوگوں کے توشے منگوا کر جمع کریں اور پھر اللہ تعالی سے برکت کی دعا مانگیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی پر کیا تھا، یقینا اللہ تعالی آپ کی دعا قبول فرمائے گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس بھی بچا ہوا توشہ ہو وہ لے کر آجائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹاٹ بچھانے کا حکم دیا، چنانچہ کوئی آدمی آٹا لے کر آ اور کوئی کھجور اور ستو لے کر آیا، بہت تھوڑی مقدار میں چیزیں جمع ہوئی جن کو علیحدہ علیحدہ ڈال دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر اللہ تعالی سے اس میں برکت کی دعا فرمائی، حضرت ابو ہریرہ، ابو حمید الساعدی، ابو زرعہ اور سہل بن سعد الساعدی رضی عنہم روایت کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے آواز لگائی:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ! آؤ اور اپنی اپنی ضرورت کا اناج لے لو، چنانچہ لوگ فوج در فوج آنے لگے اور سب نے اپنے برتن بھر لئے۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن روٹی کا ایک ٹکڑا اور کھجور کی ایک مٹھی پھینکی تھی لیکن ٹاٹ اناج سے بھرا ہوا تھا، میں دو تھیلیاں لے کر آیا، ایک تھیلا ستو سے اور دوسری روٹی سے بھر کر سامان میں رکھ لی جو مدینہ تک مجھے کافی ہو گئے، لوگ ایک دوسرے سے توشہ لیتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

أشهد أن لا اله الا الله ،وأشهد أنّي محمّد عبده رسوله ،وأنه لا يقولها أحد من حقيقة قلبه الا وقاه الله حرّ النّار۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہوں، جو شخص بھی اس کلمے کو دل کی حقیقت سے پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کو آگ کی گرمی سے بچا لیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

پس اس عظیم نبی کی محبت کو لازم پکڑو، اس کے معجزات کو اپنے دلوں میں بسا لو اور اس ذات کی تعظیم

سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

{وَ اِنَّکَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ} القلم ۴

ترجمہ: اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہو۔

لہٰذا ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق رکھو، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نقل کردہ احادیث اور وحی کی باتوں سے لذت حاصل کرو جو ہم تک امانت داری سے نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں۔

ابو عبداللہ محمد نابلی کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں میں ہوتا ہے، ایک دن وہ مرسیٰ مقام پر کسی نیک آدمی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شعر پڑھنے والا اشعار پڑھ رہا ہے، شیخ وہ اشعار سن کر وجد میں آ گئے اور شوق کی وجہ سے ان کا نفس بے قابو ہو گیا، اشعار کا اعادہ کیا گیا تو ان کے وجد میں مزید اضافہ ہوا، وہ اشعار یہ ہیں:

ترکت هوىٰ ليلىٰ وسلمىٰ بمنزلي   وعدت الى مصحوب أول منزل

میں نے اپنے گھر میں سلمیٰ اور لیلیٰ کی خواہش چھوڑ دی ہے اور پہلے گھر کے مالک کی طرف لوٹ کر آیا ہوں۔

ونادت بي الأشواق مهلا فهذه   فنازل من تهوىٰ فدونك فانزل

شوق نے مجھے آواز سے پکارا کہ ٹھہرو یہی منزل ہے جسے تو چاہتا ہے پس ٹھہر کر اتر جاؤ۔

فخذ بنعيم قد صفا لك ورده   ودع ما سوىٰ الأحباب عنك بمعزل

پس وہ نعمتیں لے لو جو خالص طور پر تمہیں ملی ہیں اور محبوب کے سوا دیگر چیزوں کو دور پھینک دو۔

اسی طرح کائنات زبان حال سے پکار رہی ہے کہ جنت تمام محبوبین کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر ہے، لہٰذا محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ باکمال ہیں، اسی بارے میں یوں کہا گیا ہے:

خلت الديار فلا كريم يرتجى   منه النوال ولا مليح يُعشق

گھر خالی ہو چکے ہیں اور کوئی کریم ذات نہیں ہے جس سے عطیہ کی امید کی جائے اور کوئی خوبصورت نہیں جس سے عشق کیا جائے۔

الا الّذی حاز الجمال بأسرہ　　قطب البرایا عَرفُه یُستنشق

مگر وہ ذات جس نے سارے کمالات کو جمع کیا ہے، وہ ساری مخلوق کے لئے قطب ہیں، ان کے پسینے کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے سرمایہ کو غنیمت سمجھو، ان کے عجیب وغریب معجزات اور صفات کو بیان کر کے لذت حاصل کرو، ان کے مقام و مرتبے کے ذریعے اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرو، محبت کی زبان سے عاجزی ظاہر کرتے ہوئے یہ باتیں کہوتا کہ ہم ان تک پہنچ جائیں۔

الٰھی جُد للمستقبل برحمة　　یفیء بها ظلّ هناك ظلیل

اے میرے معبود! مستقبل میں اپنی رحمت عطا فرما جس کے ذریعے وہاں سایہ کافی ہو جائے۔

وصلّ علیٰ المبعوث من آل هاشم　　رسول الهدیٰ مَن جاء عنك دلیل

بنی ہاشم سے بھیجے گئے (نبی) پر رحمت کاملہ نازل فرما جو رسول ہدایت ہیں اور آپ کی طرف سے نشانی ہیں۔

علیه تحیّات کما هبّت الصّبا　　نسیم علیٰ الروض المطیر علیل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح سلام ہوں جیسے بارش والے دن مرجھائے ہوئے باغ پر صبح کی ہوا چلتی ہے۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف، عزت اور عظمت میں ترقی عطا فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''النبیّ اور نبیّ اللہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''النبی اور نبی اللہ'' آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے یوں خطاب فرمایا ہے:

{يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ} التوبة ۷۳

ترجمہ: اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کو یوں ارشاد فرمایا:

وقل آمنتُ بنبیّک الّذی أرسلتَ

ترجمہ ''اور کہو آپ کے اس نبی پر ایمان لایا جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے''

قرآن کریم کی آیات اور احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نبی کا لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ اپنے نبی کو بہت باعزت طریقے سے خطاب فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے خطاب فرمایا کہ کسی اور نبی کو اس طرح خطاب سے نہیں نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمدہ اوصاف، معجزات اور پسندیدہ اخلاق کا تذکرہ فرمایا ہے، اس بات پر پر قرآن کریم کی صریح آیات دلالت کرتی ہیں۔

نبوت اصل میں ''النبوۃ'' سے مشتق ہے، لغت میں نبوۃ کی اصل النبأ ہے جس کا اطلاق عجیب وغریب خبر پر ہوتا ہے، لہذا ''نبی اللہ'' کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات جنہیں خبر دی گئی ہو، یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہو کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور یہ خبر حضرت جبریل کے واسطہ سے اس طرح دی گئی ہو جیسا انہوں نے خود اللہ تعالیٰ سے سنی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ} الشوریٰ ۵۱

ترجمہ: اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے (رُوبرو) بات کرے، سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے، یا پھر کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچادے۔

آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اس تک اپنا کلام پہنچاتے ہیں، اپنے خاص بندوں

سے انبیاء کو منتخب فرما کران کے دل کو عیوب سے پاک پیدا فرماتے ہیں، ہر قسم کے شکوک واوہام سے ان کی حفاظت کرتے ہیں جو غیب کی باتیں جاننے میں حجاب بنتے ہوں، نیز عیب دار بنانے والے تمام گناہوں سے انہیں معصوم پیدا کرتے ہیں۔

انبیاء نے براہ راست بھی اللہ تعالی کا کلام سنا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بغیر آواز، جہت اور حروف کے اللہ تعالی کا کلام سنا، اسے حاصل کیا اور سمجھا، اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام سے یوں خطاب فرمایا:

{اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ} طٰهٰ ۱۴

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسلئے میری عبادت کرو۔

یعنی اے موسیٰ! یقینا تمہیں معلوم ہے کہ میں وہی معبود ہوں جس نے تمہیں اور ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے، لہذا اپنے رب کی عظمت اور پاکیزگی بیان کرنے پر مداومت اختیار کرو اور اپنے اوپر اس بات کو لازم کرلو کہ سجدہ صرف اسی کو کرنا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی معراج کی رات رب تعالی کے کلام اور وحی الٰہی کو بغیر واسطہ کے سنا تھا، اللہ تعالی جسے چاہتے ہیں نبوت عطا فرماتے ہیں اور فرشتوں کے ذریعے وحی نازل کر کے تمام مخلوق پر انبیاء کرام کو خصوصیت عطا فرماتے ہیں، نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر بطور گواہ بہت ساری علامات اور نشانیاں ظاہر ہوئیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائی حضرت حلیمہ سعدیہ جب مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر آئی تو انہیں اس بات کی فکر لاحق رہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں دور نہ چلے جائیں، ایک دن دوپہر کے وقت ان کی بے خبری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جگہ دور چلے گئے، حضرت حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رضاعی بہن کے ساتھ پایا، حضرت حلیمہ نے ان دونوں سے کہا کہ تم اس گرمی میں یہاں کس لئے آئے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن نے کہا اے امی جان! میرے بھائی کو گرمی محسوس نہیں ہوتی، میں نے بادلوں کو اس پر سایہ کیے ہوئے دیکھا ہے، یہاں پہنچنے تک جہاں یہ ٹھہرتا بادل بھی ٹھہر جاتے اور جب یہ چلتا بادل بھی اس کے ساتھ چل پڑتے تھے، حلیمہ سعدیہ نے اس بات کی تصدیق فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب شام کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر نکلے، اللہ تعالی نے

ان کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ محبت ڈال دی تھی جسکی وجہ سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک نو برس یا اس سے کچھ زیادہ تھی، چچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ملکِ شام پہنچ گئے، وہاں بحیرا نامی راہب تھا، وہ ایک نصرانی عالم تھا اور اپنے گرجے میں رہتا تھا، اس کے پاس ایک کتاب تھی جس کے ذریعے وہ نبوت کی علامتیں پہچانتا تھا، یہ کتاب نسل در نسل ان کی وراثت میں چلی آرہی تھی، وہاں سے بہت سے تاجر گذرتے تھے لیکن وہ ان سے کوئی بات چیت نہ کرتا تھا۔

جب ابوطالب کا قافلہ اس کے گرجے کے قریب پہنچ کر اس کے سامنے رکا تو بحیرا نے بادلوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے پر سایا کیے ہوئے ہیں، قافلہ والوں نے بحیرا کے قریب ایک درخت کے سایہ میں قیام کیا تو اس نے بادل اور درخت کی ٹہنیوں کو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیے ہوئے ہیں، بحیرا نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے گرجے سے نکل کر کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، پھر قریش کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے، اور میری خواہش ہے کہ تمہارے چھوٹے بڑے آزاد اور غلام ہر قسم کے لوگ کھانے میں شریک ہوں۔

قریش کے ایک آدمی نے اس سے کہا: اے بحیرا! اللہ کی قسم! یقیناً آج تمہارے ساتھ کوئی معاملہ پیش آیا ہے، ہم پہلے کئی دفعہ تمہارے پاس سے گذرے ہیں لیکن آپ نے کھانا نہیں کھلایا، بحیرا کہنے لگا: کہ معاملہ ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے، قریش کے سارے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم عمری کی بنا پر اس کی دعوت میں شریک نہ ہوئے۔

بحیرا نے لوگوں کی طرف دیکھا لیکن اسے اپنی کتابوں میں مذکور وہ خوبی نظر نہیں آئی جو انبیاء کی پہچان تھی، بحیرا نے پوچھا: اے قریش کی جماعت! کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو میری دعوت میں شریک نہیں ہوا؟ قریش نے کہا کہ ہم میں ایک نوعمر کے لڑکے کے علاوہ کوئی بھی پیچھے نہیں رہا، بحیرا نے کہا: ایسا نہ کرو، اسے بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرو، قریش کے ایک آدمی نے کہا: ہمارے لئے یہ بات باعثِ ندامت ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہمارے اس کھانے سے پیچھے رہ جائیں، چنانچہ وہاں سے اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو لے جا کر لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔

بحیرا نے غور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اعضاء کی طرف دیکھا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے ایک ایک عضو میں وہ تمام صفات مل گئیں جو اس نے اپنی کتاب میں پڑھی تھیں، بحیرا یہ جان

چکا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔

جب قریش کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے تو بحیرا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے لڑکے! میں تمہیں لات اور عزّیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم مجھے میرے سوال کا جواب دو گے ؟ بحیرا نے یہ بات اس وجہ سے کہی کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ قریش کے لوگ لات اور عزّیٰ کی قسم کھاتے ہیں، لیکن اللہ تعالی کے انبیاء ان بتوں کی قسم نہیں کھاتے، وہ اپنی پیدائش سے ہی اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے نام کی قسم کھاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لات اور عزّیٰ کے ذریعے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھو، اللہ کی قسم! مجھے کبھی کسی چیز سے اتنی نفرت نہیں ہوئی جتنی ان بتوں سے ہے۔

بحیرا نے کہا: کیا آپ مجھے میرے سوالوں کا جواب دیں گے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاہو پوچھ لو، بحیرا نے آپ ﷺ کی نیند، شکل وصورت اور دوسرے معاملات کے بارے میں سوال کئے اور آپ ﷺ جوابات دیتے رہے، آپ ﷺ کے جوابات میں وہ ساری خوبیاں موجود تھیں جو بحیرا نے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کے متعلق پڑھ رکھیں تھیں، پھر اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کی طرف نظر دوڑائی اور دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر اسی طرح تھی جیسے اس نے کتاب میں پڑھا تھا۔

بحیرا جب سوالات سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ نوعمر کون ہے؟ ابو طالب نے کہا یہ میرا لڑکا ہے، اس نے جواب دیا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں کیونکہ اس لڑکے کے باپ کا زندہ رہنا ناممکن ہے، ابو طالب نے بتایا کہ میرا بھتیجا ہے، بحیرہ نے آپ ﷺ کے والدگرامی کے بارے میں پوچھا تو ابو طالب نے بتایا کہ جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے تو اس وقت ان کا انتقال ہو گیا تھا، بحیرہ نے تصدیق کی اور کہا کہ اپنے بھتیجے کو واپس اپنے شہر کی طرف لے جاؤ اور ان کو یہودیوں سے محفوظ رکھو، اللہ کی قسم !اگر انہوں نے اسے دیکھ کر وہ نشانیاں پہچان لیں جو میں پہچان چکا ہوں تو اسے مار ڈالیں گے، بیشک تمہارے اس بھتیجے کی بڑی شان ہوگی ابو طالب آپ ﷺ کو لے کر جلدی سے مکہ کی طرف چل دیئے، اور اس کے بعد آپ ﷺ کو مکہ میں ہی رکھا۔

یہی واقعہ ایک دوسرے طریق سے اس طرح روایت کیا گیا ہے کہ بحیرا نے جب نبوّت کی نشانی

دیکھی کہ بادل زمین پر اترا اور لوگوں میں داخل ہو گیا تو اس نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور قریش سے کہنے لگا کہ یہ تمام انبیاء کے سردار ہیں، انہی کو اللہ تعالیٰ جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گا، عمر رسیدہ لوگوں نے پوچھا: آپ کو کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: جب تم اس گھاٹی میں اترے تو کوئی درخت اور پتھر بھی باقی نہیں بچا جس نے اس نبی کو سجدہ نہ کیا ہو، میں انہیں مہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے درمیان سیب کی طرح ہے، پھر بحیرا نے واپس آکر ان کے لئے کھانا تیار کیا اور جب قریش کو اپنے پاس بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود نہیں تھے، بحیرا نے ان سے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو بادل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیے ہوئے تھا، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ہی سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تو درخت نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر دیا، بحیرا نے ان سے کہا: درخت کی طرف دیکھو، اس نے جھک کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر دیا ہے۔

راوی کہتا ہے اس وقت بحیرا کھڑا ہو کر قریش کو قسمیں دینے لگا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شام کی طرف لے کر نہ جائیں کیونکہ رومی اپنی کتاب میں مذکور صفات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر قتل کر دیں گے، جب بحیرا واپس ہوا تو روم کے سات آدمی پہنچ گئے، بحیرا نے ان سے آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ آخری نبی اس شہر سے دوسرے علاقوں کی طرف جائے گا، اور ہر راستے پر اس کی تلاش کیلئے لوگوں کو بھیج دیا گیا ہے، ہمیں آپ کی طرف بھیجا گیا ہے، بحیرا نے کہا کہ کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں تو کوئی بھی اس کے فیصلے کو لوٹا نہیں سکتا؟ انہوں نے میری تصدیق کی، [بحیرا نے ان کے سامنے ان صفات کو بیان کیا جو ان کی کتابوں میں بیان کی گئیں تھیں پھر فرمایا کہ اگر وہ سب جمع ہو کر بھی یہ ارادہ کر لیں تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہ بادل ہمارے نبی پر سایہ کیے ہوئے تھے جو سورج کی گرمی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مہربانی تھی، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو ظاہر کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کے ساتھ سفر کیا اور وہاں راہب کے گرجے کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا، راہب نے میسرہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ قریش کے ایک آدمی ہیں، راہب کہنے لگا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کوئی اور قیام نہیں کر سکتا، میسرہ نے یہ بھی دیکھا کہ سخت گرمی میں دو فرشتے

دھوپ سے آپ ﷺ پر سایہ کیئے ہوئے تھے۔

جب نبی کریم ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بالاخانے سے یہی کرامت دیکھی اس وقت ان کے ساتھ دیگر عورتوں نے بھی یہ نظارہ دیکھا، اسی لئے بوصیری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

جاءت لدعوته الأشجار ساجدة تمشي اليه على ساق بلا قدم

آپ ﷺ کے بلانے پر بغیر قدموں کے درخت چل کر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔

كأنّما سطّرت سطرا لما كتبت فروعها من بديع الخط في اللّقم

گویا ان درختوں کی ایک لائن تھی، جن کی شاخیں عمدہ ترتیب سے راستے کے درمیان سجدہ ریز تھیں۔

مثل الغمامة أنّى سار سائرة تقيه حرّ وطيس للهجير حم

جیسا کہ بادل دوپہر کے وقت آپ ﷺ کو سورج کی سخت گرمی سے بچانے کیلئے چلتے تھے۔

فصل

آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے والے ہر شخص کو چاہئیے کہ آپ ﷺ کی نبوت کی علامات، آپ ﷺ کی حسن سیرت اور بہترین راستے کا مطالعہ کرے تاکہ اس کے دل میں آپ ﷺ کی تصدیق کا اضافہ ہو۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے احوال کے بارے میں بہت ساری باتیں سنا کر تعجب کیا کرتی تھیں جو ان کے چچا ورقہ بن نوفل نے انہیں بتائی تھیں، حضرت خدیجہ نے ورقہ کو بتایا کہ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اے خدیجہ! جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں اگر وہ سچ ہے تو محمد اس امت کے نبی ہیں، اور یقینا میں پہچان چکا ہوں کہ یہ اس امت کے نبی ہونگے اس زمانے میں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

اہل عرب نے اس بارے میں ورقہ بن نوفل کے اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں وہ کہتا ہے:

أتبكر أم أنت العيشة رائح وفي الصّدر من اضمارك الحزن قادح

کیا آپ ﷺ صبح کے وقت یا شام کو آئیں گے، آپ ﷺ کو دل میں چھپانے کی وجہ سے

سے غم زخمی کر رہا ہے۔

بفرقة قوم لا أحبّ فراقهم　　　كأنك عنهم بعد يومين نازح

(اور وہ غم) ایسے لوگوں کی جدائی کی وجہ سے ہے جن کی جدائی کو میں پسند نہیں کرتا، گویا کہ آپ دودنوں کے بعد ان سے دور جا رہے ہیں

وأخبار صدق خبّرت عن محمّد　　　يخبّرها عنه اذا غاب ناصح

اور سچی خبریں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتائی گئی ہیں، جب نصیحت کرنے والے غائب ہو گئے تو سچی خبریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہیں۔

بأبن عبد الله أحمد مرسل　　　الى كلّ من ضمت عليه الأباطح

کیونکہ عبد اللہ کے بیٹے احمد کو ان تمام لوگوں کیطرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جو کشادہ وادیوں کی آغوش میں ہیں۔

وظنّي به أن سوف يبعث صادقا　　　كما أرسل العبدان: هود وصالح

اور میرا گمان یہ ہے دو بندوں یعنی ہود اور صالح کی طرح عنقریب ایک سچے (رسول) کو مبعوث کیا جائے گا۔

فصل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء ہر قسم کی چھوٹی بڑی نافرمانیوں سے محفوظ ہیں اور ہر حال میں تمام بنی نوع انسان سے ممتاز ہیں، ان کے تمام افعال، حرکات اور سکنات اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہوتے ہیں، نیز جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے بارے میں علم حاصل ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور صفات کو سنتے ہی عمل کرے اور ادب کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے دوران گفتگو نہ کرے۔

رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین ابو جعفر کے ساتھ مسجد نبوی میں گفتگو فرما رہے تھے، دوران گفتگو امیر المومنین کی آواز بلند ہو گئی تو امام صاحب فرمانے لگے: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو ادب سکھا کر ارشاد فرمایا ہے:

{لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} الحجرات ۲

ترجمہ: اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔

اور کچھ لوگوں کی یوں تعریف فرمائی ہے:

{اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ} ۔الحجرات ۳

ترجمہ: یقین جانو جو لوگ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقوٰی کے لئے منتخب کرلیا ہے، ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر بھی۔

اور کچھ لوگوں کی یوں مذمت بیان کی ہے:

{اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ} الحجرات ۴

ترجمہ: (اے پیغمبر!) جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔

بیشک اللہ کے نزدیک موت کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کا احترام اسی طرح ہے جس طرح زندگی میں تھا، ابوجعفر نے ان کے سامنے عاجزی ظاہر کی اور پھر پوچھا: اے ابوعبداللہ! میں قبلہ کی طرف رخ کرکے دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ کرکے؟ نے جواب دیا کہ آپ اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ سے کیسے پھیر سکتے ہیں؟ حالانکہ قیامت کے دن وہ تمہارے اور تمہارے باپ آدم کا وسیلہ ہونگے، لہذا ان کی طرف رخ کرکے ان کے ذریعے شفاعت طلب کرو، اللہ تعالی تمہاری دعا کو قبول فرمائیں گے، اللہ تعالی اپنی عظیم کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

{وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا} ۔النساء ۶۴

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے۔

پس اے محبت کرنے والو! یہ آداب اور اخلاق کریمہ ان ہستیوں سے سیکھو جنہیں اللہ تعالی نے

نبوت اور معصومیت کا شرف عطا فرما کر منتخب فرمایا اور بلند مرتبہ عطا فرمایا، چنانچہ کو دیکھو کہ وہ گفتگو کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیسے ادب کرتے تھے؟ اور صحابہ کرام کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی عظمت تھی اس پر بھی نظر دوڑاؤ۔

مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کے پاس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ تبدیل ہوجاتا اور وہ رخ پھیر لیتے، وہاں بیٹھنے والوں پر یہ بات شاق گذرتی، ایک دن ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو وہ فرمانے لگے کہ اگر تم وہ باتیں دیکھ لیتے جو میں دیکھ رہا ہوں تو تم میرے اس عمل پر ناگواری کا اظہار نہ کرتے، میں نے محمد بن المنکدر کو دیکھا ہے جو سید القراء تھے کہ اگر تم ان سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھتے تو وہ اتنا روتے کہ ان پر رحم آجاتا، اسی طرح میں نے محمد بن جعفر کو دیکھا ہے جو بہت زیادہ مسکرایا کرتے تھے، لیکن جب ان کی مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ مغیر ہوجاتا اور وہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو وضو کی حالت میں بیان کیا کرتے تھے۔

ایک زمانہ تک میں ان کی خدمت میں جاتا رہا، ہمیشہ انہیں تین کام کرتے ہوئے دیکھا، وہ روزے اور نماز کی حالت میں ہوتے یا انہیں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے پایا، کبھی بھی لایعنی کلام نہیں کرتے تھے، وہ ان علمائے عابدین میں سے تھے جو اللہ تعالی سے ڈرنے والے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم کی مجلس میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے سرخ ہوجاتے، میں عامر بن عبداللہ بن زبیر کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا، جب ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو وہ رونا شروع کردیتے یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو ختم ہوگئے، اسی طرح میں نے زہری کو دیکھا ہے کہ جب ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کی کیفیت ایسی ہوجاتی کہ گویا تم انہیں اور وہ تمہیں پہچانتے تک نہیں، نیز میں نے سفیان بن سلیم کو دیکھا کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرتے تو اتنا روتے کہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے، قتادہ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو آواز سے رونا شروع کردیتے۔

اے بھائی! یہ محبت کی نشانی ہے کیا تم نے کبھی ایسی نشانیاں دیکھی ہیں، جب تم نے اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تعظیم اور ہیبت دیکھی تو کیا تمہارے دل میں یہ تعظیم پیدا ہوئی ہے؟ ہم سب اللہ کے نبی سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس محبت کے آثار ہمارے اوپر نظر نہیں آتے۔

محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر اور لفظِ محمد سنتے ہی ہیبت وقار اور عاجزی طاری ہو جائے، آپ ﷺ کی حدیث سنتے ہوئے خاموشی اختیار کی جائے اور آپ ﷺ کو پہنچنے والی تکلیف پر جان فدا کی جائے، آپ ﷺ کی جدائی کا غم ہو اور آپ ﷺ کی ملاقات کے شوق میں کلیجہ پھٹ رہا ہو۔

جنتی عورتوں کی سردار اور سرکار دو جہاں ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کے اشعار سنو جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے:

ماذا على من شمّ تربة أحمد　　　ألا يشم مدى الزمان غواليا

جس نے تربتِ احمد ﷺ (نبی کریم ﷺ کی قبر کی مٹی) کی مہک سونگھ لی ہو وہ اگر تمام عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

صُبّت على مصائب لو أنّها　　　صُبّت على الأيام عدن لياليا

مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر وہ ''دنوں'' پر ٹوٹتے تو وہ ''راتوں'' میں تبدیل ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی جدائی پر حضرت فاطمہ کی زبان سے دو ایسے شعر کہلوائے کہ سارا جہان زبانِ حال سے یہی کہہ رہا تھا، نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کرنے والا ہر آدمی یہی کہتا ہے، یہ بڑی مصیبت دنوں اور راتوں پر آئی تھی، عقلیں اس کی وجہ سلب ہو گئی تھیں اور خون کے آنسوؤں جاری ہو گئے تھے، میں نے حضرت فاطمہ کے یہ اشعار بھی دیکھے ہیں:

أمسى بخدّى للدموع رسوم　　　أسفا عليك وفي الفؤاد كلوم

میرے رخساروں پر آنسوؤں کے نشانات ہیں، آپ ﷺ (کے جانے) پر افسوس ہے اور دل غمگین ہے۔

لا عتب في حزني عليك لو انّه　　　كان البكاء بمقلتيّ يدوم

آپ ﷺ کی ذات پر غم کرنے پر مجھے کوئی ملامت نہیں اگرچہ میری آنکھوں سے ہمیشہ آنسو بہتے رہتے۔

والصّبر يحمد في المواطن كلّها　　　الّا عليك فانّه مذموم

ہر موقع پر صبر کی تعریف کی جاتی ہے لیکن آپ ﷺ کی ذات (کے جانے پر) صبر ناپسندیدہ ہے۔

اسی بارے میں ہر محبت کرنے والے کو یوں کہنا چاہیئے :

رأيتك يازين العارفين ملحدا ومن أين لي صبر عليك جميل

اے عارفین کی زینت ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صبر جمیل کہاں سے کریں؟

سيبكيك منّي عبرة تعرف الهوىٰ وتتبعها روحي وذاك قليل

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے آنسو بہاؤں گی جن کو دل پہچان لے گا اور روح اس کی پیروی کرے گی اور یہ بھی بہت تھوڑے ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اس کے انبیاء کی تعظیم کی جائے، خاص طور پر اس ذات کی تعظیم کرنا جسے اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے بڑھ کر فضیلت عطا کی ہے۔

لہذا ان بڑے آداب کو صحابہ کرام سے سیکھو کہ کس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے، تعظیم اور بلند رتبہ کی وجہ سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سے برکت اور نفع حاصل کیا کرتے تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے تو وضو کا پانی لینے میں جلدی کرتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوکتے یا ناک صاف کرتے تو صحابہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر جسم پر ملتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے کوئی بال گرتا تو جلدی سے اسے اٹھا لیتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کوئی حکم دیتے تو اس کی بجا آوری کرتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کسی کام سے منع فرماتے تو اس سے رک جاتے، کسی نے بھی بادشاہ یا کسی اور کی اتنی تعظیم نہیں کی ہوگی جتنی صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی ہے، پہلے زمانے کے نیک لوگوں اور ائمہ کرام کی یہی سیرت ہے، اللہ تعالی ہماری محبت اور تعظیم میں اضافہ فرمائے اور اس کے ذریعے ہمیں اپنے مقصود تک پہنچائے، بے شک وہ جو چاہے اس کی قدرت رکھتا ہے اور دعا قبول کرنے کے لائق ہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''النبی الأمّی'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

نبی امّی آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اور قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ تعالی اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

{النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ}

الأعراف ۱۵۷

ترجمہ: یعنی وہ نبی امی جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔

یہ صفت تورات انجیل اور سابقہ کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی ہے، اللہ تعالی کے مقبول بندے حضرت عیسی علیہ السلام نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

نبی امّی کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے علم وفضل اور کامل فہم کے ساتھ پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی عالم کی صحبت میں نہیں رہے، ہاتھ سے نہ لکھنا جانتے تھے اور نہ کسی انسان سے پڑھنا سیکھا تھا، اپنی پیدائش کے بعد اہلِ کتاب کے کسی فرد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات نہیں ہوئی، کسی راہب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلوت اختیار نہیں کی اور نہ کبھی ان باتوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی گئی، مخالفت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کبھی یہ بات قوم کے لوگوں یا دیگر مخالفین سے نہیں سنی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھ سکتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت کی علماء نے تصدیق کی ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

{وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ} العنکبوت ۴۸

ترجمہ: اور تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے، اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو باطل والے مین میخ نکال سکتے تھے، حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن ایسی نشانیوں

کا مجموعہ ہے جو ان لوگوں کے سینوں میں بالکل واضح ہیں جنہیں علم عطا کیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

یہ آپ ﷺ کی حالت تھی جو مشہور احادیث میں آئی ہے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ لوگوں کے پاس وہ علوم لے کر آئے کہ اولین و آخرین ان علوم سے عاجز آ گئے، جیسا کہ راہبوں کے دلوں اور ان کی کتابوں میں بیان کردہ باتوں کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا؛ مومنین کو علم حاصل ہوا کہ یہ سچی خبر اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے، بیشک آپ ﷺ اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بھی نہ بولتے تھے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحبِ مرتبہ اور کریم ہستی ہیں، بیشک اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جسے آپ ﷺ جانتے نہ تھے، آپ ﷺ پر اللہ تعالی کا فضل عظیم تھا، آپ ﷺ کی نبوت کسبی نہ تھی اور نہ اس میں آپ ﷺ کا کوئی عمل دخل تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنی عنایات اور علوم نافعہ کی بارش برسائی، ان سب باتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو فضیلت حاصل ہوئی۔

تبارك الله ما وحی بمكتسب ولا نبیّ علیٰ غیب بمتّهم

پاک ہے اللہ تعالی کی ذات وحی کسبی نہیں اور نہ کسی نبی کو غیب کی باتوں کی تہمت دی جا سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم امی لوگ ہیں نہ حساب لگا سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں، اس بات کو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے لئے دلیل اور گواہی بنایا ہے، آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں کو یہ بات معلوم تھی کہ آپ ﷺ نے ان کے درمیان نہ کبھی کتاب پڑھی نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا، کسی ایک فرد کو بھی اس کا علم نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی انسان کے پاس بیٹھ کر پڑھنا یا بیان کرنا سیکھا ہو۔

آپ ﷺ شریعت کے احکام، اللہ کے بندوں کے ساتھ سیاستِ شریعہ اور امت کے مصالح کو خوب جانتے تھے، آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک پہلی امتوں اور ان کے انبیاء کے واقعات یاد تھے، ان کی شریعتوں اور کتابوں کے بارے میں علم تھا، ان کا دورِ نبوت، سیرت اور ان کے ساتھیوں کی صفات تک یاد تھیں، ان کی مدد کرنے والوں اور ان کے مخالفین کا بھی علم تھا، نیز آپ ﷺ کو یہ بھی معلوم تھا کہ اہلِ کتاب نے اپنی کتابوں کی تعلیمات کی مخالفت کی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان علوم کو ظاہر فرمایا جو انہوں نے چھپا رکھے تھے یا انہیں تبدیل کر دیا تھا، اس کے علاوہ آپ ﷺ کو لغاتِ عرب اور اس کے معانی پر مکمل عبور تھا۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم اور بدائع الحکم کی بھی توفیق عطا فرمائی، یقینا یہ سب باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالی نے سعادت اور روشنی عطا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی وجہ سے سینوں کو کھول دیا اور اس کے ذریعے دین کو غلبہ عطا کیا، وہ شخص جس کی بصیرت اور بصارت کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہو تو کتنے ہی معجزات ہوں وہ ان سے بھاگتا ہے اور انہیں دلیل کے بجائے جادو خیال کرتا ہے، ایسا شخص دنیا و آخرت میں اندھا ہے اور سیدھی راہ سے بھٹکنے والا ہے۔

امّی ہونے کے باوجود عجیب وغریب علمی باریکیاں بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے منتخب نبی اور رسول ہیں، بیشک اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کا امام بنایا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

ترکنا رسول اللہ ﷺ علیٰ بصیرۃ وماتحرّک طائر فی السّماء الّا ذکرنا منہ علما۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بصیرت عطا فرما کر رخصت ہوئے ہیں، آسمان پر ایک پرندے نے بھی حرکت نہیں کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے اس کے بارے میں علم بیان فرما چکے ہیں۔

اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہونے والے علم نے تمام موجودات کو غیب کے علوم سے بھر دیا اور دلوں کو اللہ تعالی کی پوشیدہ باتوں سے سیراب کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان بڑے مقام ومرتبے پر فائز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک پیش آنے والی ہر بات کو بیان فرما دیا، جس نے یاد کیا سو اس نے یاد کیا اور جس نے بھلا دیا سو اس نے بھلا دیا، یقینا میرے ان ساتھیوں یعنی صحابہ کو ان باتوں کا علم ہے، لیکن ایک بات سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے اور مجھے ایسے یاد ہے جیسے کسی کو غائب آدمی کا چہرہ یاد رہتا ہے، پھر وہ اسے دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

آپ علیہ السلام کی بتائی ہوئی باتوں اور علوم سے ہر شخص پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت واضح ہو جاتی

ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہی علوم اسے صدق دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ایمان لانے پر مجبور کرتے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے

{اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ} القصص ۵۶

ترجمہ: ''بیشک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے''،

جب قریش کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سمجھ نہ آئی تو انہوں نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کریں، یہودی تورات کا علم رکھتے تھے، انہیں انبیاء اور آسمانی کتابوں کی صفات کے بارے میں بھی علم تھا کیونکہ وہ اہلِ کتاب تھے، چنانچہ وہ دونوں وہاں سے نکل کر مدینہ پہنچے اور یہودیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ ان سے تین سوالات کرو، اگر وہ تمہیں جواب دیدیں تو اللہ کے سچے رسول ہیں، اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو من گھڑت باتیں کہنے والا آدمی ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس نبی سے پہلے زمانہ کے چند نوجوانوں کا واقعہ پوچھو کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ بیشک ان نوجوانوں کا ایک عجیب واقعہ ہے، پھر ان سے مشرق ومغرب کے تمام شہروں کا چکر کاٹنے والے آدمی کا واقعہ پوچھو، اسی طرح ان سے روح کے بارے میں سوال کرو، اگر وہ تمہیں ان باتوں کا جواب دیدیں تو ان کی پیروی کرو بیشک وہ اللہ کے سچے نبی ہیں، اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو من گھڑت باتیں بنانے والا آدمی ہے۔

چنانچہ نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں واپس آکر قریش سے کہنے لگے: اے عربوں کی جماعت! ہم تمہارے پاس وہ باتیں لائے ہیں جو ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فیصلہ کریں گی، قریش نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تینوں باتیں پوچھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو میں تمہیں ان باتوں کا جواب دیدوں گا، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی علم جانتے تھے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھایا تھا، قریش واپس چلے گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پندرہ دن تک انتظار کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ وحی نازل ہوئی اور نہ ہی جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اہل مکہ نے اعتراض کرنا شروع کر دیا، انہیں یہ یقین

ہوگیا کہ وہ محمد ﷺ کو عاجز کر چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات ناگوار گذری اور آپ ﷺ غمگین ہو گئے، بالاخر اللہ تعالی کی طرف سے کشادگی اور مدد آئی اور آپ ﷺ نے جبریل کو دیکھ کر وحی نہ لانے کی وجہ پوچھی، جبریل علیہ السلام نے جواب میں یہ آیات تلاوت فرمائی:

{وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا} مریم ۶۵،۶۴

ترجمہ: اور (فرشتے تم سے یہ کہتے ہیں کہ) ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر اتر کر نہیں آتے، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ سب اسی کی ملکیت ہے۔ اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے جو بھول جایا کرے۔ وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہیں، ان کا بھی۔ لہذا تم اس کی عبادت کرو، اور اس کی عبادت پر جے رہو۔ کیا تمہارے علم میں کوئی اور ہے جو اس جیسی صفات رکھتا ہو؟

پھر اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر سورۃ کہف نازل فرمائی اور اس میں غائب ہونے والے نوجوانوں کے بارے میں بتایا کہ وہ اصحاب کہف تھے، اور چکر لگانے والے آدمی کے بارے میں بتایا کہ وہ ذوالقرنین تھا، لیکن روح کے بارے میں اللہ تعالی نے یوں جواب دیا:

{وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا} بنی اسرائیل ۸۵

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ: روح میرے پروردگار کے حکم سے (بنی) ہے۔ اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بس تھوڑا ہی سا علم ہے۔

اس سے زیادہ کوئی دلیل نہیں ہوسکتی جو نبوت کے واضح راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہو، قریش کو اس بات کا بھی علم تھا کہ آپ ﷺ امی ہیں اور پڑھنا لکھنا نہیں جانتے، اہل کتاب کے کسی آدمی سے آپ ﷺ نے علم حاصل نہیں کیا، چنانچہ قریش کو آپ ﷺ کے احوال پوچھنے کی ضرورت پیش آئی تو یہود نے انہیں انبیاء اور رسولوں کی واضح علامتیں بتادیں، نبی کریم ﷺ نے مختصر اور بلیغانہ انداز میں ان کے سامنے وہ باتیں پوری پوری بیان فرمائی، اصحاب کہف کے واقعہ کو پورا بیان فرمایا جسے ربیوں کے بھی خاص لوگ ہی

جانتے تھے، اسی طرح ذوالقرنین بادشاہ کا واقعہ بھی ان کی کتابوں میں موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ واقعہ بھی بتادیا، لیکن اس کے باوجود گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کو آواز دے رہے تھے، ان کے کان اتنی واضح دلیل کو سننے سے بہرے اور ایمان کی توفیق سے خالی ہو کر حسد کینہ اور ناراضگی سے بھر چکے تھے۔

ونار لو نفخت لها أضاءت ولكن ضاع نفخك في الرماد

وہ ایسی آگ ہے کہ تمہارے پھونکنے سے روشن ہوجاتی ہے لیکن تمہارا رکھ میں پھونکیں مارنا بیکار ہے۔

لقد أسمعت لو ناديت حيّا ولكن لا حياة لمن تنادي

اگر تم زندہ کو آواز دیتے تو جواب سن لیتے لیکن جسے تم پکار رہے ہو اس میں حیات نہیں ہے۔

اس شخص پر حسرت وافسوس ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہیں کی اور اس شخص کی بدبختی ہے جس نے اندھی بصیرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تکذیب کی، جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے انوار اور حقائق کھل چکے ہوں اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی دلیل کا مشاہدہ بھی کیا ہو پھر بھی وہ ضد اور انکار سے کام لے تو اس کیلئے ہلاکت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں اصل میں خوبیاں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیاں دراصل نشانیاں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات واضح ہیں۔

يدلّ على الرحمن من يهتدي به وينقذ من هول الخزايا ويرشد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو رحمن کے بارے میں بتاتے ہیں جو آپ سے رہنمائی حاصل کرتا ہو، اور ہولناک رسوائیوں سے بچا کر رہنمائی فرماتے ہیں۔

امام لهم يهديهم الحقّ جاهدا معلّم صدق ان يطيعوه يسعدوا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے امام ہیں، انہیں حق راستہ دکھانے میں کوشش کرنے والے ہیں، سچائی کے معلم ہیں، اگر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو سعادت مند ہونگے۔

عفوّ عن الزّلّات يقبل عذرهم وان يحسنوا فالله بالخير أجود

لغزشوں کو معاف کرنے والے، صحابہ کے عذر کو قبول کرنے والے ہیں، اور اگر وہ احسان کریں تو اللہ تعالی بھلائی میں زیادہ سخی ہیں۔

وان جاء أمر الا یطیقون حمله فمن عنده تیسیر ما یتشدّد

اگر ایسا معاملہ آتا جس کو اٹھانے کی وہ (صحابہ) طاقت نہ رکھتے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سخت معاملہ آسان ہو جاتا۔

عزیز علیه أن یصدّوا عن الهدیٰ حریص علی أن یستقیموا ویهتدوا

اگر وہ ہدایت سے رک جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گراں گذرتا تھا اور اس بات پر حریص تھے کہ وہ سیدھے رہیں اور ہدایت پا جائیں۔

عطوف علیهم لیس یثنی جناحه الیٰ کنف یحنو علیهم ویمهد

ان پر مہربان ہیں، اپنے بازؤں کا سائے سے ان کو محروم نہیں کرتے، ان کی طرف مائل رہتے ہیں اور نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔

علیه تحیّات من الله ربّنا وأزکیٰ صلاة لاتزال تجدّد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے پروردگار اللہ کی طرف سے پاکیزہ درود وسلام مسلسل نازل ہوتا رہے۔

فصل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی ہیں اسے یہ بات جان لینی چاہیئے کہ امّیت کا وصف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال میں اضافہ کرتا ہے، نیز اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت زیادہ اکرام اور فضیلت ہے، یہ صفت باری تعالی کی طرف سے عطا کیے گئے معجزات کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہے نیز اس کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالی اپنے اولیاء اور خاص بندوں میں جسے چاہتے ہیں علم عطا فرماتے ہیں، علم کی باتیں کھول دینا عقل ونقل پر موقوف نہیں، لہذا ہم ان اہل علم اولیاء پر تعجب نہ کریں جو پڑھنا لکھنا نہ جانتے ہوں۔

جب تم کسی ولی کو دیکھو کہ وہ اللہ تعالی کی حدود سے واقف اور اس کی عبادت میں مشغول ہے تو جان لو کہ اللہ تعالی نے اسے فتوحات کا دروازہ عطا فرمایا ہے، اور خدائی علوم اس پر کھول دیئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے ان باتوں کا علم عطا فرماتے ہیں جنہیں وہ نہیں جانتا۔

لہذا یوں نہ کہو کہ فلاں کے پاس علم کہاں سے آیا ہے حالانکہ اس نے پڑھا نہیں؟ کیونکہ علم ایسا نور ہے اللہ تعالی اپنے جس خاص اور محبوب بندے کے دل میں چاہتے ہیں اسے ڈال دیتے ہیں، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ کو فہمِ کامل کے باوجود علم کی باریک باتوں میں اشکال پیدا ہوجاتا تھا اور وہ شیبان الرّاعی کے پاس آکر سوالات کیا کرتے تھے، اور علم کے حصول کی خاطر ان کے سامنے بیٹھا کرتے تھے، جب کسی نے اعتراض کیا تو امام شافعی نے جواب دیا کہ ان کے پاس علم کی وہ باریکیاں اور اسرار ہیں جو میرے پاس نہیں، بسا اوقات مجھے بہت سی باتوں میں اشکال پیدا ہوجاتا ہے اور ان مشکل باتوں کو حل کرنے سے میری سوچ عاجز آجاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ان مشکل باتوں کو مجھ پر کھول دیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم وزہد، تقویٰ اور فہم کے باوجود ایک دن اپنے استاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، امام احمد بن حنبل نے عرض کیا: اے استاذ! میں شیبان الراعی کے پاس جاکر سوال کرتا ہوں، امام شافعی نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں لازم پکڑلو، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل اس بات کو دہراتے رہے۔

امام احمد بن حنبل ان کے پاس سے اٹھ کر شیبان کی مجلس میں حاضر ہوئے، وہ ایک چادر اوڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ امام احمد نے ان کی چادر کے نیچے سر داخل کر کے سلام کیا اور پوچھا: مجھے بتلائیں کہ ایک آدمی نے بھول کر ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھ لی تو وہ کیا کرے گا؟ شیبان نے جواب دیا کہ تمہارے مذہب کے مطابق تو سلام کے بعد سجدہ کرے گا کیونکہ اس نے نماز میں اضافہ کیا ہے، لیکن ہمارے مذہب کے مطابق اس پر سجدہ بطور ادب لازم ہے کیونکہ نمازی اپنے مالک سے غافل نہیں ہوا کرتا، وہ اللہ تعالیٰ سے کیسے غافل ہوسکتا ہے حالانکہ وہ مراقبہ اور سرگوشی کررہا ہوتا ہے؟ امام احمد بن حنبل بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب افاقہ ہوا تو کہنے لگے: مجھے بتلائیں اگر کسی شخص کے پاس چالیس بکریاں ہوں تو اس پر کتنی زکوۃ لازم ہے؟ شیبان نے کہا کہ ہمارے مذہب کے مطابق یا تمہارے مذہب کے مطابق؟ امام احمد نے پوچھا کیا اس میں بھی دو مذہب ہیں، وہ کہنے لگا جی ہاں، تمہارے مذہب کے مطابق تو اس پر ایک بکری لازم ہوگی لیکن ہمارے مذہب کے مطابق اس کے پاس کوئی مال نہیں کیونکہ سارا مال اللہ تعالیٰ کا ہے، لہذا وہ اس سارے مال کو اللہ کے لئے خرچ کردے۔

پس اس مبارک گروہ کے حالات پر غور وفکر کر کے ان کی نکتہ چینی سے اپنے آپ کو بچاؤ، اولیاء پر نکتہ چینی کرنے والوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کی سنت سب کو معلوم ہے، ایک حدیث قدسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''من آذی لی ولیّاً فقد بارزنی بالمحاربة'' ومن حارب اللّٰہ جلّ جلالہ فقد تعرّض لسخطہ الذی لیس لہ رادّ، ولا لدفعہ صادّ۔

''جس نے میرے ولی کو تکلیف پہنچائی اس نے علی الاعلان مجھے جنگ کی دعوت دی'' اور اللہ تعالیٰ جس سے جنگ کر کے اس کی رسوائی کے در پے ہو جائیں تو اسے کوئی نہ روک سکتا ہے نہ ٹال سکتا ہے''۔(سنن ابن ماجہ)

امام ولی اللہ ابو حامد الغزالی فرماتے ہیں کہ اس گروہ کے پیچھے پڑنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عادت یہ جاری ہے کہ ایسے لوگوں کے برے انجام کا اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسے جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے نفس کے حوالے کر دیتے ہیں، لہٰذا تمہارے لئے ضروری ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے تم اس کی تعظیم کرو اور اس پر اعتراض نہ کرو اور نہ اس کے علم پر تعجب کرتے ہوئے اسے فتح کرنے کا بہانہ تلاش کرو۔

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں: ایک سنت کے راستے میں کمال حاصل کرنے والے اور دوسرے مختلف قسم کے احوال طاری ہونے والے، جو صاحبِ کمال ہوتے ہیں ان کی پیروی کی جاتی ہے جبکہ صاحبِ حال لوگوں کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر اپنے محبوب کی محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے، لہٰذا ان کی نہ اقتدا کی جائے اور نہ ان پر اعتراض کیا جائے بلکہ انہیں تسلیم کر کے ان کی باتوں میں تاویل سے کام لیا جائے، ان کے لئے کوئی بہتر راستہ نکالا جائے اور یہ گمان کیا جائے کہ وہ بھی کسی اچھے طریقے پر عمل کر رہے ہیں۔

لہٰذا جو ولی صاحبِ حال ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو جائے تو اس کو ماننا ضروری ہے، اگر ان کے غلبہ حال کو تسلیم نہ کیا جائے تو کم از کم ان کو برا کہنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ولی کو چھپایا ہوتا ہے یہی حکم پختہ صاحبِ علم لوگوں کے بارے میں ہے کہ انہیں تسلیم کرتے ہوئے ان کے بارے میں حتی الامکان تاویل سے کام لینا چاہیئے، اسی طرح ہم نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے اور ان لوگوں کو دیکھا ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

محمد بن عقاب جو بڑے اولیاء اللہ اور بابرکت لوگوں میں سے تھے مشہور اہل طریقت ولی اللہ شیخ فتح رحمہ اللہ کی بہت زیادہ تعظیم سے زیارت کیا کرتے تھے، میں نے خود انہیں شیخ کی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، ایک دن میں ان کی مجلس میں حاضر تھا، انہیں شیخ یاد آئے تو شوق کے غلبے میں ان کی آنکھوں سے

آنسو جاری ہو گئے، چنانچہ شیخ ابن عقاب اپنے استاذ فقیہ بن عرفہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ولی اللہ ابوعمر عثمان القربنالی کے معتقد ہو گئے تھے، اعتقاد کے بعد ان کی کرامت کو دیکھا اور غلبہ حال کی باتوں کو ان کے حوالے کر دیا۔

صوفیہ کی ایک جماعت نے غلبہ حال والے آدمی کے بارے میں کہا ہے کہ یہ لوگ برحق ہیں اور ان کے راستے پر بغیر کسی شک کے ایمان لانا ضروری ہے، اس بارے میں وہی حیلہ کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے کام سے عاجز ہونے کی نسبت کرے گا حالانکہ وہ اس سے بہت بلند ہے، رکھوالا اور مددگار ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔؛ لہٰذا سلامتی کے راستے پر تمہیں صرف تسلیم کرنے سے ہی نفع ہوگا، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

{ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ } البقرہ ۱۰۵

ترجمہ: اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص فرما لیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

بسا اوقات اللہ تعالیٰ صاحبِ حال آدمی پر اس محبت کو ظاہر فرماتے ہیں جسے دوسرے لوگوں کے سامنے پوشیدہ رکھا ہوتا ہے، اس کے دل و دماغ کو محبت سے بھر دیتا ہے پھر وہ جمال برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا اور خود کو فانی خیال کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے، دیکھنے والا اسے عاشق اور مجنون تصور کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مغلوب ہوتا ہے۔

کسی کا قول ہے کہ میں نے ایک مجنون مرد اور عورت کو جنت کی آغوش میں باتیں کرتے ہوئے دیکھا، مجنون مرد نے عورت سے پوچھا؟ اے فلانی! تم کہاں ہو اس نے جواب دیا کہ جنت کی نہروں اور رب تعالیٰ کے بنائے ہوئے درختوں کی خوشبوؤں کے درمیان ہوں، عورت نے پوچھا تم کہاں ہو؟ مرد نے جواب دیا کہ ایک عمدہ سرخ باغ میں جو ریشم کی طرح نرم ہے اور قدیر بادشاہ نے اسے بنایا ہے، اور اے خاتون! جان لے کہ تمہیں موت آنے والی ہے، موت بہت جلد ہم سب کو دبوچنے والی ہے، راوی کہتا ہے: میں نے مجنونہ عورت سے پوچھا: کہ اے مجنونہ! میں تجھے کیا دوں؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی محبت، کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ میں نے اس مجنون سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ واپس چلے جاؤ اور ہمیں رحمن کے ذکر سے غافل مت کرو، تمہیں مجنون سے صحبت کا کوئی حق نہیں، چنانچہ میں اس محبت کرنے والے کی زبان سے یہ بات سن کر روتا ہوا تعجب کے ساتھ واپس ہوا۔

لولا نسیم بذکرا کم یروّحنی　　　لکنت محترقا من حرّ أنفاسی

اگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی ہوا سے راحت نہ ملتی تو میں اپنے سانسوں کی گرمی سے جل جاتا۔

واللہ ما طلعت شمس ولا غربت　　　الا وذکرك مقرون بأنفاسی

اللہ کی قسم! سورج جب بھی طلوع وغروب ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میرے سانسوں سے ملا ہوا ہوتا ہے۔

ولا جلست الیٰ قوم أحدثهم　　　الا وکنت حدیثی بین جلاسی

میں جب بھی لوگوں کیساتھ بیٹھ کر بات کرتا ہوں تو میری بات کا محور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوتے ہیں۔

ولا شربت زلال الماء من عطش　　　الا رأیت خیالا منك فی الکاس

اور جب کبھی پیاس کی حالت میں میٹھا پانی پیتا ہوں پیالے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت نظر آتی ہے۔

یہ اللہ تعالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں کی شان تھی، ان کے جسم اللہ تعالی پر فنا ہو جاتے تھے اور رخساروں پر آنسو جاری رہتے تھے، اللہ تعالی ان کی محبت کے صدقے ہمیں نفع عطا فرمائے اور بار بار ہمارے اوپر ان کی برکت نازل فرمائے، نیز ہمارے سردار، انبیاء کے امام، اور راستے کے رہبر اور تمام لوگوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''خاتم النبین'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائیں اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائیں

خاتم النّبیین آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اور قران کریم میں وارد ہوا ہے، چنانچہ اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور مرتبہ جہان والوں کے سامنے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

{مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ} الاحزاب ۴۰

ترجمہ: (مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

اللہ تعالی کے اس ارشاد خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں آکر نبوت کو ختم اور مکمل کرنے والے ہیں یعنی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر نبوت ورسالت کو مکمل فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے بعد اللہ تعالی نے آسمانوں کے دروازے وحی کے لئے بند فرما دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أنا أوّل الأنبیاءِ فی الخلقِ وآخرُھم فی البعثِ

ترجمہ: مجھے تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا گیا ہے لیکن میری بعثت ان سے آخر میں ہوئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں عاقب اور حاشر بھی ہے، لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جمع کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا یقینی بات ہے جس میں بے دین آدمی کے علاوہ کسی کو شک نہیں ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے یہ بات برحق ہے لیکن ان کا شمار امت محمدیہ میں سے ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا امیر تم میں سے ہوگا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، یعنی اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں فرمائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر قیامت قائم ہوگی، حضرت عیسی علیہ السلام زمین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو قائم کرنے کے لئے اتریں گے اور اس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہونگے۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین فرمایا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، اس لئے کہ رسول نبی سے خاص ہے، ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوا کرتا، اللہ تعالیٰ کے انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، جبکہ رسول تین سو تیرہ یا تین سو چودہ تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو یقینی طور پر خاتم المرسلین بھی ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وخاتم النبیین'' کا معنی یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، لہذا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو کوئی رسول بھی نہیں آئے گا، لیکن اگر اس کے بجائے خاتم المرسلین کہا جاتا تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ رسالت کی نفی نبوت کی نفی کو لازم نہیں ہے۔

بعض عارفین اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وخاتم النبیین'' میں فرماتے ہیں کہ کسی بھی چیز کو اچھے طریقے سے مکمل کرنے کو ختام کہا جاتا ہے، اور انبیاء کرام کے اس عظیم درخت کا ختام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو تمام عارفین کے سردار، انبیاء کرام کے تاج ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعریف کرنے والوں کے درمیان حمد کا جھنڈا اٹھائیں گے اور ایسی ہستی ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو منور کیا ہے اور جہان پر رحم فرمایا، انبیائے کرام کے اختتام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختام مسک ہیں، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلند مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام کو مقدمہ کے طور پر بھیجا، انہوں نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں اور صفات کو بیان فرمایا، محبت کرنے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق ہوا اور انہوں نے اپنے انبیاء کے ہاتھ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور زمین و آسمان کی تمام مخلوق پر فضیلت کی تصدیق کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی مہربانی ہے جسے ہر عقلمند اور باذوق آدمی معلوم کر سکتا ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے امت کا اکرام کیا، وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے آخر میں مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے پہلی امتوں اور قوموں کے حالات واقعات بیان فرمائے لیکن اس امت کے گناہوں کو چھپا لیا تاکہ کسی کو ان کے گناہوں اور عیوب کے بارے میں معلوم نہ ہو، بیشک مخلوق کے ایمان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمالِ حرص اللہ تعالیٰ کو معلوم تھی اس حرص میں نہ کوئی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ کر سکا نہ بعد میں کر سکے گا، اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء اور رسولوں کے واقعات کو قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور یہ سب واقعات الگ الگ بیان فرمائے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اور اکرام تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى

اَتٰىھُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِي الْمُرْسَلِيْنَ ﴾۔الأنعام ۳۴

ترجمہ:اور حقیقت یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے۔پھر جس طرح انہیں جھٹلایا گیا اور تکلیفیں دی گئیں، اس سب پر انہوں نے صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچ گئی۔اور کوئی نہیں ہے جو اللہ کی باتوں کو بدل سکے۔اور (پچھلے) رسولوں کے کچھ واقعات آپ تک پہنچ چکے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اے محمد! آپ پہلے انبیاء کے حالات کو جان چکے ہیں لہذا ان کفار مکہ کے ایمان پر حسرت کرتے ہوئے خود کو تکلیف میں نہ ڈالیں، پہلی قوموں نے اپنے انبیاء کیساتھ یہی معاملہ کیا تھا انہوں نے صبر سے کام لیا اور وہ کامیاب ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صابرین کے سردار اور متقیوں کے امام ہیں، لہذا صبر پر مداومت اختیار کیجئے، میں ان کافروں کے خلاف آپ کی اس طرح مدد کروں گا جس طرح پہلے رسولوں کی مدد کی تھی۔

ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے امام ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر اللہ تعالی نے بہت زیادہ اکرام و مہربانی کا معاملہ فرمایا، یہ بات سامعین پر ظاہر ہو چکی ہے، اس کے علاوہ وہ کرامات اور معجزات جو مخلوق سے مخفی ہیں اللہ تعالی نے ان کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا جس کی تعبیر سے ہم عاجز ہیں۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انبیاء کی بعثت کا اختتام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مجھے اللہ تعالی نے جس ہدایت اور نور کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک عمدہ گھر تعمیر کرے جس کی ایک اینٹ سونے اور دوسری چاندی کی ہو، جب گھر مکمل ہو جائے تو لوگ اسے دیکھ کر کہیں کہ یہ کتنا اچھا اور خوبصورت گھر ہے اگر اس میں ایک اینٹ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا جاتا جس کی وجہ سے اس کا حسن اور دوبالا ہو جاتا اور یہ گھر اور زیادہ چمکدار نظر آتا، وہ عظیم الشان اینٹ جس کے ذریعے اس بلند و بالا محل کی تکمیل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے ہر زمانے میں جن کے معجزات ظاہر ہوئے۔

بیشک اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اس جہان کی مخلوقات کے حسن کی تکمیل فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمدہ بعثت کے ساتھ بہترین امت کی طرف مبعوث فرمایا اور اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے، نیز اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کی ہدایت کا طریقہ سکھایا۔

یاأمّة الهادي ومَن كمثالكم فجلال أحمد شاهد بجمالكم

هو ستركم هو ذخركم لمثالكم صلوا عليه وسلّموا فبذلكم

تُهدىٰ النّفوس لرشدها وغناها

ترجمہ: اے ہدایت دینے والے (نبی) کی امت! تمہاری طرح کون ہوسکتا ہے؟ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلال تمہارے جمال کا گواہ ہے۔ اور وہی تمہارے عیبوں کو چھپانے والے اور تمہارے اعمال کا ذخیرہ ہیں، لہذا ان پر درود وسلام پڑھا کرو، اسی وجہ سے لوگوں کو ہدایت اور مالداری کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

ما في عباد الله مثل محمّد مقامه الرفوع يُعرف في غد

وبحوضه المورود أكرم مورد صلّى عليه الله غير مقيّد

وعليه من بركاته أنماها

اللہ کے بندوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی نہیں، کل قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام کا پتا چلے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوضِ کوثر اترنے کی بہترین جگہ ہے، ،اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلاحساب رحمتیں نازل فرمائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی برکتوں میں اضافہ فرمائے۔

انّ الصلاة عليه تنجينا غدا فاذاهم ذكروا لديک محمّدا

غظ بالصلاة عليه أكباد العدا وعلىٰ الأكابر آله سرج الهدىٰ

أكرم بعشرته ومن والاها

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہمیں کل نجات دے گا جب لوگ تمہارے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کریں تو دشمن کے دلوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود پڑھ کر غصہ دلاؤ جو نصیحت کے چراغ ہیں، نیز آپ کے خاندان اور اس خاندان سے دوستی رکھنے والوں کا اکرام کرو۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے انبیاء کی بعثت کو مکمل فرمایا ہے اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کامل محبت کرے، کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود

بھیجے، جب بھی تم کوئی نیکی کرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کر کے اس نیکی کی تکمیل کیا کرو، اگر تم کوئی عبادت کرو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درور پڑھ کر اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا کرو۔

اور اگر تم دعا کرتے ہو تو آخری نبی پر درود پڑھتے ہوئے اپنی دعا کو ختم کرو، بیشک جب تک تم انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے اس وقت تک تمہاری دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہے گی، نیز اگر تم کسی نیکی کی مجلس میں ہو تو اپنی مجلس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے اچھا کیا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تم اپنی مجلس کو اچھا بنانا چاہو تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کیا کرو۔

یہ بات جب حضرت عمر کے بارے میں کہی گئی ہے تو ہماری مجلس کیسے حق تعالی کے محبوب اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے خالی ہو، جب مجلس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذکر سے اچھی ہو جاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے کیسے اچھی نہ ہوگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ شوق سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا کرتے تھے، جب ان سے لوگوں میں سب سے اچھے اور بہتر آدمی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو ان کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات آتی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے چار ہزار شہسواروں کا لشکر بھیجا، لشکر نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا، اس قلعہ میں ایک خوبصورت عورت تھی، اس نے قلعے کی حفاظتی دیوار کے اوپر جھانک کر لشکر کی طرف دیکھا تو اس کی نظر ایک عرب نوجوان پر پڑی جو گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار اور نیزہ سے بہت سخت لڑائی کر رہا تھا، عورت نے یہ دیکھ کر آہ بھری، اس کی باندی نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ قلعہ فتح کر دیا گیا ہے، باندی نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا عنقریب کسی گھڑی تم دیکھ لوگی، پھر اس نے باندی کے ہاتھ اس نوجوان کی طرف پیغام بھیجا کہ کیا ایسا کوئی راستہ ہے کہ آپ میرے مددگار بن جائیں؟ نوجوان نے جواب دیا کہ جی ہاں، لیکن اس شرط پر کہ تم اپنے دل کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے اس کی توحید کا اقرار کرلو۔

اس عورت نے پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارے لئے قلعے کا دروازہ کھول دیا ہے، جب وہ نوجوان دروازے سے داخل ہوا تو اس نے لڑکی پر اسلام پیش کیا، اس لڑکی نے کہا: اے نوجوان! میں ایک بہت بڑی عورت ہوں، کیا تمہارے لشکر میں کوئی تم سے بڑا ہے جس کے ہاتھ پر میں اسلام قبول کروں؟ اس نوجوان نے جواب دیا: جی ہاں! عبداللہ بن عمر مجھ سے بڑے ہیں، چنانچہ وہ ان کے پاس چلی گئی، عبداللہ بن عمر نے جب اس

پر اسلام پیش کیا تو اس نے پوچھا کیا آپ سے بھی کوئی بڑا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں، عمر بن خطاب مجھ سے بڑے ہیں، اس عورت نے کہا مجھے ان تک پہنچا دو تا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں، چنانچہ وہ لشکر کے ہمراہ اپنے ساتھ بہت سارا مال لے کر حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: کیا یہاں آپ سے کوئی بڑا ہے، حضرت عمر نے فرمایا کہ یہاں مخلوق میں سب سے بڑی ہستی موجود ہے، اگر عمر جیسوں سے دنیا بھر جائے تو وہ ذات ان سے بھی بڑی ہے، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور یہ ان کی قبر ہے۔

اس عورت نے کہا: میں انہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گی، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آئی اور بیٹھ کر کلمہ شہادت پڑھا اور پھر رو کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں دیارِ کفر سے نکل کر آئی ہوں اور مجھے اسلام لانے کے بعد گناہوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب سے سوال کرتی ہوں کہ وہ نافرمانی سے پہلے ہی میری روح قبض کرلے، چنانچہ اس نے قبر مبارک کی دیوار پر اپنا رخسار رکھا تو اس کی روح پرواز کرگئی۔

حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عجمیوں میں اس سے زیادہ کسی عقلمند عورت کو نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے: پھر ارشاد فرمایا خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جسے اس حالت میں موت آئے کہ اس کا باطن گناہوں سے راحت حاصل کر چکا ہو۔

البدر فی دار کم یغیب — وعند کم یأنس الغریب

چاند تمہارے گھر میں غروب ہوتا ہے اور مسافر تمہارے پاس مانوس ہوتا ہے۔

یذھب فی دار کم سقامی — اذعند کم یوجد الطّبیب

آپ کے گھر میں میرا مرض ختم ہو جاتا ہے کیونکہ تمہارے پاس طبیب موجود ہے۔

دخلت فی دار کم دلیلا — فکان عزّی بکم عجیب!

میں آپ کے گھر میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے داخل ہوا اور مجھے آپ کی وجہ سے عجیب وغریب عزت ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے جس سے ہم اللہ کا قرب اور اس کی عظمت کا کچھ حصہ حاصل کرلیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''سیّد اور سیّد المرسلین'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

ان مبارک ناموں کا شمار بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی میں ہوتا ہے، یہ دونوں اسماء بہت ساری احادیث اور روایات میں مروی ہیں، نیز اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں، اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لوگوں میں سب سے زیادہ ان ناموں کی حق دار ہے، حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنا سیّد النّاس یوم القیامۃ ولا فخر، وتدرون لم ذٰلک؟ یجمع اللہ الأوّلین والآخرین

ترجمہ: میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہونگا اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو جمع فرمائے گا۔ (الفتح الکبیر)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ بیشک سردار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ امت نے سیّد کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا ہے، کیونکہ جب تم کہو کہ سیّد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی اور سید نہ ہو، یعنی اللہ تعالیٰ کی سرداری یہ ہے کہ پوری مخلوق اس کی محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس کا رب اور معبود نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عقیدے کی طرف رہنمائی فرمادی کہ حقیقی سرداری تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائی جاتی ہے، وہی جہان کا خالق اور نفع ونقصان کا مالک ہے، وہی پستی و بلندی عطا کرتا ہے اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے۔

میرے اوپر سیّد کا اطلاق اس معنی میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ تمام مخلوقات پر میری وجہ سے غیب کی باتوں کو کھولا اور رحمت کی بارش فرمائی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میں آخرت میں تمام لوگوں کا سردار ہونگا'' حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا اور آخرت دونوں میں سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کی سرداری صرف آپ علیہ السلام کو ہی دی

جائے گی، جب لوگ شفاعت کے محتاج ہونگے اور آپ ﷺ کے علاوہ انہیں کوئی نہیں ملے گا۔

سیّد وہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی ضرورتوں میں جس کے محتاج ہوں، پس تمام انسانوں میں آپ ﷺ اکیلے ایسے سردار ہیں کہ کوئی دوسرا اس سرداری میں آپ ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ} المومن ۱۶

ترجمہ: (کہا جائے گا) کس کی بادشاہی ہے آج؟ (جواب ایک ہی ہوگا کہ) صرف اللہ کی جو واحد و قہار ہے۔

دنیا اور آخرت میں اصل بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ہے، دنیا میں جو لوگ بادشاہت کا دعویٰ کرتے ہیں قیامت کے دن وہ دعویٰ بھی نہ کرسکیں گے، شفاعت کے لئے تمام لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پناہ لیں گے اور کسی دوسرے شخص کے دعویٰ کیئے بغیر آپ ﷺ آخرت میں ان کے سردار ہونگے۔

کسی عارف کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے ارشاد "أنا سیّد ولد آدم" کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کے سردار ہیں، لہذا اس میں آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ شامل ہیں کیونکہ آپ علیہ السلام تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ} البقرۃ ۲۵۳

ترجمہ: یہ پیغمبر جو ہم نے (مخلوق کی اصلاح کے لئے) بھیجے ہیں ان کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا، اور ان میں سے بعض کو بدرجہا بلندی عطا کی۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کے آخری حصے سے مراد محمد ﷺ ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کو ہر گورے اور کالے کی طرف مبعوث کیا گیا اور آپ ﷺ کے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا، آپ ﷺ کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوئے اور کسی نبی کو آپ ﷺ کی طرح فضیلت اور کرامت نہیں دی گئی، بیشک آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور رب العالمین کے محبوب ﷺ ہیں۔

فاق النّبیّین فی خلق وفی خلق　　ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

آپ ﷺ سیرت صورت میں تمام انبیاء پر فائق ہیں اور کوئی علم و کرم میں آپ ﷺ کے قریب تک نہیں پہنچا

وکلّھم من رسول اللہ ملتمس　　غرفا من البحر أو رشفا من الدیم

تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کے علم کے سمندر سے چلو بھرنے والے اور آپ ﷺ کی بارش سے سیراب ہونے والے ہیں۔

وواقفون لدیہ عند حدّھم　　من نقطۃ العلم أو من شکلۃ الحکم

اور سب آپ ﷺ کے دربار میں اپنی جگہ پر کھڑے ہیں، کوئی علم کے ایک نقطہ میں اور کوئی حکمت کی باتوں کی ایک حرکت میں ہے۔

فھو الذی تمّ معناہ وصورتہ　　ثم اصطفاہ حبیبا باری ء النّسم

آپ ﷺ کی صورت اور سیرت کامل بنا کر روحوں کو پیدا کرنے والی ذات نے اپنے حبیب کے طور پر چن لیا۔

اللہ تعالی کے انبیاء نے بلند مرتبہ ہونے کے باوجود اس بات کا اعتراف کیا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کی نظر میں تمام مخلوق سے زیادہ مکرم، باعزت اور صاحبِ مرتبہ ہے، آپ ﷺ اپنے بلند درجات کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں، آپ ﷺ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو، جب اللہ تعالی نے انبیاء پر وحی نازل فرمائی تو انہیں اس فضیلت کا علم ہوا، ہدایت یافتہ شخص جب ایمان لانے کے بعد پہلی کتابوں پر نظر دوڑائے تو وہ آپ ﷺ کی صفات کا مشاہدہ کرے گا، اسے یہ معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے کس طرح تمام انبیاء کے مقابلے میں آپ ﷺ کو قدر و منزلت عطا فرمائی اور امت کو آپ ﷺ کی وجہ سے شرف بخشا۔

شام کے علاقے میں ایک مسلمان کتابی کے پاس آیا، کتابی نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں مدینہ جا رہا ہوں، کتابی نے کہا مجھے تمہارے پاس کچھ کام ہے، مسلمان نے کہا کیا کام ہے، کتابی نے کہا تم کعب احبار کے پاس جا کر اس سے کہو، اے کعب! تم ہمیشہ یہودیوں میں ذلت و حقارت اور پستی کی حالت میں رہے اور آج اسلام میں بھی اسی طرح ہو، مسلمان نے کہا: تو نے امانت میرے سپرد کی ہے اور میں ان شاء اللہ اس امانت کو پہنچاؤں گا، چنانچہ وہ کعب احبار کے پاس آئے اور بڑی عظمت اور فضیلت کی

نظر سے ان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگے: اے کعب! میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے اور مجھے اس کے پہنچانے کا مکلف بنایا گیا ہے، لیکن اگر میں اسے بیان کروں تو آپ سے ناراضگی کا اندیشہ ہے، کعب نے کہا: آپ بیان کر دیں، مسلمان نے ان کے سامنے یہودی کی بات دہرادی۔

حضرت کعب نے جواب میں فرمایا کہ میں بھی امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں، لہذا اس کے پاس جا کر کہو کہ کعب نے جواب میں کہا ہے کہ کیا تجھے تورات میں یہ بات ملی ہے کہ جو کوئی بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بوڑھا ہوگا قیامت کے دن اس کے لئے چمکتا ہوا نور ہوگا، اور کیا تم نے تورات میں یہ بات پڑھی ہے کہ قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے ایک دسترخوان لگایا جائے گا جو ان کی بخشش تک اٹھایا نہ جائے گا، اور کیا تم نے تورات میں یہ بات نہیں پڑھی کہ جو بھی کلمہ لا الہ الا الہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اللہ تعالی سے شرک کے بغیر ملاقات کرے اور پہاڑوں کی مثل گناہ لے آئے تب بھی اس کی بخشش کر دی جائے گی۔

چنانچہ وہ آدمی یہودی کے پاس آ کر کہنے لگا کہ کعب نے ایک امانت میرے حوالے کی ہے میں اسے ادا کرنے کے لئے آیا ہوں، یہودی نے کہا اپنی امانت کو ادا کرو، اس مسلمان نے حضرت کعب کی بات بتائی تو یہودی کہنے لگا: جی ہاں کعب نے سچ کہا ہے، اللہ کی قسم! میں نے یہ سب باتیں تورات میں پڑھی ہیں، چنانچہ یہودی فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرداری کتابوں میں مشہور ہے، دیگر امتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی فضیلت اور مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات دیگر انبیاء سے منقول معجزات سے بہت زیادہ ہیں۔

لئن کان موسیٰ سقی قومه   عیون من الماء بضرب العصا

اگر موسیٰ نے اپنی قوم کو لاٹھی مار کر پانی کے چشمے سے سیراب کیا۔

وجاز بعسکره البحر فی   حضیض من الماء خوف العدا

اور دشمنوں کے خوف کی وجہ سے اپنے لشکر سمیت سمندر کے گہرے پانی کو عبور کیا۔

فمن کف احمد قد فجّرت   عیون من الماء یوم الظما

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے پیاس کے دن پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

وجاز علی الماء فی جیشه   بوادعظیم بعید المدی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے ایک عظیم اور دور دراز وادی میں پانی کو عبور کیا۔

فأقبلت الخیل تمشی به   وتعدو علیه کمثل الثری

چنانچہ مٹی کی طرح سمندر پر گھوڑے دوڑ کر چلنے لگے۔

وان کانت الجنّ قد نالها   سلیمان الریح تجری رخا

اگر جنات کو سلیمان نے تابع کیا اور ہوائیں بھی اس کے حکم کی فرمانبردار تھی۔

فشهر غدوله بکرة   وشهر رواح له ان یشا

اگر وہ چاہتے تو ایک مہینہ صبح کے وقت اور ایک مہینہ شام کے وقت چلتی تھی۔

فانّ النّبی سری لیلة   من المسجدین الی المرتقی

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات مسجد حرام اور مسجد اقصی سے بلندیوں کی طرف چڑھے۔

وأرسله الله للعالمین   من الجنّ الأنس یبغی الهدیٰ

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانوں اور جنوں سمیت تمام جہانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

وان کان فی صالح عبرة   لأهل المدائن بعد القری

اگرچہ اس بستیوں کے بعد مدائن والوں کے لئے صالح علیہ السلام (کے واقعہ) میں عبرت ہے۔

لأخراجه ناقة آیة   لدیها فصیل ملیح الخطا

حضرت صالح نے نشانی کے طور پر ایک اونٹنی کو نکالا جس کے پاس اس بچہ بڑی اچھی چال والا تھا۔

فانّ النبیّ حویٰ کفّه   عنان البراق وهذا کفی

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی نے براق کی لگام کو تھاما اور یہ کافی ہے۔

وان کانت النّار یوم الخلیل   وقد أضرموها لأمر قضی

فنادته بالأمن من تحته   سلام سلام لأمر أتی

اور اگر خلیل کی آگ (جسے ایک طے شدہ فیصلے کے مطابق بھڑکایا گیا تھا) نے اپنے نیچے آنے

والے امن کی آواز دیتے ہوئے کہا: سلامتی سلامتی ہے آنے والی ہستی کے لئے۔

فانّ النّبی و أصحابه لقد هزّه الطود أعنی حرا

فنادٰی به اسکن بنا یا حرا علاك النبی و أهل التقی

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو غار حرا کے پہاڑ کو حرکت دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آواز دے کر کہا اے حرا! ٹھہر جا اس لئے کہ تمہارے اوپر ایک نبی اور نیک لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے سردار اور متقیوں کے امام ہیں، اس نام کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اللہ تعالی نے رکھا کیونکہ عظیم اخلاق کیوجہ سے مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فائدہ اٹھایا، عدل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت تھی، تقوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمیر میں داخل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین طریقے سے معاملہ کرتے اور بہت زیادہ تواضع سے کام لیتے، قدرت کے باوجود درگذر کا معاملہ فرماتے، بہت زیادہ سخاوت سے کام لیتے ہوئے لوگوں کی ضرورتیں پوری فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا کا پیکر اور اللہ تعالی کی رضا کے حصول میں اپنی جان کی بازی لگانے والے تھے۔

جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کو سیکھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کی پیروی کرے، حقیقی عزت اور سرداری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور سنت کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی اطاعت میں کوشش کیا کرتے تھے، بخشش کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوفِ خدا، زہد اور صبر سے کام لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کو کھول دیا گیا اور ذکر کو بلند کردیا گیا، اے دھوکے میں پڑے ہوئے شخص! تم بغیر مشقت کے بلند مرتبہ کیسے حاصل کرو گے، اللہ تعالی بغیر تھکاوٹ کے تمہیں سرداری کا لقب عطا نہیں فرمائیں گے، لہذا ڈرنے والے زاہدوں کے طریقہ کو محبت اور شوق سے یاد کیا کرو۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالی کی عبادت میں بہت زیادہ کوشش کیا کرتے تھے، سخت گرمی میں روزہ رکھتے یہاں تک کہ ان کے جسم کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا، علقمہ بن قیس ان سے کہتے کہ تم اپنی جان

کوعذاب کیوں دیتے ہو؟ وہ جواب میں کہتے کہ میں اس کا اکرام کرنا چاہتا ہوں، وہ نماز پڑھتے ہوئے گر جاتے تھے، حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن نے ان سے کہا کہ اللہ تعالی نے تمہیں اس کا حکم نہیں دیا، اسود نے جواب دیا کہ میں ایک غلام ہوں اور عاجزی وانکساری میں ہر چیز کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

کسی کا قول ہے کہ میں موصل کے فتح نامی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنی ہتھیلیاں دراز کر کے رونے لگے، میں نے دیکھا کہ ان کی انگلیوں کے درمیان سے آنسو بہہ رہے تھے، میں ان کے قریب ہوا تو ان کے آنسو زردی مائل تھے، میں نے انہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم خون کے آنسو روئے ہو، اس نے جواب دیا اگر تم مجھ سے اللہ کے نام سے سوال نہ کرتے تو میں تمہارے سوال کا جواب نفی میں دیتا، اللہ کی قسم میں خون کے آنسو رویا ہوں، میں نے ان سے پوچھا آپ کس بات پر خون کے آنسوؤں روئے ہو۔

وہ کہنے لگے اللہ تعالی کے واجبی حق سے پہلوتہی کرنے کے بعد میں نے خون کے آنسو بہائے تا کہ میرے رونا قبول ہو جائے، راوی کہتا ہے کہ ان کی وفات ہوئی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے رحم کا معاملہ فرما کر میری بخشش کردی ہے، میں نے پوچھا تمہارے آنسوؤں کے بارے میں کیا ہوا؟ کہنے لگے: رب تعالی نے مجھے اپنے قریب کر کے پوچھا: اے فتح! تو نے کس بات پر خون کے آنسو بہائے تھے، میں نے عرض کیا اے پروردگار! آپ خوب جانتے ہیں، فرائض سے پہلوتہی کے خوف کی وجہ سے میں نے ایسا کیا ہے، اللہ تعالی نے پوچھا خون کیوں بہایا؟ میں نے عرض کیا آنسوؤں کی عدم قبولیت کے خوف سے۔ اللہ تعالی نے مجھ سے فرمایا کہ اس عمل سے تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میری عزت اور جلال کی قسم! فرشتہ چالیس سال تک تمہارا نامہ اعمال میرے پاس لاتا رہا لیکن اس میں ایک گناہ بھی نہ تھا۔

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ گھر میں مصلے پر کوڑا لٹکا کر اپنے نفس کو ڈرایا کرتے تھے اور اس سے کہا کرتے تھے کہ اپنی سواری کو مارنے سے زیادہ تم مار کے مستحق ہو، کیا محمد ﷺ کے صحابہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آپ ﷺ کی اتباع کی خصوصیت حاصل ہے، ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! ہم نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ضرور ان کا مقابلہ کریں گے تا کہ انہیں پتا چل جائے کہ وہ اپنے پیچھے ایسے آدمی چھوڑ کر گئے ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی، پھر اپنے نفس کو ڈرا کر کہتے: اٹھ جاؤ، اللہ کی قسم! میں تمہاری وجہ سے

گھسیٹا جاؤں گا اور تھکاوٹ تمہاری وجہ سے آئی ہے میرے وجہ سے نہیں چنانچہ جب تھک جاتے تو اپنے جسم پر کوڑا مار کر کہتے کہ میرے جانور سے زیادہ تم مار کے مستحق ہو۔

نحیل الجسم مکتئب الفؤاد ترَاہ بقُنّۃٍ أو بطن واد

کمزور جسم اور غمزدہ دل کے ساتھ آپ اسے کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی میں دیکھیں گے۔

ینوح علی معاص فادحات یکدّر ثقلھا صفو الرّقاد

کہ وہ ان بڑے گناہوں پر نوحہ کر رہا ہوگا جن کے بوجھ نے اس کی گہری نیند کو مکدر کر دیا

فأن ھاجت مخاوفہ وزادت فدعوتہ أغثنی یا عمادی

اگر اسے بہت زیادہ خوف لاحق ہوتوں تو یوں دعا کرتا ہے اے میرے ستون! میری مدد فرما۔

فأنت بما ألاقیہ علیم کثیر الصفح عن زلل العباد

پس آپ میرے کیئے ہوا اعمال کو جانے والے ہیں اور اپنے بندوں کی لغزشوں کو کثرت سے معاف کرنے والے ہیں۔

یہ محبت کرنے والے سلف صالحین کی سیرت، کوشش کرنے والوں کا مراقبہ، نیک لوگوں کا راستہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور تابعین کے حالات تھے، پس ہم محبت کا کیسے دعویٰ کریں؟ اور اپنے نفس کی عبادات سے سرکشی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرداری کیسے طلب کریں، ہم نیکیوں پر نفس کی مدد نہیں کرتے، نفس کی خواہشات بہت جلدی پوری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ نافرمانیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس اے دھوکے میں پڑے ہوئے شخص! محبت کرنے والوں کے حالات کا مطالعہ کر کے اپنے نفس کا علاج کرو، اور کوشش کرنے والوں کی باتوں میں غور وفکر کو لازم پکڑو، ان کے حالات سننے سے غفلت اختیار نہ کرو، اپنے نفس کو ان کی پیروی کے لئے سدھارو اور ان کے افعال کی طرف مائل کرو، غافل جاہلوں کی اقتدا کر کے شیطانوں کی جماعت میں اضافہ کرنے سے خود کو بچاؤ، بیشک تمہارے سامنے سخت عذاب ہے اور بڑا مشکل معاملہ پیش آنے والا ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں پر مطلع ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے، تمہارے دل کی باتوں کو جانتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، اور اس کی مرضیات پر ایک دوسرے سے آگے بڑھو، بیشک تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو:

{وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ} البقرۃ ۲۸۱

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

ابوسلیمان درّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رابعہ بصریہ کے پاس ایک رات گذاری، میں ان کے گھر کے ایک کنارے پر تھا، وہ نماز کی جگہ پر سحری تک مسلسل قیام کی حالت میں رہیں، جب صبح ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس ذات کا کیا بدلہ ہونا چاہیئے جس نے اس رات ہمیں قوت عطا فرمائی ،فرمایا کہ اس کا بدلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہم کل اس کے لئے روزہ رکھیں گے۔

اسی طرح شعوانہ اپنی مناجات میں کہا کرتی تھی: "اے الٰہی! مجھے آپ سے ملاقات کا کس قدر شوق ہے؟ اور میری سب سے بڑی خواہش آپ کی جزا کی ہے، آپ ایسی کریم ذات ہیں جس کے ہاں امید کرنے والوں کی امید رائیگاں اور شوق رکھنے والو کا شوق بے کار نہیں جاتا، اے میرے معبود! اگر میری موت کا وقت ہے تو میری امیدوں نے مجھے آپ کے قریب نہیں کیا، میں اپنے گناہوں کے اعتراف کو عمل کے لئے وسیلہ بناتی ہوں، اگر آپ معاف فرمادیں تو آپ سے زیادہ معاف کرنے کا کون حق دار ہے؟ اور اگر آپ عذاب دیں تو آپ سے زیادہ عدل وانصاف کرنے والا کوئی نہیں، اے میرے معبود! میں نے اپنی جان پر دیکھتے ہوئے ظلم کیا ہے، اس کے لئے آپ کا حسنِ نظر باقی ہے، اگر آپ اس کی مدد نہ کریں گے تو اس کیلئے ہلاکت ہے۔ اے اللہ! آپ نے میری زندگی میں مسلسل میرے ساتھ بھلائی کی ہے لہذا وفات کے بعد اپنی بھلائی کو ختم نہ فرمایئے، اے میرے معبود! اگر مجھے اپنے گناہوں کا خوف ہے تو آپ کی محبت مجھے امید دلاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! خبردار! دنیا تمہیں اپنی آخرت سے غافل نہ کردے، اپنی خواہشات کو اللہ تعالی کی اطاعت پر ترجیح مت دو، اپنے ایمان کو گناہوں کا ذریعہ نہ بناؤ، اور خود اپنا محاسبہ کرو اس پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے، آخرت کی تیاری کرو قبل اس کے کہ تمہیں عذاب دیا جائے، سفر کا توشہ اختیار کرو قبل اس کے تمہیں پریشان کیا جائے، وہ عدل کی جگہ ہے، وہاں برحق فیصلہ ہوگا، اور واجب کے بارے میں پوچھا جائے گا، جو ڈرنے میں جلدی کرے گا اس کا عذر قبول کیا جائے گا۔

تم غور وفکر کرو اور اس نصیحت کرنے والی کریم ذات کی باتوں پر عمل کرو، اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے ڈرا کر اور خوشخبری سنا کر دین کی امانت کو پہنچا دیا، مجھ جیسے گناہگار کے پاس آپ ﷺ کی محبت اور شفاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں، حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے میرے پاس آپ ﷺ کے وسیلے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں۔

مجھ جیسوں کی زبانِ حال اشعار میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ طلب کرتے ہوئے یوں گویا ہے:

ذنوبی قطّعت عنّی رجائی　　　فما عذری غدا یوم الحساب

میرے گناہوں نے مجھ سے امیدوں کو ختم فرما دیا ہے، قیامت کے دن میرے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا۔

اذا نودیتُ: قم فاقرأ کتابا　　　وقد لاح الخطایا فی الکتاب

جب مجھے آواز دے کر کہا جائے گا کہ کھڑے ہو کر اپنا اعمال نامہ پڑھو، اور اعمال نامہ میں گناہ ظاہر ہونگے۔

فکم من منطق قد صار بکما　　　ولم یقدر علیٰ رد الجواب

کتنے بولنے والے گونگے بن جائیں گے اور جواب دینے پر قدرت نہ رکھ سکیں گے۔

و کم وجوہ صبیح عاد فحما　　　یلقّی فیہ أنواع العذاب

کتنے چمکدار چہرے کوئلے میں تبدیل ہو جائیں گے اور جہنم میں انہیں مختلف قسم کے عذاب کا سامنا کرنے پڑے گا۔

و کم شیخ ینوح علیٰ مشیب　　　و کم شاب ینادی: یاشبابی

کتنے بوڑھے بڑھاپے کے باوجود نوحہ کریں گے اور کتنے نوجوان دوسرے نوجوانوں پکاریں گے، ہائے میری جوانی۔

فیا حنّان یا منّان فاعطف　　　وجد بالعفو لی قبل العقاب

پس اے حنّان اور منّان نرمی کا معاملہ فرما اور سزا سے پہلے ہی معافی کا فیصلہ فرما دے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار نبی کریم ﷺ آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''متقی اور امام المتقین'' کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

''متقی اور امام المتقین'' آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں اور امت محمدیہ کا اس پر اجماع ہے، متقّی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے والے اور اس منع کی ہوئی سے بچنے والے کو کہتے ہے، امام المتقین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے سیدھے راستے کی طرف متقی لوگوں کی رہنمائی کرنے والے ہیں، بیشک تمام متقی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پناہ پکڑنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کو تھامنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور قوی ترین عزم ویقین کے مالک تھے، امام اصل میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی پیروی کی جائے اور وہ اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کرتا ہو، قوم کے سامنے آ کر اپنے پیچھے والوں کی شفاعت کرتا ہو۔

متقی وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ آخرت کے گھر میں آڑ بنا کر جہنم سے نجات عطا فرمائیں، عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ تقوی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ کام کرتے ہوئے نہ دیکھے جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے، اور جس چیز کا تمہیں حکم دے تمہیں اس کی حکم عدولی کرتے ہوئے نہ دیکھے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کرے اور منہیات سے اجتناب کرے وہ متقی ہے، یہ تقوی کی خاص قسم ہے، حقیقی تقوی صرف انبیاء کرام پر صادق آتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معصوم پیدا کیا ہے، [یا ان اولیاء پر صادق آتا ہے اللہ تعالیٰ نے جن کی حفاظت کی ہو] یہ سب پاک لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی سے دور رہتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے پورا کرتے ہیں۔

یہی لوگ اصل میں متقی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہیں، ان کے امام ہمارے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حکموں کی حفاظت کرنے والے اور اس کی منہیات سے بچنے والے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں آسان بات کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ کی بات نہ ہو، اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دوری اختیار فرماتے۔

متقیوں کا امام ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے اعلی درجات پر فائز ہوئے کہ اکیلے اعلیٰ علیین

تک پہنچے، آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا خوف اور معرفت حاصل تھی، آپ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں کوشش فرماتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ قوت، ادب، وقار، اچھے اخلاق، ٹھہراؤ، ہدایت، زہد، خوف، غیب کی باتوں کے مشاہدے کی وجہ سے ہر وقت عاجزی کے ساتھ روتے ہوئے یوں فرمایا کرتے تھے:

''لو تعلمون ما أعلمُ لضحكتُم قليلا . و لبكيتم كثيرا''

ترجمہ ''اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسنا کم اور رونا زیادہ کر دیتے''۔

(الفتح الکبیر)

ایک روایت میں ہے کہ تم بستروں پر عورتوں سے لذت لینا چھوڑ دو اور چیختے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ، حضرت عائشہ رضی عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی ہوتا تھا، تم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ افطار نہیں کریں گے اور پھر افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزے نہیں رکھیں گے، اسی طرح کبھی عبادت فرماتے کبھی سو جاتے۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مسلسل فکر اور غم کی حالت میں رہتے تھے، آپ ﷺ کو کبھی چین نہ آتا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی سنت کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المعرفة رأس مالي . والعقل أصل ديني . والحبّ أساسي والشّوق مركبي . وذكر الله أنيسي والثقّة كنزي الحزن رفيقي والعلم سلاحي والصبر ردائي والرضاء غنيمتي والفقر فخري الزهد حرفتي واليقين قوّتي والصّدق شفيعي والطّاعة حسبي والجهاد خلقي وقرّة عيني في الصّلاة۔

ترجمہ: ''معرفت میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی بنیاد ہے، محبت میری اساس ہے، شوق میری سواری ہے، اللہ کا ذکر میرا انیس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، غم میرا ساتھی ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میرا مال غنیمت ہے، فقر میرا فخر ہے، زہد میری حرفت ہے، یقین میری قوت ہے، سچائی میرا اشفارسی ہے، اطاعت میرا حسب ہے، جہاد میرا اخلاق ہے، اور

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔(کتاب الشفا)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کا ذکر میرا پھل ہے، میرا غم امت کی وجہ سے ہے اور مجھے اپنے رب کا شوق ہے۔

حضرت کعب احبار اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ صفات بیان فرمائی ہیں، جن سے توریت میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو پکارا ہے، ان صفات کے آخر میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: میں ہر اچھے کام کی طرف اس (نبی) کی رہنمائی کروں گا، میں اسے ہر اچھا اخلاق عطا کروں گا، میں سکینت کو اس کا لباس، نیکی کو اس کا شعار، تقوی اور حکمت کو اس کی سمجھ، وفاداری کو اس کی طبیعت، معافی اور نیکی کو اس کا اخلاق، عدل کو اس کی سیرت، حق کو اس کی شریعت، ہدایت کو اس کا امام اور اسلام کو اس کا دین بناؤں گا، احمد اس کا نام ہوگا، میں گمراہی کے بعد اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دوں گا، جاہلوں کو علم عطا کروں گا، پست و ذلیل لوگوں کو بلند مرتبہ عطا کروں گا، میں اجنبی بن جانے کے بعد ان کے ذریعے لوگوں کی پہچان کراؤں گا، اس کے ذریعے قلت کو کثرت سے اور ناداری کو مالداری سے تبدیل کروں گا، میں اس کے ذریعے جدائی کے بعد لوگوں کو جمع کروں گا، ٹوٹے ہوئے دلوں اور بکھری ہوئی سوچوں اور اختلاف ڈالنے والے لوگوں میں محبت ڈال دوں گا، میں اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالی گئی ہے۔

ان صفات کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم امام المتقین ہیں، چونکہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ضمیر کی بنیاد ان صفات پر ڈالی گئی تھی اس لئے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تمام کاملین پر مقدم ہیں، اللہ تعالی کی اطاعت میں کوشش کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سید المرسلین رکھا گیا ہے، نیز اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کو کھول دیا اور ذکر کو بلند فرما دیا اور مغفرت کی بشارت دے کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے معاملے آسان کر دیا۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

فکم سجدة لله سجدة خاشع　　　و کم وقفة باللّيل وقفة قائم

کتنے سجدے اللہ تعالی کے سامنے خشوع کیساتھ کئے ہیں اور رات کے وقت کتنے قیام کیے ہیں۔

ولو شاء لم يجهد لغفران ربّه　　　له كل ذنب من قديم و قادم

اگر وہ چاہتے تو اپنے پرانے اور نئے ہر قسم کے گناہوں کی اللہ تعالی سے بخشش کی کوشش نہ کرتے۔

ولکنّہ عبد شکور لربّہ　　　مجاز عن الحسنٰی بحسن مکارم

لیکن وہ اپنے رب کے شکر گذار بندے ہیں، نیکی کا بدلہ اچھے اخلاق سے دیتے ہیں۔

لقد کان ما یخشی مع اللہ غیرہ　　　ولا یتّقی فی اللہ لومۃ لائم

وہ اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں بچتے۔

عطوف رؤوف بالعباد مقرّب　　　لأھل التّقی للخلق أرحم راحم۔

بندوں پر بہت شفیق اور مہربان ہیں، متقی لوگوں کے قریب اور مخلوق پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت تھی کہ گھبراہٹ اور خوف میں رہتے، درست راستے کی پیروی کرتے اور لوگوں کو بڑھکنے والی آگ سے ڈراتے ہوئے اپنے خطبے میں یوں ارشاد فرماتے:

أیّھا النّاس! اتّقوا اللہ حقّ تقاتہ وسارعوا فی مرضاتہ وأیقنوا من الدّنیا بالفناء ومن الآخرۃ بالبقاء واعملوا لما بعد الموت فکأنّکم بالدّنیا لم تکن وبالآخرۃ لم تزل. أیّھا النّاس! انّ من فی الدّنیا ضیف وما فی یدہ عاریّۃ وانّ الضیف مرتحل والعاریۃ مردودۃ ألا وانّ الدّنیا عرض حاضر. یأکل منہ البرّ والفاجر والآخرۃ وعد صادق یحکم فیھا ملک قادر فرحم اللہ أمرأ نظر لنفسہ ومھّد لرمسہ مادام رسنہ مرخی وحبلہ علیٰ غاربہ ملقی قبل أن ینفد أجلہ فینقطع عملہ۔

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، اور اس کی مرضیات میں جلدی کرو، یقین رکھو کہ دنیا فنا ہونے والی ہے، اور آخرت باقی رہنے والی ہے، موت کے بعد کے لئے اس طرح عمل کرو گویا کہ تم دنیا میں موجود نہیں اور آخرت میں ہمیشہ رہو گے، اے لوگو! بیشک دنیا میں رہنے والا ہر آدمی مہمان ہے، اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ عاریت ہے، یہ مہمان کوچ کرنے والا ہے اور عاریت واپس کر دی جائے گی، خبردار! دنیا ایک حاضر سودا ہے جس میں سے فرمانبردار اور فاسق سب کھاتے ہیں، آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں قادر بادشاہ

فیصلہ کرے گا، اللہ تعالی ایسے شخص پر رحم کرے جو اپنے نفس پر غور وفکر کرے اور اپنی قبر کی تیاری کرے جب تک اسے مہلت ملی ہوئی ہے قبل اس کے کہ اس کا زندگی کا وقت ختم ہوئے اور عمل بھی اختتام کو پہنچ جائے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ امام المتقین ہیں اسے چاہیے کہ آزمائش کی گھڑی میں تقوی اور اللہ تعالی کی اطاعت میں کوشش کرے، وہ نیک لوگوں کے گروہ میں داخل ہو جائے اور صالحین کی نشانیاں اس میں موجود ہوں، خاص تقوی جب مومن کو حاصل ہو جائے تو وہ ولی بن جاتا ہے، وہ اپنے تقویٰ میں ایسا سچا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا محبوب بن جاتا ہے، اس کا شمار سچے اور متقی لوگوں میں ہوتا ہے، اللہ تعالی اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں:

{لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ} البقرة ۱۷۷

ترجمہ: نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اور اللہ کی محبت میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں، نیز جنگ کے وقت صبر و استقلال کے خوگر ہوں، ایسے لوگ ہیں جو سچے کہلانے کے مستحق ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

اس آیت کریمہ پر غور کرو کہ یہ صادقین کے اعمال اور متقین کے احوال کو کھول کھول کر بیان کر رہی

ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اپنے وعدے کی پاسداری کرتے ہیں، نقصان پر صبر کرتے ہیں۔

تقوی پابندی سے ہر حکم کو پورا کرنے، ہر شک میں ڈالنے والی اور اللہ سے دوری پیدا کرنے والی چیز سے بچنے کا نام ہے، اس وقت تک متقی بننے کی طمع نہ کرو جب تک تمہاری معاشرت اچھی نہ ہو اور تمہارا پہلو نرم نہ ہو، لہذا تم نیک کام کرو، کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، مریضوں کی عیادت کرو، جنازے کے ساتھ چلو، پڑوسی پر احسان کرو، بڑوں کی عزت کرو، چھوٹوں پر شفقت کرو، غلطیوں سے درگذر کرو، لوگوں کے درمیان صلح کرو، کرم اور چشم پوشی سے کام لو، سلام میں ابتدا کرو، غصہ پینے والے بن جاؤ، اچھی عادتوں کے جامع بن جاؤ اور بری خصلتوں کو چھوڑ دو، باطل چیزوں گانے بجانے سے اعراض کرو، غیبت، دھوکہ دہی، بخل، بے وفائی چغلی، بدگمانی، قطع رحمی، بد خلقی، تکبر فخر، فحش گوئی، کینہ، بدفالی، بغاوت، سرکشی اور ظلم، ریا اور دکھلاوا ان سب باتوں کو چھوڑ دو۔

جب تم احکام کو پہچان کر عمل کرو گے اور برائیوں کو پہچان کر ان سے بچو گے تو اس بات کی امید رکھو کہ اللہ کی نظر میں متقی شمار ہو نگے، اور قیامت کے دن اس کے عذاب سے تمہیں نجات مل جائے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان گناہوں سے خوف دلا کر احکام کی بجا آوری پر ابھارا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہر اچھی چیز کا حکم دیا اور ہر قسم کے دھوکے اور عیب دار چیز سے منع فرمایا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یا معاذ! أوصیک بتقویٰ الله .وصدق الحدیث .والوفاء بالعهد .وأداء الأمانة .وترک الخیانة .وحفظ الجار .ورحمة الیتیم .ولین الکلام . وبذل السّلام وحسن العمل .وقصر الأمل .ولزوم الایمان .والتفقّه فی القرآن .وحبّ الآخرة .والجزع من الحساب .وخفض جناح . وأنهاک أن تشتم حلیما .أوتکذب صادقا .أوتطیع آثما .أوتعصی اماما عادلا . أو تفسد أرضا۔ أوصیک بتقوی الله [عندکل حجر ومدر و شجر] وأن تحدث عندکلّ ذنب توبة .السّرّ بالسرّ .والعلانیة بالعلانیة۔

ترجمہ: میں تمہیں ان باتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو، سچ بات کہو، وعدہ پورا کرو، امانت کو ادا کرو، خیانت چھوڑ دو، پڑوسی کی حفاظت کرو، یتیم پر شفقت کرو، نرم گفتاری

اختیار کرو، سلام پھیلاؤ، اچھا عمل کرو، اپنی امیدوں کو کم کرو، ایمان کو لازم پکڑو، قرآن میں غور وفکر کرو، آخرت سے محبت کرو، حساب کتاب کا خوف رکھو، اپنے بازو پھیلا کر رکھو، میں تمہیں ان باتوں سے منع کرتا ہوں، کسی بردبار آدمی کو گالی مت دو، سچے آدمی کو مت جھٹلاؤ، کسی گنہگار کی پیروی مت کرو، عادل بادشاہ کی نافرمانی مت کرو، زمین میں فساد نہ مچاؤ، میں تمہیں ہر کچے اور پکے گھر کے پاس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی کہ ہر گناہ کے وقت فوراً توبہ سے کام لو اخفیہ گناہوں پر خفیہ توبہ کرو اور اعلانیہ گناہوں پر اعلانیہ توبہ کرو۔

یہ متقی لوگوں کی صفات اور نیک لوگوں کا شعار ہے، اولیاء اللہ کا طریقہ اور نجات پانے والے لوگوں کا راستہ ہے، ان صفات کی وجہ سے لوگوں پر کرامت ظاہر ہوتی ہے، اور جب لوگ پابندی کے ساتھ ان صفات کو اپنالیں تو اس سے استقامت ظاہر ہوتی ہے، ہمارے اندر نہ تقوی ہے نہ پیروی کرنے کیلئے کوئی راستہ، لہذا ہم صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ہی نجات کی امید رکھتے ہیں، کسی نے سچ کہا ہے:

والزم سبیل الصالحین فھدیھم — سنن النبیؐ فلیس یخفی أمرھم

تھجوا السّبیل لنا ففرض شکرھم — ودع الحدیث مع الولاۃ فأمرھم

أضحی سقیما فانیا متخوّفا

پس نیک لوگوں کا راستہ لازم پکڑو، ان کا راستہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں ہیں، ان کا معاملہ مخفی نہیں۔ تم ہمارے راستے کی مذمت کرتے ہو، پس ان کے شکر کو لازم پکڑو، اور حکمران کے ساتھ باتوں اور ان کے معاملات کو چھوڑ دو، بیمار فانی اور ڈرنے والے شخص کی طرح بن جا۔

پھر ارشاد فرمایا:

وازجر ذوی التشکیک فی تشکیکھم — وھجر قبیح فعالھم وشکوکھم

وارکن الیٰ أھل الھدیٰ وسلوکھم — ودع العبید لربّھم وملیکھم

ولحکمہ ان شاء عذّب أو عفا

شک کرنے والوں کو ان کے شک پر ڈانٹو اور ان کے برے اعمال اور شکوک کو چھوڑ دو، ہدایت والوں کے راستے کی طرف مائل ہو جاؤ، بندوں کو ان کے رب اور مالک کے حکم پر چھوڑ دو چاہے وہ عذاب دے یا یا معاف کرے۔

فعساك تنجو من زمانك سالما وتكون في كلّ الأمور مسالما
واضرع لربّك بالانابة عالما حتّى ترىٰ عيسىٰ ابن مريم حاكما
يقضي بحقّ في الأنام مصرّفا

ممکن ہے کہ آپ اپنے زمانے میں صحیح وسالم نجات پا جاؤ اور تمام معاملات میں سالم رہو، اپنے رب کے سامنے یہ جانتے ہوئے آہ وزاری کرو یہاں تک کہ تم عیسی ابن مریم کو اپنا حاکم دیکھو کہ وہ لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد متقی اور فقیر کے اوصاف بیان کرتے ہوئے شوق میں کہتے ہیں:

كن راغبا انس الوجود وجنّهم فالناس طرّا أحسنوا بك ظنّهم
ورأوا مخافتهم لديك وأمنهم فاقهر رجالك ما استطعت فانّهم
أبدوا استخافة من عتا وتعسّفا

جنوں اور انسانوں کے وجود میں شوق رکھو، سب لوگ تمہارے بارے میں اچھا گمان رکھیں۔ اور اپنے خوف اور امن کو تمہارے پاس دیکھیں، پس لوگوں پر جتنا ہو سکے سختی کیا کرو کیونکہ وہ اس شخص کے سامنے کمزوری ظاہر کرتے ہیں جو سرکشی اور ظلم کرے۔

شيم الرجال تعزّ في ذلّة أصلية في الارث لا معتلّة
من نالها قد نالها بأدلّة فالفقر حال لا ينال بصولة
فاسلك بذلّ فالامام قد اختفىٰ

لوگوں کی خصلتیں نرمی سے باعزت بنتی ہیں، یہ بطور وارثت دائمی ہوتی ہیں عارضی نہیں ہوتی، جس نے ان خصلتوں کو حاصل کیا اس نے کچھ نشانیوں کے ذریعے حاصل کیا، پس فقر کی حالت غلبے کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکتی، لہذا عاجزی سے چلو اور امام (نبی کریم ﷺ) نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔

هو أحمد الدّاعي لأكرم راحم قد خصّه ربّ العُلا بمكارم
فاختاره للرسل أكرم خاتم خير البريّة من ذؤبة هاشم
ذاك امام فلا تكن متحرّفا

آپ ﷺ احمد ہیں اور انتہائی رحیم ورکریم ذات کی طرف دعوت دینے والے ہیں، پرورگار

نے آپ ﷺ کو مکارمِ اخلاق کی خصوصیت عطا فرمائی، اور تمام انبیاء کے لئے بہترین اختتام ،تمام مخلوق سے بہتر اور ہاشم کی اولاد سے منتخب فرمایا۔

اللہ جلّ جلالہ نے ہمارے تقوی پر اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی معافی کو مرتب فرمایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۙ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ} الاحزاب ۷۱،۷۰

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہا کرو، اللہ تمہارے فائدے کے لئے تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔

جب تقوی حاصل ہو تو اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندے کے معاملات میں ان کے لئے راستہ نکالتا ہے، اس پر رزق وسیع کر دیتا ہے، اس کے لئے کشادگی وہاں سے آتی ہے جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} الطلاق ۲،۳

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا، اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔

جب بندہ اپنے تقوی میں سچا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں کامیاب فرماتے ہیں، ان تین آدمیوں کے واقعہ کو یاد کرو جنہوں نے غار میں پناہ لی اور چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا، انہیں باہر نکلنے کا راستہ نہ مل سکا، وہ اس کو ہٹانے سے عاجز آ گئے اور ان کے تمام رابطے منقطع ہو گئے اور سارے حیلے ختم ہو گئے، البتہ اللہ تعالی پر اعتماد باقی رہا، چنانچہ اللہ تعالی نے کرم کا معاملہ کرتے ہوئے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ انہیں خالص نیت سے کئے ہوئے نیک اعمال یاد آ گئے، انہوں نے کہا: آئیں ہم اللہ سبحانہ وتعالی کی بارگاہ میں اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر اپنی خلاصی کی دعا مانگتے ہیں، الغرض ان میں سے ایک نے کہا:

اے اللہ! میرے والدین سوئے ہوئے تھے اور کھانا تیار تھا میں نے اپنے والدین سے پہلے کھانا کھانا درست نہ سمجھا، میں نے انہیں نیند سے بیدار کرنا بھی مناسب نہ سمجھا، بچے بلبلاتے رہے، لیکن میں نے والدین سے پہلے انہیں کھانا کھلانا مناسب نہ سمجھا، اے اللہ! اگر میں نے یہ سب تیری ذات کے لئے کیا ہے تو ہمارے لئے راستہ بنا، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور دروازے کے منہ سے چٹان تھوڑی سی سرک گئی۔

اس کے بعد دوسرے نے اللہ تعالی سے دعا کی اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایک مزدور تھا جس کی مزدوری روک دی تھی اور پھر گائے اور بکریوں کی صورت میں اس کے اندر اضافہ کرتا رہا، جب مزدور نے مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ یہ ساری گائے اور بکریاں تمہاری ہیں، قصہ بیان کرنے کے بعد اس نے کہا: اے اللہ! اگر میں نے یہ سب تمہاری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم پر کشادگی فرما چنانچہ چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، میں خلوت میں اس پر پوری طرح قادر ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور برے عمل سے باز آجاؤ، میں نے اسے چھوڑ دیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کی رضامندی کی خاطر کیا تو ہم پر کشادگی فرما، اللہ تعالی نے ان پر کشادگی فرمائی، چنانچہ غار کے منہ سے چٹان ہٹ گئی اور وہ باہر نکل آئے۔

تم غور وفکر کرو کہ اللہ تعالی نے تقوی کو کس طرح کشادگی کا دروازہ کھولنے کا سبب بنایا ہے، اولیاء کی کرامتیں انہی اچھے فضیلت والے اعمال سے ظاہر ہوتی ہیں:

فالمنصف المثنی علیھم راغب — فی حبّھم والیٰ رضاھم ذاھب

ومن العداوۃ والتّباغض راھب — والأجنبیّ مجانف ومحارب

جبلت جبلّته علی مرّ الجفا

انصاف پسند جو ان کی تعریف کرتا ہے، ان کی محبت میں رغبت رکھتا ہے اور ان کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے، وہ عداوت اور بغض سے ڈرتا ہے، اور جو اجنبی ہے وہ علیحدہ ہوجاتا ہے اور لڑائی لیتا ہے، اس کی طبیعت جفا کی عادی ہے

یاویحه ان صدّھم عن قربھم — ماقد جنٰی من ذمّھم أو عتبھم

یاویله ان لم یتب من عتبھم — فالله یرزقنا الوفاء بحبّھم

فبحبّھم وبذکرھم نرجوا الشفاء

جو اس نے ان کی برائی کرنے سے کمایا ہے اگر وہ اسے ان کی قربت سے روک دے تو اس پر افسوس ہے، اگر وہ ان سے لڑائی سے توبہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کے صدقے وفاداری کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور ان کی محبت اور ذکر کے ذریعے ہم شفا کی امید رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی ان سے راضی ہوجائے اور ہم پر ان کی برکت بار بار نازل فرمائے ہمیں ان کا حمایتی بنائے اور ان کے گروہ میں حشر فرمائے، رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی آل پر۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "قائد الغرّ المحجّلین" کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

"قائدالغرّ المحجلین "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے جواحادیث میں مروی ہے اورامت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے استعمال کیا ہے،قائد کا مطلب ہے لوگوں کی رہنمائی کرنے والا،اور"الغرّ المجلین" ایک عجیب وغریب استعارہ ہے،الغرّ اصل میں گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کا نام ہے،اور تحجیل اس سفیدی کو کہتے ہیں جوگھوڑے کی پنڈلی پر ہوتی ہے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور استعارہ یہ لفظ اپنی امت کے لئے استعمال فرمایا ہے جس کی وجہ سے امت محمدیہ پر غرّ المحجلین کا اطلاق ہونے لگا،کیونکہ ان کے ہاتھ اور پاؤں نور کی روشنی سے چمک رہے ہونگے،میدانِ محشر میں یہ امت محمدیہ کی نشانی ہوگی،اس نشانی کی وجہ سے دیگر تمام امتوں کے مقابلے میں اس امت کی پہچان ہوگی،امت کا یہ اکرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے ہوگا۔

میدانِ محشر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو دیکھیں گے تو ہاتھوں اور پاؤں کی روشنی سے انہیں پہچان لیں گے،پھر اللہ تعالی رحم کا معاملہ کرتے ہوئے اس امت کی رہنمائی کریں گے اور یہ امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر کا پانی پیئے گی تو اس کی پیاس ختم ہو جائے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا حوض ایلہ سے عدن کی مسافت سے بھی دور ہے،قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے،میں کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا جیسا کہ آدمی اجنبی اونٹوں کو اپنے حوض سے دور کرتا ہے،صحابہ نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جی ہاں،تم مجھ پر روشن چہروں اور روشن پاؤں کے ساتھ حاضر ہونگے،یہ وضو کے آثار ہونگے جو تمہارے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہونگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ حوض کوثر پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت حاضر ہوگی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت محمدیہ کے سیراب ہونے سے قبل دوسری امت کے لوگوں کو دور کر دیں گے،اس وقت تمام امتوں کے مقابلے میں کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی وجہ سے اس امت کی فضلیت ظاہر ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان تشریف لے جا کر یہ

دعا پڑھتے: تم پر سلامتی ہو اے مومنین کے گھر! بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، کاش کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ تم میرے صحابی ہو، میرے بھائی بعد میں آنے والے وہ لوگ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور حوض کوثر پر میں ان کی طرف جلدی کروں گا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بعد میں آنے والے امتیوں کو آپ کیسے پہچانیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے کبھی چتکبرے اور سیاہ گھوڑوں کے درمیان وہ گھوڑے دیکھے ہیں جن کی پیشانی اور بال سفید ہوتے ہیں کیا ان کی پہچان نہیں ہوتی؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ لوگ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے چمکدار ہاتھوں اور چہروں کے ساتھ سامنے آئیں گے، میں حوض کوثر پر ان کی وجہ سے فخر کروں گا اور حوض کوثر سے کچھ لوگوں کو ایسا دور کیا جائے گا جیسا کہ اجنبی اونٹ کو دور کیا جاتا ہے، میں انہیں اپنے پاس بلانے کے لئے آواز دوں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد بدل گئے تھے، میں کہوں گا، ہلاکت ہو، ہلاکت ہو، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر سے سیراب ہونے والے ہر آدمی کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں چمکدار ہونگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو حوض کوثر کا جام پلائیں گے۔

پس اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری محبت میں اضافہ فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرمی کی طرح ہمیں بھی اس امت سے سچی محبت، شفقت اور نرمی کی توفیق عطا فرمائے۔

محشر میں اس امت کے نور کی روشنی چمکے گی اور لوگ اس کا مرتبہ پہچان لیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت پر حریص تھے، اس کی بھلائی میں بہت جلد شفقت و مہربانی کا معاملہ فرماتے، ایک حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں جنت کا دیدار کیا اور پھر اپنی قوم کو بتایا کہ اے قوم! میں نے آج رات جنت کو دیکھا ہے، اس کی چوڑائی آسمانوں و زمین کی طرح ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی امت کے لئے تیار کیا گیا ہے، اس کے باغات کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے، اس کے درخت محمد رسول اللہ کہنا ہے اور اس کے پھل سبحان اللہ اور الحمد للہ ہیں۔

قوم نے کہا: اے خلیل اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آل اور امت کون ہے؟ حضرت ابراہیم جواب دینے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑے، چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ

کی طرف سے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابراہیم! محمد ﷺ میرے رسول اور نبی ہیں اور تمام مخلوق سے بہتر ہیں، میں نے انہیں منتخب کر کے مبعوث کیا ہے، میں رب العالمین ہوں، میری عزت وجلال اور جود وکرم کی قسم! میں ان کی امت کو ننگے پاؤں ننگے بدن چمکدار چہروں اور پاؤں کے ساتھ میدان محشر میں اکٹھا کروں گا، ہر نبی اپنی امت کو ہانک رہا ہوگا لیکن میرے محبوب کی امت ان کے اردگرد ہوگی اوران کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا:

{اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا} طٰہٰ ۱۴

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ایک قول کے مطابق اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہا: اے اللہ! مجھے اپنے حبیب محمد ﷺ کی امت میں پیدا فرما۔

نبی کریم ﷺ کی برکت سے اس کی ایک فضیلت یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ قیامت کا دن آئے گا جو کہ حسرت اور ندامت کا دن ہوگا تو محمد ﷺ کی امت کے لئے سبز تکیے لگائے جائیں گے، پھر ایک منادی اعلان کرے گا کہ اے امت محمد ﷺ! عنقریب تمہیں ہولناک مناظر نظر آئیں لیکن تم مت گھبرانا کیونکہ ان کا شکار تمہارے علاوہ دوسرے لوگ ہونگے۔

اللہ رحم کرے اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی امت میں اٹھائے، اللہ تعالی کی اس مہربانی پر غور کرو کہ اس نے امت پر رحم کا معاملہ فرمایا، انہیں دلی اطمینان بخشا اوران پر شفقت کا اظہار کیا ہے، بہتر ہے کہ اس مقام پر وہ بات کہی جائے جس سے اللہ تعالی کے محبوب ﷺ کی محبت سے دل کو شرح صدر نصیب ہو، چنانچہ قصیدہ بردہ کے مصنف فرماتے ہیں:

بشریٰ لنا معشر الاسلام انّ لنا　　　من العنایۃ رکنا غیر منھدم

اے اہل اسلام! ہمارے لئے خوشخبری ہو کہ بیشک ہم پر ایسی مہربانی کا ایسا رکن ہے جو منہدم نہ ہوگا۔

لمّا دعا اللہ داعینا لطاعتہ　　　بأکرم الخلق کنّا أکرم الأمم

جب اللہ تعالی نے ہمیں اس ہستی کے ذریعے اپنی اطاعت کی دعوت دی جو مخلوق میں سب سے زیادہ معزز ہے تو ہم سب سے زیادہ معزز قوم بن گئے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ روشن پیشانی والوں اور متقیوں کے سردار ہیں اسے چاہیئے کہ روشنی کی علامات اور اسباب کی حفاظت کرے، شاید کہ اس کا حشر نبی کریم ﷺ کی امت میں ہو جائے، یہ چمکدار روشنی نماز کی چابی طہارت ہے بشرطیکہ اس پر دوام اختیار کیا جائے، قیامت کے دن اس کا نتیجہ روشنی کی صورت میں ظاہر ہوگا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''تر دون علیٰ الحوض غرّا محجّلین من آثار الوضوء''

''تم حوض کوثر پر وضو کے نشانات کی وجہ سے روشن چہروں اور روشن پاؤں کے ساتھ آؤ گے''

(صحیح مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بھی چاہے کہ اس کا چہرہ روشن ہو وہ ایسا کرے، یعنی باوضو رہے اطالت غرّۃ کا معنی جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ وضو پر مواظبت اختیار کی جائے، دنیا کی زندگی میں میل کچیل دور کر کے اعضاء وضو کو پاک رکھنے پر دوام اختیار کیا جائے، بیشک اللہ تعالیٰ کامل طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے طہارت اور نظافت پر دین کی بنیاد رکھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اطالت غرّۃ کا یہ معنی سمجھتے تھے کہ بازوؤں دھونے میں کہنیوں سے زائد مقدار اور پاؤں دھونے میں ٹخنوں سے زائد مقدار کو دھونا ہے، دیگر صحابہ کرام نے ان کے قول سے اختلاف کیا ہے، انہوں نے اطالہ غرّہ کا معنی یہ سمجھا ہے کہ آداب کی رعایت کرتے ہوئے کامل وضو کرنے پر دوام اختیار کیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا گیا، انہوں نے اچھی طرح اپنا چہرہ دھویا، کندھوں تک اپنے دونوں بازوؤں کو دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اس کے بعد پنڈلی تک اپنا دایاں اور پھر بایاں پاؤں دھویا، پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ کامل طور پر وضو کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن تمہارے چہرے اور پاؤں روشن ہونگے۔

اپنے اعضاء وضو کو اچھی طرح ملو، وضو کے لئے پاک پانی کا انتخاب کرو اور وضو میں اس طریقے کی پیروی کرو جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ

اعضاء وضو کو اچھی طرح دھو کر ارشاد فرمایا کہ یہ وضو ہے اللہ تعالیٰ اس کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتے، پھر آپ ﷺ نے تین تین مرتبہ اعضا کو دھویا اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے اور ابراہیم خلیل اللہ کا وضو ہے، جو شخص اس پر زیادتی کرے تو اس نے زیادتی اور ظلم کیا۔[1]

نماز کی طہارت کا خیال رکھو، بیشک صفائی نصف ایمان ہے، اس کی سنتوں کو لازم پکڑو بیشک سنتیں جہنم سے نجات دیتی ہیں، عبادت کے فرائض اور سنتوں کو سیکھو تا کہ تم اپنی نمازوں میں بادشاہ حقیقی سے مناجات کرسکو، وضو اور نماز کے وقت بعض ڈرنے والوں کا رنگ زرد ہو جاتا اور غم کی وجہ سے ان کے شانے حرکت کرنے لگتے تھے، وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے تھے، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کو یاد کرتے تھے، ''کہ جب مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ زائل ہو جاتا ہے، جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے سرزد ہونے والا ہر گناہ ختم ہو جاتا ہے۔

جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ ہر وہ گناہ بھی زائل ہو جاتا ہے جو اسکے پاؤں سے سرزد ہوا ہو یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے پھر جب وہ نماز کے لئے چلتا ہے تو اس کے خوف میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں اور اس کا مراقبہ کرنے والے لوگوں کے مقابلے میں ہمارے وضو کی کیا حیثیت ہے اور ہمارے لئے وہ روشنی کہاں ہوگی؟

یاغافلین الیٰ متیٰ مانرعوی   وتنابع السّادات من أشیاخنا

اے غفلت اختیار کرنے والو! کب تک ہم حق سے پیچھے ہٹیں گے اور اپنے بڑے سرداروں کی پیروی کرتے رہیں گے۔

ونقیم دین اللہ فینا قبل أن   نُدعیٰ الی دار بھا طول العنا

اس قبل ہم اپنے درمیان اللہ کے دین کو نافذ کر دیں کہ ہمیں ایسے گھر کی طرف بلایا جائے جہاں بہت زیادہ تھکاوٹ ہوگی۔

---

[1] تین مرتبہ سے زائد دھونا اسراف میں داخل ہے اور ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ از مترجم

دار بها عنت الوجوه لربّها وشقی الظّلوم كما أتی فی ذکرنا

وہ ایسا گھر ہے جہاں رب کے سامنے چہرے جھکے ہوئے ہونگے، اور ظلم کرنے والا نامراد ہوگا جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔

ونجا المطيع لربّنا ورسوله مع من علیه الله أنعم بالمُنیٰ

اللہ اور اس کے رسول کا مددگار نجات پائے گا اس کے ساتھ وہ آدمی بھی جس کی آرزو کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ اس پر انعام کا معاملہ کرے۔

والله أرجو أن يمنّ بتوبة ننجو بها من هول يوم وعيدنا

میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توبہ کی توفیق دے اور اس کے ذریعے ہم وعید والے دن کی ہولنا کی سے نجات پا جائیں۔

ثمّ الصّلاة علی النبیّ وآله وعلی الّذین هدوا السّبيل الأحسنا

پھر درود نازل ہو نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور ان لوگوں پر جنہیں اچھے راستے کی طرف ہدایت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر آپ کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام نازل فرمائے، ہمارا شماران لوگوں میں کرے جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ان کی ہدایت کی پیروی کی بیشک وہ ایمان والوں پر مہربان ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے شرف اور عظمت میں اور اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''متوکّل'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتِ کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

متوکل آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالی نے یہ نام رکھ کر دیگر تمام مخلوقات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت بخشی ہے ،عطا ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بتاؤ، انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! اللہ کی قسم! توریت میں بعض وہ صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن میں بھی موجود ہیں، ''اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا، اور امّی لوگوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر مبعوث کیا ہے، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکّل رکھا ہے، آپ نہ تندخو اور نہ شہروں میں شور مچانے والے ہیں، برائی کو برائی سے نہیں روکتے بلکہ عفو و درگذر کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ تعالی ہرگز ان کی روح قبض نہ کرے گا جب تک ان کے ذریعے ایسی ملت قائم نہ ہو جو کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے والی ہو، میں ان کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور غافل دلوں کو کھول دوں گا۔

دیکھو کہ اللہ تعالی نے کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر مخلوقات کے مقابلے میں ان صفات سے مزین فرمایا ہے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام متوکل رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یقین کی قوت اور اقوال و افعال اللہ تعالی کو خوب معلوم تھی۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس بات کی گواہی دی کہ اس کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بلند ہے، اور وہ گواہ ہونے کے اعتبار سے کافی ہے، نیز اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توکل اختیار کرتے ہوئے ہمیشہ اپنا معاملہ اسی کی بارگاہ میں پیش کرنے کا حکم دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی نظر میں سعید تھے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ } النمل ۷۹

ترجمہ لہذا (اے پیغمبر) تم اللہ پر بھروسہ رکھو یقینا تم کھلے کھلے حق پر ہو۔

متوکّل وکالہ سے مشتق ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنا معاملہ فلاں کے سپرد کیا ہے اور اپنی ضرورتو ں میں اس پر بھروسہ کیا ہے، وکیل کو بھی وکیل اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ موکل اپنا معاملہ اس کے سپرد کرتا ہے ،لہذا اللہ تعالی کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام متوکل رکھنے کا معنی یہ ہوا کہ اسے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دل کا علم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل سے اللہ تعالی پر بھروسہ کرنے والے، اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کر کے اس کی تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہونگے، نیز اللہ تعالی کی محبت میں مشغول رہنے والے اور اپنی تدبیر کے مقابلے میں اللہ تعالی کی تدبیر کو پسند کرنے والے ہونگے۔

آپ علیہ السلام کا مبارک دل اللہ تعالی کی محبت کے انوارات سے روشن تھا جس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے بن گئے کہ اللہ کی مرضی کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارادہ نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے حکم کی وجہ سے جھگڑا چھوڑ دیتے اور اپنے مالک کے اختیار پر پورا اعتماد کرتے اور اس کے سامنے اپنی تدبیر نہ چلاتے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے احکام کی حکمتوں کو کھول دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے انوارات کا لباس پہنایا، با کمال صفات کی چادر اوڑائی، چنانچہ ان انورات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حرکت اپنے نفس کے بجائے اللہ کی رضامندی کے لئے ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فیصلہ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے اس ارشاد کی تلاوت فرمایا کرتے تھے:

{وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ} القصص ۶۸

ترجمہ: اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام متوکلین کے سردار اور اللہ تعالی سے ملنے والوں کے ستون ہیں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سمجھ کا دروازہ کھول دیا تھا، احکامات کا بار اٹھانے اور توکل اختیار کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انورات کا لباس پہنایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطیات عطا فرمائے اور تکلیفیں اٹھانے پر صبر کی توفیق عطا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات معلوم تھی کہ اللہ تعالی کو مخلوق کے بارے میں اتنا علم ہے کہ جتنا مخلوق کو اپنے بارے میں نہیں، چنانچہ اس نے مخلوق کے بارے میں وہ باتیں لکھ دی ہیں جن کا اسے بھی علم نہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی پر بھروسہ کرنے کا حق ادا کر دیا اور یہ بھی بتایا کہ توکل کی وجہ سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے، لہذا لوگ اللہ تعالی کی ذات پر توکل اختیار کریں، اس کے سامنے تدبیر کو ترک کر دیں، اللہ تعالی کے فیصلے کو دل سے تسلیم کر کے اس کا ہر حکم پورا کریں۔

وکم رُمتُ أمرا خرتَ لی فی انصرافه   فما زلت بی منّی أبرّ وأرحما

کتنی ہی دفعہ میں نے ایسا کام کرنا چاہا جسے آپ ناپسند کرتے تھے، مگر آپ مسلسل مجھ سے بھی زیادہ میرے اوپر مہربانی کرتے رہے۔

عزمتُ علی أن لا أجسّ بخاطری علی القلب الا کنت أنت المقدّما

میں نے قسم کھائی ہے کہ جب میں اپنے گمان کے ذریعے کسی دل کی جاسوسی کروں گا اس وقت آپ کی ذات میرے سامنے ہوگی۔

وأن لا ترنی عندما قد نھیتنی لکونك فی قلبی کبیرا معظّما

اوراس بات کی قسم کھائی ہے کہ جب مجھے کسی کام سے منع کریں گے تو مجھے اس کام کو کرتا ہوا نہ دیکھیں گے کیونکہ میرے دل میں آپ کی بہت زیادہ عظمت ہے۔

آپ علیہ السلام کے قلبِ اطہر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی، آپ ﷺ اسی پر بھروسہ کرتے تھے، اپنے تمام اعمال میں اسی سے ثواب کی امید کرتے تھے، اس راستے میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو بھوک کی ایسی مشقت جھیلنا پڑی جو کسی نے نہ جھیلی تھی، ان سب مصیبتوں نے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے شکر میں اضافہ ہوتا رہا اور آپ ﷺ اس کے حکم کے سامنے جھک گئے، آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو نماز کی پابندی کا حکم دیا، آپ ﷺ یہ جانتے تھے، اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی روزی تک ہانک کر لے جاتے ہیں، چنانچہ جب آپ ﷺ نے اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کیا تو اس کی برکت ہر حال میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح نکلے کہ ہمارے پاؤں میں جوتے نہ تھے، نبی کریم ﷺ نے ایک گھر کی طرف دیکھا، ہم وہاں کھڑے ہو گئے، اس گھر میں صرف ایک عورت تھی، جب اس نے ہمیں دیکھا تو کہنے لگی: اے اللہ کے بندے! میں عورت ہوں اور میرے ساتھ کوئی اور نہیں، لہٰذا اگر تم مہمان بننا چاہتے ہو تو کسی بڑے محلے میں چلے جاؤ، راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو کوئی جواب نہ دیا، آپ ﷺ نے بھی اسے کوئی جواب نہ دیا اور پھر اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کی وجہ سے ایک عظیم الشان معجزہ ظاہر ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عورت کا بیٹا بکریاں چرا کر گھر واپس لایا تو اس سے کہنے لگی کہ یہ بکری اور چھری ان دو آدمیوں کے پاس لے جاؤ، سلام کے بعد ان سے کہو کہ اس بکری کو ذبح کر کے کھالو جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور دودھ دوھنے کے لئے ایک پیالہ لے کر آؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لڑکا برتن لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں کو اپنا ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نکالنا شروع کیا یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ دودھ اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ، چنانچہ اس عورت نے سیر ہو کر دودھ پیا، لڑکا واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اس بکری کو واپس لے کر دوسری لے آؤ، راوی کہتے ہیں وہ دوسری بکری کو لایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دودھ نکال کر لڑکے کو پلایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکے کو حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ اور میرے پاس تیسری بکر لے کر آؤ، وہ لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نکال کر حضرت ابوبکر کو پلایا، حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ ہم رات گذارنے کے بعد وہاں سے چل پڑے۔

اس واقعہ پر غور کرو کہ بندوں کو اشارۃً اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ مخلوق کے ہاتھوں کی طرف دیکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توکل کی برکت اس قبیلہ پر اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارات اس عورت پر ظاہر ہوئے، چنانچہ وہ یہ بات جان گئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر احسان، رحمت اور برکت نازل ہوئی ہے، اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''مبارک'' رکھ دیا، وہ کہا کرتی تھی کہ ہمارے ہاں ایک مبارک شخص کا نزول ہوا تو میری بکریوں اور مال میں اضافہ ہو گیا، ان کا دودھ شہر میں جانے لگا، ایک دن اچانک اس کے بیٹے نے حضرت ابوبکر کو دیکھ کر پہچان لیا اور اپنی ماں سے کہا: اے اماں جان! یہ اس مبارک آدمی کے ساتھی ہیں۔

وہ چل کر حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور پوچھا: اے اللہ کے بندے! تمہارے ساتھ وہ مبارک آدمی کون تھے؟ حضرت ابوبکر نے اسے بتایا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، پھر حضرت ابوبکر اس عورت کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پینے سے اس کی تواضع کی۔

توکل کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر کئی راتیں گذر جاتی کہ ان کے پاس کھجور اور پانی کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی اطاعت میں مشغول رہتے، اور زہد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بھوک پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دیتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پر کئی راتیں اس طرح گذری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ سخت بھوک کی حالت میں تھے، اچانک ایک کالے رنگ کی عورت ایک تھال میں ثرید لے کر آئی

اور تھال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے استفسار فرمایا کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ بیشک آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے، اس نے جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اس بات کا علم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے واپس لے جاؤ اور گھر والوں سے پوچھ کر آؤ، چنانچہ وہ کھانا لیکر واپس ہوئی اور لوگ شدید ضرورت کی حالت میں اسے دیکھتے رہے، وہ کھانے کے ساتھ واپس ہوئی اور بتایا کہ ہدیہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کو بلا کر ارشاد فرمایا: اے ام سلیم! اس کھانے کو آلِ حمزہ کے پاس لے جاؤ، اللہ کی قسم! وہ ہم سے بھی پہلے کئی دنوں سے بھوک میں مبتلا ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپکی رضامندی کی خاطر آل حمزہ کی بھوک کو اپنے گھر والوں کی بھوک پر مقدم کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعا پوری نہیں فرمائی تھی کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کے لئے (رزق کا) دروازہ وہاں سے کھول دیا جہاں سے انہیں گمان بھی نہ تھا، اچانک اناج اور کھجور کے دو بوجھ عبد الرحمن بن عوف کی طرف سے آئے، ام سلیم واپس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ آل عباس کے پاس چلی جاؤ اور چکی لے کر آؤ، ام سلیم جا کر یکے بعد دیگرے چکی کے دو پاٹ لے آئی، چکی کا پاٹ ان کے پاؤں پر گر گیا اور ام سلیم کے انگوٹھے سے خون جاری ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہوا؟ ام سلیم نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی! میرے پاؤں پر چکی گر گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی "اے اللہ! ام سلیم نبوت کے گھر والوں کی ضرورت اور ان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے، لہذا اسے شفا عطا فرما، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی دعا ختم بھی نہیں کی تھی کہ پاؤں تندرست ہو گیا اور اس میں کوئی درد نہیں رہا، یہ طویل قصہ ہے ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔

یہ متوکل انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور متقیوں کے امام کا حال تھا، اللہ تعالی ہم سب پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کو بار بار نازل فرمائے۔

صلّی الالٰه علیٰ خیر البریّة ما هما من الغیث هطّال من السحب

اللہ تعالی مخلوق میں سب سے بہتر ہستی پر رحمت نازل کرے، جیسے موسلا دار بارش برستی ہے۔

یاربّ صلّ علیه ما دجا غسق وما استمرّ مدیٰ الأعوام والحقب

اے رب! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب تک اندھیرا چھایا رہے اور جب تک سال اور صدیاں طویل تر ہیں۔

یا ربّ بوّئه فی أعلیٰ الجنان غدا قصرا من الدرّ والعقیان والذهب

اے رب! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل (قیامت کے دن) بلند جنتوں کے ایسے محل میں ٹھکانا عطا فرما جو موتیوں، سونے اور جواہرات سے بنا ہوا ہو۔

علیٰ الأرائك فی دار الکرامة مع بیض نواعم حور خُرّد کعب

اکرام والے گھر (جنت کے) بالا خانوں پر نرم ونازک، سفید، ہم عمر اور ابھرے ہوئے سینے والی حوروں کے ساتھ۔

یا ربّ واجزه عنا کلّ صالحة واجمع به سملنا فی منزل رحب

اور اے رب! ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نیکی کا بدلہ عطا فرما اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک کشادہ منزل میں جمع فرما

وروّ من حوضه یا ربّ کل حشیٰ وکل قلب غدا بالشّوق ملتهب

اور اے رب ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر سے ہر اس آنت اور دل کو سیراب فرما جو کل شوق کی وجہ سے بھڑک رہا ہوگا۔

یوما أکون الیٰ رحماك مفتقرا ولیس ینفع ذو قرب وذو نسب

جس دن میں آپ کی رحمت کا محتاج ہونگا اس دن کوئی قریبی رشتہ دار اور نسب والا فائدہ نہیں دے گا۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ قوتِ یقین اور مخلوق سے کٹ کر اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسو ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام متوکل رکھا ہے اسے چاہیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات کی پیروی کرے، توکل دین کی ایک منزل اور یقین کا ایک بلند مرتبہ ہے، اللہ تعالی نے اپنی مقدس کتاب میں اس کا حکم دیا ہے اور توکّل اختیار کرنے والے کی تعریف فرمائی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عمدہ جگہ ملے گی، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

{ وَ عَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ } المائدة ۲۳

ترجمہ اور اپنا بھروسہ صرف اللہ پر رکھو اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو۔

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

{ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ } آل عمران ۱۵۹

ترجمہ: یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نیز ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

{وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ} الطلاق ۳

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے، تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالی نے توکل کرنے والے کو جو مقام عطا فرمایا ہے وہ کافی ہے، توکل کا لباس پہنے والے کو اللہ تعالی کی کفایت کی ضمانت دی گئی ہے، لہذا جو شخص بھی اللہ تعالی پر بھروسہ کرنے والا ہو اللہ تعالی اسے کافی ہوجاتا ہے، اس کا نگہبان، محافظ، رازق اور محبت کرنے والا بن جاتا ہے، اور جس شخص کو اللہ تعالی کافی ہوجائے، اس سے محبت کرنے لگے اور اس کا نگہبان بن جائے تو وہ کامیاب کیسے نہ ہوگا اور قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہاں اس کی حفاظت کیسے نہ ہوگی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ} ۔الأنفال ۴۹

ترجمہ: اور کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔

آیت کا معنی یہ ہے جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ یکسوئی اختیار کرے اور اس کا قلبی تعلق ماسوا سے کٹ کر اللہ تعالی سے جڑ جائے، اسے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی تمام چیزیں بیکار ہیں، وہ اپنا معاملہ اس حکیم ذات کے سپرد کردیتا ہے جس کی تدبیر پر بھروسہ کرنے والے کی تدبیر ضائع نہیں جاتی، اور اس پر امید باندھنے والے کی امید خراب نہیں ہوتی۔

توکّل علی الرّحمن فی کلّ حالۃ　　وثق بالذی قد دبّر الخلق أجمعا

ہر حال میں رحمن پر بھروسہ کرو اور اسی پر اعتماد کروں جس نے ساری مخلوقات کے بارے میں تدبیر کر رکھی ہے۔

ودع عنك همّ الرزق فالرّبّ ضامن　　كريم على الكونين والخلق أجمعا

اپنے سے رزق کی فکر کو چھوڑ دے پس پروردگا ضامن ہے اور دونوں جہانوں میں تمام مخلوق پر کرم فرمانے والا ہے۔

قرآن کریم میں وہ ساری باتیں جو توکل کے بارے میں بیان کی گئی ہیں وہ سب دیگر اسباب سے توجہ ہٹا کر اللہ تعالی کی طرف مائل ہونے کی دعوت دیتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے قیامت میں امت کو دیکھا کہ ان سے سخت اور نرم زمین بھری ہوئی تھی، مجھے ان کی کثرت پر تعجب ہوا، مجھ سے پوچھا گیا کہ اے محمد! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے ساتھ ستر ہزار آدمی بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے، پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہونگے، فرمایا یہ وہ لوگ ہونگے جو نہ مایوس ہوتے ہیں اور نہ فال نکالتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، حضرت عکاشہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی میرا شمار بھی ان میں فرمادے، آپ ﷺ علیہ السلام نے دعا فرمائی: اے اللہ! عکاشہ کو بھی ان میں شامل فرما، ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالی مجھے ان میں شامل فرمائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عکاشہ اس دعا میں تم پر سبقت کر چکا ہے۔ (مجمع الزوائد)

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح رزق دیا جائے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (مسند احمد، کنز العمال)

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: جو اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسوئی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالی ہر مشقت میں اسے کافی ہو جاتا ہے اور جو دنیا میں غرق ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے حوالے کر دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد)

آپ ﷺ علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

''من سرّہ أن یکون أغنیٰ النّاس فلیکن بما عند اللّٰہ أوثق منه بما فی یدہ''

ترجمہ: جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ لوگوں میں سب بڑھ کر غنی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر اعتماد کرے۔

(اتحاف السادۃ المتقین)

متوکلین کے تین درجات ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اردگرد کی مخلوق سے ہر قسم کی طاقت اور قوت کی امید ختم کر دے اور یہ بات جان لے کہ اللہ کے علاوہ کام بنانے والا، نقصان دینے والا، عزت اور ذلت دینے والا کوئی نہیں، تنگی اور تکلیف دور کرنے والی ذات اسی کی ہے، تمام اہم امور کو حل کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے، اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں اور اس کے حکم کے نافذ ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں، وہ اپنے تمام

بندوں پر رحم کرنے والی ذات ہے، اس کے کرم کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں، وہ ہر قسم کی مخلوق کی روزی کا ذمہ دار ہے، جب تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو تو جان لو کہ تمہاری حرکات وسکنات، خلوت جلوت سمیت نیچے اور اوپر والے جہان کی تمام حرکات کو اللہ تعالی نے اس تقدیر کے لئے علامت اور نشانی بنایا جو اس نے تمہارے لئے لکھ دی ہے، پس اگر تمہیں اپنے دل میں ایمان ویقین کا یہ درجہ حاصل نہ ہو تو اس کی وجہ تمہارے یقین کی کمزوری اور مرض ہوگا، توکل کا یہ درجہ ایمان کے لئے شرط ہے اور یقین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

توکل کا دوسرا درجہ اعتماد اور بھروسہ کرنے میں پہلے درجے سے زیادہ قوی ہے، وہ یہ کہ تم اپنے مولی پر بھروسہ کرنے میں اس طرح محتاج بن جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی ماں کی شفقت اور رحمت کا محتاج ہوتا ہے، وہ بچپن میں ماں کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتا، اسی کے پاس جاتا ہے اور اسی پر اعتماد کرتا ہے، جب وہ ماں کو دیکھتا ہے تو اس سے چمٹ جاتا ہے، اگر ماں کی عدم موجودگی میں اس پر کوئی مصیبت پیش آجائے تو سب سے پہلے اس کی زبان پر ماں کا نام آتا ہے اور سب سے پہلے اس کے دل پر اسی کا کھٹکا گذرتا ہے، اس لئے کہ اسے ماں کی شفقت اور کفالت پر یقین ہوتا ہے، لہذا تم بھی اپنے دل اور نظر سے اللہ کی طرف متوجہ رہو، اسی پر اعتماد کرو جیسا کہ چھوٹا بچہ اپنی ماں پر اعتماد کرتا ہے، پہلی قسم کے مقابلے میں اللہ تعالی پر اس طرح کا توکل کرنا مخلوق سے صرف نظر کر کے فنا کا مقام حاصل کرنا ہے، پہلی قسم میں کسب اور تکلف ہوتا ہے اور وہ اپنے توکل میں فنا نہیں ہوتا۔

توکل کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کو اللہ تعالی پر اتنا بھروسہ ہو کہ وہ خود کو اس کے سامنے ایسے خیال کرے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اس درجہ کا توکل کرنے والا خود کو کچھ خیال نہیں کرتا کیونکہ اس کی حرکات وسکنات اللہ تعالی کے لئے ہوتی ہیں اور اللہ کی قدرت کے بغیر وہ حرکت اور سکون کچھ بھی نہیں کرسکتا، اس کے بغیر نہ وہ کوئی تدبیر کرتا ہے نہ اپنے آقا کی مرضی کے بغیر کوئی کام کرتا ہے، وہ اللہ تعالی کی عظیم قدرت کے سامنے بے جان آدمی کی طرح ہوتا ہے اور اس کے تصرف اور ارادے کے سامنے سرگرداں رہتا ہے۔

کسی عارف کا قول ہے کہ توکل حقیقی کا یہ معنی نہ سمجھو کہ اسباب اور قلبی تدبیر اختیار کرنے کو ترک کر دیا جائے، توکل کا یہ معنی مراد لینا درست نہیں ہے کہ زمین پر پڑے ہوئے ایک ٹکڑے کی طرح حرکت نہ کیجائے جیسا کہ بہت سارے ناواقف لوگوں کا گمان ہے، شریعت میں ایسا معنی مراد لینا حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "اونٹنی کو باندھو پھر توکل کرو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سبب اختیار کرنا اعضاء کا فعل ہے اور اللہ

پر توکل کرنا دل کا فعل ہے، لہذا جو آدمی دل سے توکل کرے اور اعضاء سے سبب اختیار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ تعالی نے جائز اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، جیسے اپنی جان و مال سے تکلیف دور کرنا، مثال کے طور پر حملہ کرنے والے کو مارنے اور چور اور درندے سے حفاظت اور نقصان سے بچنے کے باوجود نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کا دلی اعتماد اللہ تعالی پر ہوتا ہے، پس جو کھانا تم کھاتے ہو وہ تمہاری زندگی کا سبب ہے لیکن زندگی کو پیدا کرنے والی ذات وہی ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے وہ تمہیں فرشتوں کی طرح کھائے پیئے بغیر زندہ رکھنے پر قادر ہے۔

اسباب پر بھروسہ کرنے سے توکل علی اللہ باطل ہو جاتا ہے جیسے ایک بیمار آدمی اپنے مرض کا علاج کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اگر وہ دوا استعمال نہ کرتا تو تندرست نہ ہوتا، یہ اعتقاد کا بگاڑ اور صحیح راستے سے دوری ہے، نیک لوگ اسباب کے ذریعے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں یکسو رہتے ہیں، اللہ تعالی اپنی اطاعت کرنے والے کا کفیل ہے، بیشک جب وہ اپنے نافرمان کو رزق دیتا ہے تو خواہش نفس کو چھوڑ کر اس کی اطاعت کرنے والے کو کیوں نہ دے گا؟ لہذا وہ اپنی ضرورتوں کا مطالبہ صرف اللہ تعالی سے ہی کرتے ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے اپنی خواہشات کی مخالفت کر کے اللہ تعالی کا تقرب اختیار کرتے ہیں۔

حذیفہ نامی ایک آدمی حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت کیا کرتا تھا، اس سے کہا گیا کہ ہمیں ابراہیم بن ادہم کی وہ بات بتاؤ جس نے تمہیں بہت زیادہ تعجب میں ڈالا ہو، اس نے بتایا کہ ہم مکہ کے راستے میں جا رہے تھے، ہمیں کھانے کو کچھ نہ ملا، پھر ہم کوفہ میں داخل ہوئے اور ایک قریبی مسجد میں ٹھکانا بنایا، حضرت ابراہیم بن ادہم نے دیکھ کر فرمایا: اے حذیفہ! میں تم پر بھوک کا اثر دیکھ رہا ہوں، میں نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے حکم دیا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ، میں لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے بعد کاغذ پر یہ عبارت لکھی:

أنا أحمد، أنا شاكر أنا ذاكر　　　أنا جائع أنا ضائع، أنا عار

میں تعریف کرنے والا، شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا ہوں، میں بھوکا، ہلاک ہونے والا اور عار والا ہوں۔

مدحي لغيرك لهب نار خضتها　　　فأجر عبيدك من عذاب النار

تمہارے غیر کی تعریف کرنا آگ کا شعلہ ہے جس میں گھسا ہوں، پس اپنے غلام کو آگ سے پناہ عطا فرما۔

هی ستة و أنا الضّمین لنصفها　　فكن الضّمين لنصفها یا باری

یہ چھ باتیں ہیں تین باتوں کا میں ضامن ہوں اور اے بنانے والی ذات! تین باتوں کے آپ ضامن بن جائیں۔

پھر مجھے وہ کاغذ کا ٹکڑا دے کر حکم دیا کہ باہر نکل کر اپنے دل کو غیر اللہ سے معلق کئے بغیر کاغذ کا ٹکڑا اس شخص کو دیدو جس سے تمہاری ملاقات سب سے پہلے ہو، چنانچہ میں باہر نکلا تو سب سے پہلے میرے ملاقات خچر پر سوار ایک آدمی سے ہوئی تو میں نے کاغذ کا ٹکڑا اسے دیدیا، وہ اسے پڑھ کر تو رونے لگا اور پھر پوچھا: یہ خط لکھنے والا شخص کہاں ہے؟ میں نے جواب دیا کہ فلاں مسجد میں ہے، اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے اور وہاں سے چلا گیا، میں نے ایک دوسرے آدمی سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ ایک عیسائی ہے، میں نے ابراہیم بن ادہم کو ساری بات بتائی تو انہوں نے حکم دیا کہ ان دیناروں کو وقت سے پہلے ہاتھ نہ لگانا، پھر تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ عیسائی داخل ہوا اس نے جھک کر ابراہیم بن ادہم کے سر کو چوما اور پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

اللہ تعالیٰ پر سچے دل سے اعتماد اسی طرح ہوا کرتا ہے، جو لوگ سچے دل سے اللہ تعالی پر بھروسہ کر کے ساری مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ان سے خلاف عادت باتوں اور کرامات کا ظہور ہوتا ہے، لیکن ان کے حالات کی پیروی کرنا جائز نہیں، راسخ فی العلم لوگوں کی پیروی کرنی چاہیئے اور وہ بھی ان باتوں میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں موجود ہوں، البتہ جن لوگوں پر حال طاری ہو ان کے مشاہدات پر ایمان لانا، ان سے برکت حاصل کرنا اور ان کے واردات کو ماننا ضروری ہے، چنانچہ ابوحمزہ سے ایک حکایت نقل کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حج کے سفر کے دوران کنویں میں گر گیا، میرے نفس نے مدد طلب کرنے میں مجھ سے جھگڑا کیا لیکن میں نے انکار کر دیا، یہ خیال پورا نہیں ہوا تھا کہ وہاں سے دو آدمی گذرے جن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: آجاؤ ہم اس کنویں کو بند کرتے ہیں تا کہ اس میں کوئی گر نہ جائے، چنانچہ وہ بانس لے کر آئے، میں نے چیخنے کا ارادہ کیا اور پھر اپنے نفس سے کہا کہ تم اس ذات کو پکار رہے ہو جو ان دونوں آدمیوں سے تمہارے قریب ہے، چنانچہ میں اسی حال میں خاموش رہا کسی نے آکر کنویں کا منہ کھولا اور مجھے اپنے ساتھ چمٹنے کا حکم دیا، میں دیکھا کہ اچانک میرے سامنے ایک درندہ تھا، میں اس سے چمٹ گیا، اسی دوران ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابوحمزہ! کیا یہ بات زیادہ اچھی نہیں کہ ہم

نے تمہیں موت کے ذریعے موت سے نجات عطا فرمائی، چنانچہ میں باہر نکل کر کہہ رہا تھا:

نهاني حيائي منك أن أُبدي الهوىٰ وأغنيتني بالفهم عنك عن الكشف

مجھے آپ سے حیا نے خواہش کو ظاہر کرنے سے روکا اور آپ نے معاملہ کھول کر مجھے اپنی خواہش بیان کرنے سے بے پرواہ کر دیا۔

تلطّف في أمري فأبديت شاهدي الىٰ غائبي فاللطف يُدرَك باللطف

پس میرے معاملہ میں نرمی فرما، آپ ہمیشہ سے میری پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہے ہیں، پس نرمی کا ادراک نرمی سے ہوتا ہے۔

تراءيت لي بالغيب حتّى كأنّما تبشّرني بالغيب أنّك في الكفّ

آپ میرے لئے غیب سے ایسے ظاہر ہوئے گویا کہ آپ غیب سے مجھے خوشخبری دے رہے ہیں کہ تم میرے ہاتھ میں ہو۔

أراك ولي من هيبتي لك وحشة فتونسني باللطف منك وبالعطف

میں آپ کو دیکھ رہا ہوں اس حال میں کہ خوف سے وحشت محسوس رہی ہے پس آپ نرمی اور لطف سے میرے ساتھ انس کا معاملہ فرما۔

وتحيي محبّا أنت في الحبّ حتفه وذا عجب كون الحياة مع الحتف!

مجھے اپنی محبت میں زندہ رکھیے اور آپ کی محبت میں ہی موت آئے اور زندگی کے موت کے ساتھ ہونے پر تعجب ہے۔

بزرگوں کے حالات اور مثالیں برکت کے لئے بیان کی جاتی ہیں، اس سے یقین مضبوط ہوتا ہے، لیکن پیروی ان حضرت کے بجائے کاملین کے طریقے کی ہوتی ہے، نیز عوام کے چلنے کا راستہ وہی ہے جو انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے، اللہ تعالی نیک بندوں پر اعتراض بد کرنے سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنی ذات پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے، ہمیں اپنے ساتھ یکسوئی عطا فرمائے ، رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ ہیں، اللہ تعالی ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے اور اپنی جنتوں میں انہیں ٹھکانا عطا فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''مختار'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

''مختار'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو سابقہ انبیاء پر نازل ہونے والی بعض کتابوں میں آیا ہے، مختار کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اچھے افعال اور باکمال عادات سے نوازا ہے، انبیائے کرام کے درمیان حسب ونسب کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل بنایا، تمام انبیاء پر فائق فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بہترین نسب کو چنا اور پھر اس نسب کی اشاعت فرمائی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ} ۔التوبة ۱۲۸

ترجمہ: (لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (اس آیت کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشتہ داری، اور حسب نسب کے اعتبار سے تم میں سے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد میں زنا نہیں ہوا بلکہ سب نکاح ہوئے ہیں۔

ابن کلبی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ سو ماؤں کو لکھا ہے مجھے ان میں کوئی نہ زانیہ ملی اور نہ زمانہ جاہلیت کے طریقے پر ملی۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واضح اور باکمال اخلاق عطا فرمائے، عمدہ صفات، اچھے اخلاق اور فضائل کی خصوصیت عطا فرمائی نیز معجزات، دلائل اور واضح کرامتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاصرین نے ان چیزوں کا مشاہدہ کیا اور انہیں ان تمام باتوں کا یقینی علم ہوا پھر وہ علم ہم تک پہنچا اور موجودات کو اس بات کا علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے منتخب نبی اور دونوں جہانوں میں بزرگ ہستی ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب میں یہ بات بھی ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو بلند فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس براق لے کر حاضر ہوئے جسے لگام اور زین ڈالی ہوئی تھی، براق بدھک

گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم ایسا محمد ﷺ کی وجہ سے کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محمد ﷺ سے زیادہ باعزت ہستی نے تم پر سواری نہیں کی، چنانچہ براق کا پسینہ بہہ پڑا۔

پس اے محبت اور شوق رکھنے والو! حضرت جبریل کی بات پر غور کرو کہ "کیا تم محمد کی وجہ سے ایسا کرتے ہو" حضرت جبریل نے براق کو تاکید کی کہ آپ ﷺ کا نام محمد ہے، مخلوق کو آپ ﷺ کے فضائل معلوم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرما کر اپنی پسندیدہ ہستی بنایا ہے، چنانچہ براق کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی باعزت ہستی اس پر سوار نہیں ہوئی، آپ ﷺ سے حیا کی وجہ سے اس کا پسینہ بہنے لگا، اگر وہ آپ ﷺ کو پہچان لیتا تو نہ بدھکتا، جب جبریل علیہ السلام نے اس کے سامنے آپ ﷺ کی وضاحت فرمائی تو آپ ﷺ کے اکرام میں براق کا پسینہ بہہ پڑا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرما کر محمد ﷺ کو اپنی ذات کے لئے منتخب فرمایا اور آپ ﷺ کو رسالت عطا فرمائی، پھر محمد ﷺ کے دل کے بعد لوگوں کے دلوں پر نظر فرما کر صحابہ کرام کو منتخب فرمایا جنہوں نے دین کے لئے جہاد کیا اور آپ ﷺ کی شریعت کے وزیر بن گئے، یہ عبداللہ بن مسعود کا کلام ہے اور یہ وہ صحابی ہیں اللہ تعالیٰ نے جن کے دل پر نظر کرم فرما کر آپ ﷺ کی صحبت کے لئے چنا، آپ ﷺ کا وزیر، مددگار، رازدار، تکیے والا، مسواک والا، جوتے والا اور وضو کروانے والا بنایا، وہ رہنمائی کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے۔

نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن مسعود کے بارے یہ ارشاد فرمایا کہ ان کے پاؤں میزان عمل میں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہونگے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے انتخاب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو بہترین امت عطا فرمائی اور اسے دیگر تمام امتوں پر فضیلت عطا فرمائی، یقینا اس امت کو وہ فضیلتیں اور عجیب کرامتیں عطا فرمائی جو آنکھیں نہ دیکھ سکیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ اے امت محمد! آج کے دن تم میرے دوست ہو، خاص لوگ اور محبوب ہو، تم وہ لوگ ہو جن کے پہلو بستر سے دور رہتے تھے، تم خوف اور امید کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں خرچ کرتے تھے۔

تم وہ لوگ ہو جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کی حالت میں راتیں بسر کرتے تھے، تم وہ لوگ ہو جو کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر سے جہنم کے عذاب کو ہٹا بے شک جہنم کا عذاب

بڑا سخت ہے، تم کہا کرتے تھے، اے ہمارے پروردگار! ہماری بیویوں اور اولاد کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں نیک لوگوں کا امام بنا، میری عزت اور جلال کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور ان چیزوں سے بھی محبت کرتا ہوں جن سے تم محبت کرتے ہو، میرے پاس تمہارے لئے وہ ہے جو تمہارا جی چاہے اور جو تم مانگو گے، یہ بخشنے والی رحیم ذات کی طرف سے مہمانی ہوگی، پس تم جو چاہو مجھ سے مانگو اور مجھ سے حیا نہ کرو، میں طاقت ور اور سخاوت کرنے والی کریم ذات ہوں، یہ میری عزت کا گھر ہے لہذا اس میں قیام کرو، اور میرے جنت کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں پس تم ان میں داخل ہو جاؤ۔

{سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ} ۔الزمر ۷۳

ترجمہ: سلام ہو آپ پر، خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے آجایئے۔

یہ مکمل اکرام ہوگا، اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ اکرام ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے حاصل ہوگا، اللہ تعالی ہم پر یہ مہربانی قیامت کے دن فرمائیں گے، ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ أرسلہ بکلّ ھدایۃ وحباہ فی الدّارین کلّ عنایۃ

فلقد حویٰ فی المجد أبعد غایۃ انّی اھتدیت من الکتاب بآیۃ

فعلمت أن ھداہ لیس یضاھیٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور دونوں جہانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر مہربانی سے ڈھانپا ہے، بزرگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری کنارے پر پہنچے ہیں بیشک میں نے قرآن کی ایک آیت سے رہنمائی حاصل کی ہے، پس میں نے جان لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ختم ہونے والی نہیں ہے۔

فشھدت أن اللہ خصّ محمّدا فغدا بأملاك السماء مؤیّدا

وعلیٰ لسان الأنبیاء ممجّدا ورأیت فضل العالمین محدّدا

وفضائل المختار لا تتناھی

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصیت عطا فرمائی اور فرشتوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، انبیاء کی زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی بیان ہوگی، اور میں نے

جہانوں کی فضیلت کو محدود دیکھا لیکن نبی مختار ﷺ کی فضیلت کی کوئی انتہاء نہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی مختار ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام نیک لوگوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر کیا ہے، پھر آپ ﷺ کے لئے ان صحابہ کرام کو منتخب فرمایا جو آپس میں نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت تھے، نیز آپ ﷺ کے لئے ایسی امت کو چنا جو تمام امتوں میں بہترین امت ہے اور ہر زمانے کے لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالی گئی ہے، پس اے اللہ کے بندو! نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے تعظیم کی ہے لہذا تم بھی تعظیم کرو، اللہ تعالیٰ کی منتخب ہستی کی عزت کرو، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی کرامات کی تصدیق کرو، وہ نجات دینے والے رہبر ہیں، ان کا راستہ سعادت مندوں کا راستہ ہے، انہی کی برکت سے کل قیامت کے دن تم پر رحم کیا جائے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء اور رسولوں کے علاوہ تمام جہان والوں میں سے منتخب فرمایا، پھر ان میں سے چار یعنی، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو میرے لئے منتخب فرمایا اور میرے صحابہ میں سب سے بہتر بنایا، میرے ہر صحابی میں خیر ہے، نیز میری امت کو دیگر امتوں کے مقابلے میں منتخب فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے ولی اور محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہی کے ذریعے دین کو قائم رکھا اور انہی کی وجہ سے ہمیں پختہ یقین حاصل ہوا، ان ہستیوں کو سید المرسلین ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا۔

لہذا ان کے مرتبے کو جانو اور ان کی عزت کرو، ان کا معاملہ انہی کے سپرد کر دو، سہل بن یوسف انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی تکلیف نہیں پہنچائی، میں ابوبکر سے راضی ہوں لہذا تم اس بات کو پہچان لو، اے لوگو! میں عمر بن خطاب سے راضی ہوں اس بات کو پہچان لو، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، طلحہ، زبیر سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف اور ابوعبیدہ بن جراح سے راضی ہوں، ان کے بارے میں یہ بات جان لو۔

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر اور حدیبیہ والوں کی بخشش فرمادی ہے، اے لوگو! میرے صحابہ، داماد اور سسرال کے معاملے میری حفاظت کرو کہ ان میں سے کوئی بھی تم سے کسی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے،

بیشک کل قیامت کے دن اس کا بدلہ نہیں دیا جائے گا بلکہ (اس گناہ پر عذاب ہوگا) اے لوگو! لوگوں کے بارے میں اپنی زبانوں کو روکے رکھو اور موت کے بعد مومن کے بارے میں ہمیشہ اچھی کی بات کیا کرو"۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اتر گئے۔

پس وہ صحابہ کرام اپنے میزان عمل کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر تھے، موجودہ تمام فتوحات ان کی تلواروں کے نشانات اور ان کے قدموں کا غبار ہیں، کسی نے ان کی تعریف میں کیا خوب فصیح زبان میں کہی ہے:

أعلیٰ الالٰہ بھم دین الھُدیٰ فغدا　　　دین الھدیٰ عالیا والکفر محتقرا

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ذریعے ہدایت والے دین کو بلند کیا، چنانچہ ہدایت والا دین بلند اور کفر ذلیل ہوگیا۔

للہ درّھم من فتیۃ صبروا　　　للمکرھات وکانوا سادۃ صُبرا

وہ کتنے اچھے نوجوان تھے جنہوں نے ناگوار باتوں پر صبر کیا اور وہ صبر کرنے والوں کے سردار بن گئے۔

ولم یزل ذوالعلا یعلی النبیّ ومن　　　والی النبیّ ومَن آخی ومن نصرا

مسلسل بلند ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں بھائیوں اور مددگاروں کی مدد کرتے رہے۔

وزانہ بصحاب ان عددتھم　　　کانو نجوما وکان المصطفیٰ قمرا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے صحابہ کرام سے زینت بخشی اگر تم انہیں شمار کرو تو وہ ستارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند ہیں۔

أولئك النّفر المأجور ذاکرھم　　　والمقتدیٰ بھم أکرم بھم نفرا

یہ ایسی جماعت ہے جن کو یاد کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور ان کی پیروی کرنے والے لوگ بہترین گروہ ہیں۔

منھم عتیق فبجل قدرہ أبدا　　　ختن النبیّ وبجّل بعدہ عمرا

ان میں عتیق بھی ہیں جن کا مرتبہ ہمیشہ کے لئے بڑا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر بھی۔

من قام بالسّیف والاسلام مستتر　　لا یعبد اللہ بعد الیوم مستترا

جو تلوار لے کر کھڑے ہوئے جب اسلام چھپا ہوا تھا (اور کہا) آج کے بعد اللہ تعالی کی چھپ کر عبادت نہیں ہوگی۔

وخُصّ بالفضل عثمان و رابعهم　　علیّ المرتضیٰ أعلیٰ الوریٰ قدرا

فضیلت میں حضرت عثمان کو بھی خصوصیت حاصل ہے اور ان میں چوتھے حضرت علی ہیں جو مخلوق میں بلند مرتبے کے حامل ہیں۔

صهر الرسول وسیف المسلمین اذا　　خافوا وأوّل خلق حجّ واعتمرا

وہ رسول اللہ ﷺ کے داماد اور خوف کے وقت مسلمانوں کی تلوار تھے، اور لوگوں میں سب سے پہلے حج اور عمرہ کرنے والے ہیں۔

وطلحة وزبیر ثم سعدهم　　ثم السّعید جمیعا طاب مختبرا

طلحہ، زبیر، سعد اور سعید سب کے سب اچھا امتحان دینے والے تھے۔

ثم ابن عوف فلا تکتم مناقبه　　ثم ابن جرّاحهم کلّ له غفرا

پھر ابن عوف ہیں پس آپ ان کے مناقب کو نہ چھپاؤ، اس کے بعد ابن جراح ان کی بخشش ہوگئی ہے۔

ألا وصحب رسول اللہ أجمعهم　　محبّهم فاز، والشّانی لهم خسرا

جان لو! کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام سے محبت کرنے والا کامیاب اور بغض رکھنے والا گھاٹے میں ہے۔

قم یا فتیٰ، نرغبوا أن نحشر وامعهم　　طوبیٰ لعبد منیب فیهم حشرا

اے نوجوانو! تم اٹھ جاؤ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارا حشر ہو جائے، خوشخبری ہو اس رجوع کرنے والے بندے کے لئے جس کا حشر ان کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالی ہمیں ان کی محبت کا نفع دے اور ان کی برکات ہمیں بار بار عطا فرمائے اور ہمارا حشر ان کے گروہ میں فرمائے۔

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر، اور ان کے شرف و تعظیم میں مزید اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''المصطفیٰ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ ''المصطفیٰ'' صرف آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی اور جنہیں اپنے خاص بندوں سے چنا ہے، اعلیٰ انتخاب کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کامل عقل عطا فرمایا، مصطفیٰ صفوۃ سے مشتق ہے اور صفوۃ کسی بھی چیز کے خالص حصے اور دماغ کو کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں میں سب سے خالص ہیں، ہاشمی لوگوں میں سب سے عمدہ اور تمام اہل عرب کی جڑ ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں باعزت اور برتر ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''انّ اللہ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسماعیل، واصطفیٰ من ولد اسماعیل بنی کنانۃ ، واصطفیٰ من بنی کنانۃ قریشا، واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم ، واصطفانی من بنی ھاشم''۔

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو چنا، اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے بنو کنانہ کو چنا، اور بنو کنانہ کی اولاد سے قریش کو چنا، اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا، اور مجھے بنی ہاشم سے چنا۔ (ترمذی، مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے بڑھ کر خاص ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کی اولاد کو اپنی رسالت اور ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا، ان کا انتخاب مقید تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے عمومی فضیلت عطا فرمائی، اور تمام زمانہ کے تمام لوگوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقدم رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ باقی رکھا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی خصوصیات عطا فرمائیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہ ہوئیں، اور بعد میں کسی نبی کو حاصل نہ ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی فرمائی ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ اے محمد! مانگو، میں نے عرض کیا اے اللہ! آپ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، موسیٰ سے گفتگو فرمائی اور داؤد کو بڑی بادشاہت عطا فرمائی، ان کے لئے لوہا نرم کیا اور پہاڑوں کو مسخر کیا، آپ نے سلیمان

کو بڑی بادشاہت عطا فرما کر جنوں اور انسانوں کو ان کے تابع بنایا، انہیں ایسی سلطنت عطا فرمائی جو بعد میں کسی کے مناسب نہ تھی، آپ نے عیسیٰ کو توریت اور انجیل سکھائی، اور انہیں ایسا بنایا کہ وہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کے مریض کو تندرست کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ اے محمد! میں نے آپ کو اپنا محبوب بنا کر بھیجا ہے، تمہارا نام توریت میں ''محمد حبیب الرحمن'' درج ہے، میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، میں نے تمہاری صورت تمام انبیاء سے پہلے بنائی اور سب سے آخر میں مبعوث کیا، نیز میں نے تمہیں بار بار پڑھی جانے والی سات آیات بھی عطا کی ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا ہے۔

میں نے تمہیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات کا خزانہ اپنے عرش کے نیچے سے دیا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا، میں نے تمہیں آٹھ حصے دیئے ہیں: اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، رمضان کے روزے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور میں نے تمہیں حوض کوثر عطا کیا ہے، اور تمام کتابوں کی سردار کتاب تم پر نازل کی ہے، میں نے تمہارے ذکر کو اتنا بلند کر دیا کہ جب میرا ذکر ہوتا ہے تمہارا ذکر بھی ہوتا ہے، میں نے تمہیں توریت کے بدلے سورۃ فاتحہ عطا کیں اور انجیل کے بدلے طٰسٓمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں عطا کیں، اور زبور کے بدلے حٰمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں عطا کی، اور میں نے تمہیں مفصّلات (مفصّلات چھبیسویں پارے کی سورۃ حجرات سے سورۃ الناس تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے از مترجم) کے ساتھ فضیلت عطا فرما کر منتخب کیا ہے، لہذا میری دی ہوئی نعمتوں کو لے کر شکر گذار بن جاؤ۔ (تفسیر قرطبی)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چھ چیزوں میں خاص طور پر فضیلت عطا فرمائی: میرے دشمنوں کے دلوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال دیا گیا، میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا، میرے لئے زمین کو پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا، مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے اور میری امت مجھ پر پیش کی گئی ان کے پیشوا اور پیروکار مجھ پر مخفی نہیں، مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا لیکن میں مسلسل اپنے رب کے پاس جاتا رہا یہاں تک کہ اس نے میری امت پر تخفیف فرمائی۔ (مجمع الزوائد)

عقلاء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ایسی صفات سے منتخب

فرمایا جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا۔

کسی شاعر نے بڑے اچھے انداز میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کو اپنے شعر میں بیان کیا ہے:

مقام لدیٰ سدرة المنتهیٰ　　　علاء بلا شك للمصطفیٰ

سدرۃ المنتھی کے پاس ٹھہرنا بلا شبہ مصطفی ﷺ کی رفعت ہے۔

کریم علی الله ما مثله　　　فأوحی الیه شدید القوی

اللہ کی بارگاہ میں آپ ﷺ جیسا کوئی کریم نہیں، شدید قوت والی ذات نے آپ ﷺ پر وحی نازل کی ہے۔

لئن کلّم الله موسیٰ النبیّ　　　علی جبل الطور یوم الندا

اگر اللہ تعالی نے اپنے نبی موسی علیہ السلام سے ندا کے دن کوہ طور پر گفتگو فرمائی ہے۔

فقد کلّم الله سبحانه　　　لدی عرشه أحمد المصطفیٰ

تو اللہ تعالی نے اپنے عرش کے پاس احمد مصطفی ﷺ سے بھی گفتگو کی ہے۔

وان کان عیسیٰ قد أحیا الموات　　　وأبرا باذن الاله العمیٰ

اگر حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا اور اندھوں کو بینائی عطا کی۔

فانّ الذّراع وقد سمّها　　　یهود لأحمد وقت الغدا

پس بیشک وہ بازو جسے یہودیوں نے احمد ﷺ کے لئے صبح کے وقت زہر آلود کیا تھا۔

فنادته انّی لمسمومة　　　فلا تأکلنی وقیت الرّدی

اس نے پکار کر کہا بیشک میں زہر آلود ہوں، مجھے نہ کھایئے، آپ ﷺ نقصان سے بچا لئے جائیں گے۔

فسمّی الاله وأومالها　　　فجنّبه الله ذاك الأذی

آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اس تکلیف سے بچا لیا۔

فطوباك ان كنت من أمّة تحبّ الصحابة والمصطفىٰ

تمہیں خوشخبری ہو اگر تم ایسے لوگوں میں سے ہو جو صحابہ کرام اور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہو۔

ينال الشفاعة من ربّه لأهل الكبائر يوم الجزا

قیامت کے دن وہ اپنے پروردگار سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے حق میں شفاعت کریں گے۔

فأزكى الصلاة على المصطفىٰ تروح مساء وتغدو ضحىٰ

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پاکیزہ ترین درود صبح و شام اور دن رات کے وقت نازل ہو۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق سے منتخب فرمایا اور تمام انبیاء پر فضیلت بخشی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو یہ شرف بخشا کہ قیامت کے دن اسے روشن پیشانی والی امت بنا کر اٹھائے گا اسے چاہیئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کو قیامت کے دن کیلئے ذخیرہ بنالے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی اُوفی فرماتے ہیں کہ وہ مدینہ کی ایک مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو تلاش کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں؟ ان کے پاس پیغام بھیجا گیا اور وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے سامنے ایک حدیث بیان کروں گا تم اسے یاد کر کے اپنے بعد والوں کو سناؤ، بیشک اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں منتخب فرماتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی:

{اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ} الحجّ ۷۵

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے بھی اپنا پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے، اور انسانوں میں سے بھی۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنی امت کی رہنمائی اور شریعت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرام کا مرتبہ بیان فرمایا کہ میں تم میں سے ان لوگوں کو منتخب کروں گا جن سے محبت کرتا ہوں، اور تمہارے درمیان اس طرح بھائی چارہ قائم کروں گا جس طرح اللہ تعالی نے فرشتوں کے درمیان قائم کیا ہے۔اے

ابوبکر! کھڑے ہو جاؤ، حضرت ابوبکر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک مجھ پر تمہارا احسان ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ عطا فرمائے، اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو تمہیں بناتا، تمہارا مجھ سے ایسا تعلق ہے جیسے میرے جسم پر کرتہ ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے حضرت عمر کو قریب ہونے کا حکم دے کر ارشاد فرمایا: اے ابوحفص اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ ہمارے خلاف بہت زیادہ باتیں کیا کرتے تھے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ تمہاری یا ابوجہل بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو عزت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ میری اس خواہش کو پورا فرمایا، تم اللہ کے محبوب ہو اور اس امت کے ان تین آدمیوں میں سے ہو ایک ہو جو جنت میں میرے ساتھ ہونگے، پھر آپ ﷺ نے ابوبکر و عمر کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اے عثمان! قریب ہو جاؤ، وہ مسلسل قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیے، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ العظیم کہا، پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان کے تہہ بند کی طرف دیکھا کہ وہ کھلا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اوپر کیا اور ارشاد فرمایا کہ اپنی چادر کے دونوں سروں کو کندھے پر ڈال دو، بیشک آسمان والوں کی نظر میں تمہارا بڑا مرتبہ ہے، تم ان لوگوں میں سے ہو جو حوض کوثر میں میرے پاس اس طرح حاضر ہونگے کہ ان کی رگوں سے خون جاری ہوگا، اس وقت حضرت جبریل آسمان سے آواز لگائیں گے کہ عثمان ہر بے یار و مددگار کو امن دینے والے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر کہا: اے اللہ کے امین! اللہ تعالیٰ نے تمہیں حق مال دے کر بھیجا ہے، تم اغنیاء میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے، پھر آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان کے درمیان مواخات قائم فرمائی، اس کے بعد حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو طلب کر کے ارشاد فرمایا: تم عیسیٰ بن مریم کے حواریوں کی طرح میرے حواری ہو، پھر ان دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، پھر سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر کو بلا کر ارشاد فرمایا: اے عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا، پھر ان دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

اس کے بعد حضرت ابوالدرداء اور سلمان رضی اللہ عنہما کو بلا کر ارشاد فرمایا: سلمان اہل بیت میں سے ہے، پھر ان دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، اور اپنے صحابہ کرام کے چہروں کی طرف دیکھ

کرارشادفرمایا: خوش ہوجاؤ اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو تم سب سے پہلے حوض کوثر پر مجھ سے ملوگے اور جنت کے بالا خانوں میں ہوںگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری جان نکل رہی ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو خصوصیات عطا فرمائی ہیں اور میرا نام نہیں لیا، اگر یہ اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اکرام فرما دیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں نے تمہیں صرف اپنی ذات کے لئے چن لیا ہے، تمہارا مجھ سے ایسا تعلق ہے جیسا حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، تم میرے بھائی اور وارث ہو۔

حضرت علی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کی کس چیز کا وارث ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ اسی چیز کے وارث ہو جو مجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی، یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے وارث ہو، تم جنت میں میری بیٹی فاطمہ سمیت میرے محل میں ہوںگے، تم میرے بھائی اور رفیق ہوںگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

{اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ} الحجر ۴۷

ترجمہ وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے اونچی نشستوں پر بیٹھے ہوںگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کو اختیار کرو اور اس ذات کے اخلاق کو اپناؤ جسے اللہ تعالی نے فضیلت اور تعریف کا جوڑا پہنایا ہے، اس کامل ہستی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ اختیار کرو، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "المجتبی" کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

المجتبی آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اس کا اطلاق لوگوں کی زبان پر ہوا ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے دیگر خاص انبیاء کرام کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرما کر وہ فضائل عطا فرمائے جو اولین وآخرین میں کسی کو بھی نہیں دیئے گئے، اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو منتخب فرما کر سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَمِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ} الأنعام ۸۷

ترجمہ: اوران کے باپ دادوں، ان کی اولادوں اوران کے بھائیوں میں سے بھی بہت سے لوگوں کو۔ہم نے ان سب کو منتخب کر کے راہِ راست تک پہنچا دیا تھا۔

مجتبی کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "مختار" کے قریب ہے، اللہ تعالی نے اپنے محبوب نبی کو بہترین لوگوں سے منتخب فرما کر خاص اسرار کے خزانے عطا فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے انوارات کے لباس سے زینت بخشی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو با کمال خوبیاں اور معرفت عطا فرما کر تمام لوگوں کا امام بنایا، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحن میں موجود تھے، وہاں ایک خاتون تھی، قوم کے کسی آدمی نے اس کے بارے میں کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال بنو ہاشم میں ایسی ہے جیسے ریحان خوشبو کی مثال بدبو کے ساتھ ہے، ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبے اور بہترین صورت وسیرت، ٹھہراؤ، وقار اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے کمال اخلاق کا مشاہدہ کر چکا تھا، اس عورت نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے آسمانوں کو پیدا فرما کر اوپر والے آسمان کو منتخب فرمایا پھر اس میں اپنی جس مخلوق کو چاہا آباد فرمایا، پھر دوسری مخلوقات کو پیدا فرما کر ان میں سے بنی آدم کو چنا، پھر بنی آدم سے عربوں کو چنا، پھر عربوں سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر مجھے بنی ہاشم سے

منتخب فرمایا، لہذا میں سب لوگوں سے بہتر ہوں، پس جو شخص اہل عرب سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا اور جوان سے دشمنی رکھے گا میں اس سے دشمنی رکھوں گا۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب کی وجہ سے امت محمدیہ کا بھی انتخاب فرمایا، اور اپنی کتاب میں اس امت کی تعریف فرمائی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ جَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ} الحجّ ۷۸

ترجمہ: اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں (اپنے دین کے لئے) منتخب کرلیا ہے، اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر محترم کوئی ہستی نہیں، اور اللہ تعالی نے استغفار کے ذریعے اس امت کے گناہوں کو معاف فرمایا، اس امت کو پہلی امتوں کے گناہوں کی خبر دی، لیکن قیامت کے دن امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حالت میں آئے گی کہ کسی کو بھی اس امت کے گناہوں کا علم نہ ہوگا، نیز اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں پر اس امت کو گواہ بنایا اور اس کی دعا کو قبول فرمایا۔

اس امت کے انتخاب اور اعزاز کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شبِ قدر میں اللہ تعالی حضرت جبریل علیہ السلام کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیتے ہیں، ان کے پاس نور کا ایک جھنڈا ہوتا ہے، زمین پر اتر کر حضرت جبریل اپنے جھنڈے کو گاڑ دیتے ہیں، فرشتے اپنے جھنڈے چار مقامات پر گاڑتے ہیں: بیت اللہ پر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ مبارک پر، بیت المقدس اور کوہ طور پر، پھر جبریل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر پھیل جاؤ، چنانچہ وہ زمین پر پھیل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانون کے ہر کچے پکے گھر میں داخل ہوتے ہیں سوائے ایسے گھر کے جس میں کتا تصویر خنزیر اور زانی ناپاک حالت میں موجود ہو، فرشتے اللہ تعالی کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں، لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استغفار کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب فجر کا وقت ہوتا ہے تو وہ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، آسمانِ دنیا کے فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ آج امت محمدیہ کی شب قدر ہے، وہ پوچھتے ہیں اللہ تعالی نے

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ جبریل علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے نیک لوگوں کی بخشش فرما کر گنہگاروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرمادی، چنانچہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اکرام کی وجہ سے فرشتے بلند آواز سے اللہ تعالی کے شکر کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

پھر ساتویں آسمان تک ہر آسمان پر یہ آوازیں آتی ہیں، اس کے بعد آسمان اور سدرۃ المنتھی کے تمام فرشتے اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے جاتے ہیں، سدرۃ المنتھی فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ رات کے وقت تم کہاں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ رات امت محمدیہ کی شب قدر تھی، وہ پوچھتا ہے کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی حاجتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کی بخشش فرما کر گنہگاروں کے حق میں نیک لوگوں کی شفاعت کو قبول فرمالیا، پس سدرۃ المنتھی اللہ تعالی کی طرف سے امت کے اکرام اور مغفرت کی وجہ سے شکر کے طور پر بلند آواز سے تسبیح وتہلیل کرتا ہے، پھر جنۃ الماوٰی اس سے سوال کرتی ہے تو وہ اسے ساری بات بتادیتا ہے، یہ تسبیح مسلسل جاری رہتی ہے یہاں تک کہ عرش کے پاس پہنچ جاتی ہے، عرش ان سب سے پوچھتا ہے: اے میرے محبوب فرشتو! تم اپنی آوازیں کیوں بلند کررہے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی شب قدر ہے، عرش پوچھتا ہے: اللہ تعالی نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورتوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ ایک فرشتہ جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی بخشش فرما کر گنہگاروں کے حق میں نیک لوگوں کی شفاعت کو قبول فرمالیا ہے، اللہ تعالی ہر چیز جاننے سمجھنے کے باوجود عرش سے پوچھتے ہیں: اے عرش! تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی ہے؟

عرش جواب دیتا ہے، اے پروردگار! آپ خوب جاننے والے ہیں مجھ تک صبح کے وقت یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے نیک لوگوں کی بخشش فرما کر گنہگاروں کے حق میں ان کی شفاعت کو قبول فرمالیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اے عرش! تو نے سچ کہا، اے آسمانوں کی مخلوق! تم نے سچ کہا، بیشک آخرت کے گھر میں میرے محبوب کی امت کی وہ کرامت اور نیکیاں ظاہر ہونگی جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل پر ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا۔

(مشکاۃ المصابیح، الدرالمنثور)

اے امتِ محمد! ان نیکیوں پر خوش ہوجاؤ اور جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں دیگر تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے، منتخب فرما کر تمہارے اوپر برکتیں نازل فرمائی ہیں، تمہارے نبی کو زمین وآسمان کی مخلوق

میں سب سے زیادہ شرف والا بنایا ہے، کثرت سے ان کی محبت اور تذکرہ کرو اور ان پر درود وسلام بھیج کر اپنے لئے ذخیرہ کرلو، ساری مخلوق نے پروردگار کے ہاں آپ ﷺ کی فضیلت کی گواہی دی ہے، بیشک آپ ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

شهدت جميع الأنبياء بفضله ولأجل ختمهم أتو من قبله

وله لواء الحمد خصّ بحمله هذا الفخار فهل سمعت بمثله؟

واها لنشئته الكريمة واها

تمام انبیاء نے آپ ﷺ کی فضیلت کی گواہی دی ہے اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے وہ آپ ﷺ سے پہلے آئے، آپ ﷺ کو تعریف کا جھنڈا عطا ہوا اور اس کے اٹھانے کی خصوصیت ملی، کیا تم نے اس طرح کی بڑائی سنی ہے، کیا خوب ہے آپ ﷺ کی پرورش کیا خوب ہے۔

يا أمّة الهادي ومَن كمثالكم فجلال أحمد شاهد بكمالكم

وهو ستركم هو ذخركم لمآلكم صلّوا عليه وسلّموا فبذلكم

تُهدىٰ النّفوس لرُشدها وغِناها

اے ہادی ﷺ کی امت! تمہارے طرح کون ہے؟ احمد ﷺ کی بزرگی تمہارے کمال پر گواہ ہے، نیز نبی کریم ﷺ تمہارے لئے پردہ اور ذخیرہ ہیں، اسی لئے ان پر درود وسلام بھیجا کرو، اسی کے ذریعے دلوں کو ہدایت اور مالداری نصیب ہوتی ہے۔

ما في عباد الله مثل محمّد فمقامه المحمود يُعرفُ في غد

ولحوضه المورود أكرم مورد صلىٰ عليه الله غير مفنّد

وعليه من بركاته أنماها

اللہ کے بندوں میں محمد کی طرح کوئی نہیں، آپ ﷺ کے مقامِ محمود کا کل قیامت کے دن پتا چل جائے گا، اور آپ ﷺ کو جو حوض عطا کیا گیا ہے وہ اترنے کی باعزت جگہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نہ ختم ہونے والا درود وسلام نازل فرمائے اور اپنی برکتوں کا اضافہ فرمائے۔

فصل

جس شخص کو یہ بات معلوم ہو کہ آپ ﷺ کا نام مجتبیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منتخب فرما کر سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائی ہے اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے اعمال کی دعا کرے جن کی وجہ سے اس نے آپ ﷺ کو اپنا خاص بندہ بنایا ہے، نیز وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا وسیلہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا رہے تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کی طرف ہدایت کی توفیق مل جائے، جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں ان لوگوں کو منتخب کرتا ہے جو اپنی خواہشات کو چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ان کے دل میں نہیں ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سے محبت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ماسوا سے بے نیاز کر دیتے ہیں، خود ان کا حال یہ تھا کہ جب انہیں قلبی محبت حاصل ہوئی تو انہیں اللہ کے علاوہ کوئی اور محبوب نہ تھا اور انہوں نے اس کی مرضی پر اپنا تھوڑا سا مال بھی اپنے پاس روک کر نہ رکھا، اپنے مال واولاد کو رب کی مرضی پر قربان کر کے اپنے دامن کو مال سے خالی کر دیا، انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مالداری حاصل تھی، یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی بیٹی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام آیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ابوبکر کو اللہ تعالیٰ کا سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا تم اپنی غربت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! یہ جبریل تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کہہ رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کیا تم اس سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابوبکر نے روتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں، میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں، میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں، (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے)۔

اے اللہ کے بندو! تم بھی نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل اس محبوب ہستی سے راضی ہو جاؤ، اور اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتے ہوئے ان کا وسیلہ پکڑو کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے ٹوٹے پن کو جوڑ دے اور ان کی حرمت صدقے ہماری کمزوری کو قوت میں بدل دے، حضرت ابوبکر صدیق

سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کے محبوب تھے، نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت سے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکر کے بارے میں کچھ کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے سنانے کا حکم دیا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار سنائے:

اذا تذکّرت شجوا من أخی ثقة　　فاذکر أخاك أبابکر بما فعلا

جب تمہیں میرے با اعتماد ساتھی کا غم یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر کو ان کے کارنامے پر یاد کرو۔

خیر البریّة أتقاها و أعدلها　　بعد النبیّ و أوفاها بما حملا

جو نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر، تقوی اور عدالت میں بڑھے ہوئے ہیں اور جو ذمہ داری انہوں نے اٹھائی اسے پورا کرنے والے ہیں۔

الثانی التّالی المحمود مشهده　　و أوّل الناس حقا صدق الرّسلا

دوسرے نمبر پر ہیں اور آپ ﷺ کے پیچھے آنے والے ہیں اور ان کی حاضری کی تعریف کی گئی ہے، نیز لوگوں میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

و ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد　　طاف العدوّ به اذ صعد الجبل

بلند غار میں دو میں کے دوسرے تھے اور جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو دشمن ان کے پیچھے چکر لگانے لگا۔

و کان حبّ رسول الله، وقد علموا　　من البریّة لم یعدل به رجلا

صحابہ یہ جان چکے تھے کہ ابوبکر تمام مخلوق سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور ان کے مقابلے میں کوئی دوسرا آدمی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے یہاں تک خوشی کی وجہ سے آپ ﷺ کے سامنے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے، بسا اوقات اسی واقعہ کی وجہ سے آپ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف کیا کرتے تھے، بیشک وہ ہر تنگی اور تکلیف میں آپ ﷺ کے انیس تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کی بہترین صحبت اٹھائی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نبی کریم رﷺ نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا، اس وقت میرے پاس مال موجود تھا، میں نے دل میں کہا کہ نیک کاموں میں نے کبھی بھی ابوبکر سے سبقت نہیں کی لیکن آج میں ان پر سبقت حاصل کروں گا، چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا نصف مال لے کر حاضر ہوا، نبی کریم

ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ نصف مال چھوڑا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارا مال لے کر حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں اللہ اور اس کے رسول کو گھر والوں کے لئے چھوڑ کر آیا ہوں، میں نے کہا: اے ابوبکر! آج کے بعد میں تم سے کسی چیز میں کبھی بھی مقابلہ نہیں کروں گا؟

اے بھائی! جب تم نجات حاصل کرنے یا اللہ تعالی کا خاص بندہ بننے کا ارادہ کرو تو اپنے دل کو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی محبت سے آباد کرو، انہیں اپنے اور رب تعالی کے درمیان وسیلہ بناؤ، خاص طور پر مہاجرین میں سب سے زیادہ فضیلت والے، سب سے پہلے اسلام قبول کرنیوالے، رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بعد ہدایت کے اعتبار سے سب سے زیادہ محترم، آپ ﷺ کے بعد نیک لوگوں کے امام، سکون اور وقار کا خزانہ، مہاجرین وانصار کی نشانی، غم خوار و مہربان ساتھی اور غار میں رسول اللہ ﷺ کی غمخواری کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا کرو۔

حضرت عمر اپنی سرداری، فضیلت، اللہ تعالی کے خوف اور عدل وانصاف کے باوجود ایک دن رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب بصرہ شہر میں جمعہ کا خطبہ دیتے تو نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد حضرت عمر کی تعریف کرتے اور ان کے لئے دعا کیا کرتے تھے، ایک آدمی روایات میں جس کا نام مختلف آیا ہے کھڑا ہو کر کہنے لگا: آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھی ابوبکر کا نام کیوں نہیں لیتے؟ وہ مسلسل یہ بات دہراتا رہا، ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس آدمی کا واقعہ بیان کیا کہ دوران خطبہ کھڑا ہو کر باتیں کرتا ہے، حضرت عمر نے خط لکھ کر اس آدمی کو طلب فرمایا، جب وہ دربار میں پہنچا تو حضرت عمر نے اس کو ڈانٹا۔

اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! مجھے اپنے شہر سے بغیر کسی جرم اور خیانت کے نکالا گیا ہے، آپ نے کس وجہ سے مجھے اپنے شہر سے دور کیا ہے؟ حضرت عمر بہت دیر تک روتے رہے پھر شدت خوف کی وجہ سے اس آدمی کو کہا: کیا تم میرے اس گناہ کو معاف کرو گے؟ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالی آپ کے گناہ کو معاف فرما دے، اس کے بعد حضرت عمر نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری پر برانگیختہ کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ خطبہ کے دوران نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد آپ کا ذکر کرتے اور میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ ابوبکر کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ حضرت عمر بہت زیادہ روئے

اور پھر ارشاد فرمایا: تم بالکل صحیح کہتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اللہ کی قسم! ابوبکر کا ایک دن اور ایک رات قیامت تک عمر اور عمر کی اولاد کی پوری عمر سے بہتر ہے، پھر کہنے لگے: کیا میں تمہیں وہ رات نہ بتاؤں؟ میں نے کہا اے امیر المومنین ضرور بتائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غار ثور کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چل رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، میں آپ کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اندیشہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ ہر طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کروں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! غم نہ کر، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیوں کے کناروں پر چل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک سوجھ گئے تھے، حضرت ابوبکر نے یہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور مضبوطی سے پکڑ کر غار تک پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہونے لگے تو ابوبکر نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک کہ میں داخل نہ ہو جاؤں، اگر غار میں کوئی موذی چیز ہو تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مجھے تکلیف پہنچائے، چنانچہ انہوں نے پہلے اندر داخل ہو غار کو اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار کے اندر داخل ہونے کا کہا۔

غار میں سانپ کا سوراخ تھا، حضرت ابوبکر کو اندیشہ ہوا کہ کوئی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان نہ پہنچائے، چنانچہ انہوں نے اپنا قدم اس جگہ پر رکھ دیا، سانپ نے انہیں ڈسا جس کی وجہ سے ان کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، جب آنسو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی، حضرت ابوبکر نے ساری بات بتادی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کے پاؤں پر لگایا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً شفا عطا فرمائی، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا تھا ''اے ابوبکر! غم نہ کر، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ یہ ابوبکر کی رات تھی، اسی طرح ان کے دن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر کی ثابت قدمی کے واقعہ کو بیان فرمایا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اے عظیم اخلاق والے نبی سے محبت کرنے والو! نبی کریم ﷺ کے ساتھی سے محبت کرنا سیکھو، اور حضرت ابوبکر کی سچی محبت پرغور کرو کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے حبیب ﷺ کی رضامندی میں خودکو بیچ دیا تھا، کسی شاعر نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی مدح میں ایک عمدہ قصیدہ کہا ہے، جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

وکان قول رسول اللہ اذ وردوا لاتحزننّ أبابکر بما وردا

جب وہ غار پر آئے تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! جو کچھ پیش آیا اس پر غمگین نہ ہو۔

اللہ یألفنا ما زال ینصرنا من یحمد اللہ لم یخش العداۃ غدا

اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرتے ہیں اور مسلسل ہماری مدد کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے کل وہ دشمن سے نہیں ڈرے گا۔

فنام فی حجرۃ المختار لیلتہ وبات یرقبہ الصدّیق مجتھدا

رات کے وقت نبی مختار ابوبکر کی گود میں آرام کرنے لگے اور آپ ﷺ نے رات اس طرح بسر کی کہ ابوبکر صدیق کوشش سے پہرہ دے رہے تھے۔

وسدّ أجحار حیّات بعاقبہ فکلّما نھشتہ حیّۃ خمدا

سانپ کے بلوں کو ابوبکر نے اپنی ایڑھی سے بند کردیا، جب بھی ان سانپ ڈستا تو بجھ جاتے۔

حتی تألم بالسمّ الزّعاف بکیٰ فنبّہ الدمع خیر النّاس فارتعدا

یہاں تک کہ ابوبکر زہرِ قاتل کے الم سے رونے لگے اور ان کے آنسوؤں نے نبی کریم ﷺ کو متوجہ کیا اور آپ ﷺ بیدار ہو گئے۔

فقال مالك یا صدیق؟ قال لہ نھشتُ یا خیر من یمشی ومن ولدا

آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے صدیق! تمہیں کیا ہوا؟ صدیق نے بتایا کہ اے تمام لوگوں سے بہتر ذات! مجھے ڈسا گیا ہے۔

فمجّ من فیہ ریقا ثمّ مسّحہ فزال عنہ بحمد اللہ ما وجدا

آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے لعاب نکال کر ان پر لگایا تو اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا سے سارا درد ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الرؤوف'' اور ''الرحیم'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ} ۔التوبۃ ۱۲۸

ترجمہ: (لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

رؤوف اور رحیم اللہ تعالی کے نام بھی ہیں جو سب سے بڑھ کر مہربان ہیں، اس کا رحم بندوں پر انعام، امداد اور نعمتوں کی شکل میں ہے کیونکہ قلبی میلان اور دل کی نرمی (جو کہ بندوں کا خاصا ہے) اللہ تعالی کی ذات کے لئے محال ہے۔

رؤوف اور رحیم دونوں میں فرق ہے، کیونکہ رأفت رحمت سے خاص ہے، رحمت کا معنی ہے کسی کو نفع پہنچانا، کبھی اس میں رحم کرنے والے کو مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے اور کبھی مشقت اٹھائے بغیر رحم کرتا ہے، جبکہ رأفت کہتے ہیں بغیر مشقت کے کسی کو نفع پہنچانا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ} البقرۃ ۲۵۵

ترجمہ: جس کو نہ کبھی اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

{وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ} النور ۲

ترجمہ: ان پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آئے۔

اللہ تعالی ہم پر مہربان ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کو شمار کرنے پر ہم قادر نہیں اور اتنی مصیبتیں ہم سے دور فرمائی جن پر ہمیں صبر کی قدرت نہیں تھی، پھر اللہ تعالی نے انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں نعمتِ کاملہ بھیج کر جہانوں پر رحم کا معاملہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین

کی تائید فرمائی اور اسے مضبوط کیا، آپ ﷺ کو اپنی مخلوق میں فرمانبردار اور امین بنا کر مبعوث فرمایا، نیز رؤف ورحیم بنا کر تمام مخلوق کے سامنے آپ ﷺ کے مرتبے کو ظاہر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس جہان کی مخلوق پر آپ ﷺ کی رحمت مہربانی اور شفقت کو ظاہر فرمایا، آپ ﷺ کی رحمت وشفقت سب کے لئے عام ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے مشرق ومغرب والوں کو ہدایت بخشی۔

رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ امت کے لئے آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا آسان ہے، آپ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا اور عیوب پر پردہ پوشی فرمائی، غمزدہ لوگوں پر کشادگی فرمائی، گنہگاروں کے لئے استغفار کیا اور ظالموں کو معاف فرمایا، یہ سب باتیں ہم تفصیل سے آپ ﷺ کے اسم گرامی ''رحمۃ للعالمین'' کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔

آپ علیہ السلام کا وجود ہمارے لئے رحمت ہے، آپ ﷺ ہماری ہدایت پر حریص تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق میں دعائیں مانگتے تھے، اپنے رکوع وسجدے میں بھی ہم سے غافل نہ ہوتے تھے، تنگیوں میں بھی ہمیں یاد کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے نفع کی چیزیں مانگا کرتے تھے، جو بھی آیا آپ ﷺ نے اسے عطا فرمایا، جس نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست کی آپ ﷺ نے اس کی رہنمائی فرمائی۔ اگر کوئی غمزدہ آیا تو آپ ﷺ نے اسے تسلی دی، اگر کوئی مسکین آیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنا مال دیا، اچھے اخلاق اور بہترین ٹھکانے کے ذریعے اس کے لئے آسانی پیدا کی اور اس کی غمخواری فرمائی۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مازن خطامی حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خطامہ مقام سے قبیلہ طئی کا ایک فرد ہو، میں شوقین مزاج ہوں، شراب پیتا ہوں، عورتوں کا بھی شوقین ہوں، میرا سارا مال ختم ہو گیا اور حالت کچھ اچھی نہیں، (یعنی غلط کاریوں کی وجہ سے جوانی ضائع ہو چکی ہے) یہ کہہ آپ ﷺ کے دروازے پر کھڑا ہو کر رونے لگا اور پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے دعا فرمایئے، نبی کریم ﷺ نے شفقت ومہربانی کا معاملہ فرما کر اس کے لیئے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس کے حق میں آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرما کر اس کے غم کو دور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے چار لڑکیاں اور ایک نیک لڑکا عطا فرمایا جسے اکثر قرآن یاد تھا اور اس نے کئی حج بھی کئے، اس شخص کو یہ رحمت

اورکرامت اس ذات کے دروازے پر کھڑے ہونے سے ملی جس کا نام اللہ تعالی نے رؤوف ورحیم رکھا ہے۔ مازن خطامی نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے تھے:

الیك رسول اللہ ﷺ حنّت مطیّتی تجوب الفیافی من عُمان الی العرج

اے اللہ کے رسول! میرے سواری نے آپ کا قصد کیا ہے، جو عمان سے عرج تک صحراؤں کا چکر لگا رہی ہے

لتشفع لی یاخیر من وطیء الثّریٰ لیغفرلی ذنبی فأرجع بالفلج

اے زمین والوں میں سب سے بہترین ذات! تا کہ آپ ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے میری بخشش ہو اور میں کامیابی کی طرف لوٹ جاؤں۔

و کنت امرأ باللّھو والخمر مغرما شبابی حتیٰ قادنی اللہ للنھج

میں ایسا آدمی ہو جولہو ولعب اور شراب کی وجہ سے جوانی کھو چکا ہوں، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مجھے صحیح راستے کی طرف کھینچ لیا ہے۔

فیدلّنی بالخمر خوفا وخشیة وبالعنت احصانافحصّن لی فرجی

آپ ﷺ شراب سے خوف خشیت اور بدکاری سے پاکدامنی کی طرف میری رہنمائی کرتے ہیں، لہذا میرے لئے میری شرمگاہ کو عفیف اور پاکدامن بنا۔

اللہ کی مخلوق پر آپ ﷺ کی رحمت یہ بھی تھی کہ آپ لوگوں کو متنفر نہ کرتے اور نہ ان کے جاہلوں پر سختی کرتے بلکہ اپنے قول وفعل سے ان کے ساتھ احسان کا معاملہ فرماتے اور ان کی ہلاکت کے ڈر سے ان پر شفقت ورحمت کا معاملہ فرماتے۔

ابوامامہ فرماتے ہیں کہ ایک کم سن نوجوان جس پر شہوت کا غلبہ تھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے زنا کی اجازت دیجئے، اس نوجوان کا تعلق دیہاتی عربوں سے تھا، صحابہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے ڈانٹ کر روکنے لگے، نوجوان کو شرم آ گئی، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو، میں اس پر تم سے زیادہ مہربان ہوں، چنانچہ اس نوجوان کو اپنے قریب آنے کا حکم دیا، جب وہ مجلس کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا: اے نوجوان! کیا تو اپنی ماں کے لئے یہ بات پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں نہ میں پسند کرتا ہوں نہ لوگ اپنی ماؤں

کے بارے میں پسند کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ کیا تم اپنی بہن کے لئے پسند کرتے ہو؟ اس نے قسم کھا کر کہا کہ نہ میں پسند کرتا ہوں نہ لوگ پسند کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھوپی اور خالہ کے بارے میں پوچھا، اس نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم نہ میں پسند کرتا ہوں نہ لوگ پسند کرتے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برائی کی علت کو اس کے دل میں ڈالا، اور وہ نوجوان اپنی کسی قریبی رشتہ دار کے بارے میں اس عمل پر راضی نہ ہوا اور اس نے اس عمل کی برائی کا اعتراف کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پر رکھ کر یوں دعا فرمائی:

''اللهمّ اغفر ذنبه ،وطهّر قلبه ،وحصّن فرجه''

ترجمہ: اے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما، اس کے دل کو صاف فرما، اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ نوجوان نے اس واقعہ کے بعد ان برے اعمال کا کبھی ارتکاب نہیں کیا۔

(مسند احمد)

امت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں خوش کرتے اور ان سے تکلیفیں دور کرنے کے لئے عاجزی کے ساتھ اللہ تعالی سے دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس حال میں حاضر ہوئے ہیں کہ قحط اور پیاس کی شدت کی وجہ سے آواز نکالنے والا کوئی اونٹ باقی نہ بچا اور نہ ہی پکانے کیلئے کوئی چیز بچی ہے، پھر اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں درخواست کی:

أتيناك والعجماء تدمى لثاتها   وقد شغلت أمّ الصبيّ عن الطفل

ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے ہیں کہ اونٹنی کے ہونٹ خون سے رس رہے ہیں اور ماں اپنے بچے سے غافل ہو چکی ہے۔

وألقى بكفّيه الوليد استكانة   من الجوع ضعفا ما يمرّ وما يحلى

بھوک کی احتیاج اور کمزوری کی وجہ سے بچے نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں حالانکہ وہ اچھی بری کوئی بات نہیں کرتا۔

ولاشیء مما یأکل الناس عندنا سوی الحنظل العامی، واثالفی محل

ہمارے پاس لوگ حنظل کے علاوہ کچھ نہیں کھاتے، اپنے گھروں میں ہماری یہی خوراک ہے۔

ولیس لنا الا الیك فرارنا وأین فرار النّاس الا الی الرّسل؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ ہمارے پاس بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں، اور لوگ رسول کے علاوہ بھاگ کر کہاں جاسکتے ہیں؟

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی عاجزانہ فریادسنی تو جلدی اپنی چادر کھینچتے ہوئے منبر پر چڑھے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی:

''اللھمّ اسقنا غیثا مغیثا، مریئا ربیعا، واسعا عامّا، طبقانا فعا، غیر ضار، عاجلا غیر رائث، تملأبه الضرع، وتنبت به الزّرع، وتحیی به الأرض بعد موتها

ترجمہ: ''اے اللہ، ہم پر سیراب کرنے والے بارش نازل فرما، موسم بہار والی خوشگوار بارش، جو سب پر عمومی طور پر برسے، تہہ بہ تہہ ہو، نفع پہنچانے والی ہو، نقصان نہ پہچائے بغیر تاخیر کے جلدی نازل فرمایئے جس کے ذریعے تھن بھر جائیں اور اور کھیتیاں اگ جائیں اور مردہ زمین اس کے ذریعے زندہ ہوجائے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ ابھی سینہ مبارک پر نہیں رکھے تھے کہ آسمان سے بارش برسنا شروع ہوگئی۔

شہری اور دیہاتی سب چیختے ہوئے آئے اور کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! سب کچھ پانی میں ڈوب گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یوں دعا فرمائی:

اللھمّ حوالینا ولا علینا۔

ترجمہ: ''اے اللہ، ہمارے اردگرد برسایئے ہمارے اوپر نہ برسایئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کی وجہ سے فوراً بادل چھٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا کی قبولیت اور امت پر اللہ تعالی کی رحمت کی وجہ سے خوش ہوگئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوطالب نے کتنا اچھا شعر کہا تھا اگر وہ زندہ ہوتے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی، کون اس کو شعر پڑھے گا؟ حضرت علی رضی

اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد ابوطالب کا یہ شعر ہے:

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للأرامل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے روشن چہرے والے ہیں جن کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کی فریادرسی اور بیواؤں کا سہارا ہیں۔

یطوف به الهلاك من آل هاشم فهم عنده فی نعمة وفواضل

آل ہاشم کے خستہ حال لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور ان کے پاس نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی تصدیق فرمائی۔ (البدایۃ والنھایہ، کنز العمال)

کسی محبت کرنے والے کا قول ہے کہ ابوطالب کو صرف بنو ہاشم کی ہلاکت کا علم ہوا تھا، انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ تمام لوگوں پر ہلاکتوں کی گردش ہوگی اور سب کو پناہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ملے گی۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رؤوف اور رحیم رکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اس نے اپنے نام سے نکالا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی مخلوق پر شفقت اور رحمت کی مقدار پہچان کر اس کے بندوں کو خوش کر دے، بیشک خیر ساری کی ساری دلوں کے جوڑنے میں ہے، اس سے اللہ تعالی کا قرب حاصل ہوتا ہے، لہذا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو اپناؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی پیروی اور مشابہت اختیار کرو، ان کے عیوب ظاہر نہ کرو، خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق کے بعد عدل وانصاف کے پیکر، ظلم اور بے راہ روی کو ختم کرنے والے، ہر جگہ حق بات کھل کر کہنے والے اور ابوبکر کے بعد تمام مخلوق سے بہتر، یتیموں اور بیواؤں کا ماویٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا ثمرہ، جن کے ذریعہ اللہ تعالی نے اسلام کو عزت عطا فرمائی، سنت پر مر مٹنے والے، جنتی لوگوں کے چراغ، جنہیں درستگی عطا کی گئی تھی، یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اخلاق کو اپناؤ۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شفقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ تاجروں کی ایک جماعت نے آکر نماز کی جگہ پر قیام کیا تو حضرت عمر نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کیا ہم رات کے وقت ان کی حفاظت کرتے ہیں، فرماتے ہیں ہم رات کو چوکیداری کرتے رہے اور نماز بھی پڑھتے رہے، اس دوران حضرت عمر نے بچے

کے رونے کی آواز سنی ، انہوں نے بچے کی ماں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے بچے کے ساتھ اچھا سلوک کرو، پھر واپس آکر اپنی جگہ پر نماز پڑھنے لگے ،رات کے آخری پہر میں بچہ دوبارہ رویا تو حضرت عمر نے اس کی ماں سے ارشاد فرمایا: تیرا ناس ہو، میرے خیال میں تم بری ماں ہو، میں نے تمہارے بچے کو رات بھر بے سکونی کی حالت میں دیکھا؟ اس عورت نے جواب دیا: اے اللہ کے بندے ! میں اسے دودھ چھڑانا چاہتی ہوں جس کی وجہ سے یہ رو رہا ہے، حضرت عمر نے دودھ چھڑانے کی وجہ پوچھی تو عورت نے جواب دیا کہ عمر وظیفہ دودھ چھوڑنے والے بچے کو دیتے ہیں ،حضرت عمر نے پوچھا: اس کی عمر کیا ہے ؟ اس عورت نے بتایا کہ اتنے مہینے ۔حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، پھر صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے آپ قراءت کے دوران بہت زیادہ روتے رہے، سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر نے ارشاد فرمایا: ہلاکت ہو عمر کے لئے ! اس نے مسلمانوں کے کتنے بچوں کو قتل کیا ہے؟ پھر منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہر مسلمان بچے کے لئے ہم وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رحمت اور شفقت کے بارے میں حضرت علی نے بھی ایک بات نقل کی ہے کہ ایک دن میری ان سے ملاقات ہوئی، میں نے پوچھا: اے امیر المومنین کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمانے لگے: کہ صدقہ کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں، میں نے کہا: آپ نے بعد میں آنے والوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے، حضرت عمر نے جواب دیا: اے ابو الحسن ! مجھ سے اس بارے میں بات نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے اگر فرات کے کنارے پر بکری کا ایک بچہ مر گیا تو قیامت کے دن اس کے بدلے میں عمر کا مواخذہ ہوگا، اور اس حکمران کا کوئی احترام نہیں جو مسلمانوں کے حقوق ضائع کر دے، یہ اللہ تعالی کے شعائر کے بارے میں آپ کا خوف ، اتباع اور تعظیم کا معاملہ تھا، اس طرح انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ رکھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر اپنے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے کہ حضرت علی نے حاضر ہو کر یوں کہا کہ مجھے اس کپڑے میں لپٹے ہوئے آدمی کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ، پھر کہنے لگے : اے ابن خطاب ! اللہ آپ پر رحم فرمائے ، یقینا آپ اللہ تعالی کی ذات کو خوب جاننے والے ہیں اور آپ کے دل میں اس کی محبت بہت زیادہ ہے، اگر چہ آپ لوگوں کے معاملے میں اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں لیکن اللہ کے

معاملے میں لوگوں سے نہیں ڈرتے، آپ حق بات میں سخی اور غلط بات میں بخیل ہیں، دنیا سے خالی اور آخرت کا بہت حصہ لینے والے ہیں، نہ کسی میں عیب نکالتے ہیں نہ کسی کی تعریف کرتے ہیں، آپ بہت بڑی صفات کے مالک اور سابقین اولین میں سے ہیں۔

ثمّ الامام أبو حفص فانّ له فضلا کبیرا و فعلاً ظاهرا و یدا

پھر امام ابو حفص ہیں انہیں بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور ان کے ہاتھوں کے کارنامے ظاہر ہیں۔

من قام بالسیف یوم الدار عن حنق لا یعبد الله سرّا بعدها أبدا

جو ایک دن غصے سے تلوار لیکر بیت اللہ میں کھڑے ہوگئے، [اور کہا] آج کے بعد کبھی بھی چھپ کر اللہ تعالی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

فحقّق الله ما قد قاله عمر و جرّد السّیف تهدیدا بعدها لمن جحدا

اللہ تعالی نے حضرت عمر کی بات کو سچا کر دیا اور جس نے انکار کیا حضرت عمر نے اسے ڈراتے ہوئے تلوار کو ننگا کر دیا۔

اے لوگو! تم اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق پر شفقت و رحمت کا معاملہ کرو، ان اخلاق اور اعمال کی پیروی کرو، اور اچھے اخلاق سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرو، اپنے بھائیوں کیلئے آسانی پیدا کر کرو، اللہ تعالی تمہارے رزق میں وسعت دے گا، دل کی سختی سے بچو، بیشک یہ تمہیں تمہاری امیدوں سے دور کر دے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ کیا تم رحمن کے پڑوس میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنت فردوس میں رہنا چاہتے ہو؟ کون سا عمل تم نے کیا ہے؟ کون سی شہوت کو تم نے چھوڑا ہے؟ کون سے غصے کو تم نے پیا ہے؟ کتنی قطعی رحمیوں کو جوڑا ہے اور اپنے بھائی کی کتنی غلطیوں کو معاف کیا ہے، کتنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے لئے چھوڑا ہے، اور کتنے دور والوں کو اللہ کے قریب کیا ہے، کتنے مظلوموں پر شفقت کی ہے، پریشان حال اور تنگدست کی کون سی پریشانی اور تنگی دور کی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو بکرے کا سر ہدیے میں ملا، اس نے کہا: میرا فلاں بھائی مجھ سے زیادہ حق دار اور محتاج ہے، چنانچہ اس نے وہ سر اپنے بھائی کی طرف بھیج دیا، جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ میرا فلاں بھائی مجھ سے زیادہ حق دار اور محتاج ہے، اسی طرح

ایک کے بعد دوسرے کے پاس سرجا تا رہا یہاں تک کہ سات ہاتھوں میں چکر کاٹنے کے بعد وہ سب سے پہلے آدمی کے پاس واپس لوٹ آیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے بھائی کے لئے ازار بند کو دوحصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

شفقت اور رحمت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تم دوسروں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو جس طرح کہ اپنی ذات کے ساتھ کرتے ہو۔

یہ رؤوف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن غسل کرنے لئے کنویں پر تشریف لے گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، میں نے کپڑے ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پردہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا تو میں بھی غسل کرنے بیٹھ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کریمہ کی وجہ سے کپڑا پکڑ کر مجھ پر پردہ کرنے لئے کھڑے ہو گئے، میں نے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایسا نہ کیجئے، حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے غسل کرنے تک مسلسل کپڑے سے پردہ کیے رکھا، پھر ارشاد فرمایا:

''ما اصطحب اثنان قطُّ الاکان أحبّهما لِلّٰہِ أرفقهما بصاحبه''

ترجمہ: جب بھی دو آدمی ایک دوسرے کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو اللہ کو دونوں میں اپنے ساتھی پر نرمی کرنے والا اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اگر چہ ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں اور نیک اعمال کی توفیق سے خالی ہیں لیکن ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان معزز ہستیوں، روشن ائمہ اور خاص انبیاء کی حرمت کے ذریعے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو رحمت کا مسکن بنادے اور ہمارے دلوں کی سختی کو ختم فرمادے، دنیا و آخرت میں اپنے مقصود تک پہنچادے، ہم اپنے قول اور زبانِ حال سے یہ کہتے ہیں:

بمثلهم وبأمثالهم سبقوا　　　نرجو النّجاة اذا صرنالما وصلوا

ان جیسوں کی وجہ سے انہوں نے سبقت کی، ہم نجات کی امید رکھتے ہیں جب اس طرف چلیں جہاں وہ پہنچے ہیں۔

وکلّ ذی قدم منهم سینزلنا　　بجودة حیث ما حلّوا و ما نزلوا

ان میں ہر قدم والا عنقریب ہمیں اپنے سخاوت کے ساتھ وہاں اتارے گا جہاں پر لوگ نہیں اترے اور انہوں نے وہاں قیام کیا ہے۔

کم من غریق ذنوب مذهبه　　فأمّنوا روعه جودا و ما بخلوا

کتنے گناہوں میں غرق ہونے والے ہیں جن پر مذہب تنگ ہو گیا تھا پھر صحابہ کرام نے انہیں خوف سے امن دیا اور بخل سے کام نہیں لیا۔

هم الکرام اذا ما جئت مفتقرا　　هم الحماة اذا أودت بك العلل

وہ سخی لوگ ہیں جب تم ان کی طرف محتاج بن کر آؤ، وہ حمایتی ہوں گے جب تمہیں کوئی بیماری لاحق ہو۔

فنحن فی ظلّهم راجون فضلهم　　کذا الکرام اذا ما أمّلوا فعلوا

ہم ان کے سائے میں ان کی فضیلت کی امید رکھتے ہیں، شریف آدمی اسی طرح جو ارادہ کرتے ہیں کر گذرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کا نفع عطا فرمائے اور ان کی برکت ہم پر بار بار لوٹائے، ان کے راستے پر زندہ رکھے اور انہی کے دین پر موت عطا فرمائے، اور انہی کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے، اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر، اور حق تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف وہیبت اور عظمت میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الکریم'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے نکالا ہے، اس کا معنی ہے بہت زیادہ بھلائی کرنے والا، یا بندوں پر فضیلت حاصل کرنے والا اور ان سے درگذر کرنے والا۔

الکریم اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور یہ بھی اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمارے لئے عظیم نبی مبعوث فرما کر اپنی کتاب میں ان کا نام الکریم رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ} الحاقة ۴۰

ترجمہ: یہ (قرآن) ایک معزز پیغام لانے والے کا کلام ہے۔

کریم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''أنا أكرمُ ولدِ آدم على اللّٰهِ''

ترجمہ: ''میں اللہ کے نزدیک آدم کے بیٹوں میں سب سے زیادہ کرم والا ہوں''

کریم کے معنی میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اس کی آسمانی وزمینی مخلوق کی نظر میں باعزت ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے براق سے کہا تھا کہ اللہ کی نظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی کریم ذات تم پر سوار نہیں ہوئی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی بلندیوں پر انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے ملاقات فرمائی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے اور کرامت کا مشاہدہ کیا تو جبریل سے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے بتایا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں کریم اور سب سے آخری نبی ہیں، انہوں نے پھر سوال کیا کہ کیا انہیں رسالت دیدی گئی ہے؟ جبریل نے کہا جی ہاں، انبیاء نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے بعد میں آنے والے بھائی کو زندہ رکھیں، وہ ہمارے اچھے بھائی اور جانشین ہیں، پھر انہوں نے ان صفات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معراج کی رات تمام انبیائے کرام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ان الفاظ میں بیان فرمائی:

''الحمدلله الذی أرسلنی رحمة للعالمین ،وکافّة للنّاس بشیرا و نذیرا ،وأنزل علیّ الفرقان فیه تبیان کل شیء ،وجعل أمّتی خیرأمّة أُخرجت للنّاس ،وشرح لی صدری ،ووضع عنی وزری ،ورفع لی ذکری ،وجعلنی فاتحاوخاتما

ترجمہ:''تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے، اور مجھ پر وہ قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے، اور میری امت کو سب سے بہترین امت بنایا ہے جسے لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالا گیا ہے، اور میرے سینے کو کھول دیا ہے، اور میرے بوجھ کو ہلکا کیا ہے، میرے ذکر کو بلند کر دیا ہے، اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا ہے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انبیائے کرام سے فرمایا کہ اسی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم سب پر فضیلت دی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الکریم'' کے معنی میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ کریم وہ ذات ہے جو اپنی ذات وصفات اور افعال میں عجیب وغریب حسن کی مالک ہو، کیونکہ اچھے کپڑے کو ''ثوب کریم'' کہا جاتا ہے، یقینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام خوبیوں اور صفات کمال کو جمع کرنے والے ہیں، مکارم اخلاق اور اچھی عادت کو مکمل کرنے والے ہیں، یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حسین صورت میں کامل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء متناسب تھے، اور عجیب وغریب حسن کے مالک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک گول تھا، چمکدار رنگ تھا، پیشانی کشادہ تھی، ڈاڑھی گنی تھی، کندھے بڑے تھے، میانہ قد تھے، نہ زیادہ لمبے اور نہ ہی پستہ قد تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے تو ایسے لگتے جیسے بجلی چمک رہی ہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو دندانِ مبارک سے نور نکلتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک شمس وقمر کی طرح روشن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار پر گویا سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ بارونق اور حسن وجمال کا پیکر تھا، اللہ تعالیٰ نے انسان اور دیگر مخلوقات میں کسی کو ایسا پیدا نہیں کیا جو ذات وصفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر باکمال، حسین اور بارونق ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صورت میں سب پر فائق تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم پاک ہوتا تھا، بہت عمدہ

خوشبوٗ والے تھے اور گندگی سے دور رہا کرتے تھے، آپ ﷺ کی خوشبو مشک اور عنبر سے بھی اچھی ہوتی تھی، مصافحہ کرنے والا پورا دن خوشبو محسوس کرتا تھا، جب آپ ﷺ کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو بچوں کے درمیان خوشبو کی وجہ سے پہچان لیا جاتا تھا، آپ ﷺ بڑے کریم تھے، کمالِ عقل، ذہین اور قوی حواس کے مالک تھے، آپ ﷺ کی زبان فصیح تھی، آپ ﷺ اعتدال سے چلتے تھے، آپ ﷺ اچھی عادات کے مالک تھے، آپ ﷺ کی جائے پیدائش اور شہر شرافت و کرامت والا ہے، آپ ﷺ کا نسب شرف والا ہے، آپ ﷺ کی بنیاد ہی طہارت پر تھی، اور آپ ﷺ کا قبیلہ بھی معزز تھا، آپ ﷺ ہر اچھی عادت اور عظیم اخلاق کے مالک تھے، لہذا آپ ﷺ اس بات کے لائق تھے کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کا نام کریم رکھے، اور آپ ﷺ پر فضل و انعام کا معاملہ فرمائے۔

آپ ﷺ کے اسم گرامی ''الکریم'' کے معنی میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس کا معنی ''خیر کثیر'' ہو کیونکہ آپ ﷺ بھلائی کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے اور چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سخاوت میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں کرتے تھے جب جبریل سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوتی تھی، آپ ﷺ رمضان کی ہر رات جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ سے جبریل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو تیز ہوا سے بھی آپ ﷺ کی سخاوت زیادہ ہو جاتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو چیز بھی مانگی اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان ساری بکریاں دیدیں، وہ اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا: اے قوم! اسلام قبول کرو، بیشک محمد ﷺ اس شخص کی طرح نوازتے ہیں جس کو فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں ہوتا، بعثت سے پہلے اور بعد کی زندگی میں آپ ﷺ ان صفات اور افعال کے مالک تھے

فوجہ محمدٌ شمس　　　　ومال محمد عرس

محمد ﷺ کا چہرہ مبارک سورج تھا اور آپ ﷺ کا مال لوگوں پر خرچ ہوتا تھا۔

و کفّاہ تجودان بما لا تأمل النفس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں وہ سخاوت کرتی تھی جس کا کسی نفس نے ارادہ نہیں کیا۔

فما فی جودہ منّ ولا فی بذلہ حبس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت میں کوئی احسان نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خرچ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

ویشھد لی علی ما قل تُ فیہ الجنّ والانس

میری اس بات پر انسان اور جن گواہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و کرم، اللہ پر اعتماد اور اس کے ساتھ قلبی تعلق کی وجہ سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلیل پکڑتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کچھ بھی روک کر نہ رکھتے بلکہ ایسا نوازتے کہ مالداروں کو بھی عطا فرماتے اور بڑے خاص لوگوں پر احسان کا معاملہ فرماتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف اور حنین کے معرکے میں تشریف لے گئے تو صفوان بن امیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، وہ اونٹوں اور بکریوں سے بھری ایک وادی کی طرف مسلسل دیکھنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر پوچھا: اے صفوان! کیا تمہیں یہ منظر اچھا لگتا ہے؟ صفوان نے جواب میں کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب بکریاں تمہاری ہیں، صفوان نے کہا کہ اس جیسی عطا کریم نبی کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا، چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کسی محبت کرنے والے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

أفلت نجوم المکرمات ونجمہ للطّالبین تراہ لیس بآفل

کرم کے ستارے غروب ہو چکے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستارے کو مانگنے والوں کے لئے تو غروب ہوتا ہوا نہیں دیکھے گا۔

وتریٰ لہ بالواصلین صبابۃ کصبابۃ الصّبّ المحبّ الواصل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والوں کا تم ایسا عشق دیکھو گے جیسے محبت کرنے والے اور ملنے والے کا عشق ہوتا ہے۔

واذا الرّجال تصرّفت أھواؤھا فھواہ رحمۃ سائل أو آمل

لوگوں کی خواہشات بدلتی رہتی ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش سائل اور امیدوار کے لئے رحمت

ہے۔

وتخال من فرط السّخاء بنانه حبّ السّماء تقول هل من سائل؟

تو بہت زیادہ سخاوت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کو آسمان کے دانے تصور کرو گے جو کہیں کہ کیا ہے کوئی مانگنے والا؟

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نبی الرّاحہ'' کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو ذکر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کو ہم پر بار بار لوٹائیں، بیشک آپ مہربان، رحیم، سخی اور کریم ذات ہیں، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

یاسیّد الخلق مالی من ألوذبه سواك عند حلول الحادث العمم

اے تمام مخلوق کے سردار! میرے پاس وہ توشہ نہیں ہے جس کے ذریعے میں پریشانی کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاوہ کسی کے پاس پناہ لوں۔

ولن یضیق رسول الله جاهك بی اذا الکریم تجلّی باسم منتقم

اے اللہ کے رسول! ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ میری وجہ سے کم نہیں ہوگا کیونکہ کریم ذات انتقام سے بلند ہوتی ہے۔

فانّ من جودك الدّنیا وضرّتها ومن علومك علم اللّوح والقلم۔

بیشک دنیا اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت ہے اور لوح وقلم کے علوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ''الکریم'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نام رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے، اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ بخل نہ کرے، جب بیمار ہو تو عطایا کے ذریعے اپنے نفس کا علاج کرے اور مصیبتیں دور کرے، نیز ہر قت جود وکرم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کی مشابہت اختیار کرے، اپنے نفس کا علاج کرے اور اسے بخل سے بچائے، بیشک بخل لوگوں کو ہلاک کرتا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔

نیز تہجد میں اللہ تعالیٰ کو پکارنے والے، کثرت سے استغفار کرنے والے، جہنم کو یاد کر کے کثرت سے آنسو بہانے والے، سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت پانے والے، ایمان کی ذمہ داری

کو پورا کرنے والے، خفیہ اعلانیہ خرچ کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب یعنی امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یاد کرو کہ ان کے اخلاق، اقتداء، اتباع اور حیا اور عطا کیسی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بارش رک گئی، لوگ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آسمان سے بارش رک گئی ہے اور کھیتیوں نے غلہ دینا بند کر دیا ہے، لوگ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں، حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا: تم سب چلے جاؤ، اللہ رحم فرما کر تمہارے جانے سے پہلے مصیبت دور کر دے گا، ابن عباس فرماتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد شام سے ایک قافلہ آیا، جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ قافلہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہے تو لوگ ان کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت عثمان نے باہر نکل کر آنے کا مقصد پوچھا: انہوں نے جواب دیا کہ قحط کا زمانہ ہے، آسمان سے بارش رک گئی ہے اور لوگ تنگی میں ہیں، آپ کی طرف اناج آیا ہے اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تا کہ فقراء کے لئے آسانی پیدا ہو جائے، حضرت عثمان نے فرمایا کہ اندر آ کر خریدو، تاجر اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمان نے پوچھا اے تاجروں کی جماعت! تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دس پر بارہ درہم دیں گے، حضرت عثمان نے فرمایا: کیا کوئی مجھے اس سے زیادہ نفع دے گا؟، انہوں نے کہا ہم دس درہم پر چودہ درہم دیں گے، حضرت عثمان نے پوچھا کہ کوئی مجھے اس سے زیادہ نفع دے گا، تاجروں نے کہا اے ابوعمر، مدینہ میں ہمارے علاوہ کوئی اور تاجر موجود نہیں، حضرت عثمان فرمانے لگے اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے میں دس دے رہے ہیں، کیا تم اتنا زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا میں اس پورے غلّے کو فقراء پر صدقہ کرتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رات میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار نور کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں میں نور کے جوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں نور کی ایک چھڑی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی میں تشریف لے جا رہے ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سننے کا بہت زیادہ شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی میں کہاں جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن عباس! عثمان نے صدقہ کیا ہے، اور اللہ جل شانہ نے اس صدقے کو قبول کر کے اس کے بدلے جنت کی ایک دلہن سے نکاح کروا دیا ہے، ہمیں ان کے ولیمے میں بلایا گیا ہے۔

تم بھی ان معزز ہستیوں سے سخاوت سیکھواوران کے اخلاق اپناؤ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کی سخاوت بیان کرتے ہوئے ارشادفرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے حجرے میں تشریف لائے تو گوشت کی خوشبوسونگھی، آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: اے عائشہ! یہ کہاں سے آیا، حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ عثمان کے پاس ہماری بھوک کی خبر پہنچی توانہوں ایک اونٹ پر گندم اوردوسرے اونٹ پر کھجوراورایک بکری بھیجی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میرادل چاہتا ہے کہ اسے میری تمام ازواجِ مطہرات میں تقسیم کردو، حضرت عائشہ نے جواباعرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کوحق دیکر بھیجا ہے، انہوں نے آپ ﷺ کی ہرزوجہ کے پاس اتناسامان بھیجا ہے جوہمارے پاس آیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے یہاں تک آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظرآنے لگی اوردعافرمائی:

کم من کربةٍ نفّسهااللّٰه عنّابعثمان. اللّٰهمّ ارض عن عثمان . اللّٰهمّ وسّع علیٰ عثمان اللّٰهمّ لاتنسِ هذااليوم لعثمان۔

ترجمہ: ''کتنی مصیبتوں کواللہ تعالی نے عثمان کی وجہ سے ہم سے دورکیا، اے اللہ! عثمان سے راضی ہوجا، اے اللہ! عثمان پروسعت فرما، اے اللہ! عثمان کے اس دن کوفراموش نہ فرمانا''۔(کنزالعمال، البدایہ والنہایہ)

واذکرفضائل ذی النّورین سیّدنا عثمان صهررسول اللہ معتقدا

ہمارے سردارعثمان ذی النورین کے فضائل کواعتقادکے ساتھ بیان فرما۔

من أنفق المال فی الرحمن مجتهدا زعلیٰ الجیوش وفادی الأهل والولد

جس نے رحمن کی رضاکے لئے لشکروں پرمحنت کرتے ہوئے مال خرچ کیااوراپنی اہل واولادکا فدیہ دیا۔

اے بھائی! تم اس وقت تک کریم نہیں بن سکتے جب تک اپنے مال سے بھائی کے ساتھ خیرخواہی نہ کرواوراپنی دنیاکواس پرترجیح نہ دینے لگو، ایک آدمی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا: میں چاہتاہوں کہ اللہ کی رضاکیلئے آپ کے ساتھ بھائی چارہ قائم کروں، حضرت ابوہریرہ نے پوچھا: کیاتم جانتے ہوکہ اخوت کیاہے؟ اس نے جواب میں کہامجھے اخوت کی پہچان کرادیجئے، حضرت ابوہریرہ

نے فرمایا کہ اپنی دنیا اور دراہم کو اس آدمی پر ترجیح مت دو جس سے تم بھائی چارہ قائم کرتے ہو، اس نے کہا میں کبھی بھی اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا، حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔

محبین کی آخری درجہ کی سخاوت یہ ہے کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تعریف فرمائی ہے، بسا اوقات وہ خفیہ طور پر ان کی عدم موجودگی میں انہیں مال دیتے ہیں کیونکہ مال ان کے دل میں نہیں ہوتا، وہ مسکین لوگوں کے امین ہوتے ہیں اور امانت دار خزانچی کی طرح مال میں تصرف کرتے ہیں۔

فتح موصلی کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے، انہوں نے دوست کی بیوی کو حکم دیا کہ فلاں صندوق نکالو، اس نے وہ صندوق کھولا تو انہوں نے اپنی ضرورت کا سامان لے لیا، جب وہ واپس آئے تو باندی نے انہیں قصہ سنایا، انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچ کہتی ہو تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہو، اور یہ اپنے بھائی کے اس عمل پر خوشی کی وجہ سے تھا۔

حضرت ابو سلیمان زارانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں ساری دنیا اپنے کسی ایک بھائی کو دیدوں تو میں نے اپنے مومن بھائی کے ایک حق میں کوتاہی کی، اس کے باقی حقوق کا کیا بنے گا؟ یہ محبت کرنے والوں کا کرم تھا، ان جیسے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ اور یہ ان کا راستہ تھا اس پر چلنے والے کہاں ہیں؟ یہ سخاوت کرنے والوں کی زندگی تھی ان کو پانے والے کہاں ہیں بیشک گھر ان سے خالی ہو چکے ہیں، لہٰذا تم ان کی محبت اور ذکر سے گھروں کو آباد کرو۔

منازل سادات ومثوی أئمّة ۔۔۔ عزیز علینا أن نلاقی لھم مثلا

سادات کے گھر اور ائمہ کا ٹھکانا ہیں، ہمیں مشکل سے ہی ان جیسا ملے گا۔

تلقاھم الرّحمن بالفضل والمُنیٰ ۔۔۔ وحیّتھم الأملاك أھلا بکم سھلا

ژان سے رحمن بھی فضل، شوق اور آرزو سے ملے گا اور فرشتے بھی اھلا وسھلا کہیں گے۔

ھم جاھدوا فی اللہ حقّ جھادہ ۔۔۔ وھم أحسنوا قولا وقد أحسنوا فعلا

انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کا حق ادا کر دیا، انہوں نے ہر اچھا قول و فعل سرانجام دیا۔

أعد ذکرھم واستمل بعض حدیثھم ۔۔۔ تجد خبرا یملی وحسن ثنا یُتلیٰ

بار بار ان کا ذکر دہراؤ اور ان کی بعض باتوں کو لکھو، تم ایسی خبر پاؤ گے جسے لکھا گیا ہے اور ایسی

بہترین تعریف جو کہی گئی ہے۔

وحقّ اعتقادی فیهم و محبّتی وقربی لهم شیخا وعهدی لهم طفلا

مجھے ان سے سچا اعتقاد اور محبت ہے، میرا بڑھاپے اور بچپن میں ان کے ساتھ قریبی تعلق ہے۔

لقد علمت نفسی بهم حرقة الأسیٰ نعم وجریٰ دمعی علیٰ فقدهم سجلا

میں ان کی جدائی پر بہت اداس ہوں، جی ہاں، اور ان کے چلے جانے سے بہت زیادہ آنسو بہاتا ہوں۔

فکم من مهمّات الأمور توجّهت لدیٰ بابهم عقدا فکانوا الها حلا

کتنے ہی اہم کاموں کی گرہ لے کر میں ان کے دروازے پر گیا تو انہوں نے وہ حل کر دیئے۔

وکم هبة أعطوا وکم حاجة قضوا وکم مشکل قد أوضحو بعدما أولیٰ

انہوں نے کتنے عطیات دیئے اور کتنی ضرورتیں پوری کی ہیں؟ اور کتنی مشکلوں کو انہوں نے ڈھیل دینے کے بعد واضح کیا۔

فمن نال من هذا وهذا تعارفا فلا غرو أن یرجو الأصحابه وصلا

اور جو شخص بھی ادھر ادھر سے تعارف حاصل کرے تو کوئی دھوکے کہ بات نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے ملنا چاہتا ہے۔

إذا القوم لا یشقیٰ جلیسهم ولا یخاف نزیل حلّ یوما بهم حلّا

وہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں ہوتا اور جو ایک دن بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائے وہ خوف زدہ نہیں ہوتا۔

علیهم من الرّحمن أزکیٰ تحیّة تلازمهم طرّا وترضیهم کلا

ان پر رحمن کی طرف سے پاکیزہ ترین سلام ہو، تم ان کو ہمیشہ لازم پکڑ لو اور ہمیشہ ان سب سے راضی رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الخبیر'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

خبیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالی نے اس نام کو اپنے نام سے نکالا ہے، حق تعالی کا ارشاد ہے:

{الرّحمنُ فاسئَل بِهِ خَبِیرا} ۵۹

ترجمہ: وہ رحمن ہے، اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھو۔

قاضی ابوبکر بن علاء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں پوچھنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو دیا گیا ہے اور جس سے پوچھا جائے اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الخبیر ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے دیئے ہوئے بلند مرتبہ علم و معرفت سے باخبر اور اپنی امت کو اللہ تعالی کی بتائی ہوئی باتیں بتانے والے ہیں۔

خبیر اللہ تعالی کا نام بھی ہے جس کا معنی ہے خفیہ امور اور بھیدوں کو جاننے والا، کلی اور جزوی ہر قسم کی باتوں کا ادراک کرنے والا، جس پر زمین و آسمان میں کوئی چیز مخفی نہ ہو، سینے کے رازوں سے باخبر، تدبیر کرنے والا، قدرت والا، سننے اور دیکھنے والا، اپنی پیدا کی ہوئی ساری مخلوق کو جاننے والا، لطیف اور باخبر ذات ہے۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی الخبیر رکھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی طرف سے بتائی ہوئی دن اور رات کی مخفی اور پوشیدہ باتوں کی خبر دی ہے، اللہ تعالی نے ان پوشیدہ باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلیل اور گواہ بنایا ہے، اس بات پر اتنے دلائل ہیں جن کا احاطہ کرنے سے عقل قاصر ہے اور کسی کتاب میں انہیں نقل نہیں کیا جا سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانے میں جن باتوں کی خبر دی وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو چکی ہیں، مستقبل کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو باتیں بتائی ہیں وہ بعد میں واقع ہوئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور امت نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا ہے، یہ باتیں بہت سارے لوگوں کے ایمان کا سبب بنی ہیں جنہیں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں ایک بوڑھے آدمی نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے محمد! ہم تین باتیں کہتے ہیں جن کی تصدیق کوئی عقلمند آدمی نہیں کر سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ وہ کون سی

باتیں ہیں؟اس نے کہا کہ پہلی بات یہ کہ عرب اپنے اباء اجداد کے معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں گے، دوسری یہ کہ قیصر وکسریٰ کے خزانے ظاہر ہونے والے ہیں، اور تیسری یہ کہ مٹی بن جانے کے بعد ہم دوبارہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! ،عرب ضرور بالضرور ان بتوں کی عبادت چھوڑ دیں گے، اور ضرور بالضرور قیصر وکسریٰ کے خزانے ظاہر ہونگے، اور ضرور بالضرور تمہیں موت آئے گی پھر قیامت کے دن تمہیں اٹھایا جائے گا، اور میں قیامت کے دن تمہارا ہاتھ پکڑ تمہیں یہ بات یاد لاؤں گا، اس آدمی نے کہا: مجھے لوگوں میں نہ بھولنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں نہ بھولوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص اپنی حالت پر باقی رہا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اس نے دیکھا کہ مسلمان قیصر وکسری کے خزانوں پر غالب آچکے ہیں اور عرب بتوں کی عبادت چھوڑ کر ایمان لاچکے ہیں، چنانچہ وہ بوڑھا اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان بن کر زندگی گذاری، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں کثرت سے سنتے کہ وہ شخص خوف کی وجہ سے بلند آواز سے روتا، حضرت عمر اسے چپ کراتے اور یہ کہہ کر اس کا بوجھ ہلکا کرتے کہ الحمد اللہ تم اسلام قبول کر چکے ہو، اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن تمہارا ہاتھ پکڑنے کا وعدہ فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامیاب اور سعادت مند شخص کا ہاتھ پکڑیں گے، لہذا اے بھائی! سعادت مندی پر خوش ہو جاؤ۔

پاک ہے وہ رحیم وکریم ذات جس نے اس بوڑھے پر احسان فرمایا اور صبر کی توفیق عطا فرمائی، اللہ تعالی ہمارا شمار سعید لوگوں میں فرما کر انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، حضرت جابر بن عبد اللہ کا واقعہ بھی صبح کی طرح روشن ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر! میرے بعد تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ میری اولاد میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو میرا ہم نام ہوگا، بہت زیادہ علم والا ہوگا، جب تم اس سے ملو تو میری طرف سے اسے سلام کہنا، حضرت جابر اپنی آخری عمر میں جب ان کی بینائی کمزور ہو چکی تھی مدینہ کی گلیوں میں گھومتے اور ''یا باقر یا باقر'' کی آواز لگایا کرتے تھے، لوگ کہنے لگے کہ جابر کو جنون ہو گیا، ایک دن بلاط مقام پر ایک لڑکی کی گود میں بچے کو دیکھا، انہوں نے لڑکی سے پوچھا: اے لڑکی! یہ بچہ کون ہے؟ اس نے

جواب میں کہا کہ یہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں، جابر نے کہا کہ اسے میرے قریب کردو۔

جب اس نے بچہ قریب کیا تو حضرت جابر نے اس کی پیشانی کو چوم کر کہا کہ اے میرے محبوب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں سلام بھیجا ہے، پھر جابر نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میری موت کا وقت آچکا ہے، چنانچہ اپنے گھر لوٹ کر وصیت فرمائی اور اسی رات ان کی موت واقع ہوگئی۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ بیشک دانیال علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا فرمائی تھی کہ انہیں محمد کے امتی دفن کریں کیونکہ انہیں اللہ تعالی کے ہاں اس امت کی فضیلت معلوم تھی، چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوس فتح کیا تو انہیں حضرت دانیال علیہ السلام کا تابوت اسی حالت میں ملا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دانیال کے بارے میں بتائے اسے جنت کی خوشخبری دو، راوی کہتے ہیں پھر ایک آدمی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی رہنمائی فرمائی جس کا نام بحرفوس تھا، ابوموسیٰ اشعری نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ کر سارا واقعہ بتایا، حضرت عمر نے جواب میں لکھا کہ انہیں دفن کر کے بحرفوس کو بشارت دیدو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری کو دانیال علیہ السلام کے پاس ایک مصحف اور تھیلی ملی جس میں درہم تھے اسی طرح ایک انگوٹھی بھی ملی، انہوں نے خط لکھ کر حضرت عمر کو اس کی اطلاع دیدی، حضرت عمر نے جواب لکھا کہ مصحف ہماری طرف بھیج دو اور انگوٹھی ہم تمہیں دیتے ہیں اور دراہم کو تقسیم کردو، راوی کہتے ہیں کہ اس انگوٹھی کا نقش یہ تھا کہ دو شیروں کے درمیان ایک آدمی ہے اور وہ اسے چاٹ رہے ہیں، ابوموسیٰ اشعری نے اس بستی کے مقامی لوگوں سے انگوٹھی کے نقش کے بارے میں پوچھا تو ان کے علماء نے بتایا کہ وہ بادشاہ جس کے زمانے میں حضرت دانیال علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اس کے پاس نجومیوں نے آکر بتایا تھا کہ آج رات ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تمہاری بادشاہت کا خاتمہ ہوگا۔

بادشاہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس رات جو بچہ بھی پیدا ہوگا میں اسے قتل کردوں گا، جب اس رات حضرت دانیال کی پیدائش ہوئی تو انہوں نے اس رات پیدا ہونے والے دیگر بچوں کے ساتھ انہیں بھی پکڑ کر ایک بڑے شیر کے سامنے ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال کو شیر سے بچالیا اور پھر اپنے حکم کو نافذ کرنے کا ارادہ فرمایا [یعنی انہیں نبوت عطا ہوئی] اللہ تعالی کی اس نعمت کی یاد کے طور پر انہوں نے یہ منظر اپنی

انگوٹھی پر نقش کروالیا تھا، پس تم بھی ان کی باتوں اور اچھی نشانیوں سے واقفیت حاصل کرو، حضرت دانیال کے تذکرے میں اشارے کے طور پر یہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

یامن یروم بأن یحصی فضائله　　　هیهات لا تبلغن من ذاك غایاتی

اے نبی کریمو کے فضائل کا قصد کرنے والے! بہت بعید بات ہے کہ تو اس کی انتہاء کو پہنچے۔

یاربّ انّی الیٰ رحماك مفتقر　　　مالی سواك وقد أربت خطیئاتی

اے پروردگار! میں آپ کی رحمت کا محتاج ہوں، آپ کے سوا میرا کوئی نہیں اور یقینا میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔

فاغفر بحرمة هذا المصطفیٰ خطئی　　　یاذاالجلال واجرامی وزلّاتی

اے ذوالجلال! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کے طفیل میرے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرما۔

[واجعل محبّته ذخر الآخرتی　　　كما تبوّئنی روضات جنّات]

ان کی محبت کو میری آخرت کا ذخیرہ بنا جیسا کہ آپ مجھے جنت کے باغات میں ٹھکانا دیں گے۔

یاربّ صلّ علیه كلّما طلعت　　　شمس ولألأنجم فی الدّجنات

اے پروردگار! ان پر رحمت نازل ہو جب تک سورج طلوع ہوتا رہے اور تاریکیوں میں ستارے چمکتے رہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام الخبیر رکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں اس نام سے آپ کی تعریف فرمائی ہے اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین خوبیوں کو اپنائے، شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کا معاملہ فرما کر اسے غیبی امور کے بارے میں اطلاع دیدیں، نیز وہ اس بات کا بھی اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو انبیاء کے لئے معجزہ بناتے ہیں وہ اولیاء کے حق میں کرامت ہوتی ہے، وہ سید المرسلین کی اتباع کرنے والوں کی پیروی کرے اور اس علم سے واقفیت حاصل کرے جو صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا تھا۔

خاص طور پر امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حالات پر غور وفکر کرے جو صحابہ کرام میں سب سے بڑے عالم تھے اور پختہ ترین عزم ویقین کے مالک تھے، ان سے محبت کرے اور ان کے

راستے کی پیروی کو لازم پکڑے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ سرخ شاخ کو تھام لے جسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے بالاخانے میں گاڑھا ہوا ہے اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے۔

ایک دن حضرت علی نے اپنے فضائل و مناقب بیان فرمائے، ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت علی کو سنا کہ وہ لوگوں کو جمع کر کے فرمانے لگے کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم میں کوئی رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں: حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی میرے چچا حمزہ کی طرح ہے؟ لوگوں نے نفی میں جواب دیا، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی میرے بھائی جعفر کی طرح ہے جو دو پروں سے جنت میں اڑ رہا ہے؟ لوگوں نے نفی میں جواب دیا، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم میں کسی کی بیوی میری بیوی فاطمہ کی طرح ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے پاس میرے دو بیٹوں حسن اور حسین جیسا کوئی بیٹا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرح منہ کر کے نماز پڑھی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آسمان کے فرشتوں کو محبت کا کرنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا نہیں، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو دو حصے لیتا ہو، ایک خاص حصہ اور دوسرا عام حصہ؟ لوگوں نے کہا: نہیں، حضرت علی نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میرے علاوہ تم میں کوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر لیٹ کر اپنی جان اور خون کی بازی لگا چکا ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

پھر نبی کریم ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر جو احسان فرمائے حضرت علی انہیں شمار کر کے یہ اشعار پڑھے:

رسول اللہ صهری وابن عمّی　　　وحمزة سید الشهداء عمّی

رسول اللہ ﷺ میرے سسر اور چچا زاد بھائی ہیں اور سید الشہداء حمزہ میرے چچا ہیں۔

وجعفر الذی یمسی ویضحی یطیر مع الملائکة ابن أمّتی

جعفر جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا ہے وہ میرا بھائی ہے۔

وبنت محمد سکنی وعرسی منوط لحمها بدمی ولحمی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی میرے گھر کی دلہن ہے، اور اس کا گوشت و پوست میرے گوشت و پوست کا حصہ ہے۔

وسبطا أحمد ولدای منها فمن هذا له سهم کسهمی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میرے دو بیٹے ہیں، پس کون ہے جس کا نصیب میرے نصیب کی طرح ہے؟

سبقتکم الی الاسلام طرّا غلاما ما بلغتُ أوان حلمی

میں نے تم سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے جب لڑکا تھا اور بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔

وصلّیت الصّلاة وکنت رداءا فمن ذا یدّعی یوما کیومی

میں نے ایک چادر پہن کر نماز پڑھی ہے، پس کون ہے جو کسی دن میری طرح دعویٰ کر سکتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی کی فضلیت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی گواہی دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بڑے شرف کی بات ہے۔

یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماضی اور مستقبل میں پیش آنے والے ہر قسم کے دنیوی اور اخروی علوم کے جامع تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا علم سکھایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ تھیں، شہر میں دروازے سے ہی داخل ہوا کرتے ہیں، اور اس شہر کا دروازہ امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں، سارے علوم حضرت علی کی ذات میں جمع ہیں، ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم تک پہنچا جا سکتا ہے، وہ دروازے میں کھڑے ہو کر علوم کی حقیقت کو بیان کرنے والے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

اس راستہ پر چلنے والے کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، علماء، اولیاء اور خاص لوگوں کو جو علم ملا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلے میں وہ ایک چھوٹا سا قطرہ ہے،

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے، انبیاء اور فرشتوں سمیت تمام مخلوقات کا علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا قطرہ بھی نہیں، یقیناً اس کے علم کی کوئی ابتدا اور انتہاء نہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو علم سکھایا اور پھر ارشاد فرمایا:

{وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا} بنی اسرائیل ۸۵

ترجمہ: اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بس تھوڑا سا ہی علم ہے۔

علم اس شخص سے حاصل کرو جسے اللہ تعالی نے علم سے آراستہ کیا ہو، علم کی حدود پہچاننے سے آخرت میں کامیابی کی امید ہے، علم کے حصول پر مداومت اختیار کرنا صاحبِ علم کو کامیابی عطا کرتا ہے، اہلِ علم اپنے علم کی بقدر اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتے ہیں اور اسی کی بقدر قیامت کے دن کے حساب وکتاب اور اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف ان کے سامنے ہوتا ہے۔

ایک آدمی بیماری کی حالت میں امام شافعی کے پاس آکر کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! آپ نے کیسے صبح کی؟ امام شافعی نے جواب دیا کہ میں نے دنیا سے کوچ کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے جدائی اختیار کرتے ہوئے، اپنے برے اعمال سے ملتے ہوئے، موت کا پیالہ پیتے ہوئے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہوئے صبح کی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اس کا اکرام کروں یا جہنم میں جائے گی کہ میں اس کے ساتھ تعزیت کروں، پھر شعر میں کہنے لگے:

ولمّا قسا قلبی وضاقت مذاھبی　　جعلتُ رجائی نحو عفوك سُلّما

جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہوئے تو میں نے آپ کی عفوودرگذر کے بارے میں اپنی امید کو سیڑھی بنایا۔

تعاظم لی ذنبی فلمّا قرنته　　بعفوك ربّی کان عفوك أعظما

میرے گناہ بہت بڑے ہیں لیکن جب میں نے ان کو آپ کی معافی کے ساتھ ملایا تو آپ کی معافی زیادہ بڑی تھی۔

فما زالت ذا لطف وحلم ورحمة　　علی الذنب تعفو رحمة وتکرّما

آپ لطف وکرم، بردباری اور رحمت کا معاملہ کرتے ہوئے گناہ کو مسلسل معاف کرتے رہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مبارک ناموں ''الحق اور المبین'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

حق اور مبین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مبارک نام ہیں جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ } الزخرف ۲۹

ترجمہ: یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف ہدایت دینے والا پیغمبر آ گیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دونوں اسمائے مبارکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے نکالے ہیں، بیشک حق اور مبین اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور بلند مرتبے کا اظہار ہے جس سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں ایمان کی کرنیں روشن ہوتی ہیں اور حسد کرنے والا ملعون جلتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی چیز باطل نہیں، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات و صفات عمدہ اور برحق ہیں اسی طرح نبوت کا وجود بھی حق ہے، حق باطل کی ضد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نفسِ حق رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہو۔

اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حق اس لئے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق والے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، شریعت، برکت، حسنِ سیرت، عدل، اللہ اور رسالت پر ایمان اور مومنین کے لئے رحمت و ہدایت والی حق کتاب لے کر آئے ہیں۔

حق کا معنی ہے ایسی مضبوط چیز جس میں تغیر و تبدل نہ ہوتا ہو، اور باطل اس پر غالب نہ آئے اور دھوکے میں پڑے ہوئے جاہل کے علاوہ اس کی حقیقت کا کوئی انکار نہ کرے، یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پختہ اور غالب آنے والی ہے، باطل اس کی وجہ سے مٹ جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا دین پورا اور غالب ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا } بنی اسرائیل ۸۱

ترجمہ: اور کہو کہ: ''حق آن پہنچا، اور باطل مٹ گیا، اور یقیناً باطل مٹنے ہی والا ہے۔

یقیناً ایمان کے حقائق اور انوارات مشاہدے سے ثابت ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے

ہماری عزت میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے دین کی تکمیل کی صورت میں پورا فرمایا، ہر جگہ ہمیں عزت اور غلبہ حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پکار کر آپ ﷺ کی تصدیق اور پیروی کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَآمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ} النساء ۱۷۰

ترجمہ: اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق لے کر آ گئے ہیں، اب (ان پر) ایمان لاؤ کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔

آپ ﷺ کے اسم گرامی ''مبین'' کے معنی میں بھی کئی احتمال ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا حکم دیا کہ لوگوں سے کہیں کہ میں تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، مبین کے معنی میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ عربی اللسان ہیں اور سب عربوں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہیں، نیز آپ ﷺ کا نام مبین رکھنے میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کو بیان فرما کر ہماری اصلاح فرمائی ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اور آپ ﷺ کو قرآن کا معلم بنا کر امت پر اکرام کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ} النحل ۴۴

ترجمہ: ''تاکہ تم لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دو جوان کے لئے اتاری گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان پر حق کو ظاہر فرمایا، بیان کی بلاغت کی وجہ سے سینوں میں آپ ﷺ کا نور ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ فصاحت و بلاغت کے اتنے بڑے مقام پر فائز تھے جس سے کوئی ناواقف نہیں، بلاغت کی تمام خوبیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جوامع الکلم اور عجیب و غریب کلام حکمت کی خصوصیت عطا فرمائی تھی، آپ ﷺ کی زبان و بیان کا کمال یہ تھا کہ ہر انسان سے اس کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے، آپ ﷺ اپنی بہترین گفتگو سے بلاغت کے موتی بکھیرتے تھے۔

صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی بلاغت کی وجہ سے کہا تھا کہ ہم نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی فصیح

نہیں دیکھا، ام معبد آپ ﷺ کی اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی گفتگو شیریں ہوتی، اور اس میں فاصلہ اتنا ہوتا کہ نہ زیادہ تیز گفتگو فرماتے نہ بہت زیادہ ٹھہر ٹھہر کے، آپ ﷺ گفتگو ایسے فرماتے جیسے پروئے ہوئے موتی ہیں، آپ ﷺ بلند اور اچھی آواز کے مالک تھے، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کامل نور عطا فرمایا اور دین کو غالب کر کے اپنا کلمہ بلند فرمایا، حق کے ارکان کو مضبوط کیا، حق کو باطل پر مارا اور باطل کا بھیجہ نکال دیا، نیز حق کو ظالموں کی زمینوں، گھروں اور اموال و اولاد پر حکومت عطا فرمائی، باطل کو ذلیل کر کے حق والوں کو ان کا وارث بنایا، نیز اہلِ باطل پر غلبہ پانے کے باوجود اپنی درگذر کو ظاہر فرمایا۔

زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے، جب اللہ تعالی نے اپنے نبی کی نصرت فرما کر حق کو بلند فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے فتح کو آسان کیا تو ہوازن کا پورا قبیلہ قید ہو کر آیا، مسلمانوں کے پاس ان کی عورتیں اور مال و اولاد غنیمت کی صورت میں موجود تھا، چنانچہ زہیر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ﷺ قیدیوں کو واپس کریں اور ان سے نرمی کا برتاؤ کریں، پھر اس نے یہ اشعار کہے:

أمنن علینا رسول اللہ فی کرم فانّك المرء نرجوہ وننتظر

اے اللہ کے رسول! ہم پر احسان اور کرم کا معاملہ فرما، بیشک آپ ایسے آدمی ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا اور ہم آپ سے امید رکھتے ہیں۔

وامنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر ممزّق شملھا فی دھرھا غِیَر

اس جماعت پر احسان فرما جس کو تقدیر نے نافرمان قرار دیا ہے، اور دوسرے لوگوں نے اس کی جمعیت کو اسی کے زمانے میں منتشر کر دیا ہے۔

یا خیر طفل و مولود و منتخب فی العالمین اذا ما أحصی البشر

اے بہترین پیدا ہونے والے بچے! اور وہ ذات انسانوں کو شمار کرتے وقت جہانوں میں جس کا انتخاب کیا گیا ہے۔

ان لم تدارکھم نعماء تنشرھا یا أرجح النّاس حلما حین یختبر

اے امتحان کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ حلم کو پسند کرنے والی ذات! اگر آپ ﷺ لوگوں پر ان نعمتوں کی تلافی نہیں کریں گے جن کو آپ ﷺ بکھیرتے ہیں، (تو ان کون کرے گا)۔

ارحم ضنی نسوۃ قد کنت ترضعھا اذفوك تملؤہ فی محضھا الدّور

ان عورتوں کے افلاس پر رحم فرمائیں آپ جن کا دودھ پیتے تھے، جب آپ کا جی بھر کر ان کے پستانوں کا دودھ پیتے تھے۔

اذ کنت طفلا صغیرا کنت تألفھا واذیزینك ماتأتی وما تذر

جب آپ چھوٹے بچے تھے تو ان سے مانوس ہوتے تھے، اور جب وہ آپ کو یہ بتاتی تھیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔

یاخیر من مُدح الکمت الجیاربہ عند الھیاج اذا ما استوقد الشّرر

اے وہ بہترین ذات لڑائی کے شعلوں کے وقت جس کی وجہ سے سفید رنگ کے بہترین گھوڑوں کی تعریف کی گئی ہے۔

فاغفر عفا اللہ عمّا أنت واھبہ یوم القیامۃ اذیھدیٰ لك الظّفر

پس معاف فرما اللہ تعالی قیامت کے دن آپ کے ہدیے کی وجہ سے معاف فرمائے گا جب آپ کو کامیابی کا ہدیہ دیا جائے گا۔

جب نبی کریم ﷺ نے یہ قصیدہ سنا تو فطرت کے مطابق شفقت اور رحمت کا معاملہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس اور عبد المطلب کی اولاد کے پاس ہے وہ تمہیں واپس کرتے ہیں، یہی بات مہاجرین اور انصار نے دہرائی، یہ انبیاء کے امام ﷺ کے اخلاق تھے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ حق و مبین آپ ﷺ کے اسمائے گرامی ہیں اور اللہ تعالی نے انہیں اپنے مبارک اسماء سے نکالا ہے اسے چاہئے کہ ہر وقت آپ ﷺ کی تصدیق کی تجدید کرتا رہے، اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق یہ کہتا رہے اور ان اوقات میں یہ دعا پڑھتا رہے جب نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے کہ اے اللہ! آپ حق ہیں، آپکا وعدہ حق ہے، آپ کی ملاقات حق ہے، جنت اور دوزخ حق ہیں، انبیاء حق ہیں، محمد ﷺ حق ہیں۔

نیز جس شخص کو آپ ﷺ کے اسمائے گرامی حق اور مبین کا علم ہو اسے آپ ﷺ کے حق و ثبات کی پیروی کرنی چاہیے اور جس حق بات کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اسے کھل کر سچائی کے ساتھ بیان کرے، نیز آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والا اللہ تعالی کے لئے کوشش کرے اور کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرے، اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے ہر ظالم سے انتقام لے، اپنے نفس سے انصاف کرے، اپنی رعایا سے انصاف کرے، اپنے نبی کی امت سے خیر خواہی کرے، اپنے قول و فعل کے ذریعے حق بات کا اظہار کرے۔

یہ میدان بہت وسیع ہے، اس پر بہت کم لوگ سچائی سے پورا اترتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اور انہیں اس کے علاوہ کسی چیز کا شوق نہیں ہوتا، صحابہ کرام کے احوال کو دیکھو کہ وہ حق بات کھل کر کہتے تھے اور اللہ کے معاملے میں انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی، انہیں اللہ کی ملاقات اور اس کی طرف لوٹ کر جانے کا یقین تھا، وہ اللہ تعالی کے دین کو غالب کرنے والے تھے، نیز تابعین بھی ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہتے تھے۔

اے بھائی! حضرت حسن بصری کے واقعہ پر غور وفکر کرو کہ جب حجاج بن یوسف نے کوفہ و بصرہ کے فقہاء کو بلایا تو حسن بصری ان سب سے آخر میں داخل ہوئے، حجاج نے مرحبا کہا پھر کرسی منگوا کر اپنے تخت کے کنارے پر رکھی اور اس پر بیٹھ کر حضرت حسن بصری سے کچھ سوالات پوچھنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازار بھائی اور داماد اور محبوب کا ذکر ہوا تو وہ کہنے لگا کہ نعوذ باللہ ہمیں ان سے تکلیف پہنچی ہے، حضرت حسن بصری خاموشی سے اپنا انگوٹھا منہ میں ڈالے اس بات کا استحضار کر رہے تھے کہ اللہ تعالی ان کی زبان پر حق کو جاری فرمائیں گے۔

حجاج نے پوچھا کہ حضرت علی کے بارے میں مجھے اپنی رائے بتاؤ، حسن بصری نے اس کے سامنے کھل کر حق بات کہتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالی کا یہ ارشاد سنا ہے:

{وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ} البقرة ۱۴۳

ترجمہ: اور جس قبلے پر تم پہلے کاربند تھے، اسے ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کے لئے مقرر کیا تھا کہ کون رسول کا حکم مانتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ یہ بات تھی بڑی مشکل، لیکن ان لوگوں کے لئے (ذرا بھی مشکل نہ ہوئی) جن کو اللہ نے ہدایت دے دی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومنین میں علی ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی ہے، لہذا میں ان کے بارے میں کہوں گا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد اور دیگر لوگوں

کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب تھے، تمہارے سمیت کوئی آدمی بھی اس بات پر قادر نہیں کہ ان کو برا بھلا کہہ کر ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل ہو جائے۔

حجاج کا چہرہ متغیر ہو گیا، وہ غصے کی حالت میں اپنے تخت سے اتر کر گھر میں داخل ہو گیا اور ہم باہر نکل آئے، عامر شعبی فرماتے ہیں کہ جب ہم باہر نکلے تو میں نے حسن بصری کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابوسعید! آپ نے امیر کو غضبناک کر دیا ہے، حسن بصری نے مجھے جواب دیا: اے عامر! مجھ سے دور ہو جاؤ، لوگ کہتے ہیں کہ عامر شعبی کوفہ کے عبادت گذاروں میں سے ہیں، اس نے انسانی شیطان کے پاس آ کر اس کی مرضی کی بات کی ہے، عامر شعبی خاموش ہو گئے اور ان کی رائے کی موافقت کی، راوی کہتا ہے کہ پھر حجاج نے حسن بصری کو بلایا انہیں وہ بات یاد دلائی تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں میں نے کہی تھی، اس نے پوچھا تجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا ہے؟ حسن بصری نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے علماء سے عہد لیا ہے کہ لوگوں کے سامنے حق بات چھپانے کے بجائے بیان کرو، حجاج نے کہا: اے حسن! اپنی زبان کو روک کر رکھو اور اپنی ذات کو ایسی باتوں سے دور رکھو جن کو میں ناپسند کرتا ہوں ورنہ میں تمہارا سر تن سے جدا کر دوں گا۔

اس طرح وہ لوگ حق بات بیان کیا کرتے تھے سچی بات پر قائم رہتے تھے، ان کے معاملات شریعت کے مطابق ہوتے تھے، اور حق بیان کرنے میں وہ بغیر کسی لالچ کے کوشش کیا کرتے تھے، اس زمانہ میں ان جیسے لوگ خال خال ہی ملتے ہیں، کوئی حق بات کھل کر کہنے والا نہیں، جھوٹ اور بہتان پھیل چکا ہے، ان کے مقابلے میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہم ان کے افعال کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالی خطیط زیات پر رحم فرمائے کہ جب انہیں حجاج بن یوسف کے پاس لایا گیا تو اس نے پوچھا: کیا تم خطیط ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، تم جو چاہوں پوچھ لو، میں نے اللہ تعالی سے تین باتوں کا عہد کیا ہوا ہے کہ جب مجھ سے سوال کیا جائے گا میں ضرور سچ بولوں گا، اگر مجھ پر آزمائش آئی تو صبر کروں گا اور اگر مجھے معاف کیا گیا تو شکر ادا کروں گا، حجاج نے پوچھا: تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں تمہارے بارے میں حق بات کہتا ہوں، تم زمین پر اللہ کے دشمن ہو، حرمتوں کو پامال کرتے ہو، بدگمانی کی وجہ سے قتل کرتے ہو اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے ہو، حجاج نے پوچھا: تم امیر المومنین مروان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ خطیط نے جواب دیا کہ وہ تم سے بڑا مجرم ہے اور اس کی برائیوں میں سے ایک برائی تم ہو جس نے اسے گورنر بنایا ہے۔

حجاج نے حکم دیا کہ اسے سزا دی جائے، سزا اس طرح شروع ہوئی کہ بانس چیر کر اس کے بدن

میں اتارے گئے، پھر رسیوں سے باندھ کران کے گوشت کو آگ کے انگاروں پر جلایا گیا لیکن خطیط خاموش رہے، حجاج کو بتایا گیا کہ اس کی زندگی کی آخری رمق باقی ہے، حجاج نے حکم دیا کہ اس کو آگ سے نکال کر بازار میں پھینک دیا جائے، جعفر کہتے ہیں میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ خطیط کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے جواب میں پانی کا ایک گھونٹ مانگا، لوگوں نے پانی لایا، خطیط نے پانی پیا اور جان دیدی، اس کی عمر اٹھاراں سال تھی۔

فللّٰہ رُکب أصبحوا فی جوارہ ۔۔۔ فأوسعھم لطفا و أکرھم نزلا

اللہ کی قسم! وہ ایسی جماعت تھی جو آپ ﷺ کی صحبت میں آگئی اور ان پر اللہ تعالی نے وسیع لطف و کرم کا معاملہ فرما کر مہمانی کی ہے۔

فکم جرّدوا للعزم عن ساق طاعۃ ۔۔۔ و کم جدّدوا للعلم ثوبا بہ سحلا

کتنی ہی مرتبہ صحابہ نے عزم کے ساتھ اطاعت کی اور کتنی ہی مرتبہ علم کو طویل کپڑا پہنایا

و کم بذلوا نصحا و کم ذللوا ھویٰ ۔۔۔ فللریب ما أخفیٰ و للحقّ ما أجلیٰ

انہوں نے کتنی نصیحتیں کی اور کتنی خواہشات کو قربان کیا، یہ شک کو کتنا ہی دور کرتا ہے اور حق کو کتنا ہی ابھارتا ہے۔

اذا ظاھروا أو باطنوا فی ملمّۃ ۔۔۔ فللھدیٰ ما أبقیٰ و للزّیغ ما أبلی

وہ جب بھی وہ کوئی ظاہر یا پوشیدہ اہم کام سرانجام دیتے ہیں تو وہ ہدایت کے لئے کتنا دیرپا اور گمراہی کے لئے کتنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

ھم جاھدوا فی اللہ حقّ جھادہ ۔۔۔ وھم حسنوا قولا وھم أحسنوا فعلا

انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور وہ اپنے قول و فعل کے اعتبار سے اچھے بن گئے۔

علیھم سلام طیب متجدّد ۔۔۔ بغیر تناہ لا یبید و لا یَبلی

ان پر اچھا اور نیا سلام ہو، جو نہ ختم ہو اور نہ پرانا ہو۔

اللہ تعالی محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ پر درود اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''النور'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

النور آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے نور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا اور ان میں نور پیدا کرنے والا ہے جو آنکھوں سے نظر آتا ہے، نیز مومنین کے دلوں کو قرآن کے ذریعے منور کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی نور رکھا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

{قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ} المائدۃ ۱۵

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی ہے اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کردینے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور یہ بات ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''نور اللہ'' کے ذیل میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا معاملہ واضح ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت نے عارفین کے دلوں کو منور کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ} الزمر ۲۲

ترجمہ: بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے، جس کے نتیجے میں اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے، (سنگدلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟)

یہ نور بلند ہوا اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل فرمائی اور غلبہ عطا فرمایا، آپ علیہ السلام کا نام ''نور'' مختلف ظاہری وجوہات کی بنا پر رکھا گیا ہے جن میں سے اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

اس بات کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور اس لئے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق نور سے فرمائی، بلکہ سارے کے سارے انوارات کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہوئی اور ان کی روشنی آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے لی گئی ہے۔

نیز یہ بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ گرامی نور اس لئے رکھا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ روشن اور چمکدار تھا اور اس کی روشنی خوبصورت منظر والی تھی، آپ علیہ السلام کا کوئی سایہ نہ تھا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سراپا نور تھے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، گھر کے اندر اندھیرے میں ان کے ہاتھ سے سوئی گر گئی، جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور حضرت عائشہ پر چمکنے لگا اور برکت نازل ہوئی، حضرت عائشہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کی روشنی میں سوئی نظر تلاش کر لی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمدہ صفات، حسن و جمال اور نور کی چمک کو یاد کیا کرتی تھیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گفتگو فرماتے تو ایسا لگتا جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرے پر سورج چل رہا ہو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک سے نور نکلتا تھا اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے تو دیواروں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور چمکتا تھا، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعضاء کے محاسن، عمدہ شکل، اچھی عادات، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے الفاظ کی مٹھاس اور پاکیزگی کو ان الفاظ میں بیان کیا کرتی تھیں۔

متیٰ یبدُو فی الدّاجی البھیم جبینہ   یلُح مثل مصباح الدجا المتوقّد

جب گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ تاریکی میں روشن کیے گئے چراغ کی طرح چمکتی ہے۔

فمن کان أومن قد یکون کأحمد   نظام لحق أو نکال لملحد؟

اور جو بھی ماضی میں یا آئندہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نظامِ حق کا دعویٰ کرے اسے بے دین آدمی کی طرح عبرت بنا دیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نور رکھنے میں یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کو اس طرح اندھیرے میں پایا کہ ان کی عقلیں زائل ہو چکی تھیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کا سایہ حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرمائی، اور جس شخص پر بدبختی سبقت کر چکی تھی اسے کامل عقل کے باوجود گمراہ کیا، کتنے لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو بجھانے کا ارادہ کیا اور انکار کرنے والوں نے اس میں مبالغہ سے کام لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کی ناگواری کے باوجود اس نور کی تکمیل فرمائی۔

بیشک اللہ تعالی نے نور کی تکمیل فرما کر اس کے ذریعے مومنین کے دلوں کو منور فرمایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے نور کو اتنی عزت عطا فرمائی کہ نام اور مرتبے کے اعتبار سے دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں باعزت بن گیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان مسلمانوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، وہ فرماتی ہیں کہ نجاشی بادشاہ نے ہمارے دین اور اللہ تعالی کی عبادت کے باوجود ہمیں امن اور پناہ عطا کی، ہمیں اس کے پاس کسی تکلیف کا خوف نہ تھا، قریش اپنے بغض وعداوت کی بنا پر جمع ہوئے اور نجاشی کے ساتھیوں کے لئے تحفے بھیجے، نجاشی کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس انہوں نے تحفے نہ بھیجے ہوں، انہوں نے نجاشی کے لئے بھی تحفہ بھیجا، جب ان کا قاصد نجاشی کے دربار میں پہنچا تو انہوں نے سلام کے بعد بادشاہ سے درخواست کہ ہمیں ان کے حوالے کیا جائے،، قریش نے ہمارے بارے میں کہا: اے بادشاہ! ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان اپنا دین چھوڑ کر ایسا نیا دین ایجاد کر چکے ہیں جسے ہم اور آپ نہیں جانتے۔

نجاشی کے ساتھیوں اور پادریوں نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے بادشاہ کو تجویز دی کہ مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دیا جائے، نجاشی کو غصہ آ گیا اور وہ کہنے لگا: نہیں اللہ کی قسم! میں اس قوم کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کروں گا جس نے میرے پاس پناہ لی ہے اور دیگر لوگوں کے مقابلے میں مجھے پسند کیا ہے، ان لوگوں کو اس وقت تک تمہارے حوالے نہیں کروں گا جب تک انہیں بلا کر یہ پوچھ نہ لوں کہ وہ اپنے دین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ نجاشی نے صحابہ کرام کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا، قاصد نے آ کر صحابہ کرام سے پوچھا جب تم بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو نگے تو کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم وہی بات کہیں گے جو ہمیں معلوم ہے اور جس کا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

جب مسلمان نجاشی کے دربار میں آئے اور بادشاہ کے درباریوں اور پادریوں نے اپنے صحیفے کھولے تو اس نے کہا: ان سے پوچھو کہ انہوں نے اپنی قوم میں تفریق کیوں پیدا کی ہے، ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر بن ابی طالب نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ! ہم لوگ جہالت، گمراہی اور اندھے پن میں مبتلا تھے، ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے اور مردار کھاتے تھے، بے حیائی اور قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسیوں کے حقوق کو بھول جاتے تھے، ہمارا طاقتور آدمی ضعیف کو کھا جاتا تھا، ہم مسلسل اسی طرح رہے یہاں کہ اللہ تعالی نے ہم پر احسان کا معاملہ فرما کر اپنے نور کو ظاہر فرمایا اور ہم میں سے ہی ایک رسول کو ہماری

طرف مبعوث فرمایا، ہم ان کے حسب ونسب، امانت داری، سچائی اور عفت کو جانتے تھے، انہوں نے ہمیں اللہ تعالی کی توحیداور اس کی عبادت کی دعوت دی ، نیز اس بات کا حکم دیا کہ ہم آباء واجداد کے پتھروں سے بنے ہوئے بتوں کی عبادت کو چھوڑ دیں، ہمیں اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے سے منع فرمایا، سچی بات کرنے ،امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، حرام کاموں اور خون ریزی سے باز آنے کا حکم دیا، نیز ہمیں تکلیف پہنچانے ، بے حیائی کے کام کرنے اور جھوٹ بولنے ،یتیموں کا مال کھانے، اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا، وہ ہمیں نماز، زکوۃ، صدقہ اور روزوں کا حکم دیتے رہے، اللہ تعالی نے ان کے ذریعے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور ان کے نور ایمان کو ہمارے دلوں میں داخل فرمایا، ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لے آئے ، اب ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم نے اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو حرام اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال جانا، ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور انہوں نے ہمیں دین سے ہٹانے کے لئے تکلیفیں پہنچائی تاکہ ہم رحمن کی عبادت سے دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف واپس لوٹ جائیں۔

جب انہوں نے ہم پر ظلم وزیادتی کا معاملہ کیا اور ہمارے دین کی دعوت میں رکاوٹ ڈالی تو ہم تمہارے ملک میں آئے اور دیگر لوگوں کے مقابلے میں آپ کو منتخب کر کے آپ کے پڑوس میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے، اے بادشاہ! ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نجاشی نے پوچھا کیا تمہارے پاس وہ باتیں ہیں جو اس آدمی کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہیں؟ جعفر نے جواب دیا کہ جی ہاں، بادشاہ نے حکم دیا کہ میرے سامنے اس کی تلاوت کرو، ام سلمہ فرماتی ہیں حضرت جعفر نے اس پر یہ آیات تلاوت فرمائی:

{كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا} ۔مریم اتا۴

ترجمہ: کھٰیٰعص ،یہ تذکرہ ہے اس رحمت کا جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی ،یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ آواز سے پکارا تھا۔انہوں نے کہا تھا کہ ”میرے پروردگار! میری ہڈیاں تک کمزور پڑ گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے

بھڑک اٹھا ہے، اور میرے پروردگار! میں؛ آپ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں ہوا۔

نجاشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی، ایمان کا نور اس کے دل میں داخل ہو گیا، اس کے حواری بھی رونے لگے یہاں تک کہ ان کے صحیفے آنسوؤں سے تر ہو گئے، نجاشی نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ کتاب اور جس کتاب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے دونوں ایک ہی چراغ سے نکلی ہیں، اے قریش کے وفد! تم چلے جاؤ میں ان لوگوں کو کبھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اس طرح دلوں میں داخل ہوتا رہا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر دیا۔

تاللہ ما حملت أنثیٰ ولا وضعت مثل الذی جاء بالتوحید والسور

اللہ کی قسم نہ کسی عورت کو حمل ہوا اور نہ اس نے بچہ جنا اس ذات کی طرح جو کلمہ توحید اور سورتوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں

وجاء بالنور والاظلام معتکر فأشرق النور حیث الشمس لم تنر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نور لے کر آئے جب اندھیروں نے ڈھیرے ڈالے ہوئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت روشنی سے منور کیا جب سورج بھی روشن نہ تھا۔

فعادت الأرض بالاسلام زاهرة کالرّوض یبسم بعد القطر عن زهر

پس زمین دوبارہ اسلام کے ذریعے چمک اٹھی جس طرح باغ میں بارش کے بعد پھل کھلتے ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لئے اپنی ہدایت کا نور بنا کر بھیجا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے نور کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کو تھام لے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کی حفاظت کرے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور ذخیرہ بنائے، بیشک اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا} ۔ الاحزاب ۲۱

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے،

ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اہلِ دل فرماتے ہیں کہ دل میں نور اعمال کے ذریعے داخل ہوتا ہے اور عمل ہمیشہ سچی نیت سے مقبول ہوتا ہے، نیز قول و عمل اور نیت اسی وقت معتبر ہوتے ہیں جب سنت کی پیروی کیجائے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کلُّ عملٍ لیس ھو علیٰ ھدینا فھو ردٌّ''

ترجمہ: ''ہر وہ عمل جو ہمارے طریقے پر نہ ہو وہ مردود ہے''۔ (صحیح مسلم)

اس کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کے ذریعے ابن آدم اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے اور اس میں سنت کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس کی خواہش کو پورا کرتا ہے تو وہ باطل ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے موافق نیک عمل آسمان پر پہنچایا جاتا ہے، اسی نیک عمل کے ذریعے وہ قیامت کے دن بغیر کسی کمی اور نقصان کے حوضِ کوثر پر حاضر ہوگا۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس میں چار باتیں نہ پائی جائیں، فرائض کو سنت کیساتھ ادا کرنے کا اہتمام، تقوی کے ساتھ حلال کھانا، ظاہری اور باطنی منہیات سے بچنا اور موت تک ان باتوں پر قائم رہنا، کسی نیک آدمی کا قول ہے کہ کشف و کرامت کی بنیاد حلال کھانے اور سنت کی اتباع میں ہے، جب کوئی آدمی یہ عادت اپناتا ہے تو اس کا دل اور دیگر اعضا روشن ہو جاتے ہیں اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہے دن کے وقت اس کا چہرہ چمک اٹھتا ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ اس پر صدیقین کی نشانیاں کھل جائیں تو وہ صرف حلال کھانے کا اہتمام کرے اور سنت کی خاطر یا ضرورت کی بنا پر کوئی عمل کرے، کسی صادق کا قول ہے کہ جو شخص مشتبہ کھانا کھالے اس کا دل چالیس دن تک تاریک رہتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ} تطفیف ۱۴

ترجمہ: ہرگز نہیں! بلکہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں، اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

بیشک مشتبہ یا حرام کھانے کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے، جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء

سے نافرمانی سرزد ہوتی ہے چاہے ارادے سے ہو یا بغیر ارادے کے، اسے علم ہو یا نہ ہو، جس شخص کا لقمہ حلال کا ہو اس کے اعضاء فرمانبرداری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے نیک کام کی توفیق عطا فرماتے ہیں، جب اعضاء نافرمانی پر اصرار کریں اور گناہوں کا انبار لگ جائے تو دل سیاہ ہو جاتا ہے، پھر وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اسے نہ کوئی نیکی اچھی لگتی ہے اور نہ کوئی برائی ناگوار گذرتی ہے، اس کا نور چلا جاتا ہے، شیطان اور خواہشِ نفس عقل کے نور پر غالب آجاتی ہے جس کے نتیجے میں اس نور کی شعاعیں بجھ جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر جب چراغ میں مضبوط اور صاف ستھری بتی اور میل کچیل سے پاک وصاف تیل موجود ہو تو وہ مسلسل جلتا رہتا ہے، اس کا تیل روشنی دینے میں معین ومددگار ثابت ہوتا ہے، جب تیل میں کوئی خرابی پیدا ہو تو وہ خرابی چراغ کی روشنی پر غالب آجاتی ہے، اور اگر اسے درست نہ کیا جائے تو اس کی روشنی چلی جاتی ہے اور بتی روشنی کے لئے بے فائدہ ثابت ہوتی ہے، اسی طرح دل میں اللہ تعالیٰ نے عقل، شہوت اور گمراہ کرنے والے شیطان کو پیدا کر دیا ہے، سنت کی اتباع اور اس کی حدود کی واقفیت سے عقل کو روشنی اور قوت حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے دلی دھیان، اس کے ذکر، خوف اور ڈر سے نفسانی خواہشات اور شیطان کا لشکر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے، اس کا جسم کمزور ہوتا ہے لیکن دل کی آنکھیں قوی ہو جاتی ہیں اور اس کا نور اعضاء تک عام ہو جاتا ہے، سستی ختم ہو جاتی ہے، خاص طور پر جب تیل خالص ہو اور وہ تیل اکلِ حلال کی وجہ سے بننے والا خون ہے، اس تیل کی مدد سے اس کی روشنی مسلسل بہتر ہوتی رہتی ہے۔

اور اگر وہ شہوات کی پیروی میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے اعراض کرے تو شیطان پھول جاتا ہے اور اس کا لشکر مضبوطی سے اس پر غالب آجاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ قبولیتِ توبہ اور معافی کے ذریعے اس کے گناہوں کا تدارک کر کے احسان کا معاملہ نہ فرماتے تو دن کا اجالا اور رات کی تاریکی اس کی نظروں میں ختم ہو جاتی۔

لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو اور جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اس پر غور وفکر کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرو، اور اپنے دل کے کانوں سے پروردگار کا یہ ارشاد سنو:

{وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ

اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ } الزمر ۵۴تا۵۸

ترجمہ: اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ، اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آپہنچے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں نازل کی گئی ہیں ان کی پیروی قبل اس کے تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں پتا بھی نہ چلے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو یہ کہنا پڑے کہ: ''ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے معاملے میں برتی! اور سچی بات یہ ہے کہ میں تو (اللہ تعالی کے احکام کا) مذاق اُڑانے والوں میں شامل ہو گیا تھا''۔ یا کوئی یہ کہے کہ: ''اگر مجھے اللہ ہدایت دیتا تو میں بھی متقی لوگوں میں شامل ہوتا''۔ یا جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ کہے کہ: ''کاش مجھے ایک مرتبہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو میں نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم نور کی پیروی کرنے والے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کا مشاہدہ کئے بغیر تمہارے دل میں نور کبھی داخل نہیں ہو سکتا، ممکن ہے کہ تمہیں اللہ تعالی کی محبت نصیب ہو جائے گناہوں سے پاک صاف کر کے تمہیں جنتوں میں ٹھکانا عطا فرمائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'ارغب فیما عند اللہ یُحِبُّکَ اللّٰہُ. وازھد فیما فی أیدی النّاس یحبّک اللہ''۔

ترجمہ: جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کی رغبت رکھو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرو لوگ تم سے محبت کریں گے۔ ابن ماجہ

جو شخص دنیا میں زہد اختیار کر لے اس کا دل دنیا و آخرت میں راحت پاتا ہے، قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہونگے جن کی نیکیاں پہاڑوں کی طرح ہونگی لیکن ان کے بارے میں عذاب کا حکم دیا جائے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا وہ نماز پڑھتے ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کانوا یصلّون ویصومون ویأخذون ھنة من اللّیل لکنھم کانوا اذا لاح

لھم شیء من الدّنیاأوثبوا علیه"۔

ترجمہ: وہ نماز پڑھتے ہونگے، روزہ رکھتے ہونگے اور رات کے رونے کا کچھ حصہ بھی انہیں ملے گا لیکن جب بھی ان کے سامنے دنیا کی کوئی چیز ظاہر ہوگی تو وہ اس پر کود پڑیں گے۔

(اتحاف السادۃ المتقین)

پس اے دھوکے میں پڑے ہوئے انسان! اگر اللہ تعالی کی بارگاہ سے ہمیں امید نہ ہوتی تو لوگوں پر کتنا مشکل معاملہ ہوتا۔

اذا ضاقت بك الأسباب یوما فثق بالواحد الصّمد العلیّ

جب کسی دن اسباب تم پر تنگ ہو جائیں تو ایک ہی بلند اور بے نیاز ذات پر امید رکھ۔

فکم أمر تساء به صباحا وتعقبه المسرّۃ فی العشی

کتنے معاملات ایسے ہیں جن کی وجہ سے تم صبح پریشان ہوتے ہو اور رات کے وقت مسرت پھر لوٹ آتی ہے۔

وکم عسرۃ أعاداللہ یسرا وفرّج کربة القلب الشّجیّ

کتنی تنگیوں کو اللہ تعالی آسانیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں اور غمگین دل کے غم کو خوش کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الشاھد اور الشھید'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے شاھد اور شہید دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے، ایک اور جگہ ارشاد ہے:

{لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا} البقرة ۱۴۳

ترجمہ: تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔

شہید اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے، پھر تعظیم کی خاطر اپنے نام سے نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ نام رکھا، اللہ تعالیٰ کے شہید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عالم، باخبر اور ہمارے اعمال کے نگران ہیں۔

{مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ} المجادلة ۔۷

ترجمہ: کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو، اور نہ پانچ آدمیوں کی کوئی سرگوشی ایسی ہوتی ہے جس میں وہ اللہ چھٹا نہ ہو اور چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کی طرح اس کے علم کی بھی کوئی ابتداء وانتہاء نہیں، ساری مخلوق اس کے علم میں ہے، آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز بھی اس کی نظر سے مخفی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہد اور شہید ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کو جاننے والے ہیں اور اس علم میں دیگر تمام مخلوق کے مقابلے میں فضیلت رکھتے ہیں، یا یہ معنی ہے کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے بارے میں گواہی دیں گے، اس بات پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے:

{وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا} ۔ ۱۴۳

ترجمہ: اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔

ابوالحسن قاسی اس آیت کے معنی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہمارے نبی اور اس کی امت کو اس آیت سے فضیلت عطا فرمائی، اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جیسے ہم نے تمہیں ہدایت عطا کی ہے ایسے ہی تمہیں یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی ہے کہ بہترین انصاف والی امت بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم انبیاء کے حق میں ان کی قوموں کے خلاف گواہی دو اور رسول تمہارے سچے ہونے کی گواہی دیں۔

ایک قول کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ علم کے باجود انبیاء کرام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے دین لوگوں تک پہنچایا ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں، لیکن ان کی امتیں کہیں گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا نہیں آیا، اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت گواہی دے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سچا ہونے کی گواہی دیں گے۔

اس آیت کے معنی میں ایک قول یہ بھی ہے تم اپنے مخالف لوگوں کے لئے حجت ہو اور رسول تمہارے لئے حجت ہیں، یہ قول اللہ تعالی کے اس ارشاد کے قریب ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب کیا گیا ہے:

{فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا} النساء ۴۱

ترجمہ: پھر (یہ لوگ سوچ رکھیں کہ) اس وقت (ان کا) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور (اے پیغمبر!) ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے جسے مسلم نے عبداللہ بن مسعود کے طریق سے روایت کیا ہے کہ میں جب تک ان میں موجود ہوں گواہ ہوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ مجھے قرآن سناؤ، وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت سناؤں حالانکہ قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں یہ

چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں، چنانچہ میں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی اور جب میں مذکورہ آیت پر پہنچا تو میرے پہلو میں بیٹھے کسی آدمی نے آنکھ سے اشارہ کیا، میں نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو بہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف، ڈر اور اطاعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا، اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بقدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عبادت کیا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے تو خوف وخشیت، خشوع وخضوع سے عبادت، غم اور افسوس میں بھی سب لوگوں سے بڑھ کر تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی ملاقات اور اس کے پاس حاضری کا شوق سب لوگوں سے زیادہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لو تعلمون ما أعلم لَضَحِكتُم قَلِيلاً، ولَبَكَيتُم كَثِيراً''

ترجمہ: جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں اس کا پتا چل جائے تو تم ہنسی کم اور رونا زیادہ کردو۔

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارات عام ہوئے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے حامل، عبادت گذار، سختی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر کاربند اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے علم کی گواہی دینا آپ کے فہم کی دلیل ہے، چنانچہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، میرے پاس حضرت ابوبکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس ہمیں پلانے کے لئے دودھ ہے؟ میں نے جواب دیا: میرے پاس امانت ہے اس لئے میں تمہیں نہیں پلا سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سانڈھ جانور ہے جس سے کسی نر نے جفتی نہ کی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اور پھر میں وہ جانور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانور باندھ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تو اس کے تھنوں میں بہت زیادہ دودھ اتر آیا، پھر حضرت ابوبکر ایک چٹان اکھاڑ کر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں دودھ نکالا، پہلے ابوبکر نے دودھ پیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرما کر تھنوں کو خشک ہونے کا حکم دیا تو وہ خشک ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے آکر عرض کیا کہ مجھے بھی یہ باتیں سکھا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو سکھایا ہوا لڑکا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زبان مبارک سے ستر سورتیں سیکھی جن میں میرے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں، ان کا شمار بڑے اہل علم صحابہ کرام میں ہوتا ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سمیت لوگ ان کی تعظیم کیا کرتے تھے اور ان کے مرتبے سے واقف تھے۔

امام شعبی سے ایک قصہ منقول ہے کہ حضرت عمر نے سفر کے دوران ایک قافلے سے ملاقات کی جن میں عبداللہ بن مسعود بھی تھے، چنانچہ حضرت عمر نے منادی کو حکم دیا کہ قافلے والوں سے کچھ سوالات پوچھو، تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ عبداللہ بن مسعود نے جواب میں یہ آیت پڑھی: "من کل فج عمیق" یعنی ہم دور دراز کی گھاٹیوں سے آئے ہیں، اس آدمی نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا: "الی البیت العتیق" یعنی بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں، حضرت عمر جواب سن کر کہنے لگے کہ ان لوگوں میں کوئی عالم ہے، اس نے پھر سوال کیا کہ قرآن کا کون سا حصہ زیادہ عظمت والا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب میں آیت الکرسی کی تلاوت فرمائی، اس نے پھر سوال کیا قرآن کا کون سا حصہ زیادہ مضبوط ہے؟ عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

{اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ} النحل ۹۰

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔

حضرت عمر نے یہ پوچھنے کا حکم دیا کہ قرآن کا کون سا حصہ زیادہ جامع ہے؟ ابن مسعود نے جواب دیا:

{فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ} الزلزال ۷،۸

ترجمہ: چنانچہ جس نے ذرّہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھے گا، اور جس نے ذرّہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔

پوچھا کہ قرآن کا کون سا حصہ زیادہ امید دلانے والا ہے؟ ابن مسعود نے جواب دیا:

{قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا} الزمر ۵۳

ترجمہ: کہہ دو: ''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناوہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

حضرت عمر نے یہ پوچھنے کا حکم دیا کہ قرآن کریم کا کون سا حصہ زیادہ ڈرانے والا ہے؟ عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا

{لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا} النساء ۱۲۳

ترجمہ: نہ تمہاری تمنائیں (جنت میں جانے کے لئے) کافی ہیں، نہ اہل کتاب کی آرزوئیں، جو بھی برا عمل کرے گا اس کی سزا پائے گا، اور اللہ کے سوا اسے اپنا کوئی یار و مددگار نہیں ملے گا۔

حضرت عمر کو جب اس بلند مرتبہ آدمی کا علم ہوا تو پوچھا کہ کیا تم میں عبداللہ بن مسعود ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نام شاھد اور شھید رکھا ہے اسے چاہیئے کہ گواہی کا رتبہ پہچان کر اہتمام سے اس کی ادائیگی کرے، گواہی کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر معاملہ سورج کی طرح ہو تو گواہی دو ورنہ چھوڑ دو، جس شخص کے ذمہ اپنے بھائی کے حق میں گواہی ثابت ہو اور اسے بات کا یقینی علم ہو تو اس کے ذمہ گواہی دینا واجب ہے، اگر اسے شک ہو تو اس کا بیان کرنا اس پر حرام ہے، حقیقی گواہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے اور اپنے تمام ارادوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے گواہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، وہ دوسرے کی مدد اور حمایت کرے، حرام کھانے اور خواہشات کی پیروی سے رک جائے۔ نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے اخلاق کو اپنائے۔

زمانہ تبدیل ہو گیا، سچائی اور امانت ختم ہو گئی اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہو گیا کہ ''عنقریب آخری زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو نہ ڈریں گے نہ وعدہ پوریں کریں گے اور گواہی طلب کئے بغیر گواہی دیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں جائز و ناجائز طریقے سے درہم و دینار جمع

کرنے کی حرص ہے، دلوں سے نرمی رخصت ہو چکی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے حیا رخصت ہو چکی ہے، ان لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُولٰئِکَ الذین مَلَکَت الدّنیا أَزِمَّةَ قُلوبِهِم .فأورتُهُم النّارَ بِسَبَبِ ذُنُوبِهِم۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں دنیا جن کے دلوں میں بس گئی ہے میں انہیں ان کے گناہوں کی بدولت جہنم میں ڈالوں گا۔

یہ گواہی تو نیک لوگوں کی نظر میں صرف امانت ہوا کرتی تھی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کی رضا حاصل کیا کرتے تھے، سب گواہیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوا کرتی تھیں، پھر اس کے بعد ایک تہائی اللہ کے لئے اور ایک تہائی اپنے نفس کے لئے اور ایک تہائی لوگوں کے لئے ہو گئیں، اس کے بعد حرفت، پیشہ اور دینی نقصان کا سامان بن گئیں۔

شیخ محمد دکالی نے اپنے کسی شاگرد کو تقویٰ کی وصیت کرتے ہوئے ایک خط لکھا جس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے بھائی! جان لو کہ تم دین اور عزت کی سلامتی کے محتاج ہو، پس ان دونوں باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، پھر ارشاد فرمایا: جان لو کہ اگر تم اپنے ارادے میں اللہ تعالیٰ کی بات پر عمل کرو تو اس کی برکت تمہارے دین و دنیا میں ظاہر ہوگی، یہ بات تم شرح صدر سے جان لو اور اس کی حرص پیدا کرو، میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے دنیا کا سامان حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا کر اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیا اور بالاخر وہ حسد اور دشمنی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دردناک عذاب کے مستحق ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بیشک عاقل وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے، پھر شیخ اشعار کہنے لگے:

مفتاح رزقك تقوی الله فاتّقه   ولیس مفتاحه حرصا ولا طلبا

تمہارے رزق کی چابی اللہ سے ڈرنا ہے لہذا اس سے ڈرتے رہو اور رزق کی چابی حرص اور طلب نہیں۔

والعلم أجمل ثوب أنت لابسه   فاجعل له علمین الدّین والأدبا

علم بہترین لباس ہے جسے تو پہنتا ہے پس اس کے لئے دو جھنڈے بنا، ایک دین کا علم

اور دوسرا ادب کا جھنڈا۔

نیز وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں اس آدمی کا گناہ جو سمندر پر پل تعمیر کرے تاکہ اس کے ذریعے مسلمان ملکوں کو ختم کیا جائے جھوٹی گواہی کے گناہ سے ہلکا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا اجرم دین کے معاملے میں اللہ تعالی کا خوف کئے بغیر فتوی دینا ہے، یہ ڈرنے والوں کی نشانیاں، متقین لوگوں کی کہانیاں اور محبت کرنے والوں کی علامتیں ہیں، اللہ تعالی اس سب سے راضی ہوجائے۔

أعد ذكرهم ياصاح وارو حديثهم فذكرهم مما يعادو يُستحلى

اے بولنے والے! ان کے ذکر کو بار بار کرا وران کی باتوں سے سیراب ہوجا، پس ان کا ذکر جتنا دہرایا جائے شیریں سمجھا جاتا ہے۔

ودون بديوان المناقب وصفهم تجد ذكرما دونت فيه اذا يتلى

ان کی صفات پر ایک دیوان مرتب کر، تو ان باتوں کو جب پڑھے گا تو ان کے ذکر کو نیا پائے گا۔

وردّه على الأسماع طيب سماعه فترديده في سمع آذاننا يحلى

ان کے بارے میں سنی ہوئی باتوں کی خوشبو کو بار بار اپنے کانوں پر لوٹا، ان کو لوٹانے سے کانوں میں مٹھاس ہوتی ہے۔

وجود نظاما في قوافي رثائهم فنظم القوافي في رثائهم أسلى

ان کے مرثیے میں قافیوں کی ایک لڑی تیار کر، ان کے مرثیے میں قافیوں کی لڑی تسلی دینے والی ہے۔

وزُر لاذكار العهد منهم قبورهم فبالذكر حجب الدّين عن قلبنا يجلى

عہد کو یاد کرنے کے لئے ان کی قبروں کی زیارت کرو، ذکر کے ذریعے ہمارے دل سے دین کا پردہ روشن ہوجاتا ہے۔

عليهم سلام الله ماذرّ شارق وما درّ دمع العين شوقا وما انهلا

ان پر اللہ تعالی کا سلام ہو، جب تک کھجور کا درخت اگتا رہے اور شوق اور اور خوف سے آنسو بہتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود وسلام نازل فرمائے اور شرف وتعظیم کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العظیم'' کے معنی بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

عظیم آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ نے تورات کے پہلے سِفر [1] میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ارشاد ہے: عنقریب تم عظیم امت میں ایک عظیم ہستی کو جنو گے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی آپ علیہ السلام کے عظیم اخلاق کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ} القلم ۴

ترجمہ: اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہو۔

اللہ تعالی نے اپنا نام بھی عظیم رکھا ہے، اللہ تعالی کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی ذات بڑی شان والی ہے، ہر وہ چیز جو آنکھوں سے بڑی نظر آتی ہے یا دل اسے بڑا سمجھتے ہیں وہ ذات باری تعالی کا محتاج ہونے کی وجہ سے اس کے سامنے ہیچ ہے۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی عظیم رکھا جس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت وفضیلت اللہ تعالی کی نظر میں دیگر تمام مخلوق سے بڑھ کر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے نزدیک بلند مرتبے، سرداری اور رضامندی والے ہیں، اللہ تعالی نے قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں خطاب فرمایا:

{وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ} الضحیٰ ۵

ترجمہ: اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی بھلائیاں عطا کیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو بلند فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرح صدر عطا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے کو آسان فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو عزت بخشی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبولیت عطا کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت واحترام اور شہرت عطا فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو جلدی قبول کیا، بہت سارے معجزات، کرامتیں اور مقبول دعائیں اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئیں۔

---

[1] (۱) جس طرح قرآن کریم کے مختلف حصوں کو سورتوں اور پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے اسی طرح تورایت وانجیل میں اسفار ہیں، اسفار کا واحد سفر ہے اس کا معنی ہے کتاب، از مترجم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہو کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئیں، آپ ﷺ نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے ان کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خون خشک ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے انہیں قریب آنے کا حکم دیا، جب وہ سامنے آ کر بیٹھ گئیں تو آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر ہار کی جگہ رکھا اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور پھر یہ دعا فرمائی:

''اللّٰھُمَّ مشبعَ الجماعۃ. ورافع الوضعۃ لاتُجِع فاطمۃَ بنتَ مُحمّدٍ''

ترجمہ: ''اے اللہ، اس جماعت کو سیراب کرنے والے اور تنگی کو ختم فرمانے والے! محمد کی بیٹی فاطمہ کی بھوک کو ختم فرما۔ (کتاب الشفا)

حضرت عمران فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ کی طرف دیکھا تو ان کے چہرے پر خون واپس آ چکا تھا اور اللہ تعالی کے عظیم المرتبہ نبی ﷺ کی دعا کی قبولیت کی برکت سے ان کے چہرے کی زردی ختم ہو گئی تھی۔

اے دھوکے میں پڑے ہوئے انسان! اس واقعہ سے اللہ تعالی کی نظر میں دنیا کی حقیقت جان، بیشک اللہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت سے بڑھ کر کوئی باعزت نہیں لیکن اللہ تعالی نے انہیں دنیا سے دور رکھا، یقیناً دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

تمام لوگوں کے سامنے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کا مرتبہ عظیم ہے کیونکہ لوگ آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت، اکرام اور حفاظت دیکھ چکے تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب بہت سخت بیمار ہوئے، آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو چچا نے کہا: اے بھتیجے! اپنے معبود سے میرے لئے صحت کی دعا کرو، نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو ابو طالب فوراً تندرست ہو گئے، ابو طالب نے کہا: اے بھتیجے! جس رب کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری بات مان لیتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے چچا! اگر آپ اس کی اطاعت کریں تو وہ آپ کی بات بھی مان لے گا۔ (مجمع الزوائد، مستدرک حاکم)

ان عظیم اخلاق پر غور و فکر کرو جن کی وجہ سے ہر خاص و عام آدمی کے دل میں آپ ﷺ کی عظمت ہے، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عظمت اور ہیبت و جلال عطا فرمایا، آپ ﷺ انتہائی خوبصورت

اور باکمال نظر آتے تھے، جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا وہ ہیبت محسوس کرتا اور جو آپ ﷺ سے میل جول رکھتا وہ محبت کرنے لگتا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قدر ومنزلت کو دونوں جہانوں میں ظاہر فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات بائیں طرف ایک آدمی کو بیٹھا ہوا دیکھا کہ ساری دنیا اس کے دونوں گھٹنوں پر ہے، اور وہ ادھر ادھر توجہ دیئے بغیر دنیا کی طرف مسلسل دیکھ رہا ہے، اس کے ہاتھ میں لکھی ہوئی ایک تختی ہے، وہ ٹکٹکی باندھ کر اس کی طرف دیکھ رہا ہے، حضرت جبریل علیہ السلام اس کے سرہانے کھڑے ہوئے اور کہا: اے ملک الموت! کیا تم اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد ﷺ کو سلام نہیں کرتے؟ ملک الموت نے جواب دیا: اے محمد! آپ ﷺ کو خوشخبری ہو، میں نے بھلائی صرف آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت میں دیکھی ہے، اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور دل کو خوش کیجئے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کہ اے جبریل! میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ کہ روحیں کس طرح قبض کی جاتی ہیں؟ حضرت جبریل نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجھے روح قبض کرنے کی کیفیت بتائے، چنانچہ ملک الموت نے آپ ﷺ کے سامنے اس کا طریقہ تفصیل سے بیان کیا، ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اسے چھوڑ دیا ہے۔ (الدر المنثور)

یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ کا نام عظیم اس لئے رکھا گیا کہ مخلوقات کے دلوں میں آپ ﷺ کی عظمت اور ہیبت ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

خیر البریّة کلّها وشریفها وحلیمها وکریمها البرّ الرّضا

آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہتر، شریف، بردبار، کریم نیک اور راضی رہنے والی ذات ہیں۔

أعلیٰ قریش منصبا وأرومة وأشدّهم بأسا اذا احمرّ الوغیٰ

آپ ﷺ قبیلہ قریش میں منصب اور ارادے کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں، اور سخت لڑائی کے وقت ان سب سے زیادہ لڑنے والے تھے۔

وأبرّ خلق الله طرّا شخصه وأجلّ من لبس العباءة وارتدی

آپ ﷺ کی شخصیت اللہ تعالیٰ کی لباس پہننے والی مخلوق میں سب سے زیادہ نیک اور بڑی ہے۔

وأعزّ من القى الوجود بنفسه شرفا وأكرم من على قدم مشى

اور قدموں پر چلنے والی مخلوق جسے وجود بخشا گیا ہے شرف و کرم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ باعزت ہیں۔

من لا یُریٰ فی العالمین شبیهه أبد الأبید ولا یکون ولا یُریٰ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہے جن کے مشابہہ جہانوں میں ہمیشہ سے نہ موجود ہے اور نہ نظر آئے گا۔

صلی الالٰه علیه من متعظّم مالاح بدر فی الدّجنة أو سریٰ

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عظیم رحمت کاملہ نازل فرمائے جب تک تاریک رات میں چاند ظاہر ہو کر گردش کرتا رہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''العظیم'' ہے اور اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا ہے، اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی عزت کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو پھیلانے میں حریص ہو، نیز وہ یہ بات جان لے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر کی اللہ تعالی اسے عظمت عطا فرماتے ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی مدد کرے اللہ تعالی اس کی مدد فرماتے ہیں، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی دلجوئی کرے اللہ تعالی اس کی دلجوئی کرتے ہیں، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب خوشبو کے سامنے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمادیتے ہیں، نیز جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی خاطر امت محمدیہ کا اکرام کرے اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرتے ہیں۔

تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور ان کی طرف منسوب چیزوں کی تعظیم کرو اور صحابہ کرام کے حالات پر غور وفکر کرو کہ کس طرح وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وتوقیر کیا کرتے تھے، یہی حال رسول اللہ سے محبت کرنے والے اولیاء کا تھا۔

شیخ ولی کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے [میرے خیال میں اس سے مراد شیخ مرجانی ہیں] کہ ایک دن انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عنقریب تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جس کا سر نہیں ہوگا یعنی تکبر سے محفوظ ہوگا، وہ شخص شیخ ولی اللہ ابوالحسن کے ساتھیوں میں سے تھا، جب وہ آیا تو اس نے ابوعبداللہ پر سلام کیا اور انہیں اس بات کی قسم دی کہ وہ اپنے پاؤں اس کے رخسار پر رکھیں اور اس کی وجہ

یہ بیان کی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے قریب رہتے ہیں۔

چنانچہ وہ شخص آیا اور رک گیا اور شیخ ولی کو مسلسل قسم دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی قسم کو پورا کیا، اس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے رخسار کو زمین پر رکھا اور دوسرے شیخ نے ان کے رخسار پر پاؤں رکھا، اور یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا شوق رکھنے والوں کی باتیں ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب اور عظمت والا نہیں، میں جلال کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھیں بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا، اگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کا حکم دیا جائے تو میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی آنکھیں بھر کر نہیں دیکھا۔

صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تیز نظروں سے نہیں دیکھ سکتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ایسے بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ پڑھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی تعظیم کیا کریں، اس حدیث قدسی کو اپنے ذہن میں رکھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سنائی ہے کہ وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح احترام کرنا ضروری ہے جس طرح زندگی میں کیا جاتا تھا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور سیرت کو بیان کرتے اور سنتے وقت عاجزی اختیار کرنا ضروری ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر مومن پر واجب ہے کہ جب بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے یا اس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو عاجزی اختیار کرے اور عظمت کی وجہ سے پرسکون ہو جائے، اور اس طرح ہیبت وجلال کا اثر اس پر طاری ہو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہونا چاہیئے، اس طرح ادب واحترام کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب سکھایا ہے۔

یہ نیک لوگوں اور علماء عاملین کی سیرت تھی، ان کے دل اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کی تعظیم کرنے والے تھے، وہ اپنے مقصود کے حصول کے لئے ان آثار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑتے تھے، اور ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کا شوق رکھتے تھے۔

قولوا لأحبابنا قرّت عیونکم　　فقد دنت بحبیبی دِمنة الدّار

ہمارے دوستوں کے بارے میں وہ بات کرو جو تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کردے، یقیناً میرے

حبیب کی وجہ سے گھر کے نشانات قریب آ گئے۔

ان تنظروا فی وقوفی نحو بابکم　　　فسوف أنظر من بُعد الیٰ الدّار

اگر تم مجھے اپنے دروازے کی طرف کھڑا ہوتے ہوئے دیکھو تو عنقریب میں گھر کو دور سے دیکھوں گا۔

الدار قاتلتی والحبّ ساکنها　　　لا عذّب الله مَن فی الدار بالنّار

گھر میرا قاتل ہے اور محبت اس گھر کی باسی ہے، جو اس گھر میں ہو اللہ تعالیٰ اسے آگ کا عذاب نہیں دے گا۔

مازال خدّی بباب الدّار ملتزما　　　حتیٰ رثیٰ لی جار الدّار والجار

میرا رخسار مسلسل اس گھر کے دروازے کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ گھر کے پتھروں اور اور پڑوسیوں نے مجھ پر رحم کھایا۔

النار عندکم والنّار فی کبدی　　　فان هربتُ فمن نار الیٰ نار

ایک آگ تمہارے پاس ہے اور ایک آگ میرے کلیجے میں ہے پس اگر میں بھاگوں تو ایک آگ سے دوسری آگ کی طرف بھاگوں گا۔

یاسادتی زادت البلویٰ علیّ فمن　　　همّ لهمّ وأفکار لأفکار

اے سردارو، مجھ پر مصائب زیادہ ہو گئے ہیں، پے در پے غم اور فکریں سوار ہیں۔

الیك یامنتهیٰ الشکویٰ وفعت یدی　　　کن منقذا من بلیّاتی واصراری

اے وہ ذات جس پر شکایت کی انتہاء ہے! میں نے اپنا ہاتھ اٹھایا ہے، مجھے مصیبتوں اور گناہوں سے بچا۔

واجعل صلاتك یامولای دائمة　　　علیٰ نبیّ الهدیٰ والصّحب والأبرار

اور اے مولیٰ! ہدایت والے نبی اور ان کے نیک صحابہ پر دائمی طور پر اپنی رحمت نازل فرما۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام درود و سلام نازل فرمائے اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الجبار'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے ''الجبار'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام ''کتاب داود'' میں رکھا ہے، چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: اے جبار! اپنی تلوار کو گلے میں ڈال کر رکھو، بیشک تیری ناموس اور شریعت تمہارے دائیں ہاتھ سے ملی ہوئی ہے۔

جبار اللہ تعالی کا نام بھی ہے، اللہ تعالی کے حق میں جبار قاہر کے معنی میں ہے، ایک قول کے مطابق جبار مصلح بلند اور عظیم الشان ذات کو کہتے ہیں جو ہر اس کام پر قادر ہو جسے وہ چاہے، اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کے اظہار کے لئے اپنے نام سے نکال کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا ہے۔

جبار کا معنی آپ علیہ السلام کے حق میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کی تعلیم دے کر امت کی اصلاح کرنے والے، کافر دشمنوں پر غلبہ پانے والے اور انہیں دردناک عذاب سے نجات دلانے والے ہیں، یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوق پر بلند مرتبہ حاصل ہونے اور ہر مرد و عورت کے دل میں عظمت کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام جبار رکھا ہے، یہ معنی بھی تعظیم پر دلالت کرتا ہے لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں جبار کا معنی اس کے علاوہ نہ سمجھا جائے، کیونکہ کوئی اور معنی مراد لینا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیا اور رسولوں کے منصب کے لائق نہیں بلکہ ان کے حق میں محال ہے۔

یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متواضع اور متقی لوگوں کے سردار ہیں، اپنے بلند منصب و مرتبے کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے سامنے بہت زیادہ عاجزی اختیار فرماتے اور لوگوں کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آتے، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے بڑھ کر متواضع اور تکبر سے دوری اختیار کرنے والے تھے، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متکبرین کی مذمت بیان فرماتے، فقراء، غلاموں، مسکینوں اور ایمان والوں کیساتھ محبت و شفقت کا معاملہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میں غلام ہوں، ایسے کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور ایسے بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے، یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے متواتر ثابت ہے۔

لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں جبار کا معنی صرف یہی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے ذریعے اپنی امت کی اصلاح کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز تلوار لے کر ان کے سامنے کھڑے ہوئے تاکہ وہ ضلالت

اور گمراہی سے واپس آجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو اپنے اس ارشاد سے پورا فرمایا کہ "مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" کا اقرار نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام جبار رکھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جابروں کو مغلوب اور ان کی گردنوں کو نیچا کیا، بڑے بڑے سردار ہتھیار ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع بن گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یقین کی تکمیل فرمائی، دشمن کے ساتھ لڑائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، جب بھی لڑائی ہوئی تو آپ علیہ السلام کو دشمنوں پر غلبہ ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بدلہ لیا، یہ سب باتیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عرب کے بہادروں کو شکست دینے اور منافقوں کی گردنیں اڑانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید فرمائی، اللہ تعالیٰ کی مسلسل مدد و نصرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام ہوا کہ دشمنوں کو ذلیل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر غلبہ حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب کر دیا۔

ابوعمر زاہد نے اپنی کتاب "یاقوتہ" میں حضرت عبداللہ بن عباس کے طریق سے ایک واقعہ نقل کیا ہے، ہم اس واقعہ کو اس طرح مختصر طور پر بیان کرتے ہیں جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے، عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے مجھ سے فرمایا کہ اے بیٹے! فتح مکہ میں ہماری تعداد دس ہزار مجاہدین پر مشتمل تھی، یہ سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر تھا، بعد میں یہ تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی تھی، ہم مکہ سے نکل کر حنین کی طرف چلے، جب مالک بن عوف نصری کے پاس یہ خبر پہنچی تو اس نے مختلف گروہوں کو جمع کرنا شروع کیا، اس کی دعوت تیس ہزار سپاہیوں نے قبول کی، جب ہم قریب پہنچے تو اس کے غلام نے اسے ہمارے آنے کی خبر دی، مالک بن عوف کی نظر کمزور تھی، غلام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں ایک گھاٹی پر چڑھ گئے، غلام نے اسے لشکر کے جمع ہونے کی خبر دی، اس نے پوچھا: اے غلام! ان کی ٹوپیاں کیسی ہیں؟ غلام نے بتایا کہ یہ سرخ ہیں، اس نے جواب میں کہا کہ یہ قبیلہ جہینہ کے لوگ ہیں، پھر غلام سے پوچھا: اے غلام! جہینہ کے پیچھے والے لوگوں کے حالات بیان کرو، غلام نے جواب دیا کہ اے آقا! ایک اور لشکر اس کے پیچھے ہے جو اس سے بھی زیادہ چاک و چوبند ہے، اس نے پوچھا: ان کی ٹوپیاں کیسی ہیں؟ غلام نے بتایا کہ سیاہ ہیں، اس نے کہا کہ یہ قبیلہ مزینہ کے لوگ ہیں، پھر غلام سے پوچھا کہ ان کے پیچھے کون لوگ

ہیں؟ غلام نے کہا: اے آقا! سیاہ رنگ کی طرح ایک لشکر ہے جس کے آگے ایک شخص جن کی طرح اپنے گھوڑے پر لپٹا ہوا ہے، اس کے ہاتھ میں موتی کی طرح چوڑی تلوار ہے اور اس کے نیچے گھوڑا کھیل رہا ہے۔

اس نے کہا کہ ان کی ٹوپیوں کا رنگ بیان کرو، غلام نے بتایا کہ ان کی ٹوپیوں کا رنگ سفید، سیاہ اور سرخ ہے، اس نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ، کیا تمہیں پتا ہے کہ یہ آدمی کون ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ لات اور عزی کی قسم! میں اسے نہیں جانتا، اس نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی صفیہ کے بیٹے زبیر ہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے شہسوار ہیں جنہیں ایک ہزار شہسواروں کے برابر شمار کیا جاتا ہے، کیا تو جانتا ہے کہ یہ لشکر کیسا ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ آقا میں نہیں جانتا، اس نے بتایا کہ یہ وادی مکہ کے خاص قبیلہ قریش کا لشکر ہے، اس لشکر کے پیچھے جو کچھ ہے اس کے بارے میں بتاؤ، غلام نے بتایا کہ ایک لشکر آیا ہے جس میں شور برپا ہے، اس نے پوچھا ان کی ٹوپیوں کے بارے میں مجھے بتاؤ، غلام نے بتایا کہ سب زرد رنگ کی ہیں، آقا نے کہا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو تم جانتے ہوں یہ کون لوگ ہیں؟ غلام نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، اس نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے۔

اے غلام! مجھے بتاؤ کہ ان کے آگے کون ہے؟ غلام نے بتایا کہ قبیلہ کا ایک بلند قامت آدمی ہے جس کے کندھے کشادہ ہیں اور وہ شتر مرغ کے پروں کی علامت لگائے ہوئے ہے، اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے گویا کہ وہ پورے لشکر کو ابھار رہا ہے، آقا نے پوچھا کیا تم جانتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ غلام نے جواب دیا کہ نہیں، وہ کہنے لگا کہ انصار کا ایک نوجوان ابودجانہ ہے، اے غلام! مجھے اس کے بعد والوں کے بارے میں بتاؤ، غلام نے بتایا کہ ایک بڑا دستہ ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ سخت حملہ کریں گے، اس نے پوچھا: ان کے آگے کون ہے؟ غلام نے بتایا کہ ایک آدمی جو درمیانے قد اور بہت خوبصورت چہرے کا مالک ہے، اس کا سر کھلا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہے، وہ آسمانی بجلی کی طرح دائیں بائیں اور پیچھے دیکھ رہا ہے، اور اپنے سامنے تیز نظروں سے دیکھ رہا ہے، اس کے نیچے ایسا عمدہ گھوڑا ہے جو تیر رہا ہے، اس نے کہا: تیرا ناس ہو کیا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، آقا نے کہا یہ شیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی خاص الخاص شخصیت علی بن ابی طالب ہیں، پھر کہنے لگا:

اے غلام! یہ سارے لشکر کا شیر اور عرب کے بہادر آدمی مرحب، فارس کے یہودیوں اور دوسرے بہادر سرداروں کا قاتل ہے، یہ صفوں کو الٹ دینے والا، موت کے ساتھ حملہ کرنے والا، وادی مکہ کا سپوت

اور قبیلہ مضر کا سردار ہے، اے غلام! اگر یہ نوجوان میرے ساتھ ہوتا تو میں اس کے ذریعے مشرق و مغرب کو فتح کر دیتا، اے غلام! میرے سامنے اس کی صفات بیان کرو، غلام نے کہا: اے آقا! کانٹوں والے درخت، ستاروں، چاند، سمندر اور کچے گھر کا مالک آچکا ہے آقا نے کہا تیرا ناس ہو، میرے سامنے اس کی صفات بیان کرو، غلام کہنے لگا: ایسا لشکر آچکا ہے جس کا پہلا حصہ رکتا نہیں اور آخری حصہ تھمتا نہیں، آقا نے پھر کہا کہ مجھے ان کی ٹوپیوں کے بارے میں بتاؤ، اس نے بتایا کہ سب سبز رنگ کی ہیں، آقا کہنے لگا: اے غلام! یہ سبز رنگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستے کا ہے جس سے ٹکرا کر پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں، اے غلام! مجھے اس دستے کے درمیانے حصے کے بارے میں بتاؤ، اس نے بتایا کہ اے آقا، اس کے درمیان میں چاند چمک رہا ہے جس کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ ہے اور وہ ایسے چاند کی طرح ہیں جو دو باریک بادلوں کے درمیان سے نکلا ہو۔

اس نے کہا: اے غلام! تمہیں کیا ہو گیا، اللہ کی قسم! تو نے میری کمر توڑ دی ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟ غلام نے نفی میں جواب دیا، اس نے بتایا کہ بلند پہاڑ، روشن ہونے والا خالص نور ہیں، یہ جب گفتگو کرتے ہیں تو سمجھا دیتے ہیں، جب فخر بیان کرتے ہیں تو خاموش کر دیتے ہیں، خاموشی اور گفتگو میں بڑے مرتبے پر فائز ہیں، بہت زیادہ علم والے اور عمدہ گفتگو کرنے والے ہیں، یہ وہی ہستی ہیں کہ کسی کام کا حکم کرنا اور کسی کام سے منع کرنا انہی کے ہاتھ میں ہے، یہ وہ ذات ہیں جس نے بتوں کو توڑا، آباواجداد کا انکار کر کے انہیں بے وقوف قرار دیا، یہ توحید اور درست کلام والے ہیں، پھر کہنے لگے: اے غلام! مجھے پورے لشکر کا حال بتاؤ، چنانچہ غلام نے اسے لشکر کی تعداد اور دیگر باتوں کے متعلق بتایا جسے ہم نے طوالت کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔

اس نے غلام سے کہا: اے غلام! تیرا ناس ہو، فوراً نیچے اترو، قبیلہ ھوازن ہلاک ہو چکا ہے، آج کے بعد ہوازن کا وجود باقی نہ رہے گا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آمنا سامنا ہوا اور سخت لڑائی شروع ہوئی تو ہوازن والوں نے مسلمانوں پر یکبارگی تیراندازی کی جس سے لوگ منتشر ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات آدمیوں کے درمیان اکیلے رہ گئے، حضرت علی اکیلے دشمن سے لڑ رہے تھے، ان کے دائیں قثم اور بائیں ابوسفیان بن حارث تھے، قثم نے کہا کہ اے ابا جان! میرے باز و تھک گئے ہیں اور تلوار کند ہو چکی ہے، میں نے ان سے کہا میرے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہار کے پاس آجاؤ، ابوسفیان نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں بہت کوشش کی، میں نے ابوسفیان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف جانے کا حکم دیا، پھر میرے محبوب علی لوٹ کر آئے، میں نے مایوس ہو کر پوچھا کہ اے ابوالحسن! کیا خبر ہے؟ وہ کہنے لگے کہ میں نے بہت کوشش سے

جہاد کیا، میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف جانے کا حکم دیا، اس کے بعد میں نے باقی لوگوں کو حکم دیا کہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہو کر دشمن کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو جائیں۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو دیکھا کہ ان کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی ہے ہاتھ میں لمبا نیزہ دائیں طرف ڈھال اور ان کے اوپر ایک سے زائد زرع ہے، گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے اپنی خچر دلدل پر سوار ہیں۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں شہسوار دیکھے ہیں لیکن اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شہسوار نہ دیکھا، تیس ہزار مشرکوں نے مل کر اکٹھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت قدم رہے، پھر دوسری مرتبہ حملہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بار بھی ثابت قدم رہے، اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیلے بیس قدم تک ان پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

پھر مجھے وادی سے کنکریوں کی ایک مٹھی لانے کا حکم دیا اور لوگوں کے چہرے پر پھینک کر ارشاد فرمایا: چہرے خوفزدہ ہو جائیں اور ان کی مدد نہ کی جائے، چنانچہ کفار پیچھے ہٹ گئے اور تنگ ہو کر سمٹنے لگے، انہوں نے ایڑھیوں کے بل پیچھے ہٹنا ہی غنیمت سمجھا، گویا کہ وہ ایک سیلاب تھا جسے روک لیا گیا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے چچا! لوگوں کو بلند آواز سے بلائیں، میں نے پکار کر کہا: اے سورہ بقرہ والو! اور اے درخت کے نیچے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ حالت میں موجود ہیں، مہاجرین وانصار صحابہ نے فوراً لبیک کہا اور ان کے دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چمٹ گئے۔

چنانچہ مسلمان فوراً جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند آواز سے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اب جنگ عروج پر ہے، مسلمانوں نے مل کر کفار پر یکبارگی حملہ کیا اور کفار پیچھے کی جانب پلٹ گئے، حضرت عباس فرماتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں کے ہاتھوں میں ان ٹڈیوں کے مشابہہ تھے جو بچوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں، چنانچہ وہ زخمی اور قتل ہو رہے تھے یا قیدی بنائے جا رہے تھے، پھر ایک گھڑی سے بھی کم وقت میں مال غنیمت جمع کیا گیا، اللہ تعالی نے دشمنوں کو مغلوب کر کے ان کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی جبار کا معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متکبر لوگوں پر غالب آنے والے اور نافرمانی کرنے

ا حدیبیہ کی بیعت کی طرف اشارہ ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرے کے ارادے سے نکلے تھے، مشرکین نے مسلمانوں کو مکہ آنے سے روک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو کفارِ مکہ سے بات چیت کیلئے بھیجا، اسی دوران حضرت عثمان کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی تو کیکر کے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے جہاد کی بیعت لی تھی (از مترجم)

والے بہادروں کو قتل کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الجبار'' کا معنی ظالموں کو مغلوب اور دین کے دشمنوں کو ذلیل کرنے والا ہے تو اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اخلاق کو اپنائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرے، وہ مسلمانوں پر نرم اور کافروں کیلئے سخت ہو، یہ بات ظاہر کرے کہ عزت اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت منقول ہے کہ جب تم متکبر لوگوں کو دیکھو تو ان کے سامنے بڑے بن جاؤ کیونکہ اس طرح ان کی ذلت وحقارت ہوگی''۔

دین کی تحقیر اور ضعیف و مسکین لوگوں سے تکبر کرنے والے شخص کے سامنے عاجزی اختیار کرنے والے شخص کی حالت بہت خراب ہے، دنیاوی فائدے کی خاطر کسی سے محبت کرنا اللہ تعالی سے دوری کا سبب ہے، خاص طور پر اگر اللہ تعالی کی عظیم کتاب کا حامل اور اس کی سنت کا محافظ ایسا کام کرے تو یقیناً اس نے بڑی چیز کو حقیر سمجھا اور حقیر چیز کی تعظیم کی۔

لہذا جس شخص کو بھی دیکھو کہ وہ اللہ والوں سے محبت کرتا ہے تو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنا اور تواضع سے پیش آنا مناسب ہے، اگرچہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالی کی رحمت سے دور کیوں نہ ہو، اس لئے کہ اللہ والوں کے سامنے چھوٹا بننا اور ان کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھنے پر کامیابی کی امید ہے، ان شاء اللہ کامیابی اسی کے فضل سے ملے گی۔

اور تمہارے لئے مناسب ہے کہ علما اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کرو، اللہ کے لئے ان کی تعظیم واکرام کرو، جب تم علما سے محبت کروگے تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور جب تم علما سے بغض رکھوگے تو اللہ کی نظر میں تم ناپسندیدہ بن جاؤگے، اللہ تعالی کی خاطر مسکینوں کے سامنے تواضع اختیار کرو، بیشک وہ دائمی اقتدار کا مالک ہے، ساری مخلوق اسی کی محتاج ہے اور وہ مخلوق کے رزق کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے، اور یہ بات نہ کہو کہ یہ شخص اپنے علم وفقر میں سچا ہے کیونکہ معاملہ تم پر پوشیدہ ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ سنت کی پیروی کرنے والا اور اہل سنت والجماعت میں سے ہو۔ پس جو شخص بھی اپنے فقر اور علم کی نسبت اللہ

تعالیٰ کی طرف کرے اس کے سامنے تواضع اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو طلب کرو۔

واعمل علیٰ برّ الفقیر ورعیه   واحفظ له العهد الوثیق بحبّه

سلّم له فی حاله مع ربّه   فالله قال لعبده ونبیّه

أنا عند منکسر القلوب معرّفا

فقیر (بندے) کی نیکی پر عمل کر کے اس کی حفاظت کر اور اس کی محبت میں مضبوط عہد کی پاسداری کر، اس کا حال پروردگار کے حوالے کر، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور نبی سے ارشاد فرمادیا ہے، میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس پہچانا جاتا ہوں۔

الفقر نعم الفنّ أکرم فنّه   خیر الأنام اختاره واستنّه

طوبیٰ لعبد فیه حسّن ظنّه   فاحذر معارضة الفقیر فانّه

ان صاح أو ان ناح برّح بالخفا

فقر بہترین اور اچھا فن ہے، مخلوق میں سب سے بہتر ذات نے اس کو اختیار کیا ہے اور اپنی سنت قرار دیا ہے،، خوشخبری ہو اس آدمی کے لئے جو فقیر کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اگر وہ چیر پھاڑ کرے یا واویلا کرے تو ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ارشاد میں ان صفات کو یوں بیان فرمایا ہے:

{مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ} الفتح ۲۹

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔

صحابہ کرام آپس میں غم خواری اور تواضع اختیار کرنے والے، مومنوں کے دلوں کو جیتنے والے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے، ایمان والوں پر نرم اور کافروں پر سخت تھے۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود و سلام نازل فرمائے اور شرف و اکرام میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الفاتح'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

فاتح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام کا اسمِ گرامی ہے، معراج والی روایت جو حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے جس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی تعریف ان الفاظ سے فرمائی:

وَرَفَعَ لِی ذِکرِی وجَعَلَنِی فاتِحاً وخاتماً

اور اللہ تعالی نے میرے ذکر کو بلند کردیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔ (الشفا)

فاتح اللہ تعالی کا نام بھی ہے، اس کا معنی اللہ تعالی کے حق میں یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کیلئے رزق اور رحمت کے دروزے کھولنے والا، مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات دینے والا اور ان کی حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ اللہ تعالی لوگوں کے دلوں اور آنکھوں میں اپنی معرفت کو کھولنے والے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی لوگوں کی مدد کرنے والا اور انہیں فتح عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے نام سے نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے احکامات مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں اور ان پر رحمت کے دروازے کھولنے والے ہیں۔

یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کی مدد کرنے والے، اس کے غلبے کے لئے کوشش کرنے والے اور تمام امور میں اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہیں۔

ایک احتمال یہ ہے کہ فاتح کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے سامنے ہدایت کو بیان کرنے والے اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی فاتح اور خاتم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

أناأوّلُ الأنبیاءِ فی الخلقِ وآخرُھم فی البعثِ

ترجمہ: میں تمام انبیاء سے پہلے پیدا ہوا اور سب سے آخر میں مبعوث کیا گیا۔(الشفا)

نیز یہ بھی احتمال ہے کہ فاتح اور خاتم کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کائنات پر جتنی برکتوں اور نعمتوں کو ظاہر فرمایا ان سب کی ابتدا اور انتہاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نعمتوں اور برکتوں کو کھولنے والے اور ان پر مہر لگانے والے ہیں، نیز فاتح کا معنی یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان علوم کو کھولنے والے ہیں جو مشکل سے سمجھ میں آتے ہیں۔

اسی بات کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے درود میں اشارہ کیا ہے جس میں فرماتے ہیں:

اللھمّ داحی المدحوّات وباری ئُ المسموکات اجعل شرائفَ صلوَاتِک ونوامی برکاته، ورأفةَ تحنُّنِک علی محمّدٍعبدِک ورسولِکَ الفاتحِ لما أُغلق والخاتِمِ لمّاسَبَقَ والمعلنِ الحقَّ بالحقِّ

ترجمہ: اے اللہ! پھیلائی ہوئی چیزوں کو پھیلانے والے، بلند چیزوں کو بنانے والے، اپنے عمدہ درود اور نہ ختم ہونے والی برکتیں، اور اپنی مہربانی ونرمی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، بند کی ہوئی چیزوں کو کھولنے والے اور گذشتہ نبوتوں پر مہر لگانے والے اور حق کا حق کے ذریعے اعلان کرنے والے ہیں۔

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ فاتح کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں مددگار ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے دین کی مدد ونصرت میں انتہاء درجے کی کوشش کرنے والے، دین پر پیش آنے والی مشقتوں پر صبر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے دین کی تکمیل فرمائی، اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا، قوم جتنی سرکشی اختیار کرتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کی دعوت میں اتنی ہی محنت کرتے اور ان پر شفقت ورحمت کا معاملہ کرتے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لقدأُخِفتُ فی اللّٰہِ ومایُخافُ أحد، ولقدأوذیتُ فی اللہ ومایُوذی أحد، وقد أتت علیّ ثلاثون مابین یوم ولیلة. أُوذیتُ فی اللّٰہ، ومالی

وبلالٍ طعام یأکله ذو کبدٍ الا شیئا یواریه ابطُ بلالٍ۔

ترجمہ: اللہ کے معاملے میں جتنا مجھے ڈرایا گیا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا، اور جتنی تکلیف مجھے پہنچائی گئی کسی اور کو نہیں پہنچائی گئی، میرے اوپر تیس دن اور راتیں ایسی بھی آئی ہیں کہ مجھے اللہ تعالی کی خاطر تکلیف پہنچائی گئی جبکہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانا بھی نہیں تھا جسے کوئی جان کھا سکے، بس وہی توشہ تو بلال کی بغل میں تھا۔ (مسند احمد)

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لائق تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام فاتح اور ناصر رکھا جاتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے دین کی نصرت کی اور اللہ کی مخلوق پر رحم فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیلے کھڑے ہوکر ایسے وقت میں اللہ کے دین کی دعوت دی جب زمین پر اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی شخص موجود نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی کوشش کی اور لوگوں کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی دعوت دی، مشرکین کے بتوں کو اوندھے منہ گرادیا، ان کی عقلوں کو بے وقوف قرار دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کردیا۔

مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت لے کر ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کا بھتیجا لوگوں کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے، ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں لہذا اس دین کو اپنی ذات تک محدود رکھیں اور میرے اوپر ایسا بوجھ نہ ڈالیں جس کو میں اٹھا نہ سکوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا کی بات کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے چچا! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں اور کہیں کہ دین کو دعوت کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے یا اللہ تعالی دین کو غالب کردے۔

یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنسو آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ابوطالب بھی رونے لگے اور پھر کھڑے ہوکر کہا: اے بھتیجے! آگے بڑھ کر جو چاہو کہو، میں تمہیں کبھی بے یار و مددگار نہ چھوڑوں گا۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں عبادت کررہے تھے، ابوجہل ملعون نے کہا کون اس آدمی کی نماز خراب کرے گا، چنانچہ ان بدبخت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سے شکایت کی، ابوطالب تلوار گلے میں لٹکا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے اور جب وہاں پہنچے تو مشرکین وہاں سے اٹھ کر جانے لگے، ابوطالب نے کہا: اگر کوئی آدمی بھی یہاں سے اٹھا تو میں تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا، پھر ابوطالب نے ان کے چہروں کو مار مار کر لہولہان کردیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ هُمۡ يَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَ يَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ ۚ وَ اِنۡ يُّهۡلِكُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَ مَا يَشۡعُرُوۡنَ الأنعام ٢٦

ترجمہ: اور یہ دوسروں کو بھی اس (قرآن) سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا: اے چچا آپ کے بارے میں ایک آیت نازل ہوئی ہے، انہوں نے پوچھا کون سی آیت؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت سنا کر ارشاد فرمایا کہ آپ قریش کو مجھے ایذا پہنچانے سے روکتے ہیں لیکن میرے اوپر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں، ابوطالب نے یہ جواب میں یہ اشعار کہے: تفسیر قرطبی

واللہ لن یصلوا الیك بجمعهم حتیٰ أُوسّد فی التراب دفینا

اللہ کی قسم! وہ سب ہرگز آپ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، جب تک میں مٹی میں ٹیک لگا کر دفن نہ کر دیا جاؤں۔

فانهض لأمرك ما علیك غضاضة أبشر بذاك وقرّ منك عُیُونا

پس آپ اپنے معاملے (یعنی دعوت) کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، تم پر کوئی عیب نہیں ہے، اس بات سے خوش ہو جائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

ودعوتنی وزعمت أنّك ناصح فلقد صدقت وكنت قبل أمینا

آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور اپ خو کو خیر خواہ گمان کرتے ہیں تو یقینا آپ نے سچ کہا ہے اور آپ پہلے بھی امانت دار تھے۔

وشرعت دیناً قد عرفتُ بأنّه من خیر أدیان البریّة دینا

اور آپ ایسا دین لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ تمام مخلوق کے ادیان سے بہتر ہے۔

لولا الملامةُ أو حذار مسبّةٍ لوجدتنی سمحاً بذاك یقیناً

اگر مجھے ملامت اور گالی کا ڈر نہ ہوتا تو آپ مجھے خوشی سے اس دین کو قبول کرتا ہوا پاتے۔

ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی لیکن تقدیر نے ان کے ایمان کا فیصلہ نہیں کیا۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ القصص ٥٦

ترجمہ ''بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے''۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔الأنفال ۲۴

ترجمہ: اور جان رکھو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے آڑ بن جاتا ہے، اور یہ کہ تم سب کو اسی کی کی طرف اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

اسلام کی نعمت اور دل وجان سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے پر تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ تعالی ہمیں دائمی اپنی نعمت اور کامل عافیت عطا فرمائے یہاں تک کہ ہم اس کے فضل اور رحمت سے سلامتی کے ساتھ اسلام پر ہی اس سے ملاقات کریں۔

فصل

جس محبت کرنے والے کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الفاتح'' اور اس کے مذکورہ بالا معانی کا علم ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے نبی کی اتباع میں ان معانی سے آراستہ ہو، اپنے اندر وہی رحمت وشفقت پیدا کرے، دین کی مدد کرے، غافل دلوں کو کھول دے، مظلوم کی مدد کرے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، یعنی مظلوم کو ظالم سے چھڑاؤ اور ظالم کا ہاتھ پکڑلو اور بقدر استطاعت اس کو وعظ ونصیحت اور دیگر طریقوں کے ذریعے ظلم سے باز رکھو۔ (مسند احمد، سنن دارمی)

جن اعمال سے اللہ تعالی کا قرب حاصل ہوتا ہے اللہ تعالی کو ان سب سے پسندیدہ عمل ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو خوش کرنا ہے، مسلمان کو خوش کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اس کا غم دور کرو، اس کا قرض ادا کرو، بھوک کی حالت میں اسے کھانا کھلاؤ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من حَمٰى مؤمناً مِن مُنَافِقٍ يعيبه بعث الله له ملكاً يَحمِى لحمه يوم القيامة من نار جهنّم

ترجمہ: جو شخص مومن بندے کی منافق سے حفاظت کرے جو اسے عیب دار کر رہا ہو اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجیں گے جو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (مسند احمد)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا:

خصلتان لیس فوقھما شیء من الشرّ: الشرکُ باللّٰهِ، والضُرُّ لعبادِ اللّٰه، وخصلتان لیس فوقھما شیء من البرّ، الایمانُ باللّٰه والنفعُ لعبادِ اللّٰه۔

ترجمہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا اور اللہ کے بندوں کو تکلیف پہنچانا، اور دو خصلتیں ایسی جن سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں، اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے بندوں کو نفع پہنچانا۔ (احیاء علوم الدین، اتحاف السادۃ المتقین)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی مومن کی پریشانی کو دور کرے یا کسی مظلوم کی مدد کرے تو اللہ تعالی تین سو ستر مرتبہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

مذکورہ سب خصلتیں اللہ تعالی کی طرف سے انعام ہیں، لہذا جو شخص بھی ان سے متصف ہو اور کسی مومن بندے یا بندی کو نفع پہنچائے تو یقینا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی فاتح سے آراستہ ہوا، بیشک یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کا طریقہ اور سیرت ہے، لہذا تم ان کی پیروی کرو اور ان کی مشابہت اختیار کرو۔

بھم نصول ونلقیٰ کلَّ معضلۃٍ وھم موانعُنا من ظلمِ کلّ جری

انہی کے ذریعے ہم حملہ کرتے ہیں اور مشکل سے ٹکراتے ہیں، وہ ہمیں ہر ظالم کے ظلم سے روکتے ہیں۔

قد خُصّھم کلّ ما عاشوا کرامتہ وبالثناء الجمیل الطیّب العطر

اللہ تعالی نے ان کی ساری زندگی کو اکرام، اور عمدہ معطر تعریف کی خصوصیت عطا کی ہے۔

بجاہ أحمد خیر الخلقِ کلّھم وصحبہ الحُنفاء السّادۃ الغررِ

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام چمکدار ستارے اور سردار ہیں۔

سیجمع الشّمل منّا فی الجنان غداً علی الأرائك والأکواب والسّرر

ان کی خصلتیں ہمیں کل جنت میں بلند و بالا تختوں پر اور گدوں پر اور پیالوں پر جمع کریں گی۔

اللہ تعالی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الشکور'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

الشکور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ نام خود رکھا ہے، ارشاد گرامی ہے:

أفلا أكونَ عبداً شكُوراً

ترجمہ؛ کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

الشکور اللہ تعالی کا نام بھی ہے، اللہ تعالی کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تھوڑے عمل پر ثواب دینے والا ہے، بیشک وہ کریم ذات ہے، اس کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں اور اس کے عطایا اور انعامات کی کوئی انتہا نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالی شکور ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتا ہے اور اپنے کلام میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی نعمتوں کا اعتراف کرنے والے، اللہ تعالی سے خیر حاصل کرنے کا طریقہ پہچاننے والے اور اللہ تعالی سے مزید نعمتوں کی طلب میں اپنے نفس کو تھکا دینے والے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر اللہ تعالی کی عبادت کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ کے مزید قرب کی دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوئے یہاں تک قدم مبارک سوجھ گئے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے یہاں تک کہ پاؤں پر ورم آجاتے، عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(حوالہ بالا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل دائمی ہوتا تھا، اور تم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب

افطار نہیں کریں گے، اور پھر افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے۔

(صحیح بخاری مسلم، صحیح مسلم)

آپ علیہ السلام کے شکر میں یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ کو چونکہ دنیا کی حقارت اور مذمت معلوم تھی اس لئے زہد کی زندگی بسر کی اور دنیا کو کم سے کم اختیار کیا، لباس اور طعام کی انہی چیزوں کو استعمال فرمایا جو اللہ کے شکر میں معین ومددگار اور اس کی بندگی کے لائق ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا جس کو گھاس سے بھرا گیا تھا۔ (الشفا)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے بستر کو دہرا کیا کرتے تھے جس پر آپ سوتے تھے، ایک رات میں نے اسے چوہرا کر دیا، جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے رات کو میرے لئے کون سا بستر بچھایا؟ ہم نے بتایا کہ آج رات اسے چوہرا کر دیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رُدُّوہ لِحَالِه فانّ وطاء تہ منعتنی اللّیلَۃَ صلاتی

ترجمہ: اسے اپنی حالت پر لوٹا دو، اس کی نرمی نے رات کو مجھے نماز سے روکے رکھا۔ شمائل ترمذی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، اور نہ کبھی کسی کے سامنے شکایت کی، آپ ﷺ کو دولت مندی سے زیادہ فاقہ محبوب تھا، آپ ﷺ رات بھر بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے رہتے لیکن یہ بھوک دن کے روزے سے آپ ﷺ کو نہ روکتی تھی، اگر آپ ﷺ چاہتے تو اللہ تعالی سے زمین کے خزانے، اس کے میوے اور زندگی کی فراخی مانگتے، میں آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر رویا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی بھوک دیکھ کر اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے بطن مبارک پر رکھ کر کہتی: میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو کاش کہ آپ ﷺ توشہ کے طور پر کچھ دنیا حاصل کرتے، آپ ﷺ یوں ارشاد فرماتے:

یاعائشۃ! مالی وللدنیا؟ اخوانی من أولی العزم من الرّسل صبروا علی ماھو أشدّ من ھذا فمضوا علی حالھم. فقدموا علیٰ ربّھم. فأکرم مآبھم وأجزل ثوابھم. فأجدنی أستحیی ان ترفّھتُ فی معیشی أن یقصّر بی

غدادونهم . ومامن شيئٍ هو أحبّ الىّ من اللّحوق باخواني وأخلّائي۔

ترجمہ: اے عائشہ! میرا دنیا سے کیا کام؟ میرے اولوالعزم پیغمبروں اور بھائیوں نے اس سے سخت تکلیفوں پر صبر کیا، وہ اسی حالت میں زندگی گذار کر اپنے پروردگار کے پاس آئے، اللہ تعالی نے انہیں باعزت ٹھکانا اور بہترین ثواب عطا فرمایا، مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میں اپنی معیشت میں کشادگی اختیار کروں اور کل (قیامت کے دن) مجھے ان انبیاء سے کم ثواب ملے، اور مجھے تو اپنے بھائیوں اور دوستوں کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں۔ (الشفا)

حضرت عائشہ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالی سے دنیا کی طلب کی قدرت کے باوجود صبر کرتے اور موجود نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کو جو جواب دیا اس پر غور وفکر کریں کہ انبیاء کے مقابلے میں کس قدر تواضع انکساری اور ادب واحترام کا اظہار ہے، آپ ﷺ کی ذات تمام شکر گزاروں، صبر کرنے والوں اور تمام زاہدین کی اساس ہے لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو انبیاء سے کم مرتبہ خیال کیا اور ان سے ملنے کی تمنا اور ان کے درجات تک پہنچنے کی دعا فرمائی۔

یہ آپ ﷺ کے صبر وشکر اور اپنے رب کی اطاعت کا حال تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

كلّ المكارم هنّ طيّ برودہ ولقد أضاء الكون عند ورودہ

والبحر يقصر عن موارد جودہ انسان عين الكون سرّ وجودہ

يٰسٓ اكسير المحامد طٰهٰ

سب فضیلتیں آپ ﷺ کی چادر کی لپیٹ میں ہیں، آپ ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے کائنات روشن ہوگئی، آپ ﷺ کی سخاوت کے مقام سے سمندر بھی عاجز ہے، آپ ﷺ کائنات کی آنکھ اور اس کے وجود کا راز ہیں۔ یٰسٓ طٰہٰ اور تعریفوں کی اکسیر ہیں۔

كانت حمام الغار بعض دُعاته والذّئب في البيداء بعض دُعاته

ماذا أعدّ من جلالة ذاته حسبي فلست أفي ببعض صفاته

ولو أنّ لي عدد الحصا أفواها

غار کے کبوتروں اور جنگل کے بھیڑیوں کے بھی مددگار ہوتے ہیں، میں آپ ﷺ کی بڑی ذات کے لئے کیا تیار کروں، مجھے یہی کافی ہے کہ اگر کنکریوں کی تعداد کے برابر منہ ہوتے تو

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کو بیان کرتا۔

حکم الشفاعة في يديه وأمرها — وغزالة نادته أذهب ضرّها

والرّوح حين أتته شرف قدرها — كثرت محاسنه فأعجز حصرها

فعدت وما تلقى لها أشباها

شفاعت کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا سورج ہیں کہ جب اسے پکارا جائے تو تکلیف دور کر دیتا ہے، جب جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو ان کے عزت وقار میں اضافہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں اتنی زیادہ جن کو شمار کرنے سے میں عاجز ہوں، میں بار بار شمار کرتا رہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ملا۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، اپنے پروردگار کی اطاعت میں کوشش کرے، شکر انبیاء کے مقامات میں سے عظیم مرتبہ ہے، اس کی کئی اقسام ہیں۔

بندوں پر ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ وہی ہمیں نعمتیں عطا کرنے والا ہے، کائنات میں موجود ہر چیز پر وہ نعمتوں کی بارش برسانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ — النحل ۵۳

ترجمہ: اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آسمان وزمین میں جتنی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں، خواہ وہ ہمیں نظر آتی ہوں یا نظر نہ آتی ہوں وہ درحقیقت انسانوں پر نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں پر شکر کرنا واجب اور ضروری ہے۔

آپ انسان کے ظاہر وباطن، اس کے اعضاء جوارح کی ترکیب میں غور کریں گے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور عجیب وغریب کاریگری نظر آئے گی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ کس طرح اس نے تمہارے ظاہر وباطن کو مزین کیا ہے، تمہاری صورت اور رنگ کو خوبصورت بنایا، اپنی آنکھوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنا خوبصورت بنایا؟ وہ کس طرح کھلتی ہے، کس طرح انہیں بہترین بناوٹ، رنگ اور روشنی عطا کی؟ پھر پلکوں کے ذریعے ان کی حفاظت فرمائی۔

لہذا اس نعمت کو یادرکھو اور ان لوگوں کو دیکھو اللہ تعالی نے جن کی بینائی ختم کردی ہے تب تمہیں اس نعمت کی قدر معلوم ہوگی، اسی طرح ناک کی نعمت، اس کے نتھنوں کا کھلنا، اس کی بناوٹ، اس کا اندونی حصہ، اس کے سونگھنے کی قوت، سانس کے آنے جانے کا راستہ، یہ سب نعمتیں ہیں، اسی طرح انسان کے ہرعضو میں بے شمار نعمتیں ہیں جن کا اندازہ تم نہیں کرسکتے، اور اگر تم اللہ تعالی کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرماکر اپنی نعمت کو مکمل کردیا، آپ ﷺ انسانوں میں سے ہیں اور ہم پر بہت زیادہ مشفق ومہربان ہیں، اللہ تعالی نے حمد، شکر، زہد، صبر، وقار، اپنی ذات کی معرفت اور عمدہ صفات اور سیرت سمیت تمام خوبیوں کو آپ ﷺ کی ذات میں جمع فرمادیا ہے، اللہ تعالی آپ ﷺ کو ہماری طرف سے سب سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

اس بات پر اللہ تعالی کا شکرادا کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دے کر اپنا قرب عطا کیا ہے، اس کا شکر زبان سے حمد وثنا بیان کرنا اور خفیہ اور اعلانیہ دل میں ڈرنا ہے، نیز اس کی حدود کو پہچاننا اور اس کے نبی کی سنت کو پہچاننا بھی شکر ہے، لہذا شکر صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ دیگر اعضاء وجوارح سے اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی کرنا ہے۔جس شخص کو اللہ تعالی نعمت عطا کریں اور وہ اس پر شکرادا کرے تو وہ نعمت باقی رہتی ہے۔

عبادت اور مخلوق پر شفقت کی بقدر اللہ تعالی انعام عطا فرماتے ہیں، اور جس شخص کو آپ دیکھیں کہ وہ اللہ تعالی سے اعراض کرنے والا اور اس کی مخلوق کو تکلیف پہنچانے والا ہے تو اس پر اللہ کی نعمتیں دیکھ کر تمہیں دھوکہ نہ ہو کیونکہ وہ حقیقت میں اس کے لئے عذاب اور وبال ہیں، دنیا میں چھن جانے کے بعد ایسی نعمتیں بہت کم واپس آتی ہیں، اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ سخت ہے۔

اللہ تعالی ہمیں شکر میں غفلت سے بیدار فرمائے اور اپنے پسندیدہ لوگوں کے راستے کی توفیق بخشے، نیز اپنے انبیاء کا وسیلہ پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی برکت سے ہمیں نعمتوں پر شکرادا کرنے والا بنائے۔

کسی نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا خوب قصیدہ کہا ہے:

الیكَ رسولَ اللهِ بالمدحِ أرجعُ وأشكو بأحوالی الیكَ وأرفعُ

اے اللہ کے رسول! میں تعریف کے ذریعے آپ ﷺ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اپنے حالات کی شکایت آپ ﷺ سے کرتا ہوں۔

توسّلت للباری بجاهك انّه عظیم وفی کلّ المهمّات ینفع

اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کا وسیلہ پکڑتا ہوں اور بیشک وہ وسیلہ بڑی چیز ہے جو تمام اہم معاملات میں فائدہ پہنچائے گا۔

جعلتُ دوا دائی ثناءك انّه شفاء به یبرأ الفؤاد الموجع

میں نے اپنی بیماری کی دوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا بنالی ہے، بیشک وہ ایسی شفا ہے جس سے دردمند دل شفا پاتا ہے۔

وصیّرتُه صونا وحصنا لمهجتی وعونا به کلّ الشدائد أدفع

میں نے اس تعریف کو اپنی روح کیلئے حفاظت اور قلعہ بنایا ہے، اور ان تمام تکلیفوں میں مددگار جن کو میں دور کرتا ہوں۔

اذا اشتدّ أمر أو تعرّض حادث أو انسدّ باب أو توعّر مهیع

جب کوئی معاملہ سخت ہوجائے یا کوئی حادثہ پیش آجائے، یا کوئی دروازہ بند ہوجائے اور کوئی کشادہ راستہ دشوار ہوجائے۔

وان ضاق بالهیمان متّسع الفضا بمدحك یا خیر الوریٰ یتوسّع

اگر محبت کرنے والے پر کھلی فضا تنگ ہوجائے تو اے مخلوق میں بہترین ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے ذریعے کشادہ ہوجاتی ہے۔

وان کنتَ لی فیما أومّل عدّة ظفرتُ وأحظیٰ بالّذی أنا أطمع

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے میری امیدوں کا سامان بن گئے تو میں کامیاب ہوں اور مجھے وہ نصیب مل گیا ہے جس کی میں تمنا کرتا ہوں۔

وان طاعنی فیکم لسانی وخاطری فنُجحی بعون الله لا شكّ أطوع

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میری زبان اور دل میری اطاعت کرے تو اللہ کی مدد سے میں کامیاب ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میں کامیاب ہوں۔

عیاذی! ملاذی! أنتم عند شدّتی وسؤلی ومرغوبی بکم أتضرّع

سختی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری پناہ اور ٹھکانا ہیں، میرا سوال اور میرے پسندیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے میں، عاجزی اختیار کرتا ہوں۔

ثناؤك فی سمعی لذیذ وفی فمی　　　وحبّك فی قلبی له الیوم موضع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا میرے کانوں اور منہ کو لذیذ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے دل میں ہے، اسکے لئے دن کی جگہ ہے۔

علیك سلام الله مافاه ناطق　　　بذکرك یامن جاء بالحق یصدع

اے وہ ذات جس کے ذریعے حق آشکارا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت تک اللہ کا سلام ہو جب تک بولنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرتا رہے۔

اور اللہ تعالی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف وتکریم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العلیم'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

العلیم آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالی نے علم کی خصوصیت عطا فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ علم عطا کیا جو مخلوق میں کسی کو بھی عطا نہیں ہوا، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کو ظاہر کرتے ہوئے یوں تعریف فرمائی:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا النساء ۱۱۳

اور اللہ تعالی نے تم کو وہ باتیں سکھائی جو تم نہیں جانتے تھے، اور تم پر اللہ کا فضل ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تمام بندوں پر فضیلت عطا فرما کر ان کے لئے معلم بنایا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ؕ البقرہ ۱۵۱

ترجمہ: اور وہ تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم جانتے نہیں تھے۔

علیم اور علّام الغیوب اللہ تعالی کا نام بھی ہے، بیشک اس کا علم تمام مخلوق کا احاطہ کیئے ہوئے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبے کی تعظیم کی خاطر اللہ تعالی نے یہ نام عطا فرمایا، یقینا اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوّلین و آخرین کا علم اور وہ حکمت و دانائی عطا فرمائی جو کسی نیک بندے کو نہیں ملی، اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کا شہر، اس کی اساس اور سرچشمہ ہیں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل عقل اور معرفت عطا فرمائی جس سے علم و حکمت کے چشمیں پھوٹے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کو طاقتور بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے کو درست کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باریک بینی اور عمدہ سیاست عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گمان کو سچا کر دکھایا۔

یقینا اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے ایسے مرتبے پر پہنچایا جس تک کوئی بشر نہ پہنچ سکا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور شمائل کی کتابوں کے طالب علم کو یہ بات معلوم ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توریت، انجیل، آسمانی کتابوں سمیت پہلی امتوں کے حالات واقعات، مثالیں، اور مخلوق کے ساتھ سیاست سے پیش آنا، شریعت کی باتوں اور آداب کی بنیاد ڈالنا اور عمدہ صفات سے متصف ہونا یہ سب علوم عطا فرمائے۔

آپ ﷺ کی ذات گذشتہ اور آئندہ زمانہ کے تمام علوم کی جامع ہے، یہ سب علوم پڑھنے لکھنے اور علما کی صحبت میں بیٹھے بغیر آپ ﷺ کو حاصل ہوئے، آپ ﷺ امّی نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینے کو کھول دیا، معاملے کو آسان کیا، علم کو ظاہر کیا، مرتبے کو بلند کیا اور دنیا و آخرت میں جہان والوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر کیا اور سابقہ انبیاء کی رسالت کو آپ ﷺ پر ختم اور مکمل فرمایا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو علم کی فضیلت عطا فرمائی اور آپ ﷺ کی صورت و سیرت کو عمدہ بنایا:

فاق النّبیّین فی خلق وفی خلق ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

آپ ﷺ سیرت صورت میں تمام انبیاء پر فائق ہیں اور وہ سب علم و کرم میں آپ ﷺ کے قریب تک نہیں پہنچے۔

وکلّھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر أو رشفا من الدیم

تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کے علم کے سمندر سے چلو بھرنے والے اور آپ ﷺ کی بارش سے سیراب ہونے والے ہیں۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر سے زائد کتابوں میں پڑھا ہے کہ آپ ﷺ عقل میں تمام لوگوں سے بڑھ کر اور رائے میں تمام لوگوں سے افضل ہیں، نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ابتداء سے انتہاء تک تمام لوگوں کو آپ ﷺ کے مقابلے میں اتنا عقل عطا فرمایا ہے جتنی نسبت ریت کے ایک ذرّے کو پوری دنیا کے ریت کے مقابلے میں ہے۔

اے محبت کرنے والو! تم غور کرو کہ ایک ذرّے کو پوری دنیا کی ریت سے کیا نسبت ہے؟ ریت کے ذرّات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا، یہی حال نبی کریم ﷺ کے کثرتِ علوم کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو علوم سکھائے، ان میں سے بعض علوم کی تبلیغ کا آپ ﷺ کو حکم دیا، آپ ﷺ نے ان کی تبلیغ فرمائی، جبکہ بعض علوم کے چھپانے کا حکم دیا، آپ ﷺ نے ان کو چھپا دیا۔ اسی طرح بعض علوم کے بارے میں آپ ﷺ کو اختیار دیا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو گذشتہ اور آئندہ زمانوں کا علم دیا تھا، اپنے زمانے کے غیبی امور کو بیان کرنا آپ ﷺ کی نبوت پر دلیل اور گواہ ہے، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے آپ ﷺ

نے جو باتیں بتائی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد بیان کے مطابق واقع ہوئی، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کو ان باتوں کی وجہ سے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی، یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنگ میں شریک تھے، حضرت واثلہ بن اسقع حاضر ہوئے، وہ دل سے اسلام لا چکے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلّے کے قریب ہوئے اور دل میں کہا کہ میں اپنے ایمان کو دل میں چھپا رکھوں گا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرے دل میں پوشیدہ بات کو نہیں بتاتے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو! کیا تم واثلہ کو جانتے ہو؟ لوگوں نے نفی میں جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واثلہ نے سمندر کا سفر کیا اور وہ فلاں قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، اس کی کشتی ٹوٹ گئی اور اسے ایک جزیرے میں پھینک دیا گیا، اس کی ملاقات انسانوں اور جنوں کے علاوہ کسی اور مخلوق سے ہوئی، اس مخلوق نے اسے میری نبوت کی خبر دی، چنانچہ ایمان اس کے دل میں داخل ہو چکا ہے، پھر فرمایا اگر واثلہ یہاں موجود ہو تو جواب دے، حضرت واثلہ حیرت و تعجب کے ساتھ کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کی تصدیق فرمائی اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و فہم کے حالات تھے، اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم میں سے بعض عجیب و غریب باتوں کا تذکرہ کرتا۔ لہذا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کے بعد بس یوں کہتے ہیں:

یا ربّ بالمختارِ یسّر أمرنا — واغفر خطایانا وأذهب ضرّنا

واجبر خواطرنا وأجمل سترنا — واجعل بطیبة فی حِماه مقرّنا

وأجب سؤال نفوسنا ودُعاها

اے پروردگار! نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذریعے ہمارے معاملے کو آسان فرمایا، ہماری غلطیوں پر درگذر فرما اور ہماری تکلیف کو دور فرما، ہمارے دکھوں کا مداوا فرما، ہماری پردہ پوشی فرما، طیبہ مدینہ کی چراگاہ کو ہمارا ٹھکانا بنا، ہمارے لوگوں اور مانگنے والوں کی دعا کو قبول فرما۔

یارب صلّ علی النبیّ محمّد والآل والصّحب الکرام المحتد

القائمین الرکعین السُسجد أنصار دینك باللسان وبالید

والمال حبّا بالرّسول وجاھا

اے پروردگار! محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر اور پیچھے آنے والے صحابہ کرام رحمت کاملہ نازل فرما، جو قیام، رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی محبت میں ہاتھ، زبان اور مال کے ذریعے آپ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''العلیم'' ہے یا وہ آپ ﷺ کے عظیم اخلاق پر نظر دوڑائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے آداب سے آراستہ ہو، علم کی حدود سے واقفیت حاصل کرے، اور اہل علم کی تعظیم کرے۔

علم کی صفت جس دل میں اللہ تعالی پیدا فرمادیں تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے مشابہت اختیار کرے، جنہیں اللہ تعالی نے علیم بنایا ہے اور تقوی سے مزین فرمایا ہے، بیشک تقوی علم وفہم کی اساس ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ البقرة ۲۸۲

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو، اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

لہذا طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے، اس کی طرف متوجہ رہے اور علمی مشغولیت میں کوشش کرتا رہے، وہ یہ بات جان لے کہ اللہ تعالی اس کے رزق کا کفیل ہے اور اسے رزق کی طرف ہانک کر لے جاتا ہے، وہ عزت کے ساتھ اپنا رزق حاصل کرتا ہے اور اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے، لہذا وہ ذلت، حرص اور لالچ کے ذریعے اپنے آپ کو ضائع نہ کرے، اللہ تعالی سے شکوہ شکایت نہ کرے اور اس پر ایسے توکل کرے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے، بیشک تقوی ہر خیر کی چابی ہے۔

اگر اللہ تعالی اسے کوئی نعمت عطا فرمائیں تو اس پر شکر ادا کرے اور یہ بات جان لے کہ مخلوق کو نفع اللہ تعالی ہی پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ الأنعام ١٧

ترجمہ: اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

نیز صاحبِ علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود کو دوسرے سے افضل خیال نہ کرے، بیشک جو علم اس سے مخفی ہے وہ اسے دیئے گئے علم سے زیادہ ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ یوسف ٧٦

ترجمہ: اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت اعلیٰ علمی مقام پر فائز تھے لیکن جب مہر زیادہ مقرر کرنے کے معاملے پر ایک عورت نے ان کی تردید کی[1] تو تمام لوگوں کے سامنے یوں ارشاد فرمایا:

كلُّ النّاسِ أفقهُ منک یاعمرَ حتیٰ امرأۃ

ترجمہ: اے عمر تمام لوگ تم سے زیادہ سمجھدار ہیں یہاں تک کہ ایک عورت بھی۔

یہ صفت اللہ تعالیٰ کے دھیان، تواضع اور تکبر سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، طالب علم کیلئے مناسب ہے کہ اسے ہر حال میں اپنے علم کے اضافے کی خواہش ہو، تمام لوگوں میں زیادہ علم والی ہستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا لیکن اس کے باوجود علم کے اضافے کی دعا کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا طٰہٰ

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) کہہ دیجئے، اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما

عام لوگوں پر عالم کی تعظیم اور اس کے مقام و مرتبے کو بیان کرنا واجب ہے، کیونکہ وہ نبی کریم کی

---

[1] واقعہ یہ تھا کہ حضرت عمر کے زمانے میں جب لوگوں نے مہر زیادہ مقرر کرنا شروع کئے تو انہوں نے صحابہ کرام کو بلا کر مہر زیادہ مقرر کرنے سے منع فرمایا، اس موقع پر ایک عورت نے سورہ نساء کی ایک آیت کی پڑھ کر حضرت عمر کی بات کی تردید کی جس میں بطورِ مہر خزانے دینے کا ذکر ہے وان آتیتم احدٰھنّ قنطاراً ۔۔۔ الآیۃ، از مترجم)

سنت کا حامل اور دین کی بات لوگوں تک پہنچا تا ہے، امت میں اس وقت تک مسلسل خیر اور بھلائی ہو گی جب تک عوام علماء کی تعظیم کرتے رہیں گے، علماء کی تعظیم کرنا اللہ تعالی کے شعائر کی تعظیم کرنا ہے، علماء سے ڈرنا اللہ کی حدود کو پہچاننا ہے، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی تمام ستاروں پر۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

الناس من جهة التمثال أكفاء   أبوهم آدم والأمّ حوّاء

تمام لوگ اپنے مجسمہ کے اعتبار سے برابر ہیں، ان کا باپ آدم اور ماں حوا ہے۔

فان أتيت بفخرٍ من ذوي نسبٍ   فانّ نسبته الطينُ والماءُ

پس اگر تم کسی نسب والے کا فخر لے کر آؤ تو بیشک اس کی اصل نسبت مٹی اور پانی ہے۔

ما الفخر الا لأهل العلم انّهم   على الهدىٰ لمن استهدىٰ ادلّاء

فخر تو صرف اہل علم کے لئے ہے، بیشک وہ ہدایت پر ہیں اور اس شخص کے لئے جو رہنمائی حاصل کرے دلیلیں ہیں۔

یہ شرف علم و عمل دونوں سے حاصل ہوتا ہے، بیشک علم عمل کو بلاتا ہے اگر وہ آجائے تو علم باقی رہتا ہے ورنہ رخصت ہو جاتا ہے، اللہ تعالی ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق بخشے اور اپنی معصیت سے دور رکھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''المقدّس'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

بعض کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم گرامی موجود ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہوں سے پاک اور عیوب سے محفوظ ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ الفتح ۲

ترجمہ: تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔

اللہ تعالی نے گناہوں کو معاف کرنے کا اسلوب بطورِ کنایہ استعمال کیا ہے، لہذا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی گناہ نہیں جس پر مواخذہ کیا جائے۔

قدوس اللہ تعالی کا نام بھی ہے، اسکا معنی اللہ تعالی کے حق میں یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے نقائص اور حادثات کی علامتوں سے پاک ہے، وہ کسی اور مخلوق کے اور کوئی مخلوق اس کے مشابہ نہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے نبی کا نام مقدّس رکھا کیونکہ اس نے تمام برے اخلاق واوصاف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاک صاف پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات میں پاک ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے اور کامل اخلاق، معتدل اور بہترین اعضاء، عمدہ ہیبت اور خوشبو کے مالک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے افعال اقوال میں پاک اور اپنے رب کی مرضیات کی پیروی کرنے والے اور اس کی حدود سے واقف تھے، اپنے تمام معاملات میں معصوم تھے، نیند اور بیداری کی حالت میں گناہوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی گئی۔

نیز اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی خصوصیات سے نوازا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی میں موجود نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو پاک صاف پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کی خوشبو کو عمدہ بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے سارے اعضاء کو ہر قسم کے عیوب سے محفوظ رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو بہترین خوشبو سے بھی اچھی ہوتی تھی۔

حضرت جعفر بن سلمان نے ثابت بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے بڑھ کر مشک وعنبر سمیت کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ (الشفا)

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں

نے آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسا پایا کہ گویا آپ ﷺ نے اسے عطر فروش کی تھیلی سے نکالا ہو۔ (الشفا)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے خوشبو لگائی ہو یا نہ لگائی ہو، مصافحہ کرنے والا آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو پورا دن خوشبو محسوس کرتا، اور اگر آپ ﷺ کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو وہ پورا دن دیگر بچوں کے درمیان پہچان لیا جاتا تھا۔ (الشفا)

آپ ﷺ حضرت انس کے گھر میں سوئے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کو پسینہ آیا، حضرت انس کی والدہ نے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر دیا، آپ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگی کہ اسے ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں گے، اور یہ ہمارے لئے سب سے اچھی خوشبو ہوگی۔ (الشفا)

نیز اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کا یہ عزت و مقام بھی تھا کہ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو زمین پھٹ کر آپ ﷺ کے فضلات کو نگل جاتی، اور آپ ﷺ کے فضلات سے خوشبو پھوٹتی تھی۔ (الشفاء، بعض محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ از مترجم)

چنانچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک سے جو کچھ بھی نکلتا تھا وہ پاک تھا، یہ خصوصیت اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اور دیگر انبیاء کو عطا فرمائی تھی۔

حضرت ام ایمن کا قصہ مشہور ہے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں، ایک رات انہیں برتن میں آپ ﷺ آپ ﷺ کا پیشاب ملا تو انہوں نے پی لیا اور اسے عام پانی کی طرح محسوس کیا، آپ ﷺ نے فرمایا آج کے بعد تمہیں کبھی پیٹ کی تکلیف نہیں ہوگی۔ (الشفا)

بہر حال اللہ تعالی نے ہر عیب دار چیز سے آپ ﷺ کو پاک پیدا فرمایا اور ہر قسم کے حسن سے آپ ﷺ کو زینت بخشی، اور زندگی اور موت کے بعد آپ ﷺ کو خوشبودار بنایا، اور اسی پاکی پر آپ ﷺ کی شریعت اور دین کی بنیاد رکھی، جب اللہ تعالی نے زندگی اور موت کے بعد آپ ﷺ کو یہ صفات عطا فرمائی تو آپ ﷺ اس بات کے لائق تھے کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کا نام مقدس رکھ کر اعلی درجات عطا کرتا۔

عزّ التراب لکون الهاشمیّ به　　　کأنه لؤلؤ فی الترب مکنون

زمین ہاشمی ﷺ کی وجہ سے باعزت ہوگئی گویا کہ آپ ﷺ مٹی میں چھپے ہوئے ایک موتی ہیں۔

من ظنّ أنّ رسول الله غيّره　　طول المقام بلحد فهو ملعون

جوشخص یہ گمان کرے کہ رسول اللہ ﷺ کوطویل مدت تک قبر میں ٹھہرنے نے تبدیل کردیا ہے وہ ملعون ہے۔

الجسم غضّ بلا شكّ ولا كذب　　والوجه كالبدر تحت اللحن مقرون

آپ ﷺ کا جسم بغیر کسی شک اور جھوٹ کے تروتازہ ہے اور آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح قبر میں مدفون ہے۔

والطرف أحوى كحيل دون ما كحل　　وقوس حاجبه في شكله نون

آپ ﷺ کی آنکھیں بغیر سرمہ لگائے سرمدی ہیں اور آپ ﷺ کی پلکیں نون کی شکل میں جھکی ہوئی تھی۔

وورد خدّيه لم يعبث به كبر　　فورد كلّ رياض دونه دون

آپ ﷺ کے رخساروں کے گلابی پن کو بڑھاپے نے خراب نہیں کیا ہر باغ کا گلاب آپ ﷺ کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

ياحسن غرته من تحت وفرته　　ليل وصبح به ذو اللب مفتون

رات کی مانند زلفوں کے نیچے صبح کی مانند آپ ﷺ کا کس قدر خوبصورت چہرہ ہے جس نے ہر عقلمند کو اسیر بنایا ہوا ہے۔

ما في السموات خلق ليس يذكره　　ولا يعظّمه حتّى الشياطين

آسمانوں میں شیطانوں سمیت کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو آپ ﷺ کا ذکر اور تعظیم نہ کرتی ہو۔

يا أمّة فضّلت هذا نبيّكم　　صلّوا عليه فذاك الفخر والدين

اے فضیلت والی امت! یہ تمہارے نبی ہیں لہذا ان پر درود پڑھو یہی فخر اور دین ہے۔

محمّد خير خلق الله كلّهم　　ومن يقل غير هذا فهو مجنون

محمد ﷺ اللہ کی تمام مخلوق میں بہتر ہیں اور جو اس کے علاوہ کوئی بات کہے وہ مجنون ہے۔

فاقت فضائله عن أن يحيط بها　　وصف فيحصرها بالجمع تدوين

آپ ﷺ کی فضیلتیں اتنی بلند ہیں کہ ایک وصف کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، تو تمام صفات کو جمع

کر کے ان کا احاطہ کیسے کیا جائے۔

وما عسیٰ أن ینال الوصف من رجلٍ　　　یحبّہ الخالق الباری وجبرین

کیا بعید ہے کہ اس ذات سے خوبی حاصل ہو جائے جس سے اللہ تعالی اور جبریل محبت کرتے ہیں۔

یا أمّة فضّلت ھذا نبیّکم　　　صلّوا علیہ فذاك الفخر والدین

اے فضیلت والی امت یہ تمہارے نبی ہیں، ان پر درود پڑھو، پس یہ فخر اور دین ہے۔

صلّوا علیہ لکی تعطوا شفاعتہ　　　من خاب منہ رجاءً فھو مغبون

آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھو تا کہ تمہیں شفاعت نصیب ہو، جو آپ ﷺ کی ذات سے امید کرنے میں نامراد ہو وہ دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ طاہر اور مطہر تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کو خوشبو سے محبت تھی تا کہ آپ ﷺ کی امت شریعت کو سیکھ لے، چنانچہ آپ ﷺ خوشبو لگاتے، بالوں کو کنگھی کرتے اور آنکھوں کو سرمہ لگایا کرتے تھے۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اپنی محبت کے ذریعے آپ ﷺ کی سنت کے راستے کی پیروی کرے، وہ تمام چیزیں اختیار کرے جنہیں فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے، پیاز لسن اور دیگر بدبودار چیزوں سے اجتناب کرے جن کی وجہ سے فرشتوں اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اس درخت یعنی (لسن) کو کھالے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے۔ (مسلم، ترمذی)

لہذا ہر مسلمان کو یہ تاکید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالی سے مناجات اور دعا کے وقت خوشبو لگائے اور اس سے ملاقات کے وقت اچھے کپڑے زیب تن کرے، بیشک اللہ تعالی جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، اپنے لباس میں یہ احتیاط رکھے کہ وہ حلال کا ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ظاہر تو پاک صاف ہو لیکن باطن گندا ہو، اللہ تعالی صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ دلوں کو دیکھتے ہیں، آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کتنا پاک صاف ہے، کتنا خوبصورت ہے اور کتنا اچھا ہے لیکن اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم)

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ سرخ گلاب کی خوشبو سونگھے، حیوۃ الحیوان

جب تم کوئی اچھی خوشبو استعمال کرو تو نبی کریم ﷺ کی خوشبو کو بھی یاد کیا کرو، بیشک تمام خوشبوؤں کی اصل اور بنیاد آپ ﷺ کا پسینہ ہے۔

نیز محبت کرنے والے مومن کو ان مذکورہ افعال (یعنی اچھے لباس اور خوشبو وغیرہ) کے استعمال سے فخر وریاء سے بچنا چاہیے، بیشک یہ شیاطین اور فساد مچانے والے لوگوں کی عادات ہیں، اور اس سے بھی زیادہ تاکیدی بات جس کو اختیار کرنا مسلمان کے شایانِ شان ہے وہ یہ کہ مسلمان ظاہری اور باطنی گناہوں سے سلامت رہے، حرام مال کھانے سے بچے، بیشک مامورات کی اتباع کرنے اور منہیات سے اجتناب کرنے کی وجہ سے باطن پاک صاف اور منور ہو جاتا ہے۔

اسی وجہ سے اولیاء اللہ کی مجالس میں فرشتے اترتے ہیں، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کیا کرتے تھے، (طبقات ابن سعد)

اسی طرح بہت سارے اولیاء اللہ گناہوں سے پاک ہونے کی وجہ سے اپنی موت کے وقت فرشتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، ابو سعید باجی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ مرضِ وفات میں انہوں نے ایک جماعت کے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اے فرشتوں کی جماعت! اے اللہ کی جماعت! یہاں تشریف رکھیں، چنانچہ انہوں نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیا اور یہ سب ان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کی وجہ سے ہوا۔

انہوں نے وفات سے ایک دن قبل اپنے کسی مرید سے کہا کہ ایک کارڈ پر فقیر مردوں اور عورتوں کے نام لکھو، اور ان سب کو اتنی مقدار میں اناج دیدو، چنانچہ غلہ بہت زیادہ تھا اور حصے بھی کثیر تعداد میں تھے، وزن کرنے والوں نے اناج کا وزن کیا تو شیخ کی کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ تمام حصہ داروں پر ان کے حصے کی بقدر اناج بغیر کسی کمی بیشی کے پورا پورا تقسیم ہوا۔

شیخ کی بیماری سخت ہوگئی اور پھر جب افاقہ ہوا تو اناج کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے ختم کر دیا ہے اور کچھ بھی باقی نہیں بچا، شیخ نے کہا تمام تعریفیں االلہ تعالی کے لئے ہیں، اب میرے نفس کو سکون ملا ہے، چنانچہ صرف اللہ تعالی کا تعلق لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

من کان یعرف قدرھم فھم ھم　　　یبسط لھم خدّ الخضوع تخوّفا

جو بھی ان (اولیاء) کے مرتبے کو پہچانتا ہے تو خوف کی وجہ سے عاجزی کے رخسار کو ان کے سامنے دراز کر لیتا ہے۔

والأجنبیّ مجانب، ومحارب　　　جبلت جبلّته علی مرّ الجفا

اور جو اجنبی ہے وہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور لڑائی لیتا ہے، اس کی طبیعت جفا کی عادی ہے

فاللہ یرزقنا الوفاء بحبّھم　　　فبحبّھم وبذکرھم نرجوا الشفا

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کے رزق سے نوازتے ہیں اور ان کی محبت اور ذکر سے ہم شفا کی امید رکھتے ہیں۔

ثمّ الصّلوۃ علی النبیّ محمّد　　　مالاح بدر فی السّماء وأشرفا

پھر درود ہو نبی کریم یعنی محمد ﷺ پر جب تک آسمان کی بلندیوں پر چاند چمکتا رہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''عزیز القدر'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

یہ مبارک نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے اس نام کو اخذ کیا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ المنافقون،۸

ترجمہ: اور عزت تو اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو۔

عزت سے بڑی شان مراد ہے، عزیز اللہ تعالی کا نام بھی ہے، اللہ کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی اللہ تعالی کو نقصان پہنچا سکے، اور وہ اپنے بندوں پر غالب ذات ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ ہستی ذات وصفات میں جس کی نظیر نہ ہو اور اس نے بندوں کو عزت بخشی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں عزیز کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے بڑھ کر بلند مرتبہ ہیں، اہلِ عرب کے نزدیک عزّۃ کا اصل معنی سختی اور قوت ہے، اور اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس کی کوئی نظیر نہ ہو، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کہ زیادہ حق دار تھے کہ انہیں عزیز کہا جاتا کیونکہ ذات وصفات، افعال اور فضائل کے اعتبار سے مخلوق میں کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نہیں۔

کبھی عزّۃ غلبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اہل عرب کا قول ہے ''من عَزَّ بَزَّ'' یعنی جو غالب ہوا اس نے چھین لیا، اس معنی کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی عزیز کا معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم اور معجزات کے ذریعے اپنے دشمنوں پر غالب آنے والے ہیں۔

نیز عزیز کے معنی میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی گئی ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ المائدۃ ٦٧

ترجمہ: اور اللہ تمہیں لوگوں کی سازشوں سے بچائے گا

لہذا اللہ تعالی نے اپنی تایید ونصرت اور بلند مرتبہ عطا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت عطا فرمائی،

ساری مخلوق میں کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر قابلِ احترام اور محبوب نہیں۔

اذا ذکرتُ نفسی فراقَ محمّدٍ تهيّج حزنی عند ذلك أجمعا

جب میں اپنے جی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کو یاد کرتا ہوں تو اس وقت میرا غم جوش مارتا ہے۔

فواللہ لا أنساك مادمتُ ذاکراً لشیءٍ وما قلبت کفاً واصبعاً

اللہ کی قسم! جب تک میں کسی چیز کو یاد کرتا رہوں اور میری ہتھیلی اور انگلیاں حرکت کرتی رہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بھولوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و مرتبے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بھی اعزاز حاصل ہوا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ المنافقون ۸

ترجمہ: اور عزت تو اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو۔

اے محبت کرنے والے مؤمنو! اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے نبی کے احترام میں تمہارا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ اس نے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کیساتھ تمہارے احترام کو بھی بیان فرمایا، اور عنقریب تم کل (قیامت کے دن) ان نعمتوں کو دیکھ لوگے جو اس نبی کی محبت کے صدقے اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا مقام و مرتبہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے جسے بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ’یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو‘ نازل ہوا تو آپ علیہ السلام نے حضرت جبریل سے ارشاد فرمایا: اے جبریل! میں دن میں ایک ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں، جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد! میں تو اللہ تعالیٰ اور آپ کے درمیان محض سفیر ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کا دن میں دو ہزار مرتبہ ذکر کرتا ہوں، جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلی بات دوبارہ کہی، پھر آسمان کی طرف گئے اور نیچے اتر کر عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ آپ اس کا ذکر اس مخلوق کی بقدر کرو جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو آئندہ پیدا ہونے والی ہے، نیز اس کا ذکر خشک و تر، کھٹی اور میٹھی چیزوں کی تعداد کے برابر کرو، اور اگر آپ اور آپ کی امت پر یہ ذکر طویل ہو جائے تو یہ بات جان لیں کہ میں نے ایک سو چودہ کتابیں نازل کی ہیں، ان تمام کتابوں کو آپ پر نازل ہونے والی کتاب (یعنی

قرآن مجید) میں جمع کر دیا ہے، میں نے صرف آپ کو سورہ فاتحہ کی خصوصیت عطا فرمائی ہے جسے میں نے توریت وانجیل میں نازل نہیں کیا۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں خطاب فرمایا ہے:

{وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ} الحجر ۸۷

ترجمہ: اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سبع مثانی اور عظیم قرآن دیا ہے۔

اے محمد! جب بندہ میرے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے تو میں اپنے اور اس کے درمیان سے پردہ ہٹا دیتا ہوں، پھر جب وہ "الحمد لله" کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں اے میرے بندے! یہ اللہ کون ہے؟ جب وہ "رب العالمین" کہتا ہے تو میں سوال کرتا ہوں کہ رب العالمین کون ہے؟ پھر وہ الرّحمن الرّحیم کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ رحمن اور رحیم کون ہے، وہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ مالک یوم الدین کون ہے؟ وہ ایّاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بندے! یہ میری صفت ہے کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اے میرے بندے! صراط مستقیم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، پس اگر وہ آمین کہہ دے تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اے میرے بندے! میں نے اپنی نعمت کو تم پر مکمل کر دیا اور اپنے عطیات کی تم پر بارش برسائی اور میں ہی رب العالمین ہوں۔

لہذا اے محبت کرنے والو! اللہ کی بارگاہ محترم اور مکرم نبی کا وسیلہ پکڑو اور وہ بات کہو جو حسان بن ثابت نے کہی ہے:

یارکنَ معتمِدٍ وعصمةَ لائذٍ ... وملاذَ مُنتجعٍ وجارَ مُجاوِرٍ

اے مضبوط ستون! اور پناہ لینے والے کو بچانے والے اور بھوکے کی جائے پناہ اور پڑوس اختیار کرنے والے کے پڑوسی۔

یامَن تخیّرہ الالٰہ لخلقه ... فحباہ بالخلق الرّضیّ الطّاھر

اے وہ ذات جسے اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کے لئے منتخب فرمایا ہے اور اپنی پسندیدہ و پاک مخلوق (فرشتوں) کے ذریعے احفاظت فرمائی۔

أنت النبيّ وخيرُ عترة آدمي　　يامن يجودُ بفيضه بحرٍ زاخرٍ

آپ ﷺ نبی ہیں اور اولادِ آدم میں سب سے بہتر ہیں، اور وہ ذات ہیں جو بھرے ہوئے سمندر کی سخاوت کرنے والے ہیں۔

ميكال معك وجبرئيل كلماهما　　مددلنصرِكَ من عزيزٍ قاهرٍ

بلند مرتبہ اور غلبے والی ذات کی طرف سے جبرئیل اور میکائیل دونوں آپ ﷺ کی مدد کے لئے حاضر ہوئے۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہ بات جان لے کہ عزت واحترام ذاتی صفت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے عطا ہوتی ہے، لہذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اللہ تعالی سے عزت کا طالب ہو تو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرے، اس کے نتیجے میں وہ اللہ کے ہاں باعزت بن جائے گا۔ حقیقی عزت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو مخلوق سے کوئی امید نہیں رکھتے، لہذا مخلوق سے جو عزت حاصل ہوتی ہے وہ عزت نہیں، اگر تم عزت طلب کرنا چاہتے ہو تو عزت دینے والے سے طلب کرو، اور جب تمہیں یہ محسوس ہو کہ اللہ تعالی کے سامنے نفس ذلیل ہو چکا ہے تو یقیناً تم محفوظ جگہ پر پہنچ چکے ہو، کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نہیں سنا؟

مَن تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ ومَن تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ　　مجمع الزوائد

ترجمہ: جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسے بلندی عطا فرماتے ہیں۔ اور جو تکبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسے ذلیل کر دیتے ہیں۔

لہذا مخلوق سے عزت طلب کرنے سے بچو، بیشک جو اللہ کے علاوہ کسی سے عزت طلب کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے، اور جو اس کے علاوہ کسی سے شفا طلب کرتا ہے وہ اور زیادہ بیمار ہوتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا　　النساء ۱۳۹

ترجمہ: کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔

اے بھائی! دنیاوالوں کی عزت سے خودکو بچاؤ کیونکہ عنقریب وہ غروب ہوجائے گی اوراس کی عزت والاعنقریب ذلیل ہوجائے گا، یہ عزت بہت جلد زائل ہوجاتی ہے،اور متقی لوگوں کی عزت اورفخر میں غوروفکر کروجب وہ محشر میں جمع ہونگے،اورگھبراہٹ والے دن ہلاکت سے محفوظ ہونگے،اپنے انجام سے غافل مت ہونا،بیشک غفلت مصیبتوں کے نزول کا سبب ہے۔

کسی نیک آدمی نے اپنے استادکوخواب میں دیکھااورسوال کیا کہ تمہارے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت کون سی ہوگی،اس نے جواب دیا کہ دنیامیں غفلت اختیارکرنے پرسب سے بڑی حسرت ہوگی۔

عبداللہ بن سالم نے خواب میں اپنے والدکودیکھااوران سے احوال دریافت کیئے توانہوں نے فرمایااے بیٹے ہم نے غفلت میں زندگی گذاری اورغفلت کی حالت میں ہی موت آئی۔

ابوعلی دقّاق کہتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کی بیمارپرسی کے لئے گیا،ان کے تلامذہ ان کے آس پاس بیٹھے تھے اوررورہے تھے،میں نے رونے کی وجہ پوچھی توانہوں نے بتایا کہ اپنی عمر بھرمیں ایک نماز کے فوت ہونے پررورہاہوں،میں نے پوچھا کہ وہ کیسے فوت ہوئی؟اس نے کہامیں آخری عمرمیں پہنچ چکاہوں، میں نے غفلت کی حالت میں اللہ کے سامنے کبھی سجدہ نہیں کیا،اورکبھی غفلت کی حالت میں سجدے سے اپنا سرنہیں اٹھایا،لیکن ابھی میری موت کاوقت ہے اورمیں اس بات سے غافل ہوں کہ میرے ساتھ کیاہونے والاہے،پھرایک سانس لیااورانتقال کرگئے۔

لہذااس عزت پرافسوس کرجس کے بعدنہ ختم ہونے والی ذلّت آئے،اوروہ کتنی سعادت والی ذلت ہےجس کے بعددائمی عزت ہوجواچھی زندگی کےساتھ ملی ہوئی ہو۔

تفكّرتُ في يومٍ تقومُ قيامتي　　　وكيفَ حُلولي في المقابِرِ ثاوياً

میں اس دن کے بارے میں سوچتاہوں جب میری قیامت قائم ہوگی،اورمیں قبرمیں کیسے اترکرقیام کروں گا

ذليلاً وحيداً بعدعزّومنعةٍ　　　رهينابجُرمي في الترابِ مساويا

جب میں عزت واحترام کے بعدذلیل اوراکیلاہوں گا،اوراپنے جرائم کی بدولت مٹی مٹی میں برابرکردیاجاؤں گا

وھولِ نکیرفی السؤال ومنکر ومسکنِ دودٍ یأکلون فؤادیاً

اور منکر ونکیر کے سوال وجواب کو سوچتا ہوں اور کیڑوں کے گھر کے بارے میں سوچتا ہوں جو میرے دل کو کھائیں گے

وفکّرتُ فی طول الحسابِ وعرضه وذلّ مقامی حینَ أعطیٰ کتابیه

اور میں لمبے چوڑے حساب وکتاب کے بارے میں سوچتا ہوں اور اس وقت اپنی ذلت کو بھی جب مجھے نامہ اعمال دیا جائے گا۔

الیك التجائی یاالٰھی وسیّدی لعلّك تمحُوزلّتی وخطائیا

اے میرے معبود اور آقا! میں آپ کی پناہ میں آجاتا ہوں شاید کہ آپ میری لغزش اور غلطی کو معاف فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر اور صحابہ کرام پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف وتکریم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''المؤمن اور المھیمن'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''المؤمن اور المھیمن'' دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان اسمائے گرامی کو اپنے نام سے نکالا ہے، ان دونوں کا معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں تو ظاہر ہے کہ وہ قدرت اور غلبے والی ذات ہے، مؤمن کا معنی اللہ کے حق میں یہ ہے کہ وہ اپنے تمام انبیاء اور رسولوں کی تصدیق کر کے اپنے وعدے کو سچا کرنے والا ہے، ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی توحید بیان کرنے والا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ} اٰل عمران ۱۸

ترجمہ: اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کے حق میں مومن کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ظلم سے امن دینے والا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وما ربُّکَ بِظَلّٰمٍ لِلعَبِیدِ} فصّلت۴۶

ترجمہ: ''تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے''۔

نیز ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالی کا یہ بھی ارشاد ہے:

''یا عبادی انّی حرمتُ الظّلم علیٰ نفسی وجعلته بینکم محرّما فلا تظالموا''

ترجمہ: ''اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان ظلم کو حرام قرار دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔

(مسند احمد، المقاصد السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ)

لہذا مؤمن کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالی کی ذات اپنی مخلوق کو ظلم سے امن دیتی ہے، بیشک اس ذات کے بارے میں ظلم کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح ''مہیمن'' کا لفظ اللہ تعالی کے حق میں امین کا معنی دیتا ہے، لیکن یہ قول درست نہیں، ایک

قول یہ ہے کہ اس کا معنی گواہ اور حفاظت کرنے والا ہے۔

مومن کا معنی نبی کریم ﷺ کے حق میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو عذاب سے امن دینے والے ہیں، اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کی برکت سے امت کو امن دیا، یہ احتمال بھی ہے کہ مومن کا معنی یہ ہو کہ آپ ﷺ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ کتاب، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور بڑائی، اس کی کتابوں، رسولوں اور امتوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

المہیمن کے معنی میں یہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کے حق میں گواہ اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں آپ ﷺ کو مہیمن کہا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

ثمّ احتویٰ بیتك المهيمن من　　　خندف علياء تحتها النُّطُقُ

پھر آپ ﷺ کے گھر نے گھیرے میں لیا ہوا ہے، جو خندف (ابن مفر کی بیوی کا نام ہے) کی بلندی پر گواہ ہے جس کے پٹکے تھے۔

آپ علیہ السلام صادقین کے امام، اللہ تعالی کے وعدے کی تصدیق کرنے والے اور اسے پورا کرنے والے، اپنے صحابہ کی حفاظت کرنے والے اور خوف وغم کے نزول کے وقت انہیں مطمئن کرنے والے تھے، اسی لئے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں اپنے صحابہ کو امن دینے والا ہوں، بلکہ آپ ﷺ اپنی امت کو امن دینے والے ہیں۔

جب صحابہ کرام پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو آپ ﷺ انہیں امن عطا فرماتے، مصیبت کو دور کر کے انہیں راحت پہچاتے۔

نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے ہمارے سامنے پیچھے سے کنکریاں ماری جاری ہیں، سخت رعب کی وجہ سے ہماری جان نکل رہی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں خوشخبری ہو یہ جبریل زرد عمامہ لپیٹ کر آسمان وزمین کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں، وہ زمین پر اترے تو ایک گھڑی مجھ سے غائب رہے پھر سامنے آ کر مسکرا کر کہنے لگے: اے محمد! آپ ﷺ نے مدد مانگی تو وہ آ چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے کنکریاں لانے کا حکم دیا پھر ایک مٹھی کنکریوں کی بھر کر شاهت الوجوه پڑھ

کر پھینکیں اور یوں دعا فرمائی، اے اللہ! ان کی دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کے قدموں کو متزلزل فرما، چنانچہ اللہ کے دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان میں کوئی بھی باقی نہیں بچا جس کی آنکھ اور چہرے میں مٹی نہ گئی ہو، مسلمان انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے میں مشغول ہو گئے۔

معجزے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام میں وہ واقعہ بھی ہے جسے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ پانچ آدمیوں پر مشتمل مشرکین کا گروہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کیا کرتے تھے، صحابہ کرام کو ڈرا دھمکا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے روکتے تھے، وہ پانچ آدمی یہ ہیں ولید بن مغیرہ، اسود بن یغوث، اسود بن عبدالمطلب، عاص بن وائل اور حارث، ان کی باتوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچتی تھی، ان کا رویہ مسلمانوں کے لئے بہت تکلیف دہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

{فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ}

الحجر ۹۵،۹۴

ترجمہ: چنانچہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے علی الاعلان لوگوں کو سنا دو، اور جو لوگ (پھر بھی) شرک کریں ان کی پرواہ مت کرو، یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں۔

عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے وعدے اور مدد پر خوش ہو کر تشریف لائے، اور اپنے صحابہ کرام کو امن کی خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیشک ان کافروں کے ساتھ جنگ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، پھر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے محمد! جب وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جمع کر کے مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے جو دعا بھی مانگیں وہ پوری ہوگی اور میں وہ کام سرانجام دونگا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں تشریف لائے، لوگ طواف کر رہے تھے، حضرت جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب تھے، سب سے پہلے اسود بن عبدالمطلب گذرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے چہرے کی طرف کوئی چیز پھینک کر دعا مانگی کہ اے اللہ! اس کی نظر کو اندھا کر دے، اللہ تعالیٰ نے دشمن کے خلاف اپنے نبی کی دعا کو قبول فرما کر اس کی آنکھوں کو اندھا کر دیا، اس کے بعد اسود بن یغوث گذرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس

کے پیٹ کی طرف اشارہ فرمایا، اس نے پانی پیا اور اسی وقت مر گیا، پھر ولید گذرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پاؤں کے زخم کی طرف اشارہ کیا، اس کے پاؤں سے خون جاری ہوا اور بالآخر مر گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے عاص کا گذر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پاؤں کی ایڑی کی طرف اشارہ کیا، وہ گدھے پر بیٹھ کر طائف کے ارادے سے نکلا تو اس کے پاؤں میں ایک کانٹا چبا اور اس سے ہلاک ہو گیا، سب سے آخر میں حارث کا گذر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف بھی اشارہ فرمایا، قے کرتے کرتے اس کی موت واقع ہو گئی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے انتقام لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی جڑ کاٹ دی، یہ باتیں دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ تفسیر قرطبی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من قبلها طبتَ فی الظّلال وفی مستودع حیث یُخصَف الورق

ولادت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جنت) کے سایوں میں تھے، اور وہاں پر امانت رکھے ہوئے تھے جہاں بدن پر پتے چپکائے جاتے ہیں، (یعنی جنت میں)

ثم هبطت البلاد لا بشر أنت ولا مضغة ولا علق

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہروں میں اترے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پورے انسان تھے نہ جما ہوا خون اور نہ ہی لوتھڑا تھے۔

بل نطفة ترکب السّفین وقد ألجم نشرا وأهله الغرق

بلکہ ایک نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوئے اور نسر کو لگام دی جبکہ کشتی کے باہر قوم نوح غرق ہو رہی تھی۔

تنقل من صالب الی رحم اذا مضیٰ عالم بدا طبق

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلبِ (پدر) سے رحمِ (مادر) کی طرف منتقل ہوئے، جب ایک زمانہ گذر گیا تو دوسرا آ گیا۔

حتیٰ احتویٰ بیتك المهیمن من خندف علیاء تحتها النطق

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر نے خندف کی بلندی کو گھیر لیا جو پٹکے والی تھی، اور اس پر گواہ بنا۔

وأنت لمّا ولدت أشرقت الأرض وضاءت بنورك الأفق

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو تمام زمین روشن ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے آفاق

جگمگائے۔

فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

اب ہم اس روشنی اور نور و ہدایت کے راستہ میں داخل ہو گئے ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی ''مومن اور مہیمن'' ہے اسے چاہیئے کہ آپ ﷺ کی وعدے وعید اور بشارتوں کی تصدیق کرے، آپ ﷺ کی امت کے دلوں کو امن عطا کرے، یہ بات ہم پہلے بہت سارے ناموں میں بیان کر چکے ہیں، نیز محبت کرنے والا آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی باتوں کی چھان بین کرے کہ انہوں نے کس طرح آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق فرمائی، شعبی اور دوسرے علما فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، پرہیز گار اور مشفق مسلمان تھے، لہذا محبت کرنے والا ان سے محبت کرے اور ان کی پیروی کرے، بیشک وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے محبوب چچا اور پروردگار کے ہاں ہمارے لئے وسیلہ ہیں، اگر ان کے دیگر فضائل نہ ہوتے تو یہ ایک فضیلت ہی کافی ہے۔

ابوسعید نے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے عباس سے فرمایا: اے ابوالفضل! تم اور تمہارا بیٹا کل اپنے گھر میں رہو مجھے تمہارے پاس ایک کام ہے، چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں قریب ہونے کا حکم دیا، وہ دونوں ایک دوسرے سے مل گئے تو آپ نے ان پر چادر ڈال کر ارشاد فرمایا: اے پروردگار! یہ عباس میرے باپ کیطرح ہیں اور یہ سب میرے اہل بیت ہیں، انہیں آگ سے اس طرح بچا جس طرح میں نے ان پر پردہ ڈال دیا ہے، راوی فرماتے ہیں کہ دروازے کے کواڑوں اور گھر کی دیواروں نے آمین کہا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ حضرت عباس کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئے، بیت اللہ کے ارد گرد بت رکھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ بتوں کو توڑتے ہوئے یوں ارشاد فرما رہے تھے: اے ابا جان! اس کو توڑ دو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے اور میرے چچا کو دیکھا گویا اس نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے دیکھا، یہ ہمارے نبی کے چچا کا مقام ہے، جو آپ ﷺ کے والد کی طرح تھے، چنانچہ اپنی ضرورتوں میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پکڑو۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے

لوگو! بیشک رسول اللہ ﷺ عباس کے سامنے ایسی عاجزی اختیار کرتے جیسے بچہ اپنے والد کے سامنے کیا کرتا ہے، آپ ﷺ حضرت عباس کی تعظیم کرتے، ان سے محبت کرتے اور ان کی قسم کو پورا کیا کرتے تھے، پس اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرو، اور نازل ہونے والی مصیبتوں پر انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ۔

''اے اللہ! ہم محمد ﷺ کے طفیل جو اس امت کے رحمت والے نبی ہیں، آپ ﷺ کے چچا عباس کی کرامت، آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور آل، نیز شیخین یعنی ابوبکر و عمر کی حرمت کے ذریعے آپ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑتے ہیں، اے اللہ! ہمیں ان باتوں سے امن عطا فرما جن سے ہم ڈرتے ہیں، بیشک آپ اس چیز پر قادر ہیں جسے چاہتے ہیں، اور دعا قبول کرنے کے لائق ہیں''۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ حضرت عباس کی فضیلت پہچان کر ان کی عزت کرتے اور ان سے مشورہ طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت مانگا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عباس کے ذریعے بارش طلب کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی مدح میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سأل الامام وقد تتابع جدبنا فسقى الغمام بغُرّة العبّاس

جب ہم پر پے در پے قحط آیا تو امیر المومنین نے دعا مانگی، اور عباس کی پیشانی کی وجہ سے بادل برسے۔

عمّ النبيّ وصنو والده الذي ورث النبيّ بذاك دون النّاس

نبی کریم ﷺ کے چچا اور آپ ﷺ کے والد کی طرح ہیں ل، اس فضیلت میں وہ دیگر لوگوں کے مقابلے میں نبی کریم کے وارث ہیں۔

أحيا الاله به البلاد فأصبحت مخضرّة الأرجاء بعد اليأس

اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے شہروں کو زندہ کر دیا اور ناامیدی کے بعد وہ ہر طرف سے سرسبز و شاداب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، اور ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الھادی'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

ہادی آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی طٰہٰ کا معنی یا ہادی اور یا طاہر بھی بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ} الشوری ۵۲

ترجمہ: ''اور بیشک آپ البتہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں''۔

ہادی پر بعض باتیں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اسکا معنی ہے اللہ کے راستے کی طرف ہدایت دینے والا، اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی ہادی رکھا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں ہدایت کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور مومنین کے دلوں میں ہدایت کو پیدا کرنے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہادی کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندوں کو ایمان ویقین کے راستے کی طرف دعوت دے کر ان کی رہنمائی کرنے والے ہیں، دلوں میں ہدایت کو پیدا کرنے والی ذات صرف اللہ تعالی کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ} القصص ۵۶

ترجمہ: ''بیشک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے''۔

یعنی اے محمد! آپ مخلوق کے دلوں میں ہدایت پیدا نہیں کر سکتے، بیشک ہدایت اور توفیق پیدا کرنے والی ہستی وہ ہے جو ذات وصفات اور تمام موجودات کو بنانے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس بات کو خوب جانتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارفین کے سردار اور متقیوں کے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن حق تعالی کا یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کی تسلی اور صبر کے لئے تھا کیونکہ بندوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت حق تعالی کے علم میں تھی، یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کی وفات پر نازل ہوئی، ابو طالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے، اپنی زبان و تلوار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے، اپنے بیٹوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دیتے، لیکن موت کے وقت آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کلمہ طیبہ کی دعوت دی اور مسلسل فرماتے رہے کہ: اے چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دو تا کہ میں اللہ تعالی کے ہاں تمہارے لئے دلیل پکڑ سکوں، یہ کلمہ پڑھ لو اگرچہ میرے کان میں ہی کیوں نہ ہو، ان سب باتوں کے باوجود ابوطالب پر اللہ تعالی کی طرف سے مہربانی نہیں ہوئی، یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر شاق گذری تو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تسلی اور غم کو دور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: بیشک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اور اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا نام ہادی رکھا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بھلائی کے کاموں کی طرف رہنمائی کرنے والے، برکات کو بیان کرنے والے، اور ہدایت سے دوری اختیار کرنے والوں کو پکڑ کر ہدایت کی طرف لے جانے والے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مسلسل اللہ تعالی کے احکام کو بیان فرماتے رہے، اللہ تعالی کی اطاعت میں کوشش کرتے رہے، اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو مکمل فرما کر اسے ادیان پر غالب کر دیا، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، لوگوں کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو باقی رکھا، آسمان وزمین میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو انوکھی نشانی بنایا، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے عزم اور صبر کو قوت بخشی، دشمنوں کے مقابلے میں مدد فرما کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو بلند فرما دیا۔

جامع بن شدّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں طارق نامی ایک صاحب تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ ذی المجاز کے بازار میں جب آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی دونوں ایڑھیاں خون آلود تھیں اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اللہ کی عبادت کی دعوت رہے تھے اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمارہے تھے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یوں ارشاد فرمارہے تھے کہ اے لوگو! کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے پتھر مار کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو یوں کہہ رہا تھا، اے لوگو! اس کی بات نہ سنو، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور پتھر مارنے والا ان کا چچا ابولہب ہے۔

راوی فرماتے ہیں: پھر ایک عرصے کے بعد میں مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور استفسار فرمایا: کون لوگ ہیں؟ ہم نے کہا دیہاتی، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کس علاقے سے ہو؟ ہم نے کہا مقام ربذہ کے قرب وجوار سے ہمارا تعلق ہے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے آئے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں یہ اونٹ ہے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کتنی قیمت پر؟ ہم نے

کہا: کھجور کے اتنے وسق کے بدلے میں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کی لگام تھامی اور مدینہ کی طرف چل دیئے، ہم نے آپس میں کہا کہ اونٹ ایسے آدمی کو فروخت کر دیا جسے ہم جانتے تک نہیں، ہمارے ساتھ ایک عورت تھی اس نے کہا: میں اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں کیونکہ میں نے اس آدمی کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح دیکھا ہے وہ تمہارا نقصان نہیں کرے گا، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے صبح کی تو ایک آدمی کھجور لے کر آیا اور کہنے لگا: میں تمہاری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد بن کر آیا ہوں، وہ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ اس گندم سے کھاؤ اور تول کر کے اپنا مال پورا کرلو، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے اس پر عمل کیا، پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں ارشاد فرما رہے ہیں:

''الیدُ العُلیا خیر من الید السفلیٰ .وابدأ بِمَن تعول .ابنک وأباک وأختک و أخاک. ثمّ أدناک فأدناک''۔

ترجمہ: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اپنے اہل وعیال سے ابتدا کرو یعنی اولاد، والدین بہن اور بھائی سے اور پھر اس سے جو تمہارے ساتھ سب سے زیادہ قرب رکھتا ہو'' (مجمع الزوائد، تفسیر قرطبی)

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نبیٌّ کان یجلوا الشکّ عنّا بما یوحیٰ الیه وما یقول

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں جو ایسی باتوں سے ہمارے شک کو دور کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جاتی ہیں۔

ویهدینا فلا نخشیٰ ضلالا علینا والرّسول لنا الدّلیل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہدایت دیتے ہیں پس ہمیں اپنی گمراہی کا اندیشہ نہیں، بیشک رسول ہمارے رہبر ہیں۔

یخبّرنا بظهر الغیب عمّا یکون فلا یجور ولا یحول

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں مستقبل کی غیب کی باتوں کے بارے میں بتاتے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ظلم کرتے ہیں اور بات سے پھرتے ہیں۔

فلم نر مثله فی الناس حیا ۔۔۔ ولیس له من الموتی عدیل

ہم نے زندہ لوگوں میں آپ ﷺ کی مثل نہیں دیکھا اور مردہ لوگوں میں بھی آپ ﷺ کا ہم پلہ کوئی نہیں ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ ہادی ہیں اسے چاہیئے کہ اللہ کی مخلوق کی رہنمائی کرنے میں آپ ﷺ کی پیروی کرے، اور آپ ﷺ کی شریعت کو بیان کرنے میں اپنی جان کھپادے، چنانچہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کی امانت کی ادائیگی کے لئے صحابہ کرام کو بھیجا کرتے تھے تاکہ لوگ ان سے دین نقل کریں، آپ علیہ السلام نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا:

''لأن یھدیَ اللّٰہُ بِکَ رجلاً واحداً خیرلَک مِن أَن یکون لکَ حمر النعم''۔

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہارے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت دے دیں یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے''۔ (مسند احمد)

خاص طور پر اس زمانے میں جب دین اجنبی بن گیا ہے اور بھلائی کم ہوگئی ہے یہاں تک کہ نیکی کو بیان کرنے پر بھی تعجب ہوتا ہے، اللہ تعالی کے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو تھامنے والے کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم! محبت کرنے والے لوگ رخصت ہوگئے اور باقی لوگ جس چیز کو مانگتے ہیں وہ مانگنے والے کی طرح کمزور ہے۔

شیخ ابن مخلد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی علم حاصل کرنے کے لئے بغداد آیا، وہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے ان سے علم حاصل کرنا چاہتا تھا، راوی کہتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ جب میں بغداد کے قریب پہنچا تو مجھے اس مشقت کے بارے میں بتایا گیا، میں یہ سن کر بہت غمگین ہوگیا لیکن جب شہر میں پہنچا تو ہوٹل کا ایک کمرہ کرائے پر لیا اور سامان وہاں رکھ دیا، پھر میں جامع الاعظم میں آیا تو وہاں علم کے حلقے لگے ہوئے تھے، میں نے ایک بڑے میاں کو دیکھا اور ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یحی بن معین ہیں، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''اے ابوزکریا! میں دور کے شہر سے سفر کر کے آیا ہوں اور ایک بات پوچھ کر رہنمائی حاصل

کرنا چاہتا ہوں لہذا مجھ سے مت چھپانا''، اس نے کہا: پوچھیئے۔

پھر میں نے ان سے احمد بن حنبل کے بارے میں پوچھا، انہوں نے تعجب سے کہا کہ ہم جیسے لوگوں کے پاس احمد بن حنبل کے علم وفضل کے بارے میں کوئی بات نہیں پہنچی، مسافر کہتا ہے کہ میں احمد بن حنبل کی تلاش میں نکلا اور دروازے پر دستک دی تو احمد بن حنبل نے دورازہ کھولا اور ایک اجنبی آدمی کی طرف دیکھا، میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! بہت دور کے کسی شہر سے سفر کر کے آیا ہوں اور پہلی مرتبہ اس شہر میں آیا ہوں، میں حدیث اور سنت کا طالب علم ہوں، میں نے صرف آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے سفر کیا ہے، احمد بن حنبل نے حکم دیا کہ ستون کے پیچھے ہو جاؤ تا کہ کوئی تجھے میرے پاس نہ دیکھ سکے، میں نے حکم کی تعمیل کی، انہوں نے مجھ سے میرے شہر کے بارے میں پوچھا: میں نے انہیں بتایا کہ میرا تعلق مغرب کے آخری کنارے اندلس کے ایک شہر سے ہے، احمد بن حنبل نے فرمایا: بیشک تم بہت دور سے آئے ہو اور مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں کہ میں علم کی طرف رہنمائی کر کے تمہاری مدد کروں، البتہ میں اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں امتحان میں مبتلا ہوں اور اللہ کے فیصلے پر صبر کرتا ہوں۔[1]

میں نے عرض کیا کہ آپ کے واقعہ کا مجھے علم ہے اور اسی وجہ سے میں نے یہ ارادہ کیا ہے، لیکن میں آپ کے شہر میں اجنبی ہوں، اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ ہر دن کھانا مانگنے والے بھکاری کے روپ میں آپ کے دروازے پر کھڑا ہو جاؤں، آپ باہر نکل کر میرے پاس تشریف لائیں اور جو آسانی سے ہو سکے احادیث بیان کریں اگر ایک حدیث بھی سنائیں تو میرے لئے وہی کافی ہوگی، احمد بن حنبل نے کہا: درست ہے بشرطیکہ تم اس بات کو مخفی رکھو اور محدثین کے سامنے ظاہر نہ کرو، میں نے ان کی اس شرط کو قبول کر لیا۔

فرماتے ہیں کہ میں ہر دن ہاتھ میں سارنگی پکڑ کر اپنے سر پر میلا کپڑا لپیٹتا، کاغذ اور دوات اپنی بغل میں رکھتا اور پھر امام احمد کے دروازے پر حاضر ہو کر یہ آواز لگاتا، روٹی، روٹی، اے گھر والو! اللہ تم پر رحم کرے اور تمہیں اجر عطا فرمائے، امام احمد بن حنبل اپنے صحن میں نکلتے اور دروازے کو بند کر کے مجھے ایک یا دو حدیثیں سنا دیتے، میں فوراً لکھ لیتا، میں اسی طرح پابندی کے ساتھ ان کے پاس جاتا رہا یہاں تک کشادگی آگئی اور آپ کو آزمائش میں ڈالنے والے کا انتقال ہو گیا، باطل مٹ گیا اور اہلِ سنت غالب آگئے،

---

[1] امام احمد بن حنبل کو خلقِ قرآن کے مسئلہ پر جیل میں ڈالا گیا اور سخت اذیتیں دی گئیں اور بالآخر جیل سے سرخرو ہو کر نکلے، یہ اسی زمانہ کی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے اس دوران کچھ عرصہ تک نظر بند کیا گیا ہو، اور تعلیم و تعلّم پر پابندی لگائی گئی ہو، از مترجم)

احمد بن حنبل منظر عام پر آئے اور لوگوں کی نظروں میں بلند ہو گئے، آپ کی امامت اتنی بلند ہوئی کہ اس کی مثالیں دی جانے لگی۔

ان سب تکلیفوں کے باوجود احمد بن حنبل زہد اور مخلوق کے ساتھ تواضع اختیار کرنے اور حق تعالی کی طرف دھیان کرنے میں بڑھتے چلے گئے، جب میں ان کی مجلس میں حاضر ہوتا تو میرے لئے مجلس کو کشادہ فرما دیتے، میری مسافری اور علم میں مشغولیت دیکھ کر اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ اس جیسے طالب علم پر طالب علم کا نام صادق آتا ہے، میں اسی طرح ان کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ عرصہ بعد میں بہت زیادہ بیمار ہوا، امام نے اپنی مجلس سے مجھے غیر حاضر پایا تو میرے بارے میں پوچھا، جب انہیں میری بیماری کا علم ہوا تو فوراً اپنے شاگردوں کے ہمراہ میری عیادت کے لئے ہوٹل تشریف لائے، جب وہاں پہنچے تو میں ایک کمرے میں لیٹا ہوا تھا، اور میری کتابیں سرہانے کی طرف رکھی ہوئی تھیں، میں نے ہوٹل والوں کو بلند آواز میں کہتے ہوئے سنا کہ یہ مسلمانوں کے امام ہیں، ان کے یہاں آنے پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا، ہوٹل کا مالک جلدی سے میرے پاس آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمن! یہ مسلمانوں کے امام آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں، کیا تمہارا مرتبہ اتنا بڑھ چکا ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل تشریف لائے اور میرے سرہانے بیٹھ گئے، پورا کمرہ بھر گیا، اس میں لوگ نہیں آسکتے تھے، کچھ لوگ ہاتھوں میں قلم لئے کمرے کے باہر کھڑے تھے، امام نے سلام کے بعد ارشاد فرمایا: اے ابوعبدالرحمن! اللہ تعالی کی طرف سے تمہیں ثواب کی خوشخبری ہو، صحت کے دنوں میں بیماری اور بیماری کے دنوں میں صحت نہیں ہوتی، اللہ تعالی تمہیں عافیت نصیب فرمائے اور اپنی قدرت سے تمہیں شفا عطا فرمائے، امام جو بات بھی کرتے لوگ اسے لکھ لیتے، چنانچہ ان کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کی نظروں میں میری قدر و منزلت بڑھ گئی، ہوٹل والے میرے پاس آئے اور سب مجھ سے خدمت اور میرے ضرورت پوری کرنے کی درخواست کرنے لگے۔

یہ ان لوگوں کی حالت تھی، اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کے ذریعے نفع عطا فرمائے:

فتلك سیرتهم فینا وفعلهم　　　لمثلهم تهرع الرکبان والابل

ہمارے درمیان یہ ان کی سیرت اور کردار تھا ان جیسے لوگوں کی خاطر اونٹوں کے قافلے دوڑائے جاتے ہیں۔

وقد دخلت لتطفیلی دخیلهم بجاههم لیس لی تقوی ولا عمل

میں اپنی نرمی کے سبب اور ان کی سرداری کی وجہ سے ان کے قافلے میں داخل ہو گیا حالانکہ میرے پاس تقوی اور عمل نہیں ہے۔

منّی علیهم سلام الله ماذُکرت أخبارهم فاشتهت رؤیاهم المُقَل

میری طرف سے ان پر اللہ کا سلام ہو، جب تک ان کی باتیں بیان ہوتی رہیں اور آنکھیں ان کے دیدار کی شوقین رہیں۔

مبارك طیّب یغشاهم أبدا نسیمه بعبیر المسك مشتمل

مبارک اور عمدہ خوشبو ان کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھے جو عبیر اور مشک پر مشتمل ہو۔

اللہ تعالی ہمارے سردار محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، نیز آپ ﷺ کے شرف، تعظیم اور تکریم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''العفوّ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

العفوّ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اللہ تعالی کی طرف سے کرامت کے اظہار کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف کرنے والے تھے، حضرت جبریل نے اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ درگذر اور معافی کی صفت اختیار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل سے اللہ تعالی کے ارشاد ''خذالعفو'' کے بارے میں پوچھا تو جبریل نے بتایا کہ آپ ظلم کرنے والے کو معاف کریں، ایک مشہور حدیث میں اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تند خو، سخت مزاج اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں بلکہ عفوودرگذر سے کام لیتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنا نام بھی عفوّ رکھا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بندوں کی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے اور قیامت کے دن ان کے گناہوں کی بخشش فرمائے گا۔

عفوّ کا معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلطیوں پر اکثر گرفت نہیں فرماتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے کبھی اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیا لیکن اگر اللہ تعالی کی حرمت پامال ہوجاتی تو اس کا بدلہ لیا کرتے تھے، کثرت سے احادیث منقول ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلم، قوتِ برداشت اور قدرت کے باوجود مواخذہ نہ کرنے میں سب لوگوں پر فائق تھے، جاہلوں کی ناپسندیدہ باتوں پر بہت زیادہ صبر وتحمل سے کام لیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر وتحمل کے بارے میں بیان کردہ احادیث میں کوئی خفا نہیں، ہر حلیم شخصیت سے لغزش صادر ہونا ایک معروف بات ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جتنی زیادہ جہالت کی جاتی اتنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم وبرداشت میں اضافہ ہوجاتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم کی سب سے قوی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کا واقعہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم کا معاملہ فرمایا جب حضرت حمزہ کی شہادت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو آزمائش میں ڈالا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر احد پہاڑ کی طرف جارہے تھے، مشرکین نے آپ

ﷺ کے سامنے والے چار دندان مبارک شہید کر دیئے تھے اور چہرہ مبارک کو زخمی کر دیا تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنی پشت پر اٹھایا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ کی قمیص کو منہ مبارک کے نیچے کر دیا، نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر سے فرما رہے تھے کہ اے ابوبکر! میری قمیص کو منہ کے نیچے کر دو تا کہ میرا خون زمین پر نہ بہے، حضرت ابوبکر نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اگر میرا خون زمین پر گر جائے تو مجھے اپنے قوم کی ہلاکت کا اندیشہ ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے جو کچھ آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہے اس کے بدلے میں ہم ان کی ہلاکت چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فطری شفقت اور رحمت کی وجہ سے ارشاد فرمایا:

انی لاأقول کماقال نوح علیه السلام: {ربِّ لاتَذَرعَلیٰ الأرضِ مِنَ الکافِرِینَ دَیّاراً} ولکن أقولُ: اللّٰھُمّ اھدِقَومِی فانّھم لایَعلَمُونَ۔

ترجمہ: بیشک میں وہ بات نہیں کہوں گا جو حضرت نوح نے کہی تھی: ''کہ اے میرے پروردگار! ان کافروں میں کوئی ایک باشندہ بھی زمین پر باقی نہ رکھیئے''، بلکہ میں کہوں گا: کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما بیشک وہ مجھے جانتے نہیں ہیں'' (تفسیر قرطبی)

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی برکت اور مدد کو لے کر جہاد کرو، چنانچہ لوگ جہاد کی طرف متوجہ ہوئے، اس دن حضرت علی نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، وہ دائیں بائیں سے لوگوں کو پیچھے دھکیل رہے تھے، جب وہ حملہ کرتے تو لوگ بھاگ جاتے، وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے منتشر کر دیتے تھے، حضرت حمزہ کی شہادت کی وجہ سے ان پر سخت مصیبت آئی اور وہ اپنے ہوش و حواس کھو کر بڑی سختی سے دشمن پر حملہ آور ہوئے، مشرکین حضرت علی سے خوفزدہ ہو گئے جب وہ حملہ کرتے تو مشرکین بھاگ کھڑے ہوتے، نبی کریم ﷺ کے دونوں طرف حضرت زبیر بن عوّام اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح لڑ رہے تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک پر حملہ کیا، ایک دوسرے آدمی نے تلوار کے وار سے ان کا ہاتھ کاٹ دیا، انہوں نے زمین سے ہاتھ اٹھایا اور اسے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے استفسار فرمایا: اے طلحہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں اس ہاتھ کو تمہارے لئے دنیا میں ہی لوٹا دوں یا تمہارے لئے جنت کا ایک پرندہ بنا دوں، حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ میرے لئے دنیا میں لوٹا دیجئے اور قیامت کے دن پرندہ بھی بنا دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے مسکرائے اور حضرت طلحہ کو قریب ہونے کا حکم

دیا، جب وہ قریب ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر تک ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر چھوڑ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مدد اور برکت کے ساتھ جہاد کرو، وہ لڑائی کی طرف اس طرح متوجہ ہوئے کہ ان کا ہاتھ پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی قوی ہو گیا، بعد میں امام زہری حضرت طلحہ سے پوچھتے کہ دونوں ہاتھوں میں کون سا زیادہ قوی اور مضبوط ہے؟ وہ فرماتے کہ وہ ہاتھ زیادہ مضبوط اور قوی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹایا تھا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس واقعہ میں دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان کے درجات، حسنِ خلق، کرم، صبر اور حلم سمیت کئی فضائل جمع ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی غلطیوں پر سکوت اختیار کر کے انہیں معاف فرمایا، ان کیساتھ شفقت و رحمت سے پیش آئے، ان کے حق میں شفاعت کی دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے اللہ! بخشش فرما اور ہدایت عطا فرما، پھر ''میری قوم'' کہہ کر شفقت اور رحمت کو ظاہر فرمایا، اور اس کے بعد ''یہ مجھے جانتے نہیں'' یہ کہہ کر ان کو معذور خیال کیا۔

بہت ساری روایات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم اور برداشت پر دلالت کرتی ہیں جن کا احاطہ کرنے سے قلم قاصر ہے، کئی زمانوں میں ان کا ذکر نہیں سما سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر حضرت حسان نے اپنے معروف مدحیہ قصیدے میں کیا خوب کہا ہے:

عفوّ عن الزّلات یقبل عذرھم ان یحسنوا فاللہ بالخیر أجود

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لغزشوں پر درگذر کرتے اور صحابہ کرام کے عذر کو قبول فرماتے تھے، اگر وہ اچھا کام کرتے تو اللہ بھلائی کرنے میں سب سے بڑھ کر سخی ہے۔

وان جاء أمر لا یطیقون حملہ فمن عندہ تیسیر ما یتشدّد

اور اگر کوئی ایسا معاملہ آجاتا جس کو اٹھانے کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سخت معاملے کو آسان کر دیا جاتا۔

عزیز علیہ أن یجوروا عن الھُدیٰ حریص علیٰ أن یستقیموا ویھتدوا

اگر وہ ہدایت سے دوری اختیار کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گراں گذرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سیدھا راستہ اختیار کرنے اور ہدایت حاصل کرنے پر حریص تھے۔

عطوف علیھم لیس یثنی جناحہ الیٰ کنف یحنو علیھم ویمھد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر مہربان تھے، مدد کرنے میں بازوؤں کو ان سے نہیں ہٹاتے، ان پر شفقت

کرتے اور کام میں آسانی پیدا فرماتے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے جس شخص کو معلوم ہو کہ ہمارے نبی لغزشوں کو معاف کرنے والے اور عیوب پر پردہ پوشی کرنے والے تھے اسے چاہیے کہ مومنین کی غلطیوں کو معاف کرے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، غصہ پینے کی عادت اپنائے، ظالموں کو معاف کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرے:

{وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ}

آل عمران ۱۳۴

ترجمہ: اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

اے محبت کرنے والو! قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرو، محروم کرنے والے کو عطا کرو، ظلم کرنے والے کو معاف کرو، جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اپنے بھائی کی غلطیوں کو چھپاؤ، یہ اخلاق ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان صحابہ کرام کے ہیں جو اقوال وافعال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے تھے۔

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات سنی ہے کہ جب بھی مجھے کسی بھائی کی طرف سے کوئی ناگواری پہنچی تو میں خود کو تین مرتبوں میں سے کسی ایک مرتبے پر سمجھتا ہوں، اگر تکلیف پہنچانے والے کا درجہ بڑا ہو تو مجھے اپنا مرتبہ یاد آجاتا ہے اور میں اس کی قدر پہچانتا ہوں، اگر وہ میرے برابر ہو تو میں اس کو فضیلت دے دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے کم تر درجے کا ہو تو میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا، یہ اپنی ذات کے بارے میں میرا طریقہ ہے، جو اس سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے، اسی بارے میں کسی شاعر نے تین اشعار کہے ہیں جن میں وہ کہتا ہے:

فأمّا الذی فوقی فأعرف قدره — وألزم فیه الحقّ، فالحق لازم

پس جس کا مرتبہ مجھ سے اوپر ہے تو میں اس کا مرتبہ پہچانتا ہوں اور اس کے بارے میں حق کو لازم پکڑتا ہوں، اور حق ہی ضروری ہے۔

وأمّا الذی دونی فان قال صنتُ عن اجابته عرضی وان لام لائم

اور جو مجھ سے کم تر ہے اگر وہ کچھ کہے تو میں اس اس کا جواب نہ دیکر اپنی عزت کو عیب دار بنانے سے حفاظت کرتا ہوں اگرچہ ملامت کرنے والا ملامت کرے۔

وأمّا الذی مثلی فان زلّ أوهفا عفوت لأنّ العفو للحرّ لازم

اگر میرے برابر کوئی شخص غلطی یا بے وقوفی کرے تو میں معاف کرتا ہوں کیونکہ معاف کرنا شریف آدمی کیلئے ضروری ہے۔

اس سے پہلے بھی دو شعر بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

سألزم نفسی الصفح عن کلّ مذهب وان کثرت منه علیّ الجرائم

میں ہر مذہب کے بارے میں اپنی نفس کو درگذر کرنے کا عادی بناتا ہوں، اگرچہ ان کی طرف سے مجھ پر جرائم کثرت سے ہوں۔

وما الناس الا واحد من ثلاثة شریف ومشروف ومرء ملازم

اور لوگوں کی تین حالتیں ہوا کرتی ہیں، صاحب مرتبہ، کم تر اور برابر کا آدمی

جو شخص عفو و درگذر حاصل کرنا چاہے وہ اپنے گناہوں، دنیا سے کوچ کرنے اور اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کرے، ان باتوں سے اسے یہ نعمت حاصل ہو جائے گی اور اس کی وجہ سے وہ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لے گا اور اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لے گا، شفقت و رحمت کی زیادتی کی وجہ سے دلوں میں درگذر پیدا ہوتی ہے اور آدمی انتقام نہیں لیتا۔

پس اللہ تعالی کے اخلاق کو سیکھو اور لڑائی کرنے والوں کے درمیان صلح کراؤ، اپنے بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کر کے قیامت کے دن کے لئے کثرت سے نیکیاں کماؤ، قیامت کے دن کو یاد رکھو کہ وہاں تمہارا کیا حال ہوگا؟ اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہونے کا استحضار کرو اور اپنے اعمال کے بارے میں ڈرتے رہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح مسکراتے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے دندان مبارک ظاہر ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے، ان میں سے ایک کہے گا کہ

اے پروردگار! مجھے اس بھائی سے ظلم کا بدلہ دلوا دیجئے، اللہ تعالیٰ دوسرے شخص کو حکم دیں گے کہ اپنے بھائی کے ظلم کا بدلہ دیدو، وہ عرض کرے گا کہ میرے پاس کوئی نیکی باقی نہیں بچی، اللہ تعالیٰ نیکیاں طلب کرنے والے سے پوچھیں گے کہ اب تم کیا کرو گے کیونکہ تمہارے بھائی کے پاس کوئی نیکی نہیں بچی، وہ جواب دے گا کہ اے پروردگار! یہ میرے گناہوں کا بوجھ اٹھالے، راوی کہتے ہیں کہ شفقت اور رحمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک وہ بڑا سخت دن ہوگا جس دن لوگوں کو اس بات کی ضرورت ہوگی کہ کوئی ان کا بوجھ اٹھائے، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مطالبہ کرنے والے کو حکم دیں گے کہ وہ سر اٹھا کر جنتوں کو دیکھے، وہ سر اٹھا کر کہے گا: اے پروردگار! میں چاندی کے باغات اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں، یہ کس نبی صدیق اور شہید کے لئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اس کی قیمت ادا کرے، بندہ پوچھے گا اے پروردگار! کون اس کی قیمت ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم ادا کر سکتے ہیں، وہ پوچھے گا: اے پروردگار! اس کی قیمت کیا ہے؟ رب العزت فرمائیں گے کہ تمہارا اپنے بھائی کو معاف کرنا اس کی قیمت ہے، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں نے اسے معاف کیا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ، پھر اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرو اور لڑائی کرنے والوں کے درمیان صلح کراؤ، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مومن بندوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (مستدرک حاکم، تفسیر ابن کثیر)

پس اے اللہ کے بندو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عفو و درگذر کا طریقہ اختیار کرنے اور حسن معاملہ کرنے میں اللہ سے ڈرو، جو شخص ہماری طرح کثرت سے گناہ کرنے والا ہو اسے چاہیئے کہ کثرت سے دوسروں کے عیوب چھپائے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا ثواب مل جائے۔

اذا ذکرت أیادیك التی سلفت　　　وسوء فعلی وزلّاتی ومجترمی

جب مجھے آپ کی گذشتہ نعمتیں اور اپنے برے افعال، لغزشیں اور جرائم یاد آئے۔

أکاد أھلك بأسائم یبسطنی　　　جمیل عفوك یاذاك الحلم والکرم

قریب تھا کہ میں عذاب سے ہلاک ہو جاتا، پھر اے حلیم اور کریم ذات! مجھے آپ کی درگذر ڈھانپ لیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف وکرم اور تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "ولیّ اور مولیٰ" کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

ولی اور مولیٰ دونوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أنا وليُّ كلِّ مؤمن"

ترجمہ: میں ہر مومن کا سرپرست ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ} المائدۃ ۵۵

ترجمہ: (مسلمانو!) تمہارے یار و مددگار تو اللہ اور اس کے رسول ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"من كنتُ مَولاه فعليٌّ مَولاه"

ترجمہ: "میں جس شخص کا دوست ہوں علی اس کا دوست ہے، مسند احمد، ترمذی

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ولی کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دین اور ہر مومن کے مددگار ہیں، مولی حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو مخلوق کو پیدا کرنے والا اور مددگار ہے جو بندوں کا مالک، ان پر غالب، انہیں عزت وذلت دینے والا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے، دنیا و آخرت میں اسی کی بادشاہت ہوگی، کبھی ولی اور مولیٰ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے، اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کوشش کرنے والے اور اس کے دین کو غالب کرنے والے پر کیا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار کوئی نہیں ہوسکتا، لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے حقدار تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا و آخرت میں سردار، مددگار، اور قیامت کے دن کا وسیلہ قرار دے، یقیناً آپ علیہ السلام نے اللہ کے کلمہ (یعنی دین) کو بلند کرنے کے لئے کوشش کی، چنانچہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

{فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ} الذاریات ۵۴

ترجمہ: لہذا (اے پیغمبر!) تم ان سے بے رخی اختیار کرو کیونکہ تم قابلِ ملامت نہیں ہو۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اے محمد! آپ پر ہماری طرف سے کوئی ملامت نہیں ہوگی، بیشک آپ ﷺ نے ہمارا حکم پورا کرنے اور رسالت وشریعت کی تبلیغ کرنے میں بہت کوشش فرمائی، لہذا آپ ﷺ تبلیغ کے معاملے کو آسان بنا کر اپنے دل کو ہلکا کریں، بیشک ہمارے نزدیک آپ ﷺ کا مرتبہ بڑا ہے، اور عنقریب ہماری طرف سے فرشتوں کی صورت میں آپ ﷺ کو مدد اور فتح مبین پہنچے گی، ہم آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے اپنی نعمت کو آپ ﷺ پر مکمل کریں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ مسلسل اپنے ہاتھ اور زبان سے اللہ کے دین کی مدد کرتے رہے، اس کے راستے میں ہاتھ اور تلوار سے جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے دشمنوں سے آپ ﷺ کی امت کی حفاظت فرمائی اور عدل وامان کا سایہ دراز کر دیا، امت کے جس فرد نے آپ ﷺ کے ذریعے مدد طلب کی اللہ تعالی نے اس کی مدد فرمائی، جو ذلیل تھا اور اس نے آپ ﷺ کے طفیل عزت طلب کی تو اللہ تعالی نے اسے عزت عطا عطائی اور شرف وکرم کا معاملہ فرمایا، لہذا ہم بھی آپ ﷺ کی عزت کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں۔

ومن تکن برسول اللہ نصرته ان تلقه الأسد فی آجامها تجم

رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے جس شخص کی مدد ہوتی ہو اگر اس کا مقابلہ شیر کے ساتھ اس کی کچھار میں بھی ہو جائے تو شیر بھی پیچھے ہٹ جائے گا۔

ولن تریٰ من ولیّ غیر منتصر به ولا من عدوّ غیر منقصم

اور ہرگز تم نہیں دیکھو گے ان کا کوئی دوست جو غالب نہ ہوا ہو اور نہ کوئی دشمن جو کٹ جانے والا ہو۔

أحل أمّته فی حرز ملّته کاللیث حل مع الأشبال فی أجم

آپ نے اپنی امت کو دین کی حفاظت میں ایسے اتارا جیسے شیر جنگل میں بچوں کے ساتھ اترتا ہے۔

کم جدّلت کلمات اللہ من جدل فیه وکم خصم القرآن من خصم

اللہ کے کتنے کلمات نے جھگڑنے والوں اور مقابلہ کرنے والوں سے آپ ﷺ کی خاطر مقابلہ کیا۔

کفاك بالعلم فی الأمیّ معجزة فی الجاهلیّة والتأدیب فی الیتم

جاہلیت کے زمانہ میں امی نبی کے بارے میں تمہیں یہی معجزہ جاننا کافی ہے کہ اس نے یتیمی میں

ادب سیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ کے مصنف پر رحم فرمائے ،اس کلام میں انہوں نے عمدہ بلاغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی بلیغ کلمات کواستعمال فرمایاہے، یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خط دے کر یمن کی طرف معاذ بن جبل کے پاس بھیجا تو راستے میں ایک شیر سے ان کا آمنا سامنا ہوگیا، انہیں کچھ خوف محسوس ہوا، شیر راستے میں بیٹھ گیا جس کی وجہ سے وہ راستہ عبور نہیں کر سکتے تھے، ان کے دل میں یہ بات آئی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مومن کے ولی ہیں، لہذا وہ اپنے غلام سفینہ کی مدد کریں گے۔

سفینہ شیر کے پاس آ کر کہنے لگے: اے درندے! میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں، انہوں نے مجھے یمن میں معاذ بن جبل کی طرف بھیجا ہے، فرماتے ہیں کہ درندہ تیزی سے بھاگتا ہوا راستے سے ہٹ گیا، حضرت سفینہ نے اسی راستے پر چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پہنچایا، جب خط کا جواب لے کر واپس ہوئے تو شیر پھر راستے میں آ گیا، انہیں خوف محسوس ہوا اور انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی تو شیر راستے سے ہٹ کر دھاڑنے لگا، حضرت سفینہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ شیر نے پہلی مرتبہ کیا کہا تھا؟ سفینہ نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كيف رسولُ اللهِ ﷺ أبو بكر وعمر وعثمان رضوان الله عليهم؟ وأمّا المرّة الثانية ،فقال فيها: أقرىء رسولَ الله ﷺ مني السلام وأبا بكر ،وعمر وعثمان وعليا وصهيبا وبلالا رضي الله عنهم۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان کا کیا حال ہے؟ اور دوسرے مرتبہ اس نے کہا؛ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، صہیب اور بلال کو سلام کہہ دینا۔ (طبقات ابن سعد)

بہر حال یہ بھی احتمال ہے کہ اشعار سے ان کا یہ قصد ہو کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی رکھتا ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے حقیقی مدد طلب کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام معاملات میں دشمنوں کے خلاف اس کے حامی و مددگار ہونگے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ، اور محبت کرنے والے ہر مومن کو امن دینے

والے ہیں اور اس کے دوست ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں کی محبت ضائع نہیں ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی رکھنے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مدد طلب کرنے والوں کی دوستی اور مدد ختم نہیں ہوتی، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے، ہم رب کریم کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔

ملك الجمال اليك أرفع قصّتي　　من طول هجر قد أضرّ بمجهتي

اے خوبصورت بادشاہ! ہم اپنا معاملہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، طویل جدائی کی وجہ سے میری روح کو نقصان پہنچا ہے۔

وأُقبّل الأرض التي ذلّلتها　　ذل وأفصح في هواك شكيّتي

میں اس زمین کو چومتا ہوں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روندا ہو، اور میں آپ ﷺ کی محبت میں اپنی شکایت بیان کرتا ہوں

وأقول يا مولاي حالي بيّن　　فبك انتصرت وأنت فارج كربتي

اور یوں کہتا ہوں کہ اے میرے محبوب! میری حالت واضح ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مدد طلب کی ہے، لہذا آپ میرے غم کو دور کر دیجیے۔

فصل

جس محبت کرنے والے شخص کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے نبی کا نام ولی اور مولیٰ بمعنی مددگار ہے اسے چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا دوست ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والوں کی مدد کرے، اے محبت کرنے والو! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مدد طلب کرو یا مصیبتوں کے وقت انہیں وسیلہ بناؤ، تمہیں کیا ہو گیا کہ ان کی دوستی کی طرف سبقت نہیں کرتے اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کرنے میں کوشش نہیں کرتے، خاص طور پر وہ لوگ جن کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو یا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہوں۔

محبت کرنے والا اس وقت تک محب نہیں بن سکتا جب تک محبوب کے ذکر کے وقت اس کی محبت جوش نہ مارے، اس کے دل میں شوق پیدا نہ ہو اور وہ اپنے محبوب کی تعظیم نہ کرے اور اس سے دوستی نہ رکھے، پس اس شخص کی مدد کیسے نہیں کی جائے گی جو اللہ تعالی کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

نصرت سے اعراض وہی کرتا ہے جو دھتکارا دیا جائے یا بہرہ بن جائے، جو شخص اس میں کوشش نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، بیشک آپ ﷺ محمد ہیں اور اللہ تعالیٰ محمود ہیں، اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

فیانزھة الدّنیاویاغایة المُنیٰ   فمن ذاالذی عن جسن وجھك یصبر

اے دنیا کی رونق اور آرزوؤں کی انتہا! کون ہے جو آپ ﷺ کے چہرے کے حسن کو برداشت کرے۔

فماولدت حواء من نسل آدم   ولفی جنّان الخلد مثلك آخرا

پس نہ حواء نے آدم کی اولاد میں تجھ جیسا کوئی جنا ہے اور نہ ہمیشہ کی جنتوں میں تم جیسا کوئی اور پیدا ہوا ہے۔

جو شخص اپنی محبت اور نسبت میں رسول اللہ ﷺ سے دوستی رکھتا ہو تو اس نے بڑا احترام حاصل کیا اور وہ مبارک درخت کے سایہ میں بیٹھا، اس کی مدد کرنا، اس سے دوستی رکھنا اور ہر حال میں اس کیساتھ خیر خواہی ضروری ہے۔

کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ میں جس کا مددگار ہوں علی اس کے مددگار ہیں" بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی، آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے ہر شخص کی مدد اور اکرام کرنا واجب ہے۔

اہلِ بیت کے ساتھ محبت کرنے والے سالکین کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ان کیساتھ اکرام و تعظیم کیساتھ پیش آتے اور انہیں تکلیف نہ پہنچاتے تھے۔

ابوبکر بن طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوسعید ورّاق نے مجھے بتایا کہ ایک دن میں ابومسلم کی مجلس میں گیا، مجلس تک پہنچنے کے لئے راستے میں ایک گلی تھی جس کا دروزاہ بند تھا، میں نے پوچھا اس دروازے کو کس نے بند کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ فلاں ہاشمی نے بند کیا ہے، پھر اس نے میری بات سن کر سخت لہجے میں بے رخی سے گفتگو کی، میں نے سختی سے اس کو جواب دیا، رات کو جب میں سویا تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سمیت عشرہ مبشرہ صحابہ کرام بھی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ابو مسلم کی مجلس میں تم نے ایک ہاشمی کے ساتھ بے ادبی سے گفتگو کی تھی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو اوندھے منہ کر کے دس درّے لگاؤ، ابو سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے مجھے اوندھے منہ کر کے دس درّے مارے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کوئی ہاشمی تکلیف پہنچائے تو میرے اکرام میں اسے برداشت کیا کرو، ابو سعید کہتے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں دس روز تک بیمار رہا، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں اور محبت کرنے والوں کی مدد کرنا ہم پر واجب ہے۔

انّی رضیت علیّا قدوۃ علما کما رضیت عتیقا صاحب الغارِ

بیشک میں علی پر راضی ہوں جو نمونہ اور نشان ہیں جس طرح میں غار کے ساتھی عتیق پر راضی ہوں۔

کلّ الصّحابۃ عندی قدوۃ علم فھل علیّ بھذا القول من عار

تمام صحابہ کرام میرے نزدیک نمونہ اور نشان ہیں، کیا یہ بات کہنے میں مجھے کوئی عار ہے؟

وقد رضیت أبا حفص وشیعتہ وما رضیت بقتل الشّیخ فی الدّارِ

میں ابو حفص اور ان کے گروہ سے راضی ہوں اور میں گھر میں بوڑھے ''عثمان'' کے قتل ہونے پر خوش نہیں ہوں۔

ان کنت تعلم انّی لا أحبّھم الا لأجلك فاعتقنی من النار

(اے اللہ!) اگر آپ جانتے ہیں کہ میں ان سے محبت صرف آپ کی خاطر ہی کرتا ہوں تو مجھے جہنم سے آزاد کر دیجئے۔

اللہ تعالی ہمارے سردار، مددگار، محبوب، شفاعت کرنے والی ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و اکرام میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''ذی قوۃ اور مکین'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

ذوقوّۃ اور مکین دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، بعض علما کے نزدیک یہ دونام اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے اس ارشاد میں بیان فرمائے ہیں:

{فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۭ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۙ}

التکویر ۱۵تا۲۵

ترجمہ: اب میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں، جو چلتے چلتے دبک جاتے ہیں ہو، اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رخصت ہو، اور صبح کی جب وہ سانس لے، کہ یہ (قرآن) یقینی طور پر ایک معزّز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، جو قوت والا ہے، جس کا عرش والے کے پاس بڑ رتبہ ہے، وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے، وہ امانت دار ہے، اور (اے مکہ والو!) تمہارے ساتھ رہنے والے صاحب (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی دیوانے نہیں ہیں، اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ انہوں نے فرشتے کو کھلے ہوئے افق پر دیکھا ہے، اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل بھی نہیں ہیں، اور نہ یہ (قرآن) کسی مردود شیطان کی (بنائی ہوئی) کوئی بات ہے۔

اس آیت میں ''رسول کریم'' سے کیا مراد ہے، اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، اس صورت میں مذکورہ اوصاف ان پر ہی منطبق ہونگے، لیکن ایک دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد ہمارے مشفق اور رحم کرنے والے نبی ہیں، لہذا یہ اوصاف صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آئیں گے، اس ارشاد سے یہی ظاہر ہوتا ہے، اس کی تایید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخری آیت'' { وماھوَعَلی الغیبِ

بِضَنِينٍ}'' کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کیونکہ ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ہم اسی قول کی بنیاد پر آیت کریمہ کی تفسیر کریں گے، پس اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''لا اُقسم'' کا معنی ہے میں قسم کھاتا ہوں، اللہ رب العزت کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کی اتنی رعایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی مخلوق یعنی سات ستاروں کے چلنے، سورج کے طلوع وغروب، دن اور رات کے آنے جانے اور صبح کے سانس لینے یعنی طلوعِ صبحِ صادق کے وقت ہواؤں کے چلنے کی قسم کھائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخلوقات کی قسم کھا کر کافروں کی اس بات کی تردید فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا قرآن جادو ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنون ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھڑنے والے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے انتہائی زوردار قسم کھا کر اپنی نظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو واضح فرمایا، اللہ تعالیٰ کی بات حق اور سچ ہے، اسے قسم کھانے کی ضرورت نہیں لیکن اس قسم کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے اور قدر و منزلت کا اظہار ہے جس کا ادراک ہر عقلمند اور ذی شعور آدمی کر سکتا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے بلند مرتبہ محمد! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنی عظیم مخلوق کی قسم کھاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا قرآن ایسے رسول کی بات ہے جو ہمارے نزدیک کریم ہے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق تک یہ بات پہنچانے کا حکم دیا ہے، اور ہم نے وحی کی امانت کا بار اور کامل یقین عطا کر کے تمام انبیا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت بخشی ہے اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی قوت حاصل ہوگئی ہے، اور اے محمد! ہمارے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بلند ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مخلوق کے ایمان پر حریص ہیں۔

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے جو سوال کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات قبول کی جائے گی، اور بیشک اس وحی کے مطابق جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین و آسمان کے امین ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ اوصاف بیان فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عمدہ نام رکھے جو بالاتفاق صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کریم ہیں، تبلیغ پر قوت والے ہیں، مکین یعنی مرتبے والے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درخواست کو قبول کرتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس نبی کے مقام و مرتبے اور اس صفت پر غور و فکر کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش والے کے ہاں بڑی قوت اور مرتبے والے ہیں، اس سے تمہارے دلوں کے ایمان میں اضافہ ہوگا، کیونکہ

کرسی ،عرش نیچے اور اوپر والی مخلوق کے رب کے ہاں نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت اور مرتبہ بہت بڑا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی باعزت مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔

من أنزل الله فی أمداحه السّورا ولم یکن فی البرایا مثلَه بشرا

وعن حقیقته عقل الورٰی قصُرا أعیٰ الورٰی فهم معناه فلیس یُریٰ

للقُرب والبُعد فیه غیر منفحم

ترجمہ: وہ ذات جس کی تعریف میں اللہ تعالی نے سورتیں نازل فرمائی اور مخلوق میں ان جیسا کوئی بشر نہیں ،مخلوق کی عقل آپ ﷺ کی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہے ،مخلوق نے آپ ﷺ کے معنی کو سمجھنے میں خود کو تھکا دیا لیکن اسے آپ ﷺ کے قرب اور بعد کے بارے میں سوائے خاموشی کے کوئی چیز نہ دکھائی گئی۔

پس آپ ﷺ کو وہ مقام کافی ہے جس کی گواہی اللہ تعالی نے دی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی نظر میں قوی اور مرتبے والے ہیں ،کیا ہی عمدہ شرف ہے آپ ﷺ کا کہ رب العزت نے خود آپ ﷺ کو یہ نام دیا ہے کہ آپ ﷺ کی درخواست قبول کی جاتی ہے اور آپ ﷺ امانت دار ہیں۔

ان شئت نیل الهُدی فالزم طریقته فهو الذی أینع الباری حدیقته

واختاره قبل أن یبدی خلیقته وکیف یدرك فی الدنیا حقیقته

قوم نیام تسلّوا عنه بالحُلُم

اگر تم ہدایت چاہتے ہو تو نبی کریم ﷺ کے راستے کو لازم پکڑو، آپ ﷺ وہ ذات ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی رکھوالی کی ہے اور آپ ﷺ کو مخلوق پیدا کرنے سے پہلے منتخب کیا تھا، لہذا دنیا میں آپ ﷺ کی حقیقت کا ادراک وہ سونے والے لوگ کیسے کر سکتے ہیں جو دماغ سے آپ ﷺ کو بھول جاتے ہیں۔

فی مدحه جاءت الآیات والسّور وقصّرت عن مدی ادارکه الفکر

وکل طول امتداح فیه مختصر مبلغ العلم فیه أنّه بشر

وأنّه خیر خلق الله کلّهم

آپ ﷺ کی تعریف میں آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیا ہیں لہذا آپ ﷺ کے ادراک

کا احاطہ کرنے سے فکر قاصر ہے۔ ہر لمبی تعریف جس میں اختصار سے کام لیا گیا ہو، آپ ﷺ کے بارے میں علم کی انتہاء یہ ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں اور اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

فصل

محبت کرنے والے جس شخص کو معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کا نام قوت والا اور عرش والے کے ہاں مرتبے والا رکھا ہے اسے چاہیئے کہ آپ ﷺ کے اوصاف اختیار کرے، آپ ﷺ کے متقی صحابہ کرام کی پیروی کرے، نیز محبت کرنے والے مومن سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ اپنے ایمان ویقین کو پختہ کرے، کافروں کے مقابلے میں سخت اور ایمان والوں پر نرم ہو، وہ بہت زیادہ ڈرنے والا ہو، اسے اللہ تعالی کا دھیان اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہے۔

ابوعثمان نہدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی کا قول ہے کہ تین باتوں پر تعجب کی وجہ سے مجھے ہنسی آتی ہے، دنیا کا طالب جبکہ موت اس کو تلاش کرتی پھرتی ہے، اللہ سے غفلت اختیار کرنے والا حالانکہ اس سے غفلت نہیں برتی گئی اور کھلکھلا کر ہنسنے والا حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالی اس سے راضی ہے یا ناراض، نیز تین باتوں پر غم کی وجہ سے میں روتا ہوں، محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی جدائی، قیامت کی ہولنا کی اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونا، مجھے معلوم نہیں کہ جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں، اگر جنت میں جانے والا ہوں تو تیاری کروں اور اگر جہنم میں جانے والا ہوں تو افسوس کروں۔

قوت اور عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں جلدی کیا کرو، رجوع اور انابت کے ساتھ اپنی خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب خوشی کی حالت میں کوشش کیساتھ اللہ تعالی سے دعا مانگے پھر اس پر مصیبت نازل ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کمزور آدمی کی جانی پہچانی آواز ہے جس نے بڑی قوت سے اللہ تعالی سے دعا مانگی ہے، چنانچہ فرشتے اس کی ضرورت پورا کرنے کے لئے سفارش کرتے ہیں، اور جب بندہ اپنی خوشی میں اللہ تعالی سے دعا نہیں مانگتا پھر اس پر مصیبت نازل ہو جائے اور وہ اللہ تعالی سے دعا مانگے تو فرشتے کہتے ہیں کہ کمزور آدمی کی اجنبی آواز ہے پھر اس کی شفاعت نہیں کرتے، یہ حضرت سلمان کے کلام کا مفہوم ہے، اسی بات کی طرف رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ:

تعرّف الیٰ اللّٰہِ فی الرّخاءِ یعرفکَ فی الشدّۃِ۔

ترجمہ: ''تم فراخی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تمہیں تنگی میں یاد رکھے گا'' (کشف الخفا، تفسیر قرطبی)

بیشک اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس حالت کی مذمت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی تنگی اور تکلیف کو دور فرما دیں تو وہ اپنے مولیٰ سے غافل ہو کر نفسانی خواہش کی پیروی میں لگ جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ}۔یونس ۱۲

ترجمہ؛ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے بیٹھے اور کھڑے (ہر حالت میں) ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو اس طرح چل کھڑا ہوتا ہے جیسے اپنے آپ کو پہنچنے والی تکلیف میں ہمیں پکارا ہی نہ تھا، جو لوگ حد سے گذر جاتے ہیں انہیں اپنے کرتوت اسی طرح خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

قوی ایمان والے مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی اور نہ وہ اپنے مولیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ اس طرح کا عہد کرتا ہے۔

ایک صحابی اپنے مریض دوست کی عیادت وزیارت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو مصیبت کے ذریعے آزماتے ہیں پھر اسے عافیت عطا فرماتے ہیں اور مصیبت اس کے سابقہ گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتی ہے، پھر وہ باقی عمر اللہ تعالیٰ سے رضامندی طلب کرتا رہتا ہے اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر لیتا ہے، اس کی نعمت اور ہدایت کو یاد کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ گنہگار آدمی کو آزماتا ہے اسے عافیت عطا فرماتا ہے تو اس کی مثال ایسے اونٹ کی طرح ہے جسے گھر والوں نے باندھ دیا ہو، وہ نہیں جانتا کہ انہوں نے اونٹ کو کس وقت اور کس لئے باندھا؟ اور کس وقت اور کس لئے کھلا چھوڑا؟

پس اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے اپنے فضل سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، اور اس کی بارگاہ میں اس ذات کا وسیلہ پکڑو جس نے تمہیں شرف اور بلند مرتبہ

عطا کیا ہے، اور یہ اشعار دل کی حاضری اور ذکر کرنے والی زبان کے ساتھ کہو:

یارب ورحم عبیدالایزال مُسیی　　یرجو الغنیٰ بك اذیلقاك بالفَلَس

یحسب الفوز بالجنّات والقدس　　یارب واجعل رجائی غیر منعکسْ

لدیك واجعل حسابی غیر منخرم

اے پروردگار! اپنے بندے پر رحم فرما جو مسلسل گناہ کر رہا ہے اور مفلس ہوکر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے وقت آپ سے مالداری کی تمنا کرتا ہے، پاکیزہ جنتوں سے کامیابی حاصل کرنے کا گمان رکھتا ہے، اے پروردگار! اپنی بارگاہ میں میری امید کو نہ لوٹایئے اور میرے حساب کو ایسا بنا دیجئے کہ وہ خراب نہ ہو۔

یاذاالعلا واعطه ما کان یأمله　　وأعل فی غرف الجنّات منزله

وأنجه من عذاب قد تهوّله　　والطف بعبدك فی الدّارین انّ له

صبرا متیٰ تدعه الأهوال ینهزم!

اے بلند ذات! اس نفس کو وہ چیز عطا فرما جس کی وہ امید رکھتا ہے اور جنت کے بالا خانوں میں اس کے مرتبے کو بلند فرما، اسے ہولناک عذاب سے نجات عطا فرما اور دنیا و آخرت میں اپنے بندے پر نرمی کا معاملہ فرما، بیشک اس کے پاس صبر ہے لیکن جب آپ اسے ہولناکیوں کی طرف بلائیں گے تو وہ شکست کھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار، شفاعت کرنے والے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر درود وسلام نازل فرمائے اور شرف وتعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''شفیع اور مشفّع'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

شفیع اور مشفّع دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں جو آحادیث مبارکہ میں بیان کئے گئے ہیں، امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان ناموں سے پکارا ہے، شفیع کے معنی میں ایک احتمال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العزت کی بارگاہ میں مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ شفیع مشفّع کے معنی میں ہو، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات ہیں اللہ تعالیٰ جن کی شفاعت اور درخواست قبول فرمائیں گے:

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''أناسیّدُ ولدِ آدم ولافخر. وأناأوّ لُ من تنشقُّ الأرضُ عنه. وأناأوّلُ شافعٍ. وأناأوّلُ مشَفّعٍ''

ترجمہ: ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں، اور سب سے پہلے میری قبر کو پھاڑ دیا جائے گا، اور میں سب پہلا شفاعت کرنے والا وہ شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ صحیح مسلم، کنز العمال

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لِکُلِ نَبیٍّ دعوۃ مستجابۃ فأریدأن أختبیئَ دعوتی شفاعۃ لأمّتی یوم القیامۃ''

ترجمہ: ہر نبی کی ایک دعا قبول کی گئی ہے، میں نے ارادہ کیا کہ اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے چھپا کر رکھوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُوضَعُ للأنبیاء منابرمن نورفیجلسون علیھا. ویبقیٰ منبری لاأجلس علیہ. قائمابین یدی ربی. منتصبامخافۃ أن یبعث بی الیٰ الجنّۃ وتبقیٰ أمّتی بعدی. فأقول یارب أمّتی. یاربّ أمتی. فیقول اللہ

تعالیٰ :یا محمد! ما ترید أن أصنع بأمّتک؟ فأقول :یارب ! عجل لی حسابھم. فما أزال أشفّع حتّی أعطیٰ صِکاکا برجال قد بعث بھم الیٰ النار، وحتیٰ انّ مالکا خازن النار یقول :''یا محمد! ما ترکتَ فی النّار لغضب ربّک فی أمّتک بقیّة'

ترجمہ: انبیاء کرام کے لئے نور کے منبر بچھائے جائیں گے، وہ اس پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہ جائے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے سامنے کھڑا رہوں گا، مجھے یہ اندیشہ ہوگا مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت باقی رہ جائے، پھر میں کہوں گا کہ اے پروردگار! میری امت! اے پروردگار! میری امت، اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے کہ اے محمد! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ میں عرض کروں گا کہ اے رب! میری خاطر ان کا حساب جلدی لیجئے، میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک اللہ تعالی کچھ لوگوں کی فہرست عطا فرمائیں گے جنہیں جہنم میں ڈال دیا گیا تھا اور دوزخ کا داروغہ مالک کہے گا کہ اے محمد ﷺ! آپ نے اپنے رب کے غضب کی وجہ سے جہنم میں جانے والی کسی امتی کو جہنم میں نہیں چھوڑا ہے۔ ترمذی، مسند احمد، الاحادیث القدسیۃ

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

''خُیّرتُ بین أن یدخُلَ نصف أمّتی الجنة وبین الشفاعة فاخترتُ الشفاعة لأنّھا أعمّ. أترونھا للمتّقین؟ ولکنّھا للمذنبین الخاطئین''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اس بات میں اختیار دیا گیا ہے یا میری امت کے آدھے لوگوں کو جنت میں داخل کردیا جائے یا میں ان کی شفاعت کروں، چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ سب کے لئے ہوگی، کیا تم اسے صرف متقیوں کے لئے دیکھتے ہو؟ حالانکہ وہ تو گناہگاروں اور خطا کاروں کے لئے بھی ہے۔

(الشفا، مسند احمد)

اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو بہت ساری شفاعتوں کی فضیلت عطا فرمائی، ایک شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن پر عذاب واجب ہوجائے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوچکے ہونگے، پھر آپ ﷺ کی

شفاعت کی وجہ سے انہیں باہر نکالا جائے گا، آپ ﷺ کی ایک شفاعت اس شخص کیلئے بھی ہوگی جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہو، جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے تو رب العزت فرمائیں گے ،میری عزت، عظمت اور کبریائی کی قسم! میں ضرور بالضرور اس شخص کو جہنم سے نکالوں گا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا ہے، ایک شفاعت ان لوگوں کے لئے بھی ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے گا لیکن آپ ﷺ شفاعت کی وجہ سے ان کا عذاب ہلکا ہو جائے گا، جیسے آپ ﷺ کا اپنے چچا کی شفاعت کرنا، ایک شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرنے کا حکم دیں گے، پھر وہ آپ علیہ السلام کی شفاعت کی وجہ سے واپس جنت کیطرف لوٹائے جائیں گے، ایک شفاعت یہ ہوگی کہ جن لوگوں سے حساب نہیں ہوگا انہیں جلدی جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کی ایک بڑی شفاعت تمام مخلوق کے لئے ہوگی جو محشر کی ہولناکی سے انہیں نجات دے گی جب ہر حاملہ عورت کا حمل گر جائے گا اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہونگے، ہر انسان اپنی ذات میں مشغول ہوگا، آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ سے بھاگے گا، کسی امت کو کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا میسر نہ ہوگا سوائے اس ہستی کے جسے اللہ تعالی نے جہانوں کے لئے رحمت اور عمومی طور پوری مخلوق کے لئے عظیم نعمت بنا کر بھیجا ہے۔

حدیثِ شفاعت کے مختلف طرق میں سے ہم سب سے جامع طریق بیان کرتے ہیں، پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی تمام مخلوق میں انبیاء کرام خاص لوگ ہوتے ہیں، اللہ تعالی ہر قسم کی معصیت اور نافرمانی کے ارتکاب سے ان کی حفاظت فرماتے ہیں، ان کے دلوں میں اللہ تعالی کا دھیان ہوتا ہے، وہ سستی نہیں کرتے، جس بات کا اللہ انہیں حکم دیتا ہے وہ نافرمانی نہیں کرتے بلکہ انہیں جو بھی حکم دیا جائے وہ اس پر عمل کرتے ہیں، لہذا ہر وہ بات جو انبیاء کیلئے جائز نہ ہو اور ان کے بارے میں بیان کی جائے یا ان کی طرف منسوب ہو تو اس کے ظاہری معنی نہ سمجھو کیونکہ انبیاء کی عصمت اس کو رد کرتی ہے، اور اللہ تعالی نے نبی کو جو مقام و مرتبہ دیا ہوتا ہے وہ ظاہری مفہوم مراد لینے سے مانع ہوتا ہے، لہذا اس بات کی ایسی تاویل کرو جو انبیاء کے لائق ہو یا تاویل کو ماہر علماء پر چھوڑ دو جو اس کا علم رکھتے ہوں۔

حضرت انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں " (دونوں روایات کے الفاظ ملا دیئے گئے ہیں) کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا، وہ

خودارادہ کریں گے یا ان کے دل میں یہ بات ڈالی جائے گی تو وہ کہیں گے کہ کاش ہم رب تعالیٰ سے شفاعت طلب کرتے، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ سورج قریب ہوجائے گا اور لوگ بہت زیادہ غمگین ہوکر کہیں گے کہ کیا تمہیں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو شفاعت کرے؟ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکر کہیں گے اے آدم! آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ یعنی قدرت سے آپ کی تخلیق فرمائی اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور فرشتوں کے ذریعے آپ کو سجدہ کروایا، تمام چیزوں کے نام سکھائے ،لہذا رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تاکہ وہ ہمیں یہاں راحت عطا فرمائے، آپ اس مشقت کو دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں، راوی کہتے ہیں: حضرت آدم جواب دیں گے: بیشک میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس سے پہلے اور بعد میں کبھی غصے نہیں ہوا، رب تعالی کے غضب کا معنی یہ ہے کہ مخلوق پر اس کا انتقام ظاہر ہوگا کیونکہ غضب کا جو معنی مخلوق کے بارے میں سمجھا جاتا ہے وہ حق تعالی کے حق میں محال ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت آدم یہ کہہ کر شفاعت سے معذرت کریں گے کہ اللہ تعالی نے مجھے درخت سے منع فرمایا تھا، لہذا مجھے تو اپنے نفس کی فکر ہے، حضرت آدم یہ بات اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی محتاجی ،دل میں غلبہِ خوف، اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے کیونکہ انبیاء کرام پر خاص طور پر اللہ تعالی کی عنایت اور اکرام کا معاملہ ہوتا ہے، وہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور جس بات کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ کر گذرتے ہیں۔

بہرحال حضرت آدم فرمائیں گے کہ نوح کے پاس جاکر شفاعت طلب کرو، لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آکر شفاعت طلب کریں گے، حضرت نوح علیہ السلام ہولناکی کی شدت کی وجہ سے ان سے معذرت کریں گے، وہ انہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس بھیجیں گے، اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت طلب کریں گے لیکن وہ بھی معذرت کرکے انہیں حضرت موسی کی طرف بھیج دیں گے، لوگ حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آکر شفاعت طلب کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت کرکے انہیں حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے، لوگ حضرت عیسی علیہ السلام سے شفاعت طلب کریں گے تو وہ ان سے معذرت کرکے اس ہستی کی طرف بھیجیں گے آسمان وزمین میں جس کی فضیلت کی گواہی کائنات کے ذرے ذرے نے دی ہے، چنانچہ حضرت عیسی کہیں گے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے جاؤ بیشک وہ ایسی ہستی ہیں جن کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔

آخر کار لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونگے تو آپ ﷺ ارشاد فرمائیں گے میں شفاعت کروں گا، پھر آپ ﷺ چل کر جائیں گے، اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کریں گے، آپ ﷺ کو اجازت دی جائے گی، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور مانگئے تمہیں عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، چنانچہ میں اپنا سر اٹھا کر کہوں گا: اے پروردگار! میری امت کا کیا بنا، اللہ تعالیٰ اس وقت آپ ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے۔ فتح الباری، مسلم، احیاء العلوم

محشر والے آپ ﷺ کے عظیم ستون کی پناہ میں آجائیں گے، گنہگار اور کمزور لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے ذریعے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں گے، اور ہر آدمی اپنی زبانِ حال سے یوں کہہ رہا ہوگا:

ذنوبي اليوم قد أربت على العدد — وما بجسمي بلفح النّار من جَلَدِ
ولستُ أرجو سواه عدّة لغدي — ان لم يكن في معادي آخذا بيدي
فضلا، والا فقل يا زلّة القدم

میرے گناہوں کو شمار کرنا بھی مشکل ہے اور میرے جسم کی کھال آگ کی جلن برداشت نہیں کر سکتی میں آپ ﷺ کے سوا کل کے لئے کسی کو اپنا توشہ نہیں سمجھتا اگر قیامت کے دن میرا ہاتھ نہیں پکڑیں گے تو میں پھسل جاؤں گا۔

به ستُقبل عند الله معذرتي — ويصلح الله دنياي وآخرتي
وفي شفاعته فوزي بمغفرتي — فانّ لي ذمّة منه بتسميتي
محمّدا وهو أوفى الخلق بالذّمم

آپ ﷺ کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری معذرت قبول کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ میری دنیا اور آخرت کی اصلاح کریں گے، آپ ﷺ کی شفاعت کے ذریعے میں مغفرت کے ساتھ کامیاب ہو جاؤں گا، بیشک میرے پاس آپ ﷺ کے نام کا ہی سہارا ہے، اور محمد ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر ذموں کو پورا کرنے والے ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی شفیع اور مشفّع ہے اور اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ایسا معاملہ فرمایا اور ایسا مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ آپ ﷺ کی شفاعت کو اولاد، رشتہ داروں، دوستوں اور جاننے والوں کے حق میں قبول فرمائے گا، جس طرح انبیاء لوگوں کی شفاعت کریں گے اسی طرح صدیقین کی شفاعت بھی گنہگاروں کے حق میں قبول کی جائے گی، اسی طرح علما اور نیک لوگوں سمیت ہر وہ شخص جو اللہ تعالی کے نزدیک صاحب مرتبہ ہو اس کی شفاعت بھی گنہگاروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔

پس اے بھائی! تمہیں اس بات کی حرص ہو کہ اپنے نفس کے لئے شفاعت کا رتبہ حاصل کرسکو، اللہ تعالی سے مانگتے رہو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ نعمت عطا فرمادیں، اللہ کے بندوں میں کسی آدمی کو حقیر نہ سمجھو شاید کہ جسے تمہاری آنکھیں حقیر سمجھیں وہ اللہ تعالی کا ولی ہو، بیشک اللہ تعالی نے ولی کو اپنی مخلوق میں چھپایا ہوتا ہے اور وہ اس کے وجود کے سبب زمین والوں سے عذاب کو روک دیتا ہے، کسی نافرمانی کو چھوٹا نہ سمجھو شاید کہ جس گناہ کو تم چھوٹا سمجھ رہے ہو اس میں اللہ کی ناراضگی موجود ہو، بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کو معصیتوں میں چھپادیا ہے، کسی اطاعت کو حقیر مت خیال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپادیا ہے۔ پس اے بھائی! کوشش کرو اور صدقہ کیا کرو چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو یا اچھا کلمہ کہہ کر ہو، یا صحیح نیت کے ساتھ کسی کو ایک لقمہ دے کر یا پانی کا ایک گھونٹ دے کر ہو، بیشک جس ذات سے تم معاملہ کرتے ہو وہ سب سے بڑھ کر اکرام کرنے والی ہے اور اس سخاوت کی وجہ نیکی کرنے والے کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری شفاعت کے وجہ سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے آدمیوں سے بڑھ کر میری امت کے لوگ جنت میں داخل ہونگے، پھر فرمایا کہ آدمی سے کہا جائے گا کہ اے فلاں! کھڑے ہو کر شفاعت کرو، آدمی کھڑا ہو کر اپنے قبیلے اور گھر والوں سمیت اپنے علم کی بقدر ایک یا دو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انّ رجلا من أهل الجنة ليشرف يوم القيامة علىٰ أهل النّار فيناديه رجل منها، فيقول يافلان! هل تعرفني؟ فيقول: لا والله لا أعرفك .من أنت؟ فيقول أنا الذی مررتَ فی الدّنيا يوما فاستسقيتنی ماء

فسقیتک فیقول :قدعرفتک، قال ،فیقول له ؛فاشفع لی بهاعندربک، قال:فیسأل الله تعالیٰ له ،فیقول ؛یاربّ انی قدأشرفت علیٰ أهل النار فنادانی رجل من أهلها فقال:هل تعرفنی ؟فقلت:لا!من أنت!فقال أناالذی استسقیتنی فی الدّنیاشربة ماء فسقیتک، فاشفع لی بها.فشفّعنی یارب فیه ،فیشفّعه الله فیه،فیؤمر به فیخرج من النّار۔

ترجمہ: بیشک جنت والوں میں سے ایک آدمی قیامت کے دن جہنم والوں پر جھانک کر دیکھے گا ،ایک جہنمی آواز لگا کر کہے گا کہ اے فلاں! کیاتم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! میں نہیں پہچانتا کہ تم کون ہو؟ وہ بتائے گا کہ ایک دن تم دنیا میں میرے پاس سے گذرے تھے اور مجھ سے پانی مانگا تھا میں نے تمہیں پانی پلایا تھا، وہ کہے گا بیشک میں نے تمہیں پہچان لیا ہے، پھر وہ اس سے درخواست کرے گا کہ پروردگار کے ہاں میری شفاعت کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: پھر وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہوئے کہے گا کہ اے اللہ! میں نے جہنم والوں کو جھانک کر دیکھا تو ان میں سے ایک آدمی نے مجھے آواز لگائی اور پوچھا: کہ کیا میں اسے جانتا ہوں؟ میرے انکار پر اس نے بتایا کہ دنیا میں نے اس سے پانی مانگا تھا اور اس نے مجھے پانی دیا تھا، اور اس نے شفاعت کی درخواست کی ہے، پس اے پروردگار! اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول فرما کر اس کے بارے میں حکم دیں گے تو اسے جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ تھذیب ابن عساکر، ترمذی،

یہ ہمارے مہربان مولی کا فضل وکرم اور احسان ہے، گنہگار بندے پر صرف اسی کی مہربانی ہوگی اور مجھ جیسے گنہگار خطا کار کو صرف اس کی معافی اور احسان کام آئے گا:

خلت الدّیار فلا کریم یرتجیٰ　　　منه النّوال ولا ملیح یعشق

گھر خالی ہو گئے اور کوئی کریم نہیں جس سے امید کی جائے، اسی کی ذات عطیہ کرنے والی ہے اور حسین نہیں جس سے عشق کیا جائے۔

الا الّذی حاز الکمال بأسرہ　　　ربّ البرایا عرفہ یستنشق

مگروہی ذات ہے جس میں سارے کمالات جمع ہیں مخلوق کا پروردگار ہے اوراس کی خوشبوسونگھی جاتی ہے۔

أعطیٰ وأجمل فی العطاء لخلقہ　　　کلّ الأنام بفضلہ متعلّق

اس نے اپنی مخلوق کو بہترین خوبصورت نعمتیں عنایت فرمائی ہیں، ساری کی ساری مخلوق اس کے فضل سے چمٹی ہوئی ہے۔

وہ پاک اورکریم ذات سب پر عمومی فضل کرنے والی ہے ،اپنی سخاوت کی وجہ سے لغزشوں کومعاف کرتاہے،اپنے کرم کی وجہ سے عیوب کو چھپالیتاہے،اوراپنی عفودرگذراوراحسان کی وجہ سے تھوڑی نیکیوں کوبھی قبول فرماتاہےاوربہت ساری غلطیوں سے درگذرکرتاہے۔

اذاذکرتُ أیادیك الّتی سلفتُ　　　وسوء فعلی وزلّاتی ومُجترمی

جب میں آپ کی گذشتہ نعمتوں اوراپنے برے کاموں،کوتاہیوں اورجرائم کویادکرتاہوں۔

أکادأھلك یأساثم یدرکنی　　　جمیل عفوك یاذاالحلم والکرم

توقریب تھاکہ میں ناامیدی سے ہلاک ہوجاتا،پھراے حلیم وکریم ذات! مجھے آپ کی عفوودرگذرڈھانپ لیتی ہے۔

اللہ تعالی ہمارے گناہوں کی بخشش فرمائے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے،اورہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کوہمارے حق میں قبول فرمائے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اورصحابہ کرام پررحمت کاملہ اورسلامتی نازل فرمائےجس کے ذریعے ہم اپنی تمام پریشانیوں اورمصیبتوں میں نجات پائیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الحوض المورود'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب الحوض المورود آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ اس کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گیا ہے، اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بڑا حوض عطا کیا جائے گا، قیامت کے دن اس حوض پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت حاضر ہوگی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام ہوگا، ہم اس حوض کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ دنیا میں اس کے بارے میں کچھ علم عطا فرمائیں اور آخرت میں اس کا ذائقہ چکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس حوض کی خصوصیت عطا فرمائی ہے اس کی خوبی یہ ہوگی کہ جو بھی ایک مرتبہ اس سے سیراب ہوگا اس کے بعد اسے کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر آرام فرمایا، پھر اپنا سر مبارک اٹھا کر مسکرائے، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الکوثر کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ کہ ایک ایسی نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے، اس میں بہت ساری خیر ہے، حوض کوثر پر قیامت کے دن میری امت حاضر ہوگی اور اس کے برتن ستاروں کی طرح ہونگے۔ صحیح مسلم

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں چل رہا تھا تو اچانک میں ایسی نہر کے پاس آیا جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد تھے، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا ہے، پھر فرشتے نے اپنا ہاتھ مارا تو مشک کی ایک خوشبودار اینٹ ظاہر ہوئی۔ تفسیر قرطبی

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''انا أعطیناک

الکوثر" نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ھو نھر فی الجنّة ،حافتاہ من ذھب ،شرابه أشد بیاضا من اللّبن ،وأحلیٰ من العسل،وأطیب ریحا من المسک،یجری علیٰ جنادل اللّؤلؤ والمرجان۔

ترجمہ:کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور اس کا مشروب دودھ سے زیادہ سفید،شہد سے میٹھا،اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا اور وہ نہر لؤلؤ اور مرجان کی چٹانوں پر بہہ رہی ہوگی۔(فتح الباری،مسند احمد،تفسیر طبری)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انّ حوضی ما بین عدن الیٰ عمان ،ماؤہ أشدّ بیاضا من اللّبن وأحلیٰ من العسل ،وأکوابه علیٰ عدد نجوم السماء ،ومَن شرب منه شربة لم یظمأ بعدھا أبدا۔

ترجمہ:میری نہر عدن اور عمان کے درمیان میں ہے ،اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا،اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہونگے،جو بھی اس سے ایک مرتبہ پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔(مسند احمد،الترغیب والترھیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کے بارے میں کئی روایات منقول ہیں جن میں اس کا طول،مسافت اور عظمت بیان کی گئی ہے،ان سب باتوں کی تصدیق کرنا ضروری ہے،بیشک وہ ایسا حوض ہے کہ بڑائی میں کسی نبی کا حوض اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخاطبین کی فہم اور غائبین کی سماعت کی بقدر اس کی صفت بیان فرمائی ہے،ترمذی میں حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لکلّ نبیّ حوض، وانھم یتباھون أیّھم أکثر واردۃ ،وانّی أرجو أن أکثرھم واردۃ" وقد روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "أنّ له حوضین عظیمین، وکلاھما یسمّی کوثرا۔

ترجمہ:ہر نبی کے لئے حوض ہے اور وہ فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آئیں گے،اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ حاضر ہونگے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت

بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دو بڑے حوض ہیں اور دونوں کا نام کوثر ہے۔ ترمذی

کوثر خیر کثیر کو کہتے ہیں، شاید اس روایت کی وجہ سے علماء کا وہ اختلاف ختم ہو جائے جو حوض کوثر کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ کیا حوض کوثر پل صراط کے بعد آئے گا یا پل صراط سے پہلے، قوت کے مصنف کا کہنا ہے کہ وہ پل صراط کے بعد آئے گا جبکہ بعض سلف اور ابو حامد نے اس قول کی تردید کرتے ہوئے اسے پل صراط سے پہلے قرار دیا ہے، کیونکہ لوگ اپنی قبروں سے پیاس کی حالت میں نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے حوض کا جام پلا کر ان پر رحم فرمائیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کا اکرام اس طرح ہو کہ ایک حوض پل صراط سے پہلے اور دوسرا پل صراط کے بعد ہو، اسی طرح علماء کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا حوض میزان سے پہلے ہوگا یا بعد میں؟ صحیح قول کے مطابق وہ میزان سے پہلے ہوگا، بہر حال اے محبت کرنے والو! نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ خبر کے مطابق تمہارے لئے حوض کوثر کے وجود، اس کی برکت اور حدود کی وسعت کی تصدیق کرنا ضروری ہے، تمام انبیاء کے حق میں اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ ہستی کے حق میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے حوض کی تکذیب سے خود کو بچاؤ، بیشک جو شخص انکار کرے گا وہ قیامت کے دن جو حسرت و ندامت کا دن ہوگا اس حوض کی سیرابی سے محروم ہو جائے گا، اور اے امت محمد! تمہیں اللہ کے ہاں اپنے نبی کے اکرام اور مرتبے کی خوشخبری ہو، پس اسی کی محبت میں پناہ لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو:

نال المنیٰ مَن به کانت ضراعته　　　وفاز مَن نحوه تُرجی بضاعتُه

وطاعة الله حقّافهي طاعته　　　هو الحبيب الذی تُرجیٰ شفاعته

لكلّ هول من الأهوال مقتحم

اس شخص کی آرزو پوری ہوئی جس نے عاجزی اختیار کی اور وہ شخص کامیاب ہوا جس نے سامان لے کر آپ ﷺ کا قصد کیا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اصل میں آپ ﷺ کی اطاعت ہے، آپ ﷺ ایسے محبوب ہیں جن کی شفاعت کی امید ہر قسم کی پریشانی میں مبتلا ہوتے وقت کی جاتی ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حوض کوثر میں حاضری ہوگی اور اسے اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کا علم ہو اسے چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہوئے حوض کوثر کی امید رکھے، ہر محبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ شوق اور رغبت سے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حوض کوثر کے پانی سے سیراب فرمائے، وہ اپنی امیدوں اور اس دنیا کے دھوکے سے ڈرتے ہوئے اس بات کا گمان رکھے کہ وہ بھی حوض کوثر کا امیدوار ہے، نیز ڈرنے والے کو اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ ہر وقت روتا رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

الکیّسُ من دان نفسَه وعمل لمابعد الموتِ والعاجزُ من أتبع نفسَه هواها وتمنّٰی علی الله

"عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو پہچان لے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہش کی پیروی میں لگا دے اور اللہ تعالیٰ پر آرزوئیں باندھتا رہے۔

(مسند احمد، تفسیر قرطبی)

بعض عارفین کا قول ہے کہ کھیتی کی امید رکھنے والا شخص بیج ڈالتا ہے، زمین کھودتا ہے اور اسے پانی دیتا ہے، اس کے بعد کھیتی اگنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کی امید کرتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے، آفتوں کو دور کرتا ہے یہاں کہ کھیتی پکنے کا وقت آجاتا ہے، اور جو شخص کھیتی میں ہل چلانا اور پانی دینا چھوڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ امید لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس کے لئے کوئی دانہ اور پھل دیدے تو یہ شخص دھوکے میں پڑا ہوا ہے اور آرزوئیں باندھنے والا ہے، یہی حال اس شخص کا ہے جو گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو، غفلتوں نے اسے گھیرا ہوا ہو اور اس کے دل پر شہوات کا قبضہ ہو چکا ہو لیکن وہ اپنے مولیٰ سے بلند درجات کی امید لگائے بیٹھا ہو۔

کیا تم نے مخلوق کے خالق کا یہ ارشاد نہیں سنا:

{اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ} ۔الجاثیۃ ۲۱

ترجمہ: جن لوگوں نے بُرے بُرے کاموں کا ارتکاب کیا ہے، کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں۔

مجھ جیسے بے وقوف لوگوں کو یہی امید ہوتی ہے جو درحقیقت سراسر دھوکہ ہے، اللہ تعالیٰ غفلت

اور دھوکے سے ہمیں پناہ میں رکھے، بیشک اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ کھانا دنیا کے دھوکے سے زیادہ بڑھا ہے، اس بات کا علم قیامت کے دن ہوگا، امام ترمذی نے عثمان بن مظعون کے طریق سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

یاعثمانُ !لاترغب عن سنّتي .فمن رغب عن سنّتي ثم مات قبل أن یتوبَ صرفت الملائكةُ وجهَه عن حوضي یوم القِیامَةِ ۔

ترجمہ: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرنا، جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا پھر توبہ سے قبل اس کی موت آجائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میرے حوض سے اس کے چہرے کو پھیر دیں گے۔

(تلبیس ابلیس، مسند احمد، صحیح مسلم، محدثین نے اسے موضوع قرار دیا ہے، از مترجم)

پس اے اللہ کے بندو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی حفاظت میں اللہ سے ڈرو! بیشک ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی کرے یا اس میں ایسی نئی بات ایجاد کرے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو تو ایسے شخص کو حوض کوثر کا پانی پینے سے دھتکار کر محروم کر دیا جائے گا، لہٰذا دین میں تبدیلی کرنے والا شخص اس سے دور رہے گا جیسے خوارج معتزلہ، روافض اور دیگر اہل بدعت، اسی طرح احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں اور اس کی کھلی نافرمانیاں کرنے والوں کو بھی حوض کوثر سے دور رکھا جائے گا، اسی طرح کبیرہ گناہوں کو ہلکا سمجھنے والوں اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے والوں کو بھی یہ سزا ملے گی، مگر عام گنہگاروں کی جب اللہ تعالیٰ بخشش فرمائیں گے تو وہ دور کئے جانے کے بعد پھر اس کا پانی پئیں گے۔

امام ترمذی نے حضرت کعب بن عجرہ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أعِیذُكَ باللهِ یاكعب مِن أمراء یكونون من بعدی فمن غشِيَ أبوابهم وصدّقهم فی كذبهم .وأعانهم علیٰ ظلمهم .فلیس منّی ولستُ منه ولایرِدُ علیّ الحوض''۔

ترجمہ: اے کعب! میں تجھے ان امراء سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، جو کوئی ان کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم میں مددگار ہوگا وہ

مجھ سے نہیں اور حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آسکے گا۔ (مسند احمد، ترمذی، کنز العمال)

لہذا اے بھائی! نبی کریم ﷺ کے حوض پر وہی حاضر ہوگا جو آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والوں کے طریقے پر ہو، سب سے پہلے فقراء مہاجرین حوض پر جائیں گے، ان میں سب سے پہلے صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ حاضر ہونگے: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "سب سے پہلے میرے حوض سے صہیب بن سنان پانی پیئیں گے" ہمارے اعمال اگرچہ تھوڑے ہیں لیکن ہمیں اللہ تعالی سے امید ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی محبت کی برکت سے حوض کوثر کا جام پلائیں گے۔

حضرت أنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انّ لحوضی أربعة أركان. فالركن الأوّل فی يد أبی بكر. والرّكن الثانی فی يد عمر. والركن الثالث فی يد عثمان والركن الرابع فی يد علیّ. فمن أحبّ أبابكر وأبغض عمر لم يسقه أبوبكر. ومن أحبّ عمر وأبغض أبابكر لم يسقه عمر. ومن أحبّ عثمان وأبغض علیّ لم يسقه عثمان ومن أحبّ علیّ وأبغض عثمان لم يسقه علیّ"۔

ترجمہ: بیشک میرے حوض کے چار ستون ہیں، پہلا ستون ابوبکر کے ہاتھ میں ہوگا، دوسرا ستون عمر کے ہاتھ میں جبکہ تیسرا ستون عثمان اور چوتھا ستون علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا، جو ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے ابوبکر اسے حوض کوثر کا پانی نہیں پلائیں گے، اور جو عمر سے محبت کرے لیکن ابوبکر سے بغض رکھے عمر اس کو حوض کوثر سے پانی نہیں پلائیں گے، اسی طرح جو عثمان سے محبت کرے اور علیؓ سے بغض رکھے عثمان کو اس کو نہیں پلائیں گے، اور جو علی سے محبت اور عثمان سے بغض رکھے علی اس کو حوض کوثر کا پانی نہیں پلائیں گے۔

(تنزیہ الشریعۃ لابن عراق)

لہذا مومن یہ طمع نہ کرے کہ نبی کریم ﷺ کے حوض کوثر پر آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل وفا کی محبت کے بغیر حاضر ہو جائے گا:

انّی رضيت عليّا قدوة علما كما رضيت عتيقا صاحب الغار

بیشک میں پیشوا اور اور علم کے اعتبار سے علی پر راضی ہوں جیسا کہ میں غار والے عتیق سے راضی

ہوں۔

وقد رضیت أبا حفص وشیعته ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وما رضیت بقتل الشیخ فی الدار

میں ابوحفص اوران کے کے گروہ سے راضی ہیں اور بوڑھے عثمان کے گھر میں قتل ہونے پر راضی نہیں ہوں۔

کلّ الصحابة عندی قدوة علم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ فهل علیّ بهذا القول من عار؟

سارے صحابہ میری نظر میں پیشوا اور نشانی ہیں کیا یہ بات کہنے میں مجھے کوئی عار ہے۔

ان کنت تعلم أنّی لا أحبّهم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ الا لأجلك فاعتقنی من النّار

اے اللہ! اگرآپ جانتے ہیں کہ میں ان سے محبت صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی خاطر کرتا ہوں تو مجھے جہنم سے آزادہ فرما۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر درود وسلام نازل فرما اور شرف واکرام میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الشفاعہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب الشفاعہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم ماقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ''شفیع اور مشفّع'' کو بیان کر چکے ہیں، یہ سب نام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بلند ہے، صاحب الشفاعہ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ضرورت پوری کرنے، تنگی دور کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات منفرد ہے، جب سخت ہولناکی والا معاملہ پیش آئے گا اور بہت زیادہ ندامت بڑھ جائے گی، جب سخت وعید اور ہولناکی کا دن ہوگا، ایسا دن جب تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔

جب مخلوق گھٹنوں کے بل گر جائے گی اور مقام و مرتبے والے لوگ جدا ہو جائیں گے، اہل محشر سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آجائیں گے اور باشاہوں کا بادشاہ جہان والوں کے سامنے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت، فضیلت اور مرتبے کو ظاہر کرے گا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ الف لام جنس کے لئے ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی شفاعت کے مالک ہیں کہ مخلوق کو اللہ کی بارگاہ میں جس کی ضرورت ہوگی، چنانچہ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی قریبی اور بلند ہستی نہ مل سکے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

ہم ماقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی شفیع اور مشفّع کے ذیل میں حدیثِ شفاعت بیان کر چکے ہیں، مختصر اور جامع کلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی اقسام کو بیان کر دیا ہے، یہاں پر وہ بات بیان کرنا مناسب ہے جسے بعض مفسّرین نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت بیان کیا ہے:

{ لها سبعةُ أبوابٍ لكلِّ بابٍ منهم جزء مقسوم } ۔۴۴

ترجمہ: اسکے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے (میں داخلے) کے لئے ان (دوزخیوں کا) ایک گروہ بانٹ دیا گیا ہے۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت جبریل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بے وقت حاضر ہوئے، ان کے چہرے کا رنگ متغیر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ

جبریل! تمہارے چہرے کا رنگ کیوں تبدیل ہوا ہے؟ جبریل نے جواب دیا: اے محمد! میں آپ کے پاس ایسے وقت آیا ہوں جب اللہ تعالی نے جہنم میں پھونکنے والے فرشتے کو صور پھونکنے کا حکم دیا ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی امت پر شفقت کیوجہ سے استفسار فرمایا کہ اے جبریل! مجھے جہنم کے بارے میں کچھ بتاؤ، حضرت جبریل نے آپ ﷺ کو جہنم، اس کی بیڑیوں، سزاؤں کی شدید ہولنا کیوں آگ کی حرارت اور اس کی بدبو کے بارے میں تفصیل سے بتایا، اس کتاب میں اس تفصیل کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں اس لئے ہم نے اس کا مختصر خلاصہ بیان کیا ہے۔

پھر حضرت جبریل نے نبی کریم ﷺ کو جہنم کے دروازے، اس کے طبقات اور لوگوں کے بارے میں بتایا لیکن ساتویں بڑے دوازے سے داخل ہونے والے لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا آپ مجھے ساتویں طبقے کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ جبریل نے بتایا: اے محمد! مجھ سے اس بارے میں سوال نہ کریں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! مجھے اس بارے میں ضرور بتائیں، جبریل نے بتایا کہ اے محمد! اس طبقے میں آپ کی امت کے وہ لوگ ہونگے جو کبیرہ گناہوں پر اصرار کرتے ہوں اور توبہ کئے بغیر انہیں موت آئی ہو۔

نبی کریم ﷺ یہ سن کر رونے لگے، امت کے غم اور شفقت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے چہرے مبارک کو زمین پر رکھ دیا، حضرت جبریل نے آپ ﷺ کو سر مبارک سے پکڑ کر اپنی گود میں رکھ دیا اور افاقہ ہونے تک مسلسل آپ ﷺ کے ساتھ رہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: اے جبریل! میری مصیبت بڑھ گئی ہے اور امت کے بارے میں میرے غم میں اضافہ ہو گیا ہے، کیا میری امت کا کوئی آدمی جہنم میں داخل ہوگا؟ جبریل نے بتایا کہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو عذاب ہوگا، آپ ﷺ پھر رونے لگے، آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت کی وجہ سے حضرت جبریل بھی رو پڑے۔

پھر نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور لوگوں سے پردہ فرمالیا، آپ ﷺ صرف نماز کے لئے باہر نکلتے، آپ ﷺ نے خود کو اتنا مشغول کر دیا کہ کسی سے بات بھی نہ کرتے، آخر کار تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر سلام کیا، اور اہلِ بیت سے رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی اجازت مانگی لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک طرف جا کر رونا شروع کر دیا، پھر حضرت سلمان حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر گھر والوں سے نبی کریم

ﷺ سے ملاقات کی اجازت مانگی لیکن کسی نے جواب نہ دیا، وہ بھی واپس جا کر رونے لگے۔

حضرت سلمان اسی بے چینی کے عالم میں حضرت فاطمہ کے دروازے پر آئے اور سلام کیا، حضرت علی اس وقت گھر پر موجود نہ تھے، حضرت سلمان کہنے لگے کہ اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی! رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پردہ فرمالیا ہے اور کسی سے بھی گفتگو نہیں فرما رہے، چنانچہ حضرت فاطمہ نے پردہ کیا اور آپ ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں فاطمہ ہوں، نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں رو رہے تھے، آپ ﷺ نے سلام پھیر کر دروازہ کھولنے کا حکم دیا، جب حضرت فاطمہ اندر داخل ہوئیں تو آپ ﷺ نے حال دریافت فرمایا، حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی حالت دیکھ کر بہت زیادہ رونے لگی، شدت غم اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ پر کون سی وحی نازل ہوئی ہے، آپ ﷺ نے بتایا میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے جہنم کے احوال، اس کے دروازوں اور طبقات کے بارے میں مجھے بتایا، اور یہ خبر دی ہے کہ اس کے اوپر والے حصے میں میری امت کے وہ لوگ ہونگے جو کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، اس بات کی وجہ سے میں غمگین ہوں۔

حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ نے جبریل سے یہ نہ پوچھا کہ وہ اس میں کیسے داخل ہونگے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پوچھا تھا، جبریل نے بتایا تھا کہ فرشتے انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گے، اور میری امت ہونے کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی نہیں ہونگی، ان کے منہ پر مہر نہیں لگائی جائے گی، اور اکرام کی وجہ سے انہیں بیڑیاں اور طوق نہیں ڈالے جائیں گے، حضرت فاطمہ نے پوچھا کہ انہیں فرشتے کیسے ہانکیں گے؟

نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ کو بتایا کہ مردوں کو ڈاڑھیوں اور عورتوں کو مینڈھیوں اور پیشانی سے پکڑ کر لے جائیں گے، اے فاطمہ! میری امت کے کتنے بوڑھے لوگ ہونگے کہ ان کو بڑھاپے کے باوجود جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اس حال میں کہ وہ کہہ رہے ہونگے، افسوس بڑھاپے اور اس کی کمزوری پر، اور میری امت کے کتنے جوان ایسے ہونگے کہ انہیں ان کی ڈاڑھی سے پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اس حال میں کہ وہ کہہ رہا ہوگا کہ افسوس جوانی اور اس کی حسین صورت پر اور کتنی عورتیں ہونگی کہ انہیں پیشانی کے بالوں سے پکڑ جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا، وہ کہہ رہی ہوگی اے افسوس! اس رسوائی پر یہاں تک کہ وہ فرشتہ

انہیں جہنم کے داروغہ مالک کے پاس لے آئے گا، مالک انہیں دیکھ کر تعجب کرے گا کیونکہ ان کے چہرے سیاہ نہیں ہونگے انہیں بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑا نہیں ہوگا، وہ ان سے پوچھے گا اے بدبختوں کی جماعت! تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم اس نبی کی امت سے ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے، ہولناکی اور دہشت کی شدت کی وجہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی بھول جائیں گے، مالک انہیں بتائے گا کہ قرآن تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے، جب لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنیں گے تو چیخ و پکار اور آہ زاری کرنا شروع کریں گے اور کہیں گے ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں، مالک ان سے پوچھے گا؟ کیا قرآن میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے ڈرایا نہیں گیا، پھر جب وہ انہیں جہنم کے کنارے پر کھڑا کرے گا اور تو وہ جہنم اور عذاب دینے والے فرشتوں کی طرف دیکھیں گے، اور مالک سے کہیں گے: اے مالک! ہمیں اپنے نفس پر رونے کی اجازت دیجئے، پھر وہ خون کے آنسوؤں سے روئیں گے یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ یہ آنسو کتنے اچھے ہوتے اگر یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہتے۔

بہرحال مالک جہنم کے داروغوں سے کہے گا کہ انہیں جہنم میں ڈال دو، جب وہ انہیں جہنم میں ڈالیں گے تو وہ سب مل کر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھیں گے، اچانک آگ ان سے ایک طرف ہو جائے گی، مالک آگ سے کہے گا کہ انہیں پکڑلو، آگ کہے گی: کس طرح پکڑوں حالانکہ یہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں: مالک کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے، چنانچہ آگ ان کو پکڑ لے گی، ان میں بعض لوگوں کو قدموں تک، بعض کو دونوں گھٹنوں تک اور بعض کو حلق تک پکڑے گی، جب آگ ان کے منہ تک پہنچے گی تو مالک اس سے کہے گا کہ ان کے چہروں کو مت جلانا، انہوں نے دنیا میں ایک لمبے عرصے تک اللہ کے سامنے سجدہ کیا ہے، اور ان کے دلوں کو نہ جلانا ایک لمبے عرصے تک رمضان کے مہینے میں یہ پیاس برداشت کرتے رہے، پھر وہ اللہ کی مشیت کے مطابق جہنم میں ٹھہریں گے اور اللہ تعالی کے سامنے رحم کی صدا لگاتے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرتے ہوئے جبریل سے پوچھیں گے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہگاروں کا کیا بنا؟ وہ جواب دے گا کہ اے پروردگار! آپ خوب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جا کر ان کی حالت دیکھو، حضرت جبریل جہنم کے داروغے مالک کے پاس جائیں گے، وہ جہنم کے درمیان میں آگ کے ایک منبر پر بیٹھے ہونگے، جب ان کی نظر حضرت جبریل پر پڑے گی تو وہ تعظیماً کھڑے ہو کر پوچھیں گے اے جبریل! آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا؟ جبریل کہیں گے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں

کا کیا بنا، وہ بتائے گا، ان کی حالت بہت بری ہے اور وہ سخت تنگی میں ہیں، آگ ان کے جسموں کو جلا ان کے گوشت کو کھا چکی ہے، البتہ ان کے چہرے اسی طرح صحیح وسالم ہیں اور ان میں ایمان کا نور چمک رہا ہے۔

حضرت جبریل جہنم کے داروغہ مالک سے کہیں گے کہ مجھے ان کی حالت دکھادو، جب جہنمی لوگ حضرت جبریل کے حسن کو دیکھیں گے تو انہیں پتا چل جائے گا کہ یہ رحمت کے فرشتوں میں سے ہیں، وہ پوچھیں گے یہ کون ہیں جن سے بڑھ کر کوئی حسین ہم نے نہیں دیکھا، مالک انہیں بتائے گا کہ یہ جبریل ہیں جنہیں رب العالمین کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری کا شرف حاصل ہوا، جب وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنیں گے تو سب کے سب چیخ کر کہیں گے کہ اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف سے سلام کہہ کر یہ بتادینا کہ ہمارے گناہوں نے ہمارے اور ان کے درمیان دوری پیدا کردی ہے، انہیں جاکر ہماری بری حالت کی خبر دیدو، جبریل رب العالمین کے پاس جاکر ساری باتیں بتائیں گے حالانکہ وہ سب کچھ خوب جاننے والے ہیں، اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ جاکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کی کو میرا سلام کہو۔

حضرت جبریل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفید موتی کے خیمے میں ہونگے جس میں سونے اور زبرجد سے جڑے ہوئے چار ہزار دروازے ہونگے، جبریل عرض کریں گے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے آیا ہوں جنہیں آگ میں عذاب دیا جارہا ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہہ رہے ہیں اور یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہماری حالت بہت بری ہے اور ہم بہت تنگی کی جگہ پر ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے پاس آئیں گے اور سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کریں گے کہ اس کی مثل کسی نے تعریف نہیں کی ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمائیں گے کہ اے محمد! اپنا سر اوپر اٹھا کر سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخواست کریں گے کہ اے پروردگار! میرے امت کے نامراد لوگوں کے بارے میں آپ نے اپنا حکم نافذ کر کے ان سے انتقام لے لیا ہے لہذا اب ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمالیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے یقیناً میں نے ان کے حق میں تمہاری شفاعت قبول کر لی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو جہنم سے نکالنے کے لئے تشریف لے جائیں گے، جب ان کے پاس پہنچیں گے تو مالک (جہنم کا داروغہ) سے پوچھیں گے: اے مالک: میری امت کے بدبختوں کا کیا حال ہے؟ وہ بتائے گا کہ ان کا حال بہت برا ہے اور وہ بہت تنگ جگہ پر ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: دروازہ کھول

کر ڈھکن ہٹاؤ، پس اچانک جہنمی لوگ جب بلند ہونے والے نور اور چمکنے والے چاند یعنی محمد ﷺ کی طرف دیکھیں گے تو سب یوں پکاریں گے، اے محمد ﷺ ہماری مدد کیجئے، بیشک آگ نے ہماری کھالوں کو جلا ڈالا اور ہمارے دلوں تک پہنچ چکی ہے، چنانچہ وہ اللہ کے محبوب نبی کے ساتھ چمٹ کر جہنم سے ایسی حالت میں نکلیں گے جب وہ کوئلہ بن چکے ہونگے، آپ ﷺ انہیں لے کر جنت کے دروازے کے قریب ایک نہر پر لے جائیں گے، وہ اس نہر پر غسل کریں گے اور اس طرح چمکدار اور روشن ہو کر نکلیں گے گویا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہونگے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ شفاعت کرنے والے ہیں اس پر واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام پر درود بھیج کر اپنے پاس ہر وقت پونجی جمع رکھے، بیشک آپ ﷺ پر درود و سلام وہ افضل چیز ہے ۔ قیامت کے دن ہمیں ملے گی، پس اے امت محمد ﷺ! اپنے محبوب نبی پر کثرت سے درود پڑھو، بیشک یہ ہمارے لئے مناجات ہوگی، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

رأيت رجلا من أمّتي يتعلّق بالصّراط المنصوب علىٰ جهنّم فمرّة يحبو حبوا، ومرة يسحب سحبا، ومرة يمشي علىٰ وجهه، فجاء ته صلاته وسلامه عليّ فأقامته على الصراط حتىٰ اجتاز عليه۔

ترجمہ: میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو پل صراط کے ساتھ چمٹا ہوا دیکھا، وہ کبھی سرین کے بل، کبھی گھسٹ کر اور کبھی چہرے کے بل چل رہا تھا، پھر درود و سلام آیا اور اسے پل صراط پر کھڑا کیا اور پھر وہ پل صراط سے پار ہو گیا۔ (مجمع الزوائد)

پس جو شخص کثرت سے آپ ﷺ پر درود بھیجے گا پل صراط پر اس کا درود اسے کھڑا کر دے گا اور جہنم سے اس کی حفاظت کرے گا، آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و انعام ہوگا۔

پس اے گنہگارو! موت سے قبل اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ کر لو، اور مخلوق سے افضل ہستی کی شفاعت حاصل کر لو، خفیہ اور اعلانیہ دعا کے ساتھ اپنے مالک سے مخاطب ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک اپنی زبانِ حال سے شوق کے ساتھ یہ کہتا رہے:

ألا أیّها المأمول فی کلّ حاجة　　شکوتُ الیك الضّرّ فارحم شکایتی

اے وہ ذات ہر ضرورت کے وقت جس کی امید کی جاتی ہے! میں نے آپ کی بارگاہ میں تنگی کی شکایت کی پس میری تکلیف پر رحم فرما۔

ألا یا رجائی أنت کاشف کربتی　　فهب لی ذنوبی کلّها واقض حاجتی

اے میری امید! آپ میری مصیبت کو دور کرنے والے ہیں، میرے سارے گناہوں معاف کر کے میری ضرورت پوری فرما۔

فزادی قلیل لا أراه مبلّغی　　علیٰ الزّاد أبکی أم لبعد مسافتی

میرے پاس زادہ راہ تھوڑا ہے میرے خیال میں وہ مجھے نہیں پہنچائے گا، میں توشے پر روؤں یا مسافت کی دوری پر۔

وجئت بأفعال قباح ردیّة　　وما فی الوری خلق جنی کجنایتی

میں آپ کی بارگاہ میں برے اور ناقص اعمال لے کر حاضر ہوا، مخلوق میں میری غلطیوں کی طرح کسی نے غلطی نہیں کی ہوگی

أتحرقنی بالنّار یا غایة المُنیٰ　　فأین رجائی فیك أین مخافتی

اے میری آرزوؤں کے مرکز! کیا آپ مجھے آگ میں جلائیں گے، آپ سے میری امید اور میرا خوف کہاں جائے گا۔

الیّ بتاج المرسلین توسّلی　　أقل عثرتی واقبل لدیك ضراعتی

رسولوں کے تاج ﷺ کے ذریعے میں آپ کی بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا ہوں، میری لغزش کو معاف فرما اور توشے کو قبول فرما۔

وصلّ علیه کلّما ذکر اسمه　　وسلّم وکن لی راحة عند فاقتی

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام نازل فرما جب بھی ان کے نام کا ذکر ہو اور محتاجی کے وقت میرے لئے راحت کا سامان بن جا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحبِ مقامِ محمود'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

صاحبِ مقامِ محمود آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور احادیث میں آیا ہے، قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں خطاب ہوا:

{وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا} بنی اسرائیل ۷۹

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد بھی پڑھا کرو جو تمہارے لئے ایک اضافی عبادت ہے، امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہیں مقامِ محمود تک پہنچائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے شفاعت مراد ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یُحشَرُ النّاسُ یومَ القِیامَةِ فأکون أنا وأمّتی علیٰ تلّ. ویکسونی ربّی حلّةً خضراءَ ثم یؤذن لی فأقول ماشاء اللّٰهُ أن أقول. فذاک المقامُ المَحمودُ۔

ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہونگے، مجھے اللہ تعالی ایک سبز جوڑا پہنائیں گے پھر مجھے حکم دیں گے اور میں اللہ کی مشیت کے مطابق کچھ گفتگو کروں گا، یہ مقام محمود ہوگا۔ (مشکل الآثار للطحاوی۔ مناھل الصفا)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''المقامُ المحمودُ هو قیامُه علیه الصلاة والسلام عن یمینِ العرشِ مقاماً لا یقومُه غیره. فیغبطه فیه الأوّلونَ والآخِرُونَ

ترجمہ: مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے دائیں جانب ایسی جگہ کھڑے ہونگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور اس جگہ پر کھڑا نہیں ہوگا، اس پر اولین و آخرین رشک

کریں گے۔(تفسیر قرطبی)

بہر حال مقام محمود وہ عظیم مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں کوئی حاصل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ نعمت نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ بہت ساری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مقام محمود سے وہ شفاعت عظمیٰ مراد ہے جو نبی کریم ﷺ اہل محشر کیلئے اس دن کریں گے جس دن کوئی روکنے والا اور بوجھ اٹھانے والا نہ ہوگا۔

ایک حدیث میں مروی ہے کہ قیامت کے ایک کرسی عرش کے دائیں جانب اور دوسری بائیں جانب لگائی جائے گی، اور نور کی ایک کرسی عرش کے سامنے لگائی جائے گی، پھر نبی کریم ﷺ کو عرش کے دائیں جانب بٹھایا جائے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بائیں جانب بٹھایا جائے گا اور ابوبکر کو عرش کے سامنے بٹھایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے دیدار کی اجازت مرحمت فرمائیں گے، اس کے بعد باقی لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں دیکھے گا، پھر ایک منادی اعلان کرے گا کیا ہی اچھا دوست ہے جو حبیب اور خلیل کے درمیان ہے۔

پس اے محبت کرنے والو! نبی کریم ﷺ کا مقام محمود دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ ہے، لہذا تم اپنے دلوں میں ایسا خیال لانے سے خود کو بچاؤ جو رب تعالیٰ کے لائق نہ ہو، (یعنی جہت، کیفیت، اور زمان و مکان وغیرہ کے قول سے اجتناب کرو) بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ قدیم اور ازلی ہیں، وہ مخلوق کے مشابہ نہیں اور تمام موجودات میں کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، عرش اور کرسی اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ ازل سے اکیلا ہے، اس میں تغیر و تبدّل نہیں آتا، ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل نہیں ہوتا، کسی جہت اور مقدار میں حلول نہیں کرتا، تمام مخلوقات کے مقابلے میں عرش سب سے بڑا ہے اور اسے ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے، عرش تک وہی ذات پہنچی جسے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے منتخب فرمایا، اللہ تعالیٰ کی نظر میں تمام موجود چیزوں میں نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی باعزت اور بڑی ہستی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اس مرتبے کو بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار اہلِ حق کے نزدیک جائز ہے، اسی طرح بڑی اور بلند ذات کے لئے جہت مکان، بلندی اور دائیں، بائیں کی نسبت کی نفی کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیدار حاصل ہوگا لیکن اس میں جہت محال ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، لہذا جب بھی تم ان باتوں کو سنو تو یوں کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان پر جاری ہوئی ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں ، یہ عظیم حدیث مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق کے بلند مرتبے پر دلالت کرتی ہے ، جو ہر مشکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غمخوار اور ساتھی رہے ، یہ ان کا حق ہے ، بیشک جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ دین کو قائم کرتا ہے ، اور جس کے دل میں ان کی محبت پیوست ہو جائے اس کا یقین مضبوط ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں ابوبکر کے بارے میں کیا ہوا؟ قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے معراج والی رات عرش کے چاروں طرف شروع سے لے کر آخر تک پوری آیت الکرسی اور محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا ، یہ کلمات سورج اور چاند کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے لکھے گئے ہیں ، نیز میں نے اپنے بعد ابوبکر کا نام بھی لکھا ہوا دیکھا ہے۔

حضرت ابن عباس کے طریق سے روایت بیان کی گئی ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مناجات فرمائی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! میں جس سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا: اے اللہ! آپ کس سے محبت کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک میں ابوبکر سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے محبت کریں ، جب میں زمین پر اترنے لگا تو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبریل میرے سامنے آئے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا ارشاد فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ میں ابوبکر سے محبت کرتا ہوں ، حضرت جبریل نے تبسم فرمایا اور کہا: اے محمد! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! اگر آسمانوں اور زمین کی مخلوق ان سے محبت کرے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا۔

پس اے اللہ کے بندو! اپنی محبت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس کی بارگاہ میں اپنے نبی کو وسیلہ بناؤ۔

له الشفاعة يوم الدين جامعة دون النّبيّين ما في ذاك من نُكر

قیامت کے دن دوسرے نبیوں کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جامع شفاعت حاصل ہوگی اور اس میں کوئی عجیب بات نہیں۔

وخصّه بلواء الحمد في عدد من المفاخر تنبيها المدّ كر

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور بہت ساری عظمتوں کے ساتھ لواء الحمد کی خصوصیت عطا فرمائی

ہے، اس میں نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے تنبیہ ہے۔

خصائصا خصّه ربّ العباد بها   أربیٰ علیٰ المرسلین السادة الزُّهر

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو تمام انبیاء اور مرسلین سے بڑھ کر ہیں۔

و کیف یقدر خلق أن یحصّلها   والله أجملها فی محکم السُّور

اللہ تعالیٰ کی مخلوق ان فضائل کو حاصل کرنے پر کیسے قادر ہوسکتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خوبصورت انداز میں اپنی محکم سورتوں میں انہیں بیان فرمایا ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ مقامِ محمود ہیں، اور اسے اس بات کا یقین ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور اسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان بہترین مراتب، اخلاق اور فضائل کی خصوصیت عطا فرمائی ہے، اسے یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب فضائل اس لئے حاصل تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں پر شفقت اور ان کے فائدے کے لئے سب سے بڑھ کر کوشش فرمائی۔

لہذا اللہ تم پر رحم کرے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کرو:

{وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا} بنی اسرائیل ۷۹

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد بھی پڑھا کرو جو تمہارے لئے ایک اضافی عبادت ہے، امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہیں مقامِ محمود تک پہنچائے گا۔

کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد پر دوام اختیار کرنے کا حکم دیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے قیام میں کوشش فرماتے اور عبادت پر جتنی قوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی کوئی بندہ حاصل نہیں کرسکتا، کوشش، اطاعت اور تہجد کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ محمود عطا فرمایا، پس اے سست آدمی! تم غفلت اور کم نیکیوں کے ساتھ کس طرح بلند درجات کی تمنا کرتے ہو، لہذا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ایک دوسرے پر سبقت کرو اور اللہ کی مخلوق پر شفقت سے پیش آو، خصوصا کمزور اور فقیر لوگوں کیساتھ کیونکہ وہ

اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہیں۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ:

''یوتی یوم القیامة بالعبد الفقیر. فیعتذر اللہ الیه کما یعتذر الرجل الیٰ الرجل فی دار الدّنیا. فیقول: وعزّتی وجلالی مازویتُ فی الدّنیا عنک لهوانک علیّ ولکن لما أعددتُ الیک من الکرامة والفضیلة. اخرج یاعبدی الیٰ هذه الصّفوف. فمن أطعمک فیّ أو کساک فیّ. یرید وجهی فخذ بیده فهولک. والنّاس یومئذ قد ألجمهم العرق فیخلّل العبد الصّفوف. وینظر من فعل ذلک فیأخذ بیده ویدخله الجنّة۔

ترجمہ: قیامت کے دن فقیر آدمی کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے عام آدمی کی طرح معذرت کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میری عزت اور جلال کی قسم! میں نے دنیا کو تم سے اس لئے دور نہیں رکھا کہ تم میرے نزدیک ذلیل تھے بلکہ میں نے تمہارے لئے کرامت اور فضیلت تیار کر کے رکھی ہے، اے میرے بندے! ان صفوں سے نکلو اور جس نے تمہیں میری رضا کی خاطر ایک ٹکڑا بھی کھلایا ہو، یا ایک گھونٹ پلایا ہو، یا کپڑا پہنایا ہو، اسے ہاتھ سے پکڑلو وہ (جنت میں) تمہارے ساتھ ہوگا، اس دن لوگوں کے چہرے پسینے سے شرابور ہوں گے، چنانچہ وہ بندہ صفیں چیرتا ہوا جائے گا اور دیکھے گا کہ کس نے اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے، پھر اسے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

أکثروا من معرفة الفقراء. واتّخذوا عندهم الأیادی. فانّ لهم دولة فقالوا: یارسول اللہ ومادولتهم؟ قال: اذاکان یوم القیامة قیل لهم: انظروا من أطعمکم کسرة: أوشربة أوثوبا فخذوا بیده ثم امضوا به الیٰ الجنّة.

فقراء کو کثرت سے پہچانو، اور ان پر احسان کا معاملہ کرو، بیشک ان کے پاس دولت ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ان کے پاس کون سی دولت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا؛ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان سے کہا جائے گا کہ اس شخص کو دیکھو جس نے تمہیں کوئی ٹکڑا کھلایا ہو یا کوئی گھونٹ پانی پلایا ہو یا کپڑا پہنایا ہو، اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔ (تہذیب ابن عساکر، اتحاف السادۃ المتقین)

جب اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے مقابلے میں فقراء کو یہ فضیلت دیکر ان پر احسان کا حکم دیا ہے تو اے نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والو! اس ذات کے ساتھ احسان کا معاملہ کیسے نہ ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقام محمود عطا کیا ہو، اور جود و کرم کی خصوصیات عطا فرمائی ہوں، ان پر احسانات کی بارش برسا کر ساری موجودات پر شرف بخشا ہو۔

لہذا نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم میں کوشش کیا کرو، آپ ﷺ کی قدر پہچانو اور آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کرو، بیشک آپ ﷺ کا نام جنت میں ابوالقاسم رکھا جائے گا، نیز آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، قیامت کے دن تم نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کے ساتھ چمٹ کر آؤ گے اور تمہارا حشر اللہ کے خاص بندوں میں ہوگا، آپ ﷺ کی بلند ذات سے مدد طلب کیا کرو، اور آپ ﷺ کے مضبوط قلعے کو مضبوطی سے تھام لو، کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی نظر میں کریم ہے اور آپ ﷺ کا طالب ہرگز نامراد نہیں ہوتا، آپ ﷺ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے، آپ ﷺ کے طفیل مانگنے والا محروم نہیں ہوتا۔

لقد تخوف قلبي من تخيّبه   يوما يرى الفضل فيه مثل شائبه

وحين يجري الورى كلّ بمكسبه   يا أكرم الخلق مالي من ألوذبه

سواك عند حلول الحادث العمم

میرے دل کو اس دن کی رسوائی کا خوف ہے جس دن فضیلت عیوب کی طرح نظر آئے گی ، اور جس دن ساری مخلوق اپنی کمائی کی طرف چل پڑے گی، اے مخلوق میں سب سے مکرم ہستی! میں مصیبتوں کے نزول کے وقت آپ ﷺ کے سوا کس کی پناہ میں جاؤں گا۔

وعاين النّاسّ ذات اللّهو واللّهب   وخاف كلّ الورى فيه العطب

فأنت تكشف عنّي شدة الكرب   ولن يضيق رسول الله جاهك بي

اذا الكريم تجلّى باسم منتقم

ان لوگوں پر نظر فرمائیں جو فضول کاموں میں مبتلا ہیں اور آگ میں جلیں گے اور تمام مخلوق

کو ہلاکت کا خوف ہوگا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے میری تنگی کو دور کر دیجئے اور اے اللہ کے رسول! میرے وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے میں ہرگز تنگی نہیں آئے گی کیونکہ کریم ذات انتقام کے نام سے بہت بلند ہوتی ہے۔

فان نفسی قد خافت معرّتها　　　وقد رجت منك منجاها ونصرتها

فاشفع لها وأزل عنها مضرّتها　　　فان من جودك الدّنيا وضرّتها

ومن علومك علم اللّوح والقلم

بیشک میرے نفس کو اپنی برائی کا خوف ہے اور وہ آپ سے نجات اور نصرت کی امید رکھتا ہے، پس اس کے حق میں شفاعت کیجئے اور اس کی تنگی کو دور کر دیجئے، بیشک دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت ہیں، اور لوح و قلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و تعظیم کا اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الوسیلہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب الوسیلہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور روایات اور احادیث میں وارد ہوا ہے ،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ وسیلہ جنت کے اعلیٰ درجے کا نام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہائش گاہ ہے۔

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ کے محبوب ہیں ،جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیرت و صورت اور صفات میں تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی اسی طرح دنیا وآخرت میں درجات کی بلندی کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پر فائق ہیں۔

حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم موذن کی آواز سنو تو جو وہ کہے تم بھی وہی الفاظ دہراؤ، پھر مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھو، بیشک جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، بیشک وسیلہ جنت کا ایسا گھر ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کے لئے ہے ،اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں، جو شخص میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

اے محبت کرنے والو! اس گھر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چمکدار پیشانی والوں کے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ مخلوق میں کسی کو بھی نہیں ملے گا، اس میں کتنی نعمتیں اور بھلائیاں ہونگی، جنت کے ہر محل کا احاطہ کوئی عقل نہیں کرسکتی اور نہ اس کی خوبیاں صحیح طرح بیان ہوسکتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معراج کی رات جنت میں داخل ہوکر میں نے ساری جنت کا مشاہدہ کیا، حضرت جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک محل میں داخل ہوئے ،اس کے اندر سرخ یاقوت کا ایک بے جوڑ محل تھا، اس کے اندر ستر ہزار محلات تھے، ہر محل میں ستر ہزار گھر تھے اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے تھے اور ہر کمرے میں سفید موتی کے ستر ہزار خیمے تھے، ہر خیمے کے چار ہزار دروازے تھے، ان خیموں کا اندرونی حصہ باہر سے اور باہر والا حصہ اس کے اندرونی حصے سے نظر آتا تھا، اس کے درمیان میں سونے کے تخت تھے جو سورج کی کرنوں کی طرح چمک رہے تھے، وہ تخت موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے تھے، ان پر ایسے بچھونے

تھے جن کا اندرونی حصہ دبیز ریشم سے بنایا گیا تھا ان کا بیرونی حصہ نور سے بنایا گیا تھا جو زیورات اور تختوں کے اوپر چمک رہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس محل کے اوصاف بیان نہیں کرسکتا، پس وہ خوبیاں بیان کرنے والوں کے بیان سے بڑھ کر تھا، خیالات اور زبانیں اس کے بیان سے عاجز ہیں، اور عورتوں کے زیورات اس کے علاوہ تھے جو ان کے پاؤں میں بغیر پردے کے پہنائے گئے تھے، ہر محل میں بہت سارے درخت تھے جن کا تنا سونے کا، ٹہنیاں ہیرے کی اور پھل مٹکے کی مانند تھے، ہر خیمے میں حوریں تھیں، اگر ان میں سے کوئی آسمان کے سامنے انگلی ظاہر کرے تو اس کی روشنی کے سامنے سورج کی روشنی ختم ہو جائے ، ان کا چہرہ کیسا ہوگا؟ ان کے اوصاف صرف اسی طرح بیان کئے جاسکتے ہیں کہ وہ اس سے بھی بڑھ کر خوبصورت تھیں، جنتی کی ایک بیوی کی خدمت کے لئے ستر ہزار غلام ہیں، ان کے شوہروں کے خادم اس کے علاوہ ہیں، پس ہر وہ شخص جس کے دل میں کسی نعمت کا کھٹکا گذرا ہو وہ اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے ، اس محل کا انتظار اللہ کے نیک اور محبوب بندے کر رہے ہیں، یہ عجیب وغریب باتیں دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، میں نے پوچھا کہ اے جبریل! کیا جنت میں اس جیسا کوئی اور محل بھی ہے، جبریل نے جواب دیا کہ جی ہاں، اے محمد! جنت میں ہر محل اس طرح کا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے، اور بہت سارے محلات اس سے بھی اُفضل ہیں، میں نے کہا کہ اسی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

پس اے محبت کرنے والو! اور غور وفکر کرنے والو! اپنی عقل سے غور وفکر کرو کہ اگر ان صفات والا محل اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے فرمانبردار لوگوں کے لئے تیار کیا ہے تو اس محل کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کر رکھا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع میں کوشش کرو، یہی اس مہربان ذات کا تم سے مطالبہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وسیلہ مانگا کرو، قیامت کے دن پریشانی کے وقت تمہیں اس کا بدلہ مل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کا وعدہ فرمایا ہے جو وعدے کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے گا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری امت پر رحمت وشفقت کا معاملہ فرماتے ہوئے یہ حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وسیلہ مانگا کریں تاکہ قیامت کے دن امت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی برکات ظاہر ہوں، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت سے اپنے لئے وسیلہ مانگنے کا مطالبہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ آپ

ﷺ امت کوشفاعت کی دعا کرنے کا حکم دے رہے ہیں ، بیشک قیامت کے دن فیصلہ سن کر ماننا ہوگا، لہذا اے محبت کرنے والو! وسیلہ مانگنے میں کوشش کرو اور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھو۔

صلّی الالٰہ علیل المختار فی العرب والمنتقی فیھم من جوھر الحسب

اہل عرب میں منتخب اور عمدہ حسب نسب والی ہستی پر اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے۔

والمصطفیٰ بالرّسالت مکرّمہ جاءت من اللہ عن جبریل فی الکتب

جتنی مکرم رسالتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل کے واسطے سے کتابوں میں موجود ہیں آپ ﷺ ان میں سے چنے ہوئے ہیں۔

محمّدٌ خیر مبعوث سما شرفا من خیر أم زکت طِیبا و خیر أبٍ

محمد ﷺ سب رسولوں سے بہتر ہیں جنہیں بھیجا گیا ہے اور بلندیوں پر فائز ہیں اور عمدہ خوشبو اور بہترین نسب والے ہیں۔

کان کلّمتہ یمین الشاۃ منصحۃ لاتأکلنّی فانّ السمّ فیّ وبی

آپ ﷺ سے بکری کے دائیں ہاتھ نے صحیح طرح سے گفتگو فرمائی کہ مجھے نہ کھاؤ اس لئے کہ میرے اندر زہر موجود ہے۔

صلّی الالٰہ علیہ فھو أفضل من لبیّ وحجّ وخیر العُجم والعربا

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل کرے پس آپ ﷺ ان لوگوں سے فضیلت میں بڑھے ہوئے ہیں جنہوں لبیک کہا اور حج کیا نیز آپ ﷺ اہل عرب و عجم سے فضیلت میں بڑھ کر ہیں۔

صلّی الالٰہ علیٰ خیر الأنام ومن ترجیٰ النّجاۃ بہ فی موقف العطب

اللہ تعالیٰ مخلوق میں سب سے بہتر ہستی اور اس ذات پر رحمت کاملہ نازل فرمائے ہلاکت کی جگہ کھڑے ہونے میں جس کی نجات کی امید ہے۔

أعلیٰ البریّۃ فی حلم وفی کرم وأفصح النّاس فی قول وفی خُطب

آپ ﷺ حلم و کرم میں تمام مخلوق سے بڑھ کر ہیں اور بات اور گفتگو میں تمام لوگوں سے زیادہ

فصیح ہیں۔

فصل

صاحبِ وسیلہ اور اچھے اخلاق والے نبی سے محبت کرنے والے کو چاہیئے کہ آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرے اور آپ ﷺ کے آداب بجالائے، آپ ﷺ کی محبت اور رضامندی کی طلب میں وسیلہ مانگ کر کوشش کرے، آپ ﷺ پر درود بھیجے اور پروردگار کی اطاعت کرے۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہہ رہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں دنیا کی وہ چیزیں عطا کروں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں، اور کسی بشر کے دل پر ان کا کھٹکا نہیں گذرا، میں تہامہ پہاڑ کو آپ ﷺ کے لئے سونے اور چاندی کا بنا دیتا ہوں کہ جہاں بھی آپ جائیں وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلتا رہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! کیا اللہ تعالیٰ دنیا میں زندہ رکھے گا یا مجھے موت آئے گی؟ جبریل نے کہا: اے محمد! آپ ﷺ کو ضرور موت آئے گی اور موت کے بعد آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اے جبریل! مجھے فنا ہونے والی نعمتوں میں کوئی رغبت نہیں، بیشک دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور یہ اس شخص کو دھوکہ دے جس کے پاس عقل نہ ہو، اس کی صحیح چیز تندرست نہیں اور اس کی نعمتیں دائمی نہیں، حضرت جبریل نے اس وقت کہا: بابرکت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے، میرے پاس اللہ کی طرف سے اسرافیل یہ بات لے کر آئے کہ اے محمد! اگر آپ دنیا کو ترک فرمادیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو ایسا باغ عطا فرمائے گا جس پر ایک گنبد ہوگا، اس کا عرض تین ہزار میل ہوگا، اس باغ کو بابرکت ہواؤں نے گھیرا ہوا ہوگا، اے محمد! اس باغ میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے والے کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا۔

پس اے نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے! جب تم دائمی نعمتوں تک پہنچنے کا ارادہ کرو تو کثرت سے درود شریف پڑھا کرو، نیز اگر تم پر مصیبتیں اور پریشانیاں نازل ہوں تو بلند رتبہ اور صاحب وسیلہ ہستی پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔

حضرت شبلی نے فرمایا جیرانی مقام کے ایک آدمی کا انتقال ہوا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ اے شبلی! مجھ پر بہت بڑی پریشانیاں گذری ہیں اور (قبر کے)

سوالات کے وقت مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: مجھے کہاں لایا گیا ہے؟ کیا مجھے اسلام پر موت نہیں آئی؟ اور کیا میں نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں کرتا تھا؟ آواز آئی کہ یہ سزا دنیا میں ایک سائل کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ملی ہے، جب دو فرشتے مجھے عذاب دینے کا ارادہ کرنے لگے تو میرے اور ان کے درمیان ایک خوبصوت شخص حائل ہوا اور اس نے میری طرف سے جواب دیا، میں نے پوچھا کون ہو؟ اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر پریشانی کے وقت تمہاری مدد کروں، اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ کے مصنف پر رحم فرمائیں، وہ فرماتے ہیں:

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ ان تلقہ الأسد فی آجامہا تجم

جس کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی مدد ہو اگر اس کی ملاقات شیر سے اس کی غار میں ہو جائے تو وہ بھی پیچھے ہٹ جائے گا۔

ولن تریٰ من ولیّ غیر منتصر بہ ولا من عدوّ غیر منقصم

اور تم ہر گز ایسا دوست نہیں دیکھو گے جو مدد کرنے والا نہ ہو اور نہ ایسا دشمن جس کو ٹکڑے نہ کیا گیا ہو۔

شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کی غرض سے چلا تو ایک آدمی نے میری رفاقت اختیار کی جو اٹھتے بیٹھتے اپنی ہر حرکت اور گفتگو میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا تھا، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ مکہ کے سفر پر نکلا، راستے میں کسی گھاٹ پر مجھے نیند آ گئی، نیند کی حالت میں میرے پاس ایک آدمی آئے اور کہنے لگے: اٹھ جاؤ، اللہ کی قسم! تمہارے والد کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے، میں گھبرا کر اٹھا اور والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ مر چکے تھے اور ان کا چہرہ سیاہ تھا، اس واقعہ کی وجہ سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا، اسی پریشانی کی حالت میں مجھے آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ چار آدمی اپنے ہاتھوں میں لوہے کے ستون لئے میرے والد کے سر پر کھڑے تھے، اسی وقت دو سبز کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت آدمی آیا اور ان سے کہنے لگا: اس سے دور ہٹ جاؤ، پھر اس نے میرے والد کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے پاس آ کر کہا: اٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے چہرے کو سفید کر دیا ہے، میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں، چنانچہ میں نے اٹھ کر والد کے چہرے سے

کپڑا اٹھایا تو وہ سفید ہو چکا تھا، میں نے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ترک نہیں کیا کیونکہ میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر کثرت سے درود بھیجا کرتے تھے۔

لہذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناؤ اور پروردگار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مانگو، اس لئے کہ جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آجائے وہ اپنی امید میں نامراد نہیں ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہونے والے کی دعا کبھی رد نہیں ہوگی:

به ستقبل عند الله معذرتی ویصلح الله دنیای وآخرتی

وفی شفاعته فوزی بمغفرتی فانّ لی ذمّة منه بتسمیتی

محمّدا، وهو أوفی الخلق بالذّمم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری معذرت قبول کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ میری دنیا اور آخرت کی اصلاح فرمائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے میں مغفرت کے ساتھ کامیاب ہونگا، بیشک میرے پاس اللہ کے بارگاہ میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذمہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں بڑھ کر ذموں کو پورا کرنے والے ہیں۔

ذنوبی الیوم قد أربت علی العدد وما بجسمی للفح النّار من جلد

ولست أرجو سواه عدّة لغد ان لم یکن فی معادی آخذا بیدی

فضلا والا فقل یازلّة القدم

آج میرے گناہ لاتعداد ہیں اور میرے جسم میں جہنم کا ایندھن بننے کی صلاحیت نہیں، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو اپنے کل کے لئے توشہ تصور نہیں کرتا، گر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن میرا ہاتھ نہ تھاما تو میرے قدم پھسل جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الفضیلہ'' کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحبُ الفضیلہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو محبت کرنے والے علماء اور عارفین کی زبانوں پر کثرت سے جاری ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وسیلہ کی طرح ہمیں اس بات کا بھی حکم دیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فضیلہ مانگا کریں، فضیلہ فضائل کا واحد ہے، اور فضیلت اصل میں عمدہ اور بڑی صفت کو کہتے ہیں جیسے علم، شجاعت، حیاء، عقل، ذہانت، اور اس کے علاوہ دیگر قابل تعریف صفات اور اوصاف حسنہ وغیرہ، ان میں سے ہر ایک عادت کا نام فضیلہ ہے کیونکہ یہ عادتیں عقلاء کے نزدیک فضل وشرف والی ہیں، اور جو شخص بھی ان صفات کے ساتھ متصف ہو سمجھدار لوگوں کے ہاں وہ فضیلت والا ہے۔

فواضل جمع ہے فاضلہ کی، اس کا معنی اچھے افعال ہے جیسے عطیہ، سخاوت، درگذر، اور چہرے کی شگفتگی، ان سب افعال کو فاضلہ کہتے ہیں۔

عقلاء فرماتے ہیں کہ جو بھی کسی فضیلت کے ساتھ متصف ہو یا کسی فاضلہ میں مشہور ہو تو اسے اپنا مقام ومرتبہ معلوم ہونا چاہیے۔

لہذا جس طرح وسیلہ جنت کا ایک محل ہے جس میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہیں گے اور اس محل تک کوئی انسان اور فرشتہ نہیں پہنچ سکے گا، اسی طرح فضیلہ بھی خدا کی طرف سے خصوصی مہربانی اور عطا ہے نیز جس طرح اہلِ جنت کو جنت میں ایسی باکمال صفات حاصل ہونگی کہ جن کے بارے میں جنتیوں کے دل پر کوئی کھٹکا نہیں گذرا ہوگا اسی طرح اپنے اخلاق اور صورت کے اعتبار سے کامل ترین ہستی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدائے برتر کی عنایات بیشمار ہونگی۔

جس معنی کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس کی تایید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اپنے لئے وسیلہ مانگنے کا حکم دیا ہے، بعض طرق میں فضیلہ کا وسیلہ پر عطف ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وسیلہ اور فضیلہ میں فرق ہے اور یہ بھی تمام مخلوق کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتیاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے، بہت سارے طرق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جو شخص موذن کی آواز دہرائے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے اس کا بدلہ جنت ہے:

''اللھمّ آت محمدالوسیلة والفضیلة وابعثه مقامامحموداالذی وعدته.

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود عطا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے''۔ (کنز العمال، صحیح ابن خزیمۃ)

ذخیرۃ الخلق للمولیٰ ذخیرته　　وسرّہ ملئت منه سریرته

والحسن من ذاته لاشك سیرته　　فھو الذی تمّ معناہ وصورته

ثم اصطفاہ حبیبا باریء النّسم

اللہ تعالیٰ کے سامنے مخلوق کا ذخیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطنی کمالات بھرے پڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن ذاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں کوئی شک نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری اور باطنی کمالات کے مالک ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب کے طور چن لیا ہے۔

سمجھدار لوگوں کی طبیعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، تعظیم، والہانہ عشق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا دفاع ڈال دیا گیا ہے، ملاقات کے شوق میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سفر کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر لوگ خون بہا دیتے ہیں، پس اے محبت کرنے والو! اس ذات کے بارے میں تمہارا کیا خیال اور کیا رائے ہے جو ان اوصاف اور فضائل کی جامع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فضائل کا سرچشمہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقل، علم و معرفت کا کمال، عمدہ ذہانت، وقار اور بہترین راستہ عطا فرمایا، نیز بہترین صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق فرمائی گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوصاف کی اصل بنیاد اور فضائل کے دائرے کا مرکز ہیں، دلوں میں محبت، تعظیم اور ہیبت ڈالنے والی ہر عادت و خصلت اللہ تعالیٰ نے ظاہری و معنوی کمال کیساتھ اپنے پیارے نبی کو عطا فرمائی۔

صاحب الفضیلہ کے معنی میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے جنسِ فضائل مراد ہو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ علم و حکمت، صاحبِ وقار، صاحبِ شجاعت، صاحبِ حیا، صاحبِ عفاف و قناعت، صاحبِ رونق و تروتازگی، صاحبِ حسن و جمال، صاحبِ فضیلت، صاحبِ فصاحت و بلاغت، صاحبِ کمال، صاحبِ عفت

وعظمت، صاحبِ امانت، صاحبِ صدق ووفا، صاحبِ کرامت اور صاحبِ محاسن ہیں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ خصوصیات اور اوصاف ہوں جو اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ ﷺ کو عطا فرمائیں گے، جن کا کھٹکا کسی عقل کو نہیں گذرا اور نہ کسی بزرگ ہستی کو وہ خصوصیات حاصل ہوسکی ہیں۔

أعطاه أفضل ذخر من خزائنه وصان جملته أكرم بصائنه

أبهى من البدر في عيني معاينه منزّه عن شريك في محاسنه

فجوهر الحسن فيه غير منقسم

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے خزانے کا افضل حصہ دیا ہے اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی ہے، لہذا اس حفاظت کا اکرام کرو، نظر میں آپ ﷺ چاند سے زیادہ بارونق ہیں اور اپنے محاسن میں آپ ﷺ شریک سے پاک ہیں، آپ ﷺ حسن کا ایسا جوہر ہیں جو نا قابل تقسیم ہے۔

فصل

جس محبت کرنے والے کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "صاحبِ فضیلہ اور صاحبِ مرتبہ" ہے اسے چاہئے کہ کثرت سے آپ ﷺ کی صفات کو بیان کرے، آپ ﷺ کی خوبیوں کو سنے، اور آپ ﷺ کے ذکر کو لذیذ ترین چیز خیال کرے، اس لئے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کی خوبیاں کثرت سے بیان کرتا ہے، اور جسے اپنے محبوب کا شوق ہو وہ اس کے فضائل کو پھیلانے کا عادی بن جاتا ہے، اور اس کی خوبیاں سننے کا شوق رکھتا ہے، یہی محبت کرنے والوں کی سیرت اور شوق رکھنے والوں کی نشانی ہے، بیشک جہان والوں کی فطرت میں احسان کرنے والوں کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ انسانوں کے سب سے بڑے محسن ہیں، آپ ﷺ نے مخلوق کے سامنے حق کو اس طرح بیان فرمایا کہ کوئی اور اس طرح بیان نہیں کرسکتا، لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی محبت میں اپنی جانوں کو اس وقت تک تھکا دیں جب تک آپ ﷺ کا دیدار نہ کریں، بیشک دل جس محبوب سے محبت کرتا ہے اس کے دیدار کی تمنا کرتا ہے، اور جس کی فضیلت سنتا ہے اس سے ملاقات کی طلب رکھتا ہے۔

اے بھائی! ان لوگوں کے احوال پر غور وفکر کرو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی صحبت کے لئے چن لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی میں کس قدر محبت اور تعظیم کیا کرتے تھے اور وفات کے

بعد کتنے غمگین رہتے تھے آپ ﷺ کی ملاقات کا کس قدر شوق رکھتے تھے، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان بیوی افسوس کرنے لگی، لیکن انہوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کل میں اپنے محبوب دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کرام سے ملاقات کروں گا۔

یہ تھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ کمالِ محبت اور اشتیاق جس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت عطا کی کہ ناپسند ہونے کے باوجود موت ان کی خوشی کا باعث بنی اور ان کا غم دور ہوگیا، ان کے دل کو اطمینان حاصل ہوا، یقیناً وہ جانتے تھے کہ موت حبیب سے ملاقات کا دروازہ ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت پہرہ دینے کے لئے نکلے تو انہیں ایک گھر میں چراغ دکھائی دیا، اور ایک عورت سوت کات رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے:

علی محمّد صلاة الأبرار صلی علیه الطّیّبون الأخیار

قد کنت قوّاما بکاء فی الأسحار یا لیت شعری و المنایا أطوار

هل تجمعنی و حبیبی فی الدّار

محمد ﷺ پر نیک لوگوں کا درود ہو اور اچھے اور بہترین لوگ آپ ﷺ پر درود بھیجیں، میں سحری کے وقت کھڑی ہو کر روتی ہوں اے کاش! کہ میرے اشعار کہنا اور موت قریب قریب ہیں، کیا آپ مجھے اور میرے حبیب ﷺ کو ایک گھر میں جمع کریں گے۔

عورت کی مراد نبی کریم ﷺ کی ذات تھی کیونکہ اسے آپ ﷺ کی خوبیاں اور فضائل یاد آگئے، اور اس کی نظر آپ ﷺ کے دیدار کی مشتاق تھی، جب حضرت عمر نے اس عورت کی باتیں سنی تو آپ ﷺ کی ملاقات کے شوق اور جدائی کے غم میں وہاں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔

اس عورت کے حال پر غور کرو غزوہ احد میں جس کے باپ بھائی بیٹا اور شوہر سب شہید ہو گئے لیکن وہ آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتی رہی، وہ اپنے سارے قریبی محبوب بھول کر یوں کہہ رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ خیریت سے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے دو، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگی کہ ہر مصیبت آپ ﷺ کے بعد ہلکی ہے۔

پس اے محبت کرنے والے! ذرا اس عورت کے بارے میں سوچو کہ باوجود عورت ہونے کے کس طرح اللہ تعالی نے اس کے دل میں مضبوط ایمان پیدا کیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے اس طرح مزین فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کے بعد وہ بڑی سے بڑی مصیبت کو ہلکا سمجھ رہی تھی گویا کہ وہ مصیبت آئی ہی نہیں، وہ بالکل نہ غمگین ہوئی اور نہ گھبرائی کیونکہ اس کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت باقی رہنے والی اور ہر رشتے پر مقدم تھی، بیشک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام فضیلتوں اور اعلیٰ مراتب کے جامع ہیں۔

کامل عقل رکھنے والے محب میں یہ خوبی کیوں موجود نہ ہو؟ اور فیاض آدمی کا یہ مرتبہ کیوں نہ ہو؟ لہٰذا تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کثرتِ ذکر سے نہ اکتاؤ اور اپنی آنکھوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمدہ شمائل اور سیرت کو دیکھ کر اور اپنے کانوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کی احادیث سن کر فائدہ پہنچاؤ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور ذکر کا نفع پہنچائے اور ہمیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنے والے وفاشعار لوگوں میں شامل فرمائے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ذکر الحبیب لا یملّ أبدا　　　علی الدّوام أبدا موبّدا

حبیب کے ذکر سے کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی چاہے وہ دائمی طور پر ہمیشہ کے لئے کیا جائے۔

هو الحیاۃ للقلوب وبه　　　نرضیٰ ونحظی بمقام السّعدا

یہ ذکر دلوں کے لئے زندگی ہے اور اسی کے ذریعے ہم خوش ہوتے ہیں اور سعید لوگوں کے مرتبے کو حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الدرجۃ الرفیعہ'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''صاحبُ الدرجۃِ الرفیعہ'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو محبین کی زبانوں پر جاری ہوا ہے اور عارفین نے اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام قرار دیا ہے، لہٰذا اس سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اعلیٰ درجہ تیار کر رکھا ہے اور درجہ بلند فرمایا ہے۔

جنت اپنے شرف، حسن و جمال، عجیب وغریب اوصاف اور جگہ کی وسعت کے اعتبار سے بہت بڑی ہے، لیکن اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مسکن تمام محلات سے بڑھ کر خوبصورت ہوگا، اور کیسے نہ ہوتا جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شرف میں تمام مخلوق سے بڑھ کر ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ الدرجۃ الرفیعہ سے مراد وہ بلند مقام ہو جس تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات پہنچے، یا وہ معجزات مراد ہوں جو اس رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے گئے، بیشک یہ اتنا عظیم مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی باعزت مخلوق اور کوئی مقرب ہستی اس تک نہیں پہنچ سکی۔

اے محبت کرنے والو! اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باقی معجزات نہ ہوتے تب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معراج ہی کافی ہے، صرف ایک رات میں عجیب وغریب بلند مراتب کے حصول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس اپنے گھر تشریف لائے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی اس ایک رات میں چودہ ہزار سال سے بھی زیادہ مسافت طے فرمائی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں داخل ہو کر اس کی ہر جگہ کو دیکھا، سدرۃ المنتھیٰ کو عبور کر کے حضرت جبریل کے مقام سے بھی آگے بڑھ گئے، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کے مقام کو عبور کیا، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے مقام کو قطع کیا، پھر اس فرشتے کے مقام کو عبور کیا جس کا نام روح ہے، یہ وہ عظیم فرشتہ ہے جس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا کوئی فرشتہ نہیں، اس کے پاؤں تحت الثریٰ میں اور سر عرش کے نیچے ہے، اس کے ایک لاکھ ستر ہزار سر ہیں، ہر سر پر ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے پر ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان پر اسی ہزار لغات ہیں، اور کوئی لغت دوسری لغت کے مشابہ نہیں، ہر زبان اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس بیان کرتی ہے، اور ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا فرماتے ہیں جو تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں، ان سب باتوں

کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثواب کی چیز بنایا ہے۔

پس غور وفکر کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اس عظیم فرشتے کے بلند و بالا مقام تک جا پہنچے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے استفسار فرمایا کہ اے روح! کیا یہ تمہارا مقام ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اے اللہ کے حبیب! یہ جگہ اس وقت سے میری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمین، عرش اور کرسی کو پیدا فرمایا ہے، اور میں آگے نہیں جا سکتا کیونکہ میرے سامنے ایسے انوارات اور پردے ہیں کہ اگر میں انہیں عبور کرنے کا ارادہ کروں تو وہ مجھے جلا دیں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و تایید سے قوت عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نورانی پردوں اور بلند مقامات کو عبور کیا اور آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی منزل ''درجہ رفیعہ'' تک جا پہنچے، اللہ تعالیٰ شرف و کرم کا معاملہ فرمائے۔

عرجت تخترق السبع الطباق الی مقام زلفیٰ کریم قمت فیہ علِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات آسمانوں کو پھاڑتے ہوئے اوپر کی جانب مقامِ زلفی تک چڑھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بلندی پر قیام فرمایا۔

عن قاب قوسین أو أدنیٰ ھبطت ولم تستکمل اللّیل بین المرّ والقفل

پھر دو کمانوں کے درمیان سے یا اس کے قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے اور آنے جانے میں رات کو بھی مکمل نہیں کیا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ ''الدرجۃ الرفیعہ'' کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دین کے معنوی درجے کی بلندی ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مرتبے کے انتہا تک پہنچے ہوئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ خدائی علوم اور عنایات حاصل رہی ہیں جو ملأ اعلیٰ کی کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضائل میں ترقی عطا فرمائی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل و کمال اور معارف کے بلند آسمان تک پہنچ گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیاوی اور اخروی سعادتوں کا اکسیر اور خزانہ بنایا ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''صاحب الدرجۃ الرفیعہ'' ہیں اسے چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو جان لے اور محبت کرنے والوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام اور مرتبے کو بیان کرے، صحابہ کرام اور تابعین کی سیرت پر غور کرے کہ وہ

آپ ﷺ کی حیات میں اور وفات کے بعد آپ ﷺ کا ذکر مبارک اور احادیث سنتے ہی کس قدر تعظیم وتکریم کا معاملہ کیا کرتے تھے، یقیناوہ اللہ تعالی کے ہاں آپ ﷺ کا مرتبہ جان چکے تھے، اورانہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اسی ادب کا معاملہ کیا جواللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ساتھ فرمایا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں کسی حدیث کووضو کے بغیر بیان نہیں کیا کرتے تھے،حضرت مطرّف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب لوگ کی خدمت میں حاضر ہوتے توایک باندی باہرنکل کرلوگوں کوشیخ کا پیغام دیتی کہ کیاتم حدیث سیکھنا چاہتے ہو یامسائل؟اگرلوگ مسائل سیکھنے کا کہتے تووہ ان کے پاس تشریف لے آتے اوراگروہ حدیث سیکھنے کا کہتے توحمام میں داخل ہوکرغسل کرتے خوشبولگاتے ، نئے کپڑے پہنتے ،پھرعمامہ باندھ کراپنے سرکوچادرسے ڈھانپ لیتے،ان کے لئے ایک تخت بنایا گیاتھاجس پروہ عاجزی کے ساتھ بیٹھتے تھے،اورجب تک وہ حدیث کی تدریس مشغول رہتے مسلسل خوشبوکی دھونی دی جاتی، یہ ان لوگوں کی حالت تھی جواس بات کوجانتے تھے کہ آپ ﷺ ''صاحب الدرجۃ الرفیعہ'' ہیں۔

حضرت مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کی مجلس میں جب نبی کریم ﷺ کا ذکرہوتاتو ان کا رنگ تبدیل ہوجاتا،ان کے اس عمل کی وجہ سے مجلس میں بیٹھنے والوں پرناگواری ہوتی،ایک دن ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی توفرمایاکہ جومیں دیکھتاہوں اگرتم دیکھ لوتومجھے اس حالت میں دیکھ کرکبھی ناگواری نہ کرو، میں نے محمدبن المنکدرکودیکھاہے جوقرّاء کے سردارتھے کہ جب بھی ان سے حدیث کے بارے میں سوال کیاجاتاتووہ اس طرح روتے کہ تمہیں ان پرترس آجاتا۔

پھر نے جعفربن محمدصادق عبدالرحمن بن قاسم ،عامربن عبداللہ بن زبیر، زہری،صفوان بن سلیم ، قتادہ،ابن منذر،عبدالرحمن بن مہدی سمیت بہت سے لوگوں کی وہ باتیں بیان فرمائی جونبی کریم ﷺ کے تعظیم،خوف اوراحترام پردلالت کرتی تھیں، یہ محبین کی علامت اورسالکین کی نشانی ہے۔

ابوجعفرنے ایک دن مسجدنبوی میں سے مناظرہ کیا، نے اس سے کہا: اے امیرالمومنین !اپنی آوازکوبلندنہ کیجئے، بیشک اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد سے کچھ لوگوں کوادب سکھاتے ہوئے ارشادفرمایا:

{لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} الحجرات ۲

ترجمہ:''اپنی آوازوں کونبی کی آوازپرمت بلندکیاکرو''

اورکچھ لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

{انّ الّذِینَ یَغُضُّونَ أَصوَاتَھُم عِندَرَسُولِ اللّٰہ أُولٰئک الذین امتحن اللّٰہُ قلوبَھم للتّقوٰی} ۳

ترجمہ: ''بیشک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، (یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالی نے خوب جانچ کر تقوی کے لئے منتخب کرلیا ہے)

اور کچھ لوگوں کی مذمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{انّ الّذِینَ یُنادُونَکَ مِن وَرَائِ الحُجُرَاتِ أَکثَرُھُم لایَعقِلُونَ} ۴

ترجمہ: (اے پیغمبر!) جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔

بیشک وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کا احترام اسی طرح باقی ہے جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں تھا۔ ابوجعفر نے عاجزی اختیار کرلی اور کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! کیا میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف؟ نے کہا: تم اپنا چہرہ نبی کریم ﷺ سے کیسے پھیر سکتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے لئے وسیلہ ہونگے، لہذا ان کی طرف منہ کر کے شفاعت طلب کرو، اللہ تعالی تمہاری شفاعت عطا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا} النساء ۶۴

ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے

سکن الفؤاد فعش ھنیئا یاجسد　　　ھذا النعیم ھو المقیم الی الأبد

دل سکون میں آ گیا اور اے جسم! تم بھی مزے میں رہو، یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی۔

أصبحتُ فی کنفِ الحبیب ومَن یکن　　　جارَ الحبیب فعیشه عیش الرغد

میں محبوب کے سائے میں آ گیا ہوں اور جو حبیب ﷺ کا پڑوس اختیار کرے اس کی زندگی اچھی گذرتی ہے۔

عیش فی أمان الله تحت لوائه　　لا خوف فی هذا الجناب ولا نکد

ایسی زندگی جو اللہ کے امن میں اس کے جھنڈے کے نیچے ہوتی ہے، اس زندگی میں کوئی کمی اور خوف نہیں ہوتا۔

لا تخشین فقرا فعندك بیت مَن　　کلّ المُنیٰ لك من أیادیه مدد

تم فقر کا خوف مت کرو، تمہارے پاس اس ذات کا گھر ہے کہ تمہاری ہر خواہش کو نعمتوں کی صورت میں پورا کیا جائے گا۔

ربّ الجمال ومرسل الجدویٰ ومن　　هو فی المحاسن کلّها فردا أحد

وہ رب جمال ہے اور عطیہ کو بھیجنے والا ہے، اور ہر قسم کی خوبیوں میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

قطب النُّهی غوث العوالم کلّها　　أعلیٰ علیّ سارَ أحمد مَن حَمِد

عقل کا محور اور ہر قسم کے جہانوں کی مدد کرنے والا ہے، انہوں نے بلند مقام کی سیر کی، وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی تعریف کی گئی ہے۔

روح الوجود حیاة من هو واجد　　لولاه ما تمّ الوجود لمن وجد

تمام موجودات کی روح اور ہر وجود والے انسان کی زندگی ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو تمام موجودات کا وجود نہ ہوتا۔

عیسیٰ وآدم والصّدور جمیعهم　　هم أعین هو نورها لمّا ورد

عیسی آدم اور تمام انبیاء اور تمام سابقہ انبیاء آنکھیں لیکن آپ ﷺ آنے والوں کے لئے نور ہیں۔

لو أبصر الشیطان طلعة نوره　　فی وجه کان أول من سجد

اگر شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو آدم کے چہرے میں دیکھ لیتا تو آدم کے سامنے وہ سب سے پہلے سجدہ کر لیتا۔

لو أبصر النّمرود نور جماله　　عبد الجلیل مع الخلیل وما عَنَد

اگر نمرود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ جمال کو دیکھتا کہ ابرہیم کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت کرتا اور دشمنی نہ کرتا۔

لکن جمال الحقّ جلّ فلا یُریٰ　　الا بتخصیص من الله الصّمد

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال بہت بڑا ہے، وہ صرف اسے نظر آتا ہے جسے اللہ بے نیاز نے توفیق عطا فرمائی ہو۔

فابشر بمن سکن الجوانح منك یا　　مَن قد ملئت من المُنیٰ عینا و ید

پس اس ذات کی وجہ سے خوش ہو جاؤ جس کے ذریعے تمہارا دل کو سکون ہے اور تمہاری آنکھوں اور ہاتھوں کی چاہتیں پوری ہوئی ہیں۔

عین الوفا معنی الصّفا سرّ الندیٰ　　نور الهدیٰ روح النّهیٰ جسد الرّشد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفا کی آنکھ، خالص ہستی، اور سرگوشی کا راز ہیں، ہدایت کا نور، عقل کی روح اور ہدایت والا جسم ہیں۔

فله الصّلاة من السّلام المُرتضیٰ　　الجامع المخصوص مادام الأبد

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام نازل ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کیلئے خاص فضیلتوں کو جمع کرتے رہیں۔

شیخ ولی اللہ نے کیا خوب قصیدہ کہا ہے اور اس میں کتنے راز ودیعت رکھے ہیں اور کتنے انوارات کی طرف اشارہ کیا ہے، کسی محبت کرنے والے نے اس قصیدے کی تشریح کا اہتمام کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی محبت کے صدقے ہمیں ان کے راستے کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ان کے دین پر موت آئے، اور ان کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے۔

ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب التاج'' کے بیان میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب التاج آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، محبت کرنے والے عارفین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رکھا ہے، تاج کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے، ایک قول کے مطابق اس سے مراد عمامہ ہے کیونکہ عمامہ اس وقت اہل عرب ہی کے ہوا کرتے تھے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عرب کا تاج ہیں۔

ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن اپنی سرخ چادر کا عمامہ باندھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحاب نامی عمامہ باندھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمامہ حضرت علی کو تحفے میں دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سیاہ عمامہ بھی تھا، آپ علیہ السلام جمعہ کے دن عام دنوں کے علاوہ کپڑے پہنتے تھے اور جمعہ کے دن ہمیشہ عمامہ باندھ کر نکلتے تھے، عمامہ کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیا کرتے تھے، گول عمامہ باندکر اس پر گرہیں لگا دیتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح نکلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیاہ عمامہ تھا، یہی بات ہم نے بیان کی ہے کہ تاج سے مراد عمامہ ہے جو آپ علیہ السلام کے سر مبارک پر ہوا کرتا تھا، علما کی ایک جماعت کا یہی بیان ہے، گویا آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ صاحب التاج سے مراد صاحب العمامہ ہے، اگرچہ عرب لوگ سب عمامہ باندھتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص کرنے کی کئی وجوہات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑائی اور تعظیم پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ عمامہ اہل عرب کا تاج ہے اور تاج اس چیز کو کہا جاتا ہے جسے سر پر رکھا جائے، بلند مرتبہ آدمی اسے اپنے سر پر رکھتا ہے، جیسا کہ عجمی بادشاہوں کے تاج موتیوں اور جواہرات سے مزین ہوا کرتے ہیں، اہل عرب کی رائے میں تاج کے طور پر استعمال کرنے کے لئے عمامہ سب سے بہتر ہے، چنانچہ بعض اہل عرب سرخ عمامہ باندھتے تھے، اور وہ قبیلہ جہینہ کے لوگ تھے، بعض لوگ سیاہ عمامہ باندھتے تھے، اور وہ قبیلہ مزینہ کے لوگ تھے، بعض لوگ اپنے کپڑوں کی طرح عمامہ باندھتے تھے، اور ان کے تاج سیاہی سفیدی اور سرخی کے درمیان ہوتے اور یہ مکہ کی وادی کے رہنے والے لوگ تھے۔

یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکی ہاشمی اور قریشی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے مشابہ کوئی نہیں اور آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حالات، خوبیوں اور شرف و کرم میں تمام مخلوق سے بڑھ کر ہیں۔

فان تفق الأنام وأنت منهم فانّ المسك بعض دم الغزال

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق پر فائق ہیں اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی میں سے ہیں، بیشک مشک بھی ہرن کے خون کا حصہ ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں سے بہت آگے نکل چکے تھے، بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و صورت کو مکمل فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال کے جوڑے پہنائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاج یعنی عمامہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر ہوتا تو خوبصورت اور معتدل شکل کی وجہ سے دلوں میں ایسی ہیبت و تعظیم پیدا ہوجاتی جو نا قابل بیان ہے، لہٰذا ''صاحب التاج'' سے صاحبِ عمامہ اور خوبیوں والی بہترین ذات یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحب التاج کی خصوصیت عطا کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر زمانے میں تاج پہننے کی عادت رہی ہے، اور تاج اس شخصیت پر رکھا جاتا ہے جو اپنے زمانے میں بڑے مرتبے والا اور ہمعصر لوگوں میں منفرد ہو، گویا کہ محبت کرنے والا یوں کہہ رہا ہے کہ بیشک مخلوق کے نزدیک عظیم تاج کا حق یہ ہے کہ وہ اس ہستی کے سر پر رکھا جائے جس کی خوبیاں کامل ہوں، کسی زمانے میں اور کسی جگہ اس کی نظیر نہ ملتی ہو، اور مخلوق میں بھلائی اسی کی برکت سے نظر آئے، اور تمام موجودات سے نقصان کو صرف اسی کے ذریعے دور کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کی سیرت وصورت کو کامل بنایا ہو۔

یقیناً اس لڑکے نے کتنی عمدہ بات کہی ہے جو مالک بن عوف نصری کے سامنے لشکروں کا حال بیان کر رہا تھا اور ان کے تاجوں کی صفات بیان کرتے ہوئے جب اس لشکر تک پہنچا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے تو کہنے لگا کہ اس کے درمیان میں چاند چمک رہا ہے اور اس کے سر پر سیاہ عمامہ ہے گویا کہ وہ سیاہ بادلوں کے درمیان سے نکلا ہے۔ (یہ واقعہ پیچھے کتاب میں گذر چکا ہے؛ از مترجم)

گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو ایسے چاند سے تشبیہ دی کہ جب اس سے بادل چھٹ جائے تو تم اس سے بڑھ کر حسین دلکش اور روشن منظر نہیں دیکھ سکتے، اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ سر مبارک پر ہوتا تو سیاہ عمامہ کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی روشنی اور چمک ظاہر ہوتی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت اور حسن میں مزید اضافہ ہوجاتا تھا، اس حسن و جمال اور عجیب وغریب صفات کی تعبیر بیان سے باہر ہے، محسوس چیزوں میں سب سے قریب ترین مثال چاند کی ہے جب اس پر بادل نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے

اپنے نام کے ساتھ مزین کر کے فرشتوں کے سروں پر بڑے بڑے تاج پہنائے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ دیکھا جو ساتویں آسمان کے فرشتوں کا سردار تھا اس کے ساتھ بتیس ہزار فرشتے تھے، ہر فرشتے کے سر پر ایک تاج تھا جس کی لمبائی حضرت جبریل کے ہاتھوں سے ستر ہاتھ تھی، ہر تاج پر چار سو موتی تھے، اور ایک موتی دنیا کے نو موتیوں کے برابر تھا۔

حضرت جبریل کی پیشانی پر تاج ہیں جن کے سامنے دو سطروں میں یہ عبارت لکھی ہوئی چمک رہی ہے:

''لا اله الا الله محمد رسول الله''فسبحان الّذی لایعجزه شیء من الممکنات .والذی منّ علی عبیده ببعثة بدیع الصّفات۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پاک ہے وہ ذات جسے ممکنات میں سے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور اس نے عمدہ صفات والے نبی کو بھیج کر اپنے بندوں پر احسان کا معاملہ کیا ہے۔

أسنیٰ من البدر نورا احسن غرّته والقد معتدل أربیٰ علی القُضب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کی چمک چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکدار ہے اور قد درمیانہ اور تنے سے بلند تھا۔

أذکیٰ من المسك طیباً ریحُ نکهته عفّ حلیمٌ کریمٌ کاشفُ الکرب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ تھی، معاف کرنے والے، حلم والے، کرم والے، اور مصیبتوں کو دور کرنے والے تھے۔

أغرُّ أبیضُ یُستسقیٰ الغمام به کهفُ الأرامل للأیتام خیرُ أب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے چمکدار اور روشن ہیں کہ جن کے ذریعے بادل برسائے جاتے ہیں، بیواؤں کا سہارا اور یتیموں کے لئے بہترین باپ ہیں۔

خیرُ الأنام. وخیرُ النّاس کلّهم وسیّد الخلق من عجم ومن عرب

ساری مخلوق اور سارے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، اور عرب وعجم کی ساری مخلوق کے سردار ہیں۔

أمثاله فضحت فی حسن صنعتها والبلاغة والأشعار والخُطب

حسن کاریگری، بلاغت، اشعار اور خطبات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ناپید ہو گئے۔

وللنبیّ علامات ومعجزۃ قد صحّ برھانُھا حقّا لمرتقب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نشانیاں اور معجزہ کی دلیل ایک انتظار کرنے والے کے لئے سچ ہو گئے۔

یاربّ صلّ وسلّم دائماً أبداً علیہ ثمّ الرّضا عن صحبِہ النّجب

اے پروردگار! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ رحمت اور کاملہ اور سلامتی نازل فرما، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک صحابہ کرام سے راضی ہو جا۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''صاحب التاج'' ہیں اور تاج سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسنون اور خوبصورت عمامہ ہے، اسے چاہئیے کہ اپنے لباس اور افعال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ روی کے ساتھ لباس زیبِ تن فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت دنیا کو بقدر توشہ لینے والے کی طرح تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جانتے تھے کہ دنیا گذرگاہ ہے، رہنے کی جگہ نہیں۔

امام ترمذی نے حضرت اشعث بن سلیم سے ایک روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ میں چل رہا تھا کہ ایک آدمی نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر کہا: اپنی چادر اٹھاو بیشک یہ زیادہ دیر باقی اور صاف ستھری رہے گی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ سیاہ سفید دھاریوں والی چادر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے لئے میری ذات نمونہ نہیں؟ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر نصف پنڈلی تک تھی۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کے پٹکی پیچھے کی جانب چھوڑ دیتے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں ایک چارپائی چھوڑی جسے کھجور کی رسی سے بنا گیا تھا، اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے تھے، ایک مٹکا جس کا سر ٹوٹا ہوا تھا اس میں کوئی چیز رکھ لیتے تھے، چمڑے کا ایک تکیہ تھا جو کھجور کے چھال سے بھرا ہوا تھا، خاکی رنگ کی ایک چادر تھی، اس اونی چادر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال ہوتے تھے، یہ اس ذات کی میراث تھی جسے اللہ نے سب سے باعزت اور محترم بنایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرخ جوڑے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا، (نسائی)

آپ ﷺ کے بالوں کو کندھے کے قریب بتایا گیا ہے، علماء فرماتے ہیں حضرت براء کی بات کا ظاہری مفہوم نہ سمجھا جائے کہ حلّہ سے ریشم مراد ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس امت کے مردوں کے لئے ریشم حرام قرار دیا ہے، لہذا آپ ﷺ کی ذات سے یہ بات بعید ہے، بلکہ اہل عرب کے نزدیک حلّہ سے مراد جسم کے دو کپڑے ہوتے ہیں، لہذا اس ذات کی پیروی کریں جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نمونہ بنایا ہے اور لباس میں شہرت سے اجتناب کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''من لبس ثوبَ شهرةٍ أَلبَسه اللّٰه ذُلًّا قبلَ الموتِ''

ترجمہ: جو شخص شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالیٰ موت سے پہلے اسے ذلت کا لباس پہناتے ہیں۔ (مسند احمد)

محمد بن جادہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ويل لِلمُتخوِّضِينَ فى مالِ اللّٰهِ ومالِ رسولِه مِنَ النّارِ يَأكُلُونَ ما يَشتَهُونَ . ويَلبَسُونَ مايَشتَهُونَ''

ترجمہ: ''ہلاکت ہے اللہ اور اس کے رسول کے مال کے ذریعے جہنم میں گھسنے والوں کے لئے کہ وہ جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں پہنتے ہیں۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ألاأُنبِّئُكم بالأَخسَرين أعمالاً هُمُ الّذِينَ يَلبَسُونَ المَشهُورَ ، ويَنَامُونَ عَلَى المَأثُورِ . ويَركَبُونَ المَنظُورَ۔

ترجمہ: ''کیا میں تمہیں گھاٹے والے اعمال کرنے والے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو شہرت کے لئے پہنتے ہیں، اور شہرت والے بستر پر سوتے ہیں اور لوگوں کی نظروں میں آنے کے لئے سوار ہوتے ہیں۔ یا ایسی سواری پر سوار ہوتے ہیں کہ لوگ اس کی طرف دیکھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت حسن کے پاس آیا اور پوچھا: اے ابوسعید! کون سا لباس تمہیں زیادہ پسند ہے؟ حضرت حسن نے فرمایا: جو سب سے زیادہ موٹا، کھردرا اور لوگوں کی نظروں میں سب سے گھٹیا ہو، اس نے جواب دیا: اے ابوسعید! کیا نبی کریم ﷺ نے یوں نہیں فرمایا کہ اللہ جمیل ہے

اور جمال کو پسند کرتا ہے، حضرت حسن نے فرمایا کہ اپنی اصلاح کرلو، تم غلط راستے پر چل نکلے ہو، اگر اللہ کے نزدیک خوبصورتی لباس میں ہوتی تو نافرمان لوگ نیکوکاروں سے زیادہ بہتر ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ کو ایسا جمال پسند ہے جس کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے۔

حضرت مسلم بن یسار نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم کپڑا پہن کر یہ گمان کرو کہ اس کپڑے میں تم دوسرے لوگوں سے زیادہ فضیلت والے ہو تو یہ کپڑا تمہارے لئے برا ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ کپڑے ذلوں کو تبدیل نہیں کرتے تو وہ جھوٹ بولتا ہے، بیشک میں اپنے یہ کپڑے دھوتا ہوں تو اپنے نفس کی ناگواری کو جانتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: میرے والد نے ایک نئی قمیص پہنی پھر مجھ سے چھری منگوائی اور کہنے لگے: اے بیٹے میری آستین کو دراز کر کے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اسے مضبوط پکڑلو اور زائد حصے کو کاٹ دو، ابن عمر فرماتے ہیں میں نے دونوں آستینوں کو اطراف سے کاٹ ڈالا، چنانچہ آستین بے ڈھنگی سی ہوگئی، میں نے عرض کیا: اے اباجان! کاش کہ آپ قینچی کے ساتھ برابر کرتے، حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے بیٹے! چھوڑ دو، میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، چنانچہ بوسیدہ ہونے تک مسلسل وہ کپڑا میرے والد پہنتے رہے، میں انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تھا کہ اس کپڑے کے دھاگے ان کے قدموں پر گرتے تھے۔

لباس اور کھانے پینے میں زاہدین اور نیک لوگوں کا یہی شعار تھا، (سوائے عزالدین اور دوسرے چند علماء کے جنہوں نے لباس کے بارے میں کہا ہے کہ لباس اہل عرف کے مطابق ہونا چاہئیے)، خاص طور پر مسلمانوں کے دینی پیشوا اگر متکبرانہ لباس پہنیں گے تو ان پر تنقید ہوگی، لہذا زاہدین کا راستہ حق کے زیادہ قریب ہے، اور یہی سلف صالحین کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر ان کی برکتیں بار بار لوٹائے اور ہمارا حشر انہی کے گروہ کے ساتھ فرمائے۔

بمثلھم و بأمثال لھم سبقوا — نرجو النجاۃ اذا صرنالما وصلوا

ان جیسے لوگ جنہوں نے سبقت کی ہے جب ہماری ان سے ملاقات ہوگی تو شفاعت کی امید رکھتے ہیں۔

فکلّ ذی قدم منھم سینزلنا — بجودھم حیث ماحلّوا ومانزلوا

ان میں سے ہر مقام والا ہمیں اپنی سخاوت سے وہاں پہنچائے گا جہاں وہ پہنچے ہیں۔

کم من غریق ذنوبٍ ضاق مذھبہ فأمّنوا روعہ جودا وما بخلوا

کتنے گناہوں میں ڈوبے ہوئے شخص ہیں جن کی زندگی تنگ ہوگئی، انہوں نے اس کو سخاوت سے امن دیا اور بخل نہ کیا۔

ھم الکرام اذا ما جئت مفتقرا ھم الحماۃ اذا أودت بك العلل

جب آپ محتاج بن کر آئیں تو وہ کریم لوگ ہیں اور جب تمہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ حفاظت کرتے ہیں۔

فنحن فی ظلّھم راجون فضلھم کذا الکرام اذا أمّلوا فعلوا

ہم ان کے سایہ میں ہیں اور ان کے فضل کی امید رکھتے ہیں، اسی سخی لوگوں سے جب امید رکھی جاتی ہے تو وہ پورا کرتے ہیں۔

فاللہ یرزقنا فی یوم موقفنا شفاعۃً منھم یا أیّھا الوَجِلُ

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت عطا فرمائے اے ڈرنے والے۔

وقد دخلتُ لتطفیلی دخیلھم بجاھھم لیس لی تقوی ولا عمل

میں ان کے مقام و مرتبے کے صدقے ان کے (گروہ) داخل ہوگیا ہوں اور میں تقوی اور عمل سے عاری ہوں۔

منّی علیہ سلام اللہ ماذکرت أخبارھم فاشتھت رؤیاھم المُقل

میری طرگ سے آپ ﷺ پر اللہ کا سلام، جب تک ان کی باتیں بیان ہوتی رہیں گی آنکھیں ان کے دیدار کی مشتاق رہیں گی۔

مبارك طیّب یغشاھم أبداً نسیمہ بعبیر المسك مشتمل

مشک کی مبارک اور پاکیزہ خوشبو انہیں ہمیشہ ڈھانپ کر رکھے۔

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "صاحب المعراج" کے بیان میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب المعراج آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام کا اسم گرامی ہے ،اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک جسم کیساتھ معراج پر تشریف لے گئے، اللہ تعالی کے اسرار کا مشاہدہ کیا اور پوشیدہ باتوں پر مطلع ہوئے۔

معراج کا معنی ہے نیچے والے جہاں سے اوپر والے جہان کی طرف چڑھنا، جیسا کہ اللہ تعالی کے حبیب اور مخلوق کے سردار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوپر کی طرف تشریف لے گئے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی معراج کے بارے میں روایات مختلف ہیں ،آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالی کی غائب چیزوں کا مشاہدہ فرمایا، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے حواس کو دیکھنے کی قوت عطا فرمائی، اُس جہان کے دیدار سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے یقین میں اور اضافہ ہوا، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ نے دیکھنے میں غلطی اور کوتاہی نہیں کی ، اللہ تعالی نے یہ شرف عطا فرما کر اپنی بارگاہ میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبے کو ظاہر فرمایا۔

صحیح قول کے مطابق آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو جسمانی معراج ہوئی تھی ،اس پر ایسی ظاہری نصوص دلالت کرتی ہیں جو کسی تاویل کی محتاج نہیں، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ایسے معجزات کو ظاہر فرمایا جو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے ،اللہ تعالی کی قدرت کو ممکنات میں سے کوئی چیز بھی عاجز نہیں کرسکتی، وہ ذات جس نے آسمانوں، زمین، ان کے درمیان اور اندر کی چیزوں کو بغیر کسی تھکاوٹ اور مشقت کے پیدا فرمایا۔

لہذا جس شخص کو بھی پختہ یقین ہوا سے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کے محبوب کو جسمانی معراج ہوئی، اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں کے اوپر کی چیزوں کا مشاہدہ کیا اور تمام انبیا کرام کی امامت فرمائی۔

معراج کی احادیث کے طرق میں اختلاف ہے، ہم ان احادیث میں سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی صاحب المعراج کے مناسب باتیں بیان کریں گے، اگر کوئی خود فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان کتابوں کا مطالعہ کرے جو معراج کے موضوع پر تفصیل سے لکھی گئی ہیں، بیشک اس سے مومن کو شرح

صدر حاصل ہوتا ہے اور حسد کرنے والے کا علاج ہوتا ہے، ہم اس حدیث کا جامع اور مختصر طریق بیان کریں گے جو بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسری بعض روایات میں آیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دوران کہ میں حجرِ اسود کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والے نے آ کر مجھے حرکت دی، میں اس شخص کے پیچھے گیا تو جبریل مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے، ان کے ساتھ ایک جانور تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا تھا، اس کا چہرہ انسان کی طرح تھا، کھر اونٹ کی طرح اور دم بیل کی طرح تھی، اس کی خوشبو گھوڑے کی طرح تھی، جب جبریل نے اسے میرے قریب کیا تو وہ بدھک گیا، جبریل نے اس پر ہاتھ پھیر کر بدھکنے سے منع کیا اور اس سے کہا کہ یہ محمد علیہ السلام ہیں، اللہ کی قسم! اللہ کے نزدیک ان سے بڑھ کر افضل، محترم اور مقرب کوئی فرشتہ، نبی اور رسول تم پر سوار نہیں ہوا، براق کہنے لگا: مجھے معلوم ہے کہ آپ ﷺ ایسے ہی ہیں، اور شفاعت کرنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی شفاعت میں آجاؤں، نبی کریم ﷺ نے براق سے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہیں میری شفاعت نصیب ہوگی۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ براق پر سوار ہو گئے، براق نے چلنا شروع کیا تو جبریل اس کے دائیں جانب ستر فرشتوں کی جماعت کے ساتھ ہوا میں چل رہے تھے، نبی کریم ﷺ زمین پر چل رہے تھے، جب آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے تو وہاں پر جبریل کو موجود پایا، جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے کس سے ملاقات کی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے جبریل کے سامنے راستے میں ملنے والی چیزوں کو تفصیل سے بیان فرمایا، (میں نے اس کلام کو حذف کر دیا ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا تو وہ فرشتوں سے بھر چکی تھی، جبریل نے نماز کی اقامت کہی اور میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔

پھر جبریل میرا ہاتھ پکڑ کر چٹان والے کنارے کی طرف لے گئے اور حضرت اسماعیل کو آواز دی، اے اسماعیل! سیڑھی کے راستے کی طرف راہنمائی کیجئے، حضرت اسماعیل نے سیڑھی کا راستہ دکھایا، اس کے سو درجے تھے میں نے اس سے بڑھ کر کوئی خوبصورت چیز نہیں دیکھی، میں پہلے درجے پر چڑھا تو وہاں سرخ رنگ کے فرشتے سرخ لباس پہنے ہوئے تھے، پھر میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو وہاں زرد رنگ کے فرشتے زرد لباس پہنے ہوئے تھے، پھر میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو وہ سبز رنگ کے فرشتے سبز لباس میں ملبوس

تھے، میں چوتھے درجہ پر چڑھا تو اس پر ایک فرشتہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ ستون تھے، اور اس کے اردگرد کچھ اور فرشتے تھے جن کی شکل وصورت عجیب وغریب تھی، پھر میں پانچویں درجہ پر چڑھا تو اس پر انسانوں اور جنوں کی طرح کے فرشتے تھے، نیز اس میں درخت اور نہریں تھیں، یہ سب کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے، پھر میں چھٹے درجہ پر چڑھا تو ایک بڑا فرشتہ سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، اس کے اردگرد کچھ فرشتے اللہ کے خوف سے اپنی نظریں جھکائے ہوئے ماشاء اللہ پڑھ رہے تھے، پھر ساتویں درجہ پر چڑھا تو وہاں پر ایسے فرشتے تھے کہ قریب تھا کہ ان کے نور کی وجہ سے میری آنکھیں ختم ہو جاتی، انہوں نے تعظیم کے ساتھ میرا استقبال کیا، پھر میں آٹھویں درجہ پر چڑھا تو وہاں کچھ فرشتے تھے جن کے چہرے نور کے تھے اور باریک ریشم کا لباس پہنے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں نور کی کچھ نشانیاں تھیں، انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا کہ جبریل یہ کون ہیں؟

جبریل نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ انہوں نے مجھے سلام کیا اور مرحبا کہا، پھر میں نویں درجہ پر چڑھا تو وہاں پر ایسے فرشتے تھے جن کی صفات بیان کرنے سے میں قاصر ہوں، پھر میں دسویں درجہ پر چڑھا تو وہاں بے شمار فرشتے تھے، اگر اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو باقی نہ رکھتے تو ان کے نور کی وجہ سے میری آنکھوں کی روشنی ختم ہو جاتی، وہ سب فرشتے تعظیماً میرے سامنے کھڑے ہو گئے اور میں مسلسل یکے بعد دیگرے درجات پر چڑھتا رہا، جبریل براق کو ابھارتے رہے اور فرشتے بار بار جبریل سے کہتے رہے کہ اے جبریل! محمد ﷺ کو جلدی لے چلو، بیشک اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور انبیاء ان کی ملاقات اور سلام کے شوق میں آسمان پر انتظار کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میں سب سے اوپر والے درجے تک پہنچا تو آسمان دنیا پر فرشتوں کو تسبیح، وتحمید کرتے ہوئے سنا، جبریل نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آئے اور پوچھا: کون؟ جبریل نے جواب دیا: جبریل، انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا: میرے ساتھ محمد ﷺ رحمت والے نبی ہیں، انہوں نے پوچھا کیا محمد ﷺ کو مبعوث کیا جا چکا ہے، جبریل نے بتایا جی ہاں، انہوں نے مرحبا کہا، پھر دروازہ کھولا گیا تو میں آسمان دنیا پر پہنچ گیا، وہاں پر موجود فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور میری تعظیم کی۔

پھر ہم نے سفر کو جاری رکھا، پانچ سو سال کی مسافت تک اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان

تک پہنچ گئے، فرشتے مسلسل مرحبا اور تعظیم کے ساتھ آپ ﷺ سے ملاقات کرتے رہے، آپ ﷺ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی بلندی پر چڑھتے ہوئے سدرۃ المنتھی تک جا پہنچے، حضرت جبریل اپنے مقام تک پہنچ کر کہنے لگے: اے محمد! یہ میرا آخری مقام ہے، نبی کریم ﷺ نے اس مقام کو عبور کر کے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیوں کو دیکھا، اور اللہ نے آپ ﷺ پر جو وحی نازل فرمانی تھی وہ نازل فرمائی، وہ (فرشتہ) افق پر بلند تھا، وہ سیدھا سیدھا قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب آ گیا، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

{وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى} النجم۔ ۱تا۱۱

ترجمہ: قسم ہے ستارے جب وہ گرے، (اے مکے کے باشندو!) یہ تمہارے ساتھ رہنے والے صاحب نہ راستہ بھولے ہیں، نہ بھٹکے ہیں، اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے، انہیں ایک ایسے مضبوط طاقت والے (فرشتے) نے تعلیم دی ہے جو قوت کا حامل ہے، چنانچہ وہ سامنے آ گیا، جبکہ وہ بلند اُفق پر تھا، پر وہ قریب ہوا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی فرمانی تھی وہ نازل فرمائی۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا، دل نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔

وہاں پر اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ سے عجیب و غریب کلام ہوا جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، اس کیلئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے، ہم اس کو اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔

پس اے محبت کرنے والو! اس مقام و مرتبے کو یاد کرو جس کی خصوصیت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی تھی کہ کس طرح آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ کی اس باعزت ہستی کے سامنے حرکت میں آئے، اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جبکہ سب آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کو جان چکے تھے کہ آپ ﷺ اللہ کے حبیب ہیں۔

یاعینَ غیبِ اللہِ یاسرَّ الھُدیٰ　　یانقطۃ الخطّ البدیع الأقدم

اللہ اے اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے والی آنکھ اوراے ہدایت کے راز! اے عمدہ تقدیر کے مرکز۔

یامعدن الأسرار یا کنز الغِنیٰ　　یامشرق الأنوار للمتوسم

اے اسرار اور مالداری کا خزانہ! اوراے نشانی طلب کرنے والے پرنور کی بارش کرنے والی ذات!

یافاتح الأمر العظیم وخاتم ال　　خلق البدیع ونکتۃ لم تُفھم

اے امرعظیم کو کھولنے والے اورانوکھی مخلوق پر مہرلگانے والے اورایسانکتہ جونہ سمجھ میں آنے والا ہو۔

یاجامعاشمل الشّتات ظھورُہ　　نظماً وقبل وجودہ لم ینظم

اے بکھری ہوئی خصلتوں کو جمع کرنے والی ذات! جن کے ظہور سے ان خصلتوں کو پرویا گیا جو آپ ﷺ کے وجود سے پہلے پروئی نہیں گئی ہیں۔

یاروح أفلاك العُلاومدیرھا　　ومحرّك الحرم القصیّ الأعظم

اے بلند آسمانوں کی روح! اوراس کو چلانے والے! حرم کے آخری بڑے کنارے کو حرکت دینے والے۔

صلّی علیك اللہ یامن نورہ　　کالشّمس جلی کل لیل مبھم

اے وہ ذات جس کا نور ہر سیاہ رات میں سورج کی طرح ہے۔

فصل

صاحبِ معراج نبی ﷺ سے محبت کرنے والے کی نشانی یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لائے اورانہیں اپنے دل میں جگہ دے، اور یہ بھی جان لے کہ بیشک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، وہ جس چیز کے وقوع کا ارادہ کرے کوئی اسے عاجز نہیں کرسکتا، کسی معاملے کو ظاہر کرنا اس کے لئے مشکل نہیں، تمام باتیں جن کی آپ ﷺ نے خبر دی یا آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں یا مبارک کانوں سے سنی ہیں تو مومن پر ان کی تصدیق کرنا واجب ہے، بیشک اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے دل اور آنکھوں کو پاکیزگی اور حواس کو عظمت بخشی ہے۔

آپ ﷺ نے بغیر کسی جہت اور مکان کے اللہ تعالیٰ کی حقیقی رؤیت کے بارے میں جو خبر دی ہے اس پر ایمان لا کر تصدیق کرنی چاہیئے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا کلام بغیر کسی آواز، حرف کیفیت اور مکان کے سنا، یہی درست قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی محترم اور صاحبِ مرتبہ نہیں، نیز معراج کی حدیث سننے والے پر ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف زمان اور مکان کی نسبت نہ کرے کیونکہ وہ زمانے اور مکان کا خالق ہے اور اب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔

لہذا جب تم معراج والی حدیث سنو تو ان چیزوں کی نفی کو مستحضر رکھو جو تمہارے پروردگار کے لئے محال ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرو، بیشک اللہ تعالیٰ نے معراج کو لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے، جس کے دل میں معراج کے بارے میں وسوسہ آئے وہ گمراہ ہو جاتا ہے، جس پر یقین کا غلبہ ہو وہ سید المرسلین ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لاتا ہے، اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ہو وہ رب العالمین کے حبیب ﷺ کی دیکھی ہوئی چیز پر کبھی ایمان لانے سے محروم رہتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے بتایا کہ تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں بیت المقدس گیا اور پھر معراج کی ساری باتیں سنائی، حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو وہ سچے ہیں، ہم اس سے بڑی بات میں ان کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر سے راضی ہوں، دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق و تائید تھی، جب یہود نے یہ بات سنی تو انہیں بہت بھاری لگی، وہ کہنے لگے: ہمیں محمد ﷺ کے پاس لے چلو تاکہ سنیں وہ کیا کہتے ہیں، چنانچہ انہوں نے آ کر پوچھا: اے محمد! ہمارے پاس یہ بات پہنچی ہے کہ گذشتہ رات آپ نے بیت المقدس کا سفر کیا اور پھر آسمان پر چڑھ کر اپنے پروردگار کو دیکھا، اور پھر زمین پر اترے ہو، اور آپ نے عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں، پس اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے سامنے بیت المقدس کی صفات بیان کریں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں، حضرت جبریل نے فوراً اتر کر کہا اے محمد ﷺ! غم نہ کریں میں بیت المقدس کو اپنے پروں پر آپ کے سامنے اٹھا لیتا ہوں اور آپ ایک ایک چیز کے بارے میں انہیں بتلا دیں۔

آپ ﷺ نے یہودیوں کو بتایا کہ اس وقت ایک قافلہ شام سے آ رہا ہے اور اس کے آگے ایک ٹمیالے رنگ کا اونٹ ہے، اس پر ایک دیہاتی سوار ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی اپنی گفتگو مکمل نہیں فرمائی تھی کہ قافلہ مدینہ میں داخل ہوا اور اس کے سامنے وہی اونٹ تھا، اور آپ ﷺ کے بیان مطابق دیہاتی

اس پر سوار تھا، یہودیوں کا ایک گروہ کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان لے آیا جبکہ کچھ لوگوں نے کفر اپنائے رکھا۔

معراج کا معاملہ عجیب ہے اور اس میں عجیب وغریب معجزات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی مسافت کو طے کیا جسے اللہ تعالی کی قدرت کے بغیر طے کرنا ممکن نہیں، اس کا تحمل صرف اللہ کا رسول ہی کر سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات میں کئی ہزار سال کی مسافت طے کی جس کی مقدار اللہ تعالی ہی جانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی اس کا تحمل نہیں کر سکتا، پس جب تم اللہ کے کسی ولی کے بارے میں سنو کہ زمین اس کے لئے سمیٹ دی گئی ہے یا وہ ہوا پر چلا ہے یا اس نے لمبی مسافت کو تھوڑے وقت میں طے کیا ہے تو یہ بات جان لو کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ کرامت ہوتی ہے، لیکن یہ اس وقت کرامت ہوگی جب اس کے اقوال وافعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے موافق ہوں۔

جیسا کہ شیخ عبدالقادر، شیخ اَبی مدین اور شیخ ابی علی نطفی کے علاوہ بے شمار لوگوں کے لئے زمین کو لپیٹ دیا جاتا تھا اور انہوں نے بہت تھوڑے وقت میں دور کی مسافتوں کو طے کیا اور ان سے عجیب و غریب افعال صادر ہوئے، یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عجیب وغریب امور بیان کئے گئے ہیں جن کی تصدیق صرف وہی کر سکتا ہے اولیاء اللہ کے بارے میں جس کا یقین قوی اور مضبوط ہو۔

یہ خرق عادت باتیں بغداد کے بہت سارے اولیاء کے بارے میں متواتر منقول ہیں جن پر یقین کرنا ضروری ہے، وہی شخص اس کا انکار کرے گا جس کی مدد چھوڑ دی گئی ہو یا وہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہو، کیونکہ علمائے عارفین اور یقین رکھنے والے لوگوں نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ ہر وہ چیز جو نبی کے لئے معجزہ ہو وہ ولی کے لئے کرامت بن سکتی ہے لیکن علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایسا ہوا نہیں، اگرچہ اللہ تعالی کی قدرت میں جائز ہے، لہذا اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ولایت کو ظاہر کرنے کے لئے یوں کہے کہ اللہ تعالی نے اس کا اکرام کیا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوا ہے اور اس نے حور عین کو دیکھا ہے تو یہ شخص جھوٹا اور گمراہ ہے، اس کو قتل کرنا یا اس کی سرزنش کرنا ضروری ہے کیونکہ اجماع قطعی اور واضح دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے، لہذا اولیاء اللہ سے اس بات کا صادر ہونا بعید ہے، اسی طرح اگر اولیاء ایسی باتیں کریں جو سنت کے خلاف ہوں تو ان کی باتیں ناقابلِ اعتبار ہیں، بیشک خلاف سنت باتوں سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے، ہر نیکی کا حسن اللہ کی طرف لوٹتا ہے، یہ حسن اس نے اپنے انبیاء اور خاص بندوں کو عطا فرمایا ہے، اس کی ابتدا اور اساس مقام نبوی ہے، اور اس کا گھاٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے

أصل المحاسن حسنه فكأنّما في الخلق من احسانه تتفرّع

محاسن کی جڑ آپ ﷺ کا حسن ہے گویا کہ مخلوق میں آپ ﷺ کے احسان کی جڑیں پھوٹتی ہیں۔

جمعت شتات الحسن صورة خلقه فالحسن فيه جنسه متنوّع

آپ ﷺ کی صورت نے حسن کی مختلف انواع کو جمع کر دیا ہے لہذا آپ ﷺ کا حسن ایک جنس ہے جس کی بہت ساری انواع ہیں۔

وصفات جوهرة الجمال لنفسه ولغيره عرض يحلّ ويرفع

آپ ﷺ کے جمال کی خوبیاں ذاتی ہیں جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر چیزوں کا جمال عارضی ہے جو آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

وجماله بالذات فيه ووتره في الحسن والاحسان لا يتشفع

آپ ﷺ کا جمال ذاتی ہے اور خوبصوری اور نیکی میں آپ ﷺ اکیلے ہیں دوسرا کوئی ثانی نہیں۔

طبعت على الخلق البديع طباعه وبه الكتاب أتى يقول أوسع

بہترین اخلاق پر آپ ﷺ کی طبیعت کو ڈھالا گیا ہے، یہ بات قرآن کریم میں کثرت سے آئی ہے۔

يثني عليه البان لمّا ينثني ويقوم اجلالا اليه ويركع

بان درخت جھکتے وقت آپ ﷺ کی تعریف کرتا ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم میں کھڑا ہوتا ہے اور رکوع کرتا ہے۔

يارب صلّ عليه وامنحه الرّضا مادام نورك في البريّة يلمح

اے پروردگار! آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرما اور رضا عطا فرما، جب تک آپ ﷺ کا نور مخلوق میں چمکتا رہے۔

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر، اور آپ ﷺ کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب اللّواء'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب اللواء آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، لواء جھنڈے کو کہتے ہیں، صاحب اللواء کا معنی ہے جھنڈے والا، اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ جھنڈا اٹھا کر ایک دوسرے کی تعریف کیا کرتے تھے اور جھنڈا قوم کے بہادر سرداروں کو دیا کرتے تھے، یہ سلسلہ قدیم اور جدید لوگوں کے ہاں رائج ہے کہ وہ جھنڈے کے ذریعے بہادری میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں، نبی علیہ السلام کو صاحب اللّواء کیوں کہا جاتا ہے اس کی کئی توجیہات ہیں۔

صاحب اللّواء کے معنی میں ایک احتمال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان جھنڈوں والے ہیں جن کے ساتھ حضرت جبرئیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت والی رات نازل ہوئے تھے، وہ تین جھنڈے لے کر اترے تھے، ایک جھنڈا کعبہ پر دوسرا مشرق میں اور تیسرا مغرب میں گھاڑ دیا تھا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی کثرت اور دینِ اسلام کے دیگر ادیان پر غلبے کی طرف اشارہ تھا، لہذا صاحب اللّواء میں لواء سے مراد وہ جھنڈا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے اتارا تھا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ جھنڈا ہو جو قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے وقت خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جائے گا اور اس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم مرتبہ ظاہر ہوگا، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور قیامت کے دن اسے جنت کے دروازے پر نصب کیا جائے گا، قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سایہ طلب کرے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے امت پر سایہ کریں گے، اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ظاہر ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی حمد وثنا کو کھولیں گے جس کا کسی کو علم نہیں ہوگا، اور لواء الحمد والی خصوصیت دیگر انبیاء کے مقابلے میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو عطا ہوگی۔

یہ بھی احتمال ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیلئے جھنڈا گاڑھا گیا جب انبیاء اور ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت فرمائی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ برکت اور فضیلت حاصل ہوئی کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے امام اور تعریف کے جھنڈے کے حقدار تھے، صاحب بردہ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وقدّمتك جميع الأنبياء بها والرّسل تقديم مخدوم على خدم

تمام انبیاء اور رسولوں نے آپ ﷺ کو آگے کیا جس طرح خادم مخدوم کو آگے کرتا ہے۔

وأنت تخترق السّبع الطباق بهم في موكب كنت فيه صاحب العلم

اور آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو عبور کیا، ایسی جماعت میں تھے کہ آپ ان میں جھنڈے والے تھے۔

لہذا صاحب عَلَم سے مراد ''صاحب الرایہ'' اور ''صاحب اللواء'' ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ لواء سے آپ ﷺ کا سفید جھنڈا مراد ہو جس پر ''لا الہ الا اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

امام ابوداؤد نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جہاں بھی جائیں گے جھنڈا آپ ﷺ کے پیچھے جائے گا، بیشک آپ ﷺ جھنڈا اٹھانے میں تمام مخلوق کے سردار اور انبیاء کے امام ہونگے، لہذا صاحب الرایہ سے یہ مراد نہیں کہ آپ ﷺ خود جھنڈا اٹھائیں گے اور یہ بات آپ ﷺ سے منقول بھی نہیں بلکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام اور ائمہ کرام کو جھنڈے عطا فرمائیں گے۔

جب مسلمان خوشی سے آپ ﷺ کے ہر حکم کی پیروی کرتے ہیں تو ان کا جھنڈا بھی دراصل آپ ﷺ کا جھنڈا ہو گا لہذا آپ ﷺ کو صاحب الرایہ کہنا درست ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ایک جھنڈا سفید اور دوسرا سیاہ تھا، کبھی آپ ﷺ حضرت علی کو دیا کرتے تھے ،صحیح قول کے مطابق غزوہ بدر اور احد کے دن وہ جھنڈا مہاجرین نے اٹھایا تھا۔ سنن ابن ماجہ

خیبر کے دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی کے بارے میں دریافت فرمایا: آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ہاتھ پر لگا کر ان کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ فوراً تندرست ہو گئیں، پھر آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ (صحیح بخاری، مسند احمد)

جھنڈا اٹھانے والوں میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی ہیں، حضرت سعد بن معاذ انصار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، بدر کے دن قبیلہ خزرج کا جھنڈا حباب بن منذر نے اٹھایا تھا، بہر حال اس سے وہ عظیم جھنڈا مراد ہے جو بڑے بھاری معاملے کے وقت ظاہر ہو گا، اس کے ذریعے اللہ تعالی لوگوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کا مرتبہ

ظاہر فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

له الشفاعة يوم الدّين جامعة　　　دون النبيّين ما في ذاك من نكر

قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر انبیاء کے مقابلے میں جامع شفاعت حاصل ہوگی اور اس میں کوئی انوکھی بات نہیں۔

وخصّه بلواء الحمد في عدد　　　من المفاخر تنبيها لمدّكر

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر فضیلتوں کے ساتھ لواء الحمد کی خصوصیت عطا فرمائی جس میں نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے تنبیہ ہے۔

خصائص خصّه ربّ العباد بها　　　أربى على المرسلين السّادة الزّهر

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو تمام چمکنے والے رسولوں اور سرداروں سے زیادہ ہیں۔

جلّت مآثره من أن يحصّلها　　　نظم من الشعر أو نثر لمنتثر!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و مرتبہ اس سے بڑا ہے کہ اسے اشعار یا نثر کی صورت میں بیان کیا جا سکے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''صاحب اللّواء'' ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے مدد اور بارش بنایا ہے، دینی اور دنیاوی بھلائیوں اور سعادتوں کی چابی بنایا ہے، تمام سعید لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونگے اور نیک لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کو تھامے ہوئے ہوں گے، اسے چاہیئے کہ ایسے اعمال ذخیرہ کرے جو افلاس کے وقت اسے کام آئیں، یعنی قیامت کے دن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود کا توشہ ذخیرہ کرتا رہے جس کی اسے ضرورت ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری موت کے بعد مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، میں نے عرض کیا کہ کیا مٹی میں مل جانے کے بعد ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیا ہے، اور میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت ہوں لہذا وہ زمین کو مجھ پر مسلط نہیں کریں گے یعنی زمین میرے جسم کو نہیں کھائے گی، اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جس کا نام صلصائیل ہے، وہ مرغ کی طرح

ہے، اس کا سر عرش کے نیچے مڑا ہوا ہے، اور اس کے پنجے ساتویں زمین کے نیچے ہیں، اس کے تین پر ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرے پر کے ذریعے وہ میری قبر پر پھڑ پھڑاتا ہے، بندہ جہاں سے بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ اس کے منہ سے اس طرح لے لیتا ہے جس طرح پرندہ دانہ اٹھاتا ہے۔

پھر کہتا ہے کہ اے محمد! فلان بن فلاں نے فلاں جگہ سے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا ہے ، پھر اسے نور کے ایک کاغذ پر سفید مشک کے ساتھ لکھ کر میرے سر کے پاس جمع کرتا رہتا ہے یہاں تک قیامت کے دن میں درود پڑھنے والے کے لئے شفاعت کروں گا، اس کے بیس ہزار درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں ، بیس ہزار برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور کوثر کے کنارے پر اس کے لئے سفید مشک کے بیس ہزار درخت لگا دیئے جاتے ہیں جن پر مہریں لگی ہوئی ہونگی ، سب سے پہلے میری قبر کی زمین کھلے گی، میرے پاس جبریل آئیں گے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں کے درمیان ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوگا، اس کے ستر ہزار پر ہیں ، پھر جنت کا داروغہ مجھے تعریف کا جھنڈا دے گا جس کے درمیان ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوگا ، اگر اس جھنڈے کو اولادِ آدم پر پھیلایا جائے تو اول سے آخر تک سب کو ڈھانپ لے، جبریل میرے دائیں اور میکائیل بائیں جانب ہونگے ، یہاں تک کہ میں اس جھنڈے کو میزان کے نیچے گھاڑ دوں گا، پھر ترازوئیں قائم ہونگی اور لوگوں کو حساب کے لئے بلایا جائے گا۔ (البدایہ والنھایہ، الشفا، مسند احمد)

مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے کو بلا کر ترازو کے پلڑے میں اس کا عمل رکھا جائے گا تو اس کا میزان ہلکا ہو جائے گا، میں وزن کرنے والے فرشتے سے کہوں گا اللہ تم پر رحم کرے، میزان عمل کو اوپر اٹھالو، کیونکہ میرے پاس اس کی ایک امانت ہے، اس کا نامہ اعمال میرے ساتھ ہوگا، وہ کہے گا: جی ہاں! اے اللہ کے حبیب! آج آپ ﷺ کی بات مانی جائے گی ، میں فرشتے کو اس آدمی کا اور اس کے باپ دادا کا نام علیحدہ علیحدہ بتا کر اس کے نامہ اعمال کو میزانِ عمل میں رکھنے کا حکم دوں گا، اور پھر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے میزانِ عمل کے بھاری ہونے کی دعا کروں گا۔

لہذا اے محبت کرنے والو! نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے میں کوشش کرو، اور آپ ﷺ کی محبت میں یکسو رہو، بیشک ساری خیر آپ ﷺ کے پاس ہے، آپ ﷺ کی تعریف کر کے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرو اور آپ ﷺ کی باتوں کی جستجو میں رہو، بیشک ساری کی ساری عطا آپ ﷺ کی طرف سے ہوگی، آپ ﷺ اللہ تعالی طرف سے رحمت ہیں، کمزور بندے کے پاس صرف آپ ﷺ

کی شفقت کا وسیلہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا احسان ہیں، گنہگار بندے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نظر میں سب لوگوں سے بہتر ہستی ہیں، ہمارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نہیں جس کی پناہ لے کر شفاعت طلب کریں۔

یابھجة الدّین والدّنیاونورھما وخیرمدّخریومالمدّخر

اوردین ونیا کی رونق اورنور!اورذخیرہ کرنے والے کیلئے بہترین ذخیرہ۔

وواحدالخلق فی خَلق وفی خُلق وفی مقام وفی فعل وفی سِیر

اے اخلاق،صورت،مقام ومرتبےاورسیرت میں یکتاذات!

اشفع لعبدشجیّ القلب معترف بماجناہ من الآثام والنکر

اپنے غمگین دل والے بندے کی شفاعت فرماجواپنے کئے ہوئے گناہوں اور برائیوں کا اعتراف کرتا ہے۔

فمارجوتُ سوی التوحیدیاأملی وآیة تلیت فی سورہ الزمر

اے میری امید!کلمہ توحیداورسورہ زمر میں تلاوت کی جانے والی آیت کے سوامیں کس چیز سے امید رکھوں؟

ثم الشفاعة یوم الفصل منك اذا لم یُلفَ غیرُك بعدالله من وزر

پھر قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی امید ہے،اللہ تعالی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی ذات نہیں (گناہوں کی معافی کیلئے) جس کی طرف التفات کیا جائے۔

صلّی الاله علی قبرثویب به ماغنّت الطیر فی الأغصان والوکر

اللہ تعالی اس قبر پر رحمت نازل فرمائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقیم ہیں،جب تک پرندے ٹہنیوں اور گھونسلوں پر چہچہاتے رہیں۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف وتعظیم کا معاملہ فرمائے۔

باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ’’صاحب القضیب‘‘ کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب القضیب آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بعض مشہور احادیث میں وارد ہوا ہے، ایک قول کے مطابق انجیل میں یہ بات تفصیل کے ساتھ موجود ہے کہ ’’ان کے پاس لوہے کی ایک شاخ ہوگی جس کے ساتھ وہ قتال کریں گے‘‘ اور ان کی امت بھی ایسی ہوگی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ لاٹھی ہے جو آپ علیہ السلام اٹھایا کرتے تھے اور اب بھی خلفاء کے پاس چلی آرہی ہے، سیرت نگاروں کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ننانوے تلواریں تھیں، ایک تلوار کو ماثور کہا جاتا تھا، ایک ذوالفقار نامی تلوار تھی، اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری تلواروں کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں، ایک تلوار کا نام قضیب تھا، اس کی نسبت بھی صاحب کی طرف ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحب القضیب کہنے کی مختلف وجوہات ہیں۔

قضیب تلوار کو کہتے ہے اور ہر بہادر کے ہاتھ میں اس کا حسن ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اس کے ذریعے کس طرح لڑائی لڑتا ہے، تلوار کی خوبی اٹھانے والوں اور لڑنے والوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوتِ عزم اور شجاعت کی وجہ سے تمام لوگوں پر فائق ہیں، تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایسے لگتی گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کے مالک ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باکمال خصلتوں سے نوازا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی پہچان کروائی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صاحب القضیب رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اپنے دین کے احیا کیلئے خاص فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد بالسیف کے ذریعے کوشش کرتے رہے، اگر لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتال کے لئے بھیج کر انہیں ڈرایا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ نہ کہیں اگر وہ کلمہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کہہ دیں تو ان کے خون اور مال مجھ سے محفوظ ہوگئے مگر جہاں حق پہنچے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام صاحب القضیب رکھنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

شجاعت، قوت اور ثابت قدمی کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ جنگ کے شعلے جب بھڑک اٹھیں تو تلوار اٹھانے والا اپنی تلوار کو چلاتا ہے، بہادر اور شہسوار اس کے ذریعے بچتے ہیں اور اس کی پناہ میں آجاتے ہیں، اہل عرب میں سب سے قوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوتا، عرب کے بہادروں کے نزدیک یہ یقینی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی زیادہ حسین، سخی اور بہادر نہیں تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

ایک دن مدینہ والے ایک آواز کی وجہ سے گھبرا گئے، لوگ اس آواز کی طرف چل پڑے تو راستے میں ان کی ملاقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہرگز خوف نہ کرو'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

غزوہ حنین کے دن لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ آدمیوں کے ساتھ ثابت قدم رہے، مشرکین کی تعداد تیس ہزار تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ میں نبی ہوں جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، پھر اپنا سینہ دشمن کی طرف پھیر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔

اے محبت کرنے والے! ذرا غور و فکر کرو کہ ان واقعات میں عادت کے خلاف کتنے کمال درجے کی بہادری، ثابت قدمی اور حسن یقین ہے، خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہونے والا واقعہ کہ جب مدینہ والے سارے گھبرا گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہادری سے دشمن کا سامنا کرنے کے لئے آگے بڑھتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتادیا تھا کہ دشمن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی گئی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی قسم کا خوف نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہانوں کی ساری مخلوق سے زیادہ قوت عطا فرمائی تھی۔

غور کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح گھوڑے کی ننگی پشت پر بغیر کسی سہارے کے سوار ہوئے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ قوت اور ثابت قدمی کے مالک تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات تھی، اسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو قوت و شجاعت عطا فرمائی اور ہر میدان میں دشمن کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، حنین کا واقعہ یقینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس میں تیس ہزار جنگجو تھے جبکہ مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی، اس موقع پر آپ

ﷺ نے مسلمانوں کو ثابت قدمی عطا فرمائی جب اپنی تعریف یوں کروا رہے تھے کہ "میں نبی ہوں جھوٹا نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، گویا آپ ﷺ یوں ارشاد فرما رہے تھے کہ اے بہادرو! تم میں سے جو کوئی سامنا کرے میں اس کے مقابلے کیلئے اکیلا آؤں گا۔ لہذا اپنے محبوب اور شفاعت کرنے والے نبی پر اعتماد کرو، بیشک آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ بہادر تھے۔

رؤوف رحیم فاضل متفضّل صبور شکور حافظ العهد والسرّ

آپ ﷺ شفیق، مہربان، فضیلت والے، صبر کرنے والے، قدردان، وعدے اور راز کی پاسداری کرنے والے ہیں۔

حلیم ولکن فی النفوس مهیّب وفی الحرب ذو بأس دؤوب علی الکر

آپ ﷺ بردبار ہیں لیکن دلوں پر خوف طاری کرنے والے ہیں، اور جنگ میں لڑائی والے اور مشقت اختیار کرنے والے ہیں۔

فسبحان مَن أعطاه کلّ فضیلة وبیّنها للناس فی محکم الذّکر

پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو ہر فضیلت عطا فرمائی اور اپنی محکم کتاب میں اسے لوگوں کے لئے بیان کیا ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "صاحب القضیب" ہے اسے چاہئیے کہ آپ ﷺ کے آثار کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے آداب کا خیال رکھے، اور اس سے جو ہو سکے اللہ کے دشمن کافروں کے لئے قوت اور اسلحہ تیار رکھے، اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا کی نیت کرے کیونکہ اس سے مشرکین اپنے انجام کو پہنچیں گے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ} الانفال ۶۰

ترجمہ: اور (مسلمانو!) جس قدر طاقت اور گھوڑوں کی جتنی چھاؤنیاں تم سے بن پڑیں، ان سے مقابلے کے لئے تیار کرو، جن کے ذریعے تم اللہ کے دشمن اور اپنے (موجود) دشمن پر بھی ہیبت طاری کرسکو۔

یہ آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام کی سیرت تھی کہ وہ اس دنیا میں وہی چیزیں جمع کرتے تھے جو دین کی سربلندی اور اللہ کے دشمن کافروں کو ڈرانے کے کام آتی تھیں، نبی کریم ﷺ نے نو تلواریں اور کئی زرہیں چھوڑی ہیں جن میں ایک کا نام ذات الفضول بھی ہے، لمبا ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

ایک تلوار کا نام ذات الوشاح اور ذات الحواشی تھا، دو زرہیں بنی قینقاع سے آپ ﷺ کے ہاتھ لگی تھیں، آپ ﷺ کے پاس کل سات زرہیں اور پانچ کمانیں تھیں جن کے نام: روحا، صفراء، بیضاء زوراء اور کتوم ہیں، آپ ﷺ کا ایک ترکش تھا جس میں اپنے تیر جمع رکھتے تھے، اس کا منہ چمڑے اور کنارے چاندی کے تھے، آپ ﷺ کے پاس تین ڈھالیں اور کچھ نیزے بھی تھے، ایک بڑا برچھا تھا جس کا نام بیضاء تھا، اور ایک چھوٹی برچھی تھی جس کا نام عنزہ تھا، الموشح اور سبوع نامی دو خود تھے، ایک سیاہ اور ایک سفید جھنڈا تھا جن پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

یہ دنیا کا وہ توشہ تھا جو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا، اس توشہ کے ذریعے شہروں کو بتوں کی عبادت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منور کیا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد تھی، اس دنیا میں جس جھوٹ کی طرف لوگوں دعوت دیتے ہیں اور اس پر مطمئن رہتے ہیں یہ آپ ﷺ کی عادت اور طبیعت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے اس دارِ فانی کا بغض اور باقی رہنے والے گھر کی محبت آپ ﷺ کے دل میں ڈال دی تھی، آپ ﷺ نے اس دنیا کی چیزوں سے بقدر ضرورت اتنا کم لیا جو عام انسانوں کے لئے ممکن نہیں، ان چیزوں کے استعمال سے امت کے لئے جواز پیدا فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ ان کی حالت آپ ﷺ کی طرح نہیں ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کے دو پردے تھے، آپ ﷺ اس پر سویا کرتے تھے، ایک دن اس کو چوہرا کر دیا گیا تاکہ زیادہ نرم ہو جائے لیکن صبح کے وقت نبی کریم ﷺ نے پوچھا: آج تم نے میرے لئے کیا بچھایا ہے؟ ہم نے کہا: کہ وہی آپ ﷺ کا بستر ہے جسے ہم نے چوہرا کیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے اپنی سابقہ حالت پر لوٹا دو، اس کی نرمی نے مجھے رات کی نماز سے روکے رکھا، آپ علیہ السلام نے جہاد کے آلات اور ہتھیار تیار کر کے دشمن سے قتال کیا، نفس سے جہاد بہت بڑا ہے اور اس میں بہت بڑا خطرہ ہے، لہٰذا غور و فکر کے ہتھیار سے جہاد کرو اور اسے صحیح سوچ کا عادی بناؤ، نیز اسے حق کی اتباع میں سدھا رو تاکہ اس میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سخت خوف کی حالت میں جارہا تھا، اس نے اپنا کپڑا کھینچ کر سخت گرمی میں خود کو مٹی سے آلودہ کرلیا اور اپنے نفس سے کہنے لگا: مزا چکھ لو! جہنم کی آگ اس بھی زیادہ گرم ہے، تم رات میں مردار اور دن میں بیکار بنے رہتے ہو، حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے سایہ سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: اس نے جواب دیا کہ میرا نفس مجھ پر غالب آچکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالی نے تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرمایا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے توشہ لے لو، ایک آدمی کھڑا ہو کر کہتا: اے فلاں! میرے لئے دعا کردیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان سب کے لئے عمومی دعا کردیجئے، اس نے یوں دعا کی "اے اللہ! تقوی کو ان کا توشہ بنا، اور ان کے معاملے کو ہدایت پر جمع فرما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرمانے لگے: اے اللہ! اس کو درست فرما، آدمی نے کہا: اے اللہ! جنت کو ان کا ٹھکانا بنادیجئے۔

لابدّ أن تغتدی الدّنیا مزایلة　　وتصبح الرّوح للأجداث راحلة

وما اتّخذتُ لبعد السّیر راحلة　　ولا تزوّتُ قبل الموت نافلة

ولم أصل سوی فرضی ولم أصُم

تم ضرور اس دنیا کو چھوڑ کر رخصت ہونگے اور روح قبر کی طرف کوچ کرے گی، میرے پاس لمبے سفر کے لئے سواری نہیں اور موت سے پہلے فرائض کے علاوہ نوافل کا کوئی توشہ نہیں لیا ہے۔

تعودت نفسی التقصیر والکللا　　ولم تسارع الی طاعاته مَلَلا

أیرتضی عاقل هذا له عملا　　ظلمتُ سنّة من أحیا الظلام الی

أن أشتکت قدماه الضّرّ من ورم!

میرا نفس کوتاہی اور تھکاوٹ کا عادی ہوگیا ہے، اکتاہٹ کی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی اطاعت میں جلدی نہیں کرتا، کیا کوئی عقلمند خوش ہوتا ہے جس کا یہ عمل ہو، میں نے اس ذات کی سنت کا لحاظ نہ کیا جس نے راتوں کو زندہ کیا یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں پر ورم کی تکلیف پہنچی ہے۔

اللہ تعالی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الھر اوۃ'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب الھر اوۃ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بہت ساری مشہور احادیث میں وارد ہوا ہے، اس کے معنی میں کئی احتمال ہیں، پہلا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد باریک شاخ ہے، لہذا اس تاویل کے مطابق اس کا معنی صاحب القضیب ہوگا، دوسرا معنی وہ ہے جس کی طرف قاضی عیاض نے اشارہ کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لاٹھی ہے قیامت کے دن جس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دور کریں گے۔

ایک تیسری وجہ میرے سامنے ظاہر ہوئی کہ یہ اسم مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کثرتِ غزوات سے کنایہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد اور غزوات کے لئے مسلسل سفر کرنے والے تھے کیونکہ مسافر کے پاس عام طور پر لاٹھی ہوتی ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اٹھاتا'' یعنی بہت زیادہ سفر کرنے والا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے'' صاحب الھر اوۃ'' کے معنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کثرت سے لوگ آپ علیہ السلام کی پیروی کریں گے، یہاں تک کہ بہت ساری مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل ہوجائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاٹھی کے ساتھ انہیں ان کے منافع کی طرف ہانکیں گے جیسے چرواہا لاٹھی کے ساتھ بکریوں کو ہانکتا ہے اور بکریاں اس کے حکم کی مطیع وفرمانبردار بن کر اپنی نفع مند چیزوں کی طرف جاتی ہیں، الحمدللہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ظاہر ہوئی اور ایسا امن وامان قائم ہوا جس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی کہ آدمی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا اور بھیڑیا اس کی بکریوں کی رکھوالی کرے گا، الحمدللہ اسلام کا دائرہ وسیع ہوا اور لوگ فوج درفوج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہوئے۔

صاحب الھر اوۃ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت اور بہادری کی طرف بھی اشارہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شجاعت کے ایسے مرتبے پر فائز تھے جس سے کوئی لاعلم نہیں، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاٹھی کی وجہ سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع وفرمانبردار بن گئے اور اسی کے ذریعے باغیوں کے ٹکڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت اور شجاعت کے سامنے بہادر ذلیل اور رسوا ہوئے۔

آپ علیہ السلام کی متعین لاٹھی تھی اور حدیث کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ وہ عنزہ نامی لاٹھی کے

علاوہ تھی، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک متعین لاٹھی تھی جو نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی، اس لاٹھی کے بارے میں ایک واقعہ ہے جسے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت نبوت کی علامات ظاہر ہوئی، اور دنیا میں معجزات ظاہر ہوئے تو کسری نے سطیح راہب کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا کہ اس سے اس کا سبب دریافت کرے، چنانچہ عبدالمسیح شام کی طرف آیا تو سطیح کچھ گفتگو کرنے کے بعد اس سے کہنے لگا: ''اے عبدالمسیح! جب لاٹھی والا ظاہر ہوگا تو تلاوت کثرت سے ہوگی''

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت والی رات فارس کی شعلے مارتی ہوئی آگ کی بجھ گئی، آسمانوں، زمین اور رحمن کے بندوں کو خوشخبری دی گئی، بیشک یہ سب عظیم المرتبہ نبی کے ظہور کی وجہ سے ہوا جو لاٹھی اور دلیل والے ہیں، مخلوق کے سامنے اللہ تعالی کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا جن پر قرآن نازل ہوا:

ظهر الجمال الحجاب الأعظم　　　كشفا عن الوجه الأجلّ الأكرم

عظیم پردے سے معزز و محترم چہرے نے پردہ ہٹایا تو اس کا جمال ظاہر ہوا۔

وأسرّ في سرّ الخطاب نفوسنا　　　من حيث أعرب عن حروب الملجم

فجلا على الأبصار سورة يوسف　　　وتلا على الأسماع سورة مريم

پھر آنکھوں کے سامنے سورہ یوسف کو روشن کیا اور کانوں پر سورہ مریم کی تلاوت کی۔

يا عين غيب الله يا سرّ الهدى　　　يا نقطة الخطّ البديع الأقوم

اے اللہ کے غیب کی آنکھ! ور ہدایت کے چراغ! اور اے سیدھے اور انوکھے خط کے نقطہ۔

يا فاتح الأمر العظيم وخاتم　　　الخلق البديع ونكتة لم تفهم

اے امر عظیم کے فاتح اور انبیا کے آخری نبی اور وہ نکتہ جسے سمجھا نہ گیا ہو۔

يا نسخة الخلق التي نسخت بها　　　صحف الحديث وآية المتقدّم

اے مخلوق کا نسخہ جن کے ذریعے احادیث کے صحیفے اور پہلی نشانیاں لکھی گئی ہیں۔

يا جامعا شمل الشتّات ظهوره　　　نظما وقبل وجوده لم ينظم

اے وہ ذات جس کے ظہور نے بکھری ہوئی عادات کو جمع کر کر پرو دیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

وجود سے پہلے پروئی نہیں گئی تھی۔

یاروح أفلاك العُلا ومديرها　　　ومحرّك الجرم القصيّ الأعظم

اے بلند افلاک کی روح اور اس کو چلانے والے! اور دور کے بڑے جسم (آسمان) کو حرکت دینے والی ذات۔

صلی علیك الله یامن نوره　　　کالشّمس جلّی کلّ لیل مظلم

اللہ تعالی آپ ﷺ پر رحمت نازل کرے اے وہ ذات! جس کا نور ہر تاریک رات میں سورج کی طرح روشن ہے۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے اور آپ ﷺ کے عظیم اخلاق کی پیروی کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال کی پیروی کرے، علماء نے سفر وحضر میں آپ ﷺ کے اعمال بیان فرمائے ہیں، ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ چار چیزیں سفر وحضر میں آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی تھیں، چمڑے کا تھیلا، رسی، سوئی، دھاگہ اور قینچی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنے ساتھ پانچ چیزیں لے لیتے، شیشہ، سرمہ دانی، سرمہ کی سلائی، مسواک اور کنگھی۔ (الدر المنثور)

ایک روایت میں قینچی بیان کی گئی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مسواک، جوتے اور لاٹھی کا انتظام کیا کرتے تھے، لہذا ہمارے لئے ادب یہ ہے کہ نبی کریم اور آپ ﷺ کے خلفاء کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ساتھ لاٹھی رکھیں۔ (زاد المعاد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے منبر بنایا ہے تو اسے ابراہیم نے بھی بنایا ہے اور اگر میں نے لاٹھی رکھی ہے تو موسی علیہ السلام نے بھی رکھی ہے۔ (تہذیب ابن عساکر، الفتح الکبیر)

اے محبت کرنے والے! یہ انبیاء کی سنت اور اولیاء کا راستہ ہے، لاٹھی پکڑنے میں بیشمار فوائد اور حکمتیں ہیں، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جس طرح جسم لاٹھی پر ٹیک لگاتا ہے اسی طرح ضروری ہے کہ دل مولی پر اعتماد کرنے والا ہو، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لاٹھی کے سہارے

چلنا انبیاء کی عادت ہے، نبی کریم ﷺ کی بھی ایک لاٹھی ہوا کرتی تھی جس پر ٹیک لگا کر چلتے تھے، بیشک وہ حضرات اپنے دل سے کمال درجے کی بندگی اور عاجزی ظاہر کرتے، کمزور عادات کو اپناتے اور تکبر اور بڑائی سے خود کو دور رکھتے تھے۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ لاٹھی پکڑنے میں دنیوی منافع ہیں، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مدد ملتی ہے نیز اس کے اخروی مصالح بھی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى} طٰهٰ ۱۸،۱۷

ترجمہ: اور موسیٰ! یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا: یہ میری لاٹھی ہے، میں اس کا سہارا لیتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں پر (درخت سے) پتے جھاڑتا ہوں، اور اس سے میری دوسری ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی میں کئی خصوصیات اور معجزات تھے، یہ رات کو روشن ہو جاتی، دن کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سو جاتے تو ان کا پہرہ دیا کرتی، رات کو انہیں کسی پھل کی چاہت ہوتی تو وہ اللہ کی قدرت سے سے آپ کو پھل دیتی، جب کسی گہرے کنویں پر آتے تو لاٹھی لمبی ہو جاتی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈھول کی طرح اس سے پانی بھر لیتے، اس کے علاوہ ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ وہ سانپ بن کر چلنا شروع کر دیتی تھی، نیز موسیٰ علیہ السلام نے اسے پتھر پر مارا تو اس سے چشمے پھوٹ پڑے، دریا پر مارا تو پھٹ گیا اور ہر گروہ کے لئے ایک بڑا راستہ بن گیا، نبی کریم ﷺ انہی نبیاء کرام کے راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ خصوصیات عطا فرمائی جو کسی بڑی شخصیت کو نہیں ملی اور آپ ﷺ وہ بڑے معجزات لائے جو کسی نے نہیں لائے۔

لئن کلّم اللہ موسی النبی — علی جبل الطور یوم الندا

اگر اللہ تعالیٰ موسیٰ نبی سے پکار والے دن کوہ طور پر گفتگو فرمائی۔

فقد کلّم اللہ سبحانہ — علی عرشہ أحمد المصطفی

تو بیشک اللہ تعالیٰ نے احمد مصطفیٰ سے عرش پر گفتگو فرمائی ہے۔

وأعطاه رؤيته تحفةً فما مثله أحد في الورى

اور آپ ﷺ کو تحفے میں اپنا دیدار نصیب فرمایا، آپ ﷺ کی طرح مخلوق میں کوئی نہیں

وان موسى سقى قومه عيونا من الماء ضرب العصا

اگر حضرت موسیٰ نے لاٹھی مار کر اپنی قوم کو پانی کے چشموں سے سیراب کیا

وجاز بعسكره البحر في حضيض من الماء خوف العدا

اور دشمن کے خوف سے سمندر کے گہرے پانی میں گھس گئے

فمن كفّ أحمد قد فجّرت عيون من الماء يوم الظمأ

تو پیاس کے دن احمد ﷺ کی ہتھیلی سے پانی کے چشمے جاری ہوئے

وجاز على الماء في جيشه بوادٍ عظيم بعيد المدى

اور آپ ﷺ اپنے لشکر کیساتھ ایک عظیم دور کی وادی پر پانی کو عبور کیا۔

فأقبلت الخيل تمشي به وتعدو عليه كمثل الثرى

چنانچہ گھوڑا اس پر چل رہا تھا اور ایسے دوڑ رہا تھا جیسا کہ مٹی پر دوڑتا ہے

خليل الاله وأيضا كليم وأيضا حبيب حوى ذا وذا

آپ ﷺ اللہ کے خلیل، کلیم اور محبوب ہیں، یہ سب فضیلتیں آپ ﷺ نے جمع کی ہیں۔

وقرّبه الله منه وكان كمقدار قوسين لما دنا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دو کمانوں کی مقدار قرب عطا فرمایا جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے

صلاة الاله على المصطفى تروح مساء تغدو ضحى

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر ایسی سلامتی نازل فرمائے جس کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ سے قبولیت حاصل کریں اور ان کے نبی اور رسول ہماری شفاعت کریں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الخاتم'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب الخاتم آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، محبت کرنے والے عارفین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام سے آراستہ کیا ہے، صاحب الخاتم کے کئی معانی بیان کئے گئے ہیں۔

ایک معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انگوٹھی والے ہیں جو اپنے مبارک ہاتھوں میں پہنتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کی کیفیت کے بارے میں روایات مختلف ہیں، تمام روایات کو جمع کرنے کی خاطر بعض علما کا کہنا ہے کہ شاید آپ علیہ السلام کی متعدد انگوٹھیاں ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چاندی کی انگوٹھی تھی، ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا اور پھر ترک فرما دیا، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اسے جائز قرار دیا تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ،)
(یہ بات کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، لہذا اب امت کے مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں، از مترجم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک لوہے کی انگوٹھی بھی تھی جس پر چاندی چڑھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے خطوط پر مہر لگایا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ حضرات خلفاء کے پاس رہی یہاں تک کہ حضرت عثمان کے دور خلافت میں اریس کے کنویں (بئر اریس) میں گم ہوگئی۔ (البدایہ والنھایہ، سنن دار قطنی، فتح الباری)

یہ بھی احتمال ہے کہ ''صاحب الخاتم'' کا معنی تمام نبیوں میں آخری نبی ہو، لیکن پہلا معنی زیادہ واضح ہے، کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں صاحب التاج، صاحب الھراوة اور صاحب القضیب بیان کیا جا چکا تو اس کے بعد اس چیز کو بیان کیا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں میں پہنتے تھے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نام ''صاحب الخاتم''، یعنی انگوٹھی والا بھی ہوا۔

انگوٹھی کو ہاتھوں میں پہن کر دیکھنے والوں کے سامنے حسن و جمال کا اظہار ہوتا ہے، لہذا صاحب الخاتم کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی پہنتے تو انگوٹھی کا حسن و جمال اور رونق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ہاتھ میں ظاہر ہوتی، کیونکہ عقلاء اور سمجھدار لوگوں کے درمیان اس بات میں کوئی شک

نہیں کہ جو شخص خوبصورت ہو ،اس کے اعضا متناسب ہوں ،اس کے ظاہر میں نور ہو،اس کی حلاوت اور پاکیزگی نے دلوں کو اسیر بنالیا ہو تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس کا حسن اور بڑھ جاتا ہے اور دیکھنے والوں کی نظر میں اس کے لباس،صورت، زیورات اور گفتگو کی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کو حسن و جمال کیسے حاصل نہ ہوتا جبکہ اسے ایسی ذات کے ہاتھ میں پہنایا گیا جنہیں فطری طور پر باکمال خصلتیں عطا ہوئیں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال یکتا ہے جس کا کوئی ثانی نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کا حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہی محدود تھا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب اور دور سے سب سے بڑھ کر خوبصورت اور حسین دکھائی دیتے تھے۔

یزید وجهه حسنا اذا ما زدته نظرا

جب تم انہیں زیادہ دیکھو گے تو ان کے چہرے کے حسن میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

اگر تم خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ کرو تو تمہارا علم خبر کے موافق ہو جائے،حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرخ جوڑے میں کوئی زلفوں والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا،چنانچہ انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سرخ جوڑا یعنی ایک کپڑے پر دوسرے کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص پہنتا تو اسے وہ حسن و جمال حاصل نہ ہوتا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتا تھا،اسی طرح ہر لباس پہن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شکل وصورت نظر آتی تھی ہمعصر لوگوں میں کوئی حسین آدمی اس کی طمع نہیں کر سکتا تھا اگر چہ وہ حسن میں زمانہ کے لوگوں پر فائق ہوتا،اور کوئی آدمی اس ذات سے مشابہت اختیار نہیں کر سکتا تھا جس کے حسن کو اللہ تعالیٰ نے تمام محاسن کی بنیاد بنایا ہے اور ان کی صورت میں جمال کی صورتوں کو جمع فرما دیا ہے۔

فجماله بالذّات فيه ووتره فی الحسن والاحسان لا يتشفّع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال ذاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن واحسان میں یکتا ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں۔

طبعت على الخُلق البديع طباعه وبه الكتاب أتى يقول ويُسمع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کو عمدہ اخلاق پر ڈال دیا گیا،یہی بات کتاب میں آئی ہے،بات کہتے ہیں اور سناتے ہیں۔

یثني علیه البان لمّا ینثني ویقوم اجلالا الیه ویرکع

بان درخت بھی آپ ﷺ کی تعریف کرتا ہے اور عزت و احترام میں آپ ﷺ کے سامنے جھک جاتا ہے۔

کالشّمس تنظر وجهه في نوره بادي المحاسن بالسّنا متبرقع

سورج کی طرح آپ ﷺ کے چہرے کی روشنی نظر آتی ہے، ظاہری خوبیوں والے اور روشن ہیں

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، اور آپ ﷺ کی نسبت کی نعمت ہمیں دائمی نصیب فرمائے۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ہدایت سے رہنمائی حاصل کرے اور صورت و سیرت میں آپ ﷺ کی پیروی کرے، محبوب کے ساتھ اس خالص محبت اور کمالِ وفا کو دیکھو کہ جب صحابہ کرام نے اپنے محبوب ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی ہے تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتدا اور پیروی میں انگوٹھیاں بنوالیں، ان کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے اقوال و افعال میں آپ ﷺ کی پیروی کیا کرتے تھے، لہذا اے محبت کرنے والو! ان کے راستے پر چلو اور ان جیسا ادب اختیار کرو۔

انگوٹھی کا پہنا سنت سے ثابت ہے، اس کے کچھ آداب و شرائط ہیں، ایک شرط یہ ہے کہ سونے کی نہ ہو کیونکہ سونا اس امت کے مردوں پر حرام ہے، حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی ہوا کرتی تھی، اور اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا، آپ ﷺ وفات تک مسلسل اسے استعمال فرماتے رہے، پھر حضرت ابوبکر نے موت تک پہنی، پھر حضرت عمر نے استعمال فرمائی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد حضرت عثمان نے دو سال تک استعمال فرمائی۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی مہر کا نقش یوں تھا کہ ''محمد'' ایک سطر میں ''رسول'' دوسری سطر میں اور ''اللہ'' تیسری سطر میں تھا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم نے انگوٹھی بنوا کر اس پر مہر لگائی، اس نقش پر کوئی انگوٹھی نہ بنائے۔ (مسند احمد، طبقات ابن سعد)

انگوٹھی کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب اس میں اللہ کا ذکر ہو تو اسے گندگیوں میں نہ ڈالا جائے اوراس کی تعظیم کی جائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ (تفسیر قرطبی، ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلا میں داخل ہوتے تو لکھی ہوئی چیز کو اپنی ہتھیلی میں رکھ دیتے، امت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہی تعلیم ہے، انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے، وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول رہا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو انگوٹھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں تھی، اسی طرح حضرت علی، جعفر بن عباس، ابن عمر، اُنس، اور جابر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے، ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، حضرت علی سے بھی ایک روایت اسی طرح مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکی حاصل کرتے تو اسے اپنے دائیں ہاتھ میں تبدیل کر دیتے۔ (البدایہ والنھایۃ، العلل المتناھیہ، فتح الباری)

بعض عارفین کا قول ہے کہ دونوں باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں، لیکن زیادہ مشہور اور افضل یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کی جائے کیونکہ اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے کوچ کر کے اللہ تعالی سے ملاقات فرمائی، ابن عربی، غزالی اور دوسرے بعض لوگوں نے انگوٹھی پہننے کے بارے میں ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ مذکورہ احادیث جن کی تردید کرتی ہیں، اس موضوع پر مزید کلام کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔

ایک ادب یہ بھی ہے انگوٹھی چھوٹی انگلی پر پہننی چاہیئے، یہی بات آپ علیہ السلام سے مروی ہے، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و تعظیم کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب النعلین'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب النعلین آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر مشہور ہے، یہ اسم گرامی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتا ہے اور یہ لفظ سنتے ہی ذہن صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاتا ہے، آپ علیہ السلام کے سیرت نگاروں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور سنت کو محفوظ کرنے والوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موزوں کے چار جوڑے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر سے ملے تھے، اور دو سبتی جوتے تھے، ایک سابغ نامی موزہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجاشی بادشاہ نے تحفے میں دیا تھا۔

(البدایہ والنھایہ، بخاری، شمائل ترمذی)

ابن ابی بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سیاہ رنگ کے موزے تحفے میں دیئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پہن کر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے میں دو جگہوں پر تسمہ ڈالا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کا طول وعرض معلوم ہے، اہل محبت نے اہتمام سے ان باتوں کو بیان فرمایا، اسی جوتے کے برابر جوتے بنائے جاتے رہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، ان کی وفات کے بعد ام کلثوم بنت ابوبکر کے پاس رہا، حضرت ام کلثوم طلحہ بن عبید اللہ کی زوجہ تھی، حضرت طلحہ جنگِ جمل کے دن شہید ہوئے تو نعلین مبارک کو عبید اللہ بن عبد الرحمن مخزومی کے پاس چھوڑ دیا جو اسماعیل بن ابراہیم کے دادا تھے، جوتا سازوں نے ان سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار سے تبرّک کی خاطر اس کی نقل تیار کی، اور اس کے بارے میں کتابیں لکھی گئیں، اس جوتے کی برکت اس شخص پر ظاہر ہوئی جس نے اسے اپنے چہرے اور رخسار پر مل کر اللہ تعالی کے سامنے عاجزی اختیار کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہو۔

ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کی خوبیاں بیان کرنی چاہیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر چاند دو ٹکڑے ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں پر بلند ہوئے اور پتھروں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، پس اے محبت کرنے والے! تم اس جوتے کی خوبی پر اچھی طرح نظر دوڑاؤ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں

رکھا ہوگا، اس ہستی کے انوارات کا مشاہدہ کر کے اپنے دل کو تعظیم اور چہرے کو تازگی سے بھر دو جن کے ذریعے انبیاء کرام نے اپنے انورات کو مکمل کیا، نیز اپنے دل کی سیاہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کر کے چمکدار بناؤ، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور تمام انبیاء کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

طابت بك الأمصار والأعصار وترنّمت بحديثك الأطيار

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے شہر اور زمانے اچھے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ترانہ پرندوں نے گایا ہے۔

نضوّعت أنفاس طيبة مثل ما ملئت بنور جمالك الأقطار

اور چھے دل روشن ہو گئے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کے نور کی وجہ سے مختلف شہر چمک اٹھے۔

لعلا الوجود جلالةً ونضارةً وعلاه منك سكينة ووقارُ

تمام موجودات کے چہروں پر بڑائی اور تروتازگی کے آثار ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان کے سکون وقار میں اضافہ ہوا ہے۔

وتروّحت أرواح أشباح الورى وتقدّست بشهودك الأسرار

مخلوق کے وجود کی روحوں کو سکون حاصل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی وجہ سے اسرار نے فضیلت حاصل کی ہے۔

وكذلك الأسماع منك تنعّمت وتمتّعت بجمالك الأبصار

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کانوں کو فائدہ حاصل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی وجہ سے آنکھوں نے فائدہ حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور اپنے فضل واحسان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے سائے تلے ہمارا حشر فرمائے۔

فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال وافعال کی پیروی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور آداب سے تبرک حاصل کرے، ایسا جوتا پہنے جس میں نہ شہرت ہو اور نہ ہی مروّت سے نکلے، نیز اس کے لئے مناسب ہے کہ اپنے لباس اور تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''مَن لَبِسَ ثَوبَ شُهرةٍ. أو مركبَ شهرةٍ ألبسه اللّهُ ذُلاًّ قبل الموت''

ترجمہ: ''جو شخص شہرت کا لباس پہنے یا شہرت کی سواری اختیار کرے اللہ تعالیٰ موت سے پہلے ہی اسے ذلت کا لباس پہنائیں گے''۔

محبت کرنے والے سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان سے تواضع اختیار کرے، دوسرے کو حقیر نہ سمجھے، اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ کسی کا لباس یا جوتا اچھا ہو اور اس کا مقصود اللہ کی رضا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لایدخل الجنّة من کان فی قلبه مثقالُ ذرّةٍ من کِبرٍ'' قال رجل: انّ الرجل یحبّ أن یکون ثوبه حسنا ونعله؟ فقال علیه الصلاۃ والسلام: انّ الله جمیل یحبّ الجمال''

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہو، ایک آدمی نے عرض کیا؛ بیشک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتا اچھا ہو، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا؛ بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (الترغیب والترھیب، مجمع الزوائد)

یہ مبارک حدیث خوبصورت لباس اختیار کرنے پر دلالت کرتی ہے، جمال اختیار کرنا شہروں، اور زمانے کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، جمال وہی ہوتا ہے جو شریعت اور مروّت کے خلاف نہ ہو کہ لباس پہننے والے کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے اور وہ انسانی فطرت سے باہر نکل جائے۔

بہرحال جوتا اور لباس پہننے میں غلو اختیار کرنے سے دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی چیز یعنی نافرمانی سے بھر جاتا ہے، سلف کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ میانہ روی اختیار کی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ الفرقان ۶۷

ترجمہ ''وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ کمی کرتے ہیں اور ان کا معاملہ اس کے درمیان رہتا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خود کو ان لوگوں سے بچاؤ جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے پیٹ بھرتے ہیں یا اپنی پشت پر لاد کر رکھتے ہیں یعنی بخل واسراف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے

ارشاد "لم یسرفوا ولم یقتروا" کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے کو لذت حاصل کرنے کے لئے نہیں کھاتے اور کپڑے کو جمال کے لئے نہیں پہنتے۔ (بلکہ اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے اور اس کی رضا کی خاطر سب کام کرتے ہیں)

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت حسن بصری کے پاس آکر کہنے لگا: اے ابوسعید! کون سا لباس آپ کو پسند ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو سب سے موٹا، کھردرا اور لوگوں کے نزدیک سب سے گھٹیا ہو۔

وہ آدمی کہنے لگا: کہ اے ابوسعید! کیا حدیث میں نہیں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، حضرت حسن نے فرمایا: اے اصلح! تم کسی اور راستے پر نکل گئے ہو، اگر جمال اللہ کے نزدیک لباس ہوتا تو فجّار اس کی نظر میں نیک لوگوں سے بڑے مرتبے والے ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی اطاعت بہترین جمال ہے۔

صوفیاء نے لباس کے آداب میں بیان فرمایا ہے کہ لوگوں کے بدلنے سے لباس بدل جاتا ہے، اصحابِ معرفت کے نزدیک یہی بات صحیح ہے، کپڑا پہننے والے کے لئے مناسب ہے کہ اپنے پسندیدہ لباس کے بجائے اپنے شیخ کے پسند کردہ لباس کو اختیار کرے، اور اپنے نفس کے معاملے میں شیخ کو فیصل بنا کر اس سے سنت اور آداب سیکھے، اور پھر جتنا ہو سکے اس پر عمل کرے، لہٰذا صوفیاء کے کلام اور آداب کی طرف رجوع کرو۔

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تواضع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، اپنی ضرورتوں کے لئے خود جائے، مسجد یا کہیں داخل ہو تو جوتا اپنے ہاتھ میں پکڑے، جوتا نہ اٹھا کر خود کو تکبر میں مبتلا نہ کرے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ اس کا مرتبہ دوسروں سے اعلیٰ ہے، بیشک یہ متکبرین کی عادت اور شیطانوں کے اخلاق ہیں، نیز وہ اس ذات کے سامنے تواضع اختیار کرے جس کی ملکیت میں اس کا گھر، مال اور جان ہے، اور وہ ذات تمام مخلوق کے خالق کی ہے، اگر نیک آدمی سے کوئی اس بات کی درخواست کرے کہ اس کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے لئے اس کا جوتا اٹھائے یا موزہ پہن لے تو یہ مریدین کی نیک نیتی پر چھوڑ دینی چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسواک، تکیہ اور جوتا اٹھایا کرتے تھے۔

قاسم بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوتا پہناتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصا مبارک لے کر ان کے آگے چلتے اور جب اپنی مجلس میں تشریف لاتے تو نعلین مبارک اتار کر بغل میں دبا لیتے اور لاٹھی انہیں دیدیتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھنے کا ارادہ کرتے تو حضرت عبداللہ

آپ ﷺ کو جوتا پہناتے پھر آپ ﷺ لاٹھی لے کر ان کے سامنے چلتے یہاں تک کہ حجرہ شریف میں داخل ہوجاتے۔ (مسند احمد، زادالمعاد)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو اس عمل سے نہیں روکا کیونکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کے پاکیزہ دلوں کو جانتے تھے کہ آپ ﷺ کے احترام اور برکت کے حصول سے ان کا مقصود نیکیاں حاصل کرنا ہے، اور آپ ﷺ کی خدمت سے امت کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اے محبت کرنے والے! اولیاء اللہ اور نیک لوگوں میں سے جس پر تم اعتقاد رکھتے ہو اس کے ساتھ ہو جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا تبرک حاصل کرو، بیشک انہی کے راستے سے نجات ملتی ہے اور انہی کے راستے میں سب کی نجات ہے۔

أئمّة صدقٍ یهتدیٰ بهداهُم　　　وتُقتبَس الأنوار منهم وتستجلی

وہ سچے ائمہ ہیں، انہی کے ذریعے ہدایت ملتی ہے اور انوارت کو حاصل کیا جاتا ہے۔

شموس بآفاق المعانی منیرة　　　لِمَن ضلّ عن سبل الهدایة أوزلا

وہ معانی کے جہاں کا سورج ہیں اور اس شخص کو روشن کرتے ہیں جو ہدایت کے راستوں سے گمراہ ہو گیا ہو یا پھسل گیا ہو۔

بدورُ کمال فی منازل سعدها　　　اذا ما دجا لیل بهم یبصر السبلا

وہ باکمال چاند ہیں جو اپنی سعادت کی منزلوں میں ہوتے ہیں جب لوگوں پر رات تاریک ہوجاتی ہے تو وہ راستہ دکھاتے ہیں۔

بحور لآمال العُصاة زواخر　　　یُوالونهم براً ویُولُونهم بذلا

نافرمانوں کی امیدوں کے لئے سمندروں کا ذخیرہ ہیں، نیکی اور سخاوت کرتے ہوئے ان سے دوستی رکھتے ہیں۔

مضوّا فی سبیل الله یالیت أننا　　　بذلنا فداء فیه النفس والأهلا

وہ اللہ کے راستے میں کر گذرے، اے کاش! کہ ہم اللہ کے کیلئے اپنی اولاد اور جان کو قربان کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت کا نفع پہنچائے، اور ان کی برکت ہم پر لوٹائے، اللہ تعالیٰ رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر اور شرف واکرام میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ ﷺ کے اسم گرامی ''صاحب العلامہ'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب العلامہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے، صاحب العلامہ کے معنی میں کئی احتمال ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایسی نشانی ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے، اگر علامت سے جنس علامت مراد ہو تو وہ تمام صفات جن سے آپ ﷺ کی ذات متصف ہے یا وہ افعال جو آپ ﷺ سے صادر ہوئے ہیں اور وہ معجزات جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ظاہر فرمائے ہوں وہ سب اس علامت میں شامل ہونگے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ ''صاحب العلامہ'' کا معنی یہ ہو کہ آپ ﷺ ایسی دلیلوں والے ہیں جنہیں آپ ﷺ کی امت کے لئے مقرر کیا گیا اور ان کے ذریعے وہ کامیاب لوگوں کے راستے پر چلتے ہیں، اسی طرح ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد مہرِ نبوت ہو، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایسی نشانی ہے جو کتب سابقہ میں موجود ہے، آپ ﷺ کی ایک علامت نبوت کی مہر تھی، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے نبی کریم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح دیکھا جو آپ ﷺ کے جسم سے چپکی ہوئی تھی۔ (صحیح مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ وہ سیب کی طرح تھی، ایک قول یہ ہے کہ وہ پازیب کی طرح تھی، ایک قول یہ ہے کہ کچھ بالوں کا مجموعہ تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی کیفیت ہماری بیان کردہ تفصیل کے علاوہ ہے، روایات اور سیرت نگاروں کا اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا یہ پیدائشی ہے یا آپ ﷺ کی ولادت کے بعد ظاہر ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ اسی کے ساتھ آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی ہے، اور دوسرے قول کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت کے بعد دائیں کندھے پر یہ علامت ظاہر ہوئی۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتب سیرت اور شمائل مثلاً البدایہ والنہایہ از مترجم)

اگر ولادت کے بعد ظاہر ہوئی ہو تو اس بارے میں بھی روایات مختلف ہیں کہ کس وقت میں وہ آپ ﷺ کے جسم پر ظاہر ہوئی، ایک روایت کے مطابق یہ ولادت کے وقت ظاہر ہوئی تھی جب آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ نے ریشم کا ایک ڈھول دیکھا جسے پھیلا دیا گیا اور کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں چاندی کا ایک طشت

تھا، پھر کسی نے رجسٹر سے انگوٹھی نکالی اور طشت میں دھو کر آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان چپکا دی۔

ایک اور روایت شداد بن اوس سے منقول ہے کہ رضاعت کے زمانہ میں جب آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک ہوتو ایک فرشتہ آیا جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار انگوٹھی تھی، اس نے وہ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں اور سینے کے درمیان لگا دی، اسی کی ٹھنڈک ایک زمانے تک نبی کریم ﷺ کو محسوس ہوتی رہی۔

ان سب روایات کو جمع کرنا ممکن ہے، کیونکہ جس نے یہ کہا کہ یہ علامت پیدائش سے آپ ﷺ کے ساتھ تھی اس کا ظاہری محل بھی یہی ہے کہ وہ پیدائش کے بعد آپ ﷺ کے جسم میں لگائی گئی، دوسری روایت کے مطابق ولادت کے بعد یا شق صدر کے وقت لگائی گئی تو اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ دو مرتبہ لگائی گئی ہو، جیسے یہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا شق صدر دو مرتبہ ہوا، اس میں آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کا اظہار ہے، واقدی نے اپنے اساتذہ سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں کو آپ علیہ السلام کی موت پر شک گذرا تو اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان رکھا اور کہا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان سے مہر کو اٹھا لیا گیا تھا۔

بہر حال یہ علامت پرانی کتابوں میں موجود تھی اور سب کو معلوم تھی کہ آخری زمانے میں ایک نبی آئے گا جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہوگا۔

جب آپ ﷺ کے ہمراہ ابوطالب نے سفر کیا اور بحیرا راہب کے پاس پہنچے تو بحیرا نے اپنے گرجے پر بادل کو سایہ کئے ہوئے دیکھا، چنانچہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ نیچے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے چند سوالات کئے، آپ ﷺ نے اس کے سوالات کے جوابات دیئے، اس نے آپ ﷺ کی نیند اور بیداری کے معمولات اور نبوت کے بارے میں پوچھا، پھر پشت مبارک کی طرف دیکھا تو اسے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان وہ مہر نظر آئی جو ٹھیک اسی جگہ پر موجود تھی جس طرح اس کی کتاب میں بیان کی گئی تھی، جب وہ فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: تمہارے بھتیجے کی بڑی شان ہوگی لہذا اسے جلدی سے اپنے وطن واپس لے جاؤ، ایک روایت میں ہے کہ راہب نے ان سے کہا کہ جہانوں کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالی نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا ہے۔ بوڑھے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا کہ جب تم گھاٹی پر چڑھے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جس نے انہیں سجدہ نہ کیا ہو، اور سجدہ صرف نبی کو ہی

کیا جاتا ہے، میں ان کو نبوت کی مہر سے پہچانتا ہوں جو ان کے دونوں کندھوں کے نیچے سیب کی طرح ہے۔

یہ عظیم معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں پر دلالت کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر قطعی دلیل ہے، سیرت کی کتابوں میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر سے نبوت پر استدلال کیا تھا، یہ بات ان کے دل میں تھی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کندھوں سے کپڑا اٹھایا تو حضرت سلمان نے اسے دیکھ کر اسلام قبول کیا، یہ حضرت سلمان کی سعادت تھی کہ وہ دور سے آنے کے باوجود اہلِ بیت میں شامل ہوئے، اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور ہمارا حشر ان کی جماعت میں فرمائے۔

اللہ فضّله حقّا و شرّفه وخصّه وحباه بالكرامات

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقینی شرف عطا کیا ہے اور خصوصی کرامتیں عطا فرمائی ہیں۔

فمن كرامته ومن فضائله بدينه نُسخت كلّ الديانات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت اور فضائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے جس نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا ہے۔

ومن علامته ومن خصائصه ومن فضائله نطقُ الجمادات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نشانی اور فضیلت یہ بھی تھی کہ حیوانوں نے کلام کیا ہے۔

ومن كرامته عين مفجّرة في غير أرض وهذا خرقُ عادات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ زمین کے علاوہ میں چشمے نکلے اور یہ بات خلاف عادت امور میں سے ہے۔

اللہ فجّرها من بين أنملة فكان ذلك من بعض العلامات

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ جاری کیا ہے اور یہ بھی ایک نبوت کی ایک نشانی تھی۔

يا من يروم بأن يحصي فضائله هيهات لا تبغين من ذاك غايات

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو شمار کرنے والے! بہت بعید ہے کہ تم اس کی انتہاء کو پہنچ سکو۔

هب لي بحرمة هذا المصطفىٰ خطئي ياذا الجلال واجرامي وزلّاتي

اے (رب) ذوالجلال! میرے گناہوں، غلطیوں اور لغزشوں کو مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کے

صدقے معاف فرما۔

یارب انی الی رُحماك مفتقر مالی سواك وقد أربت خطیئاتی

اے پروردگار! میں آپ کی رحمت کا محتاج ہوں اور آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے، میری لغزشیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔

واجعل محبّته ذخر الآخرتی کیفا تبوّئنی روضات جنّات

نبی کریم ﷺ کی محبت کو میری آخرت کے لئے ذخیرہ بنا جب آپ مجھے جنت کے باغوں میں ٹھکانے دیں گے۔

یارب صلّ علیه کلّما طلعت شمس ولألأنجم فی الدّجنّات

اے پروردگار! نبی کریم ﷺ پر رحمتِ کاملہ نازل فرما جب تک سورج اور ستارے تاریکیوں میں جگمگاتے رہیں۔

فصل

جو شخص محبت کرنے والا ہو اور یہ بات جانتا ہو کہ آپ ﷺ صاحب العلامہ اور صاحب الکرامہ ہیں اس کے لئے ادب یہ ہے کہ ہر وقت اپنے ایمان کی تجدید کرے اور معجزات کے ذریعے اپنے یقین کو مضبوط کرے، اپنے دل کے گوشوں کو عمدہ خوبیوں سے بھر دے اور آپ ﷺ کی شکل سے اپنے جی کو خوش کرے۔

مکمّل الخلق لا تُحصی خصائصه منظّم الحسن قد قلّت نظائره

آپ ﷺ اخلاق کو مکمل کرنے والے ہیں، آپ ﷺ کی خصوصیات شمار سے باہر ہیں، نیز آپ ﷺ حسن کو پرونے والے ہیں اور آپ ﷺ کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

نیز اے محبت کرنے والے! اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو یاد کرو جو اس نے اپنے خاص بندوں کو آپ ﷺ کے معجزات کے ذریعے عطا فرمائی ہے، یہ ہدایت انہیں سچی محبت کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، ان کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے، ان کے دل اللہ کے حبیب ﷺ سے چمٹے ہوئے تھے۔

تمکّن الحبّ منّی کیف أخفیه والدمع یکتب والآماق تُملیه

میرے دل میں محبت نے جگہ بنالی ہے میں اسے کیسے چھپاؤں؟ آنسو لکھ رہے اور آنکھ کے کنارے لکھوا رہے ہیں۔

قد صحّ عن سَقمی ما کنت أکتمه　　والدمع عن ناظری فی الخد یرویه

یقیناً مجھے اس بیماری سے صحت مل چکی ہے جسے میں چھپایا کرتا تھا، اور میری آنکھوں کے آنسو رخساروں کو سیراب کررہے ہیں۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی شمع تم پر روشن ہو اور تم نیک اعمال کررہے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس سے دور ہونے کی وجہ سے کبھی مایوس نہ ہوں۔

چنانچہ گھر کی دوری کے باوجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالی نے مہربانی فرمائی اور وہ مسلسل ایک اللہ والے سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو پالیا اور انہیں روحانی طبیب کی نشانی اور خزانہ مل گیا، وہ مسلسل وصیتوں کو قبول کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں یقین ہوگیا کہ اس نبی کا زمانہ آگیا ہے جسے حضرت ابراہیم کا دین دے کر مبعوث کیا جائے گا اور وہ عرب کی سرزمین سے نکلیں گے، ہدیہ کھائیں گے اور صدقہ قبول نہیں کریں گے، ان کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی، حضرت سلمان پر سعادتوں اور عنایات کی مسلسل بارش ہوتی رہی اور بالآخر خدائی توفیق نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔

حضرت سلمان مقامِ قبا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ مسافر ساتھی ہیں، میرے پاس صدقہ کا مال ہے، میں نے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں آپ کو زیادہ حقدار خیال کیا ہے، آپ علیہ السلام نے وہ صدقہ صحابہ کرام کے قریب کردیا اور ارشاد فرمایا، کھاؤ لیکن اپنا ہاتھ اس سے روکے رکھا اور کچھ بھی تناول نہ فرمایا، حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک نشانی پوری ہوگئی، پھر میں وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور کچھ جمع کرکے دوبارہ لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ صدقہ نہیں کھاتے، لہذا یہ ہدیہ ہے، فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لے کر تناول فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی کھانے کا حکم دیا جس کی انہوں نے تعمیل کی، میں نے اپنے دل میں کہا یہ دوسری نشانی ہے، پھر میں بقیع غرقد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، سلام کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر اپنی نظر کو گھمایا تاکہ مجھے وہ مہر نظر آئے جس کے بارے میں میرے ساتھی نے مجھے بتایا تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے

دیکھا کہ میں آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اپنی نظر دوڑا رہا ہوں تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ میں کسی ایسی چیز کو تلاش کر رہا ہوں جو مجھے بتائی گئی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی پشت سے چادر ہٹالی، میں نے مہر کی طرف دیکھ کر اسے پہچان لیا، میں آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ گیا اور مہر نبوت کو چوم کر رونے لگا۔

رفع اللّثام فلاح تحت لثامه قمر تبدی فوق غصن قوامه

(محبوب ﷺ) نے پردہ ہٹایا تو اس کے نیچے چاند چمک رہا تھا اس حال میں کہ ہر ٹہنی پر ان کا اعتدال ظاہر تھا۔

فکأنّ نور جبینه من شعره صبح تبلّج تحت جنح ظلامه

بالوں سے آپ ﷺ کی پیشانی کا نور اس صبح کی طرح تھا جو تاریکی کے ٹکڑے کے نیچے روشن ہوتی ہے۔

ویمیل عدل قوامه فکأنّه ثـ ـمِل سقاه الثغر کأس مُدامه

آپ ﷺ کے اعضا کی برابر اور مائل تھے گویا کہ وہ ایک مدہوش تھا جسے ہونٹوں نے شراب پلا دی ہو۔

غصن له فرع کلیل مقمر من وجهه یزهو ببدر تمامه

یا آپ ﷺ ایک ٹہنی کی طرح تھے جس کی شاخ چاندنی رات کی طرح ان کے چہرے پر بدر تمام کی طرح چمک رہی تھی۔

یثنی علیه البان لمّا ینثنی ومیل منکسر العدل قوامه

بان درخت بھی جھکتے وقت آپ ﷺ کی تعریف کرتا ہے، آپ ﷺ کے اعضاء اعتدال کے ساتھ جھکے ہوئے تھے۔

غصن علیه کلّ قلب طائر ریم لدیه الأسد طوع زمامه

آپ ﷺ ایسی ٹہنی ہیں جس پر ہر دل پرندہ ہے اور ایسا پہاڑ ہے کہ جس کی سرداری میں شیر بھی فرمانبردار ہیں۔

یفترّ عن حبب فینثر لؤلؤاً من ناظر یبکی علی بسّامه

آپ ﷺ اولوں سے مسکراتے ہیں اور موتی بکھیرتے ہیں، دیکھنے والا آپ ﷺ کی

مسکراہٹ پر رونے لگتا ہے۔

أحيي به وأنا القتيل بلحظه   وسقام جسمي من بديع قامه

میں انہی کے ذریعے زندہ رہتا ہوں اور انہی کی آنکھ سے مارا جاؤں گا، اور ان کے عجیب وغریب قدوقامت کی وجہ سے میرا جسم بیمار ہے۔

أزكى الصّلاة عليه من ربّ السّما   ثمّ الرّضى عن أهل رعيي زمامه

آسمان کے پروردگار کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پاکیزہ ترین سلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرداری کی چراگاہ میں جانے والوں پر رضا ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر ایسی رحمت کاملہ نازل فرمائے جسے ہم ہر تنگی اور پریشانی کے وقت زادِراہ بنائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کو مولا کی بارگاہ میں وسیلہ بنائیں تاکہ وہ دنیا و آخرت میں اپنے احسان و کرم کے ذریعے رحم کا معاملہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب الحُجّہ'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

''صاحب الحُجّہ'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، ائمہ کرام نے اس نام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متصف فرمایا ہے، اس کے معنی میں ایک احتمال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصیح و بلیغ زبان کے مالک تھے، بیشک آپ علیہ السلام فصاحت و بلاغت کے امام تھے، سلامتی طبع کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الفاظ کی عمدگی میں بھی کمال حاصل تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم اور حکمت کے موتی عطا فرمائے، اس بات میں عقلاء اور بلغاء کے درمیان کوئی شک اور تردّد نہیں کہ آپ علیہ السلام کو فصاحت و بلاغت کا وہ مرتبہ حاصل تھا کہ کسی دوسرے کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا، جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ومايمنعني ،وانما أُنزل القرآن بلساني ،لسان عربيّ مبين؟وقال أيضا: أنا أفصح العرب بَيدَ أني من قريش ،ونشأتُ في بني سعد۔

ترجمہ؛ میرے لئے کیا رکاوٹ ہے، بیشک قرآن کریم میری عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا؛ کہ میں تمام عربوں سے بڑھ کر فصیح ہوں، اس کے علاوہ میں قبیلہ قریش میں سے ہوں اور بنو سعد میں میری پرورش ہوئی ہے۔ (الجامع الکبیر)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی لئے آپ علیہ السلام نے دیہات کے عمدہ محاورات اور شہر کے عمدہ الفاظ کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے جمع فرمایا، جس کی مدد اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہوئی ہو اس کے علم کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا، حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیریں گفتگو کے مالک تھے، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے/نہ زیادہ آہستہ نہ زیادہ تیز، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو ایسی ہوتی جیسے موتی پرو دیئے گئے ہوں، آپ علیہ السلام اونچی آواز اور بہترین انداز کے مالک تھے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ صاحب الحجّہ کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح بیان کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو ایسی جامع ہوتی جس کا کوئی ثانی نہیں، یہ بھی احتمال ہے کہ ''صاحب الحجہ'' کا معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبہ اور ایسی حجت عطا فرمائی جس کے ذریعے آپ

ﷺ انسانوں کے راستے سے اوپر چلے گئے، نیز آپ ﷺ کو وہ حسن عطا فرمایا جو سورج، چاند اور ستاروں سے زیادہ چمکدار تھا، آپ ﷺ کے معجزات کی وجہ سے فصیح وبلیغ لوگوں کی گردنیں جھک گئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا، لہٰذا کوئی بلیغ آدمی آپ ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اور کوئی اس کا مقابلہ اور اس نور کو بجھانے کا ارادہ کیسے کرسکتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منتخب فرمایا ہے؟ یہ بھی احتمال ہے کہ حجت سے قرآن مراد ہو کیونکہ قرآن کے ناموں میں حجت اور نور بھی ہے، لہٰذا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ صاحبِ قرآن، صاحب برہان اور صاحبِ نور ہیں، قرآن کو حجت کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور ہر شبیہ ونظیر سے بلند وبالا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور اسے آپ ﷺ کیلئے عظیم معجزہ بنایا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر یہ عظیم نور نازل فرما کر دلوں کو منور فرمایا، اگر قرآن کریم پہاڑوں پر نازل کردیتا تو تم انہیں دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے۔

لو أُنزلت بجبال الأرض أيسرها — تصدّعت وجرت بالدّمع أنهرها

فما أشد عمى من ليس يبصرُها — لا تعجبن لحسود راح ينكره

تجاهلا وهو عين الحاذق الفهم

اگر زمین کے پہاڑوں پر اس (قرآن) کا کوئی آسان حصہ نازل کیا جاتا تو وہ پھٹ جاتے اور ان سے آنسوؤں کی نہریں جاری ہوجاتیں، جو اسے نہیں دیکھتا اس سے بڑھ کر اندھا کوئی نہیں لہٰذا تم ان حسد کرنے والوں پر تعجب نہ کرو جو جان بوجھ کر جہالت میں اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس سمجھدار اور ذہین آدمی کی آنکھیں موجود ہیں۔

أضحى يقابلها من شدّة الحسد — من بعد ايقانها بالجحد والفند

وقد تعرّف ما فيها من الرّشد — قد تنكر العين ضوء الشمس من رمد

وينكر الفم طعم الماء من سقم

وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ یقین کے بعد شدتِ حسد کی وجہ سے انکار اور جھوٹ کے ذریعے اس کا مقابلہ کرتا ہے حالانکہ وہ اس کی ہدایت کو پہچان چکا ہوتا ہے، بیشک آشوب کی وجہ سے آنکھ

سورج کی روشنی کا انکار کرتی ہے اور بیماری کی وجہ سے منہ پانی کے ذائقے کا انکار کرتا ہے۔

اے وہ شخص! جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اسلام پر شرح صدر عطا فرمایا، اور اے نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی حجت بالغہ کی تصدیق کرنے والے! تمہیں خوشخبری ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے سیدھے دین کی اتباع سے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا ہے، اور اے قلب سلیم کے مالک! یقیناً تم اللہ کی سیدھی رسی سے کامیاب ہو چکے ہو۔

یامن غدا الخلق یستقون راحته   فی الحشر یرجو فؤادی راحته

یاخیر من یمّم العارفون ساحته   یازین من قد رأت عین صباحته

سعیاً وفوق متون الأینُق الرُسُم

اے وہ ذات جس کی ہتھیلی سے کل مخلوق پانی پیئے گی محشر میں میرا دل اس کی ہتھیلی کا امیدوار ہے۔

اے وہ زینت! جس کی صبح کو آنکھ نے دیکھ لیا ہے اور اے وہ بہترین ذات! عارفین نے جس کے صحن کی طرف تیز رفتار اونٹنیوں کی پشت پر بیٹھ کر تیز سے قصد کیا ہے۔

فصل

جو شخص نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہو اور اس بات کی تصدیق کرتا ہو کہ آپ ﷺ صاحب حجت اور صاحبِ برہان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی فصیح وبلیغ کلام کو مسلسل پڑھتا رہے، آپ ﷺ کی احادیث کے معانی اور احکام کو یاد کرنے کا اہتمام کرے، آپ ﷺ کی فصاحت اور لوگوں کے مقابلے میں اختیار کردہ قوی دلیل پر غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زبان کا وہ علم عطا فرمایا جو کسی انسان کو حاصل نہ ہو سکا اور عقلمند لوگ اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سب خوبیاں آپ ﷺ میں طبعی طور پر پیدا فرمائی تھیں۔

کم ذا أذوق مرارةً فیه وفی   فیه لمیّ حلو المشارب أشنبُ

کتنی مرتبہ میں کڑواہٹ کو چکھوں گا حالانکہ ان کے منہ میں کیکر کا درخت بھی بہترین اور میٹھا ہے۔

ان لاح برق من ثنایا ثغره   فعقیق دمع الصّبّ فیه صیّبُ

اگر ان کے دانتوں کی بجلی چمکے تو وہ عاشق کے موتیوں کی طرح بہنے والے آنسوؤں کی طرح

ہوتے ہیں۔

یسری بأسرار النّھیٰ فکأنّه　　　　لطیء مع الرّوح البسیط مرکّب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل کے اسرار کو لے کر چلتے ہیں گویا کہ بسیط روح کے ساتھ چپکا ہوا مرکب ہے۔

لاینتھی فیه النُھی لبھائه　　　　ان شاء یُطنب فیه أولا یُطنب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک کی وجہ سے عقل خوبصورتی کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتی چاہے وہ تفصیل سے بیان کرے یا اختصار سے کام لے۔

اے محبت کرنے والے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات اور احادیث میں غور وفکر کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرو تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں سے تمہارا دل روشن ہو جائے۔

یاواحدا فی الحسن منفردا فما　　　　تخفی السرائر والظّواھر مُعلن

اے حسن میں یکتا اور منفرد ذات! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ باتوں کو مخفی نہیں رکھتے اور ظاہری باتوں کا اعلان کرنے والے ہیں۔

ولقد سمعنا عنك أنك محسن　　　　لکن رأینا منك ماھو أحسن

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان کرنے والے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔

صلّی علیك الله یامن نوره　　　　أضحیٰ من الشّمس المنیرة أبین

اے وہ ذات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو آپ کا نور چمکدار سورج سے بھی زیادہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحبُ السلطان'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب السلطان آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، سلطان کا اطلاق حجت پر بھی ہوتا ہے، لہذا اس سے پہلے اسم گرامی کے معنی کی طرف رجوع کیا جائے، کبھی سلطان کا اطلاق اس صاحب اختیار پر ہوتا ہے جس کے فیصلے کی طرف رجوع کیا جاتا ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ } النساء ۱۰۵

ترجمہ: تا کہ تم لوگوں کے درمیان اس طریقے کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو سمجھا دیا ہے۔

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت ثابت ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور رائے کی اتباع کرنا واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنا جائز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب الاحکام ہیں اور اپنی درست رائے کے ذریعے سب کی رہنمائی کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پایا کہ وہ کسی نیکی کو اچھا اور کسی برائی کو برا خیال نہیں کرتے تھے، باطل نے اپنی تاریکی سے ان کے دلوں کو بھر دیا تھا، شیطان اپنے پیدل اور سوار لشکر کے ذریعے ان پر غالب آچکا تھا، ان کی مجلسوں میں صرف منکرات ہی نظر آتی تھیں، نیک کام کی طرف رہنمائی کرنے والی کوئی بات ان میں موجود نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائی عنایت اور ازلی سعادت کے ذریعے کوشش شروع فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ غالب ہو اور وہ باطل کو حق کے ذریعے ختم فرمائے اور اس کے ٹکڑے کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دین کو زندہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

''لو وضعوا الشّمس فی یمینی والقمر فی یساری علیٰ أن أترک ما أمرنی اللہ باظھارہ لما رأوا منّی ذلک. حتیٰ ینفذ أمر اللہ العظیم''۔

ترجمہ: اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ کر یہ کہیں کہ میں اس دعوت کو چھوڑ دوں اللہ تعالیٰ نے مجھے جس کو ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے تو مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ نہ ہو جائے۔ (دیکھئے تاریخ طبری اور دیگر کتب سیرت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے دفاع میں تلواروں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ

عقلوں کی گرہ کھل گئی، دلوں کے شکوک وشبہات دور ہوئے اور لوگوں کے دلوں کو شرح صدر حاصل ہوا، گواہی دینے والے دل نے کان کے سامنے حقائق بیان کئے، اور حق کے نور نے لوگوں کے دلوں میں موجود باطل کی تاریکی کو روشن کر دیا، جس کے مقدر میں سعادت لکھی تھی وہ مطیع ہوا اور جسے سعادت اور مہربانی حاصل ہوئی اس کے دل میں چھپی ہوئی محبت نے جگہ بنالی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن پر مہربانی فرما کر اللہ تعالی نے گمراہی کی گرہ کو کھول دیا، چنانچہ انہوں نے مہاجرین کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہ فرماتی ہیں کہ جب کفار مکہ نے اپنے آدمی نجاشی کے دربار میں بھیجے تو اس نے صحابہ کرام کو دربار میں بلانے کے لئے قاصد بھیجا، صحابہ کرام کے پاس نجاشی کا قاصد آیا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بادشاہ کے پاس کیا بات کہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! وہی بات کریں گے جو ہم جانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جس کا حکم دیا ہے چاہے ہمارے ساتھ جو معاملہ بھی ہو جائے۔

جب نجاشی دربار میں آیا تو اس نے پادریوں کو بلایا، انہوں نے بادشاہ کے اردگرد بیٹھ کر اپنے صحیفے کھولے، پھر صحابہ کرام سے سوال کیا کہ انہوں نے اپنی قوم میں تفریق کیوں پیدا کی ہے؟ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر بن ابی طالب نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ! ہم لوگ جہالت، گمراہی اور اندھے پن میں مبتلا تھے، ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کا ارتکاب کرتے ، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسیوں کے حقوق کو بھول جاتے تھے، ہمارا طاقتور آدمی کمزور کو کھا جاتا تھا، ہم مسلسل اسی طرح رہے یہاں کہ اللہ تعالی نے ہم پر احسان کا معاملہ فرما کر اپنے نور کو ظاہر فرمایا یعنی ایک رسول کو ہماری طرف مبعوث فرمایا، ہم ان کے حسب ونسب، امانت داری، سچائی اور پاکدامنی کو جانتے تھے، انہوں نے ہمیں اللہ تعالی کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دی، نیز اس بات کا حکم دیا کہ اپنے آباء واجداد کے پتھروں سے بنے ہوئے بتوں کی عبادت چھوڑ دیں، ہمیں اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے سے منع فرمایا، سچی بات کرنے، امانت کی ادئیگی، صلہ رحمی، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، حرام کاموں اور خون ریزی سے باز آنے کا حکم دیا، نیز ہمیں تکلیف پہنچانے، بے حیائی کے کام کرنے اور جھوٹ بولنے، یتیموں کا مال کھانے، اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا، وہ ہمیں نماز، زکوۃ، صدقہ اور روزوں کا حکم دیتے رہے، اللہ تعالی نے ان کے ذریعے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور ان کے نور ایمان کو ہمارے دلوں میں

داخل فرمایا، ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لے آئے، پس اب ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال جانا، ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور انہوں نے ہمیں دین سے ہٹانے لئے تکلیفیں پہنچائی تا کہ ہم رحمٰن کی عبادت سے دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف واپس لوٹ جائیں۔

جب انہوں نے ہم پر ظلم وزیادتی کا معاملہ کیا اور ہمارے دین کی دعوت میں رکاوٹ ڈالی تو ہم تمہارے ملک میں آئے اور دیگر لوگوں کے مقابلے میں آپ کے پڑوس میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے، اے بادشاہ! ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نجاشی نے پوچھا کیا تمہارے پاس وہ کلام ہے جو اس آدمی یعنی (یعنی محمد ﷺ) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے؟ حضرت جعفر نے جواب دیا کہ جی ہاں، بادشاہ نے حکم دیا کہ میرے سامنے اس کی تلاوت کرو، ام سلمہ فرماتی ہیں حضرت جعفر نے اس کے سامنے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

{كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا} ۔مریم ۱تا۴

ترجمہ: کٓھٰیٰعٓصٓ، یہ تذکرہ ہے اس رحمت کا جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی، یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ آواز سے پکارا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ "میرے پروردگار! میری ہڈیاں تک کمزور پڑ گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے، اور میرے پروردگار! میں؛ آپ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں ہوا۔

ان آیات کی تلاوت سن کر نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی، اس کے درباری بھی رونے لگے یہاں تک کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے، نجاشی نے کہا: یہ وہ دین ہے جسے موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ذریعے اپنے فیصلے کو عزت بخشی، اور ان کے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھیوں اور لشکر کو باعزت بنایا۔

قلبی یحدّثنی بأنّ أحِبّتی　　　　لھم الملوك السّادة الخلفاءُ

میرا دل مجھے بتاتا ہے کہ میرے محبوب کے پاس بادشاہ، سرداراور خلفاء ہیں۔

بجاھھم عزّ الوجود وعزّھم　　　　عزّت بہ فی مجدھا العلیاءُ

انہی کے مرتبے کی وجہ سے تمام موجودات کی عزت ہے اور اور انہی کے مرتبے سے عزت اپنی بلندی تک پہنچی ہے۔

فالخلق موتی کھوام بوھمھم　　　　وھم بروح علومھم أحیاءُ

ساری مخلوق اپنے خیال کی وجہ سے کیڑے مکوڑوں کی طرح مردہ ہے اور وہ ہستیاں روح ہیں ان کے علوم زندہ ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب السلطان ہیں اسے چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کا ادب بجالائے اور قطعی احکام سے واقفیت حاصل کرے، منافقین کی عادات سے دور رہے، فرمانبردار مومنین کی موافقت کرے، نیز جب تمہیں کوئی حاکم ایسا حکم دے جو رسول اللہ کے فیصلے کے موافق ہو تو اللہ کے فیصلے پر راضی ہو کر اپنا معاملہ اس کے سپرد کردو، اپنی مراد سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی مراد تک پہنچ جاؤ، بے شک جب تم ایسا کرو گے تو تمہیں کامل درجے کا ایمان ویقین حاصل ہوگا اور تمہارا شمار فرنبرداروں میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے:

{فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا} ۔النساء ۶۵

ترجمہ:نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کردیں۔

ارشاد ربانی ہے:

{وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا

اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ رَسُوْلُہٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ } النور ۴۸تا۵۱

ترجمہ: اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے کچھ لوگ ایک دم رخ پھیر لیتے ہیں۔ اور اگر خود انہیں حق وصول کرنا ہو تو وہ بڑے فرمانبردار بن کر رسول کے پاس چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں کوئی روگ ہے، یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں، یا انہیں یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم ڈھائے گا؟ نہیں بلکہ ظلم ڈھانے والے تو خود یہ لوگ ہیں۔۔ مومنوں کی بات تو یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ''ہم نے (حکم) سن لیا، اور مان لیا'' اور ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں،

تسلیم کا یہ درجہ اس شخص کے سامنے ظاہر ہوتا ہے جو یہ بات جانتا ہو کہ تقدیر الٰہی اس کے اندازے کے مطابق جاری نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی باتیں اس کی تدبیر کے مطابق نہیں ہوتی، جو حوادث ارادے کے مطابق نازل نہیں ہوتے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جو ارادے کے مطابق اترتے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عقلمند عارضی جگہ گھر نہیں بناتا اور دوسرے کے گھر میں خود کو مقیم خیال نہیں کرتا، جب بھی تم اپنی عمارت مکمل کرتے ہو تو تقدیر اسے منہدم کر کے پورے ہونے سے روک دیتی ہے؟

متیٰ یبلغ البنیان یوما تمامه إذا کنت تبنیه وغیرك یهدم؟

جب بھی کسی دن عمارت تکمیل تک پہنچتی ہے اور تم اسے تعمیر کرتے ہو تو تمہارے علاوہ کوئی اور اسے گرادیتا ہے۔

اے مسکین! اپنا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کردو شاید قیامت کے دن تم پشیمانی سے بچ جاؤ اور صاحب السلطان کے فیصلے پر راضی رہو، نیز ان کے ایسے فیصلے پر اپنے دل میں کوئی تنگی نہ محسوس کرو جو تمہارے دل کے خلاف ہو، اس کے نتیجے میں تمہیں ایمان پر ثابت قدمی عطا ہوگی، اگر تم اللہ کے

حبیب ﷺ سے محبت کرتے ہو تو ان کے احکام کے فرمانبردار بن جاؤ، نبی کریم ﷺ کے ارادے کے سامنے اپنے ارادے کو ختم کردو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی دعا قبول کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے آپ ﷺ کی ذات پر، اور شرف و کرم اور تعظیم و تکریم کا معاملہ فرمائے۔

هذا هو الحقّ يدنينا فنقترب ‏ ‏ ‏ ‏ پندنو وما دونه ستر ولا حُجُبُ

آپ ﷺ کی ذات حق ہے جو ہمیں قریب کرتی ہے اور ہم اتنے قریب ہو جاتے ہیں کہ سامنے کوئی پردہ اور حجاب نہیں ہوتا۔

دع ما عداه وعُد منه اليه به ‏ ‏ ‏ ‏ وذُد به عنه اجلالا كما يجب

آپ ﷺ کے علاوہ سب کو چھوڑ دو اور انہی کے پاس واپس آکر توشہ اختیار کرو، اور ڈرتے رہے رہو جیسا کہ (ڈرنا) ضروری ہے۔

جرّد وجودك عن تلبيس ملبسه ‏ ‏ ‏ ‏ فاذهب مذاهب قوم للعُلا ذهبوا

فریب کے لباس اپنے وجود کو بچالو اور ان لوگوں کے راستے پر چلو جو بلندیوں کی طرف گئے ہیں۔

واخلع ثيابك ان نوديت منه به ‏ ‏ ‏ ‏ يعلو وجودُك فيه هكذا الأدب

اگر ان کی طرف سے تمہیں بلایا جائے تو اپنا لباس اتار دو تمہارا وجود اسی میں بلند ہوگا اور یہی ادب ہے۔

یہ نیک لوگوں کی سیرت اور محبت کرنے والوں کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، اور رحمت کاملہ نازل کرے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو تمام انبیاء کے سردار اور متقیوں کے امام ہیں۔

یہاں پر نیک لوگوں کی حکایات بیان کی گئی ہیں جو اس راہ کے مسافروں کی رہنمائی کرتی ہیں، اگر مقصد سے خروج کا خوف نہ ہوتا تو ہم انہیں بیان کر دیتے اسی لئے ہم نے انہیں حذف کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت سے نوازے اور بار بار ان کی برکت عطا فرمائے، انہی کے دین پر ہمیں موت دے اور ان کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور ان کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب البرہان'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب البرہان آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، اس کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے قطعی اور روشن دلائل کیساتھ مبعوث ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور امانت پر گواہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معجزات عطا فرمائے، پھر ان قولی وفعلی معجزات کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرما کر دیگر تمام لوگوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو ظاہر فرمایا، صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو پہچان کر تصدیق فرمائی، اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انہیں ہدایت عطا فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب میں ایک مالدار اور شریف آدمی تھا، وہ اپنی بکریوں کو لے کر نکلا او صحراء میں پہنچا تو ایک بھیڑیئے نے بکریوں پر حملہ کر دیا، اس نے چیخ ماری تو بھیڑیا بکریوں سے باہر نکلا اور پھر دوسری طرف سے حملہ آور ہوا، اس نے پھر چیخ ماری تو بھیڑیا کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا، آدمی نے کہا میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں دیکھی کہ بھیڑیا مجھ پر حملہ کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچانک بھیڑیا فصیح عربی زبان میں بولنے لگا: اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم مجھ سے بھی عجیب ہو کہ اپنی بکریوں میں کھڑے ہو اور تم نے اس نبی کو چھوڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے جن کی طرح کوئی نبی نہیں بھیجا، وہ اللہ کے دشمنوں سے قتال کر رہے ہیں، جنت کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے ہیں، جنت سے ان کی بیویاں جھانک کر لڑائی دیکھ رہی ہیں، آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ہر دروازے سے فرشتے انہیں دیکھ رہے ہیں، تمہارے اور اس نبی کے درمیان یہ گھاٹی ہے، تم اللہ کے لشکر اور اس نبی کے گروہ میں پہنچ جاؤ، جبرئیل مدد کیلئے ان کے ساتھ ہے۔

عربی نے کہا میں نے اس سے زیادہ تعجب والی کوئی بات نہیں دیکھی، بھیڑیئے نے کہا معاملہ ایسے ہی ہے جیسے میں نے تمہارے سامنے بیان کیا ہے، عربی نے کہا؟ میری بکریوں کا کیا بنے گا؟ بھیڑیئے نے کہا میں تمہاری واپسی تک ان شاء اللہ بکریوں کو چراتا رہوں گا، راوی کہتے ہیں، اس آدمی نے بکریاں بھیڑیئے کے حوالے کیں اور جلدی سے گھر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا، کلمہ طیبہ پڑھا اور لڑائی میں شریک ہو کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا، جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو فتح عطا فرمائی تو وہ آپ ﷺ کے پاس پھر حاضر ہوا اور اپنا واقعہ بیان کیا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بکریوں کے پاس واپس جاؤ تم انہیں اسی طرح پاؤ گے، چنانچہ وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچا تو وہ پہلے کی طرح تھیں اور بھیڑیا ان کے اردگرد گھوم رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی نے بھیڑیئے کا شکریہ ادا کیا اور اس کے لئے ایک بکری کو ذبح کیا، حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک بچہ ملا جس کا نام ابن مکلم الذئب (یعنی بھیڑیئے سے بات کرنے والے کا بیٹا) تھا۔[1] (دلائل بیہقی، خصائص کبری، البدایہ والنھایہ)

بہرحال بھیڑیئے کا گفتگو کرنا آپ ﷺ کی رسالت پر واضح معجزہ اور سچی دلیل تھی، اسی طرح چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، پتھروں کا فرمانبردار بننا، کھجور کے تنے کا رونا، آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے پھوٹنا، آپ ﷺ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، اور آپ ﷺ کی دعوت پر درختوں کا آجانا، یہ سب واقعات بہت سارے طرق سے مروی ہیں، ان معجزات میں صرف رکانہ پہلوان والا واقعہ ہی کافی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اسے پچھاڑ دیا تھا حالانکہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھا، آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وجہ سے اس پر غالب آگئے اور اپنی ذات میں رکانہ کو اللہ تعالیٰ کا معجزہ دکھا کر اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کیا اور کہنے لگا کہ اس وقت تک اسلام نہیں لاؤں گا جب تک تم اپنی سچائی پر نشانی نہیں لاؤ گے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ گواہ ہے اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور وہ میری دعا کو قبول فرمائے جو میری سچائی پر دلالت کرے، تو تم ضرور میری دعوت کو قبول کرو گے"۔

اس نے کہا جی ہاں، اس کے قریب ایک شاخوں والا درخت تھا، نبی کریم ﷺ نے اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے آجاؤ، چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے اور اپنے نصف تنے کی لکڑی اور شاخوں کے بل رسول اللہ ﷺ اور رکانہ کے سامنے آ گیا، رکانہ نے کہا آپ ﷺ نے مجھے ایک عظیم نشانی دکھائی ہے، اب اسے واپس اصلی حالت پر جانے کا حکم دیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تم پر گواہ ہے، اب اگر میں اس کی لکڑیوں اور شاخوں کو حکم دوں کہ وہ اپنی اصلی حالت پر واپس چلی جائیں

---

[1] (علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں ابن عبدالبر کے حوالے سے لکھا ہے کہ تین صحابہ کرام، رافع بن عمیرہ، سلمہ بن اکوع اور اھبان بن اوس السلمی سے بھیڑیئے نے گفتگو کی ہے، دیکھئے حیوۃ الحیوان، ۱/۱۴۱۴ از مترجم)

اوراس کے دونوں ٹکڑے جڑ جائیں تو کیا تم میری بات کو ضرور قبول کرو گے، اس نے کہا جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے درخت کو حکم دیا تو وہ پہلی حالت پر لوٹ گیا۔ (الشفا)

پس اے محبت کرنے والے! اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ سے ہماری محبت میں اضافہ فرمائے، یہ کتنا بڑا معجزہ اور کتنی قوی دلیل ہے اوراس میں کتنا واضح بیان ہے کہ عود کا درخت دو ٹکڑے ہوا اور اپنے تنے کے بل بغیر قدموں کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر واپس پہلے کی طرح جڑ گیا، یہ سب کائنات کے خالق کی قدرت تھی جس نے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور آپ ﷺ کی رسالت کو مکمل طور پر بیان فرمایا۔

کم ردّ اللہ نفسا عنه شاردۃ   بمعجزات غدت للخلق واردۃ

حتیٰ أقرّت، وکانت قبل جاحدۃً   جاءت لدعوته الأشجار ساجدۃ

تمشی الیه علیٰ ساق بلا قدم

کتنے بھاگنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ذریعے واپس لوٹا دیا جو مخلوق کے سامنے وارد ہوئے ہیں، آخر کار انہوں نے اقرار کیا حالانکہ انہوں نے پہلے انکار کیا تھا، آپ ﷺ کی دعوت پر درخت سجدے کی حالت میں بغیر قدموں کے تنوں کے بل چل کر حاضر ہوئے۔

فویح نفس رأت هذا عنه أبت   والشجر لمّا دعاها نحوه اقتربت

وقال عودی فعادت مثل ماذهبت   کأنّما سطّرت سطرا لما کتبت

فروعها من بدیع الخطّ فی اللّقم

افسوس ہے اس جان پر جس نے آپ ﷺ کی یہ بات دیکھ کر بھی انکار کیا حالانکہ درخت کو جب آپ ﷺ نے اپنی طرف بلایا تو وہ قریب آ گیا، پھر فرمایا کہ واپس لوٹ جاؤ تو دوبارہ واپس لوٹ گیا گویا کہ وہ اپنی شاخوں سمیت راستے کے درمیان میں عمدہ انداز میں قطار بنا کر حاضر ہوا۔

فصل

آپ علیہ السلام سے محبت رکھنے والے اور آپ ﷺ کی ملاقات کا شوق رکھنے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ ان عجیب وغریب دلائل سے اپنے دل کو فائدہ پہنچائے جو آپ ﷺ کی سچائی پر

دلالت کرتے ہیں، آپ ﷺ کے معجزات کو اچھی طرح بیان کرے جن سے علم میں اضافہ ہو اور اپنے دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ آپ ﷺ اللہ کی پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے والے رسول ہیں، آپ ﷺ کے معجزات کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ تمام اسرار، انوار اور مالداری کا خزانہ ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ نے جس پر آپ ﷺ کے انوارات کو کھولا اس پر مہربانیوں کی بارش ہوئی۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کبار صحابہ کرام میں سے ہیں، اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ سے محبت کے بدولت ان کا اکرام فرمایا، حسن سیرت کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر خلاف عادت باتوں کو ظاہر فرمایا، ان کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت جہاد کر رہی تھی کہ نماز کا وقت آ گیا اور انہیں وضو کے لئے پانی نہ ملا، چنانچہ حضرت علاء کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر یوں دعا فرمائی:

اللّٰھمّ انّا عبیدُکَ وفی سبیلِکَ نُقَاتِلُ عدوَّکَ .اللّٰھمّ فاسقنا غیثا نتوضّأ بہ .ونشرب منہ.فاذا توضّانا وتزوّدنا لم یکن فیہ نصیب لغیرنا۔

ترجمہ: اے اللہ ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے دشمنوں سے جہاد کر رہے ہیں، اے اللہ ہمیں بارش کا پانی عطا فرما جس سے ہم وضو کریں اور پئیں اور توشہ کے طور پر رکھ لیں، جب ہم وضو کریں اور توشہ لے لیں تو ہمارے علاوہ کسی کو کوئی حصہ نہ ملے۔

جب وہاں سے چلے تو پانی موجود تھا اور بارش تھم چکی تھی، ہم نے وضو کیا، پانی پیا اور اپنے پاس توشہ کے طور پر بھی لے لیا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے برتن بھر کر اس جگہ رکھ دیا تا کہ دیکھ سکوں کہ ہماری دعا قبول ہوئی یا نہیں، چنانچہ ہم تھوڑا سا چلے پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ برتن بھول آیا ہوں، چنانچہ میں اس جگہ واپس آیا تو برتن ایسا تھا گویا اس میں کبھی پانی ڈالا ہی نہیں تھا۔

پھر ہم تھوڑا سا اور چلے یہاں تک کہ دارین (مقام) تک پہنچ گئے، ہمارے اور ان کے درمیان سمندر حائل تھا، علاء حضرمی نے دعا فرمائی:

یاعلیمُ یاحکیمُ .یاعلیُّ یاعظیمُ .انّا عبیدُکَ وفی سبیلِکَ .نُقَاتِلُ عدوَّکَ فاجعَل لنا الیھم سَبِیلا

ترجمہ: اے علیم و حکیم، بلند اور بڑی ذات! ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے راستے میں ہیں اور تیرے دشمنوں سے جہاد کر رہے ہیں، پس ان تک پہنچنے کے لئے ہمارے لئے راستہ بنا دیجئے۔

چنانچہ ہم سمندر میں داخل ہوئے اور سینے تک پانی میں ڈوب گئے اور بالاخر دشمن تک پہنچ گئے، واپسی پر حضرت علاء کو پیٹ کا درد شروع ہوا اور وفات پا گئے، ان کے ساتھیوں نے غسل دینے کے لئے پانی تلاش کیا لیکن انہیں نہ ملا، آخر کار انہیں کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا، پھر ان کے ساتھی وہاں سے روانہ ہوئے تو انہیں پانی مل گیا، انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ واپس آ کر حضرت علاء کو قبر سے نکال کر غسل دیں چنانچہ وہ واپس آئے اور حضرت علاء کو تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے، کسی آدمی نے بتایا کہ میں نے انہیں موت کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اے علی، عظیم، حکیم اور علیم ذات میری موت کو ان سے چھپا کر رکھئیے اور ان میں سے کسی کو میرے ستر پر مطلع نہ فرمائیے، چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوئی۔

حضرت عمر بن ثابت فرماتے ہیں کہ بصرہ کے کسی آدمی کے کان میں گٹھلی چلی گئی، اطباء نے اس کا علاج کیا لیکن اس پر قابو نہ پا سکے اور وہ دماغ تک چلی گئی، اس کی رات بیداری کی حالت میں گذرنے لگی اور زندگی بدمزہ ہوگئی، بالآخر اس نے حضرت حسن کے کسی ساتھی سے اس کی شکایت کی، اس نے کہا: تمہارا ناس ہو، اگر تمہیں کوئی چیز فائدہ دے سکتی ہے تو وہ حضرت علاء بن حضرمی کی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مانگ کر سمندر میں گھس گئے تھے، اس نے پوچھا اللہ تم پر رحم فرمائے وہ کون سی دعا ہے؟ اس نے یہ دعا بتائی ''یا علی، یا عظیم، یا حکیم، یا علیم، اس آدمی نے صدق دل اور صحیح نیت کے ساتھ یقین رکھتے ہوئے ان الفاظ سے دعا مانگی، کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ گٹھلی کان سے نکل کر دیوار پر اس طرح جا لگی کہ اس کی آواز تھی۔

پس اے محبت کرنے والے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی محبت اور تعظیم تمہیں بلندیوں تک پہنچادے گی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمارا حشر ان کے ساتھ فرمائے اور ان کا ٹھکانا اچھا کرے۔

وقارهم حقّ علىٰ كل مسلم   وحبّهم فرض وبغضهم كفر

ان کی عزت ہر مسلمان پر حق ہے اور ان کی محبت فرض ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔

فان كان فى الدّارين فخر لعالم   لعمرك فى الدّارين هذا هو الفخر

اگر دنیا و آخرت میں جہان کے لئے کوئی فخر ہے تو تمہاری عمر کی قسم! وہ فخر انہی کی ذات ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بہت شوق تھا اور وہ کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان فرمایا کرتے تھے، ایک دن فرمایا کہ اگر اللہ تعالی نے حضرت عیسی کا اکرام کیا کہ وہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے تھے تو یقیناً ہم نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے بھی بڑھ کر عظیم باتیں دیکھی ہیں، ہم خیبر میں تھے اور مسلمانوں پر معاملہ بڑا سخت ہو گیا، ہم سخت لڑائی میں تھے، مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے خلاف سب سے زیادہ لڑنے والے شیرِ خدا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، مسلمانوں کو ان کے بارے میں سخت اندیشہ ہوا کیونکہ وہ بہادروں کے ساتھ آگے بڑھتے جارہے تھے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو چار آدمی حضرت علی کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر رسول اللہ کی کی خدمت میں اس طرح لائے کہ سر سے لے کر پاؤں تک انہیں اوپر اٹھایا ہوا تھا اور پورا جسم زخمی تھا، لوگوں نے حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، ہم ان کا حال دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے، میں بھی لڑنے والوں میں شامل تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے زخم پر اپنا دستِ مبارک رکھا، اللہ کی قسم! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا تو ان پر زخم کا اثر بھی باقی نہیں رہا، حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ اس طرح اٹھے کہ ان پر خون بالکل نہیں تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں بہت زیادہ رویا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے پاس سے گذر ہوا تو رونے کی وجہ دریافت فرمائی؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ معجزہ دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کی نظر میں علی بن ابی طالب کے مرتبے کو نہیں پہچانتے؟ اے ابوھریرہ! جب علی بن ابی طالب نے لڑائی شروع کی تو آسمان کے دروازے ان پر کھل گئے، اور فرشتے ان کی طرف دیکھنے لگے، حور عین نے انہیں جھانک کر دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے فرشتوں پر فخر فرمایا۔

فابن عمّ النبیّ أحسن ثناہ   وأبو السیدّین ریحانتیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی کی بہترین تعریف کرو جو دو خوشبودار سرداروں (حسن وحسین) کے والد ہیں۔

لعن اللہ من یذمّ علیاً   وبری سیف بأسہ ودجیہ

جو علی کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور عذاب کی تلوار اس کی رگوں کو کاٹ دے۔

أنا ممن یؤذی علیا بریء نصب اللہ بالرّدٰی جانبیه

میں علی کو تکلیف پہنچانے والے سے بری ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں طرف چادر بچھائی ہے۔

أیّ قربیٰ تفوق قربیٰ علیّ هاشميّ الجدود من أبویه

کون سی رشتہ داری علی کی رشتہ داری سے بلند ہے، ان کے ماں باپ دونوں ہاشم کی اولاد سے تھے۔

زوج خیر النساء بنتا وأمّا والّذی بطنها وعا ولدیه

ان کی اہلیہ بیٹی اور ماں ہونے کے اعتبار سے تمام عورتوں سے بڑھ کر ہے، اس کے بطن نے دو لڑکوں کی پرورش کی ہے۔

أمّها أوّل النساء ابتدارا لنکاح الرسول حرصا علیه

ان کی ماں وہ پہلی عورت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کے نکاح کی حرص میں سبقت کی ہے۔

أولیس النبیّ کان کثیرا حاملا فی صلاته سبطیه

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز میں حضرت علی کے دو صاحبزادوں کو نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

فاذا قام راکعا من سجود کان یقلعهما علیٰ کتفیه

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے اوپر اٹھتے تو انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔

هکذا یُمدَح الامام علیّ هکذا یحسن الثناء علیه

امام علی کی اس طرح مدح اور تعریف کی جاتی رہے گی۔

لیث حرب وطال ما کان یجری دمُ أعدائه علیٰ ساعدیه

وہ جنگ کے شیر تھے اور بسا اوقات ان کے دشمنوں کا خون ان کے بازوں پر بہتا تھا۔

ربّ کرب عن صدر أحمد جلّی یوم أروی من الدماء لدیه

انہوں نے خوف والے دن کتنی خونی مصیبتوں کو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا ہے۔

انّه کان فی حنین وبدر حاملا فوق کفّه رأیتیه

بیشک وہ حنین اور بدر میں اپنی ہتھیلی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

یارسول الآله دعویٰ غریب — بأن عن أهله وعن طفلتیه

اے اللہ کے رسول! یہ عجیب دعویٰ ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور دونوں بچوں سے جدا ہو گئے۔

فسل الله للغریب رجوعا — فعسیٰ تنجلی هموم لدیه

پس تم اللہ تعالی سے اس مسافر کے رجوع کی دعا کرو، امید ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں اسکے غموں کا مداوا ہو جائے۔

وعلیٰ المصطفیٰ صلاة الآله — مابکیٰ طائر علیٰ أیکتیه

مصطفیٰ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو جب تک پرندے گنجان درختوں پر روتے رہیں۔

پس اے محبت کرنے والے گنہگارو! تم بیک زبان اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس دعا سے رجوع کرو کہ ''اے بلند، عظیم حکیم اور علیم ذات! بیشک ہم آپ کے بندے اور آپ کا ایک لشکر ہیں، آپ کے نبی سے لپٹے ہوئے ہیں، آپ کے حبیب ﷺ کی امت ہیں، اس شفاعت کرنے والی ذات کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ! آپ کے ہاں اس نبی کی حرمت اور مرتبے کے ذریعے ہم فیصلے کے وقت کامیابی، شہداء کی قیام گاہ، سعادت مندوں کی زندگی، دشمنوں کے خلاف مدد اور انبیاء کی صحبت کا سوال کرتے ہیں، اے ارحم الراحمین ذات! تیرے کمزور بندے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، اور تکلیف کے وقت آپ کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے، پس ہمیں غم سے نجات عطا فرما دیجئے، ہماری دعا کو قبول فرمائیے اور اے اکرم الاکرمین اور رب العالمین ذات! ہماری ضرورتوں کو پورا فرما، اور اے اللہ! ہمارے سردار محمد خاتم النبین ﷺ پر رحمت نازل فرما جو تمام مرسلین کے سردار ہیں، آپ ﷺ کی آل اور تمام صحابہ کرام سے راضی ہو جا، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''صاحب البراق'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

صاحب البراق آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، براق وہ جانور ہے جس پر معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر سوار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملأ اعلیٰ تک جا پہنچے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض عجیب و غریب روایات میں اس سواری کی کچھ خصوصیات بیان فرمائی ہیں، کچھ لوگوں نے ان روایات کو اہتمام سے جمع کیا ہے، ان روایات سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ''میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک جانور تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، اس کا چہرہ انسان کی طرح اس کے کھر اونٹ کی طرح تھے، اس کی دم بیل کی طرح اور اس کی خوشبو گھوڑے کی طرح تھی، جب حضرت جبریل میرے قریب ہوئے تو وہ بدھک گیا اور اس کی خوشبو پھیل گئی، حضرت جبریل نے اس پر ہاتھ پھیر کر کہا: اے براق! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ بدھک، اللہ کی قسم! اللہ کی نظر میں ان سے افضل کوئی بلند مرتبہ پیغمبر اور کوئی مقرب فرشتہ تم پر سوار نہیں ہوا، اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب الشفاعہ ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے بھی ان کی شفاعت مل جائے، اس سواری کی خوبی یہ تھی کہ جہاں تک نظر جاتی وہاں اس کے قدم پڑتے تھے۔

یہ مبارک براق جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی میرے خیال میں جنت سے آیا تھا، میں نے ابن ابی جمرہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ یہ اصل میں زمین کا جانور تھا لیکن خلافِ عادت اسے قوت حاصل ہو گئی اور معجزے کے طور پر وہ تیز رفتاری میں اپنے جیسے دیگر جانوروں سے بہت آگے نکل گیا اور اس نے خلافت عادت مسافت کو قطع کیا، یہ براق زمین کا جانور تھا لیکن اپنی قوت اور صفات کی وجہ سے ہم جنس جانوروں پر بازی لے گیا۔

تمام موجودات میں ہاشمی اور عربی نبی کی خصوصیت کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق فرمائی، پھر جہان والوں پر مہربانی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امرِ عظیم کا فاتح اور تمام انبیاء میں آخری نبی بنایا، لہذا اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تعجب نہ کرو اور عقل کے ذریعے اللہ

پر حکم نہ لگاؤ کیونکہ اسے یہ بات خوب معلوم تھی کہ رسالت کو کہاں رکھنا ہے۔

اس سواری کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس کا چہرہ انسان کی طرح کھر اونٹ کی طرح دم بیل کی طرح اور خوشبو گھوڑے کی طرح تھی، اور یہ سواری خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑھی تھی، نیز راز کی بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کے علاوہ حیوان کی مختلف انواع مثلاً گھوڑا، اونٹ اور دیگر جانوروں کو پیدا فرمایا جن سے عموماً بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور مسافت کو طے کرنے کے لئے ان سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور حکمت کا اظہار کرتے ہوئے یہ صفات اس براق میں پیدا فرمائی، ان سب حیوانات کی قوت براق کی قوت کے برابر نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اعضاء کو مضبوط بنا کر ظاہری اور معنوی خوبیاں عطا فرمائی اور پھر اسے بغیر ستونوں والے آسمان پر بلند کیا۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی کمالِ قدرت کی طرف اشارہ ہے، نیز یہ اشارہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کے سامنے نور کی شکل میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو آسمانوں اور زمین کے تمام حیوانات پر پیش کیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کا کسی نے انکار نہیں کیا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا وقت آیا تو مخلوق کو اس کی خوشخبری دی گئی اور مشرق ومغرب میں منادی کرائی گئی، حیوانات اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے مشتاق ہوئے اور جلدی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھانے کے لئے جانوروں میں اختلاف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھانے کا شرف براق کو حاصل ہوا جو مختلف قسم کے حیوانات کی شکلوں کا مجموعہ تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسم گرامی سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نبی اور بشر اس براق کی پشت پر سوار نہیں ہوا، یہ جانور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق تھا، لیکن حضرت جبریل کا ارشاد ''کہ اللہ کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی محترم ہستی تم پر سوار نہیں ہوئی'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی پشت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی خاص ہستی سوار ہوئی ہے، اور یہ بات بعض روایات میں بیان کی گئی ہے، وہ کتنی برکت والی سعادتمند سواری تھی کہ جب اس پر سید الکونین اور ذی روح مخلوق میں سب سے باعزت ہستی سوار ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اس سواری پر ظاہر ہوئی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ''قاب قوسین'' تک پہنچ گئی یہاں تک کہ مقربین فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

کلّ القلوب لطیب وصلك تطلب ولحسن وجهك كل عين ترغب

ہر دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کی خوشبو کو تلاش کرتا ہے اور ہر آنکھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے حسن کی مشتاق ہے۔

وحديث كلّ الكون عنك معيّن فلكلّ سمع منك قول مطرب

تمام کائنات کی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں متعین ہے اور ہر کان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اچھی گفتگو ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس براق نے کہا کہ مجھ پر ابراہیم علیہ السلام نے سواری فرمائی اور انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی تھی کہ عنقریب تم پر ایک شفاعت والا نبی سوار ہوگا، جبریل نے براق کو بتایا کہ یہی صاحب شفاعت، بلند رتبہ اور سب سے آخری نبی ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی۔

ولكلّ معنیٰ منك فهم ذائق ولكلّ ذوق منك شرب طيّب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہونے والی ہر چیز سے عقل و فہم کو فائدہ پہنچتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہونے والے ہر شراب کا ذائقہ عمدہ ہے۔

راحت بك الأرواح فيك وفارقت تركيبها ولها اللّطائف مركب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے روحوں کو سکون حاصل ہوا اور وہ دنیا سے جدا ہوئیں۔

وتنافست فيك النفوس صبابة فغدا بها في جنب حبّك يعذبا

دلوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایک دوسرے سے سبقت کی، اس عشق کے ذریعے کل (قیامت کے دن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے پہلو میں مٹھاس حاصل کریں گے۔

صلّی علیك الله یاروح النُّهیٰ مادامت الدّنیا ودار الدّولب

اے عقلمندوں کی روح! اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل کرے جب تک دنیا اور اس کے گرد گھومنے والی چیزیں موجود رہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ براق ہیں، اس پر سوار ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کائنات کے خالق کا دیدار کیا اور باوجود بلند مقام و مرتبے کے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوار کرنے کے لئے

اپنا قدم اس وقت تک نہیں اٹھایا جب تک کہ آپ ﷺ نے اسے اللہ کے ہاں اپنی شفاعت اور عذاب سے نجات کی ضمانت نہ دی، اے گنہگارو! ہمارا کیا حال ہوگا حالانکہ ہم تو اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے اور آخرت کی ہولناکیوں اور سختیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں، دنیا کی لذتوں اور اس کی چمک دمک میں مشغول رہتے ہیں، کتنی بڑی اور ہمیشہ کی مصیبت پیش آنے والی ہے۔

مشہور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ:

''ان ادنیٰ ما أصنعُ بالعالم اذا آثر شھوۃَ الدّنیا علیٰ طاعتی أن أسلبه لذة مناجاتی۔

ترجمہ: ''جب کوئی عالم میری اطاعت پر دنیا کی خواہش کو ترجیح دیتا ہے تو کم سے کم عذاب اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی مناجات کی لذت اس سے چھین لیتا ہوں''۔ (اتحاف السادہ المتقین)

بعض عارفین کا قول ہے کہ شہوات کی لذت سے اطاعت کی لذت کو چھیننا یہ عام لوگوں میں ہوتا ہے، خاص لوگوں کو یہ سزا ملتی ہے کہ ان کی مراد کے سامنے پردہ ڈال دیا جاتا ہے (یعنی مقصد کی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگ نہیں سکتے)۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفر کے دوران پہاڑ کے اوپر سے ایک کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ ہم سے اعراض کرنے کے علاوہ تمہاری ہر غلطی معاف ہے، یقیناً ہم نے تمہیں وہ تمام چیزیں عطا کی جو تمہارے پاس نہیں اور وہ چیزیں باقی ہیں جو ہمارے پاس نہیں چنانچہ وہ اتنے پریشان ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی اور ایک دن اور رات تک افاقہ نہ ہوا، یہ بلند رتبہ طالبین اور عابدین کی حالت تھی لیکن اس کے باوجود ان کے دل ڈرتے تھے اور ان کے نفوس میں عاجزی تھی، وہ نیکیوں میں سبقت حاصل کرنے والے اور نجات پانے والے لوگوں کے راستے پر چلتے تھے، لہٰذا اے گنہگارو! اپنے نبی سے چمٹ جاؤ اور اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت کو مضبوطی سے تھام لو، بیشک اللہ کی بارگاہ میں تمہارے پاس ان کی محبت کے سوا کوئی چیز نہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ان کے جلال کا وسیلہ پکڑ لو۔

به ستقبل عند الله معذرتی	ویصلح الله دنیای وآخرتی
وفی شفاعته فوزی بمغفرتی	فانّ لی ذمّة منه بسمتیتی

محمدا وھو أوفی الخلق بالذّمم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہمارا عذر قبول کیا جائے گا اور اللہ تعالی ہماری دنیا اور آخرت کی اصلاح کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے طفیل مغفرت کے ساتھ میں کامیاب ہونگا، بیشک میرے محمد نام کی وجہ سے ایک ذمہ ہے اور وہ مخلوق میں سب سے بڑھ کر ذموں کو پورا کرنے والے ہیں۔

ذنوبی الیوم قد أربت علی العدد   وما بجسمی للفح النار من جلد

ولیس أرجو سواہ عدّۃ لغدی   ان لم یکن فی معادی آخذا بیدی

فضلا والا فقل یازلّۃ القدم

آج میرے گناہ گنتی سے زیادہ ہوگئے اور میرے جسم اور کھال کو آگ میں جلنے کی سکت نہیں ، مجھے اپنے کل کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی زادِراہ کی امید نہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن میرا ہاتھ نہ پکڑا تو قدموں ڈگمگانے پر افسوس ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف وتعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''راکب النّجیب'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

راکب النّجیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے، نجیب عمدہ گھوڑے کو کہتے ہیں، لہذا یہ احتمال ہے کہ اس کا معنی ''نر اور عمدہ گھوڑے پر سوار ہونے والا'' ہو، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت اور شہسواری کے کمال پر دلالت کرتی ہے کہ عمدہ اور مضبوط گھوڑے بھی سواری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوتے تھے، یہ بھی احتمال ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کا لقب ہو، چنانچہ بعض علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں میں نجیب کو بھی شمار کیا ہے، ابو محمد دمیاطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سات گھوڑے تھے، ان گھوڑوں کے نام یہ ہیں: سکبۃ، مرتجز، اللّحیف، لزاز، طرف، ورد اور سبحۃ، بعض علماء نے گھوڑوں کی تعداد پندرہ تک بتلائی ہے، سہیلی نے مذکورہ گھوڑوں پر ضریس نامی گھوڑے کا اضافہ کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کا مرتجز نامی گھوڑا ہی نجیب ہے، وہ بڑے عمدہ طریقے سے ہنہناتا تھا جس کی وجہ سے اس کا نام مرتجز رکھا گیا کیونکہ جب وہ ہنہناتا تو ایسے لگتا جیسے شعر پڑھ رہا ہو، ایک قول کے مطابق یہی وہ گھوڑا تھا جس کے بارے میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی، حضرت خزیمہ مجلس سے غائب تھے لیکن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی تھی، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سچے نبی ہیں جن کی صداقت پر معجزات دلالت کرتے ہیں، جب حضرت خزیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ ان کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دیدی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے محبت رکھتے تھے اور اس کی تعریف ان الفاظ سے کیا کرتے تھے:

''الخَیلُ مَعقودٌ بِنَوَاصِیها الخیرُ الی یومِ القِیامَةِ''

ترجمہ: ''گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک بھلائی رکھی گئی ہے''۔ صحیح بخاری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نعمان کے گھوڑے نے گفتگو فرمائی تھی، یہ ایک طویل قصہ ہے جو ہم نے کسی جگہ پر بیان کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد فرمایا: اے نعمان کے گھوڑے! امانت کو ادا کرو، حضرت انس فرماتے ہیں کہ گھوڑے نے کھانس کر گلا صاف کیا اور پھر کہنے لگا: اے محمد! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے اور جس نے ہمیں بنی آدم کا محبوب اور تمام جانوروں کا سردار بنایا اور ہمارے دلوں پر یہ کلمہ لکھ دیا:

''لاالٰه الا اللّٰه وحدَه لاشریکَ له. وأنّ محمّدا عبدُه ورسولُه''

نیز یہ بھی لکھ دیا گیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، اور علی رضی، قرآن اللہ کا کلام ہے، خیر اور شر اللہ کی طرف سے ہے، یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ تھا۔

فسبحان من أعطاه کلّ فضیلة وبیّنها للنّاس فی محکم الذّکر

پاک ہے وہ ذات جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی فضیلت عطا فرمائی ہے اور اسے اپنی محکم کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کیا ہے۔

فیا راحم المسترحمین بفضله ورازق مَن فی البحر طرّا وفی البرأ

اے رحم طلب کرنے والوں پر اپنے فضل سے رحم کرنے والے! اور خشکی وتری کی تمام مخلوق کو رزق دینے والے۔

فأنت الذی أرجوه فی کلّ شدّة وأنت المُناجی فی ضمیری وفی فکری

آپ وہ ذات ہیں کہ میں ہر تنگی میں جس سے امید رکھتا ہوں اور اپنی سوچ وفکر میں جس کی امید رکھتا ہوں۔

أنلنی أمانا منك ممّا أخافه لدیٰ الدّین والدّنیا وفی القبر والحشر

دین ودنیا میں اور قبر وحشر میں جس چیز کا مجھے خوف ہے مجھے اس سے اپنی امان عطا کیجئے۔

وصلّ علیٰ خیر الأنام محمّد امام الهدیٰ المختار من سادة غرّ

مخلوق میں سب سے بہتر ہستی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل کیجئے جو ہدایت کے منتخب امام اور چمکتے ہوئے سردار ہیں۔

وبارك وسلّم وارض عن آله التّقی وخیر صحاب حبّهم لم یزل ذخری

برکت اور سلامتی نازل فرما اور اس کی نیک اولاد اور بہترین ساتھیوں سے راضی ہوجا، ان کی محبت مسلسل میرا لئے ذخیرہ بنی رہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ''راکب النجیب'' ہے اسے چاہئیے کہ اقوال

وافعال میں آپ ﷺ کی پیروی کرے، اور آپ ﷺ کے احوال سے ہدایت حاصل کرے، اور گھوڑے تیار رکھے جس سے مشرکین کے خلاف قوت کا ظہور ہو، اس کے ذریعے اللہ کے دشمن کافروں کو ڈرائے، اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دشمنوں کے خلاف ایمان والوں کی مدد کا ارادہ کرے، فخر کے اظہار سے اپنے آپ کو بچائے کیونکہ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ گھوڑا تین قسم کا ہے، ایک آدمی کے لئے پردہ ہے، ایک آدمی کے لئے اجر ہے اور ایک آدمی کے لئے بوجھ ہے"۔

لہذا اے محبت کرنے والے! ضروری ہے کہ نیت کو درست کرلو، نفس کا مجاہدہ کرو اور اللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، بیشک اللہ تعالی پر کوئی چیز مخفی نہیں، اس کے پاس تمام امور کا علم ہے، وہ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینے کی مخفی باتوں کو خوب جانتا ہے، اللہ کی قسم! معاملہ بڑا سخت ہے اور ہمارے اعمال میں اخلاص نہیں، ہمارے بہت سارے اعمال منافقین کے مشابہہ ہیں، اگر پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہماری بخشش نہ کی تو ضرور ہم نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہونگے۔

حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شام کے ایک آدمی نے کہا: مجھے ایک حدیث سنا دیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس آدمی کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا، اللہ تعالی اسے بلا کر اپنی نعمت یاد دلائے گا، جب اسے یاد آجائے گی تو اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے کہ تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے آپ کی رضا کی خاطر قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے: تم نے جھوٹ کہا، تم نے اس لئے قتال کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں بہادر ہے، سو کہا جا چکا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

ایک وہ آدمی ہوگا جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا ہوگا، اس کو بلا کر اللہ تعالی اپنی نعمت یاد دلائیں گے، اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد آجائے گی، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور آپ کی رضامندی کی خاطر قرآن کی تلاوت کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا تم نے اسلئے علم حاصل کیا تا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن کی تلاوت

اس لئے کی تا کہ قاری کہا جائے ،سو کہا جا چکا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ چہرے کے بل گھسیٹ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے۔

ایک وہ آدمی ہوگا جسے اللہ تعالی نے وسعت عطا فرمائی ہو اور اسے مختلف قسم کا مال دیا ہوگا، اسے بلا کر اللہ تعالی اپنی نعمت یاد دلائیں گے، اسے سب نعمتیں یاد آجائیں گی، اللہ تعالی پوچھیں گے کہ تم نے اس مال میں کیا معاملہ کیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس راستے میں خرچ کیا جس میں خرچ کرنا ضروری تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ کہا: یہ سب اس لئے کیا تا کہ تمہیں سخی کہا جائے ،سو کہا جا چکا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، تفسیر قرطبی، صحیح مسلم)

اے بھائی! اس دن اخلاص کا کیا حال ہوگا جب پوشیدہ راز ظاہر ہو جائیں گے، پردے ہٹا دیئے جائیں گے، نافرمانوں کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا، ان کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور زبان لڑھک جائے گی، جگر پھٹ جائیں گے، صحیفے کھل جائیں گے، نافرمان برے اعمال کو دیکھے گا تو ہلاکت کو پکارے گا اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اس پر تنگ ہو جائے گی، اس کے سابقہ گناہ اسے گھیرے میں لئے ہونگے، پھر اسے ڈانٹتے ہوئے ہوئے پکار کر کہا جائے گا کہ برے اعمال کرنے والا کامیاب نہ ہوگا۔

لہذا اے وہ شخص جس کے باطنی اعمال خراب ہو گئے اور نیک عمل نے اسے فائدہ نہیں پہنچایا، اے بہت زیادہ لغزشیں کرنے والے! اے دائمی غفلت برتنے والے! دنیا میں کس نے تمہیں پالا اور کس نے تمہیں کھلایا پلایا؟ کس نے تمہیں گفتگو کا طریقہ سکھایا؟ کس نے تمہیں صورت عطا فرمائی؟ کس نے دنوں اور راتوں میں تمہاری حفاظت فرمائی؟ کس نے تمہیں ماں کے پیٹ میں تکلیفوں سے نجات عطا فرمائی؟ ہمارے پاس سے تم وفا کے ساتھ نکلے لیکن کیا تمہیں اپنی اس جفا کا علم ہے؟ ہمارے پاس سے تم امانت کے ساتھ نکلے پھر کیا تمہیں اپنی خیانت معلوم ہے؟ اے حفاظت میں کوتاہی کرنے والے! تم نے امانت میں کس طرح خیانت کی ہے؟ جنت کی نعمتوں سے تمہیں کس نے غافل کیا؟ علیم ذات سے چھپنے پر کس چیز نے تمہیں ابھارا اور اپنے کریم رب کے بارے میں تجھے کس نے دھوکے میں ڈالے رکھا؟

جب دل ٹوٹ جائیں گے اور گنہگار اپنے عیوب کا اعتراف کر کے کہے گا کہ اے میرے مولیٰ! آپ کے کرم نے مجھے دھوکے میں ڈال رکھا تھا، مجھ پر آپ کا حلم غالب آیا، مجھ پر آپ کی رحمت وسیع ہوئی

اور میں دنیا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ آپ کی ذات پر بھروسہ کرنے والا تھا، میں نے آپ کی بارگاہ میں سب سے مقرب ہستی کا وسیلہ پیش کیا جو اپنی امت پر مہربان ہیں اور ان کی شفاعت فرمائیں گے، میرے علم میں ایک حدیث ہے جو آپ کے سامنے مجھے میرا عذر پیش کرنے پر آمادہ کرتی ہے، اس حدیث کو امام شافعی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ معافی مانگنے سے ایک ہزار گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، پس اپنے فضل کے ذریعے درگذر فرما اور اپنے حلم کے ذریعے کبیرہ گناہوں سے ہماری حفاظت فرما اور جس دن سورج گرم ہوگا ہم پر رحم فرما: چنانچہ کہا گیا ہے:

اذا اعتذر المسیء الیك یوما فجاوز عن اساء ته الکبیرة!

جب گنہگار کسی دن آپ کی بارگاہ میں معذرت کرے تو اس کے کبیرہ گناہوں سے درگذر فرما۔

فانّ الشّافعی روی حدیثا صحیحا مُسندا عن المغیرة

بیشک امام شافعی نے مغیرہ سے صحیح مسند حدیث روایت کی ہے۔

عن المختار: أنّ اللہ یغفر بعذر واحد ألفی کبیرة!

کہ نبی کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ ایک دفعہ کی معافی سے ہزاروں کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

پس آپ مہربان مولیٰ ہیں اور نبی کریم ﷺ بھی شفاعت کرنے والے ہیں تو اے دلوں کو جوڑنے والی اور عیوب کو چھپانے والی ذات! میں کیسے ہلاک ہونگا اور مجھ پر رحم کیسے نہیں کیا جائے گا؟

اذ ذکرتُ أیادیك الّتی سلفت سوء فعلی وزلّاتی ومجترمی

جب میں آپ کی گذشتہ نعمتوں، اپنے برے اعمال، لغزشوں اور جرائم کو یاد کرتا ہوں۔

أکاد أهلك یأسا ثم یدرکنی جمیل حلمك یاذوالجود والکرم

تو قریب ہے کہ میں نا امیدی سے ہلاک ہو جاتا پھر اے کریم اور سخی ذات! مجھے آپ کا حلم یاد آجاتا ہے۔

اے ہمارے مولیٰ! اگر ہم اطاعت کریں تو آپ کے ارادے سے کرتے ہیں، یہ آپ کا ہم پر احسان ہے، اگر اپنی جہالت کی وجہ آپ کی نافرمانی کرتے ہیں تو یہ بھی آپ کی تقدیر ہے، آپ کو ہمارے

خلاف حجت کا حق ہے، جب یہ حجت ہمارے خلاف ظاہر ہوگی تو ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا، لہذا ہم آپ سے رحم اور بخشش کا سوال کرتے ہیں، ہمیں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور محبوب ہستی کے دیدار سے محروم نہ فرما۔

أتينا يارب العالمينا وخلّفنا الخلائق أجمعينا

اے جہانوں کے پروردگار! ہم ساری مخلوق کو پیچھے چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں۔

فررنا من ذنوب أعجزتنا الی مولیٰ الموالی قاصدينا

تمام عاجز کرنے والے گناہوں سے بھاگ کر اپنے سب سے بڑے مولی کا قصد کیا ہے۔

اليك الهنا جئنا لتعفو وتلحقنا بحزب التائبينا

اے اللہ! ہم آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپ معاف فرمائیں اور ہمیں توبہ کرنے والوں کے گروہ میں شامل فرمائیں۔

أنخنا فی حما فجُد علينا فانّك راحم المسترحمينا

ہم گرمی میں بیٹھے ہیں لہذا ہم پر سخاوت کا معاملہ فرما، بیشک آپ رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرنے والے ہیں۔

فأنت الله ذوا الافضال حقا وانك مؤنس المستوحشينا

پس اے اللہ! آپ یقیناً فضل والے ہیں اور وحشت زدہ لوگوں کو انس عطا کرنے والے ہیں۔

وليس لنا سواك فلا تدعنا لغيرك ياملاذ اللّائذينا

آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے لہذا اے پناہ چاہنے والوں کی جائے پناہ! ہمیں اپنے غیر کے لئے نہ چھوڑ۔

وصلّ علیٰ الشفيع لنا صلاة تغيظ بها جميع الحاسدينا

شفاعت کرنے والی ذات پر ہماری طرف سے رحمت نازل فرما جس سے تمام حاسدین کو غصہ آئے۔

وسلّم وارض عن آل وصحبٍ أقاموا دينك الحقّ المبينا

اور سلامتی نازل فرما، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت سے راضی ہو جنہوں نے دینِ حقِ مبین کو قائم رکھا ہے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ’’راکب الناقۃ‘‘ کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

راکب الناقہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی ایک معلوم اور مشہور اونٹنی تھی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوا کرتے تھے، یہ وہی اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی، اس کا نام قصواء، جدعاء اور عضباء تھا، نیز اسے شہباء بھی کہا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس کے علاوہ بھی اونٹ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں سیرت نگاروں نے یہ بات بیان فرمائی ہے، بعض سیرت نگاروں کے ظاہری کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی قصواء کا دوسرا نام عضباء تھا، عبدالرحمن عنبری رحمہ اللہ کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عضباء دوسری اونٹنی تھی جو ہجرت کے بعد مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آئی تھی، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور لوگوں کو صدقہ پر ابھارا، لوگوں کے درمیان سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اپنی اونٹنی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ یہ عفراء ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اس کو میرے لئے خرید لو، چنانچہ صحابہ کرام نے وہ اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خرید لی۔

ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! میں تمہیں ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ ایک رات میں نکلا تو ایک اونٹنی نے مجھے سلام کیا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر برکت نازل فرمائے، اس نے مجھے بتایا کہ میری ماں قریش کے ایک آدمی کے پاس تھی وہ اسے چارہ کھلاتا اور اس کا دودھ دوہتا تھا، اس نے پانچ بچے جنے جن میں سب سے چھوٹا میں ہوں، زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی عادت یہ تھی پانچویں بچے کو سائبہ بنا کر اس پر نہ سواری کرتے اور نہ اسے استعمال میں لاتے، دیہاتی لوگ مجھے پکڑ کر غار میں لے گئے، میں ان سے بھاگ کر صحراء میں چرنے لگی، ہر وحشی جانور میرے قریب آ کر آواز لگاتا اور اپنی طرف بلا کر کہتا کہ بیشک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں جاؤ گی۔

اسی طرح جب رات ہوتی تو زمین کے کیڑے ایک دوسرے کو پکار کر کہتے کہ ان کے قریب نہ جاؤ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت ہیں، میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آ گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس سے پوچھا تمہارے مالک کا کیا نام ہے؟ اس نے جواب دیا؛ عضباء، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس نے اپنا نام اپنے مالک کے نام پر رکھا ہے، جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو عضباء نے کہا: اے اللہ کے رسول! اپنے بعد آپ ﷺ مجھے کس شخص کی طرف جانے کی وصیت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے وصیت کرتا ہوں وہ دنیا اور آخرت میں تجھ پر سوار ہوگی، اونٹنی کہنے لگی: میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی مجھ پر سواری کرے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد میری بیٹی فاطمہ کے سوا کوئی تم پر سوار نہ ہوگا، جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو ایک دن حضرت فاطمہ باہر نکلیں تو اونٹنی نے ان پر سلام کیا اور کہنے لگی: اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی! میرا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے، اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مجھے چارہ اور پانی اچھا نہیں لگتا، قاضی عیاض نے معجزات کی فضیلت میں اس قصے کو بیان کیا ہے، اور اسفرائنی نے بھی اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

لہذا صاحب الناقہ کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسی اونٹنی کے مالک ہیں جس نے خلاف عادت آپ ﷺ سے گفتگو فرمائی اور سلام کیا، اور آپ ﷺ کی جدائی پر غمگین ہوئی کیونکہ اسے آپ ﷺ کے قرب سے برکت حاصل ہو رہی تھی۔

طابت بك الأمصار والأعصار　　وترنّمت بحديثك الأطيار

آپ ﷺ کی وجہ سے زمانے اور شہر اچھے ہو گئے اور آپ ﷺ کی باتوں کے ترانے پرندوں نے گائے ہیں۔

وتضوّعت أنفاس طيبة مثل ما　　ملئت بنور جمالك الأقطار

سانسوں سے خوشبو پھوٹ پڑے جس طرح آپ ﷺ کے جمال کے نور سے اطراف و اکناف بھر گئے۔

وعلا الوجود جلالة ونضارة　　وعلاه منك سكينة ووقار

آپ ﷺ کا وجود بڑائی اور تر و تازگی اور وقار و سکینت کے اعتبار سے بھی بلند ہوا۔

وتروّحت أرواح أنفاس الورٰى　　وتقدّست بشهودك الأسرار

مخلوق کی روحوں اور سانسوں کو راحت ملی اور آپ ﷺ کی گواہی کی وجہ سے اسرار پاکیزہ ہو گئے۔

وكذلك الأسماع منك تنعّمت　　وتمتعت بجمالك الأبصار

اسی طرح کانوں نے آپ ﷺ سے فائدہ حاصل کیا اور آپ ﷺ کے جمال سے آنکھیں بھی لطف اندوز ہوئی۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کی جدائی میں عضباء روئی اور اچارہ اور پانی ترک کر دیا تھا وہ شخص آپ ﷺ سے ملاقات کا شوق کیوں نہ رکھے گا، اور آپ ﷺ کی جدائی پر عقل سلیم اور رحمت والے دل کیوں غمگین نہ ہونگے۔

والجذع حسن لأن فارقته أسفا　　　حنين ثكلى شجتها لوعة الثكل

کھجور کا تنا آپ ﷺ کی جدائی پر افسوس کرتے ہوئے بچہ گم کرنے والی عورت کی طرح رویا آپ کے دور ہونے کی گھبراہٹ نے اسے غمگین کر دیا۔

ماصبر من صار من عين على أثر　　　وحال من حال عن حال الى عُطل

جس نے آپ ﷺ کے قدموں کے نشان کو دیکھ لیا وہ صبر نہ کر سکا، اور حال سے بے حال ہو گیا اور جان دے بیٹھا۔

جس شخص کو اپنے محبوب سے سچی محبت ہو جب تک وہ اسے نہ دیکھے یا دیکھ کر جدا ہو جائے تو وہ مسلسل پریشان اور غمگین رہتا ہے، بسا اوقات اس پر رنج وشوق کا اتنا غلبہ ہو جاتا ہے جو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے روضے کا حجرہ کھول دو، میں نے کھولا تو وہ اتنی روئی کہ اس کا انتقال ہو گیا، محبت کرنے والوں کی علامت اور شوق رکھنے والوں کی عادت یوں ہی ہوا کرتی ہے۔

تمنّيت من أهوى فلمّا رأيته　　　بُهِت فلم أملك لسانا ولا طرفا

میں نے اپنے محبوب کو دیکھنے کی آرزو کی جب میں نے اسے دیکھا تو مبہوت ہو گیا اور نہ کچھ بول سکا نہ نظر اٹھا کر دیکھ سکا۔

وأغضيت اجلالا له ومهابة　　　وحاولت أن يخفى الّذى بى فلم يخفا

میں نے ان کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے آنکھیں نیچے کئے رکھیں اور میں نے ارادہ کیا کہ وہ مجھ سے پوشیدہ ہو جائے لیکن وہ پوشیدہ نہ ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی عنہما اوران کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام کی مجلسوں میں صرف رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی خوشبو مہکتی تھی وہ آپ ﷺ کی صفات اور اخلاق کو ایک دوسرے سے بیان فرماتے اور آپ ﷺ کی جدائی میں رویا کرتے، نیز انہیں آپ ﷺ کی ملاقات کا شوق ہوتا

یہاں تک کہ ان کی کھالیں خشک اور جگر زخمی ہو گئے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو مہاجرین وانصار شدید غم سے دوچار ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق کا غم اور پریشانی بہت بڑھ گئی، ان کے آنسو مسلسل بہتے رہے اور جسم پگھلتا رہا یہاں تک کہ (وفات پاکر) اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل گئے:

لولا نسیم بذکرا کم یراحنی لکنت محترقا من حرّ أنفاسی

اگر ان کی یادوں کی ٹھنڈی ہوا مجھے راحت نہ پہنچاتی تو میں اپنے سانسوں کی گرمی سے جل چکا ہوتا۔

والله ما طلعت شمس ولا غربت الا وذکرك مقرون بأنفاسی

اللہ کی قسم! جب بھی سورج طلوع اور غروب ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میری سانسوں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

ولا جست الی قوم أحدّثهم الا وکنت حدیثی بین جلّاسی

میں کبھی لوگوں کیساتھ بات کرنے کے لئے نہیں بیٹھتا مگر ہم نشینوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میرے گفتگو ہوتے ہیں۔

ولا شربت زلال الماء من عطش الا رأیت خیالا منك فی الكأس

اور میں جب بھی پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر مجھے پیالے میں نظر آتی ہے۔

ولا تنفسّتُ محروما ولا فرحا الا وأنت مُنی قلبی ووسواسی

میں غم اور خوشی میں کوئی سانس نہیں لیتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل کی آرزو اور خیال میں ہوتے ہیں۔

ان کان حبّهم کالورد منصرف فانّ حبّی لکم أطری من الآس

اگر ان کی محبت گلاب کی طرح ہے جس کی حالت بدلتی رہتی ہے تو آپ سے میری محبت آس (پھول) سے زیادہ تر و تازہ ہے۔

اے اللہ! بیشک ہم آپ کی بارگاہ میں امام الانبیاء کا وسیلہ پکڑتے ہیں، ہماری ضرورتوں کو پورا فرما، گناہوں کو بخش دے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما، اے رحیم کریم اور حلیم ذات، ہم پر رحم فرما، بیشک آپ ہر چیز پر قادر اور دعا قبول کرنے کے لائق ہیں، بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہیں۔

اللہ تعالی رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف واکرام میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "أوّلُ الأنبیاءِ فی الخلق وآخرُهم فی البَعث" کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

"أوّلُ الأنبیاء فی الخَلق وآخرهم فی البعث" آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو احادیث میں وارد ہوا ہے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نے اسے استعمال فرمایا ہے، أوّل الأنبیاءِ فی الخَلقِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ مٹی کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو تمام برگزیدہ ہستیوں سے پہلے منتخب فرمایا، اور آخرهم فی البعث کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی اور تمام انبیاء کے سردار ہیں۔

اے محبت کرنے والے! جان لو کہ اللہ جل جلالہ ازلی قدیم ہے، ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا علم بھی قدیم اور غیر متغیر ہے، ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، یہ بات ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ ضرور ایک جہان کو پیدا کرنا ہے جو اپنے موقع ومحل پر وجود پذیر ہوگا اور وہ حوادث میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا ہر چیز محدث ہے، وہ ہر چیز کا موجد ہے، اس کے اسماء پاک ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ اس جہان کا راز اور مخلوق کو روشنی عطا کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کو پیدا کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوبصورت نور کو پیدا فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے عرش، کرسی قلم، سورج، چاند، روشنی، عقل، آنکھوں کی روشنی اور فرشتوں کے نور کو پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور عرش کی تختی کے نیچے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تقدیس بیان کرتا رہا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو پیدا فرمایا تو انہوں نے عرش کے نیچے ایک نور دیکھا، حضرت جبریل نے پوچھا: اے پروردگار! کیا آپ نے مجھ سے پہلے کسی مخلوق کو پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! میں نے اپنے حبیب کے نور کو پیدا کیا ہے اور میں نے ساری مخلوق سے انہیں منتخب فرمایا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت، اس کی نعمتوں اور اس کے نور کو آپ علیہ السلام کے نور سے پیدا فرمایا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو لے کر چلے، انسانوں کی ارواح نے اس نور کا مشاہدہ کیا اور اس کی قدر ومنزلت پہچان لی کہ جہان کو انہی کے لئے

بنایا گیا ہے، پس تمام ارواح کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی۔

اسی بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''عُقِدَت اِلَیَّ النُّبُوءَۃ وآدمُ بینَ الماءِ والطِّینِ''

ترجمہ: ''مجھے اس وقت نبوت مل چکی تھی جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان میں تھے''۔

آپ ﷺ کی نبوت جب ارواح پر پیش کی گئی تو کسی روح نے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ سب نے اعتراف کیا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرما کر ان میں روح ڈالی تو انہوں نے عرش، کرسی، جنت اور اس کے محلات کی طرف دیکھا کہ وہاں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا، حضرت آدم نے پوچھا: اے پروردگار! یہ نام کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نام والا نہ ہوتا تو میں عرش، کرسی، آسمان و زمین سورج، چاند، جنت اور جہنم کو پیدا نہ کرتا۔

یہ میرے خاص نبی اور حبیب ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا، یہ ایسی ہستی کا نور ہے جن کے ذریعے میں نے اپنے عرش، کرسی، آسمان اور جنت کو منور کیا ہے، ہمارے نبی کا نور مسلسل انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ دنیا میں آپ ﷺ کا ظہور ہوا، آپ ﷺ کے سوا پوری کائنات میں کسی کو یہ کمال حاصل نہ ہوا اور نہ آپ ﷺ کے سوا کوئی کائنات کا راز ہے، بیشک آپ ﷺ تمام انوارات کا نور اور تمام اسرار کا خزانہ ہیں، ظاہری اور باطنی انوارات نے آپ ﷺ کی روشنی سے نور حاصل کیا، مشاہدے میں نظر آنے والی کوئی صورت آپ ﷺ کی طرح نہیں، آپ ﷺ نے اہلِ معرفت کے انوار اور موجودات کے حقائق کو جمع فرمایا، آپ ﷺ کی نبوت تمام نبوتوں کی جامع ہے، آپ علیہ السلام پیدائش میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری نبی ہیں، مخلوق کے وجود سے پہلے ہر روح نے آپ ﷺ کا مشاہدہ کیا اور یہ بات جان لی کہ مشرق و مغرب میں آپ ﷺ کی کوئی نظیر نہیں، اور یہ اس بات کی گواہی ہے کہ آپ ﷺ پیارے رسول ہیں جن کی پیروی کی جائے گی۔

اگر انسانوں کی تخلیق کے بعد آپ ﷺ کے نور کو روحوں کے سامنے ظاہر کیا جاتا تو آپ ﷺ کے جمال و کمال کو دیکھتے ہی بصیرت اور فکر ختم ہو جاتی، اگر دلوں پر شیطان کا حجاب نہ ہوتا تو ہر دل آپ ﷺ کے نور کا مشاہدہ کرتا، آپ ﷺ کا جمال اور مقام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت بڑا ہے، آپ ﷺ کے پوشیدہ نور پر وہی مطلع ہوگا اور حسن و جمال سے وہی فائدہ حاصل کرے گا جسے آپ ﷺ کے

شرف وکمال اور مہربانی کا اعتراف ہو، اللہ تعالیٰ سید علی بن ابی الوفا پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنے بہترین بلیغ قصیدے میں خوب بات کہی ہے:

لو أبصر الشيطان نور جماله　　　　في وجه آدم كان أوّل من سجد

اگر شیطان آپ ﷺ کے نورِ جمال کو دیکھ لیتا تو آدم کے سامنے وہ سب سے پہلے سجدہ کرتا۔

أو لو رأى النمرود نور جلاله　　　　عبد الجليل مع الخليل وما عَنَدَ

اگر نمرود آپ ﷺ کے جلال کو دیکھ لیتا تو خلیل کے ساتھ رب جلیل کی بندگی کرتا اور دشمنی ترک کر دیتا۔

لكنّ جمال الحقّ جلّ فلا يُرى　　　　الا بتخصيص من الله الصّمد

لیکن اللہ تعالیٰ کا جمال بہت بڑا ہے، صرف اسی کو نظر آتا ہے جس کو اللہ بے نیاز نے خصوصیت عطا فرمائی ہو۔

پس اے محبت کرنے والے! اس خدائی توفیق کی وجہ سے خوش ہو جاؤ جو اس نے تمہاری روح سے پیوست کر دی ہے، تم نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ کریم اور عظیم اخلاق والے نبی ہیں، رب العالمین کے حبیب اور سید المرسلین ہیں، نیز اللہ تعالیٰ کی اس (ایمان کی) نعمت کو یاد کرو جو اس نے اپنی بہت ساری مخلوق میں خاص طور پر تمہیں عطا فرمائی، مخلوق نے آپ ﷺ کے نور کو دیکھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی بصیرت کو اندھا اور باطن کو خراب کیا کہ ان کی روحوں نے جس چیز کا مشاہدہ کیا تھا وہ ان پر پوشیدہ ہو گئی، بیشک ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ وہ دل اندھے ہیں جو ان کے سینوں میں ہیں۔

فصل

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو یاد کرے کہ اس نے ہمیں ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی توفیق بخشی، نیز یہ بات جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں اپنی مرضی کے مطابق خصوصیت عطا فرماتے ہیں، ورنہ تمام ارواح نے آپ ﷺ کے جمال وکمال کا مشاہدہ کیا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کی اولاد کو ان کی پشت میں ذرّوں کی طرح پیدا فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان نے ان کی پشت میں اولین وآخرین کے سردار ﷺ کے

نور کا مشاہدہ کر کے اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ ﷺ رب العالمین کے حبیب ہیں، اسی لئے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: ''کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

{وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ}۔الأعراف ۱۷۲

ترجمہ: اور (اے رسول! لوگوں کو وہ وقت یاد لاؤ) جب تمہارے پروردگار نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا، اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا، (اور پوچھا تھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ: کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

جس شخص کے نور کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہو اور اس کے ذریعے اس نے اپنے پروردگار کا مشاہدہ کیا ہو تو وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مخلوق میں سب سے بہترین ہستی ہیں، اور اس کی یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ اسے بندگی کا اقرار یاد آ جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! کیا تمہیں وہ دن یاد ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کی زندگی کی قسم! مجھے یاد ہے۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا لیکن انہیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر انہیں بتادو، چنانچہ حضرت ابوبکر نے اپنے دل کے نور سے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے مجھ سے یومِ ذُر (یعنی عہدِ اُلست) کے بارے میں پوچھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

{واذا خذ ربّک من بنی آدم من ظھورھم ذرّیّتھم وأشھدھم علیٰ أنفسھم ألست بربّکم. قالوا بلیٰ شھدنا}۔

ترجمہ: اور (اے رسول! لوگوں کو وہ وقت یاد لاؤ) جب تمہارے پروردگار نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا، اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا، (اور پوچھا

تھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ: کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

تمام مخلوق نے کہا تھا کیوں نہیں، اور اے اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ کو اس وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا ''أشهدأن لا اله الا اللّٰه وأشهدأني محمد عبداللّٰه ورسوله'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے! اے ابوبکر! میں نے تمہیں یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ''اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے سچ کہا ہے'' لہذا حضرت صدیق اس بات کے حقدار تھے کہ ان کا نام صدیق رکھا جائے، کیونکہ وہ ہمارے محبوب نبی کے سچے دوست تھے، تم ان سے محبت کو لازم پکڑو اور ان کی تصدیق کا وسیلہ اختیار کرو۔

سألزم نفسي ياخليلي مدحه　　وأُحكم فيه القول من جيّد الشعر

اے دوست! میں عنقریب اپنے نفس پر آپ کی تعریف لازم کروں گا اور عمدہ اشعار سے قول کو پختہ کروں گا۔

فأفضل خلق الله بعد محمد　　خليفته الصديق وهو أبو بكر

پس محمد ﷺ کے بعد اللہ کی تمام مخلوق سے افضل آپ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر ہیں۔

فذاك لعمر الله أوّل مسلم　　وأوّل من صلّى مع الطاهر الظهر

اللہ کی قسم! وہ سب سے پہلے مسلمان اور اور پہلے وہ آدمی ہیں جنہوں نے نبی طاہر کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی ہے۔

فمن ذا سواه بيّن الله فضله　　لدىٰ سورة الفتح المعظّمة القدر

آپ ﷺ کے سوا کون ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے فضائل بیان کئے ہوں، آپ ﷺ کے پاس سورۃ الفتح ہے جو بڑے مرتبے والی ہے۔

ومن أنفق الأموال لله خالصا　　وقاتل قبل الفتح مثل أبو بكر

اور ابوبکر کی طرح کس نے اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ مال خرچ کیا اور فتح سے پہلے جہاد کیا؟

ومن آنس المختار في الغار غيره　　ومن صدّق المختار قبل أبي بكر

اس کے علاوہ کس نے نبی مختار ﷺ کو غار میں مانوس کیا اور ابوبکر سے پہلے نبی مختار ﷺ کی

کس نے تصدیق کی؟

ومن ذا الذی فی الناس أفقر نفسه — وأرضی رسولَ الله غیر أبی بکر

اور ابوبکر کے علاوہ لوگوں میں کون ہے جس نے خود کو فقیر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر دیا۔

ومن ذا سواه جاء جبریل قاصدا — الی المصطفیٰ فیه من الله بالبشر

نیز ان کے علاوہ کون ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالی کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جبریل خوشخبری سنانے کے لئے قاصد بن کر آیا ہو۔

وقال فانّ الله یقری سلامه — علیه فأبلغ ذاك عنه أبابکر

اور یہ کہا ہو کہ بیشک اللہ تعالی اسے سلام کہہ رہے ہیں، اس سلام کو ابوبکر کے پاس پہنچا دو۔

وأعلمه أن الله راض بفعله — فهل هو راض عنه فی حُلّة الفقر؟

اور اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اس کے عمل سے راضی ہے کیا وہ فقر کے لباس میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہے؟

ومن لرسول الله جاء ببنته — فروّجها ایاه مثل أبی بکر

ابوبکر کی طرح کون ہے جو اپنی بیٹی کو لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کروا دے۔

سأضرب أعناق الرّوافض عنوة — بحدّ لسان کالمُهنّدة البُتر

میں روافض کی گردنیں جبرا اپنی زبان کی تیزی کے ساتھ ماروں گا جیسے کہ سونتنے والی تلوار ہوتی ہے۔

وأقتلهم قتل الکلاب تعمّدا — وأنشر أمداح الامام أبی بکر

اور انہیں کتوں کی طرح جان بوجھ کر قتل کر کے امام ابوبکر کی تعریفیں پھیلاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت سے نفع پہنچائے اور بار باران کی برکت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، صحابہ کرام اور خاص لوگوں پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و کرم اور رفعت و بلندی میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ ﷺ کے اسم گرامی "أوّل من تنشقّ عنه الأرض" کے معنی میں

اللہ تعالی آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

أوّل من تنشقّ عنه الأرض آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو بہت ساری احادیث میں مشہور طرق سے آیا ہے، آپ علیہ السلام سب سے پہلے ہونگے جن کی وجہ سے قیامت کے دن جو حسرت اور شرمندگی کا دن ہوگا زمین کو پھاڑ دیا جائے گا۔

بعض مفسرین سورہ انشقاق کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات کے وقت فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے میرے قبر کی زمین پھٹے گی، میں اپنی قبر میں بیٹھا ہوں گا کہ سر کے برابر سے آسمان تک ایک دروازہ کھولا جائے گا یہاں تک کہ مجھے عرش نظر آئے گا، پھر ایک دروازہ میرے نیچے سے کھولا جائے گا یہاں تک کہ ساتویں زمین کے نیچے مجھے تحت الثری نظر آئے گی، پھر میرے دائیں جانب سے دروازہ کھولا جائے گا یہاں تک کہ میں جنت کو اور اپنے صحابہ کے گھروں کو دیکھوں گا، پھر میرے نیچے زمین حرکت کرے گی، میں اس سے کہوں گا اے زمین! تمہیں کیا ہوا ہے؟، زمین کہے گی کہ میرے رب نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں اپنے اندر کی ساری چیزوں کو باہر نکال کر اپنی ابتدا کی طرح ہو جاؤں جب میرے اندر کوئی چیز نہ تھی۔

صحیح بخاری میں اس نام کا اطلاق آپ ﷺ پر ہوا ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبر مبارک کو پھاڑ کر اللہ تعالی آپ ﷺ کو اٹھائیں گے، اس میں اللہ کے حبیب ﷺ پر خدائی مہربانی کا اظہار ہے، نیز آپ ﷺ کی کرامت اور فضیلت کا بیان ہے جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے سامنے آپ ﷺ کے مرتبے کو ظاہر فرمایا اور مخلوق کے سامنے آپ ﷺ کے بلند مرتبے کو شہرت عطا فرمائی اور مخلوق کو بتادیا کہ آپ ﷺ قیامت کے دن ابن آدم کے سردار ہونگے، اور حسرت وندامت والے دن اہل محشر آپ ﷺ کے شفاعت کے بہت زیادہ محتاج ہونگے۔

رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی آل پر جو ہمیں امن عافیت اور سلامتی عطا فرمائے۔

یاسیّدًا عظُمت فی الفضل رتبته　　　　وأعجز الخلق احسانا و افضالا

اے وہ سردار فضیلت میں جن کا مرتبہ بلند ہوا اور مخلوق کو احسان اور فضل کے اعتبار سے عاجز کر دیا ہے۔

ما بعد فقدك موجود ما یسرّ به　　　　کنت الحیاۃ و کنت الأهل والمالا

آپ ﷺ کے بعد کوئی چیز موجود نہیں جس سے خوشی حاصل ہو، آپ ﷺ زندگی اہل اور مال ہیں۔

جہانوں کے درمیان صرف آپ ﷺ کا ہی فخر ہے محشر والوں کے ہاں صرف آپ ﷺ کا ذکر ہے، اللہ تعالی آپ ﷺ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

لیست رداء الفخر فی ظهر آدم　　　　فما تنتهی الا الیك المفاخر

آپ ﷺ نے فخر کی چادر حضرت آدم کی پیٹھ میں پہن لی تھی تمام بڑائیوں کی انتہا آپ ﷺ کی ذات تک ہوتی ہے۔

وفخرك عال فی السّماء محلّه　　　　ونورُك فی الأرض البسیطة زاهر

آپ ﷺ کا فخر بلند ہے اور آسمان اس کا محل ہے، اور آپ ﷺ کا نور اس پھیلی ہوئی زمین پر چمکنے والا ہے۔

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت کعب اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ: اے امّ المومنین! ہر فجر جب طلوع ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے اتر کر نبی کریم ﷺ کی قبر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اپنے پروں کو قبر پر ملتے ہیں اور اپنی زبانوں سے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں، ستر ہزار فرشتے رات کے وقت اور ستر ہزار دن کے وقت، یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زمین پھٹ جائے گی اور آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قبر مبارک سے اس طرح باہر نکلیں گے کہ وہ سب آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کر رہے ہونگے۔ (کنز العمال، مصنف ابن ابی شیبہ)

ایک مشہور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبریل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام براق کے ذریعے جنت کا لباس پہن کر نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر نازل ہونگے، جب آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زمین

پھٹے گی تو آپ ﷺ جبریل کی طرف دیکھ کر پوچھیں گے کہ اے جبریل! آج کون سا دن ہے؟ حضرت جبریل بتائیں گے کہ اے محمد ﷺ! قیامت کا دن ہے، چنانچہ ہمارے شفیق اور مہربان نبی پوچھیں گے "اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ اے محمد ﷺ! سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبر کی زمین پھٹی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو سور پھونکنے کا حکم دیں گے اور ساری مخلوق کھڑی ہوکر یہ منظر دیکھے گی۔

پس اے محبت کرنے والو! اس بات پر غور کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مشفق و مہربان نبی ﷺ کی فطرت میں تمہاری محبت ڈال دی ہے کہ وہ کسی مقام پر تمہیں نہیں بھولیں گے اور اللہ تعالیٰ سے وہ چیزیں مانگیں گے جن سے تمہیں خوشی ہوگی، پس اپنے مولیٰ کریم کے اس ارشاد کی وجہ سے خوش ہو جاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے عظیم اخلاق والے نبی ﷺ کی محبت کے ذریعے تم پر احسان فرمایا:

{لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ} التوبۃ ۱۲۸

ترجمہ: (لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑو اور پریشانیوں کے نزول کے وقت انہی کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ۔

نال المُنیٰ مَن کان ضراعته　　　وفاز من نحوه تُرجی بضاعتُه

وطاعة الله حقّا فهی طاعته　　　هو الحبیب الذی تُرجیٰ شفاعته

لکلّ هول من الأهوال مقتحم

اس شخص نے اپنی آرزو کو حاصل کیا جس میں عاجزی تھی، اور وہ شخص کامیاب ہوا جس کا توشہ لے کر آپ ﷺ کا قصد کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت ہی درحقیقت آپ ﷺ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ ایسے حبیب ہیں ہر پریشانی میں مبتلا ہونے والے کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کی امید کیجاتی ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''اوّل من تنشق عنہ الأرض'' ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اکرام و تعظیم کا معاملہ فرما کر تمام ناپسندیدہ امور سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور آپ ﷺ کا مرتبہ بلند کیا، نیز آپ علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں طاہر اور پاکیزہ خوشبو، خوبصورت اور مکمل شکل و صورت کے ساتھ اپنے پہلے وجود کی طرح موجود ہیں، زمین نے آپ ﷺ کے جسم کے کسی حصے پر تجاوز نہیں کیا یعنی جسم کا کوئی حصہ نہیں کھایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں انبیاء علیہم السلام معزز اور محترم ہوتے ہیں، اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص کرامت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری موت کے بعد کثرت سے مجھ پر درود پڑھنا، حضرت علی نے عرض کیا: کیا مٹی ہو جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کو ہمارا درود پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے، زمین انہیں نہیں کھا سکتی، اور میں اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر محترم ہوں، لہٰذا وہ اسے میرے اوپر مسلط نہیں فرمائے گا، پس جب بندہ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کہتا ہے تو میری قبر پر مرغ کی شکل کی طرح ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کے منہ سے یہ جملہ لے لیتا ہے جیسا پرندہ دانہ اٹھاتا ہے، پھر کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے فلاں جگہ سے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا ہے، پھر اس درود کو نور کی ایک جھلی میں مشک کے ساتھ لکھ کر میرے سر کے پاس چھوڑ دیتا ہے، میں قیامت کے دن اس کی وجہ سے اس بندے کی شفاعت کروں گا۔ نیز اسے بیس ہزار نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور بیس ہزار گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت میں حوض کوثر کے کنارے پر اس کے لئے بیس ہزار درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے میری قبر کھلے گی، حضرت جبریل ایسی سواری پر سوار ہو کر میرے پاس آئیں گے جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوگا، پھر جنت کا داروغہ رضوان مجھے ایک جھنڈا عطا کرے گا جس کے درمیان ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوگا، اگر اس جھنڈے کو اولادِ آدم پر پھیلا دیا جائے تو ان سب کو اور ان کے علاوہ دوسری مخلوق کو بھی ڈھانپ لے، جبرئیل میرے دائیں اور میکائیل میرے بائیں تہلیل اور تحمید پڑھ رہے ہونگے، یہاں تک کہ میں اپنا جھنڈا میزان کے نیچے

گھاڑ دوں گا، اور لوگوں کو حساب کے لئے بلایا جائے گا، جب اس بندے کو بلایا جائے گا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا اور ترازو کے پلڑے میں اس کا عمل رکھا جائے گا تو اس کا میزان عمل ہلکا ہو جائے گا، میں وزن کرنے والے سے کہوں گا اللہ تم پر رحم کرے! نرمی کا معاملہ کرو، بیشک میرے پاس اس بندے کی ایک امانت اور اچھا عمل ہے، وہ رجسٹر میرے پاس ہوگا، وزن کرنے والا کہے گا، جی ہاں، اے محمد! آپ ﷺ اللہ کے حبیب ہیں اور آج کی دن آپ ﷺ کی بات مانی جائے گی، پھر رجسٹر کو حکم دیا جائے گا اور وہ کھل جائے گا، اس میں اس کا نام اس کے والد اور دادا کا نام لکھا ہوگا، میں اسے میزان کے پلڑے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اس کے میزان عمل کے بھاری ہونے کی دعا کروں گا، چنانچہ میزان عمل مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے بھاری ہو جائے گا۔ (البدایہ والنھایہ، مستدرک حاکم، مجمع الزوائد)

آپ ﷺ کس قدر شفیق اور مہربان ہیں اور آپ ﷺ کی اخلاق کتنے اچھے اور مرتبہ کتنا باعزت ہے، لہذا آپ ﷺ پر بہترین درود پڑھو، بیشک درود قبر مبارک میں آپ ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے، اور ہر گھڑی سلام بھیجو بیشک وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے، لہذا ان کے مقام کریم کی شفاعت حاصل کرو۔

عزّ التراب لکون الهاشمیّ به — کأنه لؤلؤ فی الترب مکنون

زمین باعزت بن گئی کیونکہ ہاشمی نبی ﷺ کو اس سے بنایا گیا، آپ ﷺ گویا زمین چھپائے ہوئے موتی ہیں۔

من ظنّ أنّ رسول الله غیّره — طول المقام بلحد فهو ملعون

جو شخص یہ گمان کرے کہ قبر مبارک میں زیادہ عرصہ رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے جسم مبارک میں تبدیلی آ گئی ہے تو ایسا شخص ملعون ہے

الجسم غضّ بلا شكّ ولا کذب — والوجه کالبدر تحت الدجن مقرون

جسم بغیر کسی شک اور جھوٹ کے تر و تازہ ہے اور گھنے بادلوں کے نیچے چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔

والطرف أحوی کحیل دون ما کحل — وقوس حاجبه فی شکله نون

بغیر سرمہ لگائے آپ ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور سرمدی ہیں اور آپ ﷺ کی پلکیں (گولائی

میں لفظ) نون کی طرح ہیں

وورد خدّیه لم یعبث به کبر فورد کلّ ریاض دونه دون

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلابی رخساروں پر بڑھاپا طاری نہیں ہوا، ہر باغ کے گلاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔

یاحسن غرته من تحت وفرته لیل وصبح به ذواللب مفتون

لمبے بالوں کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کے کیا کہنے؟ (گویا) رات اور صبح ہے اور اس کی وجہ سے عقل والا امتحان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مافی السموات خلق لیس یذ کره ولایعظّمه حتّی الشیاطین

آسمانوں میں کوئی مخلوق نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور تعظیم نہ کرتی ہو یہاں تک کہ شیاطین بھی۔

یاأمّة فضّلت هذانبیّکم صلّوا علیه فذاك الفخروالدین

اے فضیلت والی امت! یہ تمہارے نبی ہیں، ان پر درود پڑھو، پس یہ فخر اور دین ہے۔

محمّد خیر خلق الله کلّهم ومن یقل غیر هذا فهو مجنون

محمد اللہ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں اور جو اس کے علاوہ کہے وہ مجنون ہے

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو اس کی بارگاہ میں ہمارے لئے وسیلہ بنے اور ہمیں ان کے مرتبے کے قریب کر کے ان کے پاس پہنچادے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر قیامت کے دن تک رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''اوّل من یدخل الجنۃ'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

اول من یدخل الجنۃ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو مشہور روایات اور احادیث میں وارد ہوا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے ہمارے محبوب اور شفاعت کرنے والے نبی داخل ہونگے جو پروردگار کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے پوری مخلوق میں کسی کو جنت کی نعمتیں نہیں دی جائیں گی اور نہ کوئی ان سے فائدہ حاصل کر سکے گا، یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری حدیث کے معارض نہیں کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشر کی ہولناکی سے اپنی امت کی خلاصی کے لئے مشغول ہونگے، ہر نبی اپنے منبر پر بیٹھا ہوگا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ اپنی امت کا اطمینان نہ ہو، محشر کی ہولناکی میں امت کو چھوڑ کر اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہونگے جب تک کہ ان کی طرف سے اطمینان حاصل نہ ہو اور انہیں خلاصی نہ مل جائے۔

اس حدیث میں وہ بات نہیں جو یہ تقاضا کرے کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونگے، بلکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امت پر شفقت رحمت اور مہربانی کی نشانی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کا غم اور مصیبت دور ہونے تک جنت میں داخل نہیں ہونگے، اوّل من یدخل الجنۃ کے معنی میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پہلے انسان ہونگے جنہیں مخلوق سے پہلے جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہربانی ہوگی اور جنت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اول من یدخل الجنۃ کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوکر اپنی اور اپنی امت کی جگہ دیکھیں گے پھر حساب کی جگہ پر واپس اپنی امت کی طرف آجائیں گے، ایک احتمال یہ ہے کہ مخلوق جب حساب کتاب سے فارغ ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں شفاعت کریں گے تو سب جنت کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جائیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے پاس آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آتے ہی جنت کے دروازے کھل جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں داخل ہونگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوکر اس کی نعمتوں کا دیدار کرے گی۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اوّل من یدخل الجنۃ کا معنی یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پہلی ہستی ہیں جو شفاعت کے لئے

جنت میں داخل ہونگے اور عرش کے نیچے اللہ کے سامنے سجدہ کریں گے، کیونکہ جنت کا چھت رحمن کا عرش ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ محمد اور اس کی امت کہاں ہے؟ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ ہم اولین اور آخرین ہیں یعنی زمانے کے اعتبار سب سے آخر میں آئے لیکن حساب سب سے پہلے ہوگا، میں اپنی امت کے ساتھ کھڑا ہونگا، وضو کے آثار کی وجہ سے میری امت کے چہرے اور پیشانیاں اس طرح روشن ہونگی کہ لوگ انہیں انبیاء سمجھیں گے، پھر میں جنت کے دروازے کی طرف جا کر اسے کھولنے کی درخواست کروں گا، مجھ سے پوچھا جائے گا کہ کون ہو؟ میں کہوں گا کہ محمد اور اس کی امت ہے، پھر مخلوق میں سب سے پہلے میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا، میں پروردگار کے سامنے سجدے میں گر جاؤں گا، اور میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح تعریف کروں گا کہ مجھ سے پہلے اور بعد کسی نے اس طرح تعریف نہیں کی ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرمائیں گے کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا کر گفتگو کریں تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کریں تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، مانگیں تمہیں عطا کیا جائے گا، پھر میں سر اٹھا کر ہر اس شخص کی شفاعت کرونگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

(مسند احمد، سنن دارمی، صحیح مسلم)

بہرحال اللہ تعالیٰ نے جنت، اس کی نعمتیں، اس کی حوریں، اس کی عمارتیں، نہریں چشمیں، اس کی خوبیاں، مشروبات اور جمال اور اس کے علاوہ وہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں اور کسی دل پر ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا، یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور قیامت تک آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔

لہٰذا تم اپنے نبی سے محبت کو لازم پکڑو، اور اللہ کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو، شاید کہ تم جنت میں اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ جمع ہو جاؤ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے سرخ یاقوت کا ایک ستون ہوگا، اس ستون کے سرے پر ستر ہزار کمرے ہونگے، اہل جنت کے سامنے ان کا حسن سورج کی طرح چمک رہا ہوگا، جنتی ایک دوسرے سے کہیں گے کہ چلیں ہم اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کو دیکھیں، جب وہ انہیں جھانک کر دیکھیں گے تو ان کا حسن ایسے چمک رہا ہوگا جیسے دنیا والوں کے

سامنے سورج چمکتا ہے، ان پر سبز ریشم کا لباس ہوگا اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ لوگ اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں، اللہ تعالی ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت سے مزین فرمائے اور آپ ﷺ کے راستے کے ساتھ ہمیں چمٹائے رکھے، شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے اور آپ ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو ہمارے دل میں آپ ﷺ کی اطاعت کو محبوب بنادے۔

سیّد الناس کلّهم　　أنت یا حاشر الأمم

اے امتوں کو جمع کرنے والے! آپ ﷺ تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

ممکن الکون واجب　　جامع العلم والحکم

کائنات کو ممکن بنانے والا اور علم و حکمت کو جمع کرنے والی ذات ہے۔

فاتح أنت خاتم　　طبت فتحا ومختتم

آپ ﷺ فاتح اور خاتم ہیں اچھی طرح کھولنے والے اور اختتام کرنے والے ہیں۔

ظاهر أنت باطن　　معلن السرّ مکتتم

آپ ﷺ ظاہر اور باطن ہیں چھپے ہوئے رازوں کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

أوّل أنت آخر　　واضح النور من الظُلم

آپ ﷺ اول و آخر ہیں اور اندھیروں میں روشنی پھیلانے والے ہیں۔

احکم الیوم ماتشا　　کلّ من عزّ قد حکم

آج کے دن آپ ﷺ جو چاہیں فیصلہ فرمائیں اور ہر عزت والا فیصلہ سناتا ہے۔

یا أمانا لکلّ شیء　　وعیاذا من النّقم

اے ہر چیز کو امن دینے والی ذات! اور عذاب سے پناہ دینے والے۔

أنت لله مظهر　　بیته أنت والحرم

آپ ﷺ اللہ کے لئے اس کے گھر حرم کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے اسے چاہئیے کہ نیکیوں میں سبقت کرے اور ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے میں اپنے نفس پر سختی کرے، اگر وہ ایسا کرے

گا تو ابتداء ہی جنت میں داخل ہو جائے گا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت (نفس) کے ناپسندیدہ کاموں اور دوزخ نفسانی لذتوں کے کاموں سے ڈھانپی گئی ہے، لہذا نیک کاموں میں سبقت کرو، اس سے اللہ تعالی کے ہاں تمہارے درجات بلند ہونگے۔

امام ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو بلا کر ارشاد فرمایا: اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تم جنت میں میرے آگے چل رہے تھے؟ معراج کی رات جب جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے سامنے تمہاری آہٹ سنی، میں اونچی جگہ پر ایک محل میں گیا اور پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ ایک عربی شخص کا ہے، میں نے کہا کہ میں بھی عربی ہوں یہ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: امت محمد کے ایک آدمی کا محل ہے، میں نے کہا: میں محمد ہوں اور یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ بلال کا ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے جب بھی اذان دی ہے تو رکعت نماز ادا کی ہے، اور جب کبھی میرا وضو ٹوٹ جائے تو میں اسی وقت وضو کرتا ہوں، اور یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کے لئے مجھ پر دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں باتوں کی وجہ سے تم جنت میں میرے سامنے چلے ہو، اسی لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

پس اے محبت کرنے والے! نیک اعمال میں جلدی کرو اور اس دنیا میں تقویٰ کا توشہ اختیار کرو تا کہ تمہیں جنت میں بلند درجات نصیب ہوں، اللہ تعالیٰ کا کرم یہ ہے کہ اس نے بندوں کے لئے وہ اعمال آسان کر دیئے ہیں جن کا دگنا اجر ملتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے جنت میں اس کے لئے محل بنا دیا جاتا ہے اور جو تیس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں تین محلات تعمیر کئے جاتے ہیں، حضرت عمر نے عرض کیا کہ تب تو ہمارے محلات بہت زیادہ ہونگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر کریم اور وسعت والا ہے۔ (درمنثور)

پس اپنے مولیٰ کے کرم کو دیکھو اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے، بیشک وہ کریم اور مہربان ذات ہے، کس طرح اس نے اپنے خاص بندوں اور محبوبین کو منتخب فرمایا ہے۔

کسی محبت کرنے والے عارف نے یہ شعر کہے ہیں:

قد کنت أحسب أنّ وصلك يُشترى   بكرائم الأموال والأشباح

میں گمان کیا کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات نظر آنے والے مال سے خریدی جائے گی۔

وظننتُ جهلا أنّ حبّك هيّن   تغنىٰ عليه نفائس الأرواح

میں نے نادانی میں گمان کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا آسان ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہترین روحیں فدا ہوتی ہیں۔

حتىٰ رأيتك تجتبي و تخص من   أحييته بلطائف الأمناح

یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو خاص طور پر چن لیتے ہیں جسے لطیف عطایا سے زندہ رکھتے ہیں۔

فعلمتُ أنك لا تنال بحيلة   ولويتُ رأسي تحت ظلّ جناحي

تو میں نے جان لیا کہ آپ حیلے سے نہیں مل سکتے اور میں اپنے سر کو بازو کے نیچے لپیٹ دیا۔

وجعلتُ في عشّ الغرام اقامتي   فيه غدوّي دائما وروا حي

اور میں نے عشق کے گھونسلے کو اپنی اقامت گاہ بنالیا ہے، میری صبح وشام مسلسل اسی میں گذرتی ہے۔

اے اللہ! ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے اور ڈرنے والوں کو امن دینے والے، اور سائلین کو عطا کرنے والے، آپ کے بندے آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں، اور فقیر ضعیف لوگ آپ کی نظر میں بلند مرتبہ ذات کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے رب العالمین! ہمیں امن سے خوف عطا فرما، ہماری مصیبت کو زائل فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم و کرم کرنے والی ذات! ہماری دعا کو قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، اور شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''اُمنۃ لاصحابہ'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

اُمنۃ لاصحابہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے لئے امان ہوں اور ایک روایت میں امنۃ کا لفظ آیا ہے، اس کے معنی میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ بدعتوں سے امن دینے والے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اختلاف اور فتنوں سے امان ہیں، یہ بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی سے اپنے ساتھیوں کے لئے امان ہونگے،، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے لئے امان ہیں کیونکہ انہیں محشر کی ہولناکی سے نجات اور چھٹکارہ عطا فرمائیں گے۔

کسی محبت کرنے والے کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام زندہ مخلوق کے لئے امان ہیں، اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت باقی ہے مخلوق بھی باقی رہے گی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مٹ جائے گی تو فتنوں اور آزمائش کا انتظار کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو عذاب کے نزول سے امن عطا فرمایا، چنانچہ اکثریت کے انکار کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی وجہ سے ان کی تکریم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ} الأنفال ۳۳

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے کہ تم ان کے درمیان موجود ہو، اور اللہ اس حالت میں بھی ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے جب وہ استغفار کرتے ہوں۔

جب مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ} الأنفال ۳۴

ترجمہ: اور بھلا ان میں کیا خوبی ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ دے جبکہ وہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں، حالانکہ وہ اس کے متولی نہیں ہیں، متقی لوگوں کے سوا کسی قسم کے لوگ اس کے متولی نہیں ہوسکتے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت حاصل کرنے والے صحابہ کرام کے وجود کی وجہ سے اللہ تعالی نے اہل مکہ سے عذاب کو دور فرمایا، جب مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے خالی ہوا تو اللہ تعالی نے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ عطا فرما کر انہیں عذاب دیا، ان کی تلواروں کو کافروں کا فیصل بنا کر انہیں کافروں کی زمین، شہروں اور اموال کا وارث بنایا۔

بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہانوں کے لئے امان ہیں، کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے بغیر اس کائنات میں کسی بھلائی کا مشاہدہ نہیں کیا، تمام موجودات سے نقصان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق کی وجہ سے دور کیا گیا ہے، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

یا أمانا لکلّ شیء　　　وعیاذا من النقم

اے ہر چیز کو امان دینے والے اور عذاب سے نجات دینے والی ذات۔

أنت للہ مظہر　　　بیتہ أنت والحرم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے لئے اس کے گھر حرم کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امان کا سایہ حاصل کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا باسی ہو نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مضبوط قلعے میں پناہ لے چکا ہو اور پسندیدہ زندگی کے ساتھ گھنی چھاؤں میں رہتا ہو وہ اللہ کی نظر میں اونچے باغات میں جگہ بنائے گا جن کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں۔

ولی اللہ عارف باللہ سیدی علی بن وفا نے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصیدے میں سچ کہا ہے، جو ان کی معرفت کے کمال مقام اور قوت بصیرت پر دلالت کرتا ہے:

سکن الفؤاد فعش ہنیئا یا جسد　　　ہذا النعیم ہو المقیم الی الأبد

دل کو سکون مل گیا پس اے جسم! سکون سے رہو، یہ وہ نعمتیں ہیں جو ہمیشہ تک رہیں گی۔

أصبحت فی کنف الحبیب ومن یکن　　　جار الکریم فعیشہ عیش الرغد

میں محبوب کے سایہ میں آگیا ہوں اور جس کا پڑوسی کریم ہو اس کی زندگی مزے کی ہوتی ہے۔

عش فی أمان اللہ تحت لوائہ　　　لا خوف فی ہذا الجناب ولا نکد

ان کے جھنڈے کے نیچے اللہ تعالی کی امان میں زندگی بسر کرو، ان کے پاس کوئی خوف

اور پریشانی نہیں ہے۔

لا تخشین فقرا فعندك بيت من كلّ المنى لك من أيادیه مدد

تم ہرگز فقر کا اندیشہ نہ کرو، تمہارے پاس اس ذات کا گھر ہے جس کی نعمتوں کی مدد سے تمہاری ہر خواہش پوری ہوتی ہے۔

کسی نیک بندے نے اس قصیدے کی شرح میں لکھا ہے کہ میرے گمان کے مطابق اس قصیدے سے بڑھ کر آپ ﷺ کی مدح میں حلاوت اور عمدہ الفاظ کے اعتبار سے کوئی قصیدہ نہیں، اس میں نبی کریم ﷺ کے ایسے اوصاف کا انتخاب ہے جن میں کوئی دوسری مخلوق آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ،لہذا شاعر کا پہلا شعر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے محبت کرنے والے کا دل مضطرب ہے، جب وہ آپ ﷺ کے دیدار تک پہنچتا ہے چاہے وہ دیدار آنکھ سے ہو یا بصیرت کے کھلنے سے ہو تو اس کا اضطراب ختم ہو جاتا ہے، جب محبت کرنے والا اپنی آرزو تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے جسم سے تھکاوٹ اور نامرادی دور ہو جاتی ہے اور روح اچھی ہو جاتی ہے، بھلائی اس کی طرف جلدی کرتی ہے اور اسے بے پرواہ کر دیتی ہیں ،اپنے محبوب کے مشاہدے کی وجہ سے اس کا عمل درست ہو جاتا ہے، لہذا ایسے جسم کو حق پہنچتا ہے کہ وہ آرام کریں اور اپنے بادشاہ کی نعمتوں سے خوشی حاصل کریں۔

دوسرے شعر میں اس بات کی اشارہ ہے کہ جس شخص کو مذکورہ محبت کے ذریعے وصال مل جائے اور آپ ﷺ کا تعلق نصیب ہو جائے وہ آپ ﷺ کے دروازے سے چمٹ جائے، اور اسے انبیاء کے سردار ﷺ کا پڑوس نصیب ہو جائے تو اس کی زندگی مزے کی کیوں نہ ہو گی اور وہ مخلوقات کے رب کے ہاں بلند مرتبہ کیسے حاصل نہیں کرے گا اور اس کے پاس ربانی فتوحات کیسے نہیں آئیں گی۔

بعض عارفین کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی سب سے باعزت ہستی کا محبوب بن جائے اور اپنے دل سے رسول اللہ ﷺ کا پڑوس اختیار کرے، وہ اہلِ وفا کے جام سے پلایا گیا ہو اور اس کے رگ و ریشے میں آپ ﷺ کی محبت سرایت کر چکی ہو، اللہ تعالی نے اس پر احسان کر کے اسے محبت سے سیراب کیا ہو، تو ان روحانی لذتوں اور ظاہری و باطنی فوائد کے بارے میں نہ پوچھو جو اسے حاصل ہوں گے، اسے کوئی خوف اور غم نہ ہو گا، کیونکہ اس کا حشر جنت الفردوس میں ہو گا۔

تیسرے شعر کا معنی یہ ہے کہ مخلوق میں سے جو بھی سید المرسلین ﷺ کے علاوہ کسی سے تعلق جوڑے

اس پر غموں اور پریشانیوں کا غلبہ ہو جاتا ہے، اور جو شخص اللہ کی معزز ہستی سے تعلق جوڑ کر آپ ﷺ کی محبت میں ماسوا سے کٹ جائے، اور آپ ﷺ کے جھنڈے کے سایے تلے آجائے تو وہ زندگی میں اور موت کے بعد پسندیدہ اور خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے، زندگی میں اس پر کوئی خوف نہیں ہوتا اور موت کے بعد بھی وہ غمگین نہیں ہوتا، کیونکہ اپنی محبت کے ذریعے وہ بڑی امن دینے والی ذات یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے حبیب اور پاک بزرگ صحابہ کرام کی محبت کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے:

هو الذي يبلغ المأمول راجيه ويدرك الفوز من أضحى مدانيه

وهو المؤمّن مما خاف جانيه حاشاه أن يحرم الرّاجي أمانيه

أو يرجع الجار منه غير محترم

آپ ﷺ وہ ذات ہیں کہ جس کی امید کرنے والا اپنی امید کو پہنچ جاتا ہے اور قریب جانے والا کامیابی کو حاصل کر لیتا ہے۔ آپ ﷺ ان چیزوں سے امن عطا کرنے والے ہیں جنایت کرنے والے کو جن کا خوف ہوتا ہے، آپ ﷺ کی ذات سے یہ بات بعید ہے کہ امید کرنے والے کو اس کی امید سے دور کر دیں یا پڑوس اختیار کرنے والا احترام کے بغیر آپ ﷺ کے پاس سے لوٹے۔

فمدحه ذدت عن قلبي جوائحه وربحت فائز بيع فيه رابحه

فلست أنفك غاديه ورائحه ومنذ ألزمتُ أفكاري مدائحه

وجدتُ لخلاصي خير ملتزم

آپ ﷺ کی تعریف نے میرے دل سے اسکی آفتیں دور کر دی ہیں اور میں نے اس سودے سے نفع حاصل کیا ہے، میں صبح و شام آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتا اور جب سے میں نے اپنی سوچ میں آپ ﷺ کو لازم پکڑا ہے تو آپ ﷺ کو اپنا چھٹکارا اور چمٹنے کی بہترین جگہ پایا۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ اپنے محبوب ساتھیوں کے لئے امانِ اعظم ہیں اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اپنی محبت میں سچا ہو اور اپنی مرضی کے بجائے آپ ﷺ کی مرضی کو پورا کرے، کسی

عارف کا قول ہے کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اس طرح محبوب کے حوالے کر دو کہ تمہارا کچھ اختیار نہ چلے، لہٰذا اگر آپ اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو اپنا نفس اس کے حوالے کر کے ساری بادشاہت اسی کے سپرد کر دو، بیشک شہنشاہ کی موجودگی میں کسی کی بادشاہت نہیں چلتی، اسی طرح اگر تم اپنے نبی سے محبت کا دعوی کرتے ہو تو اپنی خواہشات نفس سے نکل کر نبی کے حکموں کو پورا کرو، نیز اپنے رسول کی حدود پہچان کر اس کے ذکر سے غفلت مت اختیار کرو۔

یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے اس شخص پر جو کسی سے محبت کا دعوی کرے اور اپنے محبوب کے ذکر سے ایک گھڑی غافل ہو جائے، لہٰذا تم جب ہر چیز کو امن دینے والی ذات سے محبت کرتے ہو تو اس چیز سے بھی محبت کرو جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبت کیا کرتے تھے۔

کسی عارف کا قول ہے کہ جو اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں سے بچے بغیر اس سے محبت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے، اور جو اپنا مال خرچ کئے بغیر جنت سے محبت کرے وہ جھوٹا ہے اور فقر سے محبت کئے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

رابعہ بصریہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی:

تعصی الالٰہ وأنت تظہر حبّہ ہذا لعمری فی القیاس بدیع

اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہو اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہو میری عمر کی قسم! یہ عجیب پیمانہ ہے۔

لو کان حبّك صادقا لأطعتہ انّ المحبّ لمن یحبّ مطیع

اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو اس کی اطاعت کرتے بیشک محبت کرنے والا اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں، عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے رہنا، اپنا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنا اور کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام پر غور کیجئے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی

زیادہ محبت اور خیر خواہی تھی، انہیں دنیا میں وہی چیز محبوب تھی جو اللہ تعالی کے بہت زیادہ قریب کرنے والی اور اعلی درجات تک پہنچانے والی تھی، چنانچہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ملی جس کے ذریعے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرتے اور نہ دنیا میں کوئی سایہ میسر آیا جس کا سایہ حاصل کرتے، ہم اگرچہ اپنی محبت میں صادق نہیں اور اپنے نبی کی محبت میں کوتاہی کرنے والے ہیں، گناہوں کو جمع کرنے والے، نیکیوں میں کوتاہی کرنے والے اور آخرت کے حساب سے غافل ہیں لیکن اس کے باوجود ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مدد طلب کریں گے۔

ان عاین الناس ذات الھول واللّھب　　وخاف کلّ الوریٰ فیہ من العطب

فأنت تکشف عنّی شدّۃ الکُرب　　ولن یضیق رسول اللہ جاھك بی

اذا الکریم تجلیٰ باسم منتقم

اور لوگ ہولناکی اور شعلوں والی چیز کو دیکھ لیں تو ہر مخلوق کو اس میں ہلاکت کا خوف ہوتا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سختی کی شدت کو مجھ سے دور فرمائیں گے اور اے اللہ کے رسول! ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ میری وجہ سے کم نہیں ہوگا کیونکہ کریم ذات انتقام سے بلند ہوتی ہے۔

اللہ تعالی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''قثم'' کے معنی میں

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

ایک قول کے مطابق یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اور لقب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں قیم ہوں اور ایک قول کے مطابق میں قثم ہوں، یہ دونوں آپ علیہ السلام کے نام ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی قیم کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کی چادر اور نبوت کی ذمہ داری کے ذریعے لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں، احکام کو اللہ تعالی سے لے کر بندوں تک پہنچانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی قثم کا معنی ہے خیر کو جمع کرنے والا۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ میرے پاس ایک فرشتے نے آ کر کہا کہ آپ قثم ہیں۔ (مناھل الصفا)

قثم خیر جمع کرنے والے کو کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم گرامی مشہور ہے اور لوگوں نے اسے بیان کیا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر و برکت کا خزانہ ہیں، محبت کرنے والے عارفین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام اور صفت سے پکارا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضائل کو جمع کرنے والے ہیں۔

لہذا قثم کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے حقائق کو جمع کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام موجودات کے حقائق کو جمع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تمام نبوتوں کی جامع ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب اللہ تعالی کی طرف سے پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی تمام کتابوں کی جامع ہے۔

اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور میں سارے انوارات کو جمع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت تمام ملتوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن جمعہ تمام ایام کا جامع ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اللہ تعالی کی حکمت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کو اللہ تعالی نے جوامع الکلم عطا فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب و عجم میں سب سے زیادہ فصیح تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال میں ہر حسن جمع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخلوق ساری بڑھ کر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات ہیں جن کے حسن کو بیان کرنے سے ادب کے بلیغ ترین لوگ عاجز آ گئے، نسب دانوں اور مدح کرنے والوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے۔

بعض محققین اور محبت کرنے والے علما کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء اور رسولوں کے مقامات عطا فرمائے، عالمِ ارواح میں ان مقامات کو آپ ﷺ کیلئے جمع کر کے آپ ﷺ کو اپنے مبارک جسم کے ساتھ مبعوث کیا گیا، قیامت کے دن امت آپ ﷺ کے پیچھے ہوگی، پہلی امتوں کے اولیاء اور زاہدین اپنے انبیاء کی پیروی کریں گے جبکہ انبیاء آپ ﷺ کی ذات کے نور سے مدد حاصل کریں گے، انبیاء اور رسول نبی کریم ﷺ سے وہ شفاعت حاصل کریں گے جو اس امت کے علماء کو ملے گی۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

(کشفا الخفا، تذکرۃ الموضاعات للفتنی، سلسلۃ الضعیفۃ للالبانی۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف اور بعض نے موضوع قرار دیا ہے، از مترجم)

ایک حدیث میں مروی ہے کہ اس امت کے بعض لوگوں کے دل حضرت ابراہیم کی طرح بعض کے دل حضرت موسی علیہ السلام کی طرح اور بعض کے دل حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح ہیں۔

اس کا معنی یہ ہے کہ نیک آدمی جس طرح آپ ﷺ کے ذریعے مدد طلب کریں گے بالکل اسی طرح انبیاء کرام بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے مدد طلب کریں گے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کے صحابہ اور خلفاء کے مناقب کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے محمد! جو ابراہیم کے بڑھاپے کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کے بڑھاپے کو دیکھ لے، اور جو نوح کے بڑھاپے کو دیکھنا چاہے وہ عمر کے بڑھاپے کو دیکھ لے، اور جو موسیٰ کے بڑھاپے کو دیکھنا چاہے وہ عثمان کے بڑھاپے کو دیکھ لے اور جو ہارون کے بڑھاپے کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کے بڑھاپے کو دیکھ لے۔

آپ ﷺ کے خلفاء احکام کے بیان کرنے اور شریعت کے حقائق لوگوں تک پہنچانے میں آپ ﷺ کے نائب ہیں، ان کمالات کو حاصل کر کے وہ معنوی طور پر انبیاء کی ولایت میں شریک ہیں، لہذا زمین والوں میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتا، یہ سب اشارات ہیں کہ نبی علیہ السلام تمام مخلوق میں سب سے اعلی و بالا ہیں چنانچہ بعض حضرات نے اللہ تعالی کے ارشاد {وکذلک جعلنکم أمّة وسطا} میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

جس طرح اللہ تعالی اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اسی طرح اس نے آپ ﷺ کو ایسی خصوصیات عطا فرمائی کہ ذات و صفات اور افعال میں آپ ﷺ تمام مخلوق پر فائق ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی تائید اس ارشاد سے فرمائی:

{فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا} الاعراف ۱۴۳

ترجمہ: پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید ان کے نام ''مُحیي'' سے فرمائی کہ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اپنے اس ارشاد سے فرمائی:

{یآ أَیّہا النبیّ حَسبُکَ اللّٰہُ} ۶۴

ترجمہ: اے نبی! تمہارے لئے تو بس اللہ کافی ہے۔

یقیناً اس ارشاد سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع فرمایا اور کافی ہو گئے۔

ماشئتَ قل فیه فأنت مصدّق　　　فالحبّ یقضي والمحاسن تشهد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کہیں آپ کی تصدیق کی جائے گی، محبت فیصلہ کرتی ہے اور خوبیاں گواہی دیتی ہیں۔

أنا في الغرام به محبّ واحد　　　وهو الذی في الحسن فرد أوحد

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں اکیلا محبت کرنے والا ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حسن میں اکیلے اور یکتا ہیں۔

ملك المحاسن والقلوب بأسرها　　　فلذاك أرباب الملاحة أعبد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خوبیوں اور دلوں کے مالک ہیں اسی لئے خوبصورت لوگ زیادہ عبادت کرتے ہیں۔

سل کل قلب عن هواه فانّه　　　ینبی بوجد مثله لا یُجحد

ہر دل سے اس کی خواہش کے بارے میں پوچھ لو، بیشک وہ اسی کی مثل عشق کی خبر دیتا ہے جس کا انکار نہیں کیا جائے گا۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائیوں کو جمع کرنے والے اور برکات کے نزول کا خزانہ ہیں

اس کے لئے ادب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی پیروی اور تصدیق کرے، کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا نہ ہو اور اس پر ابھارا نہ ہو اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے منع کر کے انہیں یہ نہ بتایا ہو کہ اس پر عذاب ہوگا، لہذا اے اللہ کے بندو! تمام بھلائیوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے بن جاؤ اور نیک کاموں میں جلدی کرو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اخلاق سے واقفیت حاصل کرو، اور مشفق و مہربان نبی کی سیرت کا مطالعہ کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عدل، امانت، وقار، مروت اور زہد کے علاوہ اپنے رب کی کتنی معرفت حاصل تھی، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں صحابہ کرام کے عمدہ طریقے کا مطالعہ کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب خلافت ملی تو تجارت کے کپڑے اٹھا کر صبح بازار جانے لگے، حضرت عمر اور ابوعبیدہ سے ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بازار جا رہا ہوں، انہوں نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں حالانکہ آپ کو مسلمانوں کا والی بنا دیا گیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ میرے گھر والے کہاں سے کھائیں گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ چلیں ہم آپ کے لئے کچھ مقرر کئے دیتے ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور انہوں نے ہر دن کے لئے نصف بکری سر اور جسم ڈھانپنے کے لئے کپڑا مقرر کر دیا۔

فتوحات کے بعد جب مال و دولت کی کثرت ہوگئی تو ایک دن حضرت عمر بن خطاب کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ ابا جان! اگر آپ کپڑے بنوالیں اور وفود کے حاضر ہوتے ہوئے پہن لیا کریں، اور کھانا بنا کر حاضرین کو کھلا لیا کریں تو اس میں کیا حرج ہے حضرت عمر نے فرمایا: اے بیٹی! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت کوئی جانتا ہے؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوہرے کمبل پر سویا کرتے تھے، گھر والوں نے اسے چوہرا کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے اور پھر بیدار ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کمبل کے ذریعے مجھے آج رات تہجد کی نماز سے روکے رکھا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھونے کے لئے کپڑے اتارے، نماز کا وقت ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا جو پہن کر باہر نکلتے؟

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے حلم کہاں سے سیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ قیس بن عاصم سے، پوچھا گیا وہ حلم میں کتنے بڑے ہوئے تھے، فرمایا کہ ایک وہ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ باندی ان کے پاس ایک سیخ لائی جس پر بھنا ہوا گوشت تھا اس کے ہاتھ سے سیخ گری اور آقا کے چھوٹے بچے پر جا لگی، اس

نے بچے کو جلادیا اور وہ مر گیا، باندی پریشان ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ اس باندی کو صرف آزاد کرنے سے غم سے سکون پہنچے گا اور اس کا خوف دور ہوگا، چنانچہ انہوں نے باندی سے کہا کہ تم اللہ کے لئے آزاد ہو، کوئی بات نہیں۔

یہ مراقبہ کرنے والوں کے حالات اور خوف رکھنے والوں کا راستہ تھا جو یہ بات جان چکے تھے کہ وہ دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں اور انہیں یقین تھا کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، ہم وہ مسکین ہیں جو لذتوں میں مشغول ہیں اور قیامت کے دن سے غافل ہیں، موت کی سختیوں سے اعراض کرتے ہیں، گویا ہم اس فانی گھر میں ہمیشہ رہیں گے، بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تنام عن العَلیا وغیرکَ یقظانُ　　　وتصبو الی الدّنیا فہا أنت ہیمانُ

تم بلندی پر سوتے ہو حالانکہ تمہارا غیر جاگ رہا ہے، تم دنیا کی طرف مائل ہوتے ہو، سنو! تم (اس کے) پیاسے ہو۔

وتترک للورّاث ماقد جمعتہ　　　مباحا ومحظورا فمالک لہفانُ

تم اس وراثت کو چھوڑ دو گے جو جائز طریقے سے جمع کی ہے اور تمہیں کوئی کام نہیں آئے گی، اے افسوس کرنے والے! تمہیں کیا ہوگیا؟

ستعلم قولی حین ینکشف الغطا　　　لقد عقلت منا عقول وأذہان

عنقریب میری بات کا تمہیں علم ہو جائے گا جب پردہ اٹھالیا جائے گا، بیشک عقلوں اور ذہنوں نے ہم سے سمجھا ہے۔

لقد أنذر الموتُ العقول لو انتہت　　　وکان لہا فیما تقدّم تبیان

بیشک موت نے عقلوں کو ڈرایا ہے، کاش کہ عقلیں باز آجاتی، اور ان کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مصائب دنیانا کثیر نعدّہا　　　وبعد سرور یعقب المرء أحزان

دنیا کی مصیبتیں بہت زیادہ ہیں جنہیں ہم شمار کرتے ہیں اور خوشیوں کے بعد آدمی پر غم آجاتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمارے سردار محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے جسے ہم ہر تنگی اور شدت کے وقت سرمایا سمجھیں۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "خاتِم اور خاتَم" کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

خاتِم اور خاتَم دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں جو روایات میں وارد ہوئے ہیں اور علماء کی زبانوں پر مشہور ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "خاتِم" کا معنی وہی ہے جو خاتم النبیین کا ہے، ہم نے ماقبل میں اس مبارک نام کے بارے وہ باتیں بیان کردی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کھولی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "خاتَم" کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت واخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے ہیں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی "صاحبُ الجودِ والکرم" ہو، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین وآسمان والوں کے لئے خاتم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "صاحب الرّاحہ" بھی کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسمِ مبارک کا معنی "صاحب الرّاحہ" سے ملتا ہے، ہم نے ماقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں اسمائے مبارکہ "خاتم النّبیین اور صاحب الراحہ" کا معنی بیان کردیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلنے والی تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عوف بن مالک کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ مسلمان ہوکر میرے پاس آئے گا تو اس کے گھر والے (جو قیدی بن کر آئے تھے) واپس کردوں گا اور مزید سو اونٹ بھی عطا کروں گا، جب یہ پیغام اس تک پہنچا تو اسے اندیشہ ہوا کہ اس بات کا علم قبیلہ ثقیف کو نہ ہوجائے اور وہ اسے قید نہ کردیں، چنانچہ طائف سے چھ میل کی مسافت پر اس نے سواری پہنچائی پھر اپنے گھوڑے پر نکل کر سواری تک آیا اور اس پر سفر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ اشعار پڑھتا ہوا حاضر ہوا۔

ما ان رأیت ولا سمعتُ بواحدٍ — فی النّاس کلّھم کمثل محمّد

میں نے تمام لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ کسی کے بارے میں سنا ہے۔

أوفیٰ وأعطیٰ لجزیل اذا انتدیٰ — ومتیٰ تشأ یخبرك عمّا فی غد

جب وہ بلاتے ہیں تو بہت زیادہ دیتے ہیں اور وعدہ پورا کرتے ہیں، اور جب بھی تم چاہو کل کے بارے میں تمہیں بتادیتے ہیں۔

واذا الکتیبة أنشبت أنیابھا — بالمشرفیّ وضربِ کلّ مھنّد

جب لشکر نے اپنے دانت مشرفی مقام پر گھاڑ دیئے تھے ہر بے نیام تلوار ماری رہی تھی۔

فکأنّہ لیثٌ لدیٰ أشبالہ وسط الکماۃ وحاضرٌ فی مرصد

گویا کہ شیر کی طرح ہیں جو اپنی بچوں کے ساتھ اپنی کچھار میں ہوتا ہے اور گھات لگا کر پہنچ جاتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کے گھر والوں کو واپس لوٹا دیا، اور تین سو اونٹ دے کر اسے اس علاقے کے مسلمانوں پر گورنر بنا دیا، جود و کرم اور وعدے کی پاسداری میں آپ ﷺ ایسی باتوں کا صدور ہوا ہے کہ جو لوگ ان جیسی باتوں میں مشہور اور ضرب المثل ہیں جیسے حاتم طائی وغیرہ، ان کے بارے بھی ایسی باتیں نہیں سنی گئیں۔

یقیناً نبی کریم ﷺ صاحبِ جود و کرم ہیں اور آپ ﷺ کا نام صاحب الراحہ ہے، زمین و آسمان والوں کے لئے آپ ﷺ خاتم ہیں اور تمام خوبیوں میں یکتا ہیں مخلوق میں کوئی بھی آپ ﷺ کے مرتبے کے قریب نہیں پہنچ سکتا، آپ ﷺ نے جو بھی دیا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دیا، اللہ کے خزانوں اور عطایا کو خرچ کرنے سے کمی واقع نہیں ہوتی، یہ متوکلین کے سردار ﷺ اور قناعت کرنے والوں کے امام ﷺ کا حال تھا، آپ ﷺ کی سخاوت کی کوئی انتہاء نہیں اور آپ ﷺ کی بلندی کا آخری کنارہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اور مبارک عادت صحابہ کرام اور ان لوگوں کو عطا فرمائی جن کا آپ ﷺ سے، قرابت رشتہ داری اور نسب کا تعلق ہو، علماء نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بنی ہاشم کی سخاوت پر کتابیں لکھی ہیں۔

نبی کریم ﷺ سے کسی محبت کرنے والے کا قول ہے کہ ایثار کی صفت آپ ﷺ کے سوا کسی نے بھی کامل طور پر حاصل نہیں کی، قیامت کے دن ہر ایک نفسی نفسی کہے گا جبکہ کائنات کے سردار ﷺ امتی امتی کی صدا لگائیں گے۔

دنیا میں آپ علیہ السلام کی سخاوت انوکھی ہے، آپ ﷺ کا علم سب علوم سے اعلیٰ ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے، شرف و اکرام اور تعظیم و تکریم کا معاملہ فرمائے۔

أفلت نجوم المکرُمات ونجمہ للطّالبین تراہ لیس بآفل

باعزت ستارے غروب ہو گئے لیکن آپ ﷺ کے ستارے کو تم طلب والوں کے لئے ڈوبتے ہوئے نہیں دیکھو گے۔

وتریٰ لہ بالواصلین صبابۃً کصبابۃ الصّبّ المحبّ الواصل

تم انہیں ملنے والوں سے ایک محبت کرنے والے عاشق کی طرح برتاؤ کرتے ہوئے دیکھو گے۔

واذا الرجال تصرفت أهواؤها فهواه لحظة سائل أو واصل

جب لوگوں کی خواہشات گردش کرتی ہیں تو آپ ﷺ کی خواہش کسی سائل یا ملنے والے کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے۔

و تخال من فرط السّخاء بنانه غیث السماء تقول ھل من آمل

بہت زیادہ سخاوت سے آپ ﷺ کی انگلیوں کو تم آسمان کی بارش کی طرح خیال کرو گے جو کہہ رہی ہو کیا کوئی امید کرنے والا ہے؟

رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین اور طائف میں شرکت سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ صفوان نے ایک گھاٹی میں اونٹوں اور بکریوں کو دیکھا، رسول اللہ ﷺ صفوان کو دیکھ رہے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ اچھی لگتی ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سب تمہاری ہیں، صفوان نے کہا کہ نبی کے علاوہ کوئی یہ سخاوت نہیں کر سکتا، چنانچہ وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

فصل

محبت کرنے والے کے لئے جتنا ہو سکے وہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو اپنائے اور آپ ﷺ کی پیروی کرے، ہم نے ماقبل میں اسطرح کی کچھ باتیں آپ ﷺ کے کسی اسم گرامی کے ذیل میں بیان کی ہیں کہ ہر محبت کرنے والے کے لئے کرم، ایفائے عہد، سخاوت، اور علم میں آپ ﷺ کی اتباع کرنا ضروری ہے، اللہ تعالی آپ ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو ہمیں آپ ﷺ کے قریب کر دے، آپ ﷺ کو ہمیشہ کی بزرگی عطا فرمائے اور اپنے پاس سے پاکیزہ ترین سلام نازل فرمائے۔

آپ ﷺ صورت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے بڑھ کر ہیں، عقلاء اور فضلاء کے درمیان اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے ہر نبی کو اچھی صورت اور بہترین اخلاق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ہمارے نبی ﷺ صورت اور اخلاق میں تمام انبیاء کرام پر فائق ہیں، اللہ تعالی نے تمام خوبیوں کو کامل طور پر آپ ﷺ کی ذات میں جمع کر دیا ہے۔

ذاتٌ زکت وزکت مسكاً لمنتشق واستعظم الخلقُ منه موجد الخلق

و کم همت كفّة بالوابل الودق فاق النبيّين في خَلق وفي خُلق

ولم يدانوه في علم وولا كرم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکیزہ ذات ہیں، سونگھنے والوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشبو پھوٹتی ہے، مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی ہے، اخلاق سے مالا مال ہیں، کتنی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی نے موسلا دار بارش برسائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت اور اخلاق میں تمام نبیوں پر فائق نہیں، وہ علم اور سخاوت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ پہنچ سکے۔

من نیلِ رُتبتِہ العُلیاء قد یئِسُوا ونورُھم من ضیا أنوارہ اقتَبسوا

ولم یکونوا العھد اللہ فیہ نسُوا وکلّھم من رسول اللہ ملتمس

غرفاً من البحر أو رشفاً من الدِّیمِ

انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبہ کو حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے اپنا نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارات کی روشنی سے حاصل کیا، اور وہ اللہ کے عہد کو (جو اللہ تعالی نے ان سے لیا تھا اسے) بھولے نہیں تھے، تمام انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے سمندر سے چلو بھرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارش سے سیراب ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''الطّیّب الطّیّب'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

الطیب الطیّب آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، یہ پہلی کتابوں میں بیان کردہ اسم گرامی ''ماذ ماذ'' کا ہم معنی ہے، آپ علیہ السلام کے نام اور القاب پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی کتابوں میں بھی مذکور ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عنایت ہے کہ مخلوق کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کو ظاہر فرمایا، ''ماذ'' کا معنی طیب ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تاکید فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات انتہائی پاکیزہ اور اصل مقصود ہے، طیّب کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے اسمائے گرامی ''طاہر، مطہر اور صاحب الجبین'' کے معنی سے ملتا جلتا ہے، طیب کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم صاف اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کی خوشبو عمدہ تھی، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جسمانی ناپاکیوں اور گندگیوں سے پاک صاف اور طہارت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی خصوصیات سے نوازا جو کسی اور میں موجود نہیں اور ایسے مکارم عطائے فرمائے جن کی وجہ سے تمام انسانوں میں اعلیٰ درجے پر فائز ہوئے۔

حضرت ثابت بنانی حضرت انس روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے مشک وعنبر سمیت کسی چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عطر فروش کی تھیلی سے نکالا ہو۔ (صحیح مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشبو لگائی ہو یا نہ لگائی ہو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے مصافحہ فرماتے تو وہ پورا دن اسکی خوشبو محسوس کیا کرتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بچے کے سر پر دستِ مبارک رکھتے تو خوشبو کی وجہ سے وہ دوسرے بچوں کے درمیان پہچان لیا جاتا تھا۔ (الشفا)

اس بارے میں بہت سی متواتر احادیث موجود ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کے مشابہہ کوئی خوشبو اور مشک نہیں تھی، جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین صورت کے ساتھ مبعوث فرمایا اسی

طرح آپ ﷺ کے پسینہ کی بہترین خوشبو تھی، اس بات کی گواہی دوست اور دشمن سب نے دی ہے، آپ ﷺ کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات پر غالب ہیں۔

الطّیّب الطّیب کے معنی میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات وصفات اور اخلاق میں پاکیزہ ہیں، جب بھی کوئی صاحب بصارت اور صاحب بصیرت انسان آپ کو دیکھتا ہے اور کوئی فکرمند انسان آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اس کا دل معطر ہو جاتا ہے، عقل آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتی ہے کیونکہ دلوں میں فطری طور پر آپ ﷺ کی سیرت وصورت کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

ہر ذی روح چیز آپ ﷺ کو دیکھتے ہی معطر ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ کا لفظ سنتے ہی دل کو شرح صدر حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کو محبت عطا فرمائی اور اپنا حبیب ﷺ بنا کر ہر جہاں میں قبولیت سے نوازا۔

لہذا ہر دل کے لئے آپ ﷺ خوشبو اور شفا ہیں، عقل سلیم رکھنے والوں نے آپ ﷺ کی صفات کو بیان کیا ہے اور عمدہ خصلت لوگوں نے آپ ﷺ کی منفرد سرداری کی گواہی دی ہے اور صدا لگانے والوں نے آپ ﷺ کی محبت کی صدا لگائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی بعثت کے قریبی زمانہ میں ہاتف نے آپ ﷺ کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

ظهر النور وزال الزّور، وبعث الله محمداً ﷺ بالحبور، صاحب النجيب الأحمر، والتاج والمِغفر، والوجه الأزهر، والحاجب الأقمر، والطّرف الأحور، صاحب قول شهادة أن لاآله الاالله، فذلك محمد المبعوث للأسود والأحمر، أهل المدر والوبر۔

ترجمہ: روشنی ظاہر ہو چکی اور جھوٹ ختم ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو امامت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جو سرخ گھوڑے والے اور صاحب التاج ہیں، روشن چہرے والے، چمکدار پلکوں والے اور گداز نظر کے مالک اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی دینے والے ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں جنہیں ہر کالے اور گورے ہر کچے اور پکے گھر کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

جہان والوں کے دل آپ ﷺ سے معطر اور آپ ﷺ کی طرف مائل کیوں نہ ہوتے جبکہ جمادات آپ ﷺ کی خوشبو کی طرف مائل ہوئے اور خشک لکڑی نے آپ ﷺ کی جدائی میں نوحہ

کیا، اس کا سبب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو محمدی حقائق کی پاکیزہ خوشبو ظاہر ہو چکی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس خوشبو کو روشن کر کے ساری مخلوق پر پر شرف بخشا۔

حقیقتِ محمدی کا نور اللہ تعالیٰ کے علم میں مخفی تھا، پھر وہ نور پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جہان والوں کے لئے دن بنا دیا، پھر اس سے بھلائی کے چشمیں اور نہریں جاری فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے جہان کے کناروں کو معطر فرمایا اور جہان والوں کے دل اس خوشبو کی وجہ سے صبح و شام جگمگانے لگے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے دلوں کو منور فرمایا اور بن دیکھے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ڈال دی، شہر اور ملک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے خوش ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کی نہریں جاری ہوئیں، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہائش اختیار فرمائی وہاں بھلائیوں نے ڈیرے ڈال دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان سے بڑھ کر کوئی بابرکت جان نہیں دیکھی گئی اور کسی سعید روح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر سعادت نہیں عطا کی گئی، کتنی عمدہ سعادت ہے اس شخص کی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت سے کچھ حاصل کر لے اور کتنا خسارہ ہے اس شخص کے لئے جو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے دور کر دیا جائے۔

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ یتیم تھے، اپنی والدہ اور خالہ کی زیرِ پرورش تھے، وہ اپنی خالہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے، خالہ ان سے اکثر کہا کرتی تھی کہ اے بیٹے! اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے نہ گذرنا، ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ تمہیں گمراہ نہ کر دے، وہ بکریوں کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سے دل کو معطر کرتے اور شام کو اپنی لاغر و کمزور بکریوں کے ساتھ اس طرح واپس ہوتے کہ ان کے تھن خشک ہوتے تھے، ان کی خالہ پوچھتی کہ تمہاری بکریوں کے تھن خشک کیوں ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے کہ چراگاہ اچھی نہیں، وہ دوسرے دن دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سننے کے لئے حاضر ہوئے اور بکریوں کو اسی طرح لاغر اور کمزور واپس لایا، جب تیسرے دن حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام اور ہجرت کی دعوت دی، انہوں نے اسلام قبول کیا، بیعت کی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی خالہ کی بکریوں کے بارے میں شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکریاں میرے پاس لے آؤ، وہ لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پشت اور تھنوں پر ہاتھ پھیر کر خیر و برکت کی دعا فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے بکریاں دودھ اور چربی سے بھر گئیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے وہ بکریوں کو لے کر خالہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا ہر دن اسی

طرح چرایا کرو، اس نے بتایا کہ میں نے اسی طرح چرایا جس طرح ہر دن چراتا ہوں، پھر اس نے خالہ کو پورا واقعہ سنایا، اس نے خالہ کے سامنے نبی کریم ﷺ کی صفات اور اخلاقِ کریمہ کو بیان فرما کر اسے اتنا شوق دلایا کہ اس کی نظریں آپ ﷺ کے دیدار کی مشتاق ہوگئیں، چنانچہ اس کی خالہ نے کہا: اے بیٹے! مجھے لے کر چلو تا کہ ہم تمہارے صاف چشمے سے سیراب ہو جائیں، آخر کار وہ اللہ کے حبیب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔

فصل

محبت کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ انہیں انبیاء کے سردار ﷺ کی ملاقات کا شوق ہو، لہذا اے محبت کرنے والو! تم پر لازم ہے کہ اس شہر (یعنی مدینہ) کا سفر کرو جو برکت کا خزانہ ہے اور اللہ تعالی نے اسے تعظیم وتکریم کی خصوصیت سے نوازا ہے اور اس میں اللہ کے حبیب ﷺ کے جسم کی خوشبو پھوٹی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ایسی جگہوں کے لائق تھے جو قرآنی وحی سے آباد ہوئیں، وہاں حضرت جبریل، میکائیل اور دیگر فرشتوں کا نزول ہوتا رہا، ان مقامات کی مٹی نے سید البشر ﷺ کو اٹھایا، اللہ کا دین اور اس کی سنت وہاں سے پھیلی، وہ مقامات فضیلتوں اور بھلائیوں کا مرکز بن گئے، وہاں معجزات کا ظہور ہوا اور دینِ اسلام کی تکمیل ہوئی، مسلمانوں نے خاتم النبیین ﷺ کے ٹھکانے کا مشاہدہ کیا، وہاں سے نبوت کے چشمے پھوٹے، نیز وہ مقامات جہاں نبوت ورسالت کو لپیٹ دیا گیا اور وہ زمین جس نے نبی کریم ﷺ کے جسم کو چھوا اور اس کے در و دیوار نے آپ ﷺ کا بوسہ لیا۔

یادار خیر المرسلین ومن به هُدی الأنام وخصّ بالآیات

اے رسولوں میں بہتر ذات اور جس کے ذریعے مخلوق کو ہدایت دی گئی ہے اور اسے خاص نشانیاں عطا کی گئی ہیں۔

عندی لأجلك لوعة وصبابة وتشوّق متوقّد الجمرات

آپ ﷺ کی وجہ مجھے عشق کا غم ہے اور ایسا شوق ہے جو انگاروں کو روشن کرنے والا ہے۔

وعلیّ عهدان ملأت محاجری من تلکم الجدرات والعرصات

میں عہد کرتا ہوں کہ اگر میں اپنی آنکھوں کو ان دیواروں اور خالی جگہوں سے بھر دوں۔

لأعفرنّ مقصون شیبی بینہا　　من کثرۃ التّقبّیل و الرّشفات

تو میں ضرور بالضرور اپنے بڑھاپے کی حفاظت کے لئے ان جگہوں کے درمیان کثرت سے بوسے لینے اور چومنے کی وجہ سے خاک آلود ہو جاؤں گا۔

لولا الأعادی و العوادی زرتہا　　أبدا ولو سحبا علیٰ الوجنات

اگر مجھے ہمیشہ دشمنوں اور رکاوٹوں کا سامنا نہ ہوتا تو میں رخساروں پر گھسٹ کر ان کی زیارت کرتا۔

لکن سأھدی من حفیل تحیّتی　　لقطین تلك الدّار و الحجرات

لیکن میں عنقریب اپنا بہت سارا درود و سلام اس گھر اور حجروں کے مقیم شخص کو ہدیہ کروں گا۔

أزکیٰ من المسك و المفتّق نفحۃ　　نغشاہ بالآصال و البکرات

جو پھوٹنے والی مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوگا اور صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپ لے گا۔

و تخصّہ بزواکی الصلوات　　ونوامی التّسلیم و البرکات

اور میرے پاکیزہ ترین درود اور کثرت سے سلام خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و کرم اور رفعت و بلندی میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''روح الحق'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''روح الحق'' آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے، ایک قول کے مطابق انجیل میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسم گرامی ''البارقلیط'' وارد ہوا ہے یہ اس کا ترجمہ ہے، بارقلیط کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات جو حق و باطل میں فرق کر دے اور حق کی روح بن جائے، روح اور حق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو علیحدہ علیحدہ اسمائے گرامی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر صادق آتے ہیں، روح اجسام اور شخصیات کو چلاتی ہے اس کے بغیر جسم کے وجود کا کوئی اعتبار نہیں۔

حق میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے ایمان مراد لیا جائے، لہذا اسکا معنی روح الایمان ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین اور اس کی مخلوق کے دلوں میں ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے پھیلا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین پر فضیلت بخشی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو ایمان کا وجود ختم ہو جاتا۔

کبھی حق سے مراد وہ ہدایت اور نور لیا جاتا ہے جس کے ساتھ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا یعنی وہ شریعت جسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، پس آپ علیہ السلام ہدایت کا ایسا نور ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں کو منور فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اسے حیات بخشی، بیشک سارا جہان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بنایا گیا ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ حق کا اطلاق کائنات پر ہو کیونکہ کائنات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بنائی گئی، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانے میں کائنات کے لئے روح ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ } الدخان ۳۸

ترجمہ: ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لئے پیدا نہیں کر دی ہیں۔

اس کائنات کا راز اور روح رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے، لوگوں کو نظر آنے والی تمام موجودات کی حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، لہذا روح الحق کا معنی آپ علیہ السلام کے حق میں یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند شان والے، کائنات کی روح، زمانوں کی حیات اور ہر ایک لئے امان ہیں، شاید سیدی ابوالحسن علی بن وفا رحمہ اللہ نے اپنے قصیدے میں روح کے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہو:

روح الوجود حیاۃ من ھو واجد لولاہ ماتمّ الوجود لمن وجد

ترجمہ: تمام موجودات کی روح اور پانے والوں کی زندگی ہیں، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو دنیا کی موجودات کی تکمیل نہ ہوتی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تمام اجسام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ان میں اپنے علم کے اسرار و لطائف ودیعت فرمائے اور ایسی روحانیت عطا فرمائی جس کی حقیقت کا احاطہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتے ہیں، اسی طرح اس جہان کو پیدا فرما کر اس میں عظیم نشانیاں رکھی ہیں، پھر نبی ﷺ کو پیدا فرما کر آپ ﷺ کو وہ خصوصیات عطا فرمائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، نیز آپ ﷺ کی ذات میں حسن کی وہ باریکیاں رکھی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا، اوپر اور نیچے والے جہان کو آپ ﷺ کے نور کے اور آپ ﷺ کی روح کی صورت کو ظاہر کرنے کے لئے سانچہ بنایا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ حق سے مراد باطل کی ضد ہو اور حق پر اس وقت تک عمل نہیں کیا جائے گا جب تک آپ ﷺ کے حکم کے موافق نہ ہو، لہذا آپ ﷺ کی شریعت سے واقفیت کے بغیر حق ثابت نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ کے دوسرے نام المفرّق بین الحق والباطل کا معنی بھی یہی ہے۔

اسکے علاوہ بہت سارے احتمالات ہیں جن کو تفصیل سے بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا، ان میں سب سے قریبی معنی یہ ہے کہ ''حق'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے، لہذا اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق کر کے تعظیم و تکریم کی خاطر روح کی اضافت کی گئی، یہ خالق کی اضافت مخلوق کی طرف ہے۔

آپ ﷺ کے لئے ''روح الحق'' اسی طرح استعمال ہوا ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''روح اللہ'' کا اطلاق ہوا ہے، لہذا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کے مقابلے میں آپ ﷺ کی اضافت اپنی طرف فرمائی کیونکہ ساری ارواح کو آپ ﷺ کی وجہ سے پیدا کیا گیا، بیشک آپ ﷺ انسانوں کی آنکھ اور ساری تعریفوں کی اکسیر ہیں۔

ظھر الجمال من الحجاب الأعظم کشفاً عن الوجہ الأجل الأکرم

عظیم حجاب سے معزز و محترم چہرے کو کھول کر آپ ﷺ نے جمال کو ظاہر کیا۔

وأسرّ فی سرّ الخطوب نفوسنا من حیث أعرب عن حروف المُعجم

نیز آپ ﷺ نے جہاں خطبات کے رازوں کو ہم سے مخفی رکھا، وہاں آپ ﷺ نے مشکل

الفاظ کا استعمال فرمایا۔

فتلذّذی أُذنی بطیب خطابه عینی وبالحسن البدیع تنعّمی

میرے کانوں اور آنکھوں نے آپ ﷺ کے گفتگو کی خوشبو حاصل کی اور عجیب وغریب حسن سے راحت محسوس کی۔

یاجامعاشمل الشّتات ظهورُه نظماً وقبل وجوده لم ینظم

اے بکھری ہوئی خصلتوں کو جمع کرنے والی ذات ! جن کے ظہور سے ان خصلتوں کو پرویا گیا جو آپ ﷺ کے وجود سے پہلے پروئی نہیں گئی ہیں۔

یاروح أفلاك العُلا ومدیرها ومحرّك الحرم القصیّ الأعظم

اے بلند آسمانوں کی روح !اور اس کو چلانے والے! حرم کے آخری بڑے کنارے کو حرکت دینے والے۔

صلّی علیك الله یامن نوره کالشّمس جلی کل لیل مبهم

اے وہ ذات جس کا نور ہر سیاہ رات میں سورج کی طرح ہے۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ''روح الحق'' ہے اس کیلئے ادب یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے مرتبے کو جان کر آپ ﷺ کے راستے کی پیروی کرے، بیشک حق آپ ﷺ کی زبان مبارک پر ظاہر ہوا اور اس کا نور آپ ﷺ کی شریعت کے احکام میں روشن ہوا۔ آپ ﷺ کی شریعت نے کمزور اور طاقتور کو برابر کر دیا، اللہ تعالی نے کمزور اور باطل چیز میں مبتلا ہونے سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی، آپ علیہ السلام نے حق کو قائم کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، آپ ﷺ نے بالفعل انصاف کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے اپنی بلند مرتبہ بیٹی کے بارے میں قسم کھا کر ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ کا مقام اللہ تعالی کے نزدیک بہت بڑا ہے، ان کی فضیلت

کتابوں میں مشہور ہے۔

امام ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری ماں نے مجھ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تم سے کیا ہوا وعدہ کب پورا ہوگا؟ میں نے کہا عنقریب، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کر کے بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا کی اور تشریف لے گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم حذیفہ ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش فرمائے کیا تمہیں کس چیز کی حاجت ہے؟، پھر ارشاد فرمایا: بیشک یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا، اس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی کہ مجھے سلام کہے اور اس بات کی خوشخبری دے کہ فاطمہ زمین کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک حضرت فاطمہ کی پیشانی نہ چومتے۔

(ترمذی، مسند احمد، مجمع الزوائد)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدیجہ کے بطن سے میری ایک بچی کا انتقال ہوا، میں اس سے محبت کرتا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اور اس بچی کو جمع فرمادے، رمضان کی چوبیسویں رات بروز جمعرات جبریل میرے پاس حاضر ہوئے، ان کے پاس جنت کے پھلوں کی ایک طشتری تھی، انہوں نے کہا، اللہ رب العزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہہ رہے ہیں اور حکم دے رہے ہیں کہ یہ پھل کھا کر حضرت خدیجہ سے ہم بستری کریں، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو خدیجہ کو فاطمہ کا حمل ہوا، جب بھی میں اپنی بیٹی فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے جنت کے پھلوں کی خوشبو آتی ہے۔

(ترمذی۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، از مترجم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم بھوکے تھے، حضرت فاطمہ نے کھڑے ہو کر ایک مٹھی گندم کی لے کر چکی میں ڈال دی اور اس کو گھمانے لگیں، چکی چلنے لگی اور ان کے ہاتھ پر نشان پڑ گیا، حضرت فاطمہ کو نیند آ گئی، ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حضرت فاطمہ کی مدد کے لئے چکی گھمانے کا حکم دیا، جب وہ بیدار ہوئیں تو چکی بغیر کسی چلانے والے کے گھوم رہی تھی اور سارا آٹا پیسا جا چکا تھا، حضرت فاطمہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سے

محبت کرنا اور ان کی تعظیم کرنا ہم پر واجب ہے، ہم پریشانیوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی فضیلت کا وسیلہ پکڑتے ہیں اور ان کی برکت سے اپنے مولیٰ سے ثواب کی درخواست کرتے ہیں، اے اللہ! ہم پر ان کی برکت کو بار بار نازل فرما، نیز ان کی اور ان کے دو پاک وصاف بچوں یعنی حسن و حسین کی محبت کا فیضان فرما جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہونگے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک رات کو نکلے، ان کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو مسجد تشریف لے جاتے اور اپنے مولا کے سامنے دعا اور عاجزی کا اظہار فرماتے، ایک رات محبت کرنے والے بھی پیچھے ہو گئے، جب حضرت حسن مسجد کے دروازے پر پہنچے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر یوں مانگی:

اللّٰھُمّ غلّق المُلوکُ ابوابَھاوقام علیھاحُرّاسُھا.وبابُکَ مفتوح لمن دعاک

ترجمہ: اے اللہ! بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں اور ہم پر ان کے چوکیدار کھڑے ہو گئے ہیں، لیکن آپ کا دروازہ اس شخص کے لئے کھلا ہے جو آپ سے دعا کرے۔

پھر مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعتیں نماز ادا کی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ اشعار پڑھنے لگے:

یاذاالمعالی علیك معتمدی ۔۔۔ طوبیٰ لمن کنت أنت مولاہ

اے بلندیوں والی ذات! میں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں، خوشخبری ہو اس شخص کے لئے آپ جس کے مولیٰ ہیں۔

طوبیٰ لمن کان خائفا ۔۔۔ یشکوالی ذی الجلال بلواہ

خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو ڈرنے والا اور خوف رکھنے والا ہو اپنی مصیبت کی شکایت اپنے مولیٰ سے کرتا ہو۔

ومابہ علّة ولاسقم ۔۔۔ أکثر من حبّہ لمولاہ

اسے اپنے مولیٰ کی محبت سے بڑھ کر کوئی بیماری اور مرض لاحق نہ ہو۔

اذاخلافی الظلام مبتھلا ۔۔۔ أکرمہ اللہ ثم أدناہ

جب وہ اندھیرے میں عاجزی کے ساتھ خلوت اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر اکرام کرتے ہوئے اسے قریب کر دے۔

اذا اشتکیٰ حالہ وحاجتہ   أجابہ اللہ ثمّ لبّاہ

جب وہ اپنی حالت اور ضرورت کی شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے لبیک کہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

لبیک عبدی وأنت فی کنفی   فکلّ ماقلت قد علمناہ

لبیک اے میرے بندے! تم میری حفاظت میں ہو تم نے جو ساری باتیں کی ہیں ہم انہیں جانتے ہیں۔

صوتُک تشتاقہ ملائکتی   فحسبک الصّوت قد سمعناہ

میرے فرشتے تیری آواز کے مشتاق ہیں، بس تمہارا آواز دینا تمہیں کافی ہے یقیناً ہم نے سن لیا ہے۔

لو ھبّت الریح من جوانبہ   خرّ صریعا لما تغشّاہ

اگر اس کے اطراف میں ہوا چل پڑے اور اس پر چھا جائے تو وہ گر کر مر جائے۔

دُعاک عندی یجول فی حجبی   وذنبک الیوم قد غفرناہ

تمہاری دعا میرے دربانوں میں گھوم رہی ہے اور آج ہم نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔

اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم آپ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی سے اور ان کے اہلِ بیت اطہار یعنی حضرت فاطمہ، علی، حسن، حسین اور تمام احباب سے محبت کرتے ہیں، اے رب العالمین! آپ کے ہاں ان کے مرتبے کے ذریعے ہم وسیلہ پکڑتے ہیں کہ آپ دین و دنیا کے معاملے میں ہمارے غم سے کافی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک رحمت کاملہ نازل اور سلامتی فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو انبیا کے سردار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی "مصلح" کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

مصلح آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ہے جو محبت کرنے والوں کی زبانوں پر جاری ہوا ہے، اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے، آپ علیہ السلام کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں لوگوں کی اصلاح کرنے والے اور آخرت کے راستے کو ان کے لئے بیان کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلوں کے فساد کو دور کر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا، دین کو قائم کر کے انہیں یقینِ کامل عطا کیا، گناہوں سے دور کیا، ان کے ظاہر میں فطری عادات کو پیوست کیا اور ان کے باطن کو کھوٹ اور حسد سے پاک کر کے عمدہ بنا دیا اور ان کے دلوں کو تقوی سے بھر دیا۔

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہانوں کیلئے مصلح اور زمین وآسمان کو روشن کرنے والے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل انہیں خوش کرتے اور ان سے تکلیفیں دور فرماتے رہے، جہالت کے بعد ان کی رہنمائی کرتے اور پستی کے بعد انہیں بلندی عطا کرتے، تفریق کے بعد انہیں جمع فرماتے اور دور ہونے کے بعد ان سے محبت کرتے رہے۔ اور یہ صفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسے نہ ہوتیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کی خبر اس حدیث میں دے چکے ہیں جو حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اس حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أُهدي به بعد الضّلالةِ، وأُعلّمُ به بعد الجهالةِ، وأرفعُ به بعد الخُمالة، وأُسمّي به بعد النكُرة، وأُكثرُ به بعد القلّةُ، وأُغني به بعد العَيلة، وأَجمع به بعد الفُرقةِ، وأؤلّف به بين قلوبٍ مختلفةٍ، وأهواءٍ متشتّةٍ وأممٍ متفرّقةٍ، وأجعل أمّته خير أمّة أخرجت للناس۔

ترجمہ: میں اس نبی کے ذریعے گمراہوں کو راہ راست پر لاؤں گا، جاہلوں کو علم عطا کروں گا، پست لوگوں کو بلندی عطا کروں گا، گمنام لوگوں کو نیک نامی عطا کروں گا، قلت کو کثرت اور فقر وفاقہ کو مالداری سے بدل دوں گا، متفرق لوگوں کو اس کے ذریعے جمع کر دوں گا، اور اختلاف کرنے والے دلوں اور خواہشات اور بکھری ہوئی قوموں کے درمیان محبت ڈال

دوں گا، میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالی گئی ہے۔(الشفا)

اللہ تعالی نے ہمارے عظیم نبی کی صفات کو اس طرح بیان فرمایا، اللہ تعالی آپ ﷺ پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

آپ ﷺ لوگوں کے دلوں کی اصلاح کیسے نہ کرتے اور اللہ کی زمین پر بھلائیوں کو کیسے ظاہر نہ فرماتے حالانکہ اللہ تعالی نے خود آپ ﷺ کو ان صفات سے پکارا ہے اور آپ ﷺ کو بڑی رحمتوں سے مزین فرمایا ہے۔

لقد صحّ لی فی الهاشمیّ محمد یقین صحیح لا یضیع به أجری

محمد ہاشمی ﷺ کے بارے میں مجھے صحیح یقین حاصل ہے، آپ ﷺ کے ذریعے میرا اجر ضائع نہیں ہوگا۔

أبی القاسم الآتی الی خیر أمّة بأفضل شرع کان فی سالف الدّهر

جو ابوالقاسم ہے اور سابقہ امتوں کے مقابلے میں بہترین امت اور شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔

امام الهدی المختار من خیر شیعة وناظر عین الدّین بالفضل والفخر

ہدایت کے امام ہیں اور بہترین گروہ میں چنے گئے ہیں، دین کی آنکھ سے فضیلت اور فخر کو دیکھنے والے ہیں۔

نبیّ هدی من حسرة الشّرك والعمی وبدر تجلّی فانجلت ظلمة الکفر

شرک اور اندھے پن کی حسرت کے مقابلے میں ہدایت والے نبی ہیں اور ایسے چاند ہیں جو روشن ہوا تو کفر کی تاریکی ختم ہوگئی۔

ومن عزّ أهل الفضل فی کلّ موطن ففات الوری بالطّوع منهم وبالقهر

اور وہ ذات ہیں جس نے فضیلت والوں کو ہر جگہ عزت عطا کی اور پھر چار و ناچار لوگوں سے دور چلے گئے۔

ومن قام بالتوحید فی کل مشهد　　ودلّ علیٰ الرّحمن فی السّر والجهر

اور وہ ذات جو ہر حاضر ہونے کی جگہ توحید کے ساتھ کھڑی ہوئی اور اعلانیہ وخفیہ رحمن کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔

ومن جاء بالبرهان والنّور والهدیٰ　　وبالصّوم والاجماع والحجّ والنّحر

وہ ذات جو دلیل نور، ہدایت، روزے، اجماع، حج، اور قربانی کے مبعوث ہوئی ہے۔

ومن جاء بالاسلام والشرك ظاهر　　فأيّد الرحمن بالعزّ والنّصر

اور وہ شخص جو اسلام کے ساتھ آیا جب شرک ظاہر ہونے والا تھا پھر رحمن نے اسے عزت اور مدد سے ان کی تایید فرمائی۔

فیا أرحم المسترحمین بفضله　　ورازق مَن فی البرّ طرّا وفی البحر

پس اے رحم طلب کرنے والوں پر اپنے فضل کی رحمت نازل کرنے والے! اور خشکی وتری کی سب مخلوق کو رزق دینے والے۔

أجرنی من النار التی ساء نزلها　　وسکّانها أهل الضّلالة والکفر

مجھے اس آگ سے بچا جس کی مہمانی بری ہے اور وہ کافر اور گمراہ لوگوں کو مسکن ہے۔

فأنت الذی أرجوه فی کلّ شدّة　　وأنت المناجیٰ فی ضمیری وفی سرّی

آپ کی ذات سے میں ہر تنگی میں امید رکھتا ہو اور میرا دل آپ ہی سے مناجات کرتا ہے۔

وصلّ علی خیر الأنام محمّد　　صلاةً بها ننجو لدیٰ القبر والحشر

مخلوق میں سب سے بہتر ہستی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی رحمت کاملہ نازل کر جسے کے ذریعے ہم قبر وحشر میں نجات پائیں۔

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی مصلح ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے درمیان صلح کروائے اور اللہ کی مخلوق سے خیر خواہی کا معاملہ کرے، بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ

بَيْنَ النَّاسِ۔ النساء ۱۱۴

ترجمہ: ان (کافروں) کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، البتہ وہ شخص جو صدقہ بھلائی اور لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور شریعت کی تعلیم سے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی، اس اصلاح اور اخوت کا مقصد یہ تھا کہ سب مسلمانوں کے دل ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں کہ ان کے درمیان بغض وحسد اور نفرت باقی نہ رہے، سب ایک معبود کی محبت پر متفق ہو جائیں، اخوت تنگی اور خوشحالی ہر حال میں دوسرے کو اپنے مال کے اندر شریک ہونے کا تقاضا کرتی ہے، یہ بہت بڑا معاملہ ہے اور اس کو پورا کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اپنے رب کا دھیان رکھتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن الرّبیع کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو سعد نے عبدالرحمن بن عوف کو اپنے مال وجان پر ترجیح دیتے ہوئے کہا؛ میرا نصف مال لے لو اور میری دو بیویوں میں ایک کو پسند کرلو، (یعنی میں اس کو طلاق دیدوں گا، آپ عدت کے بعد اس سے نکاح کر لینا) حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا: اللہ تعالی ان دونوں چیزوں میں تمہیں برکت عطا فرمائے۔

ابوسلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پوری دنیا دیدی جائے اور میں اسے اپنے کسی بھائی کو دیدوں تو میں اسے کم سمجھوں گا۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کو اللہ کی رضا کے لئے دس درہم دیدوں یہ بات مجھے مساکین پر سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ بھائی کی وفات کے بعد وہ چالیس سال تک ان کے اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کیا کرتے اور ہر دن ان کے پاس جا کر انہیں مال دیتے، ظاہری نظر میں ان کے والدین موجود نہ ہوتے لیکن باقی وہ تمام چیزیں ان کے سامنے موجود ہوتی جو والدین کی زندگی میں دیکھا کرتے تھے۔

یہ نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کی اخوت اور اصلاح تھی، نبی کریم ﷺ اپنے کسی صحابی کے ساتھ جنگل میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے دو مسواک لئے، ان میں ایک ٹیڑھا اور دوسرا سیدھا تھا، آپ علیہ السلام نے سیدھا مسواک اپنے صحابی کو دیدیا، اس نے

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے زیادہ سیدھے مسواک کے حقدار ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی کی صحبت اختیار کرتا ہے اگرچہ وہ دن کی ایک گھڑی ہی کیوں نہ ہو اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیا اس نے صحبت میں اللہ تعالی کے حق کو قائم رکھا ہے یا اسے ضائع کر دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صحبت میں ایثار سے کام لینا اللہ تعالیٰ کے حق کو قائم کرنا ہے۔ (کشف الخفا)

آپ علیہ السلام کنویں پر غسل کے لئے تشریف لے گئے، غسل کے دوران حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ پر کپڑا پکڑ کر کھڑے رہے، جب آپ ﷺ نے غسل فرمالیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ غسل کرنے بیٹھ گئے، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور کپڑا اٹھا کر حضرت حذیفہ کو پردے سے چھپالیا، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ ایسا نہ کیجئے، رسول اللہ ﷺ نے غسل کے اختتام تک ان پر پردہ کئے رکھا اور پھر ارشاد فرمایا:

ما اصطحب اثنان قطُّ الا کان أحبّهما الی اللہ أرفقهما بصاحبه

جب بھی دو آدمی صحبت اختیار کرتے ہیں تو اللہ کی نظر میں ان میں زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی پر نرمی کا برتاؤ کرے۔ (ترمذی)

میل جول اور معاشرت میں اس طرح ایک دوسرے کی حفاظت اور اصلاح ہوا کرتی تھی، یہ باتیں حسن اخلاق سے پیدا ہوتی ہیں، اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف ہماری رہنمائی فرما، بیشک آپ کی مہربان ذات کے علاوہ کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا، ہمارے دین و دنیا میں جو بگاڑ پیدا ہوا ہے اس کی اصلاح فرما، بیشک آپ رحم کرنے والے مہربان ہیں۔

ألا أيّها المأمول فی کلّ حاجة　　　شکوتُ الیك الضّرُّ فارحم شکایتی

اے وہ ذات ہر ضرورت میں جس کی امید کی جاتی ہو! میں نے آپ کی بارگاہ میں اپنا شکویٰ کیا ہے لہذا میری شکایت پر رحم فرما۔

ألا یا رجائی أنت کاشف کربتی　　　فهب لی ذنوبی کلّها واقضِ حاجتی

اے میری امید! آپ میری تنگی کو دور کرنے والے ہیں میرے سارے گناہوں کو بخش کر میری ضرورت کو پورا فرما۔

فزادي قليل لا أراه مبلّغي　　　علىٰ الزّاد أبكي أم لبعد مسافتي

میرا توشہ تھوڑا ہے۔ میرے خیال میں وہ منزل تک نہیں پہنچا سکتا، میں توشے پر رونا شروع کروں یا دور کی مسافت پر۔

أتحرقني بالنّار يا غاية المُنىٰ　　　فأين رجائي ثمّ أين محبّتي

اے تمام آرزوؤں کی انتہا! کیا آپ مجھے آگ سے جلائیں گے؟ پھر میری امید اور محبت کہاں گئی؟

اليك بتاج المرسلين توسّلي　　　أقل عثرتي وأقبل لديك ضراعتي

آپ کی بارگاہ میں رسولوں کے تاج سے وسیلہ پکڑتا ہوں کہ میری لغزشوں کو معاف فرما اور اپنے ہاں میری درخواست کو قبول فرما۔

وصلّ عليه كلّما ذُكر اسمه　　　وسلّم وكن لي راحما عند فاقتي

جب بھی آپ ﷺ کا نام لیا جائے رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرما اور فاقے کی حالت میں مجھ پر رحم فرما۔

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر اور آپ ﷺ کے شرف و تعظیم میں اضافہ فرمائے۔

باب

آپ ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم اور ابو ابراہیم'' کے بارے میں

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے

ابوالقاسم اور ابو ابراہیم آپ علیہ السلام کی دو مشہور کنیتیں ہیں، آپ ﷺ کو ابوالقاسم نبوت سے قبل مکہ میں پیدا ہونے والے صاحبزادے حضرت قاسم کی وجہ سے کہا جاتا ہے، مکہ میں آپ ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا تھا۔

ابو ابراہیم کی کنیت بھی آپ ﷺ کو اس صاحبزادے کی وجہ سے ملی جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہجرت کے آٹھویں سال مدینہ میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کا نام ابراہیم رکھا، ساتویں دن دنبہ ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا، ان کا انتقال ربیع الاول دس ہجری میں سولہ ماہ کی عمر میں ہوا۔

ایک قول کے مطابق ان کا انتقال ایک سال کی عمر میں ہوا تھا، آپ ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا، آپ ﷺ کے صاحبزادوں میں ایک عبداللہ تھے جن کا نام طیب وطاہر بھی تھا، ایک قول کے مطابق طیب اور طاہر آپ ﷺ کے دو اور صاحبزادے تھے، اسی طرح ابراہیم نام کا ایک اور صاحبزادہ بھی تھا۔

آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کا نام زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ ہے، آپ ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے کہ وہ آپ ﷺ کی باندی ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے، صاحبزادیوں کے علاوہ حضرت خدیجہ سے آپ ﷺ کی ساری اولاد کا بعثت سے قبل انتقال ہوا، صاحبزادیوں نے بعثت کا زمانہ پایا، نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ان کا نکاح بھی ہوا۔

حضرت زینب سے ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن الربیع نے نکاح کیا اور ان سے اولاد بھی ہوئی، حضرت رقیہ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا، ان کے انتقال کے بعد ان کی بہن ام کلثوم سے نکاح کیا، جب ان کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا، اسی وجہ سے حضرت عثمان کا نام ذوالنورین پڑ گیا، حضرت فاطمہ سے ان کے چچازاد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور ان کا انتقال نبی کریم ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا، ایک قول کے مطابق تین ماہ بعد ہوا اور ایک اور قول کے مطابق آٹھ ماہ بعد ہوا۔

سب سے پہلے آپ ﷺ کے ہاں کس بچے کی پیدائش ہوئی اس میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق بچوں کی پیدائش کی ترتیب یوں ہے: قاسم، زینب، رقیہ، فاطمہ، کلثوم اور سب سے آخر میں عبداللہ پیدا ہوئے، صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھی۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ بات آپ ﷺ کے حسنِ مزاج اور طبیعت کے کمال پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ لڑکیوں کی کثرت رطوبات کی کثرت اور مزاج کے ٹھنڈے پن پر دلالت کرتی ہے جبکہ ان کا کم ہونا اور مردوں کا زیادہ ہونا کثرت حرارت پر دلالت کرتا ہے جس سے آدمی سلیم طبیعت سے نکل جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو سیرت وصورت کے کمال کے ساتھ مبعوث فرما کر اعلی درجے کا اعتدال اور کامل درجے کی قوت عطا فرمائی، اللہ تعالی کا آپ ﷺ کو لڑکے اور لڑکیاں برابر عطا کرنا آپ ﷺ کی طبیعت کی سلامتی، حرکات اور ارادے کے اعتدال پر دلالت کرتا ہے، یہ سب اس بات کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کی تمام حرکات وسکنات اللہ کے لئے اور اسی کی خاطر ہوا کرتی تھیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنی جس بیوی سے بھی نکاح کیا اور جس بیٹی کا نکاح کرایا حضرت جبریل اللہ تعالی کی طرف سے میرے پاس اس کا حکم لے کر آئے۔ (کنز العمال)

سب سے پہلے آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا، اللہ کے نزدیک ان کا بڑا مقام و مرتبہ تھا، رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے وہ دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر تھیں، اس کے بعد صحیح قول کے مطابق آپ ﷺ نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا، پھر حضرت عائشۃ بنت ابوبکر صدیق اور اس کے بعد حفصہ بنت عمر فاروق سے نکاح ہوا، پھر زینب بنت خزیمۃ سے نکاح ہوا جو مساکین پر بہت زیادہ مہربانی کی وجہ سے ام المساکین کے نام سے مشہور ہوئی، ان کا انتقال آپ ﷺ کی حیات میں ہو گیا تھا، اس کے علاوہ حضرت خدیجہ کا انتقال بھی آپ ﷺ کی حیات میں ہوا تھا، ریحانہ کے بارے میں اختلاف ہے، پھر آپ ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا جن کا نام ہند بنت ابوامیہ تھا اور مخزومی قبیلہ سے ان کا تعلق تھا، پھر زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا، ان پر یہ مہربانی بھی ہوئی کہ اللہ تعالی نے ساتویں آسمان سے ان کے نکاح کو ظاہر فرمایا یعنی قرآن کریم میں بیان فرمایا اور ان کے بلند مرتبہ کے لئے یہی کافی ہے، اس کے بعد جویریہ بنت حارث ہیں جو غزوہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں آئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کرنے کے

بعد نکاح کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے ریحانہ قرظیہ سے نکاح کیا، پھر ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح ہوا، پھر آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو خیبر کے قیدیوں سے آزاد کرنے کے بعد ان سے نکاح فرمایا تھا، اور سب سے آخر میں میمونہ بنت حارث ہلالیہ سے نکاح فرمایا۔

یہ نبی کریم ﷺ کی وہ زوجات تھی جن سے خلوت ہوئی تھی اور ان میں سے نو بیویوں کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی وفات ہوئی، جن بیویوں سے آپ ﷺ نے خلوت نہیں فرمائی بعض علماء کے نزدیک وہ تیس تک پہنچتی ہیں، نیز نبی کریم ﷺ کے پاس چار باندیاں تھیں، ایک ماریہ قبطیہ جو حضرت ابراہیم کی والدہ ہیں اور شاہ مقوقس نے انہیں آپ ﷺ کو تحفے میں دیا تھا، (دوسری) ریحانہ کے بارے میں اختلاف ہے، اور ایک (تیسری) باندی جسے حضرت زینب نے آپ ﷺ کو ہدیہ میں دیا تھا، اور (چوتھی) جمیلہ نامی ایک باندی آپ ﷺ کی ملکیت میں تھی۔

اس دنیا میں سب سے بہتر مرد وہ ہے جس کی عورتیں زیادہ ہوں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

حُبِّبَ الیَّ من دنیاکم ثلاث: النساءُ والطِیبُ وجُعلت قرّۃُ عینی فی الصّلاۃ

ترجمہ: ''مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں، عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے'' (کشف الخفا)

آپ علیہ السلام کی یہ محبت اللہ تعالی کے حکم کی چاہت اور انبیاء کرام کی پیروی میں تھی، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت خصوصی کرامت اور فضیلت کی وجہ سے عطا فرمائی اور پھر آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے منع فرمایا۔

(دیکھیے سورہ احزاب آیت ۵۲، از مترجم)

فصل

جس شخص کو معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم اور ابوابراہیم'' ہے اسے چاہئے کہ اللہ تعالی کے احکام کو پورا کرے، اللہ تعالی کی حدود سے واقفیت حاصل کرے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے میرے نام سے پکارو اور کنیت سے مت پکارو، لہذا آپ ﷺ کے بعض ناموں پر اپنا نام رکھنا ہمارے لئے جائز ہے، اور بعض ان ناموں پر رکھنا جائز نہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، اسی طرح ابوالقاسم

کی کنیت اپنے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ۔

ایک قول کے مطابق یہ اُس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی ،لہذا اب یہ کنیت اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی محمد اور احمد کے ساتھ نام رکھنا چاہیے ،امید ہے کہ جو شخص یہ نام رکھے اس پر رحمت نازل ہوتی ہے، میں نے کتاب کے شروع میں اس بارے میں بعض اچھی باتیں برکت کی خاطر لکھ دی ہیں۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں محمد نامی شخص ہو اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کو اس کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے، اللہ تعالی کے نزدیک سب سے افضل نام وہ ہے جس کا مادہ عبد اور حمد ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک تمہارے ناموں میں پسندیدہ عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے، اس کے علاوہ بھی ایسا نام رکھنا جائز ہے جو کمالِ تعظیم اور اللہ تعالی کے ساتھ تشبیہ پر دلالت نہ کرتا ہو اور اس سے اللہ تعالی کی بندگی سے خروج لازم نہ آتا ہو، نیز یہ بھی آیا ہے کہ عزیز حکیم اور قدیر جیسے نام رکھنا جائز نہیں کیونکہ یہ ہمارے خالق ورازق کے نام اور اس کی صفات ہیں۔

(البتہ عبد العزیز، عبد القدیر رکھنا جائز ہے مترجم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عزیز نامی آدمی حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام تبدیل فرما دیا، اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور زبانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو بلند فرمائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ شہنشاہ کا نام رکھنا حرام ہے، بیشک شہنشاہ تو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والی زندوں، مردوں اور تمام مخلوق کو روزی دینے والی ذات کو کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے گھٹیا نام اس آدمی کا ہے جس کا نام مالک الملک یعنی شہنشاہ رکھا گیا ہو۔

طاہر، ہادی اور حسن وحسین جیسے نام رکھنا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حسن وحسین نام رکھا ،بعض فرشتوں مثلاً جبریل اور میکائیل وغیرہ کے نام پر نام رکھنا جائز نہیں۔

آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھو، اسی طرح اپنی اولاد کے ناموں کی کنیت اختیار کرنا جائز ہے جیسے ابو عبد اللہ، وابو ابراہیم وغیرہ کیونکہ اس طرح اہلِ عرب کی عادت رہی ہے، نیز علماء بھی ایسی کنیت استعمال کرتے چلے آرہے ہیں، اس کے علاوہ وہ کنیت اختیار کرنا بھی جائز ہے جس

کا ذکر لوگوں میں محدود نہ ہو۔

ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کا تاکیدی حکم ہے، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی اطاعت کرنی چاہیے کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ میں قیامت کے دن تمہاری وجہ سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا، لہذا مومن کے لئے مناسب ہے کہ وہ سنت پر عمل کرے، اس سے واقفیت حاصل کرے اور اس سے اللہ کی رضا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت مقصود ہو، اپنے دین کا ایک حصہ مکمل کرے اور اپنے نبی کی سنت کو زندہ کرے، جو اولاد اس کے مقدر میں ہوگی وہ مل کر رہے گی، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{يَهَبُ لِمن يشاءُ اناثاًويهب لِمَن يشاء الذّكورَ.أويزوّجهم ذُكراناًواناثاً ويجعلُ من يَشاءُ عَقِيماً.} ۔۴۹

ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک۔

اللہ تعالی جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، ایمان والے اپنے رب کے مطیع و فرمانبردار ہیں، اللہ تعالی سے اس کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جبکہ مخلوق سے پوچھا جائے گا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک طویل قصیدے میں سچ کہا ہے، وہ فرماتے ہیں:

نفذت مشيئة ربّنا في خلقه وتصرّفت بمراده الاحكام

مخلوق کے بارے میں ہمارے پروردگار کی مشیت نافذ ہوگئی اور اس کے ارادے کے مطابق احکام میں ردوبدل ہوتا ہے۔

كتب المليك على الخلائق حكمه من قبل فاقتسمت به الأقسام

اس بادشاہ نے مخلوق کے بارے میں اپنا فیصلہ پہلے ہی لکھ دیا تھا، اب اس کی تقسیم ہو رہی ہے۔

سبحانه مالِلبريّة كلّها في حكمه نقض ولا ابرام

وہ پاک ذات ہے، ساری مخلوق نہ اس کے حکم کو توڑ سکتی ہے نہ اسے پریشان کر سکتی ہے۔

لوشاء مَن رفع السّموات العُلا   فی مُلکه لم تُعبد الأصنام

اگر آسمان کو بلندیوں پر اٹھانے والی ذات چاہے تو اس کی بادشاہت میں بتوں کی عبادت نہ کی جاتی۔

ما کان الا کل شیء شاء ہ   بقضائه قد جفّت الأقلام

وہی بات ہوتی ہے جسے وہ اپنے فیصلے میں چاہتا ہے اور یقیناً قلمیں خشک ہو چکی ہیں۔

انظر الی أقسامه فی خلقه   فی مثلها تتحیّر الأوھام

اپنی مخلوق میں اللہ تعالی کی تقسیم کو دیکھ، اس جیسی باتوں سے عقلیں حیران ہو جاتی ہیں۔

ھذا کثیر المال لا ولد له   ونتاج امرأة العدیم توام

یہ بہت مال والا ہے لیکن اس کی اولاد نہیں اور ایک غریب آدمی کی عورت کے جڑواں بچے ہوتے ہیں۔

ھذا له رزق حلال طیّب   یأتی الیه ورزق ذاك حرام

اس کے پاس حلال اور پاکیزہ رزق آتا ہے جبکہ کسی دوسرے کے پاس حرام آتا ہے۔

ھذا له الأمر المطاع فقد غدا   یحمی حماہ اذا الذلیل یُضام

اس کی بات مانی جاتی ہے اس کی حفاظت کی جاتی ہے جب کمزور آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے۔

ھذا یعمّر فی الھنیئة عُمرَہ   مل ء الحیاۃ وعمر ذلك عام

اس شخص کو عمر بھر اچھی زندگی عطا کی جاتی ہے اور اس کی زندگی عام ہوتی ہے۔

کالطّفل یقضی حین فطامِه   وأبوہ شیخ ما أتاہ حِمام

جیسے ایک بچے کے پاس دودھ چھوڑنے سے پہلے ہی قضا آجاتی ہے اور اس کا باپ بوڑھا ہوتا ہے اس کو موت نہیں آتی۔

ھذا رشید عاقل فی قومه   وبعقل ھذا قد ھوی برسام

کوئی اپنی قوم میں عاقل اور سمجھدار ہوتا ہے، اور کسی دوسرے کی عقل بیمار سوچ والی ہوتی ہے۔

ھذا به عیّ وھذا أخرس   ولسان ھذا فی الخطاب حسام

یہ گونگا ہے اور یہ بہرہ ہے اور اس کی زبان تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے۔

هذا جبان فی الوغیٰ ما عنده نفع وهذا فی الحروب هُمام

یہ بزدل ہے لڑائی میں اسے کوئی نفع نہیں ملتا اور یہ جنگوں میں بہادر آدمی ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

و كذا الملائكة اصطفیٰ رؤساء هم فهم بتصريف الأمور قيام

اسی طرح فرشتوں نے بھی اپنے سردار چن لئے ہیں جو امور کو سرانجام دینے پر مقرر ہیں۔

ثمّ اصطفیٰ الرّسل الكرام من الوریٰ فهم الدّعاة اليه والأعلام

پھر مخلوق سے معزز رسولوں کا انتخاف فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والی نشانیاں ہیں۔

واختارهم للمتّقين أئمّة ومحمّد للمرسلين امام

انہیں چن کر متقی لوگوں کا امام بنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام رسولوں کا امام بنایا۔

صلّى عليه الله ربی كلّما سطع الضياء وغسّق الاظلام

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازلہ فرمائے جب تک روشنی پھیلتی رہے اور اندھیرے چھاتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور صحابہ کرام پر قیامت کے دن تک رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''سراجِ منیر'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے شرف واکرام اور تعظیم کا معاملہ فرمائے۔

''سراجِ منیر'' آپ علیہ السلام کا نام اور صفت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا:

{یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا} الاحزاب ۴۵،۴۶

ترجمہ: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے، اور خبردار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے، اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو۔

سراج اصل میں اس چراغ کو کہا جاتا ہے جسے تاریکیوں میں روشن کرکے اپنی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں، پھر بطور استعارہ اس کا اطلاق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جس طرح چراغ کے ذریعے تاریکیاں دور کرکے اہم کاموں کو سرانجام دیا جاتا ہے اسی طرح سراجِ منیر کا اطلاق اس ذات پر ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی طرف رحمت بنا کر بھیجا اور تمام بنی آدم پر شرف کی خصوصیت عطا فرمائی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو بتوں کی عبادت کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو اس طرح پایا کہ اس میں تاریکی تھی، نافرمانی کا بازار گرم تھا، آپ علیہ السلام کی نبوت روشنی دینے والا ایسا چراغ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو منور کیا، لوگوں کے دلوں کو روشن فرما کر ان کی تاریکیوں اور اندھے پن کو زائل فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس سراج منیر کے ذریعے شرک کی تاریکیوں کو روشنی میں بدل دیا اور گمراہوں کو ہدایت عطا فرمائی، دلوں کی سیاہی کو روشنی سے تبدیل کر دیا اور دیکھنے والوں نے اس کی روشنی میں دیکھنا شروع کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے ستاروں کے ذریعے روشنی کے نور کو مزید دراز کیا، رہنمائی لینے والوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ سے رہنمائی حاصل کی۔

اس مبارک نام کی تفسیر میں کسی عارف کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کو سراج منیر کی

صفت سے متصف فرمایا کیونکہ بعض چراغ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان میں تیل کم ہو جائے یا بتی باریک ہو یا تیل صاف نہ ہو تو ان کی روشنی زیادہ نہیں ہوتی لیکن جب چراغ کی شیشی صاف ہو اور اس میں تیل وافر مقدار میں موجود ہو اور بتی درست ہو تو اس کی روشنی دیواروں کو روشن کرتی ہے اور تمام جہات اس کی کرنوں سے جگمگا اٹھتی ہیں، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک دل اور سینہ سب سراپا نور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چراغ ہمیشہ روشنی دیتا رہے گا کیونکہ یہ ایک نور پر دوسرا نور ہے جس میں کوئی وقفہ نہیں اور کسی حال میں اس چراغ کے وجود کی وجہ سے دلوں پر غفلت نہیں آئے گی نہ وہ وحشت محسوس کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراجِ منیر سے تشبیہ دینے کی بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ چراغ کی روشنی کو دیکھنے والے اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، آپ علیہ السلام کے نور کی روشنی سے تمام مخلوق نے روشنی حاصل کی اور اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مشرق و مغرب والوں کو ہدایت عطا فرمائی۔

ایک فائدہ یہ ہے کہ جس طرح چراغ کو دیکھتے ہی اس کے حسن کی وجہ سے دل خوش اور مانوس ہوتے ہیں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف جتنا زیادہ دیکھا جاتا وہ اتنا ہی حسین لگتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل نور کی وجہ سے بغیر کسی اکتاہٹ اور تھکاوٹ کے لذت حاصل ہوتی ، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کا ایسا نور ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالی نے ہر موجود چیز کو روشنی عطا فرمائی، لہذا تمام انوارت نے اپنی روشنی آپ رصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان کرنے کیلئے بہترین مثال چراغ کی روشنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کو بیان کرنے کے لئے یہ انتہاء درجے کی کوشش ہے، اس کے علاوہ کوئی اور چیز موجود نہیں جسے بطور مثال پیش کیا جاتا اور وہ مقصد کو ذہن کے قریب کر دے، بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کے برابر کوئی مثال نہیں، اور کوئی چیز حسن و جمال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہیں پہنچ سکتی، چاند کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے لی گئی اور سورج کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا کچھ حصہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے سارے جہان کو منور کیا ہے، اور جہان کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہوئی۔

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور شرف و اکرام کا معاملہ فرمائے۔

أصل المحاسنِ حسنه فکأنّها — فی الخلق فی احسانه تتفرّعُ

خوبیوں کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن ہے گویا مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان کی شاخیں پھوٹی ہیں

جمعت شتات الحسن صورۃ خلقه — فالحسن فیه بحسنه یتنوّع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق میں حسن کی مختلف صورتیں جمع ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مختلف انواع کا حسن موجود ہے

وصفات جوهرہ الجمال بنفسه — ولغیرہ عرضٌ یحلّ ویُرفعُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی خوبیاں ذاتی ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر کے لئے عارضی ہیں کبھی ملتی ہیں اور کبھی ختم ہوجاتی ہیں۔

وجماله بالذات فیه ووترہ — فالحسن والاحسان لایتشفّع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی جمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں یکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اور احسان کا کوئی ثانی نہیں۔

طُبعت علی الخُلُق البدیع طباعُه — فصنیعُه فی الحبّ لاتتصنّع

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کی بنیاد عمدہ اخلاق پر رکھی گئی، محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تکلف سے پاک تھی۔

یُثنی علیه البانُ لمّا ینثنی — ویقوم اجلالاً الیه ویرکع

بان کا درخت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں کھڑا ہوجاتا ہے اور جھک جاتا ہے۔

فالشمس تبصر نورَها فی وجهه — بادی المحاسن بالضّیاء مبرقع

سورج کو اپنی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں نظر آتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں واضح ہیں جو روشنی کی چادر اوڑنے والی ہیں۔

صلّی علیه اللہ من نورٍ به — هدیُ الأنام فیاهُدیٰ من یتبعُ

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اسی روشنی سے مخلوق کو ہدایت ملتی ہے اور اس شخص کو اچھی ہدایت ملتی ہے جو پیروی کرتا ہے۔

فصل

جس نبی کا نام اللہ تعالی نے سراج منیر رکھا اور تمام امور میں ان کی مدد فرمائی ان سے محبت کرنے والے کے لئے ادب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ کے انوارات کا ملاحظہ کرے کہ اللہ تعالی نے کس طرح اس کے ذریعے دلوں سمیت ظاہری اور باطنی چیزوں کو منور فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت نور سے زمین کی بہت ساری جگہوں کو روشن کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کی لکیریں چاند سے زیادہ چمکدار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی چمک تمام زمین پر پھیلی اور زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کی وجہ فخر کرنے لگی یہاں تک کہ شجر و حجر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روشن چراغ نے دلوں اور گھروں کو روشن کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی رونق نے دلوں کو زندہ کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت کوئی چیز سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی اور چراغ بجھ گیا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی روشنی سے گھر چمک اٹھا، میں نے سوئی تلاش کر لی، پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ کتنا روشن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کے لئے ہلاکت ہو جو قیامت کے دن میرا دیدار نہیں کرے گا'' میں نے عرض کیا: کون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہیں کر سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخیل، میں نے عرض کیا یہ بخیل کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(مجمع الزوائد، مسند احمد، اتحاف السادۃ المتقین)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی کی طرف سے امت کی خوشی کی بات پہنچتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن میں اور اضافہ ہو جاتا، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بہت زیادہ شفیق و مہربان ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کی لکیریں بہت زیادہ چمک رہی تھیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آج کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نفس زیادہ خوشبودار اور عمدہ شکل و صورت والا نہیں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا نفس زیادہ خوشبودار، میرا جسم بہت زیادہ عمدہ اور حسین کیوں نہ ہو؟ جبکہ ابھی جبرئیل مجھ سے جدا ہوئے اور فرمایا کہ اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے گا اللہ تعالی اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دے گا دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند کرے گا، نیز

اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ کر لیتا ہے اور قیامت کے دن اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ (الترغیب والترھیب)

پس اے محبت کرنے والو! اپنے نبی کی صفات سننے میں مداومت اختیار کرو اور اپنے حبیب ﷺ کی خوبیوں میں غور و فکر کو لازم پکڑو، صحابہ کرام اور بڑے ائمہ کا ہر حال میں یہی طریقہ رہا ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو ابوبکر سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: اے ابوبکر! تم باہر کیوں نکلے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے چہرے کے دیدار کے شوق میں باہر نکلا ہوں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھے دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں، آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے رہنا، اپنا مال آپ ﷺ پر خرچ کرنا اور آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی محبوب تھیں، وفات کے بعد اور زندگی میں وہ رسول اللہ ﷺ کا حسن بیان کیا کرتی تھیں، آپ ﷺ کی جدائی پر رنج والم کرنے کے بعد یوں فرماتی کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ ایسے تھے جیسے آپ ﷺ کے شاعر حسان نے کہا ہے:

متی یبدو فی الداجی البھیم جبینه　　　یلُح مثل مصباح الدجا المتوقّد

جب گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ تاریکی میں روشن کیے گئے چراغ کی طرح چمکتی ہے۔

فمن کان أو من قد یکون کأحمد　　　نظام لحق أو نکال لملحد؟

اور جو بھی ماضی میں یا آئندہ احمد ﷺ کے نظام حق کا دعوی کرے اسے۔ بدین آدمی کی طرح عبرت بنا دیا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی محبت کا شوق رکھنے والوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مسلسل آپ ﷺ کی خوبیوں کو بیان کر کے لذت حاصل کرتے، اہتمام سے آپ ﷺ کی عادات کو سنتے، آپ ﷺ کے چہرے کی طرف ہمیشہ دیکھنے کی تمنا کیا کرتے اور آپ ﷺ کے دیدار کی فرصت کو غنیمت سمجھتے تھے۔

بڑی مصیبت اور پریشانی والے دن یعنی جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت عمر کا غم کی وجہ سے یہ حال تھا کہ انہیں مدینہ کی دیواریں سیاہ اور زمین کانپتی ہوئی نظر آ رہی تھی، وہ کبھی لوگوں کو دیکھتے کبھی آپ ﷺ کے گھر کو، پھر اپنا سر اندر داخل کر کے حبیب ﷺ کو دیکھا کہ کپڑے میں لپٹے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کر چکے ہیں تو آپ ﷺ کی جدائی پر دل کی گہرائی سے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

مازلت منذ وضع الفراش لجنبه وثوی مریضا خائفا أتوقّعُ

جب سے انہوں نے اپنے پہلو بستر پر رکھا ہے اور مرض کی حالت میں انتقال کر گئے میں اس وقت سے خوف اور ڈر میں مبتلا ہوں۔

حزراعلیه أن یزول مکانه عنّا ونبقیٰ بعدَہ نتفجّع

ان کے بارے میں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں ان کا مرتبہ ہم سے کم نہ ہوجائے اور ان کے بعد ہم مصیبت میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

نفسی فداؤك مَن لنا فی أمرنا أم مَن نشاوِرُہ لِما نتوقّع

میری جان آپ ﷺ پر قربان ہوا وہ ذات جس کا ہمارے بارے میں وہی فیصلہ ہو جس کی ہم توقع کرتے ہیں، یا ہم جن سے مشورہ طلب کرتے ہیں۔

واذا تحلّ بنا الحوادث من لنا بالوحی من ربّ عظیم یسمع

جب ہم پر مصیبتیں نازل ہونگی تو رب عظیم کی طرف سے کون ہمیں وحی سنائے گا۔

لمّا رأیت النّاس هدّی جمعهم صوت ینادی بالمدینة یُسمَع

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان سب کو ہدایت دی گئی تھی، ایک آواز تھی جو مدینہ میں لگائی جارہی تھی اور سنی جارہی تھی۔

والناس مجتمعون حول نبیّهم لم ترق أعینهم بکاءً تدمع

لوگ اپنے نبی کے ارد گرد جمع تھے اور ان کی آنکھیں بہنے والے آنسوؤں سے خشک نہیں ہوئی تھیں۔

وسمعتُ صوتاً قبل ذلك هدّنی عباس ینعاہ بصوت یفظع

میں نے اس سے پہلے ایک آواز سنی جس نے میری رہنمائی کی، وہ عباس تھے جو غمزدہ آواز کیسا تھ آپ ﷺ کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

أیقنتُ أنّ الأمر حان أوانه والدهر ناء حبلُه یتقطع

میں نے یقین کرلیا کہ فیصلے کا وقت آپہنچا ہے اور قریب ہی زمانے کی رسی کٹ جائے گی۔

والملك للمَلِك القدیر بقدرة یقضی ویُمضی مایشاء ویمنع

بادشاہت قدرت والے بادشاہ کے لئے ہے جو اپنی قدرت سے فیصلہ کرتا جو چاہتا ہے

کر گذرتا ہے اور جو چاہتا ہے روک دیتا ہے۔

صلّی الالٰہ علیٰ النبیّ محمّد وجزاہ بالاحسان فیما یصنع

اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے محمد ﷺ پر اور انہیں ان کے اچھے اعمال کا احسان کے ساتھ بدلہ عطا فرمائے۔

حضرت خالد بن معدان رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کا تذکرہ کئے بغیر بستر پر نہیں جاتے تھے، وہ ان کا نام لے کر کہا کرتے تھے کہ یہی لوگ میری بنیاد ہیں اور میرا دل انہی کا مشتاق ہے، اے پروردگار! مجھے جلدی اپنے پاس بلا لیجئے، اسی حالت میں ان پر نیند کا غلبہ ہو جاتا۔

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے اپنے مال واولاد سے زیادہ محبوب ہیں، میں آپ ﷺ کو یاد کرتا ہوں لیکن صبر نہیں کر سکتا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے آجاتا ہوں، میں اپنی موت اور آپ ﷺ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو یہ بات جان لیتا ہوں کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہونگے تو انبیاء کے ساتھ اوپر اٹھا لئے جائیں گے اور میں داخل ہونے کے بعد میں آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکوں گا، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ النساء ۶۹

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں بنا جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اس کی حدود کو پورا کرتے ہیں، ہمیں دنیا و آخرت میں ان کی محبت سے نفع عطا فرما جس دن مال کام نہیں آئے گا اور نہ بیٹے مگر وہی فائدے میں رہے گا جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

اللہ تعالی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو اس کے معزز نبی ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر۔

باب

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''منذر اور نذیر'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

''منذر اور نذیر'' دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّ نَذِيرًا} ۔فاطر ۲۴، ۲۳

ترجمہ: تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو۔ ہم نے تمہیں حق بات دے کر اس طرح بھیجا ہے کہ تم خوشخبری دو، اور خبردار کرو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی سے ڈراتے تھے، نذیر ڈرانے میں مبالغہ کرنے والے کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ أَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَآ أَخِّرْنَآ إِلَىٰٓ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ أَوَ لَمْ تَكُونُوٓا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ وَّ سَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ} ابراھیم ۴۵، ۴۴

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) تم لوگوں کو اس دن سے خبردار کرو جب عذاب ان پر آن پڑے گا، تو اس وقت یہ ظالم کہیں گے کہ: ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مدت کے لئے اور مہلت دے دیجئے تاکہ ہم آپ کی دعوت قبول کرلیں، اور پیغمبروں کی پیروی کریں''۔ (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ:) ارے کیا تم لوگوں نے قسمیں کھا کھا کر پہلے یہ نہیں کہا تھا کہ تم پر کوئی زوال نہیں آسکتا؟ اور تم ان لوگوں کی بستیوں میں رہ چکے تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور یہ بات کھل کر تمہارے سامنے آچکی تھی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا، اور ہم نے تمہیں مثالیں بھی دی تھیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ} مریم ۳۹،۴۰

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان کو اس پچھتاوے کے دن سے ڈرائیے جب ہر بات کا آخری فیصلہ ہو جائے گا، جبکہ یہ لوگ اس وقت غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لا رہے۔ یقین جانو کہ زمین اور اس پر سارے رہنے والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور ہماری طرف ہی سب کو لوٹایا جائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت دے کر لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تو یوں ارشاد فرمایا:

: {يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ} المدثر ۱،۲

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹنے والے! اُٹھو اور خبردار کرو۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور پوری کوشش کر کے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا، انہیں اللہ کی عبادت کا حکم دیا، اس کی نافرمانی سے منع فرمایا، اللہ کے راستے میں پیش آنے والے مصیبتوں پر صبر کیا اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو رونا کم اور ہنسنا زیادہ کر دیتے اور اگر جانوروں کو بھی اس کا علم ہو جائے تو تمہیں ان کا موٹا گوشت کھانا نصیب نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور ان خوفناک باتوں سے ہمیں ڈرایا جو ہمارے ساتھ پیش آئیں گی، موت کی ہولناکیوں کو ہمارے سامنے بیان فرمایا کہ قبر میں میت سے کون سے سوال کئے جائیں گے اور قبر سے اٹھتے وقت اپنے اعمال کے مشاہدے کے وقت وہ کیا دیکھے گا، نیز یہ بھی بتایا کہ ہمارے سامنے کتنی سخت مصیبتیں پیش آنے والی ہیں اور ہمیں کتنی ندامت اور حسرت ہو گی، اور لوگوں پر کس طرح بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ ایک دن انہوں نے سورہ حٰمٓ السجدہ کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے:

{اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ } حٰمٓ السجدة ۳۰

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ: نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد رک کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب مومن بندے کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو دنیا میں اس کے ساتھ ہوا کرتے تھے، وہ اس سے کہتے ہیں کہ غم اور فکر نہ کرو، تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی خوف سے امن عطا فرما کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیں گے۔

عمر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن جب دنیا سے کوچ کرتا ہے تو اس کا نیک عمل بہترین صورت اور عمدہ خوشبو کے ساتھ اس کا استقبال کرتا ہے اور کہتا ہے: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہتا ہے صرف اتنا جانتا ہوں کہ اللہ تعالی نے تمہیں بہترین صورت اور عمدہ خوشبو عطا فرمائی ہے، وہ جواب میں کہے گا کہ دنیا میں میری شکل اسی طرح تھی، میں تمہارا نیک عمل ہوں، دنیا کی طرح ہم یہاں بھی ساتھ رہیں گے، اسی طرح کافر کا عمل بدترین صورت اور بدبو کے ساتھ اس کا استقبال کرتا ہے اور کہتا ہے کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قبیح صورت اور بدبو عطا فرمائی ہے، وہ کہے گا کہ میں تمہارا برا عمل ہوں، جس طرح ہم دنیا میں اکھٹے تھے آج بھی جدا نہیں ہونگے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ } الأنعام ۳۱

ترجمہ: اور وہ (اس وقت) اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے۔ (لہذا) خبردار رہو کہ بہت برا بوجھ ہے جو یہ لوگ اٹھا رہے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت عائشہ کی گود میں تھا، آپ ﷺ سو گئے، حضرت عائشہ کو قیامت کے احوال اور ہولناکیاں یاد آ گئیں جس وجہ سے رونے لگیں اور آنسو نبی کریم ﷺ کے چہرے پر گرے، نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور استفسار فرمایا: اے عائشہ! کس چیز نے تمہیں رلایا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ مجھے آخرت یاد آ گئی، کیا لوگ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں،

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !لیکن تین جگہوں پر کوئی اپنے علاوہ کسی کو یاد نہیں کرے گا، ایک جب ترازوئیں قائم ہونگی اور اعمال کا وزن کیا جائے گا (دوسرا) اعمال نامہ ملتے وقت کہ دائیں طرف سے ملے گا یا بائیں طرف سے اور (تیسرا) پل صراط کے پاس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کو میزان کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، اور اس کے اعمال کا وزن کرنے کے لئے ایک فرشتے کو مقرر کیا جائے گا، اگر اس کا میزان عمل بھاری ہوا تو ایک فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ جسے تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں بن فلاں کو ایسی سعادت ملی ہے کہ اس کے بعد کبھی نامراد نہیں ہوگا، اور اگر اس کا میزانِ عمل ہلکا ہوا تو فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا جسے تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں بن فلاں اس طرح نامراد ہوا کہ اس کے بعد اسے کبھی سعادت نہیں ملے گی، پھر اس کے سامنے داروغے آئیں گے، ان کے ہاتھوں میں لوہے کے کڑے ہونگے اور انہیں جہنم کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی طرف منتقل کیا جاتا رہے گا۔

سارے لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے، ایک فرقہ ایسا ہوگا جس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی ،آگ سیاہ رنگ کی گردن نکال کر انہیں ایسے اچک لے گی جیسے پرندہ دانہ اٹھالیتا ہے، آگ ان سے لپٹ جائے گی اور پھر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور ان کے بارے میں ایسی نامرادی کا اعلان کیا جائے گا جس کے بعد انہیں کبھی سعادت نہیں ملے گی ،دوسرا فرقہ وہ ہوگا جس کے پاس کوئی برائی نہیں ہوگی ایک منادی آواز لگائے گا کہ ہر حال میں اللہ کی تعریف کرنے والے کھڑے ہو جائیں، وہ کھڑے ہو کر خوشی سے جنت میں چلے جائیں، پھر آواز لگائی جائے گی کہ رات کو قیام کرنے والے کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے تھے، پھر انہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا، پھر ان کے بارے میں ایسی سعادت کا اعلان کیا جائے گا جس کے بعد کبھی نامرادی نہیں ہوگی، ایک تیسرا فرقہ جنہوں اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کئے ہونگے، ان کا نامہ اعمال اچھے اور برے اعمال سے بھرا ہوگا، ان کے لئے ترازو قائم ہوگا، آنکھیں نامہ اعمال کیطرف اٹھی ہونگی کہ دائیں پلڑے میں رکھے جاتے ہیں یا بائیں میں؟ پھر ترازو کی طرف نظریں اٹھیں گی اور کھلی کی کھلی رہ جائیں گی کہ کیا وہ نیکیوں کی جانب جھکتا ہے یا برائیوں کی جانب۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ہر ایک اللہ تعالی کو اس

طرح اکیلا دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی اکیلا چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ اے ابن آدم! میرے بارے میں تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا؟ تم نے اپنے علم کے مطابق عمل کیوں نہ کیا؟ اے ابن آدم! تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ اے ابن آدم! کیا میں تمہاری آنکھوں پر نگران نہیں تھا کہ تو وہ چیزیں دیکھتا رہا جو تیرے لئے حلال نہیں تھیں؟ اے ابن آدم! کیا میں تمہارے منہ پر نگران نہیں تھا کہ تو اپنے بھائی کو بے عزت کرنے کے لئے گفتگو کرتا رہا اور وہ چیزیں کھاتا رہا جو تمہارے لئے حلال نہیں تھیں، اے ابن آدم! کیا میں تمہارے پاؤں پر نگران نہیں تھا کہ تو ان کے ساتھ میرے نافرمانی کے لئے چلتا رہا، اے ابن آدم! کیا میں نے تم پر انعام نہیں کیا تھا کہ تو نے میری نعمت کے ذریعے میری مخالفت پر مدد حاصل کی، کیا تمہیں مجھ سے حیا نہ آئی، کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ میں تیرے دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر تجھ پر میرا حلم نہ ہوتا تو میں اپنی مخلوق کے سامنے تمہیں رسوا کرنے پر قادر ہوں۔ (درمنثور)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے قیامت کے احوال، اس کی ہولناکیاں اور سختیاں بیان فرمائی ہیں کہ بلند مرتبے اور فضیلت کی شہرت کے باوجود اس امت کے گنہگاروں کی ایک جماعت کو کیسے اٹھایا جائے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ کے اس ارشاد بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا خیال ہے؟

{يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا} النبأ ۱۸

ترجمہ: وہ دن جب صور پھونکا جائے گا تو تم سب فوج درفوج چلے آؤ گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! یقیناً تم نے ایک بڑے معاملے کے بارے میں سوال کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت کے دس قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ علیحدہ علیحدہ جمع فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جماعتوں سے انہیں الگ کر کے ان کی صورتیں مسخ کر دیں گے، بعض بندروں کی شکل میں ہونگے، بعض خنزیر کی شکل میں ہونگے اور بعض اپنی ٹانگوں کے بل لٹکائے ہوئے ہونگے اور چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے، بعض اندھے ہو کر پریشان ہونگے، بعض گونگے اور بہرے ہونگے جو کچھ بھی نہ سمجھیں گے، بعض اپنی زبانیں چبائیں گے جو سینوں تک لٹکی ہوئی ہونگی ان کے منہ سے لعاب کے طور پر پیپ بہہ رہی ہوگی اور اہلِ محشر ان سے گھن کھائیں گے، بعض کے ہاتھ

پاؤں کٹے ہوئے ہونگے ،بعض لوگوں کوآگ کے تنوں پر سولی دی جارہی ہوگی،بعض کی بد بومردار سے بھی زیادہ ہوگی،بعض تارکول کالباس پہنے ہوئے ہونگے۔

بندروں کی شکل میں چغل خور ہونگے ،خنزیر کی شکل میں ٹیکس وصول کرنے والے اور حرام خور ہونگے،سودخوروں کوسر کے بل لٹکایا ہوا ہوگا،اندھے وہ لوگ ہونگے جواحکام کوجائز قرار دیتے تھے ،بہرے اور گونگے وہ لوگ ہونگے جنہیں اپنے اعمال پر بڑا ناز تھا،اوراپنی زبانیں چبانے والے وہ علماء ہونگے جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف تھے۔

ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہونگے یہ وہ لوگ ہونگے جو پڑوسیوں کوتکلیف دیتے تھے، اور سولی پران لوگوں کولٹکایا جائے گا جولوگوں کی شکایتیں حکمرانوں کے پاس لے جاتے تھے،اور مردار سے زیادہ بدبودار وہ لوگ ہونگے جوشہوتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے اوراپنے مالوں میں اللہ کے حق کو روکا کرتے تھے،اورآگ کالباس پہنے ہوئے وہ لوگ ہونگے جوتکبر وغرور کیا کرتے تھے۔(تفسیر قرطبی)

لہذا کان لگا کر نبی کریم ﷺ کی حدیث کوسنو،ان نصیحتوں کے ذریعے آپ ﷺ نے ہمیں ڈرایا ہے۔اللہ تعالی کے سامنے رسوائی اور برائیوں کا نامہ اعمال کھلنے سے پہلے اپنے نفس کو چھپالو،تمہارا دل آفات میں گرنے سے غافل نہ ہواور ایسا توشہ اختیار کرلو جوتمہیں موت کے بعد سلامتی کے گھر یعنی جنت تک پہنچادے،اور خوفناک حسرتوں سے نجات عطا کرے،اوراے دھوکے میں پڑے ہوئے انسان!تمہیں لمبی امید نہیں باندھنی چاہئے کیونکہ جو چیز آنی ہے وہ آکر رہے گی۔

یانفس رحیلك قد حضرا   فابکی سکبا وابکی دررا

اے نفس!تیرے کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے،لہذا آنسوؤں کے موتی بہا کر رویا کرو۔

یانفس ذنوبك قد عظمت   والشیب برأسك قد ظهرا

اے نفس!تیرے گناہ بہت بڑے ہیں اورتمہارے سرپر بڑھاپا ظاہر ہو چکا ہے۔

یانفس فتوبی واجتهدی   وسلی ربّاً خلق البشرا

اے نفس!توبہ کرواور کوشش کرو،اوراس رب سے مانگو جس نے بشر کو پیدا کیا ہے۔

یانفس عساه ینقذك   من حرّ لهیبٍ قد زفرا

اے نفس!ممکن ہے کہ وہ تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ کی گرمی سے بچائے جو چنگھاڑ رہی ہے۔

یانفس فلوعاینت لظیٰ یوماً ترمی فیه الشرر ا

اے نفس! اگر تم کسی دن وہ دہکتی ہوئی آگ دیکھ لو جس میں چنگاریاں اڑ رہی ہونگی۔

یانفس بھا قومٌ لُعنوا سحقالھم سکنوا سقرا

اے نفس! اسی کے ذریعے ایک قوم پر لعنت کی گئی ہے، ان کے لئے ہلاکت ہو کہ وہ جہنم کے باسی ہیں۔

تغشیٰ النیرانُ وجوھم ویَرَوا اذلاًّ ویروا اقتراً

ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی اور وہ ذلت کو دیکھ رہے ہونگے۔

یانفس دعی الدنیا فلقد غرّت قوما کان اُمرا

اے نفس! دنیا کو چھوڑ دو، بیشک اس نے ایسے لوگوں کے ساتھ دھوکہ کیا ہے جو حکمران تھے۔

جمعوا الأموال وغرّھم أملٌ حتی سکنوا الحفرا

انہوں نے مال جمع کئے اور امید نے انہیں دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ گھڑے میں جا بسے۔

ساروا فی ضیق قبورھم فانظر عجبا وانظر عبراً

وہ اپنی تنگ قبروں کی طرف چل پڑے، اس بات کو تعجب اور عبرت سے دیکھ لو۔

عرّج بالدار فلست تریٰ عیناً للقوم ولا أثرا

اس گھر میں داخل ہو جا تمہیں اس قوم کا وجود اور کوئی اثر نظر نہیں آئے گا۔

یاربّ اغث سحنون لما من ثقل الذّنب قد انبھرا

اے پروردگار! سحنون کی مدد فرما کیونکہ وہ گناہوں کے بوجھ سے وہ ہانپ رہا ہے۔

واغفر واختم بالخیر له یاخیر الٰهٍ قد غفرا

اس کی بخشش فرما اور خاتمہ بالخیر فرما اور بہترین معبود جو بخشنے والا ہے۔

سکّنه الخلدَ ونحن معاً أھل الاسلام به زمرا

اس کو جنت میں جگہ عطا فرما اور ہم اہل اسلام بھی اس کے گروہ میں اس کے ساتھ ہو۔

بجوار محمّد سیّدنا من دین الحق به ظھرا

ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں جن کے ذریعے دین اسلام غالب ہوا۔

فعلیه صلاةً زاکیةً   وسلام الله متیٰ ذُکرا

جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالی کا پاکیزہ ترین درود و سلام ہوا

ورضی المولیٰ من عُصبته   ومن استهدیٰ بهم وسریٰ

اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت سے راضی ہو جائے اور اس سے بھی جس نے ان سے رہنمائی حاصل کی اور ان کے راستے پر چلا۔

فصل

لہذا اے اپنے نفس سے غافل اور اس دنیا کے مشاغل کی وجہ سے موت کے بعد پیش آنے والے حالات کے بارے میں دھوکہ کھانے والے! غور و فکر کرو کہ جب آگ مجرموں کا احاطہ کرے گی اور اس کے شعلے ان پر بھڑک اٹھیں گے، اور جہنمی لوگ جہنم کی غصے والی ایسی آواز سنیں گے کہ وہ غصے سے پھٹ رہی ہوگی، کلیجے منہ کو آرہے ہونگے، وہاں پر مجرموں کو غصے کا علم ہوگا اور ساری امتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی، کچھ لوگوں کو ضرور عذاب دیا جائے گا، ایک منادی نکل کر اعلان کرے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ پس اچانک ٹال مٹول کرنے والا اور دنیا میں لمبی امید باندھ کر اپنی جان پر ظلم کرنے والا اور برے عمل میں اپنی زندگی کو ضائع کرنے والا، ان سب لوگوں کو جلدی سے لوہے کے کڑوں میں پکڑ لیا جائے گا اور یہ لوگ بڑی سخت دھمکیوں کا سامنا کریں گے، پھر انہیں سخت عذاب کی طرف ہانکا جائے گا اور بالآخر جہنم کی تہہ میں الٹا ڈال دیا جائے گا، فرشتے کہیں گے، چکھو بیشک تم بڑی عزت و احترام والے تھے، پھر وہ ایسے گھر میں رہیں گے جو ہر طرف سے تنگ ہوگا، تاریک راستوں والا ہوگا اور اس میں بہت زیادہ ایسی مصیبتیں ہونگی جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور کسی کان نے اس جیسی ہلاکتوں کے بارے میں سنا نہیں ہوگا۔

ان کا کھانا زقوم کا درخت اور ان کا پینا کھولتا ہوا گرم پانی ہوگا، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور انہیں سخت عذاب دیا جائے گا، ان کے پاؤں کو پیشانیوں کے ساتھ باندھا ہوا ہوگا اور گناہوں کی سیاہی سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، وہ جہنم کے اطراف و اکناف سے آواز لگائیں گے کہ اے مالک! لوہے نے ہمیں بوجھل کر دیا ہے، اے مالک! ہماری کھالیں پک چکی ہیں، اے مالک! ہمیں جہنم سے نکال دیجئے ہم دوبارہ ایسا نہیں کریں گے، اس وقت وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائیں گے، اور اللہ کے حق اور اس کی اطاعت میں کوتاہی پر افسوس کریں گے، انہیں چہروں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا، ان کے اوپر نیچے دائیں

بائیں ہر طرف آگ ہوگی، اس کے علاوہ ان کا کھانا پینا، سانس لینا اور لباس سب آگ کا ہوگا ہے۔

وہ اپنے منہ کے بل آگ میں چلیں گے اور ان کے قدموں میں سخت لوہا ہوگا، اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم انہیں حسن و جمال اور اچھی حالت کے بعد ایسی حالت میں دیکھو گے کہ ان کے چہرے سیاہ، آنکھیں اندھی اور زبانیں گونگی ہو چکی ہونگی، ان کی کمر کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی اور ناک و کان کٹے ہوئے ہونگے، اور کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، پیاس کی وجہ سے ان کے جگر ٹوٹ جائیں گے اور آنکھیں رخساروں پر گری ہوئی ہونگی، ان کے دماغ گرم پانی کی طرح کھول رہے ہونگے اور آنتیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہماری خیر خواہی میں بہت زیادہ کوشش فرمائی، جہنم کی بیڑیوں، تکلیفوں، گھاٹیوں، بچھوؤں اور ہولناکیوں کے علاوہ بہت ساری چیزوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث منقول ہیں، یقیناً کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی، جس طرح قسم قسم کی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا اسی طرح اپنے دل میں یہ بھی اندازہ لگا لو کہ جہنم میں مختلف قسم کے عذاب ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا کھٹکا نہیں گذرا۔

اس مبارک نام کے بارے میں اتنا کافی ہے، اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی برکتیں نازل فرمائے، ہمیں اپنی ناراضگی اور عذاب سے نجات عطا فرمائے، اور ہمیں اپنے مہربان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کے گروہ میں شامل فرمائے، بیشک ہم تمام گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، اور دلوں کے جوڑنے والے پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اذا شهدت يوم المعاد جوارحی ۔۔۔۔ فكيف خلاصی من ظهور الفضائح

جب قیامت کے دن میرے اعضاء گواہی دیں گے تو رسوائی کے ظاہر ہونے سے میں کیسے بچ سکوں گا؟

اذا قالت العينان: تذكر ساعةً ۔۔۔۔ نظرتَ بها للمنكرات القبائح

جب دونوں آنکھیں کہیں گی کہ اس گھڑی کو یاد کرو میرے ذریعے تم بری چیزوں اور قباحتوں کو دیکھا کرتا تھا۔

وقال لسانی: كم لفظت بباطل ۔۔۔۔ وكنت الى العصيان أوّل رائح

اور میری زبان کہے گی کہ تم نے کتنی غلط گفتگو کی ہے، تم نافرمانی کی طرف سب سے پہلے جانے والے تھے۔

وقالت یدی: کم قد تناولت مأثما فوأسفا ان کنت غیر مسامح

اور میرا ہاتھ کہے گا کہ تو نے کتنے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، اگر تم پر درگذر نہ ہو تو تم پر افسوس ہے۔

وقالت لی الرّجلان: کم من محرّم مشیت ولم تسمع مقالۃً ناصح

اور میرے پاؤں نے مجھ سے کہا: کتنے حرام کاموں کی طرف تو چلا ہے اور کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت تو نے نہیں سنی۔

فانّی الی نارٍ تلظّی وقودھا أساق ذلیلاً خاسراً غیر رابح

بیشک میں دہکتی ہوئی آگ کی طرف ذلت اور نقصان کی حالت میں ہنکایا جاؤں گا جس کا ایندھن بھی فائدہ دینے والے نہیں۔

فانّ من ذوی الاحسان بالعفو والرّضا نجوت والا کنت رھن قبائح

اگر تم احسان درگذر اور رضامندی والے لوگوں میں سے ہوگا تو نجات پا جائے گا ورنہ بری جگہ پر بھیج دیا جائے گا۔

الٰھی یا رحمن انّ توسّلی الیك بتاج الرّسل نجل الأباطح

اے میرے معبود اور رحمن ذات! آپ کی بارگاہ میں میرا وسیلہ انبیاء کے سرتاج ہیں جو شریف النسل اور کشادہ ظرف ہیں۔

محمد المھدیٰ الی الخلق رحمۃً فکن راحمی واصفح ویسّر مصالحی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہیں تمام مخلوق کی طرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے پس مجھ پر رحم اور درگذر کا معاملہ فرما اور میری مصلحتوں کو آسان فرما۔

وصلّ علیه کلّما ذُکر اسمه وخصّص فی الأخریٰ بأعلیٰ المنائح

ان پر رحمت نازل فرما جب تک ان نام ذکر کیا جاتا رہے، اوو آخرت میں انہیں اعلیٰ تحفوں کی خصوصیت عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی ''مبشر اور بشیر'' کے معنی میں

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور شرف واکرام کا معاملہ فرمائے

مبشر اور بشیر دونوں آپ علیہ السلام کے اسمائے گرامی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان دوناموں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ان کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو وہ باتیں یاد دلاتے ہیں جن سے ان کے دل خوش ہوتے ہیں، نیز انہیں جنت کی نعمتوں تک پہنچانے والے ہیں جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نافرمانوں کو جہنم سے ڈراتے ہیں اسی طرح فرمانبرداروں کو جنت کی خوشخبری بھی سناتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی کہ اہلِ جنت کے چہروں پر نعمتوں کی تروتازگی پہچان لی جائے گی، انہیں مہر لگی شراب پلائی جائے گی جس کا ڈھکن مشک کا ہوگا، انہیں جنت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی، سفید موتیوں اور سبز زبرجد کے خیموں میں سرخ یاقوت کے منبروں پر بیٹھے ہونگے، بچوں اور خادموں میں گھرے ہوئے ہونگے، حور عین جیسی خوبصورت عورتوں سے مزین ہونگے جو یاقوت اور مرجان کی طرح ہونگی، وہ جو چاہیں گے جنت میں انہیں مل جائے گا، انہیں نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے، وہ ہلاکت کے خوف سے امن میں ہونگے، جنت کے پتھر لؤلؤ اور مرجان کے ہونگے، اس کی مٹی مشک وزعفران کی ہوگی، وہ ہمیشہ کے لئے مختلف قسم کی نعمتوں میں گھومتے رہیں گے اور وہ نعمتیں کبھی زائل نہیں ہونگی۔

وہ اسی حال میں ہوں گے کہ ایک منادی آواز لگائے گا بیشک تم صحت میں ہو، اب کبھی بیمار نہیں ہونگے، بیشک تم نعمت میں ہو، اب کبھی تنگی نہیں آئے گی، بیشک تم زندہ ہو، اب کبھی موت نہیں آئے گی، بیشک تم جوان ہو، اب تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، اور اگر تم اہل جنت کی صفات اور نعمتوں کا نقشہ کھینچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرو اس سے بڑھ کر کوئی بلیغ بیان نہیں، لہذا سورہ واقعہ اور سورۃ رحمن کو دیکھو تمہیں ایمان میں شرح صدر نصیب ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر امید مضبوط ہوگی۔

عاصم بن حمزہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے جہنم کا تذکرہ فرمایا اور اس کے معاملے کو بہت بڑا تصور کیا پھر جنت کا تذکرہ فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

{وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ

اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾ الزمر ۷۳

ترجمہ: اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ کر رکھا تھا انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے، جبکہ اس کے دروازے ان کے لئے پہلے سے کھولے جا چکے ہوں گے (تو وہ عجیب عالم ہوگا) اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ: ''سلام ہو آپ پر، خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے آجایئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنتی جنت کے دروازے کے پاس پہنچیں گے تو وہاں انہیں ایک درخت ملے گا جس کے تنے کے نیچے چشمے جاری ہونگے، وہ ایک چشمہ کی طرف جائیں گے اور حکم کے مطابق اس کا پانی پئیں گے، ان کے پیٹ سے گندگی ختم ہو جائے گی، پھر دوسرے چشمہ کے پاس جائیں گے اور اس سے پاکی حاصل کریں گے، اس کے بعد ان پر نعمتوں کی تازگی پھوٹ پڑے گی، ان کی کھالیں اس کے بعد کبھی تبدیل نہیں ہونگی، ان کے سر کبھی پراگندہ نہ ہونگے اور وہ ایسے ہو جائیں گے کہ گویا انہیں تیل کی دھونی دی گئی ہو، پھر وہ جنت کے دروازے کے پاس آئیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے''تم پر سلامتی ہو خوش ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جاؤ۔

ہر طرف سے خادم ان کی خدمت کے لئے حاضر ہونگے اور ان کے گرد ایسے گھومیں گے جیسے دنیا میں دور کے مسافر کے سامنے بچے گھومتے ہیں، وہ اس سے کہیں گے: اس اکرام کی وجہ سے خوش ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے تیار کیا ہے، پھر ان خادموں میں ایک لڑکا اس کی بیوی حورعین سے جا کر کہے گا کہ فلاں آدمی جسے دنیا میں فلاں نام سے پکارا جاتا تھا آیا ہے، حور پوچھے گی کہ کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ وہ کہے گا جی ہاں، میں نے اسے دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے ہے، وہ خوشی سے جھوم اٹھے گی اور کھڑی ہو کر جنت کے دروازے تک آئے گی، جب جنتی اس کے گھر تک پہنچے گا اور اس کی عمارت کی بنیاد کی طرف دیکھے گا تو اچانک اس کے اوپر سبز سرخ اور پیلے ہر قسم کے رنگ برنگے موتیوں کی ایک چٹان آجائے گی، اس کے بعد وہ سر اوپر اٹھا کر چھت کو دیکھے گا تو وہ بجلی کی طرح ہوگا، پھر وہ اپنا سر جھکائے گا تو اس کی بیویاں، جنت کے پیالے اور بچھے ہوئے گدے اس کے سامنے ہونگے، وہ تکیے پر ٹیک لگا کر کہیں گے:

{الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ} الاعراف ۴۳

ترجمہ: تمام تر شکر اللہ کا ہے، جس نے ہمیں اس منزل تک پہنچایا۔ اگر اللہ ہمیں نہ پہنچاتا تو ہم کبھی منزل تک نہ پہنچتے۔

اس کے بعد ایک منادی آواز لگائے گا:

انّ لکم أن تحیُوا فلا تموتُوا أبدا، وتقیمُوا فلا تطعنوا أبداً، وتضحکوا فلا تبکوا أبداً، وتصحوا فلا تمرضوا أبداً۔

ترجمہ: بیشک تمہارے لئے زندگی ہے اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم یہاں رہو گے کبھی کوچ نہ کرو گے، تم ہنسو گے کبھی رونا نہیں آئے گا، صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہونگے۔ (تفسیر قرطبی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت منقول ہے کہ جنت کے انار ڈھول کی طرح ہونگے، اس کی نہروں کا پانی متغیر نہیں ہوگا، اور اس میں دودھ کی نہریں ہونگی جن کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوگا، اور خالص شہد کی نہریں ہونگی جن کی کیفیت بیان سے باہر ہے، شراب کی نہریں پینے والوں کے لئے لذیذ ہونگی اور ان سے دماغ میں خرابی نہیں آئے گی، بیشک جنت میں وہ نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے ان کے بارے میں سنا نہیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا کھٹکا تک نہیں گذرا، سب خوش وخرم اور تینتیس سال کے جوان ہونگے، ان کی لمبائی ساٹھ گز جبکہ چہرے اور جسم پر بال نہیں ہونگے، عذاب سے محفوظ ہونگے، اطمینان والا گھر نصیب ہوگا، اس کی نہریں یاقوت اور زبرجد کی نالیوں میں بہہ رہی ہوں گی، اور اس کی کھجور کی جڑیں اور شاخیں موتیوں کی ہونگی اور اس کے پھلوں کے بارے میں اللہ ہی جانتا ہے، اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس ہوگی، اور جنتیوں کے لئے اس میں صاف وشفاف گھوڑے اور اونٹ ہونگے جن کے کجاوے، لگامیں اور زین یاقوت کے ہونگے وہ جنت میں باندھے ہوئے ہونگے، اور ان کی بیویاں حور عین ہونگی جیسا کہ چھپائے ہوئے موتی ہیں۔

جنت کی عورت دو انگلیوں سے ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوگی، ان کے باہر سے اس کے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ برے اخلاق اور موت سے جسموں کو پاک فرما دیں گے، وہ پیشاب و پاخانہ نہیں

کریں گے، بس ایک ڈکار آئے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی، نیز ان کو صبح و شام روزی ملے گی، سب سے آخر میں جو شخص سب سے نچلے درجے کی جنت میں داخل ہوگا وہ اپنی نظر کو دراز کرے گا تو سونے اور چاندی کے محلات میں اس کی سلطنت ایک سو سال کی مسافت تک ہوگی، موتی کے خیمے ہونگے، جنتی اپنی نظر کو پھیلائے گا اور اس کے آخری کنارے کو اس طرح دیکھے گا جیسے وہ اس کے قریبی کنارے کو دیکھ رہا ہے، صبح اور شام کے وقت اس پر ستر ستر ہزار پلیٹیں سونے کی لائی جائیں گی، ہر پلیٹ میں الگ رنگ کے کھانے ہونگے، وہ کھانے کے آخر میں بھی ایسا ذائقہ محسوس کرے گا جیسے کھانے کی ابتدا میں ہوتا ہے۔

جنت میں ایک یاقوت ہے جس میں ستر ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں جن میں کوئی شگاف اور سوراخ نہیں ہوگا اور سب سے کم درجے والا جنتی اپنی بادشاہت میں ایک ہزار سال چلے گا، اور سب سے بلند درجے والا جنتی صبح و شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔

اللہ تعالی کے دیدار کے علاوہ تمام نعمتیں جنت کی نعمت کے برابر نہیں ہوسکتیں، اور اللہ سے ملاقات کے بغیر جنت کی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں، جنتی دیدار کی درخواست کریں گے جو انہیں اپنے سوا ہر چیز سے بے نیاز کردے گا، یہ روحانی نعمت ہوگی جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوگی، اس سے بہت زیادہ لذت حاصل ہوگی، یہ انتہا درجے کی خیر اور نعمت ہوگی۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

{لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ} ۲۶یونس

ترجمہ: جن لوگوں نے بہتر کام کئے ہیں، بہترین حالت انہی کے لئے ہے اس سے بڑھ کر کچھ اور بھی!

پھر ارشاد فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی دوزخ میں داخل ہونگے تو ایک منادی اعلان کرے گا کہ اے جنت والو! بیشک اللہ تعالی کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے اور وہ اسے پورا کرنا چاہتا ہے، جنتی پوچھیں گے کہ کون سا وعدہ؟ کیا اللہ تعالی نے ہمارے میزان عمل کو بھاری اور چہروں کو چمکدار نہیں بنادیا؟ ہمیں دوزخ سے نجات عطا فرما کر جنت میں داخل نہیں کردیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر پردہ اٹھایا جائے گا اور جنتی اللہ تعالی کے کا دیدار کریں گے، انہیں اس دیدار سے بڑھ کر کوئی محبوب چیز نہیں دی جائے گی۔

جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاس یہ حدیث بیان کی جائے تو اللہ تعالی

کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ وہ کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا، اس کا وجود کسی چیز پر نہیں کسی چیز کے اندر نہیں اور کسی چیز کے سبب سے نہیں کیونکہ اگر حق تعالیٰ کسی چیز سے ہوتے تو مخلوق کی طرح ان کی شکل وصورت ہوتی، اگر کسی چیز پر ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حد بندی اور اس کا اٹھایا جانا لازم آتا، اور کسی چیز میں ہوتے تو محصور ہوتے، اور اگر کسی چیز کے سبب ہوتے تو ان کی مدد لازم آتی، یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ وہ ساری مخلوق کے خالق ہیں، اور تمام موجودات کو اٹھائے ہوئے ہیں اور تمام نئی پیش آنے والا باتوں پر قدرت رکھتے ہیں ،اس کی ذات پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یاواحداً فی حسنه متفرّدٌ　　　فی السرّ أنت وفی الظّواهر معلن

اے حسن میں یکتا ذات! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری اور باطنی حالت میں سب کے سامنے ہیں۔

ولقد علمنا عنك أنّك محسن　　　لکن رأینا منك ماهو أحسن

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان کرنے والے ہیں لیکن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔

ینزیه حسنك عن شبیه واجب　　　اذمثل حسنك فی الوریٰ لایمکن

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کو مشابہت سے پاک قرار دینا واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن جیسا مخلوق میں ناممکن ہے۔

بصفات حسنك کلّ کون مفصح　　　وفصیحه ان رام یحصی ألکن

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کو خوبیوں کو ساری کائنات بیان کررہی ہے اگر نہ بولنے والا بھی شمار کرنے کا ارادہ کرتا تو بیان کردیتا۔

ان قلتُ أفنیٰ ،قلت:هذا حاصل　　　أو قلتُ عبدُك ،قلت:هذا بیّنٌ

اگر میں کہوں کہ میں فنا ہوجاؤں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے یہ چیز حاصل ہونے والی ہے، یا میں کہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے یہ ظاہر ہے۔

فمن الّذی یفنیٰ علیك صبابة　　　ومَن الّذی بجمال حسنك یفتن

کون ہے جو عشق کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہو اور کون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی وجہ سے آزمائش میں پڑ جائے۔

یارب ثبّتنا علی الایمان وال　　　　اسلام التقویٰ فانّك محسن

اے پروردگار! ہمیں ایمان، اسلام اور تقویٰ پر ثابت قدمی عطا فرما، بیشک آپ احسان کرنے والے ہیں۔

وصل الصلاۃ مع السّلام علی النب　　　　یّ وآله وهم الّذین قد أحسنوا

اور رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما دیجئے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جنھوں نے احسان کیا ہے۔

فصل

جس محبت کرنے والے کو علم ہو کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی منذر، نذیر مبشّر اور بشیر ہے اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہو، اس کے عذاب سے ڈرتا رہے، اگر جنت اور اس کی خوش کرنے والی نعمتوں کو دیکھے تو اللہ کی رحمت سے امید رکھے اور اس سے اچھا گمان رکھے، اگر وہ جہنم پر نظر کرے کہ اللہ تعالی نے اسے جہنمیوں کے لئے تیار کیا ہے تو اس سے پناہ مانگے اور اس کی چنگھاڑ سے ڈرتا رہے، اور اپنے دل میں اس بات کا استحضار رکھے کہ اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرلے اس کا فیصلہ کرلیتا ہے، بیشک وہ پاک، صاحبِ تعریف اور بزرگی والی ذات ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی تعریف اس ارشاد سے فرمائی ہے:

{ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ } السجدۃ ١٦

ترجمہ: وہ اپنے پروردگار کو امید و خوف (کے ملے جذبات) سے پکار رہے ہوتے ہیں، اور ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جہنم کے خوف اور جنت کی لالچ میں اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں یا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالی کے دیدار سے محرومی کے خوف اور جنت میں اللہ تعالی کے دیدار کی لالچ میں دعا کرتے ہیں یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ایمان کی حلاوت کے چھن جانے کے خوف اور اللہ تعالی کی مناجات کی لذت حاصل کرنے کی لالچ میں اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں، امید اور خوف یقین کا ایک درجہ اور نیک لوگوں کی نشانی ہیں۔

جس شخص کی اساس صحیح ہو اور وہ صحت کے اعتبار سے قوی ہو، لذتوں میں گھرا ہوا ہو، اس کا دل

شہوات سے بھرا ہوا ہو، اسے چاہیے کہ ڈرانے والی چیزوں کو سوچا کرے، شاید وہ اسے خلاف شریعت باتوں کے ارتکاب سے روک دے، نیز وہ موت کے بعد کی سختیوں اور حسرتوں پر کثرت سے غور و فکر کرے، مجھے اور مجھ جیسے گنہگاروں کو جو برائیاں جمع کر کے افسوس کم کرتے ہیں صرف توبہ اور اللہ کی طرف رجوع سے ہی فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا} الزمر ۷۳

ترجمہ: اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ کر رکھا تھا انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ} الزمر ۵۴

ترجمہ: اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ، اور اس کے فرماں بردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آپہنچے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ} النمل ۴۶

ترجمہ: صالح نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اچھائی سے پہلے برائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو، تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ} القیٰمۃ ۲،۱

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی، اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی، (کہ ہم انسان کو ضرور دوبارہ زندہ کریں گے)۔

حضرت حسن بصری اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت فرماتے ہیں کہ تم جس مومن سے بھی ملو گے وہ اپنے نفس کو سزا دیتے ہوئے یہ کہہ رہا ہوگا کہ میں نے اپنی گفتگو، کھانے اور پینے سے کیا نیت کی ہے اور تم

گنہگار کو اس طرح پاؤ گے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے نہ نفس کو منع کرتا ہے اور نہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ اس بندے پر رحم فرماتے ہیں جو اپنے نفس سے کہے: کیا تم نے فلاں کام نہیں کیا اور فلاں کام سے رکا نہیں، پھر مذمت کر کے اس سے جھگڑا کرے، اسے خوف دلائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ذکر کرے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو جنت کا نمونہ دکھایا کہ اس کے پھل کھا رہا ہوں، اس کی نہروں سے پی رہا ہوں اور حوروں سے ملاقات کر رہا ہوں، پھر میں نے اپنے نفس کو جہنم کا نمونہ دکھایا کہ اس کا زقوم کھا رہا ہوں، اس کی پیپ پی رہا ہوں، اس کی زنجیروں اور طوقوں کا سامنا کر رہا ہوں، پھر میں اپنے نفس سے کہتا ہوں کہ اے نفس! تم کیا چیز چاہتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں دنیا میں واپس جانا چاہتا ہوں تا کہ نیک عمل کروں اور اپنے پروردگار کی اطاعت میں کوشش کروں اور اس کی ذات سے ڈروں، میں کہتا ہوں، تم صرف صحابہ کرام جیسے اعمال کی تمنا کیا کرو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مراد کو سمجھا، درحقیقت وہ اللہ کے بندے تھے، انہوں نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کی، نصیحت قبول کی اور ڈرتے رہے، اور اللہ تعالیٰ سے جتنا ڈرتے رہے اتنا ہی اس کے قریب ہوتے رہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ نکل کر ان کے ایک باغ میں داخل ہوا تو انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ ہمارے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ میں تھے اور خود کو کہہ رہے تھے کہ اے عمر بن خطاب! امیر المومنین! رک جا! باز آجا! ورنہ اللہ کی قسم وہ تمہیں ضرور بالضرور سزا دے گا۔

اے دھوکے میں پڑے ہوئے انسان! جب حضرت عمر جیسی شخصیت اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ دھیان، خوف اور حیا کے باوجود یہ کہہ رہی ہے تو ہم جیسے ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا} النساء ۱۰۸

ترجمہ: یہ لوگوں سے تو شرماتے ہیں اور اللہ سے نہیں شرماتے، حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے پاس ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں۔ اور جو کچھ یہ کر رہے ہے

ہیں اللہ نے اس سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اے ہماری غفلت کہ ہم نے پروردگار کا یہ ارشاد بھی نہ سنا:

{واتّقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ. ثمّ توفّی کلّ نفسٍ مّا کسبت وھم لایظلمون} البقرۃ

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

کیا تم اللہ تعالی کے اس ارشاد سے نصیحت نہیں پکڑتے کہ:

{ فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ } التوبۃ ۱۰۵

ترجمہ: اب اللہ بھی تمہارے طرزِ عمل دیکھے گا اور اس کا رسول بھی اور مومن لوگ بھی۔ پھر تمہیں لوٹا کر اس ذات کے سامنے پیش کیا جائے گا جس کو چھپی اور کھلی تمام باتوں کا پورا علم ہے۔ پھر تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

منك التفضّل والاحسان والکرم ومنّی الفقر والافلاس والعدمُ

احسان اور فضل و کرم آپ طرف سے ہے اور فقر و افلاس اور محتاجی میری طرف سے ہے۔

یاواحداً جلّ عن شبہٍ وعن مثل ومنعم شانہ الافضالُ والکرمُ

اے وہ یکتا ذات! جو کسی مثل اور مشابہت سے پاک ہے اور جس کی شان فضل و کرم اور انعام کرنا ہے۔

لاتنظرنّ لأفعالی فتھلکنی وانظر لِما الخلقُ طرّاً منك قد علموا

ہرگز میرے اعمال کی طرف نہ دیکھنا کہ آپ مجھے ہلاک کر دیں، بلکہ اس بات پر نظر فرمائیں کہ ساری مخلوق آپ کے بارے میں یہ جانتی ہے۔

عفو وصفح وافضال ومغفرۃ ورحمۃ شاھدتھا العرب والعجمُ

کہ آپ عفو و درگذر کرنے والے، فضیلت مغفرت اور رحمت والے ہیں، ان باتوں کی گواہی عرب و عجم نے دی ہے۔

انّ الکریم اذا حلّ اللئیم به　　　یدنی ویعفو وان زلّت به القدمُ

بیشک نامراد آدمی کے پاس جب کریم آدمی آتا ہے تو وہ اسے قریب کرتا ہے اور اگر اس سے لغزش ہو جائے تو اسے معاف کرتا ہے۔

وأنت أعظم من جلّت مکارمُه　　　یامن علیه اعتمادُ الخلق کلّهم

آپ وہ بڑی ذات ہیں جس کے اخلاق بھی بڑے ہیں اے وہ ذات جس پر ساری مخلوق نے اعتماد کیا ہے۔

قد غرّنی الحلم فی الدّنیا فها أنذا　　　علانی السّقم واستولانی الندمُ

یقیناً دنیا میں مجھے حلم نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اب بیماری اور ندامت مجھ پر غالب آچکی ہے۔

لہذا اے اللہ کے بندو! اپنے گناہوں سے جلدی توبہ کرو، موت سے پہلے اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، اللہ تعالی نے اسے تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے، اپنے خالق کے بارے میں اچھا گمان رکھو، یقیناً عنقریب قیامت کے دن تم اپنے رب کی ایسی رحمت دیکھو گے جس کا کھٹکا تمہارے دل پر نہیں گذرا ہے۔

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انّ ربّکم سبحانه وتعالیٰ أرحمُ بکم جمیعاً من هذه بولدها''

ترجمہ: بیشک تمہارا پروردگار اس ماں کے اپنے بچے کیساتھ محبت سے بڑھ کر تم سے محبت کرتا ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین)

چنانچہ مسلمان اس خوشخبری والی بات کی وجہ سے بہت زیادہ خوشی کی حالت میں منتشر ہوئے۔

حضرت عمر بن حازم انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن تک ہم سے پردہ کئے رکھا، آپ ﷺ صرف فرض نمازوں کے لئے نکلتے اور واپس تشریف لے جاتے، چوتھے دن آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنے آپ کو ہم سے روکے رکھا یہاں تک کہ ہمیں یہ خیال ہوا ہے کہ آپ ﷺ کیساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات ہی پیش آئی ہے، بیشک میرے پروردگار نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ

میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل کرے گا، میں تین دن تک اللہ تعالی سے مانگتا رہا اور میں نے اپنے پروردگار کو یکتا بزرگی والا اور کریم پایا، چنانچہ اس نے مجھے ہر ستر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید عطا فرمائے، میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچے گی؟ اللہ تعالی نے فرمایا میں تمہارے لئے اعراف والوں سے اس تعداد کو پورا کروں گا۔ اور جبریل علیہ السلام حرہ مقام کے آس پاس میرے سامنے آئے اور کہا: اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جسے موت اس حال میں آئے کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، میں نے پوچھا: اے جبریل! اگرچہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو اور شراب پی ہو؟ جبریل نے کہا: اگرچہ اس نے چوری کی ہو زنا کیا ہو اور شراب پی ہو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

{وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ} الرحمن ۴۶

ترجمہ: اور جو شخص (دنیا میں) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا اس کے لئے دو باغ ہونگے۔

تو میں نے عرض کیا کہ اگر وہ زنا اور چوری کرے تو بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وان زنىٰ وان سرق. وعلىٰ رغم أنف أبي ذرّ۔

ترجمہ: اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے اور اگرچہ ابوذر کا ناک خاک آلود ہو جائے۔

(طبرانی کنز العمال، در منثور)

ان احادیث میں اللہ کی رحمت کے وسیع ہونے اور اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے کی بشارت ہے، وہ جود و کرم کا مالک اور مشفق و مہربان ہے، وہ جس چیز کا ارادہ کرے عطا کرتا ہے، جو چاہے اس پر قادر ہے، ہم اس کے فضل و کرم سے امید کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہیں کرے گا جس کے ہم مستحق ہیں اور ہماری جو باتیں اس کے علم میں ہیں ہم پر اپنی شان کے مطابق فضل کرے گا اور ہمارے اعمال کا مواخذہ نہیں کرے گا جنہیں وہ جانتا ہے۔

یہ اسمِ مبارک آخری نام تھا جسے میں نے کتاب الشفا میں آپ ﷺ کے ناموں میں دیکھا ہے، پس آپ ﷺ ہمارے حبیب اور پروردگار کی بارگاہ میں ہمارا وسیلہ ہیں، اور اس دن ہمارے سفارشی ہونگے جس دن ہم پر ہولناکیاں آئیں گی، نیز آپ ﷺ سختیوں اور موت کے وقت ہماری جائے پناہ ہونگے۔

بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہم پر اس کام کو آسان کر دیا ہے، ان مبارک ناموں اور صفات کی تشریح کا مقصود پورا ہونے پر اس کی تعریف اور شکر ہے، ان شاء اللہ ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ اس کے ذریعے وہ ہمیں مقصود تک پہنچائے گا اور مجھے نبی کریم ﷺ کا قرب عطا کرے گا، مجھے اور اس کتاب کے سامعین کا حشر نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی جماعت کے ساتھ کرے گا، اللہ تعالی نبی کریم ﷺ آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

اللہ تعالی کی تعریف اور اس کی بہترین مدد سے کتاب مکمل ہوئی، اللہ تعالی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ کی ذات پر۔

(آخر میں فاضل محقق کہتے ہیں کہ) میں محمد رضوان بن احمد بن عبدالرزاق بن احمد الدایہ، ساکن دومی، خاندان صالحی، اصلاً مکی، اور مذہباً حنبلی، سنتِ نبویہ کا خادم اور آپ ﷺ کی محبت اور اطاعت کا سایہ حاصل کرنے والا، اور آپ ﷺ کی ہدایت سے ہدایت حاصل کرنے والا دعا گو ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کے مولف پر رحم فرمائے اور انہیں بہترین اجر وثواب عطا فرمائے۔

مجھے اس کتاب کی نظرِ ثانی سے ربیع الاول ۱۴۲۳ھ کو فراغت حاصل ہوئی، اور یہ کتاب کو منظرِ عام پر لانے سے پہلے آخری قراءت ہے، اللہ تعالی اس کتاب کو ہمارے لئے نافع بنائے، اور ہر شخص کو نفع عطا فرمائے جس نے اس کی طباعت اور نشر واشاعت میں آسانی پیدا کی ہے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وخصوصیات کے
علاوہ اس کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ
طیبہ اور صحابہ کرام کی مبارک زندگی پر بھی
سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے، نیز سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کیلئے سینکڑوں
عربی اشعار کو بھی اس کتاب کی زینت بنایا گیا
ہے جنہیں پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت
کرنے والے ہر قاری کی آنکھیں ٹھنڈی
اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے، قرآنی آیات
اور احادیث مبارکہ کا ذخیرہ بھی اس میں موجود
ہے، قارئین کرام کی آسانی کیلئے آیات،
احادیث مبارکہ اور اشعار کا عربی متن لکھ ترجمہ
کر دیا گیا ہے۔ الغرض سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عنوان پر علماء، خطباء اور واعظین کیلئے
اس کتاب میں بہترین مواد موجود ہے۔